دلائل نقلیہ بالتفصیل

دلائل نقلیہ کے ذکر میں تمام صیغے جمع متکلم کے استعمال کئے گئے ہیں جس سے اس طرف اشارہ مقصود ہے کہ یہ سارے کام ہمارے ہی ہیں کسی دوسرے کا ان میں دخل نہیں۔ دلائل نقلیہ کے ذکر میں ترتیب زمانی ملحوظ نہیں رکھی گئی کیونکہ اصل مقصود اس بات کا بیان ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام توحید کے مبلغ تھے وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ دلیل نقلی تفصیلی اول از حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ (ع ۵) دلیل نقلی دوم از حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کس قدر شدت کے ساتھ قوم کو شرک سے روکا۔ اور ان کو آگ سے ہم نے بچایا وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا دلیل نقل سوم از حضرت لوط علیہ السلام وَنُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ دلیل نقل چہارم از حضرت نوح علیہ السلام۔ حضرت نوح علیہ السلام نے طوفان میں ہمیں پکارا اور ہم ہی نے ان کو طوفان سے نجات دی۔ وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ الخ دلیل نقل پنجم از حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ الخ دلیل نقل ششم از حضرت ایوب علیہ السلام اپنی تکلیف اور بیماری کا شکوی اللہ سے کیا۔ اور اسی سے تکلیف دور کرنے کی دعا کی۔ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ الخ دلیل نقلی تفصیلی ہفتم از حضرت اسماعیل، ادریس اور ذوالکفل علیہم السلام وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا الخ دلیل نقل ہشتم از حضرت یونس علیہ السلام مصیبت میں مبتلا ہوئے۔ تو اللہ تعالیٰ کے حضور میں گڑگڑائے اور اللہ کو پکارا۔ وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا الخ دلیل نقل نہم از حضرت زکریا علیہ السلام۔ اولاد کی آرزو پیدا ہوئی تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ غیر اللہ کو نہیں پکارا۔ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ الخ یہ آیت تمام مذکورہ واقعات سے متعلق ہے۔ یعنی یہ تمام مذکورہ انبیاء علیہم السلام نیکی کے کاموں کو دوڑ کر بجا لاتے اور امید و بیم کی حالت میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو غائبانہ پکارتے تھے۔ وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا الخ دلیل نقل دہم از حضرت عیسیٰ علیہ السلام اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً الخ اس میں انبیاء علیہم السلام کی پوری جماعت کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی تمام انبیاء علیہم السلام کا دین ایک ہی تھا۔ وہ سب حاجات و مصائب میں اللہ ہی کو متصرف و کارساز سمجھ کر پکارتے تھے۔ لہٰذا وہ سب اللہ تعالیٰ کے محتاج تھے۔ اور خود کارساز اور حاجت روا نہ تھے وَاَنَا رَبُّكُمْ واؤ تفسیریہ ہے اور یہ جملہ ماقبل کی تفسیر ہے وَتَقَطَّعُوْٓا یہ سوال مقدر کا جواب ہے یعنی اگر تمام پیغمبر توحید کے داعی تھے پھر ان کو کیوں پکارا گیا جواب دیا گیا کہ ان کے بعد باغی لوگوں نے توحید میں اختلاف کیا اور لوگوں کو گمراہ کر دیا فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ بشارت اخروی ہے۔

سُوْرَةُ الْاَنْبِيَآءِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّاثْنَتَا عَشْرَةَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ انبیاء مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ایک سو بارہ آیتیں اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ① مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ② لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى ڰ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ڰ هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ③ قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۡ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ④ بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۢ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ښ فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ⑤ مَآ اٰمَنَتْ

نزدیک آگیا لوگوں کے ان کے حساب کا وقت اور وہ بے خبر ٹلا رہے ہیں کوئی نصیحت نہیں پہنچی ان کو ان کے رب سے نئی مگر اس کو سنتے ہیں کھیل میں لگے ہوئے کھیل میں پڑے ہیں دل ان کے اور چھپا کر مصلحت کی بے انصافوں نے یہ شخص کون ہے ایک آدمی ہے تم ہی جیسا پھر کیوں پھنستے ہو جادو میں آنکھوں دیکھتے اس نے کہا میرے رب کو خبر ہے بات کی آسمان میں ہو یا زمین میں اور وہ ہے سننے والا جاننے والا اس کو چھوڑ کر کہتے ہیں بیہودہ خواب ہیں نہیں جھوٹ باندھ لیا ہے نہیں شعر کہتا ہے پھر چاہیے کہ لے آئے ہمارے سامنے کوئی نشانی جیسے پیغام لے کر آئے ہیں پہلے نہیں مانا

الجزء السابع عشر ١٧

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید مراد از نشانہ عقوبت عام میداشتند مثل طوفان قوم نوح و صرصر قوم ہود واللہ اعلم ۱۲۔

حَتّٰۤى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ (ع‌ع) تخویف دنیوی اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ تخویف اخروی وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ
مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ الخ بشارت دنیوی ہے۔ قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ توحید پر دلیل وحی ہے وَاِنْ اَدْرِيْۤ اَقَرِيْبٌ اَمْ بَعِيْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ الخ
آخر میں دعوی سورت کا اعادہ کیا گیا ہے۔ کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔ وہی غیب دان اور متصرف و کارساز ہے۔ **۲ٍ** زجر مع شکوی۔ حضرت
ابن عباس فرماتے ہیں۔ النّاس سے مشرکین مراد ہیں، بعض نے کہا ہے۔ کہ بوقت نزول اگرچہ اس سے اشارہ مشرکین قریش کی طرف تھا۔ مگر اب یہ

قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ⑥
ان سے پہلے کسی بستی نے جن کو غارت کردیا ہم نے کیا اب یہ مان لیں گے
وَمَاۤ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْۤ اِلَيْهِمْ فَسْئَلُوْۤا
اور پیغام نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے **۵ٍ** مگر یہی مردوں کے ہاتھ وحی بھیجتے تھے ہم انکو سو پوچھ لو
اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ⑦ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ
یاد رکھنے والوں سے اگر تم نہیں جانتے اور نہیں بنائے تھے ہم نے انکے
جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ⑧
ایسے بدن کہ وہ کھانا نہ کھائیں **٦ٍ** اور نہ تھے وہ ہمیشہ رہ جانے والے ف
ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ وَمَنْ نَّشَآءُ وَ
پھر سچا کردیا ہم نے ان سے وعدہ سو بچا دیا ان کو اور جس کو ہم نے چاہا اور
اَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ⑨ لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا
غارت کردیا ہم نے حد سے نکلنے والوں کو ہم نے اتاری ہے تمہاری طرف کتاب
فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ⑩ وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ
کہ اس میں تمہارا ذکر ہے کیا تم سمجھتے نہیں **١ٍ** اور کتنی پیس ڈالیں ہم نے
قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا
بستیاں جو تھیں گنہگار **٢ٍ** اور اٹھا کھڑے کئے ان کے پیچھے اور
اٰخَرِيْنَ ⑪ فَلَمَّاۤ اَحَسُّوْا بَاْسَنَاۤ اِذَا هُمْ مِّنْهَا
لوگ پھر جب آہٹ پائی انہوں نے ہماری آفت کی تب لگے وہاں سے
يَرْكُضُوْنَ ⑫ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْۤا اِلٰى مَاۤ اُتْرِفْتُمْ
ایڑ کرنے ایڑ مت کرو اور لوٹ جاؤ جہاں تم نے عیش
فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْئَلُوْنَ ⑬ قَالُوْا يٰوَيْلَنَاۤ
کیا تھا اور اپنے گھروں میں شاید کوئی تم کو پوچھے **ف٣** ف کہنے لگے ہائے خرابی ہماری

ع ١

سب کے لئے عام ہے۔ اور حساب سے حساب آخرت مراد ہے۔ یعنی قیامت سر پر ہے۔ مگر یہ لوگ غفلت میں وقت ضائع کر رہے ہیں اور حساب آخرت کے لئے کسی قسم کی تیاری نہیں کر رہے۔ **۳ٍ** دنیا میں انہماک اور آخرت سے غفلت و اعراض کا یہ عالم ہے کہ اللہ کی طرف سے جب کوئی نئی آیت توحید نازل ہوتی ہے۔ تو وہ استہزاء و تمسخر کے ساتھ اسے سنتے ہیں۔ اور ان کے دل اس میں غور و فکر کرنے سے سراسر غافل ہوتے ہیں۔ محدث یعنی پہلے سے ان کی سنی ہوئی نہیں ہوتی وَهُمْ يلعبون يستمعون القراٰن مستهزئين لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ معرضة عن ذكر اللّٰه متشاغلة عن التامل والتفهم (قرطبی ج ١١ ص ٢٦٨)
٤ٍ یعنی جب قرآن سنتے ہیں تو اس کے خلاف آپس میں سرگوشیاں کرنے لگتے ہیں۔ الّذين ظلموا بظاہر اسروا کا فاعل معلوم ہوتا ہے۔ مگر قاعدہ کے مطابق فاعل ظاہر جمع کے لئے فعل مفرد آنا چاہئے تھا۔ مفسرین اور ائمہ نحو نے اس کے بہت سے جواب دیئے ہیں۔ جن کا حاصل یہ ہے کہ موصول اسروا کا فاعل نہیں۔ بلکہ (١) اسروا کی ضمیر الناس کی طرف راجع ہے اور الذین ظلموا اس سے بدل ہے (٢) الّذين کا فعل يقول اس سے پہلے محذوف ہے (٣) الذين سے پہلے فعل اعنی محذوف ہے اور یہ اس کا مفعول ہے (٤) یہ مجرور ہے۔ اور مع صلہ النّاس کی صفت ہے۔ یا اسروا کی واو علامت جمع ہے۔ علامت فاعل نہیں (من القرطبی والبحر وغیرہما)۔ **۵ٍ** یہ مشرکین کا بہت بڑا اعتراض تھا۔ کہ یہ پیغمبر تو ہماری طرح بشر اور انسان ہے ہم اسے اللہ کا رسول کیوں مانیں۔ پیغمبر تو کوئی فرشتہ ہونا چاہئے تھا۔ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ الخ اور پھر بشر اور آدمی بھی وہ جو (معاذ اللہ) جادوگر ہے تو کیا تم عقلمند ہو کر اس کی باتیں مانو گے۔ ان کا عقیدہ تھا۔ کہ جو بشر ہو وہ رسول نہیں ہو سکتا۔ بلکہ رسول فرشتہ ہوتا ہے۔ اور جو بشر ہو کر رسالت کا دعوی کرے اور معجزہ دکھائے وہ جادوگر ہوتا ہے۔ وکانوا يعتقدون ان الرسول من عند اللّٰه لا يكون الا ملكا وان كل من ادعى الرسالة من البشر وجآء بمعجزة فهو ساحر ومعجزته سحر (بحر ج ٦ ص ٢٩٧)۔ **٦ٍ** یہ سورت کا دعوی ہے۔ یعنی زمین و آسمان کے تمام غیوب صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ اور سب کچھ سننے والا بھی وہی

ربط: پہلے سوال مقدر کا جواب ۔ دوسرے سوال مقدر کا جواب ۔ تیسرے سوال مقدر کا جواب ۔ چوتھے سوال مقدر کا جواب ۔ ترغیب الی القرآن ۔ تخویف دنیوی

موضح قرآن ف یعنی موت بھی آئی ان کو ف٢ یعنی یہ بات ہونی نہ تھی۔

فتح الرحمٰن ف١ یعنی بہ غمخوارگی قوم احوال شما می پرسند ١٢۔

ہے۔ اور کوئی نہیں لہذا فریاد رس، کارساز اور متصرف و مختار بھی وہی ہے اور کوئی نہیں لہذا تمہارے معبود کچھ نہیں کر سکتے حضور علیہ السلام کے اس اعلان سے برافروختہ ہو کر انہوں نے آپ کو جادوگر وغیرہ کہنا شروع کر دیا۔ فیہ ردّ علیہم فی قولہم ھَلْ ھٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۷۰) ؎۷ باطل کی راہیں بے شمار ہیں۔ اس لئے باطل پرست ہمیشہ حیران اور مضطرب رہتا ہے اور اسے کسی ایک بات پر ثبات نصیب نہیں ہوتا۔ مشرکین کبھی تو کہتے کہ یہ پیغمبر جادوگر ہے۔ اور کبھی اس سے ترقی کر کے کہتے۔ بلکہ ویسے ہی بے تکی اور لایعنی باتیں کہتا ہے بَلِ افْتَرٰىهُ بلکہ وہ خدا پر افترا اور بہتان باندھ رہا ہے بَلْ هُوَ شَاعِرٌ بلکہ ایسا بھی نہیں۔ یہ سب شاعرانہ تخیلات ہیں۔ جنہیں وہ فصیح و بلیغ زبان میں ڈھال کر بیان کرتا ہے۔ یہ تمام باتیں مشرکین نے محض اس دعوے کی ضد سے کہیں جو رَبِّیْ یَعْلَمُ الْقَوْلَ فِی السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ میں پیش کیا گیا۔ ؎۸ مشرکین کا ایک مطالبہ یہ بھی تھا کہ عصائے موسیٰ اور ناقۂ صالح کی قسم کے معجزات ان کو دکھائے جائیں۔ مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ الخ تخویف دنیوی اور مطالبۂ مشرکین کا جواب ہے۔ یعنی عصائے موسیٰ اور ناقۂ صالح جیسے معجزے دیکھنے والے ایمان نہ لائے اور آخر ہلاک کر دیئے گئے۔ اگر مشرکین مکہ کو ان کے منہ مانگے معجزے دکھائیے جاتے۔ تو وہ ایمان لے آتے؟ ہرگز نہیں بلکہ انکار کر دیتے۔ اور اقوام سابقہ کی طرح ہلاک کر دیئے جاتے۔ والمعنی ان اھل القری اقترحوا علی انبیآءھم الاٰیات وعاھدوا انھم یؤمنون عندھا فلما جآءتھم نکثوا وخالفوا فاھلکھم اللہ فلو اعطیت ھٰؤلآءِ ما یقترحون لنکثوا ایضًا (مدارک ج ۳ ص ۵۶) ؎۹ یہ مشرکین کے پہلے سوال کا جواب ہے جو ھَلْ ھٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ الخ میں مذکور ہو چکا ہے۔ فیہ رد علیہم فی قولہم ھَلْ ھٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۷۱) یعنی ہم نے انسانوں کی طرف جتنے بھی رسول بھیجے ہیں۔ وہ انسان اور بشر ہی تھے۔ ان میں کوئی ایک بھی فرشتہ نہیں تھا۔ اگر تم خود نہیں جانتے تو اہل کتاب سے پوچھ لو جن کے علم و فضل پر تمہیں اعتماد ہے۔ اہل الذکر سے اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کے علماء مراد ہیں مشرکین کو اہل کتاب کی طرف اس لئے مراجعت کا حکم دیا۔ کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اکثر ان سے مراجعت کیا کرتے تھے۔ ؎۱۰ یہ مشرکین کے دوسرے اعتراض کا جواب ہے اعتراض یہ تھا کہ یہ بھلا رسول ہے۔ ہماری طرح کھاتا پیتا ہے۔ جیسا کہ الفرقان ع ۱ میں ان کا قول منقول ہے۔ مَالِ ھٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْکُلُ الطَّعَامَ وَیَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ تو اس کا جواب دیا۔ کہ جب انبیاء

اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴﴾ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى

ہم تھے بیشک گنہگار ؎۳ پھر برابر یہی رہی ان کی فریاد یہاں تک کہ

جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ﴿۱۵﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ

ڈھیر کر دیئے گئے کاٹ کر بجھے پڑے ہوئے اور ہم نے نہیں بنایا آسمان

وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿۱۶﴾ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ

اور زمین کو ؎۴ اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے کھیلتے ہوئے اگر ہم چاہتے کہ

نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ ۖ اِنْ كُنَّا

بنالیں کچھ کھلونا تو بنا لیتے ہم اپنے پاس سے اگر ہم کو

فٰعِلِيْنَ ﴿۱۷﴾ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ

کرنا ہوتا ؎۵ ف۱ یوں نہیں پر ہم پھینک مارتے ہیں سچ کو جھوٹ پر پھر وہ اس کا سر پھوڑ

فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۭ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَ

ڈالتا ہے پھر وہ جاتا رہتا ہے اور تمہارے لئے خرابی ہے ان باتوں سے جو تم بتلاتے ہو ف۲ اور

لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا

اسی کا ہے جو کوئی ہے آسمان اور زمین میں اور جو اس کے نزدیک رہتے ہیں

يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾

سرکشی نہیں کرتے اس کی عبادت سے اور نہیں کرتے کاہلی ؎۶

يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمِ اتَّخَذُوْٓا

یاد کرتے ہیں رات اور دن نہیں تھکتے کیا ٹھہرائے ہیں انہوں نے

اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ﴿۲۱﴾ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ

اور معبود ؎۷ زمین میں کے ف۳ کہ وہ جلا اٹھائیں گے ان کو ف۳ اگر ہوتے ان دونوں میں

اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ

اور معبود سوائے اللہ کے ؎۸ تو دونوں خراب ہو جاتے سو پاک ہے اللہ عرش کا مالک

موضح قرآن ف۱ کھلونا یعنی بیٹا۔ ف۲ یعنی اللہ تعالیٰ غیب سے ایک قدرت کا نمونہ بھیجتا ہے جھوٹ کے مٹانے کو ان کاملوں کو تم کہتے ہو خدا کا بیٹا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی مجرد می بودند و این مناقضہ لطیفہ است حاصل آنکہ در رسل این استبعاد جاری نیست کہ چرا آدمی رسول باشد بلکہ در تنزیہ از زن و فرزند میتوان تقریر کرد کہ اگر خدا را زن و فرزند می بود مجرد و واجب الوجود و جامع اوصاف کمال می بودند واللہ اعلم ۱۲ ف۲ یعنی از ذہب و فضہ ۱۲ ف۳ مراد درین کلام رد است بر عبادت اصنام ۱۲۔

ورسل انسان اور آدمی تھے۔ تو وہ لامحالہ کھاتے پیتے بھی تھے۔ کھانا پینا بشر کو لازم ہے۔ وہ اس سے کس طرح مستثنیٰ ہو سکتے ہیں۔ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ یہ مشرکین کے تیسرے اعتراض کا جواب ہے۔ کہ یہ دنیا میں رہے گا نہیں بلکہ فوت ہو جائے گا۔ تو جواب دیا کہ پہلے انبیاء بھی ہمیشہ نہیں رہے۔ بلکہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو اس وقت آسمانوں میں زندہ موجود ہیں۔ وہ بھی ہمیشہ نہیں رہیں گے۔ موت ان کے لئے بھی مقدر ہے۔ **۱۱** یہ ترغیب الی القرآن ہے ذکر سے مسئلہ توحید، دیگر امور دین اور احکام شریعت کا ذکر مراد ہے۔ ای ذکر دینکم واحکام شرعکم الخ (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۷۳) **۱۲** یہ تخویف دنیوی ہے۔ قَصَمْنَا ای اهلكنا یعنی ہلاک کر دیا ہم نے ظالمۃ یعنی شرک کرنے والی فَلَمَّا اَحَسُّوْا ان قوموں کے پاس ہمارے پیغمبر آئے۔ تو انہوں نے ان کی پرواہ نہ کی اور ان کو جھٹلایا اور بعض کو قتل کر دیا۔ پھر جب ہمارا عذاب آپہنچا تو لگے بھاگنے لَا تَرْكُضُوْا الخ ہم نے کہا اب بھاگو مت۔ بلکہ اپنے اموال و اولاد، باغات اور محلات کی طرف واپس آؤ۔ تاکہ آج جو کچھ تم پر گذرے گا۔ اس کے بارے میں کل تم سے پوچھا جائے گا۔ اور تم اپنا تجربہ اور مشاہدہ بیان کر سکو۔ یہ ان سے بطور استہزار کہا گیا۔ لعلکم تسئلون غدا عما جرى عليكم ونزل باموالكم فتجيبوا السائل عن علم ومشاهدة (مدارک ج ۳ ص ۵۷) **۱۳** جب عذاب خداوندی آپہنچا تو لگے اقرار کرنے کہ بے شک ہم ظالم و مشرک تھے۔ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ وہ اس طرح فریاد کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ہمارے عذاب نے ان کا ستیاناس کر کے ان کی زندگی کا چراغ گل کر دیا۔

توحید پر عقلی دلائل

۱۴ اس سورت میں توحید پر تین عقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں۔ یہ پہلی عقلی دلیل ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے۔ کہ ہم نے زمین و آسمان اور ساری کائنات کو یونہی بے مقصد اور کھیل کے طور پر پیدا نہیں کیا اگر یہ سب کچھ محض کھیل ہوتا۔ تو ہم اسے اپنے پاس رکھتے اور کسی کو اس کا علم تک نہ ہونے دیتے۔ اور نہ کسی کو دکھاتے۔ بلکہ ہم نے یہ ساری کائنات اظہار حق اور توحید پر استدلال کے لئے پیدا کی تاکہ بندے اس سے ہماری وحدانیت پر استدلال کر سکیں اور حق (توحید اور دین اسلام)، باطل (کفر و شرک) پر غالب آسکے اس کائنات میں بندوں کے لئے عبرت و موعظت ہے۔ کہ معبود برحق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جس نے ساری کائنات کو پیدا فرمایا۔ اور جن بندگانِ خدا کو تم نے خدا کے یہاں اپنے سفارشی بنا رکھا ہے۔ وہ ہرگز عبادت اور پکار کے مستحق نہیں ہیں۔ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ غیر اللہ کو عالم الغیب اور حاجت روا سمجھ کر غائبانہ پکارنے کی وجہ سے تمہارے لئے ہلاکت دیناہی ہے۔ **۱۵** یہ دوسری عقلی دلیل ہے۔ زمین و آسمان اور ساری کائنات کا مالک بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ہر چیز اسی کے قبضہ و تصرف میں ہے۔ وَمَنْ عِنْدَهٗ سے فرشتے مراد ہیں۔ فرشتے جن کو مشرکین خدا کے یہاں اپنے شفیع سمجھتے ہیں۔ ان کی بندگی، بیچارگی اور عاجزی کا یہ عالم ہے کہ وہ ہر وقت اللہ کی عبادت و اطاعت میں لگے رہتے ہیں اور دن رات اللہ کی حمد و ثنا اور اس کی تسبیح و تقدیس میں مصروف ہیں۔ وہ نہ تھکتے ہیں نہ سستی کرتے ہیں۔ بھلا جو خود خدا کے سامنے اس قدر عاجز اور اس کے احکام کے پابند ہیں وہ کس طرح اس کی اجازت کے بغیر زبان شفاعت کھول سکتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے تصرف و اختیار میں کیونکر دخیل ہونے کی جرأت کر سکتے ہیں ای وله تعالى خاصة جميع المخلوقات خلقا وملكا وتدبيرا وتصرفا واحياء واماتة وتعذيبا واثابة من غير ان يكون لاحد في ذلك دخل ما استقلالا واستتباعا الخ (روح ج ۷ ص ۲۰) **۱۶** یہ مشرکین پر زجر ہے۔ فرشتوں کی الوہیت کی نفی تو ان کی عاجزی اور بے چارگی سے واضح ہو گئی۔ تو کیا ان مشرکین نے زمین والوں میں سے اپنے معبود بنا رکھے ہیں۔ جو قیامت کے دن مردوں کو زندہ کر کے اٹھائیں گے۔ غرض یہ ہے۔ کہ جس طرح ان کے آسمانی اور نوری خود ساختہ معبود عاجز و درماندہ ہیں اسی طرح ان کے زمینی اور خاکی معبودوں کا بھی یہی حال ہے۔ حالانکہ معبود صرف وہی ذات ہو سکتی ہے، جو قادر علی الاطلاق ہو۔ لان العاجز عنه لا يصح ان يكون الٰهًا اذ لا يستحق هذا الاسم الا القادر على كل مقدور والانشار من جملة المقدورات (مدارک ج ۳ ص ۵۸) **۱۷** مذکورہ بالا عقلی دلیلوں سے ثابت ہو گیا۔ کہ اللہ کے سوا نہ آسمان میں کوئی اِلٰہ (معبود) ہے نہ زمین میں۔ اگر بالفرض زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کچھ اور بھی معبود ہوتے۔ جیسے مشرکین مانتے ہیں یعنی وہ بھی فی الواقع مالک و مختار اور متصرف و کارساز ہوتے تو یہ سارا نظام عالم ایک آن کے لئے بھی سلامت نہ رہ سکتا۔ اور فوراً درہم برہم ہو جاتا۔ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ وہ بلا شرکت غیرے ساری کائنات کا واحد مالک، قادر مطلق اور متصرف و مختار ہے۔ اس پر کسی کو سوال اور اعتراض کا حق نہیں۔ لیکن وہ اپنی مخلوق سے جواب طلبی کا حق رکھتا ہے۔

ف۱۸ اعادہ بوجہ بعد عہد برائے مطالبہ دلائل از مشرکین۔ ف۱۹ بطور معارضہ مشرکین سے ان کے مدعیٰ پر دلائل کا مطالبہ کیا گیا۔ مدعیٰ پر تین قسم کی دلیلیں پیش کی جاتی ہیں۔ عقلی، نقلی اور وحی اس لئے مطالبہ کیا گیا۔ اپنے دعوے پر ان دلائل میں سے کوئی ایک ہی دلیل لے آؤ۔ لیکن یاد رکھو۔ ان میں سے کوئی پیش نہیں کر سکو گے۔ کیونکہ عقل تو دعوائے توحید کی مؤید ہے۔ جیساکہ ابھی دو عقلی دلیلوں سے ثابت ہوا۔ کہ اللہ کے سوا کوئی مالک و کارساز، متصرف و مختار اور عالم الغیب نہیں۔ اچھا عقلی دلیل نہ سہی۔ انبیاء سابقین میں سے کوئی نقلی دلیل ہی لے آؤ۔ مگر یہ بھی ناممکن ہے۔ کیونکہ تمام انبیاء علیہم السلام تو توحید کے داعی و مبلغ تھے۔ جیساکہ آگے فرمایا۔

عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۲۲﴾ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ
ان باتوں سے جو یہ بتلاتے ہیں اس سے پوچھا نہ جائے جو وہ کرے اور ان سے
يُسْئَلُوْنَ ﴿۲۳﴾ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً ؕ
پوچھا جائے کیا ٹھہرائے ہیں انہوں نے اس سے ورے اور معبود ف۱۸
قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ وَ
تو کہہ لاؤ اپنی سند ف۱۹ یہی بات ہے میرے ساتھ والوں کی اور
ذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ الْحَقَّ
یہی بات ہے مجھ سے پہلوں کی کوئی نہیں پر وہ بہت لوگ نہیں سمجھتے سچی بات
فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ
سو ٹلا رہے ہیں ف۱ اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے کوئی
رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْۤ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا
رسول مگر اس کو یہی حکم بھیجا کہ بات یوں ہے کسی کی بندگی نہیں سوائے میرے
فَاعْبُدُوْنِ ﴿۲۵﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا
سو میری بندگی کرو اور کہتے ہیں رحمٰن نے کر لیا کسی کو بیٹا
سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ
وہ ہرگز اس لائق نہیں ف۱۲ لیکن وہ بندے ہیں جن کو عزت دی ہے اس سے بڑھ کر نہیں
بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ يَعْلَمُ مَا
بول سکتے اور وہ اسی کے حکم پر کام کرتے ہیں اس کو معلوم ہے جو
بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ
ان کے آگے ہے اور پیچھے اور وہ سفارش نہیں کرتے مگر اس کی
ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَمَنْ
جس سے اللہ راضی ہو اور وہ اس کی ہیبت سے ڈرتے ہیں اور جو کوئی

۱- دلیل نقلی اجمالی ۱۲ ۲- شکوی ۱۲ ۳- جواب شکوی ۱۲ ۴- سبع متفرع ... شکوی ۱۲ ... جواب

وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ الخ علی ہذا دلیل وحی سے بھی مسئلہ توحید ہی کی تائید ہوتی ہے۔ جیسا کہ سورت کے آخر میں فرمایا۔ قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ف۲۰ یہ توحید پر تمام انبیاء علیہم سے دلیل نقلی اجمالی ہے۔ کہ تمام انبیاء علیہم السلام اسی مسئلہ توحید کے مبلغ تھے۔ ان کے بعد ناخلف اور گمراہ لوگوں نے شرک پھیلایا۔ ف۲۱ یہ شکوی ہے یعنی انبیاء علیہم السلام تو مسئلہ توحید کو خوب واضح کرتے رہے لیکن اس کے باوجود مشرکین نے خود ساختہ کارساز بنا لئے۔ اس کے بعد اس کے سات جواب مذکور ہیں۔ جواب اول سُبْحٰنَهٗ یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بہت بلند و برتر اور اعلیٰ و ارفع ہے۔ کہ اس کی عاجز و بے بس مخلوق میں سے کوئی اس کا ولد اور نائب ہو۔ جواب ثانی بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ الخ فرشتوں کو اللہ کا ولد اور اس کے کارخانہ عالم میں دخیل سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ وہ اللہ کے باعزت بندے ہیں جواب ثالث لَا يَسْبِقُوْنَهٗ الخ وہ اس کے سامنے ہر وقت ترساں و لرزاں رہتے ہیں۔ کہ اس سے بڑھ کر بات بھی نہیں کر سکتے جواب رابع وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ الخ وہ اللہ تعالیٰ کے پورے پورے فرمانبردار ہیں جواب خامس يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ سب کچھ جاننے والا صرف اللہ ہی ہے۔ فرشتے نہیں جواب سادس و سابع لَا يَشْفَعُوْنَ الخ وہ ہر وقت اللہ کی ہیبت کے سامنے خائف رہتے ہیں اور اس کی اجازت کے بغیر کسی کی سفارش نہیں کر سکیں گے۔ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى اس میں ان لوگوں کا ذکر ہے۔ جن کے حق میں فرشتوں کو شفاعت کی اجازت ہو گی۔ مراد وہ لوگ ہیں۔ جو ایمان لائیں اور توحید پر قائم رہیں اور شفاعت سے آخرت کی شفاعت مراد ہے اور اگر دنیا میں شفاعت مراد ہو تو اس کا مطلب استغفار ہے۔ جیساکہ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں عن ابن عباس من قال لا الٰہ الا اللہ وشفاعتہم الاستغفار (روح ج ۱۷ ص ۳۳) قال ابن عباس ہم اہل شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ .... والملٰئکۃ یشفعون غدا فی الاٰخرۃ کما فی صحیح مسلم وغیرہ وفی الدنیا ایضا فانہم یستغفرون للمؤمنین الخ (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۸۱)

موضح قرآن ف۱ پہلے ان معبودوں کا فرمایا جو برابر خدا کے کوئی سمجھے اگر دو حاکم ہوتے تو جہان خراب ہوتا اب ان کا فرمایا جو خدا کا نائب ٹھہراتے ہیں اس کو مالک کی سند چاہیئے اس بغیر کیونکر نائب ہووے۔

ـ۲۲ـه یہ جواب شکوی کی تمام شقوں پر متفرع ہے۔ یعنی فرشتے تو اللہ کے باعزت لیکن عاجز اور فرمانبردار بندے ہیں۔ وہ اس لائق نہیں کہ نظام کائنات میں دخیل ہوں یا عبادت اور پکار کے مستحق ہوں۔ بلکہ ان کا کام تو یہ ہے۔ کہ ہر وقت اللہ کی اطاعت و عبادت میں مصروف رہیں۔ لیکن اگر بہ فرض محال ان میں سے کوئی الوہیت کا دعوی کر بیٹھے اور اپنی عبادت اور پکار کی طرف دعوت دینے لگے۔ تو ہم اسے ہرگز معاف نہیں کریں گے بلکہ جہنم کے سخت عذاب میں مبتلا کر دیں گے جو ظالموں اور باغیوں کی سزا ہے۔ ـ۲۳ـه اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ـــ تا ـــ كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ یہ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے۔ كَانَتَا رَتْقًا یعنی زمین و آسمان موجود نہ تھے۔ بلکہ حالت عدم میں تھے فَفَتَقْنٰهُمَا تو ہم نے ان کو از سر نو پیدا کیا۔ فمعنی الآیۃ الم یعلموا ان السموٰت والارض کانتا معدومتین فاوجدناھما (روح ج ۱۷ ص ۳۴) زمین و آسمان کو عالم نیست سے عالم ہست میں لانا زمین میں پہاڑوں اور شاہراہوں کا پیدا کرنا آسمان کو ستونوں کے بغیر سہارا دینا، دن رات اور سورج چاند کی پیدائش غرضیکہ پورا نظام شمسی جس تکنیک اور کمال صنعت سے پیدا کیا گیا ہے اور نظام شمسی کے تمام احوال و کوائف کی موزونیت خداوند تعالی کی توحید پر اٹل عقلی دلیل ہے۔ ـ۲۴ـه یہ مشرکین کے لئے زجر اور تیسرے سوال کے جواب کا اعادہ ہے كُلُّ نَفْسٍ الخ یہ ماقبل کی دلیل اور برہان ہے۔

یَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّیْۤ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِیْهِ
ان میں کہے ـ۲۲ـه کہ میری بندگی ہے اس سے ورے سو اس کو ہم بدلہ دیں گے
جَهَنَّمَ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۹﴾ اَوَلَمْ یَرَ
دوزخ یوں ہی ہم بدلہ دیتے ہیں بے انصافوں کو اور کیا نہیں دیکھا
الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا
ان منکروں نے کہ آسمان اور زمین منہ
رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ؕ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ ؕ
بند تھے پھر ہم نے ان کو کھول دیا ف۱ اور بنائی ہم نے پانی سے ہر ایک چیز جس میں جان ہے
اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَجَعَلْنَا فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ
پھر کیا یقین نہیں کرتے ف۲ اور رکھ دیئے ہم نے زمین میں بھاری بوجھ
اَنْ تَمِیْدَ بِهِمْ ۪ وَجَعَلْنَا فِیْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ
کبھی ان کو لیکر جھک پڑے اور رکھیں اس میں کشادہ راہیں تاکہ وہ
یَهْتَدُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۚۖ وَّهُمْ
راہ پائیں ف۳ اور بنایا ہم نے آسمان کو چھت محفوظ اور وہ
عَنْ اٰیٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ الَّیْلَ
آسمان کی نشانیوں کو دھیان میں نہیں لاتے ف۴ اور وہی ہے جس نے بنائے رات
وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ﴿۳۳﴾
اور دن اور سورج اور چاند سب اپنے اپنے گھر میں پھرتے ہیں ف ـ۲۳ـه
وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ اَفَا۠ئِنْ مِّتَّ
اور نہیں دیا ہم نے تجھ سے پہلے کسی آدمی کو ہمیشہ کیلئے زندہ رہنا پھر کیا اگر تو مر گیا ـ۲۴ـه
فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ﴿۳۴﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَ
تو وہ رہ جائیں گے ف۵ ہر جی کو چکھنی ہے موت اور

ع ۲

۲۳ توحید پر تیسری عقلی دلیل ۲۴ زجر برائے مشرکین واعادۂ جواب سوال ثالث ۱۳

موضح قرآن

ف۱ منہ بند تھے یعنی ایک چیز تھی ف۲ زمین میں سے نہریں اور کانیں اور سبزی بھانت بھانت نکالی آسمان سے کتنے ستارے ہر ایک کا گھر جدا اور چال جدا اور جاندار بنائے یعنی جانور پانی سے یعنی نطفہ سے ف۲ یعنی ایک کے لوگ دوسرے ملک والوں سے مل سکیں۔ اگر پہاڑ ایسے ڈھب پڑتے کہ راہیں بند ہوتیں تو یہ بات کہاں تھی ف۳ بچاؤ کی چھت یعنی کوئی اس کو توڑ نہیں سکتا۔ اور اسکے نمونے تارے اور چال اور رات اور دن ف۴ یعنی اپنی راہ پڑے ہیں اس سے نہیں ہٹتے ف۵ کافر کہتے تھے اس شخص تک ہے یہ دھوم جہاں یہ مرا پھر کچھ نہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ واکردن آسمانہا نازل کردن مطراست و واکردن زمین رویانیدن گیاہ از دی ۱۲

۲۵ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ جو حضور علیہ السلام کو دیکھ کر آپ سے استہزار کرتے اور حقارت آمیز لہجہ میں کہتے تھے۔ یہ ہے وہ جو تمہارے معبودوں کی توہین اور بے ادبی کرتا ہے وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ خدا کا پیغمبر تو ان کے جھوٹے معبودوں کو نہیں مانتا اور صاف اعلان کرتا ہے۔ کہ وہ حاجت روا، مشکل کشا، غیب داں اور متصرف و کارساز نہیں مگر یہ ظالم تو خدائے رحمان کی توحید کا انکار کرتے ہیں۔ **۲۶** زجر ہے انسان کیسا جلد باز ہے کہ ایسے واضح دلائل کے باوجود توحید کو ماننے کے بجائے شرک کی طرف دوڑتا ہے۔ سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ الخ تخویف دنیوی **۲۷** شکوی لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ۔ تا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ جواب شکوی مع تخویف اخروی مشرکین ماننے کے بجائے عذاب کا مطالبہ کرتے ہیں لیکن نادانوں کو پتہ نہیں جب اللہ کا عذاب آجائیگا تو وہ اپنے کو اس سے ہرگز نہیں بچا سکیں گے فَتَبْهَتُهُمْ ان کو حواس باختہ اور حیران و پریشان کر دے گی۔ قال الفراء (فَتَبْهَتُهُمْ) ای تحیرھم (قرطبی ج ۱۱ صفحہ ۲۹) **۲۸** یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ یعنی آپ مشرکین کے استہزاء و تمسخر سے دل برداشتہ نہ ہوں ایسے بدقماش لوگوں کا ہمیشہ اللہ کے پیغمبروں کے ساتھ یہی وطیرہ رہا ہے۔ لیکن آخر کار ان کو اپنی بدکرداری کی سخت سزا ملی۔ اور وہ دنیا ہی میں ذلیل و رسوا ہوئے۔ آپ کے دشمنوں کا بھی یہی حشر ہوگا۔

نَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ؕ وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۵﴾
ہم تم کو جانچتے ہیں برائی سے اور بھلائی سے آزمانے کو اور ہماری طرف پھر کر آجاؤ گے
وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ
اور جہاں تجھ کو دیکھا منکروں نے **۲۵** تو کوئی کام نہیں ان کو تجھ سے مگر ٹھٹھا کرنا
اَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ
کیا یہی شخص ہے جو نام لیتا ہے تمہارے معبودوں کا اور وہ رحمٰن کے نام سے
هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۶﴾ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ؕ سَاُورِيْكُمْ
منکر ہیں ف۱ بنا ہے آدمی جلدی کا ف۲ **۲۶** اب دکھلاتا ہوں تم کو
اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۳۷﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا
اپنی نشانیاں سو مجھ سے جلدی مت کرو اور کہتے ہیں کب ہوگا یہ
الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ
وعدہ **۲۷** اگر تم سچے ہو اگر جان لیں یہ
كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا
منکر اس وقت کو نہ روک سکیں گے اپنے منہ سے آگ اور نہ
عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۳۹﴾ بَلْ تَاْتِيْهِمْ
اپنی پیٹھ سے اور نہ ان کو مدد پہنچے گی کچھ نہیں وہ آئیگی ان پر
بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ
ناگہاں پھر ان کے ہوش کھو دیگی پھر نہ پھیر سکیں گے اس کو اور نہ ان کو
يُنْظَرُوْنَ ﴿۴۰﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ
فرصت ملے گی اور ٹھٹھے ہو چکے ہیں **۲۸** رسولوں سے تجھ سے پہلے
فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۱﴾ ع ۳
پھر الٹ پڑی ٹھٹھا کرنے والوں پر ان میں سے وہ چیز جس کا ٹھٹھا کرتے تھے ف۲

۲۵ زجر بر مشرکین ۱۲ ۔ ۲۶ زجر ۱۲ ۔ ۲۷ تخویف دنیوی ۱۲ ۔ ۲۸ تسلیہ برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

موضح قرآن ف۱ نام لیتا ہے ٹھاکروں کا یعنی برا کہتا ہے۔ ف۲ یعنی جس چیز سے ٹھٹھا کرتے تھے اس چیز کی جزا نے انہیں گھیر لیا۔
فتح الرحمٰن ف۱ و این کنایت است از غلبۂ استعجال بر آدمی ۱۲ ۔

۲۹ یہ تخویف دنیوی ہے۔ رات دن میں آنیوالے مصائب سے تمہیں اللہ ہی محفوظ رکھتا ہے اگر وہ چاہے تو تمہارے انکار وعناد پر تمہیں فوراً پکڑلے بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ
رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ زجر ہے۔ اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ یہ بھی زجر ہے۔ فرمایا دن رات میں حوادث روزگار سے انہیں اللہ کے سوا کون بچاتا ہے؟ کیا اللہ کے سوا ان کے معبودانِ
باطلہ ان کی حفاظت کرسکتے ہیں؟ ہرگز نہیں کیونکہ وہ تو خود اپنی مدد سے بھی عاجز و درماندہ ہیں۔ ۳۰ تخویف دنیوی۔ کیا مشرکین اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ رہے۔ کہ ہم ان کے

قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ
اور کہہ کون نگہبانی کرتا ہے تمہاری رات میں ۲۹ اور دن میں رحمٰن سے
بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمْ لَهُمْ
کوئی نہیں وہ اپنے رب کے ذکر سے منہ پھیرتے ہیں یا ان کے واسطے
اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ؕ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ
کوئی معبود ہیں کہ ان کو بچاتے ہیں ہمارے سوا وہ اپنی بھی مدد نہیں
اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ﴿۴۳﴾ بَلْ مَتَّعْنَا
کرسکتے اور نہ ان کی ہماری طرف سے رفاقت ہو کوئی نہیں پر ہم نے عیش دیا
هٰۤؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ؕ
ان کو اور ان کے باپ دادوں کو یہاں تک کہ بڑھ گئی ان پر زندگی
اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ
پھر کیا نہیں دیکھتے ۳۰ کہ ہم چلے آتے ہیں زمین کو گھٹاتے اس
اَطْرَافِهَا ؕ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ
کے کناروں سے اب کیا وہ جیتنے والے ہیں ف ف تو کہہ میں جو تم کو ڈراتا ہوں ۳۱
بِالْوَحْيِ ۫ ۖ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ﴿۴۵﴾
سو حکم کے موافق اور سنتے نہیں بہرے پکارنے کو جب کوئی ان کو ڈر کی بات سنائے
وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ
اور کبھی پہنچ جائے ان تک ایک بھاپ تیرے رب کے عذاب کی تو ضرور کہنے لگیں
يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ
ہائے کم بختی ہماری بے شک ہم تھے گنہگار اور رکھیں گے ہم ترازو میں انصاف کی ۳۲
لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ؕ وَاِنْ كَانَ
قیامت کے دن پھر ظلم نہ ہوگا کسی جی پر ایک ذرہ اور اگر ہوگا

۲۹ تخویف دنیوی ۱۲
۳۰ زجر ۱۲
۳۱ تخویف دنیوی ۱۲
۳۲ تخویف اخروی ۱۲

مقبوضہ علاقے ان سے لیکر مسلمانوں کے قبضے میں دیتے اور ان کو ان پر مسلط کرتے جارہے ہیں؟ کیا اب بھی ان کو امید ہے۔ کہ وہ مسلمانوں پر غلبہ حاصل کرسکیں گے۔؟ اَفَلَا یَرٰی هٰؤُلَآءِ الْمُشْرِکُوْنَ اٰثَارَ قُدْرَتِنَا فِیْ اِتْیَانِ الْاَرْضِ مِنْ جَوَانِبِهَا بِاَخْذِ الْوَاحِدِ بَعْدَ الْوَاحِدِ وَفَتْحِ الْبِلَادِ وَالْقُرٰی مِمَّا حَوْلَ مَکَّةَ وَاِدْخَالِهَا فِیْ مُلْكِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ (خازن ج ۴ ص ۲۴۰)

۳۱ مشرکین عذاب اور قیامت کے جلدی آنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ آپ فرمادیں کہ میں وحی کے ذریعہ اسی عذاب اور قیامت سے تم کو ڈراتا ہوں۔ تاکہ تم ان کے لئے کچھ تیاری کرلو۔ مگر یہ لوگ ایسے بہرے بن چکے ہیں کہ جب انہیں عذاب الٰہی اور اہوال قیامت سے ڈرایا جاتا ہے تو وہ داعی کی آواز کو سن ہی نہیں پاتے۔ وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ لیکن وہ جب عذاب موعود میں مبتلا ہوجاتے ہیں تو چلا اٹھتے ہیں "اے کاش! ظالم ہم ہی تھے" اب اپنے قصور کا اعتراف کرتے ہیں مگر بے فائدہ۔ اخبر تعالٰی اَنَّ
هٰؤُلَآءِ الَّذِیْنَ صَمُّوْا عَنْ سَمَاعِ مَا اُنْذِرُوْا بِهٖ اِذَا نَالَهُمْ شَیْءٌ مِّمَّا اُنْذِرُوْا بِهٖ وَلَوْ كَانَ یَسِیْرًا نَادَوْا بِالْهَلَاكِ وَاَقَرُّوْا بِاَنَّهُمْ كَانُوْا ظٰلِمِیْنَ (بحر ج ۶ ص ۳۱۶) ۳۲ یہ تخویف اخروی ہے۔

موضح قرآن ف ہم چلے آتے ہیں گھٹاتے یعنی عرب کے ملک میں مسلمانی پھیلنے لگی ہے کفر گھٹنے لگا۔

فتح الرحمٰن ف یعنی باسلام اسلم وغفار پیش از ہجرت ۱۲۔

۳۳ یہاں سے دلائل نقلیہ تفصیلیہ کا بیان شروع ہوتا ہے ان دلائل کا حاصل یہ ہے کہ بے شک ان انبیاء علیہم السلام سے خارق عادت امور کا اظہار ہوتا رہا لیکن وہ متصرف فی الامور نہیں تھے اور نہ کچھ ان کے قبضۂ قدرت میں تھا۔ یہ پہلی تفصیلی نقلی دلیل ہے۔ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام سے یعنی ہم نے موسیٰ و ہارون کو جو کتاب (تورات) دی تھی اس میں حق و باطل اور توحید و شرک کا واضح امتیاز تھا اور وہ کتاب نورِ توحید اور ذکر ہدایت سے لبریز تھی۔ اس کتاب کا بھی یہی دعویٰ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں اس لئے صرف اللہ ہی کو پکارو۔ اور یہی دعویٰ قرآن کا ہے اس لئے آگے بڑھو اور اسے مان لو۔

مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَكَفٰى بِنَا

برابر رائی کے دانہ کی تو ہم لے آئینگے اس کو اور ہم کافی ہیں

حٰسِبِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ

حساب کرنے کو ف۱ اور ہم نے دی تھی ۳۳ موسیٰ اور ہارون کو فیصلے چکانیوالی کتاب

وَضِيَآءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ

اور روشنی اور نصیحت ڈرنے والوں کو جو ڈرتے ہیں

رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ﴿۴۹﴾

اپنے رب سے بن دیکھے اور وہ قیامت کا خطرہ رکھتے ہیں

وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ؕ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۰﴾

اور یہ ایک نصیحت ہے ۳۴ برکت کی جو ہم نے اتاری سو کیا تم اس کو نہیں مانتے

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا

اور آگے دی تھی ہم نے ابراہیم کو اس کی نیک راہ ۳۵ اور ہم رکھتے ہیں

بِهٖ عٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ

اس کی خبر جب کہا اس نے اپنے باپ کو ۳۶ اور اپنی قوم کو یہ کیسی

التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا وَجَدْ

مورتیں ہیں جن پر تم مجاور بنے بیٹھے ہو بولے ہم نے پایا

نَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ﴿۵۳﴾ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَ

اپنے باپ دادوں کو ۳۷ انہیں کی پوجا کرتے بولا مقرر رہے تم ۳۸ اور

اٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۴﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ

تمہارے باپ دادے صریح گمراہی میں بولے کیا تو ہمارے پاس لایا ہے سچی بات

اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ

یا تو کھلاڑیاں کرتا ہے ۳۹ بولا نہیں رب تمہارا وہی ہے رب

ضیاء اور ذکر سے مراد تورات ہے یا فرقان سے مراد معجزات ہیں۔ والاول ارجح ۳۴ ترغیب الی القرآن ہے۔ یہ برکت والا ذکر یعنی قرآن بھی وہی دعوائے توحید پیش کر رہا ہے۔ جو کتب سابقہ نے پیش کیا پھر اس کا انکار کیوں؟

۳۵ دلیل عقلی تفصیلی دوم از حضرت ابراہیم علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کو راہِ ہدایت ہم ہی نے دکھائی۔ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ اور ہم ہی اس کو جانتے تھے۔ یعنی دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام جو جد الانبیاء ہیں وہ بھی اپنے باپ اور اپنی قوم کو غیر اللہ کی پکار اور عبادت سے روکتے رہے۔ مِنْ قَبْلُ یہ ظرف مبنی علی الضم ہے اس کا مضاف الیہ محذوف منوی ہے ای من قبل النبوة (بحر ج ۶ ص ۳۲۰)

۳۶ اِذْ قَالُوا موخر سے متعلق ہے اور اذکر مقدر ماننے کی ضرورت نہیں التماثیل، تمثال کی جمع ہے۔ تمثال اس مصنوعی چیز کو کہا جاتا ہے جو اللہ کی پیدا کی ہوئی کسی چیز کے مشابہ بنائی جائے۔ مشرکین نے انبیاء علیہم السلام، اولیاء کرام اور ستاروں کی شکلوں پر بت بنا کر عبادت خانہ میں نصب کر رکھے تھے۔ انہی کی طرف اشارہ کر کے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے سوال کیا کہ یہ مورتیاں کیسی ہیں جن کی عبادت پر تم جمے بیٹھے ہو۔ التمثال موضوع للشیء المصنوع مشبہًا بخلق من خلق اللہ (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۹۶) ان القوم کانوا عباد اصنام علی صور مخصوصة کصورة الانسان او غیرہ الخ (کبیر ج ۶ ص ۱۶۱) و کانت علی ما قیل صور الرجال یعتقدون فیہم وقد انقرضوا وقیل کانت صور الکواکب صنعوھا حسبما تخیلوا (روح ج ۱۷ ص ۵۹)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اس سوال سے مقصد یہ معلوم کرنا تھا کہ مشرکین کس شبہ کی وجہ سے ان مورتیوں کی عبادت میں لگے ہوئے ہیں اور جب وہ اعتراف کر لیں گے کہ تقلید آباء کے سوا ان کے پاس کوئی دلیل نہیں تو انہیں یہ کہنے کا موقع مل جائے گا کہ تمہارا یہ فعل سراسر گمراہی ہے۔ ۳۷ مشرکین نے صاف اقرار کر لیا کہ ان کے پاس کوئی دلیل تو ہے نہیں بس انہوں نے اپنے باپ دادا کو ان تماثیل کی عبادت کرتے دیکھا اس لئے وہ بھی ان کی اندھی تقلید کرتے ہوئے ایسا کر رہے ہیں۔ ۳۸ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تم اور تمہارے آباء و اجداد صریح گمراہی میں تھے۔ کیونکہ تمہارے پاس کوئی معقول دلیل نہیں تم محض خواہش نفسانی اور فریب شیطانی کے تبع ہو۔ ۳۹ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جواب سن کر قوم کے مشرک بولے "تم سچ کہہ رہے ہو یا یونہی ہنسی مذاق کر رہے ہو قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ الخ ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا ہنسی نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ غیر اللہ کی عبادت اور پکار کی وجہ سے تم بھی گمراہ ہو اور تمہارے باپ دادا بھی گمراہ تھے۔ جن کو تم

موضح قرآن ف۱ یعنی اگر عمل کسی کا اتنا تھوڑا ہو تو وہ بھی ہم تولیں گے۔

پکارتے ہو۔ وہ عاجز و بے بس ہیں اور متصرف و مختار نہیں ہیں مالک و مختار اور متصرف و کارساز تو اللہ تعالیٰ ہے جو ساری کائنات کا خالق و مالک ہے لہٰذا عبادت اور پکار کا مستحق بھی وہی ہے اور کوئی نہیں اور اس دعوئی پر میرے پاس دلیل و حجت موجود ہے اور میں جو کچھ کہہ رہا ہوں دلیل و حجت سے کہہ رہا ہوں۔ المعنی ابین بالدلیل ما اقول (قرطبی) ۴۰ وتاللہ لاکیدن الخ، حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے محسوس کیا کہ قوم نے ان ٹھوس عقلی دلائل سے کوئی اثر نہیں لیا تو اب ایک نہایت مؤثر اور محسوس طریقہ سے ان کے معبودان باطلہ کی بےچارگی کو واضح کرنے کے لیے ایک نئی سکیم سوچی چنانچہ دل ہی دل میں فیصلہ کرلیا کہ تم اپنے میلے پر تو جاؤ پھر دیکھنا میں تمہارے معبودوں کی کیا گت بناتا ہوں فجعلھم جذاذا جب مشرکین اپنے تہوار میں شریک ہونے کے لئے شہر سے باہر چلے گئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تمام مورتیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا البتہ سب سے بڑے بُت کو چھوڑ دیا۔ اور کلہاڑا اسکے کندھے پر رکھدیا۔ تاکہ جب مشرکین واپس آکر سارا ماجرا دیکھیں۔ تو

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِیْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا عَلٰی

آسمان اور زمین کا جس نے انکو بنایا اور میں

ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ﴿۵۶﴾ وَتَاللّٰهِ لَاَكِیْدَنَّ

اسی بات کا قائل ہوں اور قسم اللہ کی میں علاج کروں گا

اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِیْنَ ﴿۵۷﴾ فَجَعَلَهُمْ

تمہارے بتوں کا جب تم جا چکو گے پیٹھ پھیر کر ۴۱ پھر کر ڈالا ان کو

جُذٰذًا اِلَّا كَبِیْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَیْهِ یَرْجِعُوْنَ ﴿۵۸﴾

ٹکڑے ٹکڑے مگر ایک بڑا ان کا کہ شاید اسکی طرف رجوع کریں ف۱

قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَاۤ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۵۹﴾

کہنے لگے کس نے ۴۱ کیا یہ کام ہمارے معبودوں کے ساتھ وہ تو کوئی بےانصاف ہے

قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًی یَّذْكُرُهُمْ یُقَالُ لَهٗۤ اِبْرٰهِیْمُ ﴿۶۰﴾

وہ بولے ہم نے سنا ۴۲ ہے ایک جوان بتوں کو کچھ کہا کرتا ہے اسکو کہتے ہیں ابراہیم

قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰۤی اَعْیُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ

وہ بولے اس کو لے آؤ لوگوں ۴۳ کے سامنے شاید وہ

یَشْهَدُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالُوْۤا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا

دیکھیں بولے ۴۴ کیا تو نے کیا ہے یہ ہمارے معبودوں کیساتھ

یٰۤاِبْرٰهِیْمُ ﴿۶۲﴾ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِیْرُهُمْ هٰذَا

اے ابراہیم بولا نہیں پر یہ کیا ہے ۴۵ ان کے اس بڑے نے

فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا یَنْطِقُوْنَ ﴿۶۳﴾ فَرَجَعُوْۤا اِلٰۤی

سو ان سے پوچھ لو اگر وہ بولتے ہیں پھر سوچے اپنے

اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْۤا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾ ثُمَّ

جی میں پھر بولے لوگو ۴۶ تم ہی بےانصاف ہو ف۲ پھر

اگلے پہلے اندراج ہے ای فاتوابہ الخ ۱۲

بڑے بت کی طرف رجوع کریں اور اس سے پوچھیں کہ حضرت یہ کیا ماجرا ہے کہ یہ حضرات سب کے سب ٹوٹے پڑے ہیں مگر آپ صحیح سلامت براجمان ہیں اور کلہاڑا آپ کے کندھے پر ہے ان المعنی یرجعون الیہ کما یرجع الی العالم فی حل المشکلات فیقولون ما لھٰؤلاء مکسورۃ وما لك صحیحًا والفاس علی عاتقك (کبیر ج ۶ ص ۱۶۳) اس سے مقصود الزام حجت تھا ۴۱ قالوا من فعل الخ مشرکین جب عید منا کر واپس آئے تو حسب دستور اپنے معبودوں کو نذرانہ سجود پیش کرنے کے لئے عبادتخانہ میں داخل ہوئے تو معبودوں کو ناگفتہ بہ حالت میں دیکھ کر سخت برہم ہوئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے ہمارے معبودوں سے یہ حرکت جس نے بھی کی ہے اس نے بڑا ظلم کیا ہے ۴۲ قالوا سمعنا الخ ان میں سے بعض نے کہا کہ ابراہیم نامی ایک نوجوان ہے وہ ان کا ذکر کررہا تھا یہ اسی کی حرکت معلوم ہوتی ہے۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ یذکرھم کا مطلب یہ ہے کہ ایک نوجوان جسکا نام ابراہیم ہے ہر وقت ہمارے ان معبودوں کے پیچھے پڑا رہتا اور انکی توہین کرتا رہتا ہے اور ہمیشہ کہتا رہتا ہے کہ یہ عبادت اور پکار کے لائق نہیں اور نہ نفع و نقصان کے مالک ہیں اس لئے اندازہ یہی ہے کہ سب کچھ اسی نے کیا ہوگا بہت سے مفسرین نے اسی کو ترجیح دی ہے (سمعنا فتی یذکرھم) یعیبھم فلعلہ الذی فعل ذالك بھم (روح ج ۱۷ ص ۶۳) ۴۳ قالوا فاتوا الخ اب مشرکین نے کہا تو پھر اس (ابراہیم علیہ السلام) کو لوگوں کے روبرو لاؤ تاکہ سب لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ ہم اسے کس قدر عبرتناک سزا دیتے ہیں ای یحضرون عقوبتنا لہ (مدارک ج ۳ ص ۶۳) یا مطلب یہ ہے کہ ابراہیم کو سرعام حاضر کرو تاکہ کچھ اور لوگ بھی اس کے خلاف شہادت دیں۔ انھم کرھوا ان یاخذوہ بغیر بینۃ فارادوا ان یجیئوا بہ علی اعین الناس لعلھم یشھدون علیہ بما قالہ فیکون حجۃ علیہ بما فعل وھذا قول الحسن وقتادۃ والسدی وعطاء وابن عباس رض (کبیر ج ۶ ص ۱۶۳) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اس واقعہ سے یہی مقصد تھا کہ یہ تمام

ان تماثیل کے تمام پجاری ان کے علم میں آئے اور ان سب کے سامنے پیش ہو اسوقت وہ آنکی جہالت اور بےوقوفی ظاہر کریں اور ان کے سامنے برملا ان کے معبودوں کی بےچارگی اور بےبسی کو واضح کرسکیں اور اس حقیقت کا اعلان کرسکیں۔ کہ جن معبودوں کو تم حاجت روا اور مشکل کشا اور نافع و ضار سمجھتے ہو ان کے عجز کا یہ حال ہے کہ وہ خود اپنی ذاتوں سے بھی دفع ضرر کی قدرت نہیں رکھتے اس لئے وہ تمہارا بھی کچھ سنوار یا بگاڑ نہیں سکتے اور نہ کچھ تمہیں دے سکتے ہیں (فاتوابہ علی اعین الناس) ای علی رؤس الاشھاد فی الملاء الاکبر بحضرۃ الناس کلھم فکان ھٰذا ھو المقصود الاکبر لابراھیم علیہ السلام ان یبین فی ھٰذا المحفل العظیم کثرۃ جھلھم وقلۃ عقلھم فی عبادۃ ھٰذہ الاصنام التی لاتدفع عن نفسھا ضرًا ولا تملك لھا نصرًا فکیف یطلب منھا شئی من ذالك (ابن کثیر ج ۳ ص ۱۸۲) ۴۴ قالوا ءانت الخ اس سے پہلے اندراج ہے ای فاتوا بہ یعنی وہ حضرت

موضح قرآن ف۱۔ یہ علاج کرنا انھوں نے چپکے سے کہا۔ پھر جب وہ شہر سے باہر گئے ایک میلے میں تب بت خانے میں جا کر سب کو توڑا ف۲ سمجھے کہ بتوں پر پوجنا کیا حاصل۔

ابراہیم علیہ السلام کو سرعام لے آئے اور ان سے سوال کیا۔ اے ابراہیم! کیا تونے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ کچھ کیا ہے؟ اس سوال سے ان کا مقصد یہ تھا کہ وہ اپنے اس فعل کا اقرار کرلینگے تو وہ انھیں حسب منشا سزا دے سکیں گے مگر ان کا مقصد پورا نہ ہوا اور معاملہ برعکس ہوگیا اور الٹے خود ذلیل و رسوا ہوئے (من الکبیر) ۴۵ قال بل فعلہ الخ لفظ بل اضراب کیلئے ہے جو ماقبل کے خلاف ایک نئی بات بیان کرنے کیلئے لایا جاتا ہے تو اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مشرکین کے سوال کے جواب میں بتوں کو توڑنے کے فعل سے انکار کر دیا اور اس فعل کو ان کے بڑے بت کی طرف منسوب کر دیا ظاہر ہے کہ یہ جھوٹ کی صورت ہے جسکی نسبت انبیاء علیہم السلام کی طرف محال ہے اس کے بہت سے جواب دیئے گئے جو تفسیر کبیر اور روح المعانی میں بہ تفصیل مذکور ہیں حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ بل فعلہ میں تکلم سے غیبت کی طرف التفات ہے اور اس کا فاعل مقدر ہے اصل میں تھا بل فعلہ من فعلہ۔ یعنی جس نے یہ کام کیا

نُكِسُوا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ

اندھے ہو گئے سر جھکا کر ۴۷ تو تو جانتا ہے جیسا یہ

يَنْطِقُوْنَ ﴿٦٥﴾ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

بولتے نہیں بولا کیا پھر تم پوجتے ہو اللہ سے ورے

مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ﴿٦٦﴾ اُفٍّ لَّكُمْ وَ

ایسے کو کہ جو تمہارا کچھ بھلا کرے نہ برا ۴۸ بیزار ہوں میں تم سے

لِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٧﴾

اور جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوائے کیا تم کو سمجھ نہیں

قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿٦٨﴾

بولے اس کو جلاؤ اور مدد کرو اپنے معبودوں کی ۴۹ اگر کچھ کرتے ہو ف۲

قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِىْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿٦٩﴾ وَ

ہم نے کہا اے آگ ٹھنڈک ہو جا اور آرام ۵۰ ابراہیم پر اور

اَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ﴿٧٠﴾ وَنَجَّيْنٰهُ

چاہنے لگے اس کا برا پھر انہی کو ہم نے ڈالا نقصان میں اور بچا نکالا اُسکو

وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِىْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿٧١﴾

۵۱ اور لوط کو اس زمین کیطرف جس میں ف۳ برکت رکھی ہمنے جہان کے واسطے ف

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ ؕ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا

اور بخشا ہم نے اس کو اسحاق اور یعقوب دیا انعام میں اور سب کو

صٰلِحِيْنَ ﴿٧٢﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَ

نیک بخت کیا ف اور ان کو کیا ہمنے پیشوا راہ بتلاتے تھے ہمارے حکم سے اور

اَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَ

کہلا بھیجا ہمنے انکو کرنا نیکیوں کا اور کھڑی رکھنی نماز اور

ہے اس نے تو کر ڈالا۔ یہ تمہارا بڑا بت بھی یہاں موجود ہے تم اپنے ان معبودوں ہی سے پوچھ لو کہ ان کیساتھ یہ ماجرا کس نے کیا ہے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس فعل سے انکار نہیں کیا بلکہ ایک لطیف اور کنائی انداز میں اسے تسلیم کرلیا۔ امام رازی نے اس توجیہ کو اس طرح بیان کیا ہے۔ ورابعها انه کنایة عن غیر مذکور ای فعله من فعله، وکبیرهم هذا ابتداء الکلام و یروی عن الکسائی انه کان یقف عند قوله بل فعله ثم یبتدی کبیرهم هذا (کبیر ج ۶، صـ ۱۶۳) ۴۶ فرجعوا الی انفسهم الخ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جواب سن کر مشرکین کے ہوش ٹھکانے آئے اور ان کو تنبیہ ہوئی کہ وہ ان غیر ناطق جمادات کی عبادت کرکے اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہیں بھلا جو اسقدر عاجز و بے بس ہوں کہ اپنی حفاظت بھی نہ کرسکیں وہ دوسروں کے کیا کام آسکتے ہیں (انکم انتم الظلمون) ای بعبادة من لا ینطق بلفظة ولا یملك لنفسه لحظة وکیف ینفع عابدیه ویدفع عنهم البأس من لا یرفع عن راسه الفأس (قرطبی ج ۱۱ صـ ۳۰۲) ۴۷ ثم نکسوا الخ مگر تسویل و تضلیل شیطان سے بدبختی اور شقاوت نے پھر انھیں آلیا اور مہر جباریت کی وجہ سے وہ اپنی کفر و شرک کی پہلی حالت کی طرف فوراً منقلب ہوگئے۔ قال اھل التفسیر اجری اللّٰہ تعالیٰ الحق علی لسانھم فی القول الاول ثم ادرکتھم الشقاوة ای ردوا الی الکفر بعد ان اقروا علی انفسھم بالظلم (مدارک ج ۳ صـ ۶۴) اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہنے لگے کہ یہ تو تمہیں بھی معلوم ہے اور ہم بھی جانتے ہیں کہ یہ معبود بولنے کی طاقت نہیں رکھتے مگر اس کے باوجود ان کو اپنا معبود سمجھتے ہیں لا یخفی علینا وعلیك ایھا المبکت انھا لا تنطق کذالك وانا انما اتخذناها آلهة مع العلم بالوصف (روح جلد ۱۷ صـ ۶۶) ۴۸ قال اتعبدون الخ جب مشرکین نے اپنے معبودوں کی بیچارگی اور بے بسی کا اقرار کرلیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انکی فکر و عقل کو جھنجھوڑتے ہوئے فرمایا جب تمہیں معلوم ہے کہ یہ عاجز معبود تمہیں نہ نفع پہنچانے کی طاقت رکھتے ہیں نہ نقصان پہنچانے کی تو پھر تم اللہ کے سوا ان کی کیوں عبادت کرتے ہو۔ تف تم پر اور تمہارے فعل شرک پر تم ایسے صریح احمقانہ فعل کی قباحت بھی نہیں سمجھتے۔ ۴۹ قالوا حرقوہ الخ جب مشرکین حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مدلل گفتگو کے سامنے مبہوت و لاجواب ہوگئے تو اب اوچھے ہتھیاروں پر اتر آئے جیسا کہ باطل پرستوں کا دستور ہے اور آپس میں طے کیا کہ ابراہیم نے چونکہ ان کے معبودوں کی توہین کی ہے اور انھیں ذلیل و رسوا کیا ہے اس لئے اس فعل کی اس کو سزا دینی چاہیئے اور اسے جلا کر خاک کر دینا چاہیئے۔ لما عجزوا عن المحاجة وضاقت بهم الحیل وهذا دیدن المبطل المحجوج اذ بهت بالحجة وکانت له

موضح قرآن ف یعنی زمین شام جس میں آسودگی خوب ہے ف۲ دعا کی بیٹے کی، ہی کی انعام میں دیا پوتا۔

فتح الرحمٰن ف یعنی ایں کنایت است از ملزم شدن ۱۲ ف۲ در آتش انداختند ۱۲ ف۳ یعنی زمین شام ۱۲

قد رۃ یفزع الی المناصبۃ (روح ج ۱۷ ص ۶۷) وانصروا الھتکم بتحریق ابراھیم لانہ یسبھا ویعیبھا (قرطبی ج ۱۱ ص ۳۰۳) ۵۰ قلنا ینار الخ نمرود نے اسی گز لمبی اور چالیس گز چوڑی چار دیواری بنوائی اور اسمیں چالیس دن تک ایندھن جمع کرایا اور اس کو آگ لگا دی جب آگ خوب مشتعل ہوگئی اور ہر طرف سے اس کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے تو حضرت ابراہیمؑ کو اسمیں پھینکا گیا جب وہ ان کو آگ میں پھینکنے کی تیاریاں کر رہے تھے اسوقت اللہ کا خلیل ماسوی اللہ سے اعراض کر کے اپنے مولیٰ و آقا سے مناجات میں مصروف تھا اور آسمان کی طرف رُخ کر کے عرض کر رہا تھا۔ اللھم انت الواحد فی السماء وانا الواحد فی الارض لیس احد یعبدک غیری حسبی اللہ ونعم الوکیل ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں۔ لا الہ الا انت سبحٰنک رب العٰلمین لک الحمد ولک الملک لاشریک لک ادھر اللہ تعالیٰ کے خلیل کو آگ میں پھینکا گیا اور ادھر سے اللہ کا حکم پہنچ گیا۔ ینار کونی بردًا وسلٰمًا علٰی ابراھیم اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور ابراہیم کے لئے سلامتی اور آرام و راحت بنجا (قرطبی۔ روح۔ بحر وغیرہ) چنانچہ آگ کے شعلے بھڑکتے رہے اور فضا کو اپنی روشنی سے منور کئے رہے مگر ان سے حرارت اور جلانے کی خاصیت سلب کر لی گئی ہر چیز میں اللہ تعالیٰ نے جو خاصیت و تاثیر رکھی ہے وہ اللہ کے حکم کے بغیر اپنا اثر ظاہر نہیں کر سکتی آگ میں جلانے کی خاصیت ہے اور وہ جلاتی ہے مگر نار ابراہیم سے اللہ نے جلانے کی صلاحیت سلب کر لی اور اسکی روشنی بدستور باقی رہی۔ قال الزمخشری فان قلت کیف بردت النار وھی النار قلت نزع اللہ عنھا طبعھا الذی طبعھا علیہ من الحر والاحراق وابقاھا علی الاضاءۃ والاشراق والاشتعال کما کانت واللہ علی کل شیئ قدیر (بحر ج ۶ ص ۳۲۸) یہ واقعہ زبردست دلیل ہے کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور متصرف و مختار نہیں ۵۱ ونجینٰہ ولوطا الخ ہم نے ابراہیم کو آگ سے بچایا۔ وہ خود نہیں بچ سکتے تھے ووھبنا لہ اسحٰق الخ اور ہم ہی نے ان کو نعمت اولاد سے نوازا۔ اولاد عطا کرنا بھی ہمارا کام ہے کسی دوسرے کے اختیار میں نہیں وجعلنٰھم ائمۃ ضمیر منصوب سے حضرت ابراہیم، لوط، اسحاق اور یعقوب علیہم السلام مراد ہیں یعنی ہم نے ان پیغمبروں کو امام بنایا جو ہمارے حکم کے مطابق صراط مستقیم کی طرف لوگوں کی رہنمائی کرتے تھے اور ہر وقت نیکی کے کاموں میں مصروف رہتے تھے اس دلیل کا حاصل یہ ہے کہ قلنا ینار کونی الخ آگ کو ٹھنڈا ہونے کا ہم ہی نے حکم دیا فجعلنٰھم الاخسرین مشرکوں کو ہم ہی نے رسوا کیا۔ ووھبنا لہ ابراہیم کو اولاد ہم ہی نے عطا کی وجعلنٰھم ائمۃ ان کو ائمہ ہدایت ہم ہی نے بنایا واوحینا الیھم ان کو نیک کاموں کا حکم ہم ہی نے دیا کانوا لنا عٰبدین وہ مصائب میں ہمیں ہی پکارتے تھے۔ یہ سارے کام ہم ہی نے کئے کسی اور کا ان میں دخل نہیں تھا ۵۲ ولوطا اٰتینٰہ الخ یہ تیسری تفصیلی نقلی دلیل ہے قوم لوط جب حضرت لوطؑ کی تبلیغ واصلاح کے باوجود اپنی خباثت اور بدعملی سے باز نہ آئی تو اللہ نے اسپر عذاب نازل فرما کر اسے ہلاک کر دیا اور حضرت لوط علیہ السلام اور اُن پر ایمان لانیوالوں کو بچا لیا اور اسے اپنی رحمت میں داخل کر لیا اٰتینٰہ حکما ونجینٰہ۔ وادخلنٰہ فی رحمتنا مجرمین کو ہلاک کرنا اور مطیعین کو بچانا ہمارا ہی کام ہے کسی دوسرے کو اس کی طاقت نہیں ۵۳ ونوحا اذ نادٰی الخ یہ چوتھی تفصیلی نقلی دلیل ہے۔ دیکھو بوقت طوفان نوح علیہ السلام نے بھی ہمیں پکارا تو ہم نے اس ہولناک طوفان سے انکے اہل ایمان ساتھیوں کو بچا لیا

تیسری تفصیلی نقلی دلیل ۳

ع ۵ / ۲۵ / ۵

پانچویں نقلی دلیل ۴

اِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ﴿۷۳﴾ وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ

دینی زکات اور وہ تھے ہماری بندگی میں لگے ہوئے اور لوط کو دیا ہمنے

حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ

حکم اور سمجھ ۵۲ اور بچا نکالا اسکو اس بستی سے جو کرتے تھے

تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ﴿۷۴﴾

گندے کام وہ تھے لوگ بڑے نافرمان اور

وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾ وَنُوْحًا

اس کو لے لیا ہم نے اپنی رحمت میں وہ ہے نیک بختوں میں اور نوح

اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ

کو جب ۵۳ اسنے پکارا اُس سے پہلے پھر قبول کر لی ہمنے اسکی دعا سو بچا دیا اسکو اور اسکے

مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾ وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ

گھر والوں کو بڑی گھبراہٹ سے اور مدد کی اس کی ان لوگوں پر

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ

جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتیں وہ تھے بُرے لوگ

فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۷۷﴾ وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ

پھر ڈبا دیا ہمنے ان سب کو اور داؤد اور سلیمان کو جب لگے ۵۴

فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا

فیصل کرنے کھیتی کا جھگڑا جب روند گئیں اسکو رات میں ایک قوم کی بکریاں اور سامنے تھا

لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ﴿۷۸﴾ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا

ہمارے ان کا فیصلہ ف ۱ پھر سمجھا دیا ہمنے وہ فیصلہ سلیمان کو اور دونوں کو دیا

حُكْمًا وَّعِلْمًا ۡ وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَ

تھا ہمنے حکم اور سمجھ ف ۱ اور تابع کئے ہم ۵۵ نے داؤد کے ساتھ پہاڑ تسبیح پڑھا کرتے اور

موضح قرآن ف ۱ حضرت داؤد نے بکریاں دلوادیں کھیتی والوں کو بدلا ان کے نقصان کا ان کے دین میں چونکہ چور کو غلام رکھ لیتے تھے اسی موافق یہ حکم کیا اور حضرت سلیمان لڑکے تھے انہوں نے بھی یہ جھگڑا اپنے پاس منگوایا اور کہا کہ بکریاں رکھو انکا دودھ پیو اور کھیتی کو پانی دیا کریں بکری والے جب کھیتی ویسی ہوجاوے تب بکریاں پھیر دیں اور کھیتی لے لیں جس میں دونوں کو نقصان نہ ہو

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی گوسفندان قومی در زراعت قومی دیگر بوقت شب در آمدند و چرا کردند داؤد علیہ السلام حکم کرد بدادن گوسفندان عوض زراعت و سلیمان حکم ایں قوم را باصلاح زراعت و آں قوم را بانتفاع از شیر غنم تا وقتیکہ زراعت بحال خود رسد و حکم سلیمان اصوب بود ۱۲

اور ظالم اور ستمگر مشرکین کے شر و فساد اور انکی تکلیف و ایذا سے ان کو نجات دی اور ظالم و فاسق قوم کو غرق کر دیا فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ انکی دعا ہم ہی نے قبول کی فَنَجَّيْنٰهُ ان کو عذاب سے ہم ہی نے
بچایا وَنَصَرْنٰهُ اور مشرکین پر ہم ہی نے ان کو غلبہ دیا فَاَغْرَقْنٰهُمْ اور مشرکین کو ہم ہی نے غرق کیا ۵۴ وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ الخ یہ پانچویں تفصیلی نقلی دلیل ہے ہم نے داؤد و سلیمان کو علم و حکم دیا۔
جب وہ ایک جھگڑے کا فیصلہ کر رہے تھے ہم اس سے باخبر تھے اِذْ نَفَشَتْ الخ یہ اس قضیے کی طرف اشارہ ہے ان کے زمانہ میں ایک شخص کی بکریاں رات کو دوسرے کے کھیت میں گھس گئیں اور اسے
تباہ کر گئیں۔ کھیت کا مالک مقدمہ لیکر حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس آیا اور سارا ماجرا سنایا۔ انہوں نے اس کے حق میں فیصلہ دے دیا اور بکریاں اسے دلا دیں۔ جب مدعی اور مدعا علیہ واپس ہوئے
تو راستہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ والد صاحب نے کیا فیصلہ فرمایا؟ انہوں نے ذکر کیا تو کہا میرے خیال میں فیصلہ کی ایک اور صورت ہے جو دونوں کے حق میں بہتر ہے۔ حضرت داؤد ؑ کو

الطَّيْرَ ۭ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ۷۹ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ
اڑتے جانور اور یہ سب کچھ ہمنے کیا اور اسکو سکھلایا ہمنے بنانا ایک تمہارا لباس
لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ۸۰
کہ بچاؤ ہو تم کو تمہاری لڑائی میں ف۱ سو کچھ تم شکر کرتے ہو ف۱
وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ
اور سلیمان کے ۵۶ تابع کی ہوا زور سے چلنے والی کہ چلتی اسکے حکم سے اس زمین کیطرف
الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ۸۱ وَمِنَ
جہاں برکت دی ہے ہم نے اور ہم کو سب چیز کی خبر ہے ف۲ اور تابع کئے
الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ
کتنے شیطان جو غوطہ لگاتے اسکے واسطے اور بہت سے کام بنتے اس کے
ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ۸۲ وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى
سوائے اور ہم نے انکو تھام رکھا تھا ف۳ اور ایوب کو ۵۷ جس وقت پکارا اسنے
رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۸۳ صلے
اپنے رب کو کہ مجھ پر پڑی ہے تکلیف اور تو ہے سب رحم والوں سے رحم والا
فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ
پھر ہم نے سن لی اسکی فریاد سو دور کر دی جو اس پر تھی تکلیف اور عطا کئے اسکو اسکے گھر والے
۸۴ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ
اور اتنے ہی اور انکے ساتھ رحمت اپنی طرف سے اور نصیحت بندگی کرنیوالوں کو ف۴ صلے
۸۵ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ۭ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ
اور اسمٰعیل اور ادریس ۵۸ اور ذوالکفل کو یہ سب ہیں صبر والے ف۵
وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۸۶
اور لے لیا ہم نے انکو اپنی رحمت میں وہ ہیں نیک بختوں میں

اس کا علم ہوا تو انھیں بلایا اور ان سے پوچھا کہ تمہارے دل میں جو فیصلہ آیا ہے اسے بیان کرو حضرت سلیمان نے عرض کیا میرا خیال ہے کہ بکریاں کھیت والے کے حوالے کی جائیں تاکہ وہ ان کے دودھ اور بالوں سے انتفاع کرے اور اجڑا ہوا کھیت بکریوں والے کے حوالے کیا جائے تاکہ وہ اس کی دیکھ بھال کرے جب کھیت اپنی پہلی حالت پر آجائے تو دونوں اپنی اپنی چیزیں واپس لے لیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو یہ فیصلہ بہت پسند آیا اور اسی کو نافذ فرمایا فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ یعنی ہم نے زیادہ بہتر فیصلہ سلیمان کے فہم میں ڈال دیا ۵۵ وسخرنا مع داؤد الخ ہم نے پہاڑ اور پرندوں کو داؤد علیہ السلام کے ماتحت کر دیا کہ وہ بھی ان کے ساتھ اللہ کی تسبیح و تقدیس بیان کرتے تھے یہ سب کچھ ہم نے کیا تھا وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ الخ اور ہم نے داؤد کو لوہے کی زرہیں بنانے کی تعلیم دی ۵۶ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ الخ یہ مع داؤد پر معطوف ہے ای سخرنا لہ الریح الخ (روح) یعنی ہم ہی نے اپنے حکم سے ہوا کو سلیمان ؑ کے تابع فرمان بنا دیا اور ہم ہی ہر چیز کو جاننے والے ہیں دوسرا کوئی نہیں وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ الخ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ الخ الریح پر معطوف ہے اور من الشیاطین اسکا بیان ہے یعنی ہم نے جنوں کو مسخر کر دیا کہ وہ اس کے حکم کے مطابق کام کرتے تھے وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ لیکن سرکشی اور طغیان سے جنوں کو بچانا اور ان پر کنٹرول رکھنا یہ ہمارا کام تھا تاکہ وہ شر و فساد نہ کریں۔ داؤد و سلیمان علیہما السلام پر یہ تمام احسانات و انعامات ہم نے کئے تھے اور وہ ہمارے شکر گذار بندے تھے اس لئے وہ خود متصرف و کارساز اور لائق الوہیت نہ تھے وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ان کے فیصلے کو ہم ہی جانتے تھے فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ سلیمان ؑ کو یہ فیصلہ ہم ہی نے سمجھایا وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا دونوں کو علم و حکمت ہم ہی نے دی وَسَخَّرْنَا پہاڑوں کو ہم ہی نے تابع فرمان کیا وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ یہ سب کچھ ہم ہی نے کیا وَعَلَّمْنٰهُ زرہ سازی کی صنعت بھی ہم ہی نے سکھائی وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ اور ہر چیز کو ہم ہی جانتے تھے وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ اور انکی حفاظت کرنیوالے بھی ہم ہی تھے

بارھویں نقلی دلیل ۱۲

تیرہویں تفصیلی نقلی دلیل ربّہ

موضح قرآن ف۱ حضرت داؤد کے ساتھ زبور پڑھنے کے وقت پہاڑ اور جانور بھی انہیں کی سی آواز سے پڑھتے اور لوہے کی زرہ بناتے فقط ہاتھ سے موڑ کر اور لوگ بناتے ہیں آگ سے ف۲ ایک تخت بنایا تھا بہت بڑا اپنے سارے کارخانوں سے اور لوگوں سے اس پر بیٹھتے پھر باؤ آتی زور سے اس کو زمین سے اٹھاتی اور پر نرم باؤ چلتی یمن سے شام کو اور شام سے یمن کو مہینہ کی راہ دو پہر میں پہنچاتی ف۳ شیطانوں سے غوطہ لگواتے جواہر دریا سے نکلواتے جہاں آدمی کا مقدور نہیں اور عمارت میں بھاری کام ان سے کرواتے اور سفر میں حوض برابر لگن تانبے کی اور کنوئیں برابر دیگیں اٹھائے چلتے اور ان میں کھانا پکاتے اور سخت کام ان سے لیتے ف۴ حضرت ایوب کو حق تعالیٰ نے دنیا میں سب طرح سے آسودہ رکھا تھا۔ کھیت اور مویشی اور لونڈی غلام کماتے اور اولاد صالح اور عورت موافق مرضی اور بڑے شکر گذار تھے پھر آزمانے کے لئے ان پر شیطان کو ہاتھ دیا کھیت جل گئے مویشی مر گئے اولاد اکٹھی دب مری دوست وار الگ ہو گئے بدن میں آبلے پڑ کر کیڑے پڑ گئے ایک عورت رفیق رہی جیسے نعمت میں شاکر تھے ویسے بلا میں صابر رہے ایک قرن کے بعد یہ دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد مری ہوئی جلائی اور نئی اولاد دی۔ زمین سے چشمہ نکالا اسی سے پی کر نہا کر چنگے ہوتے اور سونے کی ٹڈیاں برسائیں اور سب طرح درست کر دیا ف۵ کہتے ہیں ذوالکفل تھے ایوب کے بیٹے ایک شخص کے ضامن ہو کر کئی برس قید رہے اور للہ یہ محنت سہی

فتح الرحمٰن ۱۵ یعنی ساختن زرہ ۱۲

۵۷ وَ اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى الخ یہ چھٹی تفصیلی نقلی دلیل ہے۔ ایوب علیہ السلام پر ابتلا آیا۔ تو انھوں نے دفع مضرت اور کشف مصیبت کیلئے ہمیں پکارا تو ہم نے ان کو مصیبت سے نجات دیدی اور تمام کھوئی ہوئی نعمتیں ان کو واپس دیدیں۔ رحمۃ الخ یہ مفعول لہ ہے یعنی ہم نے یہ سب کچھ ایوب علیہ السلام پر رحمت و شفقت کے لئے کیا اور تاکہ دوسرے عبادت گذار بندوں کو اس سے نصیحت و عبرت حاصل ہو اور وہ مصائب و مشکلات میں صبر کریں اور صرف اللہ تعالیٰ ہی سے مصائب و مشکلات میں استعانت و استغاثہ کریں۔ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ انکی دعا ہم ہی نے قبول کی فَكَشَفْنَا انکی تکلیف ہم ہی نے دور کی ۵۸ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِدْرِيْسَ الخ یہ ساتویں تفصیلی نقلی دلیل ہے۔ یہ سب صبر و استقلال سے توحید سناتے رہے وَ اَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا انکو ہم نے کافروں کے شر سے بچا کر اپنی رحمت میں داخل کیا ۵۹ وَ ذَا النُّوْنِ اِذْ الخ یہ آٹھویں تفصیلی عقلی دلیل ہے حضرت یونس علیہ السلام عرصہ تک اپنی قوم کو دعوت و تبلیغ کے بعد ان کے ایمان سے مایوس ہوگئے اور ان کے انکار و اصرار پر ناراض ہو کر ہجرت کرلی حالانکہ ابھی تک اللہ کی جانب سے اس قسم کا کوئی حکم ان پر نازل نہیں ہوا۔ غالباً اپنے اجتہاد سے یہ فیصلہ کیا کہ ان لوگوں پر اب حجت خداوندی تام ہو چکی ہے اور ان کے ایمان لانے کی کوئی امید نہیں اب تو عنقریب ہی ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہونیوالا ہے اسلئے یہاں سے ہجرت کرجانا چاہیئے۔ مُغَاضِبًا ای غضبان علٰی قومہ لشدۃ شکیمتھم و تمادی اصرارھم مع طول دعوتہ ایاھم و کان ذھابہ ھذا ہجرۃ عنھم لکنہ لم یؤمر بہ (روح ج ۱۷ ص ۸۳) چنانچہ جب وہ اپنے شہر سے نکل کر روانہ ہوئے اور بحیرہ روم کے کنارے پہنچے تو کشتی تیار تھی اسمیں سوار ہوگئے کشتی گرداب میں پھنس گئی اور غرق ہونے لگی تو ملاحوں نے کہا کہ سواریوں میں کوئی بھاگا ہوا غلام ہے اور ہمارا دستور یہ ہے کہ ایسے موقع پر ہم قرعہ اندازی کرتے ہیں جس کے نام کا قرعہ نکلے اسے سمندر میں پھینک دیتے ہیں چنانچہ تین مرتبہ قرعہ ڈالا گیا تینوں مرتبہ حضرت یونس علیہ السلام کا نام نکلا اب وہ سمجھے کہ انہوں نے بلا امر ربانی ہجرت کرکے غلطی کی ہے اور ملاحوں سے کہا بے شک میں ہی اپنے آقا کے حکم کے بغیر بھاگا ہوا غلام ہوں اور سمندر میں چھلانگ لگا دی ایک بڑی مچھلی نے ان کو نگل لیا۔ اللہ نے مچھلی کو حکم دیا کہ یونس کو کوئی تکلیف نہ دینا میں نے اسے تیری غذا نہیں بنایا بلکہ تیرے پیٹ کو اس کیلئے قیدخانہ بنایا ہے ۶۰ وَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ الخ نقدر یہاں قدرۃ سے نہیں بلکہ قدر سے ہے جس کے معنی قضا یا تنگی کرنے کے ہیں۔ یعنی یونس علیہ السلام قبل نزول امر ہجرت کرکے چلے گئے اور انکا خیال تھا کہ اس فعل پر انکو سزا دینے کا ہم کوئی فیصلہ نہیں کرینگے یا ہم ان پر کسی قسم کی تنگی نہیں کرینگے۔ ای لن نقضی علیہ العقوبۃ قالہ ابن عباس فی روایۃ عنہ و قیل معناہ فظن ان لن نضیق علیہ الحبس (خازن ج ۴ ص ۲۵۰) فظن ان لن نقدر علیہ ای لن نضیق علیہ وھو کقولہ تعالیٰ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ يَقْدِرُ ای یضیق و من قدر علیہ رزقہ ای ضیق

(حاشیہ: ۱ ز حضرت یونس تا ختم تفصیل ۱۲ — ۲ دلیل نقلی ۱۲ — ۳ ز حضرت زکریا تا ختم تفصیل ۱۲ — ۴ دلیل ۱۲ — ۵ یہ تمام مذکورہ دلائل نقلیہ سے متعلق ہے ۱۲)

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ

اور مچھلی والے کو جب ۵۹ چلا گیا غصہ ہو کر ف۱ پھر سمجھا کہ ہم نہ پکڑ ۶۰ سکینگے

عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ

اسکو ف۲ پھر پکارا ۶۱ ان اندھیروں میں کہ کوئی حاکم نہیں سوائے تیرے

سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ

تو بے عیب ہے میں تھا گنہگاروں سے پھر سن لی ہم نے اسکی فریاد

وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَكَذٰلِكَ نُـْۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾ وَ

اور بچا دیا اس کو اس گھٹنے سے اور یوں ہی ہم بچا دیتے ہیں ایمان والوں کو ف اور

زَكَرِيَّاۤ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ

زکریا کو جب پکارا اس نے اپنے رب کو اے رب نہ چھوڑ مجھ کو اکیلا ۶۲ اور تو ہے

خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۸۹﴾ ۚۖ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۫ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَ

سب سے بہتر وارث ف۲ پھر ہم نے سن لی اسکی دعا اور بخشا اسکو یحیی اور

اَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ

اچھا کر دیا اس کی عورت کو وہ لوگ دوڑتے تھے بھلائیوں پر

وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ؕ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴿۹۰﴾

اور پکارتے تھے ہم کو توقع سے اور ڈر سے اور تھے ہمارے آگے عاجز ف۳

وَالَّتِيْۤ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا

اور وہ عورت جس نے قابو ۶۳ میں رکھی اپنی شہوت پھر پھونک دی ہم نے اس عورت میں اپنی روح

وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَاۤ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۱﴾ اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ

اور کیا اسکو اور اسکے بیٹے کو نشانی جہانوالوں کے واسطے یہ لوگ ہیں تمہارے دین

اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۹۲﴾ وَ

کے سب ایک دین پر ۶۴ اور میں ہوں رب تمہارا سو ۶۵ میری بندگی کرو ف۳ اور

الخ (کبیر ج ۶ ص ۱۹۱) ۶۱ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ الخ مچھلی کے پیٹ میں پہنچکر حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے قصور کا اعتراف کیا اور اللہ کی تسبیح و تقدیس میں مصروف ہوگئے آخر اللہ تعالیٰ نے انکی آہ و زاری قبول فرمائی اور مچھلی کے پیٹ سے باہر نکالا۔ حضرت یونس عنے اس مصیبت سے نجات حاصل کرنے کیلئے مچھلی کے پیٹ میں خدا کو پکارا اس سے معلوم ہوا کہ وہ خود متصرف و کارساز

موضح قرآن ف حزقیل کے یاروں میں تھے یونس علیہ السلام نے بڑے شوق سے عبادت کی اور دنیا سے الگ۔ حکم ہوا کہ ان کو بھیجو شہر نینوا میں مشرکوں کو منع کریں بت پوجنے سے یہ خفا ہو کر گئے راہ میں ندی آئی ایک بیٹا کنارے چھوڑا ایک کندھے پر لیا۔ عورت کا ہاتھ پکڑا ندی میں جب پانی نے زور کیا عورت کا ہاتھ چھوٹ گیا اس کے تھامنے سے کندھے سے لڑکا پھسل پڑا گھبراہٹ میں دونوں بہ گئے۔ کنارے آئی دوسرے لڑکے پاس اسکو بھیڑیا لے گیا جب اس شہر پہنچے سرداروں سے ملے پیغام اللہ کا دیا وہ ٹھٹھے کرنے لگے ایک مدت پیچھے آخر خفا ہو کر بددعا کی عذاب کی اور آپ نکل گئے تین دن عذاب آیا شہر کے سب لوگ جنگل میں نکلے اللہ کے آگے توبہ کی روئے۔ سارے بت توڑ ڈالے۔ عذاب ٹل گیا شیطان نے یونس ع کو خبر دی کہ وہ قوم اچھے بھلے ہیں ان پر عذاب نہ آیا یہ دل میں خفا ہوئے کہ اللہ نے مجھ کو جھوٹا کیا حکم کی راہ دیکھی کسی طرف چل کھڑے ہوئے ایک کشتی پر سوار ہوئے بھنور میں چکر کھانے لگے۔ لوگوں نے کہا کشتی میں کسی کا غلام ہے بھاگا ف یعنی اولاد ف لوگ کہتے ہیں جو کوئی اللہ کو پکارے توقع سے یا ڈر سے وہ محبت تحقیق نہیں یہاں سے اس کی غلطی نکلی۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بر قوم خود بغیر اذن الٰہی ۱۲ ف۲ القصہ حوت او را بلع درکشید ۱۲ ف۳ یعنی اصل دین واحد است و اختلاف در فروع می باشد ۱۲

نہ تھے کہ اپنے آپ کو اس مصیبت سے بچا لیتے۔ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ انکی دعا ہم ہی نے قبول کی وَنَجَّيْنٰهُ اور مصیبت سے ہم ہی نے انکو بچایا۔ ۶۲ وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰی الخ یہ نویں تفصیلی نقلی دلیل ہے یعنی زکریا علیہ السلام نے آخری عمر میں ہم سے بیٹا مانگا اور ہم ہی نے اس عمر میں ان کو بیٹا عطا کیا اور ہم ہی دینے والے ہیں ان کو اس پر قدرت نہ تھی۔ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ زکریا کی دعا ہم ہی نے قبول کی وَوَهَبْنَا لَهٗ اور ہم ہی نے اس کو بیٹا عطا کیا وَاَصْلَحْنَا اور ہم ہی نے اسکی بیوی کو اولاد کے قابل بنایا۔ اِنَّهُمْ كَانُوْا الخ اس سے تمام مذکور انبیاء علیہم السلام مراد ہیں یعنی وہ تمام ہم سے توقع رکھ کر اور ہم سے ڈر کر حاجات و مشکلات میں غائبانہ ہمیں ہی پکارتے تھے۔ يَدْعُوْنَنَا تمام انبیاء علیہم السلام امید و بیم میں ہمیں ہی پکارتے تھے۔ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ اور ہمارے ہی سامنے عاجزی کرتے تھے آیت کا یہ حصہ تمام انبیاء علیہم السلام سے متعلق ہے یا اس سے حضرت زکریا، انکی بیوی اور یحیٰی علیہم السلام مراد ہیں ۶۳ وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ الخ یہ دسویں تفصیلی نقلی دلیل ہے۔ حضرت مریم صدیقہ اور حضرت مسیح علیہما السلام سے اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا یعنی اپنے جذبات کو قابو میں رکھا اور دامن عصمت کی حفاظت کی وَاَحْصَنَتْ یعنی عفت فامتنعت من الفاحشۃ (قرطبی ج ۱۱ ص ۳۳۸) یا مطلب یہ ہے کہ اپنے آپ کو نکاح سے باز رکھا اور کسی سے شادی نہ کی حضرت مریم اور عیسٰی علیہما السلام دونوں ماں بیٹا تمام بنی آدم کے لئے ہماری قدرت کاملہ اور مشیت نافذہ کی واضح نشانی اور دلیل تھے مریم کا بغیر مس بشر بیٹا جننا اور عیسٰی علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا مخلوق کے لئے ایک اعجوبہ اور ہماری قدرت کی علامت ہے وافرد اٰیۃ لان حالہما المجموع عرضہما اٰیۃ واحدۃ وھی ولادتہا ایاہ من غیر فحل (بحر ج ۶ ص ۳۳۶) ای علامۃ و اعجوبۃ للخلق وعلی نبوۃ عیسٰی و دلالۃ علی نفوذ قدرتنا فیما نشاء (قرطبی)، تو معلوم ہوا کہ مریم و عیسٰی کا قصہ تو ہماری قدرت کی دلیل ہے اس لئے وہ الوہیت اور صفات کارسازی کے لائق نہیں ہیں ۶۴ اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ الخ یہ تمام مذکورہ دلائل نقلیہ سے متعلق ہے یعنی ان تمام انبیاء علیہم السلام کا دین ایک ہی تھا اور وہ سارے کے سارے توحید پر متفق تھے اور سب کا یہی مسلک تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور اس کے سوا حاجات میں غائبانہ پکار کے لائق بھی کوئی نہیں اُمۃ یہاں ملت اور دین کے معنوں میں مستعمل ہے اور مراد ملت اسلام اور ملت توحید ہے جو تمام انبیاء علیہم السلام کی ملت ہے الامۃ الملۃ وھٰذہٖ اشارۃ الی ملۃ الاسلام وھی ملۃ جمیع الانبیاء (مدارک ج ۳ ص ۶۹) خطاب للناس قاطبۃ والاشارۃ الی ملۃ التوحید والاسلام (روح ج ۱۷ ص ۸۹) لما ذکر الانبیاء قال ھٰؤلاء کلھم مجتمعون علی التوحید فالامۃ بمعنی الدین الذی ھو الاسلام قالہ ابن عباس و مجاھد و غیرھما (قرطبی) ۶۵ وَاَنَا رَبُّكُمْ الخ حضرت شیخ فرماتے ہیں واؤ تفسیریہ ہے اور جملہ ماقبل کی تفسیر ہے یعنی تمام انبیاء علیہم السلام کی ملت واحدہ یہ ہے کہ میں تم سب کا رب اور کارساز ہوں لہٰذا تم سب صرف میری عبادت کرو اور صرف مجھے ہی پکارو ای لا دین سوی دینی ولا رب غیری فاعبدونی وحدونی (خازن ج ۴ ص ۲۶۰) ای انا الٰھکم الٰہ واحد (فاعبدونی) خاصۃ (روح ج ۱۷ ص ۹۰) ۶۶ وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ الخ یہ سوال مقدر کا جواب ہے یعنی جب تمام انبیاء علیہم السلام کا دین ایک ہی تھا اور سب توحید پر متفق تھے اور سب توحید ہی کی اشاعت کرتے رہے تو پھر بعد کے لوگوں میں شرک کہاں سے آگیا؟ تو اس کا جواب دیا گیا کہ بعد کے بدعمل اور ناخلف جانشینوں نے توحید میں اختلاف ڈال دیا اور دنیوی دولت اور لالچ کی وجہ سے شرک کو رواج دینے میں منہمک ہوگئے اچھا سب کو ہمارے پاس ہی آنا ہے اس لئے اپنے کئے کی سزا پالیں گے۔ یعنی دین سب کا ایک تھا سب کا کارساز بھی ایک

ركوع ٦

تَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ؕ كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ﴿٩٣﴾
ٹکڑے بانٹ لیا لوگوں نے آپس میں اپنا کام ۶۶ ف۱ سب ہمارے پاس پھر آئیں گے

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ
سو جو کوئی کرے نیک کام ۶۷ اور رکھتا ہو ایمان سو اکارت نہ کریں گے

لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ﴿٩٤﴾ وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ
اسکی سعی کو اور ہم اسکو لکھ لیتے ہیں اور مقرر ہو چکا ہر بستی پر

اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿٩٥﴾ حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ
جس کو غارت کر دیا ہم نے کہ وہ پھر کر نہیں آئیں گے ۶۸ ف۱ یہاں تک کہ جب کھول دیے جائیں

يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ﴿٩٦﴾
یاجوج اور ۶۹ ماجوج اور وہ ہر اونچان سے پھسلتے چلے آویں

وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ
اور نزدیک آ لگے سچا وعدہ ۷۰ پھر اس دم اوپر لگی رہ جائیں منکروں کی

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا
آنکھیں ہائے کمبختی ہماری ہم بے خبر رہے اس سے

بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿٩٧﴾ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ
نہیں پر ہم تھے گنہگار ف۲ تم اور جو کچھ تم پوجتے ہو ۷۱ اللہ کے سوائے

اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ﴿٩٨﴾ لَوْ كَانَ
ایندھن ہے دوزخ کا تم کو اس پر پہنچنا ہے اگر ہوتے یہ

هٰٓؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ؕ وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٩٩﴾
بت معبود ۷۲ تو نہ پہنچتے اس پر اور سارے اس میں سدا پڑے رہیں گے

لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿١٠٠﴾ اِنَّ
ان کو اس میں چلانا ہے اور وہ اس میں کچھ نہ سنیں گے ف۳ بیشک

(margin notes: ۱ جواب سوال مقدر ۱۲ — ۲ شیخوہ الخ ۱۲)

موضح قرآن ف۱ یعنی کفر نہیں چھوڑتے تب ہی کھپتے ہیں ف۲ یعنی خبر پہنچی جان کر ٹلا دی ف۳ یعنی اپنے چلانے کے زور سے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی در اصل دین ۱۲

ہی تھا اور تمام پیغمبر ایک ہی ملت پر متفق تھے لیکن بعد کے لوگوں نے ملت توحید کو پارہ پارہ کر دیا۔ وحاصل المعنی الملة واحدة والرب واحد والانبیاء علیھم السلام متفقون علیھا وھؤلاء البعداء جعلوا امر الدین الواحد قطعا الخ (روح ج ۱۷ ص۹۹) ۶۵ فمن یعمل الخ ایمان و توحید والوں اور نیکوکاروں کے لئے بشارت اخروی ہے ۶۶ وحرام علی قریة الخ حرام یعنی ناممکن اور ممتنع اھلکنا یعنی ہم نے ان کی ہلاکت کا فیصلہ کر دیا لا یرجعون بمعنی مصدر ہے یعنی عدم رجوعھم اور مطلب یہ ہوگا کہ جزاء کے لئے ان کا ہماری طرف واپس نہ آنا ممتنع ہے یعنی ضرور ہمارے پاس آئیں گے ای ممتنع البتة عدم رجوعھم الینا للجزاء (روح) یا لا زائدہ اور سیف خطیب ہے یعنی جن لوگوں کی تباہی اور ہلاکت کا ہم نے فیصلہ کر دیا ان کا شرک و کفر سے توبہ کر کے توحید اور اسلام کی طرف آنا ممتنع اور ناممکن ہے کیونکہ عذاب سے ہلاک کرنے کا فیصلہ اس وقت کیا جاتا ہے جب حجت خداوندی پوری ہو جائے اور منکرین کے دلوں پر ان کے مسلسل ضد و عناد کی وجہ سے مہر جباریت لگ جائے اور ان کے رجوع الی الحق کے تمام امکانات ختم ہو جائیں۔ المعنی و ممتنع علی قریة قدرنا اھلاکھا او حکمنا به رجوعھم الینا ای توبتھم علی ان (لا) سیف خطیب مثلھا فی قوله تعالیٰ (ما منعك ان لا تسجد) فی قول (روح ج ۱۷ ص۹۱) حضرت شیخ رحمة اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حرام مبتداء محذوف کی خبر ہے یعنی الایمان حرام الخ اس صورت میں انھم لا یرجعون جملہ ماقبل سے بدل ہوگا۔ اور لا زائدہ نہیں ہوگا قال مجاھد والحسن (لا یرجعون) لا یتوبون عن الشرك (روح) انھم لا یرجعون من الشرك ولا یتوبون عنه وھو قول مجاھد والحسن (کبیر ج ۶ ص۱۹۳) ۶۹ حتی اذا فتحت الخ یہ تخویف اخروی ہے ھُم کی ضمیر سے سب لوگ مراد ہیں یا صرف یاجوج ماجوج۔ پہلی صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ نفخۂ ثانیہ کے بعد لوگ زمین کے ہر مرتفع حصے کو روندتے اور تیزی سے قدم اٹھاتے ہوئے موقف کی طرف دوڑیں گے دوسری صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ جب قیامت کے قریب یاجوج ماجوج کو آزاد کر دیا جائیگا تو وہ زمین کے ہر حصہ میں پہاڑوں اور ٹیلوں کو روندتے ہوئے دنیا میں پھیل جائیں گے اور ہر طرف شر و فساد برپا کر کے ایک تباہی مچا دینگے ثم قیل فی الذین ینسلون من کل حدب انھم یاجوج وماجوج وھو الاظھر وھو قول ابن مسعود وابن عباس وقیل جمیع الخلق فانھم یحشرون الی ارض الموقف وھم یسرعون من کل حدب (قرطبی ج ۱۱ ص۳۴۳) ۷۰ واقترب الوعد الخ الوعد الحق سے قیامت مراد ہے وھو ما بعد النفخة الثانیة من البعث والحساب والجزاء لا النفخة الاولیٰ (روح ج ۱۷ ص۹۲) ۷۱ انکم وما تعبدون الخ مَا تَعْبُدُوْنَ سے بُرے پیر مراد ہیں جو اپنی پرستش پر راضی ہوں نیز انبیاء علیھم السلام اور اولیاء کرام

الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا
جن کے لئے پہلے سے ۷۲ ٹھہر چکی ہماری طرف سے نیکی ۷۳ وہ اس سے
مُبْعَدُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ مَا
دور رہیں گے ۷۴ نہیں سنیں گے اس کی آہٹ ۷۵ اور وہ اپنے
اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ
جی کے مزوں میں سدا رہیں گے نہ غم ہوگا ان کو اس بڑی
الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۭ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ
گھبراہٹ میں ۷۶ اور لینے آئیں گے ان کو فرشتے ۷۷ آج دن تمہارا ہے جس کا
كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ
تم سے وعدہ کیا گیا تھا جس دن ہم لپیٹ لیویں آسمان کو جیسے لپیٹتے ہیں
السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ۭ كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ۭ
طومار میں ۷۸ کاغذ جیسا سرے سے بنایا تھا ہمنے پہلی بار پھر اس کو دہرائیں گے
وَعْدًا عَلَيْنَا ۭ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَلَقَدْ كَتَبْنَا
وعدہ ضرور ہو چکا ہے ہم پر ہم کو پورا کرنا ہے اور ہم نے لکھ دیا ہے
فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا
زبور میں نصیحت کے پیچھے ۷۹ کہ آخر زمین پر مالک ہوں گے
عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ فِيْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ
میرے نیک بندے ۸۰ اس میں مطلب کو پہنچتے ہیں لوگ
عٰبِدِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾
بندگی والے اور تجھ کو ہم نے بھیجا ۸۱ سو مہربانی کر کر جہان کے لوگوں پر
قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ
تو کہہ مجھ کو تو حکم یہی آیا ہے ۸۲ کہ معبود تمہارا ایک معبود ہے پھر کیا تم

۱ بشارت اخروی
۲ تخویف اخروی ۳ ... ۴ بشارت اخروی ۵ ...
۶ توحید پر دلیل وحی ۱۳

کی مورتیاں جن کی مشرکین پرستش کرتے تھے۔ انبیاء علیھم السلام ملائکہ کرام اور اولیاء اللہ اس میں شامل نہیں ہیں۔ بقرینہ ان الذین سبقت لھم منا الحسنیٰ الخ ۷۲ لو کان ھؤلاء الخ اگر یہ معبود اور کارساز ہوتے جیسا کہ مشرکین کا خیال ہے تو آگ میں ہرگز داخل نہ ہوتے حالانکہ وہ جہنم میں داخل کئے جائیں گے اور پھر اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ زفیر رونے چلانے کی آواز جس میں سینے کی خرخراہٹ بھی شامل ہوگی۔ انین وبکاء عویل (مدارک ج ۳ ص۶۹) ۷۳ ان الذین سبقت الخ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب انکم وما تعبدون الخ نازل ہوئی تو کفار قریش اپنے ایک سرکردہ ابن الزبعری کے پاس آئے اور اسے اس آیت کی اطلاع دی تو اس نے کہا اگر میں محمدؐ کے پاس ہوتا تو اسکو اسکا معقول

موضح قرآن ف یعنی ایک بار گزر کر ہمیشہ دور رہیں گے۔

فتح الرحمٰن ف یعنی در آخر زمان پیغامبری مبعوث شود و امت او بر زمین غالب شود ۱۲۔

جواب دیتا۔ قریش نے اس سے پوچھا تو کیا جواب دیتا تو اس نے کہا میں کہتا کہ یہ مسیح بن مریم ہے جس کی نصاریٰ پرستش کرتے ہیں اور یہ عزیر ہے جس کی یہود پرستش کرتے ہیں تو کیا یہ بھی جہنم کا ایندھن ہوں گے۔ کفار قریش یہ سنکر بہت خوش ہوئے۔ اور انہوں نے سمجھا کہ ابن الزبعری کی بات لاجواب ہے اور محمدؐ کے پاس اسکا کوئی جواب نہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں اللہ تعالےٰ نے انبیاء علیہم السلام، فرشتوں اور اولیاء کرام کو آیت سابقہ کے حکم سے مستثنیٰ فرما دیا۔ کیونکہ ان کے حق میں الحسنیٰ (جنت یا بھلائی اور نیک انجام) کا وعدہ ازل سے ہو چکا ہے۔ من القرطبی وابن کثیر وغیرہما ف۹۴ الحسنیٰ اس سے مراد جنت ہے یا رحمت وسعادت یا توفیق طاعت۔ الحسنیٰ ای الجنۃ (قرطبی ج ۱۱ صـ۳۴۵) الحسنیٰ یعنی السعادۃ والعدۃ الجمیلۃ الجنۃ (خازن ومعالم ج ۳ صـ۲۶۳) الحسنیٰ ای الخصلۃ المفضلۃ فی الحسن وھی السعادۃ وقیل التوفیق للطاعۃ والمراد من سبق ذلک

أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴿١٠٨﴾ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ آذَنْتُكُمْ

تم حکم برداری کرنے والے پھر اگر وہ منہ موڑیں تو تُو کہہ دے میں نے خبر کر دی تم کو

عَلَىٰ سَوَاءٍ ۖ وَإِنْ أَدْرِي أَقَرِيبٌ أَمْ بَعِيدٌ مَا

دونوں طرف برابر اور میں نہیں جانتا نزدیک ہے یا دُور ہے جو

تُوعَدُونَ ﴿١٠٩﴾ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَ

تم سے وعدہ ہوا ف۹۵ وہ رب جانتا ہے جو بات پکار کر کرو اور

يَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ ﴿١١٠﴾ وَإِنْ أَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ

جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو ف۹۶ اور میں نہیں جانتا شاید تاخیر میں تم کو جانچنا

لَكُمْ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ﴿١١١﴾ قُلْ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ

ہے اور فائدہ دینا ہے ایک وقت تک ف۹۷ رسول نے کہا اے رب فیصلہ کر انصاف کا

وَرَبُّنَا الرَّحْمَٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ﴿١١٢﴾

اور رب ہمارا رحمٰن ہے اسی سے مدد مانگتے ہیں ان باتوں پر جو تم بتلاتے ہو

سُورَةُ الْحَجِّ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانٌ وَسَبْعُونَ آيَةً وَعَشْرُ رُكُوعَاتٍ

سورۂ حج مدینہ میں نازل ہوئی اور اس کی اٹھتر آیتیں ہیں اور دس رکوع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۚ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ

لوگو ڈرو ف۲ اپنے رب سے بیشک بھونچال قیامت کا ف۳

شَيْءٌ عَظِيمٌ ﴿١﴾ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ

ایک بڑی چیز ہے جس دن ف۴ اس کو دیکھو گے بھول جائیگی ہر دُودھ پلانیوالی

عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَ

اپنے دُودھ پلائے کو اور ڈال دیگی ہر پیٹ والی ف۵ اپنا پیٹ اور

تقدیرہ فی الازل (روح ج ۱۷، صـ۹۷) الحسنیٰ الرحمۃ والسعادۃ (جامع البیان صـ۲۸۹) ف۹۵ عنہا ای عن جہنم یعنی جن کے لئے حسنیٰ کا وعدہ ہو چکا ہے انہیں جہنم سے دُور رکھا جائیگا وہ تو جنت میں ہوں گے ف۹۶ لا یسمعون الخ جملہ معدون سے بدل ہے اسمیں دوزخ سے ان کے بُعد کی قدرے تفصیل دیگئی ہے یعنی ان کو دوزخ سے اتنا دُور کیا جائیگا کہ وہ آتش دوزخ کی خفیف سی آواز بھی نہیں سُن پائیں گے حالانکہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ دوزخ کی بھڑکتی آگ کا شور ہزاروں میلوں کے فاصلہ تک سنائی دیگا۔ یہ اس وقت ہوگا جب وہ جنت میں داخل ہو جائینگے ف۹۷ لا یحزنہم الفزع الخ نار جہنم سے ان کی نجات کا اعلان کرنے کے بعد فرمایا۔ نفخہ ثانیہ سے لیکر دخول جنت تک وہ ہر قسم کے خوف وہراس اور بڑی سے بڑی گھبراہٹ سے بھی محفوظ رہیں گے بیان لنجاتہم من الافزاع بالکلیۃ بعد نجاتہم من النار لانہم اذا لم یحزنہم اکبر الافزاع لم یحزنہم ما عداہ بالضرورۃ کذا قیل (روح ج ۱۷، صـ۹۹) الفزع الاکبر سے نفخہ ثانیہ یا تمام اہوال قیامت مراد ہیں ف۹۸ تتلقہم الملئکۃ الخ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں جب وہ قبروں سے اٹھیں گے اس وقت فرشتے انکا استقبال کرینگے اور ان سے کہیں گے یہی وہ دن ہے جس کی آمد کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا یا جنت میں داخل ہونے کے وقت فرشتوں کا استقبال مراد ہے ای تستقبلہم الملئکۃ علی ابواب الجنۃ یھنئونہم و یقولون لہم (ھذا یومکم الذی کنتم توعدون) وقیل تستقبلہم ملائکۃ الرحمۃ عند خروجہم من القبور۔ (قرطبی ج ۱۱ صـ۳۴۶) ف۹۹ یوم نطوی السماء الخ یوم کا عامل اذکر محذوف مانا گیا ہے مگر اسکی ضرورت نہیں۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ کے اصول کے مطابق اسکا عامل لا یحزنہم یا تتلقہم ہے۔ منصوب باذکر وقیل ظرف للا یحزنہم۔ ۔ ۔ ۔ وقیل ظرف لتتلقاہم (روح)

اعلم ان التقدیر لا یحزنہم الفزع الاکبر یوم نطوی السماء او وتتلقہم الملئکۃ یوم نطوی السماء (کبیر ج ۶ صـ۲۰۰) ف۱۰۰ کطی السجل الخ جس طرح بہت سے کاغذوں کے طومار کو لپیٹ دیا جاتا ہے اس طرح قیامت کے دن آسمانوں کی صفوں کو لپیٹ دیا جائیگا۔ یہ نظام عالم کے درہم برہم کرنے سے کنایہ ہے۔ آسمانی تعلیم از آدم تا خاتم النبیین علیہم الصلوٰۃ والسلام اس پر ناطق ہے کہ یہ عالم کون وفساد حادث ہے اور وہ فنا ہو جائیگا۔ فلاسفہ ملاحدہ نے اس میں اختلاف کیا ہے اور وہ عالم کو ازلی وابدی مانتے جو صریح البطلان ہے البتہ صدر الدین شیرازی نے اپنی کتاب اسفار اربعہ میں لکھا ہے کہ متقدمین اساطین فلاسفہ فناء عالم کے قائل تھے البتہ متاخرین کوتاہ نظری اور بے بصری کی وجہ سے عالم کی ابدیت کے قائل ہیں۔ متقدمین فلاسفہ جو فناء عالم کے قائل ہیں ان میں سے کچھ کے نام یہ ہیں۔ انکسیمائس ملطی۔ فیثاغورث۔ افلاطون اور اسکا شاگرد ارسطاطالیس

موضح قرآن ف دونوں طرف برابر یعنی ابھی تم دونوں بات کر سکتے ہو ایک طرف کا زور نہیں آیا۔

(کذا فی الروح ج ۱۷ صفحہ۱۰۱) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ۵۱ کمابدأنا اول خلق الخ جس طرح آسانی اور سہولت کے ساتھ ہم نے اس ساری مخلوق کو پیدا کیا تھا۔ بالکل اسطرح
ہم دوبارہ پیدا کرلیں گے یہ نہایت پختہ بات ہے اور ہم اس پر قادر ہیں اور لامحالہ ایسا کرینگے۔ وعداً مفعول مطلق ہے بفعل مقدر کا۔ ای وعدنا وعدا۔ علینا یہ مبتدا محذوف کی خبر ہے
ای علینا انجازہ والوفاء بہ ای من البعث والاعادۃ (قرطبی ج ۱۱ صفحہ ۳۴۸) ۵۲ ولقد کتبنا الخ یہ مومنین کے لئے بشارت اخروی ہے۔ زبور سے حضرت داؤد علیہ السلام کی کتاب
مراد ہے اور ذکر سے تورات یا صحف ابراہیم مراد ہیں۔ الارض جنت کی زمین احسن ما قیل فیہ انہ یراد بہا ارض الجنۃ کما قال سعید بن جبیر لان الارض فی الدنیا
قد ورثہا الصالحون وغیرہم وھو قول ابن عباس ومجاھد وغیرھما الخ (قرطبی) یا ارض مقدس یا ارض شام مراد ہے اور یہ امت محمدیہ کے لئے بشارت دنیوی ہے
وقیل الارض المقدسۃ یرثہا امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (بحر ج ۶ صفحہ ۳۴۴) وقیل المراد بہا الارض المقدسۃ وقیل الشام (روح ج ۱۷ صفحہ ۱۰۱) ۵۳ عبادی الصلحون الخ
اس سے امت محمدیہ علےٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام مراد ہے۔ یعنی ارض الجنۃ یرثہا امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (خازن ج ۴ صفحہ ۲۶۳) قال مجاھد یعنی امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
(معالم) واکثر المفسرین علے ان المراد بالعباد الصالحین امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (قرطبی ج ۱۱ صفحہ ۳۴۹) لیکن انسب یہ ہے کہ اگر الارض سے ارض جنت مراد ہو تو عبادی
الصلحون۔ تمام صلحاء کو شامل ہو خواہ وہ کسی پیغمبر کی امت ہوں اور اگر الارض سے ارض شام یا بیت المقدس مراد ہو تو عبادی الصلحون سے امت محمدیہ مراد ہو۔ واللہ تعالیٰ
اعلم بالصواب ۵۴ ان فی ھٰذا الخ ھٰذا کا اشارہ اس سورت میں مذکور تمام امور کی طرف ہے بعض مفسرین نے اس سے تمام قرآن مراد لیا ہے والاول اوفق ای فیما جری
ذکرہ فی ھٰذہ السورۃ من الوعظ والتنبیہ وقیل ان فی القرآن (قرطبی) ای القرآن او فی المذکور فی ھٰذہ السورۃ من الاخبار والوعد والوعید والمواعظ۔
(مدارک ج ۳ صفحہ ۷۸) ۵۵ وما ارسلنٰک الخ آپ تمام جہانوں کے لئے باعث رحمت اس طرح ہیں کہ آپ نے اللہ کے حکم سے سب کیلئے توحید کا اعلان کیا اور صراط مستقیم جو جنت
کی سیدھی راہ ہے وہ سب کیلئے واضح کردی اور اللہ کی طرف سے جو پیغام آپ لیکر آئے وہ تمام بنی آدم کے لئے سعادت دارین کا باعث ہے البتہ کافروں نے سوء استعداد
اور ضد و عناد کی وجہ سے فائدہ نہ اٹھایا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا۔ آپ مومن و کافر دونوں کے لئے باعث رحمت ہیں۔ مومن آپ پر ایمان لانے سے خوش نصیب
ہوگیا اور کافر غرق و خسف اور دیگر دنیوی عذابوں سے بچ گئے جن سے اقوام سابقہ کو ہلاک کیا گیا۔ عن ابن عباس کان محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ لجمیع
الناس فمن اٰمن بہ وصدق بہ سعد، ومن لم یؤمن بہ سلم مما لحق الامم من الخسف والغرق (قرطبی ج ۱۱ صفحہ ۳۵۰) والظاھر ان المراد بالعٰلمین
ما یشمل الکفار ووجہ ذٰلک علیہ انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ارسل بما ھو سبب لسعادۃ الدارین ومصلحۃ النشأتین الا ان الکافر فوت علی نفسہ
الانتفاع بذٰلک واعرض لفساد استعدادہ عما ھنالک (روح ج ۱۷ صفحہ ۱۰۴) ۵۶ قل انما یوحی الخ یہ توحید پر دلیل وحی ہے انبیاء علیہم السلام سے دلائل نقلیہ کے
بعد دلیل وحی ذکر کی گئی۔ جس طرح انبیاء سابقین تمام مصائب و بلیات کے وقت صرف اللہ تعالیٰ ہی کو متصرف و کارساز سمجھتے اور صرف اسی کو پکارتے تھے اسی طرح
میری طرف بھی یہی وحی بھیجی گئی ہے کہ میرا اور تم سب کا معبود اور کارساز اور حاجت روا بھی اللہ ہی ہے اس کے سوا اور کوئی نہیں جب میرا اور مجھ سے پہلے تمام انبیاء
علیہم السلام کا یہی عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود اور کارساز نہیں اور اس کے سوا کوئی حاجت روا اور پکاریں سننے والا نہیں تو کیا اب بھی تم مانو گے یا نہیں؟
استفہام سے مقصود طلب فعل ہے ای منقادون لتوحید اللہ تعالیٰ: ای فاسلموا کقولہ تعالیٰ (فھل انتم منتھون) ای انتھوا (قرطبی ج ۱۱ صفحہ ۳۵) -
استفہام یتضمن الامر باخلاص التوحید والانقیاد الی اللہ تعالیٰ (بحر ج ۶ صفحہ ۳۴۴) تمام انبیاء علیہم السلام دعوت توحید اور ردّ شرک پر متفق ہیں اور انبیاء
علیہم السلام کا اسپر اتفاق و اجماع اس کے حق ہونے پر بہت بڑی دلیل ہے۔ قال فی شرح المقاصد ان بعثۃ الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام وصدقہم
لا یتوقف علی الوحدانیۃ فیجوز التمسک بالادلۃ السمعیۃ کاجماع الانبیاء علیہم السلام علی الدعوۃ الی التوحید ونفی الشریک وکالنصوص
القطعیۃ من کتاب اللہ تعالیٰ علی ذالک (روح ج ۱۷ صفحہ ۱۰۵) ۵۷ فان تولوا الخ اٰذنتکم کا مفعول ثانی محذوف ہے ای ما اوحی الی اور علٰے سواء مفعول اول سے حال واقع ہے
یعنی جن امور کی بذریعہ وحی مجھے اطلاع دیگئی ہے اور جن کی تبلیغ کا حکم مجھے دیا گیا ہے مثلاً مسئلہ توحید، انکار کرنیوالوں کے لئے عذاب شدید کی وعید اور آخر کار غلبہ اسلام وغیرہ ان امور کی
میں نے بلا تخصیص تم سب کو اطلاع دیدی ہے ایسا نہیں کیا کہ کچھ لوگوں کو بتاتے ہوں اور کچھ لوگوں سے ان کو چھپا رکھا ہو ای کائنین علی سواء فی الاعلام بذٰلک لم اخص احدًا
منکم دون احد (روح ج ۱۷ صفحہ ۱۰۶) نقد اعلمتکم ما ھو الواجب علیکم من التوحید وغیرہ علی سواء فلم افرق فی الابلاغ والبیان بینکم لانی بعثت معلما (کبیر ج ۶ صفحہ ۲۰۵)
یا علیٰ سواء فاعل اور مفعول دونوں سے حال ہے یعنی میں نے تمہیں مسئلہ توحید عقل و نقل اور وحی کے دلائل سے اس طرح واضح اور عیاں کرکے بتا اور سمجھا دیا ہے کہ اب اس مسئلہ کے
جاننے اور سمجھنے میں میں اور تم برابر ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ ضد اور عناد کی وجہ سے تم اس کا اقرار نہ کرو۔ ای مستویا انا وانتم فی العلم بما اعلمتکم بہ من وحدانیۃ اللہ تعالیٰ
لقیام الادلۃ علیہا (روح) ۵۸ وان ادری الخ یہ دعویٰ سورت کا اعادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں یعنی میں نے تمہیں یہ بات تو صاف صاف بتا دی ہے
کہ مسئلہ توحید نہ مانو گے تو آخرت میں ذلت آمیز عذاب اور ہولناک عقاب میں مبتلاء کئے جاؤ گے اور دنیا میں بھی آخر تم مغلوب ہوگے اور اسلام کا بول بالا ہوگا۔ یہ سب کچھ ضرور ہوگا مگر
اس بات کا علم نہیں کہ یہ امور کب واقع ہوں گے۔ تمہاری تباہی و بربادی ہوجا کر اسلام کو کس سنہ میں غلبہ نصیب ہوگا اور قیامت کب قائم ہوگی۔ ان امور کا علم اللہ تعالیٰ نے
مجھے عطا نہیں فرمایا وھٰذا الایذان ھو اعلام بما یحل بمن تولی من العقاب وغلبۃ الاسلام ولکنی لا ادری متی یکون ذٰلک (بحر ج ۶ صفحہ ۳۴۴) ما
توعدون کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں۔ غلبۂ اسلام، مشرکین پر دنیوی عذاب اور قیامت وغیرہ بہرحال اس سے جو بھی مراد ہو۔ وہ نزول آیت کے بعد زمانہ مستقبل میں
واقع ہونیوالا ہے اپنی ذات سے جس کے علم کی نفی کرنے کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے۔ سیّد محمود آلوسی لکھتے ہیں۔ (ما توعدون) من غلبۃ المسلمین وظہور الدین
او الحشر مع کونہ اٰتیا لا محالۃ (روح) امام رازی فرماتے ہیں۔ اَقریب ام بعید ما توعدون من یوم القیامۃ ومن عذاب الدنیا۔ . . ان ما توعدون
بہ من غلبۃ المسلمین علیھم کائن لا محالۃ ولابد ان . . . یلحقھم بذالک الذل والصغار وان کنت لا ادری متی یکون ذالک لان
اللہ تعالیٰ لم یطلعنی علیہ (کبیر ج ۶ صفحہ ۲۰۵) یعنی جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ لامحالہ ہو کر رہے گی مگر مجھے یہ معلوم نہیں کہ وہ کب واقع ہوگی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ

نے مجھے اس کی اطلاع نہیں دی اور مجھے اس کے معین وقت کا علم عطاء نہیں فرمایا۔ امام ابوالبرکات نسفی حنفی رقمطراز ہیں ای لا ادری متی یکون یوم القیامۃ لان اللہ تعالیٰ لم یطلعنی علیہ ولکنی اعلم بانہ کائن لا محالۃ اولا ادری متی یحل بکم العذاب ان لم تومنوا (مدارک ج ۳ ص۷۷) علامہ خازن راقم ہیں (ماتوعدون) یعنی یوم القیامۃ لا یعلمہ الا اللہ (خازن ج ۴ ص ۲۶) علامہ قرطبی خامہ فرسا ہیں (ماتوعدون) یعنی اجل یوم القیامۃ لا یدریہ احد لا نبی مرسل ولا ملک مقرب قالہ ابن عباس وقیل اذنتکم بالحرب ولکنی لا ادری متی یؤذن لی فی محاربتکم (قرطبی ج ۱۱ ص ۳۵۰) حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں۔ ای ھو واقع لا محالۃ ولکن لا علم لی بقربہ ولا ببعدہ (ابن کثیر ج ۳ ص ۲۰۲) ۸۹ انہ یعلم الخ یہ ماقبل کی دلیل اور علت ہے ۹۰ وان ادری الخ اور مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ اس تاخیرِ عذاب میں کیا حکمت ہے۔ شاید اس سے تمہارا امتحان اور تمہیں ایک مقررہ وقت تک عطیات قدرت سے متمتع ہونے کا موقع دے کر تم پر حجت تام کرنا مقصود ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ مجرموں اور اپنے احکام کے باغیوں کو فوراً بلا مہلت نہیں پکڑتا بلکہ ان کو انعامات بے پایاں سے نواز کر اور مہلت دے کر موقع فراہم کرتا ہے تاکہ وہ غور وفکر کر کے حق و باطل میں امتیاز کر سکیں ۹۱ قال رب احکم الخ یہ تخویف اخروی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کی حکایت فرمائی ہے کہ اے پروردگار ہمارے اور ان مشرکین کے درمیان جلد فیصلہ فرمادے ہمیں غلبہ عطا کر اور ان کو مغلوب و مقہور اور ذلیل وخوار کر تو گویا یہ ان کے لئے عذاب دنیا کی بددعا ہے ای رب اقض بیننا وبین اھل مکۃ بالعدل المقتضی لتعجیل العذاب والتشدید علیھم فھو دعاء بالتعجیل والتشدید والا فکل قضائہ تعالیٰ عدل وحق (روح ج ۱۷ ص ۱۰۱) ۹۲ وربنا الرحمٰن الخ اور ہمارا رب اپنے بندوں پر بڑا ہی مہربان ہے اور ہر آڑے وقت میں ہمارا کارساز اور مددگار رہے اے مشرکین جو کچھ تم کہہ رہے ہو۔ اور اپنی بہادری اور دلیری کی جو ڈینگیں مار رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو ناکام کرے گا اور تمہارے مقابلے میں ہماری مدد کریگا۔ مشرکین کہتے تھے کہ آخر شوکت وغلبہ ان کو حاصل ہوگا اور وہ اسلام کا جھنڈا سرنگوں کر دیں گے۔ مگر اللہ نے ایمان والوں کو غلبہ اور عزت سے سرفراز فرمایا اور مشرکین کو سرنگوں کر دیا اور اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول فرمائی۔ انھم کانوا یقولون ان الشوکۃ تکون لھم وان رایۃ الاسلام تخفق..... فاستجاب اللہ عزوجل دعوۃ رسولہ صلے اللہ علیہ وسلم فخیب امالھم وغیر احوالھم ونصر اولیاءہ علیھم فاصابھم یوم بدر ما اصابھم (روح ج ۱۷ ص ۱۰۱) وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

(آج بتاریخ ۲۸ رجب المرجب ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۳ نومبر ۱۹۶۵ء بروز سہ شنبہ نو بجکر ۵ منٹ پر سورۃ انبیاء کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد سید السادات وعلی آلہ وصحبہ المسارعین فی الخیرات۔ سجاد بخاری عفا اللہ تعالیٰ عنہ)

سُورَۃُ الحَجّ

ربط سورۂ حج کا سورۃ انبیاء سے ربط یہ ہے کہ سورۃ انبیاء میں اس بات کا ذکر تھا کہ تمام انبیاء علیہم السلام اللہ کی طرف سے یہ پیغام لے کر آئے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مافوق الاسباب حاجت روا اور مشکل کشا نہیں اس لئے حاجات و مشکلات میں صرف اسی کو پکارو۔ اور وہاں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے واقعات بھی ذکر کئے گئے ہیں۔ جن سے ان کا عمل واضح ہوگیا کہ وہ حاجات میں صرف اللہ ہی کو پکارتے تھے اب سورۂ حج میں یہ بیان کیا جائیگا کہ جس طرح حاجات میں غائبانہ دعاء اور پکار صرف اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے اور ان میں غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے اسی طرح نذر ونیاز، منت اور چڑھاوے کا مستحق بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور غیر اللہ کی نذر ومنت شرک ہے لہذا منت صرف اللہ کی مانو اور نذر ونیاز صرف اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور خوشنودی کے لئے دیا کرو۔ سورۂ انبیاء میں صرف نفی شرک فی التصرف کا بیان تھا اور اب سورۂ حج میں نفی شرک فی التصرف کے ساتھ نفی شرک فعلی کا بیان بھی ہوگا

خلاصۃ:۔ مضمون کے اعتبار سے اس سورت کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

حصہ اوّل ——— نفی شرک فی التصرف

پہلا حصہ ابتدائے سورت سے لیکر رکوع ۳ کے اختتام نذقہ من عذاب الیم تک ہے اس میں نفی شرک فی التصرف کا مضمون مذکور ہے اس حصہ میں توحید پر دو عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں شروع میں یا ایھا الناس اتقوا ربکم الخ۔ تخویف اخروی ہے ومن الناس من یجادل الخ زجر ہے لیکن اس کے باوجود بعض اس قدر سرکش اور احمق ہیں کہ عذاب سے نہیں ڈرتے اور بلا دلیل محض شیطان کے بہکانے سے توحید میں جھگڑا کرتے ہیں۔ یا ایھا الناس ان کنتم الخ (ع ۱) ثبوت قیامت اور توحید پر عقلی دلیل یعنی جو ناچیز قطرہ آب سے انسان کو پیدا کر سکتا ہے وہ موت کے بعد اسے دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے اور وہی قادر وتوانا تمہارا معبود حقیقی ہے اس لئے حاجات میں صرف اسی کو پکارو ذالک بان اللہ ھو الحق الخ اور وان الساعۃ اتیۃ الخ چونکہ دلیل مذکور میں ثبوت قیامت بھی ہے اور نفی شرک فی التصرف بھی اس لئے یہ دونوں آیتیں دلیل مذکور کے نتیجے ہیں۔ ومن الناس من یجادل الخ (ع ۱) اعادہ زجر اوّل علی سبیل الترقی۔ جو لوگ غیر اللہ کو پکارتے ہیں ان کے پاس نہ دلیل عقلی ہے نہ دلیل نقلی ہے اور نہ دلیل وحی۔ وہ محض ضد وعناد کی وجہ سے شرک پر ڈٹ گئے ہیں لہ فی الدنیا خزی الخ (ع ۱) تخویف دنیوی واخروی۔ ومن الناس من یعبد اللہ الخ (ع ۲) زجر ثانی۔ یدعوا من دون اللہ الخ متعلق بزجر ثانی۔ ان اللہ یدخل الذین امنوا الخ (ع ۲) بشارت اخروی من کان یظن ان لن ینصرہ اللہ الخ (ع ۲)

زجر ثالث جس کو یہ خیال ہو کہ اللہ تعالیٰ اسکی مدد نہیں کریگا تو اسے ان لوگوں کا خیال کرنا چاہیئے جو صرف اللہ ہی کو پکارتے ہیں کیا اللہ اُن کی مدد نہیں کرتا۔ ان الذین اٰمنوا والذین ھادوا الخ (ع ۲) تخویف اُخروی الم تر ان اللہ یسجد لہ الخ (ع ۲) یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے زمین سے لیکر آسمان تک ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی مطیع ومنقاد ہے اور انبیاء اور صلحاء بھی اللہ کے فرمانبردار ہیں۔ لہٰذا وہی ساری کائنات کا مالک ومختار اور متصرف وکارساز ہے اس لئے صرف اسی سے استعانت واستغاثہ کرو۔ فالذین کفروا الخ (ع ۲) منکرین توحید کے لئے تخویف اخروی ان اللہ یدخل الذین اٰمنوا الخ (ع ۲) مومنین کے لئے بشارت اُخروی ہے ان الذین کفروا ویصدون الخ (ع ۳) توحید کو نہ ماننے والوں اور دوسروں کو توحید سے روکنے والوں کے لئے تخویف اخروی۔

حصّہ دوم ـــــــــ نفی شرک فعلی

دوسرا حصّہ :۔ واذ بوّانا لابراھیم الخ (ابتداء رکوع ۴) سے لیکر رکوع ۵ کے اختتام ان اللہ لا یحب کل خوان کفور تک ہے اس میں شرک فعلی کی نفی کا بیان ہے جس پر ایک دلیل نقلی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے نقل کی گئی ہے اور چاروں عنوان مذکور ہیں تحریمات اللہ بجاہیں۔ تحریمات غیر اللہ بے جاہیں۔ اللہ کی نذر ونیاز جائز ہے اور غیر اللہ کی نذر ونیاز حرام ہے۔ واذ بوانا لابراھیم مکان البیت الخ (ع ۴) یہ نفی شرک فعلی پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دلیل نقلی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ وہ بیت اللہ (خانہ کعبہ) کو ہر قسم کے مشرکانہ اعمال وافعال سے پاک کریں اور لوگوں کو اس میں شرک کرنے سے روکیں ویذکروا اسم اللہ الخ ولیوفوا نذورھم (ع ۴) اللہ کے نام کی نذر ونیاز کا حکم ہے اور فاجتنبوا الرجس من الاوثان میں نذر غیر اللہ کا ذکر ہے۔ ومن یعظم حرمٰت اللہ الخ تحریمات اللہ کا ذکر ہے یعنی ایام احرام یا حرم میں جن امور سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے یعنی شکار وغیرہ سے ان سے باز رہنا اور اللہ کے حکم کی تعظیم کو برقرار رکھنا واحلت لکم الانعام الخ (ع ۴) تحریمات غیر اللہ کی نفی ہے یعنی تم نے اپنی طرف سے جو جانور مثلاً بحیرہ سائبہ وغیرہ حرام کر رکھے ہیں وہ حرام نہیں ہیں بلکہ حلال ہیں۔ حرام صرف وہی ہے جسے اللہ نے حرام کیا ہے اور یہ چوپائے جنہیں تم از خود حرام ٹھہرا دیتے ہو یہ تو اللہ نے حلال کئے ہیں ذالک ومن یعظم شعائر اللہ الخ (ع ۴) بطور تاکید اللہ کی نیازوں کا بیان ولکل امۃ جعلنا منسکا الخ (ع ۵) والبدن جعلنٰھا لکم الخ نذور اللہ کا اعادہ تا آخر رکوع۔ اُذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا الخ (ع ۵) سے دونوں مضمونوں کے آخر میں مسلمانوں کو جہاد کی اجازت کا ذکر کیا گیا کہ جن مشرکوں نے تمہیں محض توحید کی خاطر بیت اللہ سے روکا اور خود اس میں شرک کرتے ہیں اور تمہیں اپنا وطن مکہ مکرمہ چھوڑنے پر مجبور کیا ان سے جہاد کرو اور ساتھ ہی نصرت وامداد کا وعدہ بھی فرما دیا ولولا دفع اللہ الناس الخ مشروعیت جہاد کی وجہ یعنی اگر اللہ تعالیٰ ظالم کے مقابلے میں مظلوم کو ہاتھ اٹھانے کی اجازت نہ دے اور مظلوم کے ہاتھوں ظالم کا اقتدار پامال نہ کرائے تو دنیا میں اور تو اور عبادتخانے بھی محفوظ نہ رہیں وان یکذبوک فقد کذبت الخ (ع ۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی اور آپ کو نہ ماننے والوں کے لئے تخویف دنیوی ہے ویستعجلونک بالعذاب الخ زجر مع تخویف دنیوی۔ قل یا ایھا الناس انما انا لکم نذیر مبین (ع ۷) ترغیب ایمان فالذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت الخ بشارت اخروی برائے مومنین والذین سعوا فی اٰیٰتنا الخ تخویف اخروی برائے منکرین۔ وما ارسلنا من قبلک الخ (ع ۷) یہاں منکرین کے نہ ماننے کی وجہ بیان کی گئی ہے کہ شیطان ان کے دلوں میں کئی قسم کے شبہات ڈالدیتا ہے جن کی وجہ سے وہ حق سے دُور ہو جاتے ہیں کما قال تعالیٰ کذالک جعلنا لکل نبی عدوا شیٰطین الانس والجن (انعام) ولا یزال الذین کفروا الخ (ع) تخویف اخروی۔ فالذین اٰمنوا الخ بشارت اخروی۔ والذین کفروا الخ تخویف اخروی والذین ھاجروا فی سبیل اللہ الخ (ع ۸) اللہ کی راہ میں ہجرت کرنیوالوں کے لئے بشارت اخرویہ و دنیویہ یعنی جن لوگوں کو محض اس لئے گھروں سے بے گھر کیا جائے کہ وہ اللہ کی توحید کو مانتے ہیں ایسے مہاجرین اگر مشرکین سے جہاد کریں تو آخر فتح انکی ہوگی اور ان کو خواہ وہ بستر پر مریں یا مشرکین سے جہاد میں شہید ہو جائیں آخرت میں ہر قسم کی نعمتیں اور آسائشیں ملیں گی۔ ذالک ومن عاقب الخ یہ ماقبل کی دلیل لمی ہے۔ یعنی جو مظلوم ہو اور ظالم کے ہاتھوں ستایا جائے جب وہ مقابلے کے لئے اٹھے تو اللہ تعالیٰ اسکی ضرور مدد فرماتا ہے۔ ذالک بان اللہ یولج اللیل الخ یہ ماقبل کی دلیل انی ہے یعنی جو اللہ سارے نظام عالم کا مختار ومتصرف ہے وہ مظلوم مجاہدین کی امداد وتائید پر بھی قادر ہے۔ الم تر ان اللہ انزل من السماء الخ (ع ۸) اعادۂ مضمون اوّل یعنی نفی شرک فی التصرف مع دلائل یہ دلیل عقلی اوّل ہے۔ الم تر ان اللہ سخر لکم الخ (ع ۹) دوسری عقلی دلیل۔ وھو الذی احیاکم الخ تیسری عقلی دلیل لکل امۃ جعلنا منسکا الخ (ع ۹) مضمون ثانی (نفی شرک فعلی) کا اعادہ ہے یعنی ہمنے ہر امت کے لئے یہ دستور مقرر کیا کہ وہ نذر ونیاز صرف اللہ کے نام پر دیا کریں۔ الم تر ان اللہ یعلم ما فی السماء الخ یہ دونوں مضمونوں سے متعلق ہے یعنی جب عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں تو اس کے سوائے کسی دوسرے کو کارساز اور متصرف ومختار بھی نہ سمجھو اور اس کے سوا کسی کی نذر ونیاز بھی نہ دو۔ ویعبدون من دون اللہ الخ زجر مع شکوہ مشرکین یعنی ایسے واضح دلائل کے باوجود مشرکین شرک سے باز نہیں آتے۔ افانبئکم بشر من ذالکم الخ (ع ۹) تخویف اخروی برائے مشرکین۔ یا یھا الناس ضرب مثل الخ (ع ۱۰) یہ بھی دونوں مضمونوں سے متعلق ہے یہاں ایک مثال سے معبودان باطلہ کا عجز، انکی بے چارگی اور بے بسی کو واضح کیا گیا ہے یعنی جن کو مشرکین حاجات میں پکارتے ہیں وہ تو بالکل بے بس ہیں اور اپنے نفع نقصان کا اختیار بھی نہیں رکھتے تو اپنے پجاریوں کا کیا سنواریں گے لہٰذا ان کو غائبانہ پکارنا اور ان کے نام کی نیازیں دینا محض بے سود ہے اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلا الخ یہ ایک شُبہ کا جواب ہے گویا یوں کہا گیا کہ پیغمبر، اولیاء اور فرشتے اللہ کے برگزیدہ اور محبوب بندے ہیں اگر وہ حاجت روا بھی ہوں تو کیا بعید ہے۔ اس کا ازالہ کیا گیا کہ اگرچہ وہ برگزیدہ ہیں لیکن صفات الوہیّت کے مالک نہیں ہیں وہ نہ سمیع لکل شیٔ (ہر بات کو سننے والے ہیں اور نہ بصیر بکل شیٔ (ہر چیز کو دیکھنے والے اور جاننے والے) ہی ہیں لہٰذا وہ عبادت اور پکار کے لائق بھی نہیں ہیں عالم الغیب اور متصرف ومختار اللہ تعالیٰ ہے لہٰذا اسی کو پکارو اور اسی کے نام کی نیازیں دو۔ یا یھا الذین اٰمنوا ارکعوا الخ مضامین سُورت کا بالاجمال اعادہ ارکعوا واسجدوا واعبدوا ربکم میں بالذات نفی شرک فی التصرف اور بالواسطہ نفی شرک فعلی کی طرف اشارہ ہے وجاھدوا فی اللہ حق جھادہ اشارہ بسوئے جہاد فی سبیل اللہ ملۃ ابیکم ابراھیم الخ دلیل نقلی کی طرف اشارہ ہے۔

مختصر خلاصہ سورۂ حج مضمون کے اعتبار سے دو حصّوں میں منقسم ہے۔ حصّہ اوّل ابتداءِ سورت سے لیکر رکوع ۳ کے آخر ذٰلک ذوقوا عذاب الیم تک ہے اس حصّے میں نفی شرک فی التصرّف کا مضمون مذکور ہے اس حصّے میں نفی شرک فی التصرّف پر دو عقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں پہلی دلیل ثبوت قیامت اور نفی شرک فی التصرّف دونوں پر دلالت کرتی ہے اس حصّے میں تین زجریں ہیں زجر اوّل کا تفصیلی اعادہ بھی کیا گیا ہے۔ **دوسرا حصّہ** واذ بوّأنا لابراھیم (ع ۴) سے لیکر رکوع ۵ کے آخر ان اللہ لا یحب کل خوان کفور تک ہے اس میں نفی شرک فعلی کا بیان ہے جس پر ایک دلیل نقلی پیش کی گئی ہے اور چار عنوانوں میں نفی شرک فعلی کا ذکر ہے: ا: تحریمات باری ان کو قائم رکھو۔ ۲: تحریمات غیر اللہ۔ ان کو ختم کرو۔ ۳: اللہ تعالیٰ کی نذر ومنت اسکو پورا کرو۔ ۴: غیر اللہ کی نذر ومنت رد۔ دونوں مضمونوں کے بعد اذن للذین یقاتلون الخ اجازت جہاد اور اسکے بعد متصل ہی وعدۂ فتح ونصرت کا ذکر کیا گیا ہے اس کے بعد رکوع ۷ میں وعدۂ فتح کا اعادہ کیا گیا ہے پھر رکوع ۸، ۹ میں دونوں مضمونوں کا اعادہ ہے مع دلائل عقلیہ۔ آخر میں ایک تمثیل سے دونوں مضمونوں کی وضاحت کی گئی ہے پھر سورت کے اختتام پر سورت کے تمام مضامین کا بالاجمال اعادہ کیا گیا۔

تَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ
تو دیکھے لوگوں پر نشہ اور اُن پر نشہ نہیں پر آفت
عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ② وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ
اللہ کی سخت ہے اور بعضے لوگ وہ ہیں جو جھگڑتے ہیں
فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ③
اللہ کی ۲ بات میں بے خبری سے اور پیروی کرتا ہے ہر شیطان سرکش کی جس کی
كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ
جس کے حق میں لکھدیا گیا ہے کہ جو کوئی اسکا رفیق ہو سو وہ ۵ اسکو بہکائے اور لے جائے
اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ④ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ
عذاب میں دوزخ کے اے لوگو ۹ اگر تم کو
فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ
دھوکا ہے جی اٹھنے میں تو ہم نے تم کو بنایا ۱۰ مٹی سے
ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ
پھر قطرہ سے پھر جمے ہوئے خون سے پھر گوشت کی بوٹی سے
مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۭ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ
نقشہ بنی ہوئی سے اور بدون نقشہ بنی ہوئی سے اسواسطے کہ تم کو کھول کر ۱۱ سناویں اور ٹھہرا رکھتے ہیں ہم پیٹ
مَا نَشَاۗءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ
میں جو کچھ چاہیں ایک وقت معین تک پھر تم کو ۱۲ نکالتے ہیں لڑکا پھر
لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ
جب تک کہ پہنچو اپنی جوانی کے زور کو اور کوئی تم میں سے قبضہ کرلیا جاتا ہے ۱۳ اور کوئی تم میں
يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا ۭ
سے پھر چلایا جاتا ہے نکمّی عمر تک تاکہ سمجھنے کے پیچھے کچھ نہ سمجھنے لگے

پہلا حصّہ ۔ نفی شرک فی التصرف

جیسا کہ خلاصہ میں ذکر کیا جا چکا ہے سورۂ حج کے پہلے حصّے میں شرک اعتقادی یا شرک فی التصرف کی نفی کی گئی ہے اور اس پر دو عقلی دلیلیں مذکور ہیں ۲ یا یھا الناس اتقوا الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ سورت کی ابتدا میں اصل مضمون سے پہلے قیامت کا لرزہ خیز اور ہولناک منظر پیش کیا گیا ہے۔ تاکہ پڑھنے والوں کے دلوں میں خشیت الٰہی اور خوف خداوندی کی وجہ سے انابت واطاعت کا جذبہ پیدا ہو جائے اور ان کے دل قبول حق کے لئے مستعد ہو جائیں ان زلزلۃ الساعۃ الخ یہ ماقبل کی علت ہے۔ پہلے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہاں قیامت کے ہولناک منظر اور تباہ کن زلزلے کو بطور مثال پیش کیا گیا اور اس سے مقصد یہ ہے کہ قیامت کے ہولناک عذاب سے بچنے کی صرف یہی ایک صورت ہے کہ انسان لباس تقویٰ زیب جاں کرے اور اللہ تعالیٰ کے احکام کا اتباع کرے اور اسکے محظورات سے اجتناب کرے تعلیل بموجب الامر بذکر بعض عقوباتہ الھائلۃ فان ملاحظۃ عظمھا وھولھا وفظاعۃ ماھی من مبادیہ ومقدماتہ من الاحوال والاھوال التی لا ملجأ منھا سوی التدرع بلباس التقوی (ابو السعود ج ۶ ص ۳۰۳) ۳ زلزلۃ الساعۃ۔ قیامت کے اس ہولناک زلزلے (بھونچال) سے مراد کے بارے میں مفسرین کے اقوال مختلف ہیں (۱) جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا اس وقت شدید زلزلہ آئیگا اس طرح یہ زلزلہ قیامت کی ایک عظیم نشانی ہوگا۔ یہ قول علقمہ اور شعبی کا ہے (کبیر ج ۶ ص ۲۰۶، بحر ج ۶ ص ۳۴۹) (۲) مراد وہ زلزلہ ہے جو نفخۂ اولیٰ کے ساتھ آئیگا اور اس سے تمام نظام عالم درہم برہم ہو کر قیامت برپا ہو جائے گی حضرت عبداللہ بن عباس اور حسن بصری کا یہی قول ہے قال ابن عباس زلزلۃ الساعۃ قیامھا فتکون معھا (خازن ومعالم ج ۵ ص ۲) وقال الحسن اشد الزلزال مایکون مع قیام الساعۃ (بحر) بعض کے نزدیک اس سے مراد وہ زلزلہ ہے جو قیامت اور لوگوں کے قبروں سے اٹھنے کے بعد آئیگا اس کی تائید میں ایک مرفوع حدیث بھی وارد ہے جسے عمران بن حصین، انس بن مالک، ابو سعید خدری اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ یہ زلزلہ کب آئیگا صحابہ نے عرض کیا "اللہ اور اسکا رسول بہتر جانتے ہیں" آپ نے فرمایا یہ قیامت کے دن ہوگا جب اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام سے فرمائیگا اپنی اولاد میں جہنم کا حصّہ جہنم کی طرف بھیجدے الخ (ابن کثیر ج ۳ ص ۲۰۵) ۴ یوم ترونھا تذھل الخ یہ قیامت کے بھونچال کی ہولناکی کا بیان

ہے یعنی وہ زلزلہ اس قدر خوفناک ہوگا کہ مارے خوف کے دودھ پلانیوالی عورت اپنے شیر خوار بچے کو بھول جائیگی اور حاملہ عورت کا شدت خوف کی وجہ سے حمل ساقط ہو جائیگا اور متوالوں کی طرح گھبراہٹ اور سراسیمگی کے عالم میں دیوانہ وار اِدھر اُدھر دوڑنے لگیں گے حالانکہ وہ شراب وغیرہ کے نشہ میں نہیں بلکہ قیامت کی ہولناکی اور شدت خوف کی وجہ سے ان کی عقلوں میں فتور آجائیگا۔ نخوف عذاب اللہ ھو الذی اذھب عقولھم وطیر تمییز ھم وردھم فی نحو حال من یذھب السکر بعقلہ وتمییزہ (مدارک ج ۳ ص ۷۲) ۵؎ وتضع کل ذات حمل الخ اگر زلزلہ کو پہلی یا دوسری مراد پر محمول کیا جائے تو والدہ کا شیر خوار بچے کو بھول جانا اور حاملہ کے حمل کا گر جانا اپنے ظاہر پر محمول ہوگا یعنی شدت ہول کی وجہ سے فی الواقع ایسا ہوگا اور اگر حشر ونشر کے بعد کا زلزلہ مراد ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ بفرض محال اگر اس وقت کوئی مرضعہ یا حاملہ موجود ہو تو اس زلزلہ کی دہشت

وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ
اور تو دیکھتا ہے ۳؎ زمین خراب پڑی ہوئی پھر جہاں ہم نے اتارا اس پر پانی
اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَأَنْبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ ⑤
تازی ہوئی اور ابھری اور اگائیں ہر قسم قسم رونق کی چیزیں
ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّهُ يُحْيِي الْمَوْتَى وَأَنَّهُ
یہ سب کچھ ۴؎ اس واسطے کہ اللہ وہی ہے محقق اور وہ جلاتا ہے مردوں کو اور وہ
عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ⑥ وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ
ہر چیز کر سکتا ہے اور یہ کہ قیامت آنی ہے اس میں دھوکہ نہیں
فِيهَا وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ ⑦ وَمِنَ النَّاسِ
اور یہ کہ اللہ اٹھائیگا قبروں میں پڑے ہوؤں کو اور بعضا شخص وہ ہے ۵؎
مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ
جو جھگڑتا ہے اللہ کی بات میں بغیر جانے اور بغیر دلیل اور بدون
مُنِيرٍ ⑧ ثَانِيَ عِطْفِهِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ لَهُ
روشن کتاب کے اپنی کروٹ موڑ کر تاکہ وہ بہکائے ۶؎ اللہ کی راہ سے اس کیلئے
فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَنُذِيقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَذَابَ الْحَرِيقِ ⑨
دنیا میں رسوائی ہے اور ۸؎ چکھائیں گے ہم اسکو قیامت کے دن جلن کی مار
ذَلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدَاكَ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ
یہ اس کی وجہ سے جو آگے بھیج چکے تیرے دو ہاتھ اور اس وجہ سے کہ اللہ نہیں ظلم کرتا
لِلْعَبِيدِ ⑩ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَى حَرْفٍ
بندوں پر اور بعضا شخص وہ ہے کہ بندگی کرتا ۹؎ ہے اللہ کی کنارے پر
فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ بِهِ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ
پھر اگر پہنچی اس کو بھلائی تو قائم ہو گیا اس عبادت پر اور اگر پہنچ گئی اسکو جانچ

ع

(۱) عقلی دلیل کا رد حصہ ۱۔ (۲) زجر اول ۔ (۳) تفصیل اعادہ ۱۲ (۴) تخویف دنیوی (۵) تخویف اخروی (۶) زجر ثانی ۱۲۔

سے مرضعہ اپنے بچے کو بھول جائے اور حاملہ کا حمل ساقط ہو جائے ۶؎ ومن الناس من یجادل الخ یہ زجر بعد تخویف کے بعد فرمایا مسئلہ توحید میں جو ایک واضح حقیقت ہے خواہ مخواہ جھگڑا اور نزاع کرتے ہیں اور توحید کے انکار پر عذاب قیامت سے بھی نہیں ڈرتے اور پھر اس انکار کے لئے ان کے پاس نقلی دلیل تو درکنار کوئی عقلی ثبوت بھی نہیں۔ بغیر علم میں علم سے دلیل عقلی مراد ہے ۷؎ ویتبع کل شیطن الخ شیطان سے مراد ابلیس ہے جو مشرکین کے دلوں میں مختلف قسم کے وسوسے اور شبہات پیدا کر کے ان کو توحید اور ایمان بالآخرہ سے منحرف کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے یا کفار و مشرکین کے رؤسا اور سردار مراد ہیں جو اپنے ماتحتوں کو کفر و شرک کی طرف دعوت دیتے ہیں اور ان کے ذہن میں توحید کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کرتے رہتے ہیں یجوز ان یرید شیاطین الانس وھم رؤساء الکفار الذین یدعون من دونھم الی الکفر والثانی ان یکون المراد بذالک ابلیس وجنودہ (کبیر ج ۶ ص ۲۰۹) ۸؎ من تولاہ الخ ضمیر منصوب شیطان کی طرف راجع ہے۔ تولاہ ای اتخذہ ولیا وتبعہ (روح ج ۱۷ ص ۱۱۴) یعنی جو شخص بھی ان شیاطین سے دوستی رکھے گا اور انکی پیروی کریگا وہ اسے صراط مستقیم سے گمراہ کر کے جہنم ہی کا راستہ دکھائیں گے ۹؎ یا ایھا الناس الخ یہ توحید اور قیامت پر پہلی عقلی دلیل ہے اس دلیل کے دو حصے ہیں ایک حصے میں خود انسان کی پیدائش کے مختلف مدارج سے اور دوسرے حصے میں زمین کے مختلف احوال سے استدلال کیا گیا ہے ذکر دلیلین واضحین علی ذالک احدھما فی نفس الانسان وابتداء خلقہ وتطورہ فی مراتب سبع ..... والثانی فی الارض التی تشاھدون تنقلھا من حال الی حال الخ (بحر ج ۶ ص ۳۵۱/۳۵۲) فانا خلقنکم سے دلیل کا پہلا حصہ شروع ہوتا ہے یعنی یہ بات

تو بالکل ظاہر اور شک و ریب سے بالاتر تھی لیکن نادان لوگ اس میں بھی شک کر رہے ہیں اگر مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے میں شک ہے تو وہ اپنے جد اعلیٰ آدم علیہ السلام اور خود اپنی پیدائش میں غور و فکر کریں تو قیامت اور حشر نشر کا مسئلہ آسانی سے حل ہو سکتا ہے اور اس کے بارے میں تمام شکوک دور ہو سکتے ہیں۔ یعنی ان ارتبتم فی البعث فمزیل ریبکم ان تنظروا فی بدء خلقکم وقد کنتم فی الابتداء ترابا وماء ولیس سبب انکارکم البعث الا ھذا (مدارک ج ۳ ص ۷۲) تمہارا سب سے بڑا اشکال یہی ہے کہ ہم مٹی میں مل کر مٹی ہو جائیں گے پھر دوبارہ کس طرح زندہ ہو سکیں حالانکہ تمہارا باپ آدم پہلے کچھ نہیں تھا پھر میں نے اس کو مٹی ہی سے پیدا کیا اور خود تمہارا ابھی نام و نشان تک نہ تھا لیکن میں نے کمال قدرت کے ساتھ قطرۂ آب کو مختلف احوال سے گذار کر احسن تقویم میں تمہیں پیدا کیا تو اسی پر دوبارہ جی اٹھنے کو قیاس کر لو۔ انسان کی پیدائش جہاں

فتح الرحمن ۱؎ یعنی تکبر کنان ۱۲۔

حشر ونشر پر واضح دلیل ہے۔ وہاں اس سے یہ بھی ثابت ہوجاتا ہے کہ جب تمہارا خالق اللہ تعالیٰ ہے تو لامحالہ مالک مختار اور متصرف وکارساز بھی وہی ہے ۔ فانا خلقنکم الخ
یعنی اوّل تمہارے باپ آدم علیہ السلام کو مٹی سے اور پھر تمہیں قطرۂ منی سے پیدا کیا۔ فاناخلقنکم ای اباکم من تراب ثم خلقتم من نطفۃ الخ (مدارک) یا مطلب یہ
ہے کہ مٹی سے تمہارے لئے غذائیں پیدا کیں جو بدن میں پہنچکر اور کئی منزلیں طے کر کے نطفہ بنیں اور پھر نطفہ مختلف مدارج سے گذرنے کے بعد انسانی شکل میں رونما ہوا خلقکم من
تراب فی ضمن خلق آدم علیہ السلام منہ او بخلق الاغذیۃ التی یتکون منھا المنی منہ الخ (روح ج ۱۷ صہ ۱۱۶) اس آیت میں انسان کی ابتداء پیدائش سے انتہاء
زندگی تک سات منزلوں کا ذکر کیا گیا ہے (۱،۲) ابتداء پیدائش مٹی اور قطرہ منی سے تفصیل بالا (۳) علقۃ جما ہوا خون جب منی رحم مادر میں پہنچکر حمل کی صورت اختیار کر لیتی ہے

اِنْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ
پھر گیا الٹا اپنے منہ پر گنوائی دنیا اور آخرت ۲۰؎ یہی ہے
هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ⑪ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا
ٹوٹا صریح ف پکارتا ۲۱؎ ہے اللہ کے سوائے ایسی چیز
يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ⑫
کو کہ نہ اسکا نقصان کرے اور نہ اسکا فائدہ کرے یہی ہے دور جا پڑنا گمراہ ہو کر
يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗۤ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ؕ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى
پکارے جاتا ہے اسکو جس کا ضرر ۲۲؎ پہلے پہنچے نفع سے ۲۳؎ بیشک برا دوست
وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ⑬ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
ہے اور برا رفیق اللہ داخل کرے گا ۲۴؎ ان کو جو ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ
اور کیں بھلائیاں باغوں میں بہتی ہیں نیچے ان کے نہریں
اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ⑭ مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ
اللہ کرتا ہے جو چاہے جس کو یہ خیال ہو ۲۵؎ کہ ہرگز نہ
يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى
مدد کریگا اسکی اللہ دنیا میں اور آخرت میں تو تان لے ایک رسّی
السَّمَآءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا
آسمان کو پھر کاٹ ڈالے اب دیکھے کچھ جاتا رہا اس کی تدبیر سے
يَغِيْظُ ⑮ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ
اسکا غصہ ف ل اور ۲۶؎ یوں اتارا ہم نے یہ قرآن کھلی باتیں اور یہ کہ اللہ
يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ⑯ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ
سجھا دیتا ہے جس کو چاہے جو لوگ مسلمان ہیں ۲۷؎ اور جو

ف۱ بشارت احمدی ۱۲۔
ف۲ یعنی بیان کمال ۱۲۔
ف۳ سے ۱۲۔
ف۴ تحریف احمدی ۱۲۔

تو کچھ دنوں کے بعد وہ علقہ بن جاتی ہے (۴) مضغۃ گوشت کا ٹکڑا۔ خون مزید پرورش پاکر گوشت بن جاتا ہے مخلقۃ کامل الخلقت جو تمام عیوب ونقائص سے پاک ہو اس کی قدوقامت، رنگ وروپ، شکل وصورت اور صحت و توانائی کے اعتبار سے کامل بچہ پیدا ہوتا ہے۔ المخلقۃ المسواۃ الملساء من النقصان والعیب.... فالنطفۃ التی یخلق منھا الانسان متفاوتۃ منھا ماھو کامل الخلقۃ ومنھا ماھو علی عکس ذالک فیتبع ذالک التفاوت تفاوت الناس فی خلقھم وصورھم و طولھم وقصرھم وتمامھم ونقصانھم (روح ج ۱۷ صہ ۱۱۷) ۱۸؎ لنبین لکم الخ انسانی پیدائش کو ان مختلف اطوار ومدارج سے اسلئے گذارا ہے تاکہ ہماری قدرت کاملہ اور صنعت تامہ کا اظہار ہو جائے (لنبین لکم) یرید: کمال قدرتنا بتصریفنا اطوار خلقکم (قرطبی ج ۱۲ صہ ۱۱) ونقر فی الارحام الخ پھر ہر جنین کو ہم رحم مادر میں جتنا عرصہ چاہتے ہیں رکھتے ہیں۔ مدت حمل چھ ماہ سے دوسال تک ہے عام اور غالب مدت حمل نو ماہ ہے ۱۲؎ ثم نخرجکم طفلا الخ یہ پیدائش کی پانچویں منزل ہے جب رحم مادر میں بچہ ہر لحاظ سے کامل ہوجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے علم میں اسکی مدت حمل پوری ہوجاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کمال قدرت کیساتھ اسے رحم مادر سے باہر لے آتا ہے۔ ثم لتبلغوا اشدکم یہ چھٹی منزل ہے اشد عقل وتمیز اور قوت بدن کا کمال کو پہنچنا ہے اسکا معطوف الیہ محذوف ہے ای ثم نخرجکم طفلا لتکبروا شیئا فشیئا ثم لتبلغوا کمالکم فی القوۃ والعقل والتمییز (ابو السعود ج ۶ صہ ۲۱۴)۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں لتبلغوا کا متعلق یبقیکم مقدر ہے اصل میں تھا ثم یبقیکم لتبلغوا اشدکم ۱۳؎ ومنکم من یتوفی۔ کمال قوت وعقل کو پہنچکر کچھ لوگ راہی ملک عدم ہوجاتے ہیں ومنکم من یرد الی ارذل العمر یہ ساتویں منزل ہے اور کچھ لوگ جوانی کے بعد بڑھاپے کی اس حد تک پہنچ جاتے ہیں جس میں ان کے قوائے بدنیہ کمزور سے کمزور ہوجاتے ہیں اور ذہنی اور علمی قوتیں جواب دے دیتی ہیں یہاں تک کہ بچپن اور جوانی کے معلومات قوت حافظہ سے محو ہو جاتے ہیں ای یبلغ من السن مایتغیر بہ عقلہ فلا یعقل شیئا (معالم وخازن ج ۵ صہ ۱۰)

موضح القرآن ف یعنی دنیا کی نیکی پاوے تو بندگی پر قائم رہے اور تکلیف پاوے تو چھوڑ دے ادھر دنیا گئی ادھر دین گیا کنارے پر کھڑا ہے یعنی دل بھی نہ اسطرف نہ اسطرف جیسا کوئی مکان کے کنارے کھڑا ہو جب چاہے نکلجائے ف دنیا کی تکلیف میں جو کوئی خدا سے ناامید ہوکر اسکی بندگی چھوڑ دے اور جھوٹی چیزیں پوجے جن کے ہاتھ نہ برا نہ بھلا وہ اپنے دل کو ٹھہرانے کو یہ صورت قیاس کرے جیسے ایک شخص اونچی لٹکی رسّی سے لٹک رہا ہے اگر چڑھ نہیں سکتا توقع تو ہے کہ رسی اور کھینچے تو چڑھ جائے جب رسّی توڑ دی پھر کیا توقع رسّی کہا اللہ کی امید کو اور آسمان کو تانے یعنی ادبجان

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی اگر ازین غصہ بمیرد ہیچ ضرر نکند ۱۲۔

انسانی پیدائش اور زندگی کے مختلف اطوار و ادوار سے اللہ تعالیٰ کے کمال تصرف اور انتہائے قدرت کا پتہ چلتا ہے وہ ایسا قادر و متصرف اور علیم و حکیم ہے کہ اُس نے انسان کو پہلی بار آب و گِل سے پیدا کیا۔ اسی طرح جب تمام انسان مرجائینگے اور ان کے بدن کا رُواں رُواں سڑ کر خاک میں مل جائے گا (الا ماشاء اللہ) تو وہ قادر و توانا اور حکیم و دانا خاک کے اُن ذرّوں کو یکجا کر کے انسانوں کو دوبارہ بھی پیدا کرسکتا ہے اس دلیل سے یہ حقیقت بھی واضح ہوگئی کہ ساری کائنات کا مالک و خالق اللہ تعالیٰ ہے اور وہی قادر و متصرف ہے لہٰذا اس کے سوا کارساز اور حاجت روا بھی کوئی نہیں ۱۳؎ وتری الارض الخ یہ پہلی عقلی دلیل کا دوسرا حصہ ہے ھامدۃ خشک بے آب و گیاہ وھو (الارض) الا یکون فیھا حیاۃ ولا نبت ولا عود ولم یصبھا مطر (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۳) اھتزت زمین کے اجزاء حرکت میں آگئے اور ایک دوسرے سے جُدا ہو کر زمین کی روئیدگی کے لئے راستہ کھول دیا۔ رَبَتْ پھیلنے اور پھولنے لگے تم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہو کہ زمین بالکل مردہ، خشک اور بے آب و گیاہ ہوتی ہے لیکن جب ہم اس پر مینہ برساتے ہیں تو زمین میں زندگی کی لہر دوڑ جاتی ہے اور اس میں سرسبز و شاداب کھیت اور پودے لہلہانے لگتے ہیں اللہ تعالیٰ کی اس قدرت کاملہ کا تم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہو تو جو اللہ اس مردہ زمین سے لہلہاتے کھیت پیدا کرسکتا ہے وہ انسانوں کو بھی خاک ہو جانے کے بعد دوبارہ زندگی عطا فرما سکتا ہے اور وہی قادر و قیوم تمہارا اور ساری کائنات کا کارساز ہے۔

۱۵؎ ذالک بان الخ جار مجرور کا متعلق محذوف ہے ای لتستیقنوا۔ ذالک ای المذکور فی الدلیل مذکورہ بالا دلائل سے واضح ہوگیا کہ کارساز اور متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے اور وہ قیامت بپا کرنے پر قادر ہے اس سے حسب ذیل امور ثابت ہوتے کہ معبودِ برحق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ۲۔ وہ مردوں کو ضرور زندہ کرے گا۔ ۳۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ۴۔ اور قیامت لامحالہ آئیگی۔ ۵۔ اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام مردوں کو زندہ کر کے قبروں سے اٹھائیگا۔ یہ پانچوں ثمرات و نتائج دلائل مذکورہ پر مرتب ہیں۔ اور انہ یحی الموتٰی وانہ علی کل شئی قدیر، وان الساعۃ اٰتیۃ اور وان اللہ یبعث یہ سب ان اللہ ھو الحق پر معطوف ہیں ثم انہ سبحانہ لما قرر ھٰذین الدلیلین رتب علیھما ما ھو المطلوب والنتیجۃ وذکر امورا خمسۃ الخ (کبیر ج ۶ ص ۲۱۶)

۱۶؎ ومن الناس الخ یہ زجر اول کا تفصیلی اعادہ ہے یعنی ضدی اور معاند لوگ اللہ کی توحید میں خواہ مخواہ جھگڑا کرتے اور شبہات نکالتے ہیں حالانکہ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں جسے وہ اپنے مشرکانہ عقائد و اعمال کی تائید میں اور توحید کے خلاف پیش کرسکیں۔ عقل و نقل اور وحی سے کوئی بھی دلیل ان کے پاس نہیں بغیر علم ولا ھدی ولا کتٰب منیر۔ علم دلیل عقلی۔ ھدی دلیل وحی اور کتاب منیر۔ دلیل نقلی یہ نادان لوگ اللہ کی توحید میں شک کر رہے ہیں باوجودیکہ ان کے پاس نہ کوئی علم ہے یعنی دلیل عقلی اور نہ ہدایت یعنی وحی اور نہ کتاب منیر یعنی دلیل نقلی قالہ الشیخ وقال فی جامع البیان لیس لہ علم فطری ولا ما یستند الی دلیل نقلی ولا الی وحی (ص ۲۹۱)

۱۷؎ ثانی عطفہ الخ یہ یجادل کے فاعل سے حال ہے یعنی حق سے اعراض کرتے اور اللہ کے ذکر سے منہ موڑتے ہوئے وہ جھگڑا کرتا ہے لیضل عن سبیل اللہ یہ اس کے جدال کی غرض و غایت اور علت ہے یعنی جدال سے اسکا مقصد لوگوں کو گمراہ کرنا ہے متعلق یجادل علۃ لہ فان غرضہ من الجدال الاضلال عن سبیلہ تعالیٰ وان لم یعترف بانہ اضلال (روح ج ۱۷ ص ۱۲۲)

۱۸؎ لہ فی الدنیا خزی الخ یہ تخویف دنیوی ہے ونذیقہ یوم القیٰمۃ الخ تخویف اُخروی ذالک بما قدمت الخ ای یقال لہ فی الاٰخرۃ اذا دخل النار (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۶) جب آخرت میں وہ جہنم میں داخل ہوگا اس وقت اس سے کہا جائے گا کہ یہ تمہارے اپنے کئے کی سزا ہے اور تم یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔ ان اللہ لیس بظلام للعبید سے پہلے اور واؤ عاطفہ کے بعد اعلم مقدر ہے ورنہ ماقبل پر اس کا عطف جائز نہیں۔

۱۹؎ ومن الناس من یعبد الخ یہ زجر ثانی ہے اس میں مذبذب لوگوں کا حال بیان کیا گیا ہے جو اللہ پر پورا پورا ایمان و یقین نہیں رکھتے۔ علیٰ حرف ای طرف من الدین یعنی وہ دین اسلام کے کنارے پر کھڑے ہو کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں اگر انھیں کوئی دنیوی فائدہ حاصل ہوجائے یا مالی وسعت یا بدنی راحت مل جائے تو ظاہری طور پر مطمئن ہوجاتے ہیں اور اسی حال میں رہتے ہیں لیکن اگر کوئی نقصان ہوگیا کوئی تکلیف پہنچ گئی مال یا جان پر کوئی آفت آگئی تو فوراً دین اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہوجاتے ہیں اور اللہ کی خالص عبادت ترک کر کے جس من دون اللہ کی طرف کسی نے بلایا اسی کے سامنے جھک جاتے ہیں

۲۰؎ خسر الدنیا والاٰخرۃ الخ ایسے لوگ دنیا اور آخرت دونوں میں نقصان اور خسارہ اٹھاتے ہیں۔ مالی اور جانی نقصان اٹھا کر دنیوی خسارہ میں رہے اور پھر اللہ کی توحید چھوڑ کر اپنی آخرت بھی خراب کرلی۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں یہاں فی مقدر کرنیکی ضرورت نہیں اور مطلب یہ ہے کہ اس نے دنیا بھی گنوائی اور آخرت بھی

۲۱؎ یدعوا من دون اللہ الخ یہ ماقبل ہی سے متعلق ہے اور اس میں دنیا اور آخرت کے خسارے کی تفصیل مذکور ہے یعنی وہ ظالم اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت چھوڑ کر ایسے عاجز و بے بس معبودوں کی پرستش اور پکار میں لگ جاتا ہے جو نہ اسے نفع پہنچانے کی قدرت رکھتے ہیں اور نہ نقصان پہنچانے کی اور یہ بہت بڑی گمراہی ہے کہ اللہ کی توحید کو چھوڑ کر شرک کیا جائے۔ استئناف مبین لعظم الخسران (روح ج ۱۷ ص ۱۲۴)

۲۲؎ یدعوا لمن ضرہ الخ لام ابتدائیہ ہے جملہ استینافیہ ہے اس میں غیر اللہ کی پکار اور دعا ر کا بدانجام اور اس کا بہت بڑی گمراہی ہونا واضح کیا گیا ہے استیناف یبین مآل دعائہ وعبادتہ غیر اللہ تعالیٰ ویقرر کون ذالک ضلالا بعیدا (روح ج ۱۷ ص ۱۲۵) اس آیت اور اس سے پہلی آیت میں بظاہر تضاد معلوم ہوتا ہے کیونکہ پہلی آیت میں معبودان باطلہ کے نافع اور ضار ہونے کی نفی کی گئی ہے مگر اس آیت میں ان کے ضار یعنی نقصان رساں ہونے کا اثبات ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جن معبودان باطلہ کو مشرکین مختارِ نفع و نقصان اور متصرف سمجھ کر پکارتے ہیں۔ بے شک وہ عاجز و درماندہ ہیں اور نفع یا نقصان پہنچانا انکی قدرت و طاقت سے باہر ہے لیکن ان کی عبادت کرنا اور انھیں حاجات و مشکلات میں پکارنا ان کے پجاریوں کے حق میں سخت نقصان دہ اور باعث خسارہ ہے کیونکہ اس شرک

کی وجہ سے وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں جلتے رہیں گے حاصل یہ کہ معبودان باطلہ بذات خود نقصان رساں نہیں ہیں لیکن ان کی عبادت اور پکار سراسر نقصان اور خسارے کا باعث ہے۔ اجابوا عن التناقض بامور احدھا انھا لا تضر و لا تنفع بانفسھا ولکن عبادتھا سبب الضرر (کبیر ج ۶ ص ۲۱۶) مشرکین معبودان باطلہ کی اس خیال سے عبادت کرتے تھے کہ وہ خدا کے یہاں ان کے سفارشی ہوں گے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کی عبادت میں کچھ نفع نہیں بلکہ سراسر خسارہ ہے اور وہ ان کے کسی کام نہیں آسکیں گے وقیل یعبدونھم توھم انھم یشفعون لھم غدا کما قال اللہ تعالیٰ ویعبدون من دون اللہ مالا یضرھم ولا ینفعھم ویقولون ھٰؤلاء شفعاؤنا عند اللہ وقال تعالیٰ ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفٰی (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۹)

۲۳؎ اقرب من نفعہٖ۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا۔ دلائل عقلیہ تو واضح اور ثابت کر رہے کہ خالص اللہ ہی کی عبادت کرو اور خالص اسی کو پکارو لیکن پھر بھی بعض لوگ بلا وجہ اور بلا دلیل جھگڑا کرتے اور اللہ کی خالص عبادت اور پکار میں شک کرتے ہیں اور ایسے عاجز معبودوں کی عبادت کرتے ہیں جن کی عبادت اور جنہیں پکارنے کا ضرر نفع کی نسبت اقرب الی الفھم ہے یعنی یہ بات نہایت آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے کہ ان کی عبادت اور پکار میں نفع تو کیا ہوگا البتہ ضرر اور نقصان ضرور ہوگا۔

۲۴؎ ان اللہ یدخل الخ یہ مومنین کے لئے بشارت اُخروی ہے۔

۲۵؎ من کان یظن الخ جمہور مفسرین نے ینصرہ کی ضمیر منصوب کا مرجع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو قرار دیا ہے کیونکہ قرآن پڑھتے وقت آپ کا تصور ذہن میں رہتا ہے اس لئے کہ آپ قرآن کے مخاطب اول ہیں اور مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کریگا۔ دنیا میں آپ کے دین اور آپ کے متبعین کو سربلند کرکے اور آخرت میں آپ کا درجہ سب سے بلند کرکے آپ کے متبعین کو جنت میں داخل فرما کر اور آپ کے دشمنوں کو جہنم رسید کرے گا لیکن جس شخص کا از راہ بغض وحسد یہ گمان ہو کہ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں آپ کی مدد نہیں کریگا تو وہ بغض وحسد کی آگ میں جل مرے تو کیا حسد عداوت کے جذبہ میں کوئی سخت اقدام کرنے مثلاً خودکشی کر لینے سے اُسکے سینے کی آگ سرد ہو جائیگی۔ قال ابن عباس ان الکنایۃ فی (ینصرہ اللہ) ترجع الی محمد صلے اللہ علیہ وسلم (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۱) اور السماء سے گھر کی چھت مراد ہے اور لیقطع بمعنی لیختنق یعنی چھت سے رسّی لٹکا کر خودکشی کرے والمعنی لیشد حبلا فی سقف بیتہٖ فلیختنق بہٖ حتی یموت (خازن ج ۵ ص ۷) جیسا کہ حاسد سے کہا جاتا ہے اگر تجھے یہ بات پسند نہیں تو حسد سے جل کر مرجا کما یقال للحاسد ان لم ترض ھذا فاختنق ومت غیظًا (معالم ج ۵ ص ۷) بعض مفسرین نے لکھا ہے مطلب یہ ہے کہ جس شخص کو یہ بات ناگوار ہو کہ اللہ تعالےٰ اپنے پیغمبر کی مدد کرے تو اگر اسکو روکنے کی طاقت ہو تو آسمان پر چڑھ جائے اور مدد کا سرچشمہ بند کرکے اس کو منقطع کردے پھر دیکھے کہ اس حیلے سے وہ مدد کو روک کر اپنا غصہ ٹھنڈا کر سکتا ہے فلیطلب حیلۃ یصل بھا الی السماء (ثم لیقطع) ای ثم لیقطع النصر ان تھیأ لہ (قرطبی) حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "دنیا کی تکلیف میں جو کوئی خدا سے ناامید ہو کر اُسکی بندگی چھوڑ دے اور جھوٹی چیزیں پوجے۔ جن کے ہاتھ نہ برا نہ بھلا۔ وہ اپنے دل کے ٹھہرانے کو یہ صورت قیاس کرے جیسے ایک شخص اونچی رسی سے لٹک رہا ہو اگر چڑھ نہیں سکتا توقع تو ہے کہ رسی اوپر کھینچے تو چڑھ جائے۔ جب رسی توڑ دی پھر کیا توقع رہی" اس مطلب کی صورت میں ینصرہ کی ضمیر منصوب من کی طرف راجع ہوگی۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ پہلی دونوں صورتوں میں اس آیت کا ماقبل سے ربط واضح نہیں ہوگا کیونکہ اس سے پہلے غیر اللہ کی پکار کے غیر نافع ہونے کا ذکر ہے اس لئے ربط میں تکلف ہوگا یعنی مسئلہ توحید کو بیان کرنے والے چونکہ اللہ کے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس لئے مشرکین کا خیال تھا کہ اللہ انکی مدد نہیں کریگا اسلئے کہ اس تکلف سے بچنے کے لئے شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا مطلب موزوں ہے یا مطلب یہ ہو کہ غیر اللہ کو پکارنے والوں کو اگر یہ گمان ہو کہ اللہ انکی مدد نہیں کریگا اس لئے انہوں نے اولیائے کرام کو شفعاء بنایا ہوا ہے تو وہ دل کے اطمینان کی خاطر پہلے ان لوگوں کا خیال کریں جو حاجات ومشکلات میں غیر اللہ کو پکارتے ہیں پھر ان لوگوں کا خیال کریں جو خالص اللہ کو پکارتے ہیں۔

۲۶؎ وکذٰلک انزلنٰہ الخ کاف بیان کمال کے لئے ہے یعنی مسئلہ توحید کو قرآن میں اس طرح دلائل سے واضح کرنا ہمارا ہی کمال ہے اور یہ ترغیب الی القرآن ہے من یرید۔ یرید کا فاعل من ہے یعنی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو سیدھی راہ دکھاتا ہے جو سیدھی راہ دیکھنا چاہیں اور اللہ کی طرف انابت کریں۔ یا یرید کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے اور عائد محذوف ہے ای یرید ھدایتہٗ یعنی اللہ تعالیٰ جسے راہ راست پر لانا چاہتا ہے اسے سیدھی راہ دکھا دیتا ہے۔

۲۷؎ ان الذین الخ یہ تخویف اخروی ہے الذین اٰمنوا امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والذین ھادوا قوم موسیٰ علیہ السلام والصابئین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد کے لوگ مراد ہیں جو شمس وقمر اور دیگر سیاروں کی عبادت کرتے تھے والنصارٰی قوم عیسےٰ علیہ السلام والمجوس آتش پرست والذین اشرکوا اور دیگر تمام مشرکین جو صابئین اور مجوس کی طرح کسی خاص نام سے مشہور نہیں ہیں دنیا میں تو سب حق پر ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ آخرت میں اللہ تعالیٰ مومنوں اور دیگر پانچ فرقوں کے درمیان آخری فیصلہ فرمائے گا اور ہر ایک کو اس کے اعمال کے موافق جزا وسزا دے گا۔ ای یقضی ویحکم فللکٰفرین النار وللمومنین الجنۃ (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۳)

هَادُوْا وَالصّٰبِـِٕیْنَ وَالنَّصٰرٰی وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِیْنَ
یہود ہیں اور صابئین اور نصاریٰ اور مجوس اور جو
اَشْرَكُوْۤا ۖۗ اِنَّ اللّٰهَ یَفْصِلُ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اِنَّ
شرک کرتے ہیں مقرر اللہ فیصلہ کریگا ان میں قیامت کے دن
اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ﴿۱۷﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یَسْجُدُ لَهٗ
اللہ کے سامنے ہے ہر چیز ۲۸ ف تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ کو سجدہ کرتا ہے
مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ
جو کوئی ۲۹ آسمان میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے اور سورج اور چاند
وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِیْرٌ مِّنَ
اور تارے اور پہاڑ اور درخت اور جانور اور بہت
النَّاسِ ؕ وَكَثِیْرٌ حَقَّ عَلَیْهِ الْعَذَابُ ؕ وَمَنْ یُّهِنِ اللّٰهُ
۳۰ آدمی اور بہت ہیں کہ ان پر ٹھہر چکا عذاب اور جس کو اللہ ذلیل کرے
فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ ﴿۱۸﴾ هٰذٰنِ
اسے کوئی نہیں عزت دینے والا اللہ کرتا ہے جو چاہے ۳۱ یہ دو
خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ ؗ فَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ
مدعی ہیں ۳۲ جھگڑے میں اپنے رب پر جو لوگ منکر ہوئے ۳۳ ان کیواسطے بیونتے ہیں
لَهُمْ ثِیَابٌ مِّنْ نَّارٍ ؕ یُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ
کپڑے آگ کے ڈالتے ہیں ان کے سر پر
الْحَمِیْمُ ﴿۱۹﴾ یُصْهَرُ بِهٖ مَا فِیْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ﴿۲۰﴾ وَ
جلتا پانی گل کر نکل جاتا ہے اس سے جو کچھ ان کے پیٹ میں ہے اور کھال بھی اور
لَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِیْدٍ ﴿۲۱﴾ كُلَّمَاۤ اَرَادُوْۤا اَنْ یَّخْرُجُوْا
ان کے واسطے ہتھوڑے ہیں لوہے کے جب چاہیں کہ نکل پڑیں دوزخ سے

۲۹ توحید پر دوسری عقلی دلیل
۳۰ تخویف اخروی ۱۲
السجدۃ ۱۱

۲۸ ان اللہ علی کل شیء شھید یہ ماقبل کی علت ہے۔ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں وہ سب کے ظاہر و باطن اور ہر ایک کے اعمال سے باخبر ہے اس لئے وہ قیامت کے دن بالکل صحیح صحیح فیصلہ سنائے گا اور کسی پر ظلم نہیں ہوگا نہ کسی کی حق تلفی ہوگی۔ ای انہ عالم بما یستحقہ کل واحد منھم فلا یجری فی ذالک الفصل ظلم ولا حیف (خازن ج ۵ ص۸) ۲۹ الم تر الخ یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے سجود سے مراد انقیاد تام ہے یعنی ہر چیز تکوینی طور پر اللہ تعالیٰ کی تدبیر کے ماتحت ہے۔ السجود التذلل و الانقیاد لتدبیر اللہ عزوجل (قرطبی ج ۱۲ ص۲۴) کیونکہ ہر جماد اور بے جان چیز بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس میں مشغول ہے فانہ ما من جماد الا و ھو مطیع للہ خاشع للہ و مسبح لہ الخ (معالم ج ۵ ص۸) جب ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی مطیع و منقاد ہے اور اس کے تکوینی احکام سے سر مو انحراف نہیں کر سکتی کیونکہ وہی اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا مالک و مختار ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ کارساز اور متصرف بھی وہی ہے لہذا اسی کی عبادت کرنی چاہیئے رکوع و سجود اور نذر و نیاز دعاء اور پکار کا مستحق بھی وہی ہے ۳۰ وکثیر من الناس الخ یہ فعل محذوف کا فاعل ہے ای یسجد لہ بہت لوگ اللہ تعالیٰ ہی کو سجدہ کرتے ہیں لیکن بہت سے ایسے بھی ہیں جو شرک کرتے ہیں اور شرک و کفر کی وجہ سے عذاب الٰہی کے مستحق ہو چکے ہیں ومن یھن اللہ الخ جس شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت سے محروم کر کے ذلیل و خوار کر دے اس کو عزت و اکرام اور سعادت دارین سے کوئی ہمکنار نہیں کر سکتا ۳۱ ھذٰن خصمان الخ۔ جھگڑنے والے دو فریقوں سے مراد مومن اور کافر ہیں یعنی دلائل و براہین سے مسئلہ توحید کے اسقدر واضح ہو جانے کے باوجود مشرکین مسلمانوں سے اپنے پروردگار کی توحید میں جھگڑتے ہیں حالانکہ یہ مسئلہ روز روشن کی طرح واضح ہو چکا ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کو اپنا خالق و مالک اور پروردگار مانتے ہیں تو پھر اسکی صفات کارسازی میں کیوں غیروں کو شریک کرتے ہیں ۳۲ فالذین کفروا۔ تا ۔۔۔ ذوقوا عذاب الحریق یہ تخویف اخروی ہے اللہ کی توحید میں مومنوں کے ساتھ جھگڑا کرنے والے فریق کا اخروی انجام یہ ہوگا کہ جہنم میں ان کو آگ کا لباس پہنایا جائیگا اور اوپر سے ان کے سروں پر سخت گرم کھولتا ہوا پانی ڈالا جائیگا جس سے ان کے بدن پگھل جائیں گے ولھم مقامع من حدید اور ان کے لئے لوہے کے ہتھوڑے یا کوڑے ہوں گے جب وہ عذاب جہنم سے باہر نکلنے کی کوشش کریںگے تو فرشتے کوڑوں یا ہتھوڑوں سے مار کر انھیں واپس جہنم میں دھکیل دینگے ان جھنم لتجیش فتلقیھم الی اعلاھا فیریدون الخروج منھا فتضربھم الزبانیۃ بمقامع الحدید فیھوون فیھا (خازن و معالم ج ۵ ص۱۰)

موضح قرآن ف مجوس آگ پوجتے ہیں اور ایک نبی کا بھی نام لیتے ہیں معلوم نہیں کہ پیچھے بگڑے یا مرے سے۔ سب غلط ہیں ف ایک سجدہ ہے کہ سب اس میں شامل ہیں آسمان زمین میں جو کوئی ہے وہ یہ کہ اللہ کی قدرت میں بے بس ہیں اور ایک سجدہ ہے ہر ایک کا جدا وہ یہ کہ اس کو جس کام کا بنایا اس کام میں لگے یہ بہت آدمی کرتے ہیں بہت نہیں کرتے مگر اور سب خلق کرتی ہے۔

مِنْهَا مِنْ غَمٍّ أُعِيْدُوْا فِيْهَا ۗ وَذُوْقُوْا عَذَابَ
دوزخ سے گھٹنے کے مارے پھر ڈال دیے جائیں اسکے اندر اور چکھتے رہو
ع ۱۲ / ۹ الْحَرِيْقِ ﴿٢٢﴾ إِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا
جلنے کا عذاب بیشک اللہ داخل کریگا ان کو ۴۳ جو یقین لائے اور کیں
الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ
بھلائیاں باغوں میں بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں گہنا پہنا دیگے
فِيْهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۖ وَلِبَاسُهُمْ
ان کو وہاں کنگن سونے کے اور موتی اور انکی پوشاک ہے
فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿٢٣﴾ وَهُدُوْا إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ۖ
وہاں ریشم کی ف۱ اور راہ پائی انہوں نے ستھری بات کی ف۲
وَهُدُوْا إِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ﴿٢٤﴾ إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
اور پائی اس تعریفوں والے کی راہ ف۲ جو لوگ منکر ہوئے ۴۴
وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
اور روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور مسجد حرام سے
الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ ۟ الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ ۭ
جو ہم نے بنائی لوگوں کے واسطے برابر ہے اس میں رہنے والا اور باہر سے آنیوالا
وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ
اور جو اس میں چاہے ٹیڑھی راہ شرارت سے اسے ہم چکھائینگے ایک عذاب
ع ۳ / ۱۰ أَلِيْمٍ ﴿٢٥﴾ وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ
دردناک ف۳ اور جب ٹھیک کر دی ہم نے ۴۵ ابراہیم کو جگہ اس گھر کی کہ
لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَ
شریک ۴۶ نہ کرنا میرے ساتھ کسی کو اور پاک رکھ میرا گھر طواف کرنیوالوں کیواسطے اور

منزل ۴

۱ بشارت اخروی ۱۲
۲ تخویف اخروی ۱۲
۳ سورت کا دوسرا حصہ۔ نفی شرک فعلی ۱۲-
نفی شرک فعلی
۴ نفی شرک فعلی پر دلیل نقلی ۱۲

۴۳ ان اللہ الخ یہ مومنین کے لئے بشارت اخروی ہے اور اس میں توحید پرستوں کا نیک انجام بیان کیا گیا ہے آخرت میں ان کو چشموں اور ندیوں والے باغ عطا ہوں گے انھیں سونے اور جواہرات کے زیور اور ریشمی ملبوسات پہنائے جائیں گے وھدوا الی الطیب الخ دنیا میں ان کو کلمۂ توحید اور دین اسلام قبول کرنے کی توفیق دی گئی جس کی وجہ سے آخرت میں انھیں یہ جزا دی گئی ای ارشد ھٰؤلاء فی الدنیا الی کلمۃ التوحید و الی صراط الحمید ای الاسلام (مدارک ج ۳ ص ۷۵)

۴۴ ان الذین کفروا الخ تخویف اخروی ان مشرکین کے لئے جو لوگوں کو توحید اور مسجد حرام میں اللہ کی عبادت سے روکتے تھے۔ ویصدون میں واؤ زائدہ ہے۔ اور یَصُدُّوْنَ۔ اِنَّ کی خبر ہے یا یَصُدُّوْنَ مبتدا محذوف کی خبر ہے۔ ای وھم یصدون اس پر یہ جملہ کفروا کے فاعل سے حال ہوگا اور اِنَّ کی خبر محذوف ہوگی بقرینہ آخر آیت ای نذیقھم الخ (روح) یعنی جو لوگ خود بھی توحید کا انکار کریں اور دوسروں کو بھی توحید سے روکیں انھیں ہم دردناک عذاب کا مزہ چکھائیں گے

دوسرا حصہ ۲ نفی شرک فعلی

۴۵ واذ بوأنا الخ یہاں سے سورت کا دوسرا حصّہ شروع ہوتا ہے اس میں نفی شرک فعلی کا بیان ہے یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دلیل نقلی ہے یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہم نے خانہ کعبہ کی اصل جگہ بتائی جہاں انہوں نے اسکی تعمیر کی تاکہ آنے والی نسلیں اس میں اللہ کی خالص عبادت کیا کریں بیناله مکان البیت لیبنیه ویکون مباءۃ لعقبه یرجعون و یحجونه (روح ج ۱۷ ص ۱۴۱) مشرکین سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کرو کیونکہ وہ اولاد ابراہیم میں اور ملت ابراہیمی کے پیروکار ہونے کے مدعی ہیں انہوں نے کس طرح بیت اللہ کی تعمیر کی اور پھر اسے ہر قسم کے شرک سے پاک رکھا اور ایام حج میں صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے اسکی نذریں نیازیں دیں مگر ان مشرکین کے عقائد و اعمال سراسر ان کیخلاف ہیں ۴۶ ان لا تشرک الخ ان مفسرہ ہے ماقبل کے لئے کیونکہ تبوئہ امر اور قول کے معنوں کو متضمن ہے۔ ہم نے ابراہیم ؑ کو حکم دیا کہ عقائد و اعمال میں اللہ کا شریک نہ بنانا اور میرے گھر کو ظاہری پلیدی اور شرک کی نجاست سے پاک رکھنا اور چار وں عبادات بدنیہ یعنی طواف، قیام، رکوع اور سجود کرنیوالوں کیلئے خانہ کعبہ کو صاف رکھنا اور لوگوں میں اعلان کر دینا کہ وہ دنیا کے تمام اطراف و اکناف سے آکر میرے گھر کا طواف کریں اور

موضح قرآن ف۱ یہ جو فرمایا کہ وہاں گہنا اور وہاں پوشاک معلوم ہوا یہ دونوں یہاں نہیں اور گہنوں میں سے کنگن اس واسطے کہ غلام کی خدمت پسند آتی ہے تو کڑے ڈال دیتے ہیں ہاتھ میں ف۲ ستھری بات یعنی بہشت میں جھگڑنا اور بکنا نہیں سوائے خوشی کی بات اور شکر اللہ کا یا دنیا میں توحید کی بات پائی اور مسلمانوں کی راہ ف۳ یعنی جنہوں نے لوگوں کا وہاں جانا بند کیا وہ سزا پاویں گے
فتح الرحمان ۱۲ یعنی در دنیا ۱۲-

صرف اللہ کے نام کی نذریں دیں لیشھدوا منافع لھم منافع سے دینی اور دنیوی منافع مراد ہیں۔ حج سے دینی فائدہ اللہ کی رضامندی کا حصول ہے اور دنیوی فائدہ یہ ہے کہ وہاں قربانی کا گوشت وافر ملتا ہے نیز مختلف ملکوں سے آئے ہوئے مال کی خرید و فروخت سے نفع اٹھانے کا موقع میسر آتا ہے عن ابن عباس منافع فی الدنیا ومنافع فی الاخرۃ فاما منافع الاٰخرۃ فرضوان اللہ تعالیٰ واما منافع الدنیا فما یصیبون من لحوم البدن فی ذالک الیوم والذبائح والتجارات (روح ج ۱۷ ص ۱۴۵) ٣٧ ویذکروا الخ اس حصے میں بھی چاروں عنوانات مذکور ہیں (۱) اللہ کی نذریں نیازیں جائز ہیں (۲) اللہ کی تحریمات برحق ہیں (۳) تحریمات غیر اللہ باطل ہیں (۴) غیر اللہ کی نذر و نیاز حرام ہے

الْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿٢٦﴾ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ

کھڑے رہنے والوں کے اور رکوع اور سجدہ والوں کے ف۱ ۱ اور پکار دے لوگوں میں

بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ

حج کے واسطے کہ آئیں تیری طرف پاؤں چل کر اور سوار ہو کر دُبلے دُبلے اونٹوں پر چلے آئیں

كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ﴿٢٧﴾ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا

راہوں دُور سے ف۲ تاکہ پہنچیں اپنے فائدہ کی جگہوں پر اور پڑھیں ٣٧

اسْمَ اللّٰهِ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ

اللہ کا نام کئی دن جو معلوم ہیں ف۱ ذبح پر چوپایوں مواشی کے جو اللہ نے

الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ﴿٢٨﴾

دیے ہیں ان کو سو کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ برے حال کے محتاج کو ف۳

ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا

پھر چاہیے کہ ختم کر دیں اپنا میل کچیل اور پوری کریں ۲ اپنی منتیں اور طواف کریں

بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿٢٩﴾ ذٰلِكَ ۗ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ

اس قدیم گھر کا ف۴ ف۳ یہ سن چکے اور جو کوئی بڑائی رکھے ٣٨ اللہ کی حرمتوں

اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۗ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ

کی سو وہ بہتر ہے اس کیلئے اپنے رب کے پاس اور حلال ہیں تم کو چوپائے ف۴ ٣٩

اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ

مگر جو تم کو سناتے ہیں ف۵ سو بچتے رہو بتوں کی گندگی سے

وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ﴿٣٠﴾ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ

اور بچتے رہو ٤٠ جھوٹی بات سے ٤١ ایک اللہ کی طرح کے ہو کر نہ کہ اسکے ساتھ ٤٢ ساجھی بنا

بِهٖ ۗ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ

اور جس نے شریک بنایا اللہ کا سو جیسے گر پڑا ٤٣ آسمان سے

ویذکروا اسم اللہ الخ میں اللہ کی نیازوں کا حکم ہے کہ قربانی کے ایام (۱۰ تا ۱۲ ذی الحجہ) میں اللہ کے نام کی نذریں دو اور خود بھی کھاؤ اور غرباء اور مساکین کو بھی کھلاؤ بھیمۃ الانعام میں اضافت بیانیہ ہے ثم لیقضوا تفثھم حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں تفث سے تمام مناسک حج مراد ہیں التفث المنسک کلہ من الوقوف بعرفۃ والسعی بین الصفا والمروۃ ورمی الجمار (روح ج ۱۷ ص ۱۴۶) ولیوفوا نذورھم اور اللہ کی نذریں پوری کریں ٣٨ ومن یعظم حرمات اللہ الخ یہ تحریمات اللہ کا ذکر ہے حالت احرام میں جن اعمال کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے مثلاً بحالت احرام شکار کرنا وغیرہ ان کو حرام سمجھنا عین تقوی ہے ٣٩ واحلت لکم الخ تحریمات مشرکین کا ابطال ہے یعنی اپنے طواغیت کی خاطر بحیرہ، سائبہ مت بناؤ اللہ نے اسکی اجازت نہیں دی یہ چوپائے اللہ نے تمہارے لئے حلال کئے ہیں اسلئے انہیں کھاؤ الا ما یتلی علیکم میں تحریمات اللہ کا بیان ہے یعنی اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حرام سمجھو اور انہیں حلال مت جانو اور ما یتلی علیکم سے الرجس مراد ہے جو اس کے متصل بعد مذکور ہے یا اس سے مراد حرمت علیکم المیتۃ الخ ہے مطلب یہ ہے کہ اپنے پاس سے اللہ کے حلال کو حرام نہ کرو صرف انہی چیزوں کو حرام سمجھو جنہیں اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کیا ہے مثلاً شرک، غیر اللہ کی نذر و نیاز وغیرہ۔ والمعنی ان اللہ تعالیٰ احل لکم الانعام کلھا الا ما بین فی کتابہ فحافظوا علی حدودہ ولا تحرموا شیئا مما احل کتحریم البعض البحیرۃ ونحوھا وتحلوا مما حرم کاحلال لھم اکل الموقوذۃ والمیتۃ وغیرھما۔ (مدارک ج ۳ ص ۸۶) (الا ما یتلی علیکم آیۃ تحریمہ استثناء متصل کما اختارہ الاکثرون عنھا علی ان ما عبارۃ عما حرم منھا لعارض کالمیتۃ وما اھل بہ لغیر اللہ تعالیٰ (روح ج ۱۷ ص ۱۴۸)

۱/ اللہ کی نیازوں کا بیان ۱۲ ۲/ تحریمات اللہ کا بیان ۱۲ ۳/ ابطال تحریمات مشرکین ۱۲ ۴/ تمثیل برائے مشرک ۱۲

موضح قرآن ف۱ کہتے ہیں کعبہ شریف کی جگہ آگے سے بزرگ تھی پھر بعد مدتوں کے نشان نہ رہا تھا حضرت ابراہیمؑ کو حکم ہوا پھر عمارت بنائی اور تازہ کیا ایک بادل غیب سے آکر کھڑا ہوا اسکی چھاؤں پر لکیر ڈالی اور بنیاد رکھی اور امتوں میں رکوع نہ تھا یہ خاص اسی امت میں ہے تو خبر دی کہ آگے لوگ ہونگے اسکو آباد کرنیوالے ف۲ ایک پہاڑ پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم نے پکارا کہ لوگو تم پر اللہ نے حج فرض کیا ہے حج کو آؤ باپ کی پشت میں لبیک کہا جن کی قسمت میں حج ہے ایک بار یا دو بار زیادہ اپنے شوق سے ہزاروں خلق پیادہ آتے ہیں لیکن فرض تب ہی ہے سواری پاس ہو اور اگر مکہ نزدیک ہے یا شخص کو چلنے کی عادت ہے تو امام مالک کے یہاں فرض ہے ف۳ جو شکرانہ کا ذبح ہو یا نفل کا وہ آپ کھاوے اور جو بدلہ قصور کا ہو مہیں آپ کھاوے اور کئی دن فرمایا تین دن کو ذی الحجہ کی دسویں تاریخ اور گیارھویں اور بارھویں ان دنوں میں بڑی قبولیت کا کام یہی ہے اللہ کے نام پر ذبح کرنا ف۴ جہاں سے لبیک شروع کرتے ہیں حجامت اور ناخن نہیں لیتے بالوں میں تیل نہیں ڈالتے بدن سے ننگے رہتے ہیں اب دسویں تاریخ سب تمام کرتے ہیں حجامت کر کر غسل کر کر کپڑے پہن کر طواف کو جاتے ہیں جس کو ذبح کرنا ہے پہلے ذبح کر لیتا ہے اور منتیں اپنی مرادوں کیواسطے جو مانا ہو وہ ادا کریں اصل منت اللہ کی ہے اور کسی کی نہیں

فتح الرحمن ف۱ یعنی برائے نماز گذاردن ۱۲ ف۲ یعنی یوم نحر ۱۲ ف۳ یعنی کعبہ زیرا کہ اول بنا شد بعد از ان بیت المقدس ۱۲ ف۴ یعنی شتر و گاؤ و بز و گوسفند ۱۲ ف۵ یعنی میتہ و خون مسفوح ۱۲۔

ﷺ فاجتنبوا الخ من الاوثان میں من بیانیۃ ہے اور الاوثان سے پہلے مضاف محذوف ہے ای عبادۃ الاوثان (معالم وخازن) الرجس کے معنی نجاست اور پلیدی کے ہیں اصل عبارت اس طرح تھی فاجتنبوا الرجس الذی ھو عبادۃ الاوثان یعنی غیر اللہ کی عبادت (دعا) پکار اور نذر و منت جو سراسر ناپاک اور نجس ہے اس سے اجتناب کرو یعنی بالرجس عبادۃ الاوثان وقد روی ذالک عن ابن عباس وابن جریج فکانہ قیل فاجتنبوا من الاوثان الرجس وھو العبادۃ (روح ج ۱۷ صـ ۱۴۳) اس صورت میں من تبعیضیہ ہوگا ۴۱ﷺ واجتنبوا قول الخ یہ اجتنبوا اول پر معطوف ہے اور اعادۂ فعل مزید اہتمام اور تاکید کیلئے ہے قول الزور سے مراد مشرکانہ اقوال ہیں جیسا کہ مشرکین حج کے وقت تلبیہ میں اپنی طرف سے مشرکانہ الفاظ بڑھا لیا کرتے تھے قیل ھو قول المشرکین فی تلبیتھم لبیک لا شریک لک لبیک الا شریکا ھو لک تملکہ وما ملک (معالم وخازن ج ۵ صـ ۱۶) یا غیر اللہ کی نذر و منت ماننا اور تحریمات مشرکین مراد ہیں کانہ تعالیٰ لما حث علی تعظیم الحرمات تبع ذالک بما فیہ رد لما کانت الکفرۃ علیہ من تحریم البحائر والسوائب ونحوھا (روح) سورۂ مائدہ کی تفسیر (صـ ۲۶۱ حاشیہ ۱۷) میں گذر چکا ہے کہ حضرت شیخ قدس سرہٗ کے نزدیک ما اھل بہ میں ما سے مراد وہ قول ہے جو غیر اللہ کی نذر مانتے وقت زبان سے ادا کیا جاتا ہے اور قول الزور سے بھی وہی قول مراد ہے واجتنبوا قول الزور ای النذر لغیر اللہ والذبح علی غیر اسمہ حاصل یہ کہ غیر اللہ کی نذر و نیاز کھانے سے بھی بچو اور نذر غیر اللہ ماننے سے بھی اجتناب کرو ۴۲ﷺ حنفاء للہ الخ حنفاء اور غیر مشرکین دونوں فاجتنبوا کی ضمیر سے حال مؤکدہ ہیں وھما حالان مؤکدتان من واو فاجتنبوا (روح ج ۱۷ صـ ۱۴۹) حنفاء حنیف کی جمع ہے یعنی تمام باطل دینوں سے بیزار ہو کر دین حق کی طرف مائل ہونیوالا اور خالصۃً اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا۔ مائلین عن کل دین زائغ الی الدین الحق مخلصین لہ تعالیٰ (روح) ۴۳ﷺ ومن یشرک الخ ایک تمثیل کے ذریعے شرک کی تباہ کاری اور اسکی برائی واضح کی گئی ہے۔ یہ تشبیہ مرکب ہے اس میں مشرک کے حال کو اس شخص سے تشبیہ دی گئی ہے جو آسمان سے گر پڑے حاصل یہ ہے کہ جس شخص نے اللہ کے ساتھ شرک کیا اس نے خود کو ہلاکت اور تباہی کے گڑھے میں جھونک دیا اور اپنی جان ضائع کر دی اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص آسمان سے گر پڑے اور شکاری پرندے اسکی بوٹیاں نوچ لیں یا ہوا اڑا کر اسے کسی بہت گہرے کھڈ میں جا پھینکے من اشرک باللہ فقد اھلک نفسہ اھلاکا لیس بعدہٗ ھلاک بان صور حالہ بصورۃ حال من خر من السماء فاختطفتہ الطیر فتفرق قطعا فی حواصلھا او عصفت بہ الریح حتی ھوت بہ فی بعض المھالک البعیدۃ (مدارک ج ۳ صـ ۸۳) یا یہ تشبیہ تفصیلی ہے یعنی ایمان اور توحید کو آسمان سے اور شرک کرنے کو آسمان سے گرنے کیساتھ

فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ

پھر اچکتے ہیں اس کو اڑنے والے مردار خوار یا جا ڈالا اس کو ہوا نے کسی دور مکان

سَحِيقٍ ﴿٣١﴾ ذَٰلِكَ وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا

میں ۔ یہ سن چکے ۴۴ اور جو کوئی ادب رکھے اللہ کے نام لگی چیزوں کا

مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ ﴿٣٢﴾ لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ إِلَىٰ أَجَلٍ

سو وہ دل کی پرہیزگاری کی بات ہے تمہارے واسطے چوپایوں میں فائدے ہیں ایک مقررہ

مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ ﴿٣٣﴾ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ

وعدہ تک پھر ان کو پہنچنا اس قدیم گھر تک ۴۵ اور ہر امت کیواسطے

جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم

ہم نے مقرر کر دی ہے قربانی کہ یاد کریں ۴۶ اللہ کے نام ذبح پر چوپایوں کے

مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۗ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ

جو ان کو اللہ نے دیئے سو اللہ تمہارا ۴۷ ایک اللہ ہے سو اسی کے

أَسْلِمُوا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ﴿٣٤﴾ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ

حکم میں رہو ۴۸ اور بشارت سنا دے عاجزی کرنیوالوں کو وہ ۴۹ کہ جب نام لیجئے اللہ کا

وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِينَ عَلَىٰ مَا أَصَابَهُمْ وَ

ڈر جاویں ان کے دل اور سہنے والے اس کو جو ان پر پڑے اور

الْمُقِيمِي الصَّلَاةِ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿٣٥﴾ وَالْبُدْنَ

قائم رکھنے والے نماز کے اور ہمارا دیا ہوا کچھ خرچ کرتے رہتے ہیں اور کعبہ کی چڑھانے کے

جَعَلْنَاهَا لَكُم مِّن شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ ۖ

ٹھہرائے ہیں ہم نے ۵۰ تمہارے واسطے نشانی اللہ کے نام کی تمہارے واسطے اس میں بھلائی ہے

فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ ۖ فَإِذَا وَجَبَتْ

سو پڑھو ان پر نام اللہ کا قطار باندھ کر پھر جب گر پڑے

ع ۵

غیر اللہ کی نذر و نیاز کا بیان ۱۲

موضح قرآن ف ۴ بڑائی رکھے اللہ کے ادب کی یعنی قربانی کے جانور آئے ہوئے نہ لوٹے اور قیمتی جانور لاوے اور اس پر جھول اچھی ڈال کر پھر وہ بھی خیرات کرے اور جو پائے تمکو حلال ہیں یعنی جو کھانے میں رواج ہے اور بہتیرے چوپائے حرام بھی ہیں اور رستوں کی گندگی سے جو کسی تھان پر ذبح کیا۔ وہ مردار ہوا اور جھوٹی بات سے یعنی جو کسی کے تھان پر ذبح کیا وہ بھی حرام ہے اور جو کوئی شریک کرے اسکی مثال فرمائی اس واسطے کہ جس کی نیت ایک اللہ پر ہے وہ قائم ہے اور جہاں نیت بہت طرف گئی وہ سب اسکو راہ میں سے اچک لے گئے یا سب سے منکر ہو کر دہری ہو گیا ف جتنے مواشی ہیں انکا حق یہی ہے کہ کام لیجئے پھر کعبے پاس لیجا کر چڑھا دیجئے مگر یہ بات دشوار ہے تو جہاں بسم اللہ اللہ اکبر کہا اور ذبح کیا یہ نشان ہے کہ اللہ کی نیاز کعبے کو چڑھایا دور ہو یا نزدیک ہو ف یعنی مواشی ذبح کرنا نیاز اللہ کی ہر دین کی عبادت رکھا ہے اسکے سوائے اور کی نیاز ذبح کرنا اسکی عبادت ہو گئی تو شرک ہوا۔

تشبیہ دی گئی ہے اور شکاری پرندوں سے افکار باطلہ اور اھواء نفسانیہ مراد ہیں اور ہوا سے مراد شیطان ہے یعنی جو شخص شرک کرکے ایمان اور توحید کے بلند ترین مقام سے خود کو گراتا ہے وہ کسی صورت بچ نہیں سکتا۔ یا تو امانی باطلہ اور خیالات فاسدہ کے خونخوار پرندے اس کی بوٹیاں نوچ لینگے اور اس کی عقل وفکر کو اس طرح معطل کر دینگے کہ وہ سوچنے اور سمجھنے کی توفیق سے محروم ہو جائے گا یا پھر شیطان تیز ہوا کے جھکڑ کی طرح اُسے اڑا کر صراط مستقیم سے کہیں دُور لے جا کر پھینک دے گا۔ (روح وغیرہ)

حضرت شاہ عبدالقادرؒ فرماتے ہیں" اور جو کوئی شریک کرے اس کی مثال فرمائی اس واسطے کہ جس کی نیت ایک اللہ پر ہے وہ قائم ہے اور جہاں نیت بہت طرف گئی وہ سب اس کو راہ میں سے اچک لے گئے یا سب سے منکر ہو کر دہری ہو گیا۔"

۴۴ ذالک ومن یعظم الخ ذالک مبتدا ہے اور اس کی خبر محذوف ہے یا مفعول ہے اور اسکا ناصب محذوف ای ذالک امر اللہ او اتبعوا ذالک (قرطبی) بطور تاکید اللہ تعالیٰ کی نذر ومنت کا دوبارہ ذکر کیا گیا ہے اور شعائر سے اللہ تعالیٰ کی نذر ومنت کی قربانیاں اور ہدایا مراد ہیں۔ ای البدن الھدایا کما روی عن ابن عباس ومجاھد وجماعۃ . . . واطلقت علی البدن الھدایا لانھا من معالم الحج او علامات طاعتہ تعالیٰ وھدایتہ (روح ج ۱۷ صفحہ ۱۵۱)

۴۵ ثم محلھا الخ محل مصدر میمی ہے بمعنی وجوب یا ظرف زمان یعنی وقت ذبح البیت العتیق سے بیت اللہ شریف مراد ہے یعنی بیت اللہ کے ہدایا کو بیت اللہ کے پاس منیٰ وغیرہ میں لے جا کر اللہ کے نام پر ذبح کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ موجود ہے۔

۴۶ ولکل امۃ جعلنا الخ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نذر ونیاز کا بیان ہے منسک اسم ظرف مکان ہے یعنی قربان گاہ یا مصدر ہے یعنی اللہ کے تقرب کے لئے جانور کو ذبح کرنا نسکاً مجاھد ھنا الذبح وارقۃ الدماء علی وجہ التقرب الیہ تعالیٰ (روح ج ۱۷ ص ۱۵۳) یہاں یہ بات واضح کر دی گئی کہ اللہ تعالیٰ کے تقرب کے لئے قربانی کرنے اور اللہ کی نذر ونیاز دینے کا دستور ہر امت میں مقرر تھا اور کسی امت کو اس سے مستثنیٰ نہیں کیا گیا۔ اور ہر امت کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ اللہ کے دیئے ہوئے چوپایوں میں سے صرف اللہ تعالیٰ کے نام ہی کی نذریں اور منتیں دیا کریں۔ اور غیر اللہ کے نام کی نذر ونیاز سے اجتناب کریں۔

لما ذکر تعالیٰ الذبائح بین انہ لم یخل منھا امۃ (قرطبی ج ۱۲ صفحہ ۵۸)

۴۷ فالھکم الخ چونکہ تمہارا معبود اللہ تعالیٰ ہے اور ہر چیز کا خالق بھی وہی ہے لہذا تم اس کے مطیع فرمان رہو اس کی تحریمات کو قائم رکھو۔ نذر ونیاز بھی اسی کے نام کی دو اور غیر اللہ کی تحریمات کو توڑو اور غیر اللہ کی نذریں نیازیں مت دو۔ والمراد اخلصوا لہ تعالیٰ الذکر خاصۃ واجعلوا لوجھہ سالما خالصا لا تشوبوہ باشراک (روح ج ۱۷ صفحہ ۱۵۴) فامر تعالیٰ عند الذبائح بذکرہ وان یکون الذبح لہ لانہ رازق ذالک . . . . . فالالہ واحد لجمیعکم فکذالک الامر فی الذبیحۃ انما ینبغی ان تخلص لہ (قرطبی)

۴۸ وبشر المخبتین الخ یہ بشارت اخروی ہے اللہ کے ان بندوں کے لئے جو عاجزی کرتے اور اللہ سے ڈرتے ہیں، مصائب پر صبر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر قائم ہیں وہ اللہ کی رضا جوئی کے لئے نمازیں پڑھتے اور اس کی خوشنودی کے لئے مال خرچ کرتے ہیں۔

۴۹ والبدن الخ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نذر اور اس کے چڑھاوے کا بیان ہے۔ صواف قطار اندر قطار وجبت گر پڑیں القانع صبر و قناعت کرنے والا محتاج المعتر بے قرار سائل۔ یہ قربانیاں اللہ کی عبادت واطاعت کے نشانات ہیں ان میں تمہارا دین و دنیا کا فائدہ ہے۔ انھیں اللہ کی خوشنودی کے لئے اور اللہ کا نام لے کر ذبح کرو اور پھر ان میں سے خود بھی کھاؤ اور ہر مسکین و فقیر کو اور سائل و محتاج کو بھی اس میں سے دو کذالک سخرنھا الخ یہ چوپائے یوں ہم نے تمہارے تابع کئے ہیں تاکہ تم اللہ کا شکر بجالاؤ اور ان میں سے صرف اللہ ہی کے نام کی نذر ونیاز دو ای تشکروا انعامنا علیکم بالتقریب والاخلاص (روح ج ۱۷ صفحہ ۱۵۵)

۵۰ لن ینال الخ یہاں قربانی کا اصل فلسفہ بیان کیا گیا ہے یعنی صرف جانور کو ذبح کرنے اور اس کا خون گرا دینے اور محض اس کا گوشت کھانے کھلانے سے تم اللہ کی خوشنودی حاصل نہیں کر سکتے جب تک تمہارا دل تقویٰ اخلاص اور خوشدلی کے جذبہ سے لبریز نہ ہو۔ جانور کا گوشت اور اسکا خون اُٹھ کر خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں نہیں پہنچیں گے وہاں تو تمہارے دل کا تقویٰ اور اخلاص قبول ہوتا ہے کذالک سخرھا الخ اسی طرح اللہ نے یہ چوپائے تمہارے بس اور تصرف میں دے دیئے ہیں تاکہ تم اللہ کے سامنے اپنی بندگی اور عبودیت اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بڑائی کا اظہار کرو اور ان چوپایوں کو اللہ کے حکم کے مطابق اللہ کی خوشنودی کے لئے اسی کے نام پر ذبح کرو وبشر المحسنین توحید پرستوں اور ہر قسم کے شرک (اعتقادی اور فعلی) سے اجتناب کرنیوالوں کے لئے بشارت اخروی ہے۔ وبشر المحسنین قال ابن عباس الموحدین ——

(معالم وخازن ج ۵ صفحہ ۱۹)

۵۱ ان اللہ یدافع الخ شرک فی التصرف اور شرک فعلی کی دلائل کے ساتھ نفی کرنے کے بعد یہ اعلان جہاد کی تمہید ہے اور مسلمانوں کو جہاد کی بشارت ہے یعنی اللہ تعالیٰ مشرکین کے مقابلے میں ایمان والوں کی مدافعت کریگا اور انکی امداد فرمائے گا۔ جہاد سے ممانعت کے بعد سب سے پہلے یہی آیت نازل ہوئی جس میں جہاد کی دوبارہ اجازت دی گئی دھی اول ایۃ نزلت فی القتال بعد ما نھی عنہ فی نیف وسبعین ایۃ علی ماروی الحاکم فی المستدرک عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما (روح ج ۱۷ ص ۱۶۳) ۵۲ ان اللہ لا یحب الخ یہ ماقبل کی علت ہے یہ مشرکین چونکہ خوان (بڑے خائن) اور کفور (بڑے ناشکر گذار) ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو پسند نہیں کرتا

جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۭ كَذٰلِكَ

ان کی کروٹ تو کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ صبر سے بیٹھے کو اور بیقراری کرتے کو اسی طرح

سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۳۶ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ

تمہارے بس میں کر دیا ہم نے ان جانوروں کو تاکہ تم احسان مانو ف۱ اللہ کو نہیں پہنچتا ۵۰

لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاۗؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ۭ

انکا گوشت اور نہ ان کا لہو لیکن اس کو پہنچتا ہے تمہارے دل کا ادب

كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰي مَا هَدٰىكُمْ ۭ وَ

اسی طرح ان کو بس میں کر دیا تمہارے کہ اللہ کی بڑائی پڑھو اس بات پر کہ تم کو راہ سجھائی اور

بَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۳۷ اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ

بشارت سنا دے نیکی والوں کو اللہ دشمنوں کو ہٹا دیگا ۵۱ ایمان والوں سے ف۱

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ۝۳۸ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ

اللہ کو خوش نہیں آتا ۵۲ کوئی دغا باز ناشکر ف۲ حکم ہوا ان لوگوں کو جن سے ۵۳

يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰي نَصْرِهِمْ

کافر لڑتے ہیں اس واسطے کہ ان پر ظلم ہوا اور اللہ ان کی مدد کرنے پر

لَقَدِيْرُۨ ۝۳۹ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ

قادر ہے وہ لوگ جن کو نکالا ان کے گھروں سے اور دعوی کچھ نہیں

اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ۭ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ

سوائے اسکے کہ وہ کہتے ہیں ہمارا رب اللہ ہے اور اگر نہ ہٹایا کرتا اللہ ۵۴ لوگوں کو

بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ

ایک کو دوسرے سے تو ڈھائے جاتے تکیے اور مدرسے اور عبادت خانے

وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۭ وَلَيَنْصُرَنَّ

اور مسجدیں جن میں نام پڑھا جاتا ہے اللہ کا بہت اور اللہ مقرر مدد کریگا ۵۵

ر ۱ اعلان جہاد کے لئے دو تمہید ۱۲ — ع ۵ ۵ ۱۲ — ش ۲ اجازت جہاد بشارت فتح و نصرت ۱۲

اس لئے وہ مسلمانوں کو ان کے ہاتھوں مغلوب و مقہور نہیں کرے گا۔ خیانت سے مراد شرک اور کفران نعمت سے غیر اللہ کے تقرب کے لئے نذر و نیاز دینا مراد ہے جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ اور امام زجاج سے منقول ہے قال ابن عباس خانوا اللہ وجعلوا معہ شریکا وکفروا نعمہ قال الزجاج من تقرب الی الاصنام بذبیحتہ وذکر علیہا اسم غیر اللہ فھو خوان کفور (معالم وخازن ج ۵ ص ۱۹)

۵۳ اذن للذین الخ اس آیت میں اجازت جہاد کے اسباب و وجوہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ آیت اگر مدنی ہے جیسا کہ ساری سورۃ حج مدنی ہے اس پر کوئی اشکال نہیں کیونکہ جہاد کی فرضیت مدینہ میں نازل ہوئی تھی اور اگر یہ آیت مکی ہو جیسا کہ بعض کا قول ہے تو جہاد کا حکم ان لوگوں کو ہوگا جو مکہ مکرمہ سے باہر رہتے تھے یعنی ان مظلوم مسلمانوں کو جہاد کی اجازت ہے جنہوں نے پہل نہیں کی بلکہ ان کو لڑائی میں الجھایا گیا وہ سراسر مظلوم ہیں انھیں بلا وجہ گھروں سے نکالا گیا ان کا جرم صرف یہ تھا کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا مالک و مختار اور کارساز سمجھتے تھے اور اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتے تھے۔ اُذِنَ کا متعلق یعنی ماذون فیہ مقدر ہے بقرینہ یقاتلون ای فی القتال التقدیر۔ اذن للذین یقاتلون فی القتال فحذف الماذون فیہ لدلالۃ یقاتلون علیہ (کبیر ج ۶ ص ۲۳۶) اور حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہاں اُذن کا مفعول مقدر ہے یعنی اُذن للذین یقاتلون ان یقاتلوا الخ

۵۴ ولولا دفع اللہ الخ یہ مشروعیت جہاد کی حکمت اور جہاد کی ترغیب ہے۔ صوامع۔ صومعۃ کی جمع ہے۔ صومعہ عیسائی راہب کے مخصوص عبادتخانے کو کہتے ہیں۔ بیع۔ بیعۃ کی جمع ہے یعنی عیسائیوں کا عبادتخانہ (چرچ) صلوت۔ صلوۃ کی جمع ہے اور صلوۃ یہودیوں کے عبادتخانے کو کہتے ہیں۔ کذا فی الروح والمدارک اگر اللہ تعالیٰ جہاد سے مسلمانوں کو کافروں پر مسلط کر کے ان کے شر کو دفع نہ کرتا تو مشرکین ہر زمانہ میں مسلمانوں پر اور اہل کتاب پر غالب آجاتے اور اس قدر دنگا فساد بپا کرتے کہ ان کے عبادت خانوں تک کو مسمار کر دیتے لیکن اللہ تعالیٰ نے اہل توحید کو مشرکین پر غالب کر کے ان کا زور توڑ دیا اور اہل ملل کو ان کے شر سے بچا لیا۔ ای لولا اظھارہ وتسلیطہ المسلمین علی الکافرین بالمجاھدۃ لاستولی

موضح قرآن ف۱۔ اونٹ کو ذبح کے بدلے نحر ہے کھڑا کر دیئے قبلے کے سامنے پھر چھاتی میں زخم دیجئے جب سارا لہو نکل چکا وہ گر پڑا کاٹنے لگے محتاج دو بتائے ایک وہ ہے جو مانگتا نہیں اور دوسرا وہ جو مانگتا ہے ف۲ جبتک حضرت مکے رہے حکم تھا کہ مسلمان صبر کریں کافروں کی بدی پر صبر کیا پھر جب مدینے میں آئے حکم ہوا جو تم سے بدی کرتے ہیں تم بھی بدلا لو تب جہاد شروع ہوا اگلی آیت میں حکم ہے

فتح الرحمن ف۱ یعنی ضرر اعداء ایشان را ۱۲۔

المشرکون علی اهل الملل المختلفة فی ازمنتهم وعلے متعبداتهم فهدموها ولم يترکوا للنصاری بيعا ولا لرهبانهم صوامع وليهود صلوات ای کنائس ولا للمسلمين مساجد (مدارک ج ۳ صفہ) ۵۵ ولينصرن الله الخ اجازت جہاد کے بعد یہ اعلان فتح ہے۔ اللہ تعالیٰ کی سنت جاریہ ہے کہ جو لوگ اس کے دین حق کی حمایت و نصرت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہی کا حامی و ناصر ہوتا ہے ان الله لقوی عزیز جملہ ماقبل کی علت ہے ۵۶ الذين ان مکنٰهم الخ یہ من ینصرہ سے بدل ہے یعنی اللہ تعالیٰ جن لوگوں کی مدد کرتا ہے اُن کی صفات یہ ہیں کہ اگر ان کو زمین کی حکومت سونپ دی جائے تو بھی وہ راہ حق سے سرمو انحراف نہ کریں اور زمین پر اللہ کے دین کو نافذ کریں اور زندگی کے ہر شعبہ میں اللہ کے قانون کو رائج کردیں۔ دنیا میں نیکی اور صلاح و تقویٰ کو فروغ دیں۔ برائی اور جرم و گناہ سے اللہ تعالیٰ کی زمین کو پاک کریں مفسرین لکھتے ہیں کہ یہ آیت خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی حقانیت خلافت کی دلیل ہے اور اس آیت میں مہاجرین کی پاکیزہ سیرت کی پیشگوئی ہے ویکون (الذين ان مکنٰهم فی الارض) اربعة من اصحاب رسول الله صلے الله عليه وسلم لم يکن فی الارض غيرهم (قرطبی ج ۱۲ صفہ ۷۳) هو اخبار من الله عما ستکون عليه سيرة المهاجرين ان مکنٰهم فی الارض وبسط لهم فی الدنيا وکيف يقومون بامر الدين ودليل صحة امر الخلفاء الراشدين الخ (مدارک ج ۳ صفہ) علامہ خازن رقمطراز ہیں کہ الذين ان مکنٰهم چونکہ ان لوگوں ہی کی صفت ہے جن کا پہلے الذين اخرجوا من ديارهم میں ذکر ہو چکا ہے اس لئے یہاں صرف مہاجرین ہی مراد ہیں۔ وقيل هم المهاجرون وهو الاصح لان قوله (والذين ان مکنٰهم) صفة لمن تقدم ذکرهم وهو قوله (الذين اخرجوا من ديارهم) وهم المهاجرون (خازن ج ۵ صفہ ۲۰) وفيه دليل صحة امر الخلفاء الراشدين رضی الله تعالیٰ عنهم لان الاية مخصوصة بالمهاجرين لانهم المخرجون بغير حق والممکنون فی الارض منهم الخلفاء دون غيرهم فلو لم تثبت الاوصاف الباقية لزم الخلف فی المقال تعالے الله سبحانه عنه (روح ج ۷ صفہ ۱۶۴) ۵۷ وان يکذبوک تا والی المصير یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی اور مشرکین کے لئے تخویف اخروی ہے وان يکذبوک الخ اگر مشرکین مکہ آپ کو جھٹلاتے ہیں اور دلائل واضحہ اور حسن تبلیغ کے باوجود مسئلہ توحید کو نہیں مانتے تو آپ پریشان اور آزردۂ خاطر نہ ہوں۔ حضرت نوح علیہ السلام سے لیکر موسیٰ علیہ السلام تک مشرکین کا حال ملاحظہ فرما لیجئے اس دوران میں جتنے بھی پیغمبر دنیا میں بھیجے گئے۔ کفار و مشرکین نے ہمیشہ ان کی دعوت کو ٹھکرایا اور اقوال و افعال سے ان کو ہر قسم کی تکلیفیں اور اذیتیں پہنچائیں۔ نوح۔ ہود۔ صالح۔ ابراہیم۔ لوط۔ شعیب موسیٰ اور دیگر انبیاء علیہم السلام سے ان کی قوموں نے یہی سلوک کیا جو اس وقت آپکی قوم آپکے ساتھ کر رہی ہے یہ تمام انبیاء علیہم السلام کافروں کی تکذیب اور ایذا رسانی

اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ (٤٠) اَلَّذِيْنَ

اسکی جو مدد کرے گا اسکی بیشک اللہ زبردست ہے زور والا ف۱ وہ لوگ کہ ۵۶

اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا

اگر ہم ان کو قدرت دیں ملک میں تو وہ قائم رکھیں نماز اور دیں

الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ

زکوٰۃ اور حکم کریں بھلے کام کا اور منع کریں برائی سے اور

لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ (٤١) وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ

اللہ کے اختیار میں ہے آخر کام کا ف۲ اور اگر تجھ کو جھٹلائیں ۵۷ تو ان سے پہلے جھٹلا چکی ہے

قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ (٤٢) وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ

نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور ابراہیم کی قوم

وَقَوْمُ لُوْطٍ (٤٣) وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوْسٰى

اور لوط کی قوم اور مدین کے لوگ اور موسیٰ کو جھٹلایا

فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ كَانَ

پھر میں نے ڈھیل دی ۵۸ منکروں کو پھر پکڑ لیا ان کو تو کیسا ہوا

نَكِيْرِ (٤٤) فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ

میرا انکار سو کتنی ۵۹ بستیاں ہم نے غارت کر ڈالیں اور وہ گنہگار تھیں

فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ

اب وہ گری پڑی ہیں اپنی چھتوں پر اور کتنے کنوئیں نکمے پڑے اور کتنے محل

مَّشِيْدٍ (٤٥) اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ

گچ کاری کے کیا سیر نہیں کی ۶۰ ملک کی جو اُن کے

قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا

دل ہوتے جن سے سمجھتے یا کان ہوتے جن سے سنتے سو کچھ

موضح قرآن ف۱ جو اسکی مدد کریگا یعنی اسکے دین کی اور اس کے رسول کی اللہ قادر ہے جو چاہے ایک دم میں کرے لیکن انسان سے یہی معاملہ ہے بھلے بُرے آپس میں سنوار دیں
ف۲ یعنی یہ امت دین قائم کریں گے ایک مدت آخر اللہ ہی جانے۔

پر صبر کرتے رہے۔ آخر ہم نے مکذبین کو ہلاک کر دیا۔ ایسا ہی مشرکین مکہ کا انجام ہوگا۔ اس لئے آپ صبر کریں ھٰذہ تسلیۃ لمحمد صلے اللہ علیہ وسلم من
تکذیب اھل مکۃ ایاہ ای کست باوحدی فی التکذیب (مدارک ج ۳ ص۸۹) ھذا تسلیۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم وتعزیۃ، ای کان قبلک انبیاء
کذبوا فصبروا الی ان اھلک اللہ المکذبین فاقتد بھم واصبر (قرطبی ج ۱۲ ص۷۳) ۵۸ے فاملیت الخ ان مکذبین کو ہم نے فوراً نہیں پکڑا بلکہ تکذیب و انکار
کے بعد انھیں مہلت دی تاکہ انھیں سوچنے اور غور و فکر کرنیکا موقع مل سکے۔ جب طویل مہلت سے بھی انہوں نے فائدہ نہ اٹھایا اور عناد و عقل و خرد سے کام نہ لیا تو ہمنے

لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي
آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں پر اندھے ہو جاتے ہیں دل جو
الصُّدُورِ ﴿٤٦﴾ وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُخْلِفَ
سینوں میں ہیں اور تجھ سے جلدی مانگتے ہیں عذاب ۶۱ے اور اللہ ہرگز نہ ٹالیگا
اللَّهُ وَعْدَهُ ۚ وَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِمَّا
اپنا وعدہ اور ایک دن تیرے رب کے یہاں ہزار برس کے برابر ہوتا ہے جو
تَعُدُّونَ ﴿٤٧﴾ وَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ أَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ
تم گنتے ہو ف۱ اور کتنی بستیاں ہیں ۶۳ے کہ میں نے انکو ڈھیل دی اور وہ
ظَالِمَةٌ ثُمَّ أَخَذْتُهَا وَإِلَيَّ الْمَصِيرُ ﴿٤٨﴾ قُلْ يَا أَيُّهَا
گنہگار تھیں پھر میں نے ان کو پکڑا اور میری طرف پھر کر آنا ہے تو کہہ اے
النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ نَذِيرٌ مُبِينٌ ﴿٤٩﴾ فَالَّذِينَ آمَنُوا
لوگو ۶۴ے میں تو ڈر سنا دینے والا ہوں تمکو کھول کر سو جو لوگ ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٥٠﴾
اور کیں بھلائیاں ۶۵ے ان کے گناہ بخش دیتے ہیں اور انکو روزی ہے عزت کی
وَالَّذِينَ سَعَوْا فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ
اور جو لوگ دوڑے ہماری آیتوں کے ہرانے کو وہی ہیں دوزخ کے
الْجَحِيمِ ﴿٥١﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا
رہنے والے اور جو رسول بھیجا ہم نے ۶۶ے تجھ سے پہلے یا نبی سو
نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنْسَخُ
جب لگا خیال باندھنے شیطان نے ملا دیا اس کے خیال میں پھر اللہ مٹا دیتا
اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ ۗ وَاللَّهُ
ہے شیطان کا ملایا ہوا پھر پکی کر دیتا ہے اپنی آیتیں اور اللہ

منزل ۴

ع ۱۳

زجر مع تخویف دنیوی ۱۲ — بشارت اخروی ۱۲ — تخویف اخروی ۱۲

ان کو پکڑ لیا۔ ان کی خوشحالی اور آرام و راحت کو بدحالی اور دردناک عذاب سے بدل دیا۔ مشرکین مکہ کو بھی اسی لئے مہلت دی گئی ہے لیکن اگر انہوں نے اس مہلت سے فائدہ نہ اٹھایا اور انکار و عناد پر اڑے رہے تو انکا حشر بھی وہی ہوگا جو اقوام سابقہ کا ہوا۔ ۵۹ے فکاین من الخ یہ اقوام سابقہ پر عذاب دنیوی کی قدرے تفصیل ہے یعنی بہت ایسی بستیاں ہیں جن کے باشندوں نے ہمارے پیغمبروں کو جھٹلایا اور پیغام توحید کو ٹھکرا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا تو ہم نے ان کی بستیوں کو تہس نہس کر دیا۔ کھیتیاں اور باغات تباہ کر دئیے یہانتک کہ ان کے مکانات کی چھتیں زمین پر آ رہیں۔ عالیشان اور مضبوط مستحکم محلات زمین بوس ہو گئے اور آباد کنوئیں ویران و بیکار ہو گئے۔ ظالمۃ شرک کی وجہ سے اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے وہی ظالمۃ۔ اھلکنھا کی ضمیر منصوب سے حال ہے حال ای واھلھا مشرکون (مدارک ج ۳ ص۸۹) ۶۰ے افلم یسیروا الخ اس میں سیر و سیاحت کر کے اقوام سابقہ کے آثار باقیہ دیکھ کر ان سے عبرت حاصل کرنیکی ترغیب دی گئی ہے ان معاندین کے دل اندھے اور بہرے ہیں جو نہ حق کو سمجھ سکتے ہیں اور نہ حق بات تک ان کی رسائی ہو سکتی ہے اگر یہ لوگ گذشتہ منکر و معاند اقوام کی تباہی و بربادی کے نشانات اپنی آنکھوں سے جا کر دیکھیں منکر تو شاید ان کے دلوں کی آنکھیں کھل جائیں اور ان کے دل اللہ کی توحید کو سمجھنے اور قبول کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ فتکون لھم قلوب یعقلون بھا ای یعلمون مایجب ان یعلم من التوحید (روح ج ۱۷ ص۱۶۷) ۶۱ے ویستعجلونک الخ زجر مع تخویف دنیوی، مشرکین مکہ استہزاء و تمسخر کے طور پر حضور علیہ السلام سے کہتے کہ جس عذاب سے تو ہمیں ڈراتا ہے اُسے جلدی کیوں نہیں لاتا۔ اسکا جواب دیا گیا ولن یخلف اللہ وعدہ اللہ تعالیٰ فیصلہ فرما چکا ہے کہ اگر مشرکین ایمان نہ لائیں تو انھیں دنیا میں رسواکن عذاب سے ہلاک کیا جائے گا اور اس کا وقت بھی مقرر کر دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدے (فیصلہ عذاب) کی خلاف ورزی ہرگز نہیں کریگا اگر ان معاندین نے نہ مانا تو عذاب اپنے وقت پر ضرور آئیگا چنانچہ یہ وعدہ جنگ بدر میں پورا ہوا۔ ای انہ انجز ذلک یوم بدر (خازن ج ۵ ص۲۱) ۶۲ے وان یوما الخ یہ ظالم و نادان عذاب کیوں مانگتے ہیں حالانکہ اللہ کا عذاب تو پناہ مانگنے کی چیز ہے نہ کہ طلب کرنیکی۔ آخرت میں اللہ کا عذاب اس قدر شدید اور طویل ہوگا کہ عذاب کا ایک دن دنیا کے ایک ہزار سال کے برابر ہوگا۔ قال الفراء ھذا وعید لھم بامتداد عذابھم فی الآخرۃ الف سنۃ (قرطبی ج ۱۲ ص۷۷) ۶۳ے وکاین من قریۃ الخ تخویف دنیوی ہے۔ تفسیر کے لئے حاشیہ ۵۸، ۵۹ دیکھئے

موضح قرآن ف۱ یعنی ہزار برس کا کام ایک دن میں کر سکتا ہے۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی اگر خواہد کار ہزار سال در یکروز تمام کند پس امہال بسبب عجز نیست بلکہ بنا بر مصالحی کہ جز او کسی نمیداند ۱۲۔

یہ اگلی آیت میں ترغیب الی الایمان کے لئے تمہید ہے یعنی اللہ تعالیٰ منکرین کو پکڑنے پر قادر ہے جس طرح اُس نے گذشتہ زمانوں میں معاندین کو پکڑا اس لئے اب تم دعوت توحید کو قبول کر لو ورنہ تم بھی پہلے معاندین کی طرح پکڑے جاؤگے ۶۴؎ قل یایھا الناس الخ دعوت توحید کو مان لینے کی ترغیب اور ویستعجلونك بالعذاب کا جواب ہے تم لوگ مجھ سے عذاب جلدی لانے کا مطالبہ کرتے ہو حالانکہ عذاب لانا میرے قبضہ و اختیار میں نہیں بلکہ مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں عذاب کب آئیگا۔ کیونکہ میں تو عذاب سے ڈرانے والا اور عذاب آنے کی خبر دینے والا ہوں اس لئے یہ ضرور کہوں گا کہ مجھ پر ایمان لے آؤ اور پیغام توحید کو مان لو ورنہ سن لو اگر نہیں مانوگے تو اللہ تعالیٰ کے رسواکن عذاب سے ہلاک کر دیئے جاؤگے ۶۵؎ فالذین اٰمنوا الخ بشارت اخروی جو لوگ توحید و رسالت اور دیگر ضروریاتِ دین پر ایمان لے آئے اور نیک کام کئے ان کے لئے آخرت میں بخشش اور عزت کی روزی ہوگی والذین سعوا الخ یہ تخویف اخروی ہے جو لوگ ہماری آیتوں کو باطل اور بے اثر کرنے کے لئے کوشش کریں گے اور مختلف طریقوں سے ان کے بارے میں شبہات پیدا کرنے کی سعی کریں گے انکا ٹھکانا جہنم میں ہوگا ای بذلوا الجھد فی ابطالھا فسموھا تارۃً سحرا و تارۃً شعرا و تارۃً اساطیر الاولین (روح ج ۱۷ ص ۱۷۱) ۶۶؎ وما ارسلنا الخ یہ مشرکین کے نہ ماننے کی وجہ ہے جب اللہ کا پیغمبر کلام اللہ کی آیتیں پڑھتا ہے اس وقت شیطان سننے والوں کے دلوں میں کئی شکوک و شبہات پیدا کرتا ہے مثلاً یہ کہ پیغمبر جادوگر ہے، شاعر و مجنون ہے اور ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتا ہے وغیرہ۔ مشرکین ان شبہات کی وجہ سے راہ ہدایت سے دور ہو جاتے ہیں لیکن ایمان والوں کے دلوں کو اللہ تعالیٰ ان ناپاک شبہات سے پاک فرما دیتا ہے۔ قریب قریب یہی مضمون قرآن مجید کی آیت ذیل میں بھی مذکور ہے وکذٰلك جعلنا لکل نبی عدوا شیٰطین الانس والجن یوحی بعضھم الی بعض زخرف القول غرورا (انعام ع ۱۴) تمنیٰ بمعنی قرأ ہے یعنی جب تلاوت کرتا تھا جیسا کہ حضرت حسان رضؓ نے حضرت عثمان رضؓ کے مرثیہ میں کہا تھا ؎

تمنی کتاب اللہ اوّل لیلۃ ۔۔۔ واٰخرھا لاقی حمام المقادر (بحر)

اور امنیتہٗ ای قراءتہٗ وتلاوتہٗ (مدارک) اس آیت کی تفسیر میں ایک واہی اور باطل قصہ نقل کیا جاتا ہے ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ شریف میں سورۂ والنجم اِذا ھوٰی تلاوت فرما رہے تھے۔ سامعین میں مسلمانوں کے علاوہ مشرکین بھی تھے جب اس آیت پر پہنچے ومناۃ الثالثۃ الاُخریٰ تو شیطان نے آپ کی زبان مبارک سے یہ کلمات جاری کرا دیئے۔ تلك الغرانیق العلیٰ وان شفاعتھن لترتجی (یعنی ہمارے یہ معبود بہت بلند رتبہ ہیں اور آڑے وقت میں ان کی شفاعت کی امید ہے۔) ان کلمات میں مشرکین کے معبودان باطلہ کی تعریف تھی اس لئے مشرکین بہت خوش ہوئے کہ آج محمدؐ نے ہمارے معبودوں کی تعریف کی ہے چنانچہ جبرئیل علیہ السلام نے آکر حضور علیہ السلام کو اس غلطی پر متنبہ کیا۔ یہ شیطانی القاء تھا یہ قصہ شانِ نبوت کے سراسر منافی ہے اس لئے تمام مفسرین نے اسے رد کیا ہے یہ قصہ بھی صحیح سند سے مروی نہیں۔ امام محمد بن اسحٰق بن خزیمہ اور امام بیہقی نے کہا ہے کہ یہ قصہ موضوع اور من گھڑت ہے۔ زندیقوں اور ملحدوں کا ساختہ ہے اور نقل کے اعتبار سے ثابت نہیں۔ امام محمد بن اسحاق نے اس قصہ کے رد میں ایک کتاب بھی تصنیف کی وھی قصۃ سئل عنھا[1] لامام محمد بن اسحاق جامع السیرۃ النبویۃ فقال ھذا من وضع الزنادقۃ وصنف فی ذالك کتابا۔ وقال الامام الحافظ ابوبکر احمد بن الحسین البیھقی ھذہ القصۃ غیر ثابتۃ من جھۃ النقل (بحر ج ۶ ص ۳۸۳) امام قرطبی فرماتے ہیں اس سلسلے کی ایک روایت بھی صحیح نہیں۔ ولیس منھا شئی یصح (قرطبی ج ۱۲ ص ۸۰) علامہ خازن لکھتے ہیں انہ لم یروھا احد من اھل الصحۃ ولا اسندھا ثقۃ بسند صحیح او سلیم متصل (خازن ج ۵ ص ۲۳) امام ابن خزیمہ اور بیہقی کا مذکورہ بالا قول امام رازی نے بھی نقل کیا ہے۔ روی عن محمد بن اسحٰق بن خزیمۃ انہ سئل عن ھذہ القصۃ فقال ھذا وضع من الزنادقۃ وصنف فیہ کتابا الخ (کبیر ج ۶ ص ۲۴۵) امام ابوالسعود رقمطراز ہیں۔ وھو المردود عند المحققین (ابوالسعود ج ۶ ص ۲۵۶) امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے مفسرین اہل التحقیق کا یہ فیصلہ نقل کیا ہے کہ یہ قصہ باطل اور من گھڑت ہے اما اھل التحقیق فقالوا ھذہ الروایۃ باطلۃ موضوعۃ (کبیر) بہ شرط صحت قصہ مفسرین نے لکھا ہے کہ جب حضور علیہ السلام ومناۃ الثالثۃ الاُخریٰ پر پہنچے تو شیطان نے فوراً اپنی زبان سے حضور علیہ السلام کے لہجہ میں مذکورہ بالا الفاظ ادا کر دیئے جس سے سامعین کو دھوکہ ہوا کہ یہ کلمات خود حضور علیہ السلام نے پڑھے ہیں۔ وانما الامر ان الشیطان نطق بلفظ اسمعہ الکفار عند قول النبی صلے اللہ علیہ وسلم افرأیتم اللات والعُزیٰ ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ وقرب صوتہ من صوت النبی صلے اللہ علیہ وسلم حتی التبس الامر علے المشرکین وقالوا محمد قرأھا الخ (قرطبی ج ۱۲ ص ۸۰) لیکن حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ آیت کا مطلب یہ ہے (اذا تمنیٰ) ای تلا (القی الشیطان) الوساوس والشبھات فی قلوب السامعین (فی امنیتہٖ) ای فی اثناء تلاوتہٖ یعنی ہم نے جو بھی رسول یا نبی دنیا میں بھیجا ہے وہ جب بھی اللہ تعالیٰ کی آیتیں لوگوں کو پڑھ کر سناتا شیطان اس دوران میں لوگوں کے دلوں میں طرح طرح کے شبہات ڈالتا تاکہ وہ پیغمبر کی تلاوت سے متاثر نہ ہوں اور کلام اللہ سے بدظن ہو جائیں اور اسے ماننے سے انکار کر دیں۔ اذا تمنیٰ پر دو باتیں متفرع ہیں اوّل القی الشیطن دوم فینسخ اللہ الخ ایک شیطان کا فعل ہے اور ایک اللہ کا اور ہر ایک پر ایک امر متفرع ہے۔ القی پر لیجعل اور فینسخ پر لیعلم جیسا کہ تفصیل آگے آرہی ہے فینسخ الخ شیطان کے ڈالے ہوئے شبہات کو اللہ تعالیٰ دور فرما کر اپنی آیتوں کو ہر قسم کے شکوک و شبہات سے پاک کر کے محکم کر دیتا ہے۔

---

[1] محمد بن اسحاق سے اگر امام المغازی مراد ہے تو امام ابی حیان مؤلف البحر المحیط کو اس میں سہو ہو گیا ہے یہ قول محمد بن اسحاق امام المغازی کا نہیں ہے بلکہ یہ محمد بن اسحاق بن خزیمہ صاحب الصحیح کا قول ہے۔ جو ابن خزیمہ کے نام سے مشہور ہیں اور بڑے پایہ کے محدث، ثقہ اور مستند ہیں۔ جیسا کہ امام رازی کی عبارت میں اسکی صراحت موجود ہے ـــــــ (سجاد بخاری) ـــــــ

٦٧ لیجعل الخ یہ القی سے متعلق ہے یعنی شیطانی وسوسے منافقین اور مشرکین کے لئے مزید گمراہی کا باعث بن جاتے اور وہ وساوس و شبہات کے تابع ہو کر کفر و عناد پر مضبوط ہو جاتے ہیں الذین فی قلوبھم مرض سے منافقین القاسیۃ قلوبھم سے مشرکین مراد ہیں ولیعلم الذین اوتوا العلم الخ فینسخ اللہ سے متعلق ہے یعنی اہل ایمان کے دلوں سے اللہ تعالیٰ نے شیطانی وسوسوں کا اثر زائل کر کے ان کے دلوں کو یقین سے بہرہ مند فرمایا تاکہ انھیں یقین ہو جائے کہ یہ قرآن شریف اور مسئلہ توحید حق ہے اور ان کے دلوں میں مزید اطمینان اور انابت پیدا ہو جائے وان اللہ لھاد الخ جن لوگوں کے دلوں میں انابت اور تلاش حق کا جذبہ موجزن ہے اور وہ شیطانی وساوس سے متاثر نہیں ہوتے ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ صراط مستقیم (راہ توحید) پر ثابت قدم رکھتا ہے اور گمراہی سے اُن کی حفاظت فرماتا ہے آج بھی حال ہے جب کوئی عالم ربانی قرآن سے مسئلہ توحید بیان کرتا اور قرآن کی آیتیں تلاوت کرتا ہے تو شیطان سامعین کے دلوں میں طرح طرح کے وسوسے اور شبہے ڈالتا ہے اور اللہ تعالیٰ نور آیات سے مومنوں کے دلوں سے شبہات کی تاریکی دور فرما دیتا ہے ٦٨ ولا یزال الخ یوم عقیم سے مراد قیامت کا دن ہے یا جنگ بدر کا دن جیسا کہ ابن عباس و مجاہد اور قتادہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہے (قرطبی) پہلی صورت میں یہ فقط تخویف اخروی ہوگی اور دوسری صورت میں تخویف دنیوی بھی ہوگی۔ عقیم ای لا مثل لہ فی عظم امرہ (مدارک) یعنی عقیم اسے کہتے ہیں جس کا شدت میں مثل نہ ہو۔ حاصل یہ ہے کہ جو لوگ وساوس و شبہات کے تابع ہوتے ہیں وہ کبھی ہدایت نہیں پا سکتے وہ ہمیشہ قرآن کے بارے میں شک و شبہ میں مبتلا رہیں گے یہاں تک کہ اچانک قیامت آجائے یا وہ قیامت کے یا بدر کے المناک اور شدید ترین عذاب میں مبتلا ہو جائیں اس وقت ان کے تمام شکوک و شبہات رفع ہو جائیں گے اور انھیں یقین ہو جائیگا۔ قرآن حق ہے۔ مسئلہ توحید حق ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالٰے کے سچے رسول ہیں مگر اس وقت اس ایمان و توحید کا کوئی فائدہ نہ ہوگا کیونکہ اس وقت وہ اپنے کفر و انکار اور جحود و عناد کی سزا پا چکے ہوں گے ٦٩ الملک الخ جس دن وہ اللہ کے عذاب میں مبتلا ہوں گے اس دن تمام اختیار و تصرف اللہ تعالیٰ کا ہوگا اور دنیا کی طرح مجازاً بھی کسی کو کوئی اختیار حاصل نہ ہوگا۔ اس لئے اس دن اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اپنا ہوگا اور حکم انہی کے خلاف کوئی سفارشی یا مددگار نہ ہوگا۔ (الملک) ای السلطان القاھر والاستیلاء التام والتصرف

عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٥٢﴾ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ

سب خبر رکھتا ہے حکمتوں والا ۔ اس واسطے کہ جو کچھ ٦٧ شیطان نے ملایا اس سے جانچے ان لوگوں کو

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ

جن کے دل میں روگ ہیں اور جن کے دل سخت ہیں اور

الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ﴿٥٣﴾ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ

گنہگار تو ہیں مخالفت میں دور جا پڑے اور اس واسطے کہ معلوم کرلیں وہ لوگ

اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ

جن کو سمجھ ملی ہے کہ یہ تحقیق ہے تیرے رب کی طرف سے پھر اس پر یقین لائیں

فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

اور نرم ہو جائیں اسکے آگے ان کے دل اور اللہ سمجھانے والا ہے یقین لانے والوں کو

اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٥٤﴾ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

راہ سیدھی اور منکروں کو ہمیشہ رہیگا ٦٨

فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ

اس میں دھوکا جب تک کہ آپہنچے ان پر قیامت بے خبری میں یا

يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ﴿٥٥﴾ اَلْمُلْكُ يَوْمَىِٕذٍ لِّلّٰهِ

آپہنچے ان پر آفت ایسے دن کی جس میں راہ نہیں خلاصی کی راج اس دن اللہ کا ہے ٦٩

يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

ان میں فیصلہ کریگا سو جو یقین لائے اور کیں بھلائیاں

فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿٥٦﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا

نعمت کے باغوں میں ہیں اور جو منکر ہوئے اور جھٹلائیں ہماری باتیں

فَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿٥٧﴾ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا

سو ان کے لئے ہے ذلت کا عذاب اور جو لوگ گھر چھوڑ آئے

ع ٩ ١٤

موضح قرآن ف نبی کو ایک حکم اللہ سے آتا ہے اس میں کچھ تفاوت نہیں اور ایک اپنے دل کے خیال سے۔ اس میں جیسے اور آدمی کبھی خیال ٹھیک پڑا کبھی نہ پڑا جیسے حضرت نے خواب میں دیکھا کہ مدینے سے مکے میں گئے عمرہ کیا خیال میں آیا کہ شاید اب کے برس وہ ٹھیک پڑا اگلے برس یا وعدہ ہوا کافروں پر غلبہ ہوگا خیال آیا کہ شاید اب کی لڑائی میں اس میں نہ ہوا پھر اللہ جتا دیتا ہے کہ جتنا حکم تھا اس میں تفاوت نہیں ف یعنی اس میں گمراہ اور بہکتے ہیں سو انکا کام ہے بہکنا اور ایمان والے اور مضبوط ہوتے ہیں کہ اس کلام میں بندے کا دخل نہیں اگر ہوتا تو یہ بھی بندے کے خیال کی طرح کبھی صحیح کبھی غلط ہوتا اور جس کی نیت اعتقاد پر ہو اس کو اللہ یہ بات سمجھاتا ہے۔

فتح الرحمٰن ف مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخواب دیدند کہ ہجرت کردہ اند بزمینی کہ نخل بسیار دارد پس وہم بجانب یمامہ و ہجر رفت و در نفس الامر مدینہ بود و مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخواب دیدند کہ بمکہ در آمدہ اند و حلق و قصر میکنند پس وہم آمد کہ در ہماں سال این معنی واقع شود و در نفس الامر بعد از سالہائے چند متحقق شد و در امثال این صورت امتحان مخلصان و منافقان در میان می آید ١٢۔

علے الاطلاق (یومئذ للہ) وحدہٗ بلاشریک اصلا بحیث لایکون فیہ لاحد تصرف من التصرفات فی امر من الامور لاحقیقۃ ولامجازا ولاصورۃ ولامعنی کما فی الدنیا الخ (ابوالسعود ج ۲ صہ۲۵۹) ٹ فالذین امنوا تا عذاب مھین یہ یحکم بینھم کی تفصیل ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جو آخری فیصلہ فرمائیگا جس میں کسی کو دخل دینے کی مجال نہ ہوگی وہ یہ ہوگا کہ ایمان والوں کو جنت میں اور مشرکین ومکذبین کو جہنم میں داخل کیا جائیگا۔ فالذین امنوا الخ یہ ان مومنین صالحین کے لئے بشارت اخروی ہے جن کے دلوں میں دین حق کے بارے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ والذین کفروا الخ یہ منکرین اور مکذبین کے لئے تخویف اُخروی ہے کہ آخرت میں ان کے لئے رسواکن عذاب ہے۔ یحکم بینھم یعنی یوم القیامۃ ھو للہ وحدہٗ لامنازع لہ فیہ ولامدافع۔۔۔۔ ثم بین حکمہ فقال (فالذین امنوا وعملوا الصٰلحت فی جنٰت النعیم والذین کفروا وکذبوا باٰیٰتنا فاولٰئک لھم عذاب مھین (قرطبی ج ۱۲ صہ۸۸) کفار ومشرکین کے لئے دنیا اور آخرت میں عذاب ذلت ورسوائی کا باعث ہے لیکن مومنین کو دنیا میں جو تکلیفیں پہنچیں یا آخرت میں انہیں جو گناہوں کی سزا ملے گی وہ ان کے لئے ذلت ورسوائی نہیں بلکہ ان کی تطہیر اور بلندی درجات کا سبب ہوگی ۱ے والذین ھاجروا تا۔ ھو العلی الکبیر یہ ان اللہ یدافع عن الذین امنوا سے متعلق ہے۔ وہاں مشرکین سے جہاد کرنے کی اجازت دی گئی اور یہاں اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے کی ترغیب دی گئی۔ مشرکین ایمان والوں کو مسجد حرام سے روکتے اور خود اللہ کے اس گھر میں علانیہ شرک کرتے ہیں اور مسلمانوں پر بے دریغ ظلم وستم کرتے ہیں اس لئے مسلمانوں کو ان ظالموں سے جہاد کرنے کی اجازت دی گئی اور ساتھ ان کو فتح وکامرانی کی خوشخبری اور شہید ہونے والوں کو جنت کی بشارت سنائی گئی۔ والذین ھاجروا الخ جن لوگوں نے محض اللہ کی رضا کے لئے ہجرت کی اپنا مال وجان قربان کیا اور وطن چھوڑا اسکے بعد مشرکین سے جہاد کرتے ہوئے شہید ہوگئے یا بستر مرگ پر وفات پائی سب کے لئے آخرت میں نیک انجام کی بشارت ہے آخرت میں ان کے لئے ایسا رزق ہوگا جو بلا مشقت حاصل ہوگا۔ کبھی ختم نہ ہوگا اور ان کی آرزوؤں اور خواہشوں کے مطابق ہوگا۔ رزقا حسنا ای لاینقطع ابدا وھو رزق الجنۃ لان فیھا ما تشتھی الانفس وتلذ الاعین (خازن ج ۵ صہ۲۵) ۲ے لید خلنھم الخ اور ان کو ایسے بہشتوں میں داخل کیا جائیگا جنہیں وہ پسند کریں گے اور جہاں انھیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ اور نہ کسی چیز کی کمی ہوگی کیونکہ اللہ تعالےٰ اُن کی نیتوں کو جانتا ہے اس لئے ان کی نیات صالحہ کے مطابق ان کو اعزاز واکرام عطا کریگا اور ان کی کوتاہیوں اور لغزشوں سے درگذر فرمائے گا ۳ے ومن عاقب الخ ولینصرن اللہ من ینصرہ میں مسلمانوں کو فتح کی خوشخبری دی اب یہاں وعدہ فتح ونصرت کا اعادہ کیا گیا تاکہ اسکی دو دلیلیں ایک انی اور ایک لمی کا ذکر کیا جائے۔ ثم بغی علیہ میں ثم تعقیب ذکری کے لئے ہے یعنی جن لوگوں نے ظالموں سے اپنے اوپر کئے گئے مظالم کا بدلہ لیا اور بدلہ لینے میں حد سے تجاوز نہیں کیا۔ اور پھر ظالموں کی طرف سے وہ سخت مظالم وشدائد کا نشانہ بھی بنے ہوں۔ ظالموں کے مقابلہ میں ایسے لوگوں کی اللہ تعالیٰ ضرور مدد کریگا اور انھیں فتح وظفر سے ہمکنار کریگا

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ
اللہ کی راہ میں پھر مارے گئے یا مرگئے البتہ ان کو دیگا اللہ
رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝۵۸
روزی خاص ف۱ اور اللہ ہے سب سے بہتر روزی دینے والا
لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۝۵۹
البتہ پہنچائیگا انکو ف۲ ایک جگہ جس کو پسند کرینگے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے تحمل والا
ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ
یہ سن چکے ف۳ اور جس نے بدلہ لیا جیسا کہ اس کو دکھ دیا تھا پھر اس پر کوئی زیادتی کرے
لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝۶۰ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ
تو البتہ اسکی مدد کریگا اللہ بیشک اللہ درگذر کرنیوالا بخشنے والا ہے ف۴ یہ اس واسطے کہ اللہ
يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَاَنَّ اللّٰهَ
لے لیتا ہے رات کو دن میں اور دن کو رات میں اور ف۵ اللہ
سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝۶۱ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا
سنتا ہے دیکھتا ہے ف یہ اس واسطے کہ اللہ وہی ہے صحیح اور جس کو
يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ
پکارتے ہیں اس کے سوائے وہی ہے غلط اور اللہ وہی ہے سب سے اوپر
الْكَبِيْرُ ۝۶۲ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً ۡ
بڑا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے اتارا آسمان سے پانی پھر
فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۝۶۳
پھر زمین ہو جاتی ہے سرسبز بیشک اللہ جانتا ہے چھپی تدبیریں خبردار ہے
لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ
اسی کا ہے ف جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں اور اللہ وہی ہے بے پروا

ف۲ وعدۂ نصرت کا اعادہ ۱۲ ف۳ فتح کی دلیل انی ۱۲

ف۴ فتح کی دلیل لمی ۱۲ ف۵ مضمون حصہ اول کا اعادہ اور نفی شرک اعتقادی پر یہی عقلی دلیل ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی بدلہ واجبی لینے والے کو عذاب نہیں کرتا اگرچہ بدلہ نہ لینا بہتر تھا بدر کی لڑائی میں مسلمانوں نے بدلہ لیا کافروں کی ایذا کا پھر کافر آئے زیادتی کرنے کو احد میں اور احزاب میں پھر اللہ نے پوری مدد کی ف۲ یعنی اسی طرح کفر میں اسلام غالب کریگا۔

۷۴؎ ذٰلک بان اللہ یولج الخ یہ فتح و نصرت کی دلیل انی ہے وعدۂ فتح و نصرت کا اعادہ کیا گیا تاکہ اسکی دو دلیلیں ذکر کی جائیں قلت عدد کے باوجود اللہ تعالیٰ مشرکوں کے کثیر العدد لشکر اور مسلح فوجوں پر فتح دے سکتا ہے۔ کیونکہ یہ نظام شب و روز اسی کے قبضہ میں ہے جو رات کے بعد دن اور دن کے بعد رات لا سکتا ہے وہ ایک جماعت کو دوسری جماعت پر غلبہ بھی دے سکتا ہے ای ذٰلک النصر کائن بسبب انّ اللہ تعالیٰ شانہ قادر علے تغلیب بعض مخلوقاتہ علے بعض والمداولۃ بین الاشیاء المتضادۃ ومن شانہ ذٰلک (روح ج ۱۷ ص ۱۹۰) ۷۵؎ وان اللہ سمیع بصیر۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ دیکھنے والا اور سننے والا بھی ہے یہ ماقبل کا تتمہ ہے کیونکہ جس طرح ناصر (مدد کرنے والے) کے لئے ضروری ہے کہ وہ مظلوم کی مدد پر قادر ہو اسطرح کے لئے لابدی ہے کہ وہ مظلوم کے حال سے باخبر ہو۔ من تتمۃ الحکم لابد منہ اذ لابد للناصر من القدرۃ علے نصر المظلوم ومن العلم بانہ کذالک (روح) ۷۶؎ ذٰلک بان اللہ ھو الحق الخ یہ فتح و نصرت کی دلیل لمی ہے یعنی فتح و نصرت کی اصل علت اور وجہ کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے اور اس کے سوا جن معبودوں کو مشرکین پکارتے ہیں وہ باطل اور بے حقیقت ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ضرور فتح دیگا۔ جو خالصتہً اسی کی عبادت کرتے اور صرف اسی کو پکارتے ہیں اور معبودان باطلہ کے پجاریوں کو مغلوب و مقہور کریگا یا یہ ماقبل کی دلیل ہے۔ مطلب یہ ہے اللہ تعالیٰ کمال قدرت اور شمول علم کے ساتھ اس لئے متصف ہے کہ وہی معبود برحق ہے جس کی الوہیت دلائل قاہرہ اور براہین واضحہ سے ثابت ہو چکی ہے لہذا جو مستحق الوہیت ہو وہی ہر چیز پر قادر اور ہر چیز کا عالم ہو سکتا ہے الثابت الٰہیتہ فلا یصلح لہا الا من کان عالمًا قادرًا (ابو السعود ج ۶ ص ۲۶۳) العلی قدرت میں ہر چیز پر غالب، مثال و نظیر اور شریک و سہیم سے پاک و منزہ۔ الکبیر ذات میں کامل، واجب الوجود ازلی اور ابدی، ای العالی علے کل شیئ بقدرتہ والعالی عن الاشباہ والانداد۔۔۔ الکبریاء عبارۃ عن کمال الذات۔ ای لہ الوجود المطلق ابدًا و ازلًا فھو الاول القدیم والاخر الباقی بعد فناء خلقہ (قرطبی ج ۱۲ ص ۹۱) ۷۷؎ الم تر ان اللہ انزل تا۔ ان الانسان لکفور یہ مضمون حصہ اول (نفی شرک اعتقادی) کا اعادہ ہے اور اس پر دو عقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں الم تر ان اللہ انزل الخ یہ پہلی عقلی دلیل ہے تم سب اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہو کہ آسمان سے بارش اللہ تعالیٰ ہی برساتا ہے جس سے خشک اور بنجر زمین میں سرسبز و شاداب کھیت لہلہانے لگتے ہیں لطیف وہ ایسا باریک بین ہے کہ باریک باریک دانوں کو اگا کر زمین سے باہر نکال دیتا ہے خبیر اور اپنے بندوں اور تمام جاندار مخلوق کی حاجتوں اور ضرورتوں سے اچھی طرح باخبر ہے اور ہر ایک کو اسکی ضرورت اور حاجت کے مطابق زمین سے روزی مہیا فرماتا ہے ۷۸؎ لہ ما فی السمٰوت الخ تقدیم خبر افادۂ حصر کے لئے ہے زمین و آسمان سے وہی ہر ایک کو روزی بہم فرماتا ہے اور ساری کائنات اسی کے ملک اختیار اور اسی کے قبضہ و تصرف میں ہے الغنی وہ کسی کا محتاج نہیں مگر ساری کائنات اسکی محتاج ہے الحمید وہ تمام کمالات کا مالک ہے ضمیر فصل اور تعریف خبر مفید حصر ہیں یعنی اللہ تعالیٰ ہی مستغنی ہے اور وہی تمام صفات الوہیت کا مالک ہے اسکے سوا نہ کوئی غنی ہے اور نہ صفات کارسازی کا مالک۔ جو بلند و برتر اور قادر و علیم ذات صفات بالا سے متصف ہے وہی کارساز اور حاجت روا ہے لہذا اسکے سوا حاجات و مشکلات میں کسی کو مافوق الاسباب مت پکارو ۷۹؎ الم تر ان اللہ سخر الخ یہ نفی شرک فی التصرف پر دوسری دلیل ہے اللہ تعالیٰ نے زمین کی تمام قوتوں کو۔ زمین میں پیدا ہونے والی تمام چیزوں کو اور زمین

الْحَمِيْدُ ﴿۶۴﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي
تعریفوں والا — تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے بس میں کر دیا ۷۹؎ تمہارے جو کچھ ہے
الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ؕ وَ
زمین میں — اور کشتی کو جو چلتی ہے دریا میں اس کے حکم سے — اور
يُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ
تھام رکھتا ہے آسمان کو اس سے کہ گر پڑے زمین پر — مگر اس کے حکم سے
اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۵﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ
بیشک اللہ لوگوں پر نرمی کرنیوالا مہربان ہے — اور اسی نے
اَحْيَاكُمْ ۫ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ
تم کو جلایا ۸۰؎ پھر مارتا ہے پھر جلا دے گا — بے شک انسان
لَكَفُوْرٌ ﴿۶۶﴾ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ
ناشکر ہے ف ۱ — ہر امت کیلئے ۸۱؎ ہم نے مقرر کر دی ایک راہ بندگی کی کہ وہ اسی طرح کرتے ہیں
فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ ؕ اِنَّكَ
سو چاہیے تجھ سے جھگڑا نہ کریں اس کام میں — اور تو بلائے جا اپنے رب کی طرف بیشک تو ہے
لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۶۷﴾ وَاِنْ جٰدَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ
سیدھی راہ پر سوجھ والا ف ۲ — اور اگر ۸۲؎ تجھ سے جھگڑنے لگیں تو تو کہہ اللہ
اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۶۸﴾ اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
بہتر جانتا ہے جو تم کرتے ہو — اللہ فیصلہ کریگا تم میں قیامت کے دن
فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۶۹﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ
جس چیز میں تمہاری راہ جدا جدا تھی ف ۱ — کیا تجھ کو معلوم نہیں ۸۳؎ کہ اللہ
يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ فِيْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ
جانتا ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں — یہ سب لکھا ہوا ہے کتاب میں

ع ۹
۱۵

۳ نفی شرک اعتقادی (شرک فی التصرف) پر دوسری عقلی دلیل ۱۲

۴ مضمون [illegible] کا اعادہ [illegible] دونوں مضمون [illegible]

موضح قرآن ف ۱ یعنی اس کا حق نہیں مانتا ف ۲ یعنی اصل دین ہمیشہ سے ایک ہے اور احکام ہر دین میں جدا آئے ہیں ہر حکم کا واسطہ کیوں پوچھتے ہیں۔

فتح الرحمٰن ف ۱ دریں آیہ اشارت است بآنکہ اختلاف شرائع بسبب اختلاف عصور است و ہمہ شرائع حق اند و در زمان خود معمول است پس نزاع در حقیقت آنہا نباید کرد ۱۲۔

میں بسنے والی ساری مخلوق کو اپنے حکم سے انسان کی خدمت میں لگا رکھا ہے۔ ہر چیز کسی نہ کسی شکل میں انسان ہی کے لئے کام کر رہی ہے کشتیوں اور بحری جہازوں کو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ دریاؤں اور سمندروں میں پانی کی غضبناک لہروں اور فلک بوس موجوں میں سے کس طرح بکمال قدرت بچا کر صحیح سالم کنارے لگاتا ہے آسمان کو اس نے اپنے حکم سے ستونوں کے بغیر قائم کر رکھا ہے کیا مجال ہے کہ زمین پر گر پڑے یہ سب اللہ تعالیٰ کی شفقت اور مہربانی ہے وہ اللہ جو ایسا قادر اور ایسا مہربان ہے وہی اپنے بندوں کا حاجت روا اور کارساز ہے **۸۰** وھو الذی احیاکم الخ دلائل مذکورہ بالا سے معلوم ہوگیا کہ کارساز اور حاجت روا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں کیونکہ وہ قادر

ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرٌ ﴿٧٠﴾ وَيَعْبُدُونَ مِنْ

یہ اللہ پر آسان ہے ف اور پوجتے ہیں **۸۴**

دُونِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّ

اللہ کے سوائے اس چیز کو جسکی سند نہیں اتاری اس نے اور

مَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ۗ وَمَا لِلظّٰلِمِينَ

جس کی خبر نہیں ان کو اور بے انصافوں کا کوئی نہیں

مِنْ نَّصِيرٍ ﴿٧١﴾ وَإِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ

مددگار اور جب سنائے ان کو **۸۵** ہماری آیتیں صاف

تَعْرِفُ فِي وُجُوهِ الَّذِينَ كَفَرُوا

تو پہچانے تو منکروں کے منہ کی

الْمُنْكَرَ ۗ يَكَادُونَ يَسْطُونَ بِالَّذِينَ

بری شکل نزدیک ہوتے ہیں کہ حملہ کر پڑیں ان پر جو

يَتْلُونَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۗ قُلْ أَفَأُنَبِّئُكُمْ

پڑھتے ہیں ان کے پاس ہماری آیتیں تو کہہ میں تم کو بتلاؤں

بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ۗ اَلنَّارُ ۗ وَعَدَهَا

ایک چیز اس سے بدتر وہ آگ ہے اسکا وعدہ کر دیا

اللّٰهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۗ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿٧٢﴾

ہے اللہ نے منکروں کو اور وہ بہت بری ہے پھر جانے کی جگہ

يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا

اے لوگو ایک مثل کہی ہے **۸۶** سو اس پر کان

لَهٗ ۗ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ

رکھو جن کو تم پوجتے ہو

ع ۹ ۱۶

علی الاطلاق اور ساری کائنات میں متصرف مطلق ہے۔ جس طرح وہ مردہ زمین میں بارش سے زندگی کی لہر دوڑا دیتا ہے اور بے جان نطفہ سے انسانوں اور دیگر جانداروں کو پیدا کر سکتا ہے اسی طرح وہ قیامت کے دن تمام انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ ان الانسان لکفور لیکن یہ انسان کس قدر احسان فراموش اور ناشکرگذار واقع ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام احسانات و انعامات کو بھلا کر ان کی ناشکری کرنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی عاجز مخلوق کو شریک بناتا اور آخرت کا انکار کرتا ہے (ان الانسان لکفور) ای الجحود لما ظهر من الأيات الدالة على قدرته ووحدانيته (قرطبی ج ۱۲ ص ۹۳) **۸۱** لکل امة جعلنا الخ یہ سورت کے مضمون ثانی یعنی نفی شرک فعلی کا اعادہ ہے منسکاً قربانی کرنے کی جگہ قال قتادة ومجاهد موضع قربان يذبحون فيه (خازن و معالم ج ۵ ص ۲۶) اللہ تعالیٰ نے تمام ادیان سابقہ سے دلیل نقلی پیش فرمائی کہ محض اللہ کی رضا کے لئے ہم نے ہر شریعت میں قربانی دینے کا دستور مقرر کیا تھا اور یہ شرک فعلی جس کا مشرکین ارتکاب کرتے ہیں کسی دین میں ہم نے جائز نہیں کیا اس لئے اس معاملہ میں آپ ان کے جھگڑے کی پروا نہ کریں اور نرمی اور احسن طریق سے توحید کی دعوت دیتے رہیں کیونکہ آپ سیدھی راہ پر ہیں اور یہ مسئلہ توحید ہر پیغمبر نے اپنی امت کو واضح کر کے بتایا ہے۔ (وادع الی ربك) الی توحیده وعبادته حسبما بين في منسكهم وشريعتهم (ابوالسعود ج ۶ ص ۲۶۵، روح ج ۱۷ ص ۱۹۷) ای الی توحیده و دینه والایمان به (قرطبی ج ۱۲ ص ۹۴) **۸۲** وان جادلوك الخ اور وہ اگر خواہ مخواہ آپ سے جھگڑا کریں تو بھی آپ ان سے اعراض کریں اور ان کا معاملہ خدا کے سپرد فرمائیں وہ ان کے تمام اعمال سے باخبر ہے اور ان اعمال کی ان کو پوری پوری سزا ملے گی اللہ یحکم الخ اور قیامت کے دن اس جھگڑے کا صاف فیصلہ کر دیا جائیگا۔ مومنین جنت میں داخل کئے جائیں گے اور مشرکین جہنم میں یہ نرم اور مشفقانہ انداز میں تخویف و تحذیر ہے۔ وھذا وعید وانذار ولكن برفق ولين (بحر ج ۶ ص ۳۹۶) **۸۳** الم تعلم الخ یہ دونوں مضمونوں سے متعلق ہے اور ان پر بمنزلہ دلیل ہے فی کتب یعنی لوح محفوظ اور علم الٰہی میں۔ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے۔ اس کے سوا کوئی بشر، کوئی فرشتہ اور کوئی جن اس صفت سے متصف نہیں اس لئے اس کے سوا متصرف و کارساز اور مستحق نذر و نیاز بھی کوئی نہیں **۸۴** ویعبدون الخ یہ بطور زجر دلائل مذکورہ کا ثمرہ ہے۔ مشرکین اللہ کے سوا ایسے خود ساختہ معبودوں کی عبادت کرتے ہیں جن کے معبود ہونے کی اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی اور جن کے معبود ہونے پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔

موضح قرآن ف یعنی بندوں کے عمل ایک کتاب میں لکھے ہیں۔

سلطانا سے دلیل وحی اور دلیل نقلی اور علم سے دلیل عقلی مراد ہے۔ سلطانا ای حجۃ وبرھانا سماویا من جھۃ الوحی والسمع وما لیس لھم بہ علم ای دلیل عقلی ضروری او غیرہ (بحر) **۸۵** واذا تتلی الخ یہ بھی شکوی ہے مشرکین کو جب ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں جن میں خالص توحید کا ذکر ہوتا ہے تو ان کے چہروں پر نفرت اور عداوت کے آثار نمودار ہو جاتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ابھی آیتیں پڑھنے والوں پر حملہ کردیں گے قل افا نبئکم تخویف اخروی ہے آپ ان مشرکین سے فرما دیں کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جو تمہارے توحید سنانے والوں پر غیظ وغضب اور توحید سے تمہاری نفرت سے بدرجہا بدتر ہے النار ای ھو النار (مدارک) وہ آگ ہے جو ایسے منکرین ہی کے لئے تیار کی گئی ہے **۸۶** یایھا الناس الخ یہ سورت کے دونوں مضمونوں کے ساتھ متعلق ہے پہلے سے بالذات اور دوسرے سے بالتبع یعنی اللہ کے سوا تم جن خود ساختہ معبودوں کو مصائب میں پکارتے ہو وہ بالکل عاجز ہیں تمہاری مدد کرنا تو درکنار وہ اپنی مدد بھی نہیں کرسکتے اور اپنے نفع نقصان کے مالک بھی نہیں لہذا وہ نذر و نیاز کا استحقاق بھی نہیں رکھتے اسطرح اس سے شرک اعتقادی اور شرک فعلی دونوں کی نفی ہوگئی ابتدائے سورت سے یہاں تک مسئلہ توحید کے اثبات اور اعتقادی اور عملی شرک کے رد پر دلائل عقلیہ اور نقلیہ پیش کئے گئے۔ یہاں معبودان باطلہ کے عاجز و بے بس ہونے اور غیر اللہ کی پکار کے بے سود ہونے کو ایک تمثیل سے واضح کیا گیا ہے یعنی اے مشرکین اللہ کے سوا تم جن خود ساختہ معبودوں کو مصائب و حاجات میں پکارتے ہو وہ تمہاری حاجت برآری اور دادرسی نہیں کرسکتے۔ وہ بالکل عاجز ہیں حاجت روا اور مشکل کش تو صرف وہی ہوسکتا ہے جو سب کا خالق و مالک ہے اور تمہارے معبود تو سارے مل کر بھی ایک مکھی پیدا کرنے کی قدرت بھی نہیں رکھتے مکھی کو پیدا کرنا تو درکنار اگر ان کے کھانے پینے کی چیزوں میں سے مکھی کچھ تھوڑا سا اپنے منہ میں ڈال کر لے اڑے تو وہ اس کے منہ سے چھڑانے کی طاقت بھی نہیں رکھتے تو جو معبود اس قدر عاجز اور بے بس ہوں اُنکی عبادت کرنا۔ ان کو کارساز سمجھ کر مصائب میں پکارنا اور انکی رضاجوئی کے لئے نذریں نیازیں دینا نہایت ہی بے عقلی کی بات ہے۔ ضعف الطالب والمطلوب طالب یعنی غیر اللہ کو پکارنے والا اور مطلوب یعنی معبود باطل دونوں کمزور ثابت ہوئے طالب اس طرح کہ اس نے غیر محل سے حاجت مانگی اور مطلوب اس طرح کہ اپنے پجاری کو کچھ نہ دے سکا الطالب عابد غیر اللہ تعالی والمطلوب الآلھۃ (روح ج ۱۷ ص ۲۰۲)

دُونِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا
اللہ کے سوائے ہرگز نہ بنا سکیں گے ایک مکھی اگرچہ سارے جمع ہو جائیں

لَهٗ ؕ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا
اور اگر کچھ چھین لے اُن سے مکھی

لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ
چھڑا نہ سکیں وہ اس سے بودا ہے چاہنے والا اور

الْمَطْلُوْبُ ﴿۷۳﴾ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ
جن کو چاہتا ہے اللہ کی قدرت نہیں سمجھے ۸۷ جیسی اسکی قدر ہے

اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۷۴﴾ اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ
بیشک اللہ زورآور ہے زبردست ف اللہ چھانٹ لیتا ہے

الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
۸۸ فرشتوں میں پیغام پہنچانے والے اور آدمیوں میں اللہ

سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ ﴿۷۵﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ
سنتا دیکھتا ہے ف جانتا ہے ۸۹ جو کچھ ان کے آگے ہے

وَمَا خَلْفَهُمْ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۷۶﴾
اور جو کچھ ان کے پیچھے اور اللہ تک پہنچ ہے ہر کام کی ف

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَ
۹۰ اے ایمان والو رکوع کرو اور

اسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَ
سجدہ کرو اور بندگی کرو اپنے رب کی اور

افْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۷۷﴾
بھلائی کرو تا کہ تمہارا بھلا ہو

ربط: یہ ایک شبہ کا جواب ہے ۱۲
۲ مضامین سورت کا بالاجمال اعادہ

السجدۃ عند الشافعی

اس آیت سے اولیاء اللہ کو حاجات و مشکلات میں پکارنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے بعض جہلا کا خیال ہے کہ اولیاء اللہ ان کی حاجت روائی کرتے ہیں اسلئے وہ ان کی نذریں دیتے ہیں وہ انکو قبروں میں متصرف و مختار سمجھتے ہیں اور بعض کا خیال ہے کہ وہ مختلف شکلوں میں متشکل ہوکر قبروں سے باہر نکل آتے ہیں اور انکی مدد کرتے ہیں۔ (ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذبابا) اشارۃ الی ذم الغالین فی اولیاء اللہ تعالی حیث یستغیثون بھم فی الشدۃ غافلین عن اللہ تعالی وینذرون لھم النذور والعقلاء منھم یقولون انھم وسائلنا الی اللہ تعالی... ولا یخفی انھم فی دعواھم اشبہ الناس بعبدۃ الاصنام القائلین انما نعبدھم لیقربونا الی اللہ زلفی... ومنھم من یثبت التصرف لھم جمیعا فی قبورھم... والعلماء منھم یحصرون التصرف فی القبور فی اربعۃ او خمسۃ واذا طولبوا بالدلیل قالوا ثبت ذالک بالکشف قاتلھم اللہ تعالی ما اجھلھم واکثر افتراءھم ومنھم من یزعم انھم یخرجون من القبور ویتشکلون باشکال مختلفۃ... وکل ذالک باطل لا اصل لہ فی الکتاب والسنۃ وکلام سلف الامۃ وقد افسد ھؤلاء علی الناس دینھم الخ (روح ج ۱۷ ص ۲۱۲-۲۱۳)

موضح قرآن ف چاہنے والا کافر اور جس کو چاہتا ہے اُنکے بُت مکھی چاٹتی ہے بُت کو نہ وہ مورت اُڑاتی ہے اسکو نہ اس مورت کا شیطان ف یعنی ساری خلق میں بہتر وہ لوگ ہیں پیغام پہنچانے والے فرشتوں میں بھی [illegible]

۸۷ ماقدروا اللہ الخ اُن ظالموں نے خدا کی قدر نہ پہچانی۔ اس حیّ و قیوم اور قادر و متصرف کے علاوہ ایسے عاجز معبودوں کو پکارنے لگے جو ان کے نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتے نہ ان میں حاجت پوری کرنے اور مصیبتیں دور کرنے کی طاقت ہے بلکہ وہ تو ایک مکھی سے بھی عاجز ہیں ماقدروا اللہ حق قدرہ (حیث اشرکوا بہ شیئًا لایقادم اضعف مخلوقاتہ (جامع البیان ص۲۹۷) حالانکہ عبادت اور پکار صرف اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے اللہ تعالیٰ کا حق اس کی عاجز مخلوق کو دینا بہت بڑی بے انصافی اور بدترین قدرنا شناسی ہے ان اللہ لقوی عزیز اللہ تعالیٰ جو طاقت و قدرت کا مالک ہے اور سب پر غالب اس کے مقابلہ میں اس کی عاجز مخلوق کو کارساز سمجھنا ہرگز قرین دانش نہیں ۸۸ اللہ یصطفی الخ یہ ایک شبہ کا جواب ہے کہ فرشتے اور انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور پیارے بندے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو اختیارات دے کر اپنا نائب بنایا ہے اور وہ باذن اللہ مخلوق کی کارسازی کرتے ہیں فرمایا یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ فرشتے اور انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے پیارے اور برگزیدہ بندے ہیں مگر وہ اللہ کے نائب اور کارخانۂ عالم میں متصرف و مختار اور کارساز نہیں ہیں کیونکہ کارسازی کے لئے غیب دان ہونا ضروری ہے اور وہ غیب دان نہیں ہیں۔ یہ صفت اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے صرف اللہ تعالیٰ ہی سمیع لکل شئ (ہر بات کو سننے والا) اور بصیر بکل شئ (ہر چیز کو دیکھنے والا) ہے۔ والی اللہ ترجع الامور اور کارساز بھی وہی ہے دوسرا کوئی نہیں یا یہ تمثیل مذکور سے متعلق ہے۔ معبودمن دون اللہ کی عاجزی اور بے بسی کو ایک مثال سے واضح کر کے فرمایا۔ فرشتے اور انبیاء علیہم السلام بیشک میرے منتخب اور محبوب بندے ہیں۔ مگر معبود بننے کے لائق وہ بھی نہیں کیونکہ وہ خواص معبودیت اور صفات کارسازی سے عاری ہیں ۸۹ یعلم مابین الخ عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں والی اللہ ترجع الامور اور متصرف و مختار بھی وہی ہے لہٰذا دور و نزدیک سے حاجات میں پکارنا اور نذریں نیازیں دینا صرف اسی کے لئے جائز ہیں اس کے سوا کسی اور کے لئے جائز نہیں ۹۰ یایھا الذین امنوا الخ مضامین سورت کا بالاجمال اعادہ ہے ارکعوا واسجدوا واعبدوا الخ صرف اللہ تعالیٰ ہی کو متصرف و کارساز سمجھو صرف اسی کو پکارو اور نذریں منتیں بھی اسی کے نام کی دو الغرض ہر قسم کی عبادت اللہ تعالیٰ کیلئے مختص کرو اور کسی کو اس کی عبادت میں شریک نہ کرو۔ اعبدوہ ولا تعبدوا غیرہ (کبیر ج ۶ ص۲۶۳) وافعلوا الخیر الخ اور اللہ تعالیٰ کے باقی تمام احکام بجالاؤ۔ کیونکہ اللہ کی توحید اور اس کے احکام کی پیروی ہی پر نجات اخروی اور فلاح سرمدی موقوف ہے ۹۱ وجاھدوا الخ حکم جہاد کی طرف اشارہ۔ مشرکین مکہ تمہیں مسجد حرام سے روکتے ہیں اور پھر خود اس میں شرک کرتے ہیں اس لئے تم ان سے جہاد کرو تاکہ اللہ کی توحید کا بول بالا ہو ہر طرف صرف معبود حق کی عبادت کا چرچا ہو اور دنیا سے شرک نیست و نابود ہو جائے

وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ
اور محنت کرو ۹۱ اللہ کے واسطے جیسی کہ چاہیئے اسکے واسطے محنت اس نے
اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي
تم کو پسند کیا اور نہیں رکھی تم پر
الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ
دین میں کچھ مشکل دین تمہارے باپ ۹۲
اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ
ابراہیم کا اسی نے نام رکھا تمہارا مسلمان
مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ
پہلے سے ۹۱ اور اس قرآن میں تاکہ ۹۳ رسول ہو
شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ
بتانے والا تم پر اور تم ہو بتانے والے
عَلَى النَّاسِ ۚ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ
لوگوں پر سو قائم رکھو نماز ۹۴
وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا
اور دیتے رہو زکوٰۃ اور مضبوط پکڑو
بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ
اللہ کو وہ تمہارا مالک ہے
فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ
۹۵ سو خوب مالک ہے اور
نِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۷۸﴾
خوب مددگار ۹۱

رکعتہا جہادہ اعادہ دعویٰ

ع ۱۰ ۱۷

موضح قرآن ۹۱ اسی نے تمہارا نام رکھا مسلمان یعنی اللہ نے یا ابراہیم نے پہلی دعا میں کہا کہ امت مسلمان پیدا کر اور اس قرآن میں شاید انہی کے مانگنے سے یہ نام پڑا ہو اور رسول بتانے والا ہو یعنی پسند کیا تمکو اس واسطے کہ تم اور امتوں کو سکھاؤ اور رسول تمکو اور یہ امت جو سب سے پیچھے آئی سب کی غلطی اس پر معلوم ہوئی سب کو صحیح راہ بتاتے ہیں

فتح الرحمٰن ۹۱ یعنی در کتب سابقہ ۱۲۔

ھواجتبٰکم الخ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے دین کی تائید ونصرت کے لئے منتخب فرمایا ہے اور دین میں شدت اور تنگی نہیں کی بلکہ احکام میں حسب احوال رخصتوں کی گنجائش بھی رکھی ہے۔ (من حرج) ضیق بل رخص لکم فی جمیع ما کلفکم من الطھارۃ والصلوٰۃ والصوم والحج بالتیمم وبالایماء وبالقصر والافطار لعذر السفر والمرض وعدم الزاد والراحلۃ (مدارک ج ۳ ص ۸۶) **۹۲** ملۃ ابیکم الخ یہ دونوں مضمونوں پر دلیل نقلی ہے ملۃ کا ناصب مقدر ہے قال الزجاج المعنی اتبعوا ملۃ ابیکم (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۰۱) اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی ملت کا اتباع کرو۔ ملت ابراہیمی کی بنیاد توحید اور اللہ کے لئے کامل انقیاد پر ہے چنانچہ انہوں نے تم لوگوں کا جو ان کی ملت کے متبع ہو پہلے سے مسلمین نام رکھ دیا یا سمّٰکم کی ضمیر فاعل ذات باری تعالیٰ سے کنایہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے پہلی کتابوں میں اور اس قرآن میں ملت ابراہیمی کے پیروؤں کا نام مسلمین رکھا اکثر مفسرین نے اس کو ترجیح دی ہے (خازن معالم) **۹۳** لیکون الرسول الخ شہید کے معنی ہیں حق بتانے والا شھداء اس کی جمع ہے۔ میرا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم تم پر حق یعنی مسئلہ توحید بیان کرے اور تم آنیوالی نسلوں کو حق سنادو یا شہید بمعنی گواہ ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت پر شہادت دیں گے کہ آپ نے ان کو پیغام حق پہنچا دیا امت محمدیہ پہلی امتوں پر گواہی دے گی کہ ان کے انبیاء علیہم السلام نے ان کو پیغام توحید پہنچا کر ان پر حجت خداوندی قائم کردی (شھیدا علیکم) ای یوم القیٰمۃ ان قد بلغکم وتکونوا شھداء علی الناس) ای تشھدون یوم القیامۃ علی الامم ان رسلھم قد بلغتھم (خازن ج ۵ ص ۳۱) لفظ شہید کی پوری تحقیق سورۃ بقرۃ کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ ہو ص ۲۷۱ حاشیہ ۲۷۳ **۹۴** فاقیموا الصلوٰۃ الخ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک امتیازی شان عطا فرمائی ہے اس لئے تم اس کا شکر ادا کرو۔ اس طرح کہ اس کی پوری پوری اطاعت کرو۔ اس کے تمام احکام بجالاؤ نماز قائم کرو زکوٰۃ دو اور ہر معاملہ میں اسی پر بھروسہ کرو۔ اس کی اطاعت تو مکمل طور سے کرو لیکن بھروسہ عبادت وطاعت پر نہ رکھو۔ بلکہ اس کی رحمت پر رکھو۔ وانما خصکم بھذہ الکرامۃ والاثرۃ (فاقیموا الصلوٰۃ) .... وثقوا باللہ وتوکلوا علیہ لا بالصلوٰۃ والزکوٰۃ (مدارک ج ۳ ص ۹۶) واذ قد خصوا بھذہ الکرامۃ والاثرۃ فاعبدوہ وثقوا بہ ولا تطلبوا النصرۃ والولایۃ الا منہ فھو خیر مولیٰ وناصر (بحر ج ۶ ص ۳۹۲) **۹۵** ھو مولٰکم الخ اللہ تعالیٰ ہی تمہارا حامی وناصر اور مالک ومتولی ہے۔ وہ کیسا ہی اچھا مالک ہے کہ نافرمانیوں کے باوجود روزی بند نہیں کرتا۔ اور کیسا ہی اچھا مددگار ہے کہ اگر اس کی مدد شامل حال ہو تو آدمی کسی بھی میدان میں ناکام نہیں ہوسکتا۔

سورۃ حج کی خصوصیات اور اس میں آیات توحید

۱۔ یایھا الناس ان کنتم فی ریب ــــ تا ــــ وانہ علی کل شیء قدیر (ع ۱) دلیل عقلی برائے ثبوت قیامت ونفی شرک فی التصرف

۲۔ یدعوا من دون اللہ ــــ تا ــــ لبئس المولیٰ ولبئس العشیر (ع ۲) نفی شرک فی التصرف

۳۔ الم تر ان اللہ یسجد لہ ــــ تا ــــ ان اللہ یفعل ما یشاء (ع ۵) نفی شرک فی التصرف

۴ واذ بوأنا لابراھیم ــــ تا ــــ فالھکم الہ واحد فلہ اسلموا (ع ۵) نفی شرک فعلی

۵ ذالک بان اللہ ھو الحق ــــ تا ــــ وان اللہ لھو الغنی الحمید (ع ۸) نفی شرک فی التصرف

۶ الم تر ان اللہ انزل ــــ تا ــــ وان اللہ لھو الغنی الحمید (ع ۸) نفی شرک فی التصرف

۷ الم تر ان اللہ سخر لکم ــــ تا ــــ ان الانسان لکفور (ع ۹) نفی شرک فی التصرف

۸ الم تعلم ان اللہ یعلم ــــ تا ــــ ان ذالک علی اللہ یسیر (ع ۹) نفی شرک فی التصرف بالذات ونفی شرک فعلی بالتبع

۹ ان الذین تدعون من دون اللہ ــــ تا ــــ ان اللہ لقوی عزیز (ع ۱۰) تمثیل برائے نفی تصرف واختیار از معبودان باطلہ

۱۰ اس سورت میں دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور مستحق نذر ونیاز نہیں اور مشرکین کے پاس کوئی عقلی ونقلی اور وحی کی دلیل نہیں ہے

۱۱ طواف صرف اللہ کے گھر کا جائز ہے اور اعتکاف، رکوع اور سجدہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے۔

۱۲ توحید کی تبلیغ کے وقت شیطان لوگوں کے دلوں میں شبہات ڈال کر توحید سے بدظن کرتا ہے۔

۱۳ اعلان فتح اور فتح کے اسباب۔

۱۴ پہلے تمام دینوں میں صرف اللہ کی نذر ونیاز دینا جائز تھا۔ اور غیر اللہ کی نذر ونیاز کسی دین میں جائز نہ تھی۔

۱۵۔ معبودان باطلہ اس قدر عاجز ہیں۔ کہ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے بلکہ مکھی سے بھی عاجز ہیں۔

(آج بروز دوشنبہ بتاریخ ۷ شعبان المعظم ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۱ نومبر ۱۹۶۶ء بوقت ۴½ بجے بعد نماز عصر سورۃ حج کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ اولا واخرا والصلوٰۃ والسلام علے رسولہ دائما ابدا ــــــــ سجاد بخاری)

سُورۂ مُومنون ۱

ربط سورۂ مؤمنون کو سورۂ حج کے ساتھ نامی ربط یہ ہے کہ سورۂ حج میں کہا گیا تھا واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا الخ (ع ۴) یعنی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ لوگوں میں حج کا اعلان کریں تاکہ وہ ہر طرف سے پیادہ اور سوار بیت اللہ کی طرف آئیں اور سورۂ مومنون کی ابتداء میں فرمایا۔ قد افلح المومنون الخ جو مومنین حج کے لئے آئیں گے ان کے اوصاف بیان کر دیے گئے۔

معنوی ربط دو ہیں اوّل۔ سورۂ حج کے آغاز میں تخویف اخروی تھی یاایھا الناس اتقوا ربکم ان زلزلۃ الساعۃ شئی عظیم اور سورۂ مومنون میں فرمایا اس ہولناک عذاب سے بچنے کے لئے حسب ذیل امورِ ثلاثہ پر عمل کرو۔ نماز قائم کرو۔ شرک نہ کرو۔ اور ظلم نہ کرو۔ یہ امورِ ثلاثہ الذین ھم فی صلاتھم خاشعون — تا — والذین ھم علی صلوٰتھم یحافظون میں بیان کئے گئے ہیں۔ ربط دوم یہ ہے کہ سورۂ حج میں غیر اللہ کے لئے جانوروں کو حرام کرنے اور غیر اللہ کے نام کی نذریں نیازیں دینے سے منع فرمایا۔ اب سورۂ مومنون میں اس سے ترقی کر کے فرمایا کہ چاہئیے تو یہ تھا کہ وہ غیر اللہ کی تحریمات اور نذر و نیاز سے باز آجاتے۔ مگر اس کے بجائے وہ شرک کی نئی نئی رسمیں اور راہیں کھول رہے ہیں۔ ولھم اعمال من دون ذالک ھم لھا عٰملون (ع ۴)

خلاصہ دلائل کے اعتبار سے یہ سورت دو حصوں میں منقسم ہے حصہ اول ابتدا سے لے کر اذا ھم فیہ مبلسون (ع ۴) تک ہے اور دوسرا حصہ وھو الذی انشأ لکم السمع والابصار (ع ۴) سے لیکر سورت کے آخر تک ہے۔

حصّہ اوّل

حصہ اول کی ابتداء میں عذاب آخرت سے بچنے کے لئے امورِ ثلاثہ کا بیان ہے۔ امر اوّل۔ نماز قائم کرو اور اللہ سے ڈرو اور خشوع و خضوع سے نماز ادا کرو الذین ھم فی صلاتھم خٰشعون۔ امر دوم شرک اعتقادی اور شرک فعلی سے بچو۔ والذین ھم عن اللغو معرضون والذین ھم للزکوٰۃ فٰعلون امر سوم۔ ہر قسم کے ظلم سے باز رہو۔ والذین ھم لفروجھم حٰفظون — تا — والذین ھم لاٰمٰنٰتھم وعھدھم راعون اس کے بعد توحید پر تین عقلی دلیلیں مذکور ہیں۔

دلائل عقلیہ

پہلی عقلی دلیل ولقد خلقنا الانسان من سلٰلۃ من طین — تا — فتبٰرک اللہ احسن الخٰلقین تمام انسانوں کے باپ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے مٹی کے خلاصہ سے پیدا فرمایا اور پھر نطفہ سے توالد و تناسل کا سلسلہ شروع کیا۔ رحم مادر میں نطفہ کو مختلف منازل سے گذار کر اس سے کامل الخلقت اور حسین و جمیل انسان پیدا کیا۔ وہی سب کا خالق اور برکات دہندہ ہے۔ لہٰذا وہی کارساز اور حاجت روا ہے

دوسری عقلی دلیل ولقد خلقنا فوقکم — تا — تنبت بالدھن وصبغ للاٰکلین۔ انسانوں کے علاوہ آسمانوں اور زمین کو بھی اللہ ہی نے پیدا کیا وہی آسمان سے بارش برسا کر زمین سے انواع و اقسام کے پھل اور میوے پیدا کرتا ہے اُسی نے زیتون جیسا کار آمد درخت پیدا کیا۔ جب سب کچھ دینے والا بھی وہی ہے تو پھر اس کے سوا کسی کو مت پکارو۔ اور اس کی پیدا کی ہوئی چیزوں سے غیر اللہ کی نذر و نیاز مت دو۔

تیسری عقلی دلیل وان لکم فی الانعام لعبرۃ — تا — وعلی الفلک تحملون (ع ۱) یہ تمام چوپائے بھی اُسی نے پیدا کئے اُن میں سے کچھ ایسے ہیں جن کا دودھ پیا اور گوشت کھایا جاتا ہے۔ کچھ بار برداری اور سواری کے کام آتے ہیں۔ اس کے علاوہ کشتیوں کو بھی بار برداری اور سواری کے لئے استعمال کرتے ہو۔ جس مالک و قادر اور محسن و منعم نے یہ انعامات عطا فرمائے وہی سب کا کارساز ہے اور وہی پکار اور نذر و منت کا مستحق ہے۔ اس کے بعد چھ نقلی دلیلیں مذکور ہیں۔

دلائل نقلیہ

پہلی نقلی دلیل ولقد ارسلنا نوحًا — تا — وان کنا لمبتلین (ع ۲) یہ حضرت نوح علیہ السلام سے تفصیلی نقلی دلیل ہے جس سے نفی شرک فی التصرف مقصود ہے یٰقوم اعبدوا اللہ مالکم من الٰہ غیرہ۔ اے میری قوم صرف اللہ کی عبادت کرو اور صرف اُسی کو پکارو کیونکہ اُس کے سوا تمہارا کوئی کارساز نہیں

دوسری نقلی تفصیلی دلیل از ہود علیہ السلام برائے نفی شرک فی التصرف فارسلنا فیھم رسولا (ع ۲)۔ تا۔ ما تسبق من امۃ اجلھا وما یستاخرون (ع ۳) ہود علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو یہی دعوت دی اعبدوا اللہ مالکم من الٰہ غیرہ

تیسری نقلی دلیل اجمالی۔ ثم ارسلنا رسلنا تترا ــــ تا ــــ فبعدا لقوم لا یومنون ہود علیہ السلام سے لے کر موسیٰ و ہارون علیہما السلام تک ہم مسلسل دنیا میں پیغمبر بھیجتے رہے جو لوگوں کو پیغام توحید سناتے رہے۔

چوتھی نقلی دلیل تفصیلی از موسےٰ و ہارون علیہما السلام ثم ارسلنا موسےٰ وھٰرون ــــ تا ــــ لعلھم یھتدون حضرت موسےٰ و ہارون علیہما السلام فرعون کے پاس پیغام توحید لے کر آئے مگر قوم نے انکار و استکبار کیا۔

پانچویں نقلی دلیل از عیسےٰ علیہ السلام وجعلنا ابن مریم وامہ اٰیۃ الاٰیۃ حضرت عیسیٰ اور مریم صدیقہ علیہما السلام بھی ہماری قدرت اور وحدانیت کا نشان تھے انہوں نے حالت شیر خوارگی ہی میں اعلان کر دیا تھا۔ ان اللہ ربی وربکم الخ (مریم ع ۲) یعنی میرا اور تم سب کا مالک اور کارساز اللہ ہی ہے لہٰذا اسی کو پکارو۔ یہی سیدھی راہ ہے۔

چھٹی نقلی دلیل اجمالی از تمام رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام برائے نفی شرک فعلی یایھا الرسل کلوا من الطیبٰت واعملوا صالحا الخ (ع ۴) اللہ تعالیٰ نے انبیاء و مرسلین علیہم السلام کو حکم دیا تھا کہ میری حلال اور پاکیزہ چیزوں کو کھاؤ ان کو استعمال کرو اور ان میں سے کسی چیز کو حرام نہ کرو اور غیر اللہ کی نذر و نیاز مت کھاؤ۔

وان ھٰذہٖ امتکم امۃ واحدۃ الخ یہ تمام مذکورہ دلائل عقلیہ و نقلیہ سے متعلق ہے جو مسئلہ مذکورہ بالا دلائل سے واضح کیا گیا ہے، وہ تمام انبیاء علیہم السلام کا مشترکہ مسئلہ ہے کہ سب کا کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور وہی نذر و منت کا مستحق ہے اس کے بعد حصہ اوّل کے آخر تک زجریں ہیں اور درمیان میں امور ثلاثہ مذکور الصدر کا اعادہ ہے۔ ان الذین ھم من خشیۃ ربھم مشفقون میں امر اوّل کا اعادہ ہے۔ یعنی مومنین اللہ تعالیٰ سے ترساں و لرزاں رہتے ہیں۔ والذین ھم بربھم لا یشرکون سے امر دوم کا اعادہ کیا گیا یعنی وہ شرک نہیں کرتے اور والذین یوتون ما اٰتوا الخ سے امر سوم کا اعادہ کیا گیا یعنی وہ ظلم نہیں کرتے۔

حصّہ دوم

حصّہ دوم میں نفی شرک اعتقادی پر چار عقلی دلیلیں پیش کیگئی ہیں ایک تفصیلی اور تین علی سبیل الاعتراف من الخصم

پہلی عقلی دلیل وھو الذی انشأ لکم السمع والابصار ــــ تا ــــ افلا تعقلون (ع ۵) اللہ تعالیٰ ہی نے سب کو سننے دیکھنے اور سمجھنے کی قوتیں اور صلاحیتیں عطا کیں اُسی نے زمین پر انسانوں کو آباد کیا۔ زندگی اور موت بھی اسی کے قبضہ میں ہے۔ رات دن کی آمد و رفت اور کمی بیشی بھی اسی کے قبضہ میں ہے اس لئے انسان کو سوچ بچار سے کام لینا چاہیئے اور اللہ کے ان انعامات کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ اسی کو اپنا معبود اور کارساز سمجھنا چاہیئے

دوسری عقلی دلیل قل لمن الارض ومن فیھا الخ مشرکین اعتراف کرتے ہیں کہ زمین اور زمین کی ساری مخلوقات کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

تیسری عقلی دلیل۔ قل من رب السمٰوٰت السبع الخ مشرکین یہ بھی مانتے ہیں کہ ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا مالک بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

چوتھی عقلی دلیل۔ قل من بیدہٖ ملکوت کل شیئ الخ مشرکین اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ سارے جہان کے مکمل اختیارات صرف اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں وہ جسے چاہے بچا لے مگر جسے وہ نہ بچانا چاہے اسے کوئی نہیں بچا سکتا۔ یہ تینوں دلیلیں علی سبیل الاعتراف من الخصم ہیں ہر دلیل کے بعد مشرکین کو متنبہ کیا گیا کہ جب تم جانتے ہو کہ ہر چیز کا مالک حقیقی اور سارے جہان کا مدبر و مختار اللہ تعالےٰ ہی ہے تو پھر اس سے کیوں عبرت حاصل نہیں کرتے اور خدا سے نہیں ڈرتے ہو۔ اور اللہ کے سوا غیروں کو کارساز اور حاجت روا کیوں سمجھتے ہو؟

اس کے بعد زجریں تخویفیں اور بشارتیں ہیں اور درمیان میں ادفع بالتی ھی احسن (ع ۶) سے طریق تبلیغ کا ذکر ہے۔ یعنی نرم لہجہ سے تبلیغ فرمائیں۔ اور مسئلہ توحید دلائل کے ساتھ واضح کر کے پیش کریں اور آخر میں سورت کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے بطور ثمرہ دلائل مذکورہ فتعٰلی اللہ الملک الحق الخ اللہ تعالےٰ جو بادشاہ حقیقی ہے وہ ہر قسم کے شرک سے پاک ہے۔ اس کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں اور نہ کوئی نذر و منت کا مستحق ہے۔ ومن یدع مع اللہ الخ یہ تخویف اخروی ہے۔

حصہ اول۔ دفع عذاب کیلئے امور ثلاثہ ۔ توحید پر تین عقلی اور چھ نقلی دلائل کا ذکر ۲ قد افلح الخ کے مفہوم میں دو باتیں داخل ہیں ایک مطلوب و مقصود کو پا لینا دوم جس سے ڈر یا خطرہ ہو اس سے محفوظ ہو جانا۔ والفلاح الظفر بالمطلوب والنجاۃ من المرھوب ای فاذوا بما طلبوا ونجوا مما ھربوا (مدارک ج ۳ ص ۸۵) سورۂ حج کی ابتدا میں ان زلزلۃ الساعۃ شیٔ عظیم سے جس خوفناک عذاب کی وعید سنائی گئی اس سے وہ مومنین محفوظ رہیں گے جو اپنے اندر اوصاف ذیل پیدا کرلیں گے (۱) خدا سے ڈر کر نماز قائم کریں (۲) ہر قسم کے شرک سے بچیں اور (۳) مخلوق خدا پر ظلم نہ کریں۔ یہ تینوں امور عذاب خداوندی سے بچنے کا ذریعہ ہیں ۳ المومنون الخ المومنون سے وہ لوگ مراد ہیں جو اللہ کی توحید، رسالت اور دیگر تمام ضروریات دین پر ایمان لائیں اور احکام الٰہیہ پر عمل پیرا ہوں۔ اس طرح لبعد والی صفات المومنون کے لئے صفات موضحہ ہیں الذین ھم فی صلاتھم خشعون یہ امر اول ہے وہ نماز قائم کرتے ہیں وہ نماز میں اللہ سے ڈرتے اور عاجزی کرتے ہیں اور خدا کے خوف سے نماز پر مداومت کرتے ہیں کیونکہ ایسی خشوع والی نماز سے باطن کی صفائی ہوتی ہے اور دلوں میں محبت اور الفت پیدا ہوتی ہے فی الحدیث سووا صفوفکم او لیخالفن اللہ بین قلوبکم خشوع یہ ہے کہ نماز میں خیالات جمع رہیں اور توجہ صرف نماز ہی میں مرکوز رہے اور نماز کے علاوہ کسی چیز کا دل میں خیال تک نہ آئے اور ہاتھ پاؤں سے نماز میں کوئی عبث کام کرے۔ وفی المنھاج وشرحہ لابن حجر ویسن الخشوع فی کل صلاتہ بقلبہ بان لا یحضر فیہ غیر ما ھو فیہ وان تعلق بالاخرۃ وبجوارحہ بان لا یعبث باحدھا (روح ج ۱۸ ص ۲) ۴ والذین ھم عن اللغو معرضون الخ یہ امر دوم ہے یعنی وہ شرک نہیں کرتے لغو کو بعض مفسرین نے عام کیا ہے اور اس سے ہر باطل قول و عمل مراد لیا ہے اقوال میں سب سے بڑا باطل شرک فی التصرف ہے اور اعمال میں سب سے بڑا باطل شرک فعلی ہے اس طرح یہ لفظ شرک اعتقادی اور شرک فعلی کو بطریق اولیٰ شامل ہے حضرت عبداللہ بن عباس اور امام ضحاک نے تو لغو سے مراد ہی شرک لیا ہے اور بعض نے اس سے گانا بجانا مراد لیا ہے۔ قال ابن عباس عن الشرک۔ (خازن ومعالم ج ۵ ص ۳۲) وقال الضحاک ان اللغو ھنا الشرک وقال الحسن انہ المعاصی کلھا فھذا قول جامع یدخل فیہ قول من قال ھو الشرک وقول من قال ھو الغناء (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۰۵) حاصل یہ ہے کہ وہ تمام معاصی سے اور خصوصاً ہر قسم کے شرک سے اجتناب کرتے ہیں

ر۱ عذاب سے بچنے کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر ۱۲
ر۲ امر اول یعنی وہ خدا سے ڈر کر خشوع و خضوع سے نماز پڑھتے ہیں ۱۲
ر۳ امر دوم یعنی وہ ہر قسم کے شرک سے اجتناب کرتے ہیں ۱۲
ر۴ امر سوم یعنی وہ ہر قسم کے ظلم سے اجتناب کرتے ہیں ۱۲
ر۵ اعادہ امر اول ۱۲
ر۶ بشارت اخروی ۱۲

الجزء ۱۸

سورۃ المؤمنون مکیۃ وھی مائۃ وثمان عشرۃ اٰیۃ وست رکوعات

سورۂ مومنون ۱ مکہ میں اتری اور اس کی ایک سو اٹھارہ آیتیں اور چھ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ

کام نکال لے گئے ۲ ایمان والے ۳ جو اپنی نماز میں

خٰشِعُوْنَ ﴿۲﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ﴿۳﴾

جھکنے والے ہیں اور جو نکمی بات پر دھیان نہیں کرتے ۴

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ﴿۴﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ

اور جو زکوٰۃ دیا کرتے ہیں ۵ اور جو اپنی

لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ﴿۵﴾ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا

شہوت کی جگہ کو تھامتے ہیں ۶ مگر اپنی عورتوں پر ۷ یا اپنے

مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ﴿۶﴾ فَمَنِ

ہاتھ کے مال باندیوں پر سو ان پر نہیں کچھ الزام پھر جو کوئی

ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ﴿۷﴾

ڈھونڈھے اس کے سوا سو وہی ہیں حد سے بڑھنے والے

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ﴿۸﴾

اور جو اپنی ۸ امانتوں سے اور اپنے قرار سے خبردار ہیں

وقف لازم

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿۹﴾ اُولٰٓئِكَ

اور جو اپنی ۹ نمازوں کی خبر رکھتے ہیں وہی ہیں

هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿۱۰﴾ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ

میراث لینے والے ۱۰ جو میراث پائیں گے باغ ٹھنڈی چھاؤں کے

۵ والذین ھم للزکوٰۃ فٰعلون الخ یہ بھی امر دوم ہی سے متعلق ہے کچھ مفسرین نے زکوٰۃ کو یہاں زکوٰۃ مالیہ پر محمول کیا ہے لیکن اس پر یہ اشکال ہے کہ یہ سورت مکی ہے لیکن زکوٰۃ مکہ میں فرض نہ تھی بلکہ مدینہ میں فرض ہوئی بعض محققین نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ مدینہ میں نصاب اور قدر زکوٰۃ کی فرضیت نازل ہوئی تھی لیکن اصل زکوٰۃ مکہ میں فرض ہوئی قال بعض المحققین فرضت بالمدینۃ نصابھا وقدرھا واما اصلھا فقد کان واجبا بمکۃ (جامع البیان ص ۲۹۸) یا زکوٰۃ سے زکوٰۃ نفوس مراد ہے یعنی وہ اپنے نفوس کو عقائد باطلہ اور اعمال مشرکانہ سے پاک رکھتے ہیں۔ او المراد زکوۃ النفس وتطھیرھا من الرذائل (جامع) حضرت شیخ کے نزدیک یہی راجح ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ قد افلح من تزکی وذکر اسم ربہ فصلی (سورہ الاعلیٰ) ۶ والذین ھم لفروجھم حفظون الخ یہ امر سوم ہے یعنی وہ ظلم کے کاموں سے بچتے ہیں۔ یہاں ظلم کے تین کاموں کا ذکر کیا گیا ہے زنا، امانت میں خیانت اور بدعہدی۔ زنا بھی ایک بہت بڑا ظلم ہے فرمایا فلاح پانیوالوں کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ اپنی شرمگاہو

کو ناجائز اور غیر محل میں استعمال کرنے سے محفوظ رکھتے ہیں حضرت شیخ فرماتے ہیں زنا اس لئے ظلم ہے کہ زنا سے جو بچہ پیدا ہوگا اُسے یا تو تہمت کے خوف سے قتل کر دیا جائیگا یا اسے کہیں پھینک دیا جائے گا۔ اور وہ مادر و پدر کی شفقت سے محروم رہیگا اور در بدر خوار ہوگا۔ یہ دونوں ظلم ہیں ۷ الا علی ازواجھم الخ یہ ماقبل سے مستثنیٰ ہے مرد کو صرف دو قسم کی عورتوں کے ساتھ جنسی اختلاط کی اجازت دی گئی ہے اول وہ عورت جو ازروئے شریعت اسلامیہ اسکی بیوی ہو۔ دوم وہ عورت جو شرعی طور پر اس کی زر خرید لونڈی ہو۔ دنیا میں اس دوسری قسم کا وجود باقی نہیں رہا۔ فمن ابتغی وراء ذلك الخ جو لوگ مذکورہ بالا دونوں جگہوں کے علاوہ شہوت رانی کریں وہ ظالم اور حد سے گذرنے والے ہیں اور حلال سے حرام کیطرف بڑھنے والے ہیں۔ ای الظلمون المجاوزون الحد من الحلال الی الحرام الخ (خازن ومعالم ج ۵ ص ۳۲) یہ آیت متعہ، لواطت، اور استمناء بالید کی حرمت پر دلیل ہے کیونکہ یہ تمام صورتیں وراء ذالک میں داخل ہیں وفیہ دلیل علی تحریم المتعۃ والاستمناء بالکف لارادۃ الشھوۃ (مدارک ج ۳ ص ۸۵) ویدخل فیما وراء ذالك الزنا واللواط ومواقعۃ البھائم مما لاخلاف فیہ (روح ج ۱۸ ص ۷) روافض کہتے ہیں جس عورت سے متعہ کیا جائے چونکہ وہ بھی بیوی کے حکم میں ہے اس لئے وہ ، ازواجھم میں داخل ہے اور وراء ذالک میں داخل نہیں لہذا اس آیت سے نکاح متعہ کی حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ اسکا جواب یہ ہے کہ متعہ والی بیوی ازروئے شریعت بیوی نہیں کیونکہ اس کے احکام شرعی زوجہ سے بالکل مختلف ہیں دونوں کا فرق سمجھنے سے پہلے متعہ کی حقیقت سمجھ لیجئے۔ نکاح متعہ کی صورت یہ ہے کہ ایک مرد ایک عورت کے ساتھ معین رقم کے بدلے معین مدت تک نکاح کرے۔ اب دونوں کے احکام ملاحظہ ہوں جو شرعی طور پر ایک مرد کی بیوی ہو اس کے احکام حسب ذیل ہیں (۱) اگر وہ فوت ہو جائے تو خاوند اسکا وارث ہوگا اور اگر خاوند فوت ہو جائے تو وہ اس کی وارث ہوگی۔ (۲) جو اولاد پیدا ہوگی وہ اس کے خاوند کی کہلائیگی (۳) خاوند کی جانب سے طلاق دیئے بغیر وہ اس کے نکاح سے باہر نہیں ہو سکے گی (۴) طلاق کے بعد عدت سے پہلے وہ کسی دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکے گی لیکن ممتوعہ یعنی جس عورت سے کسی نے متعہ کیا ہو (۱) اس کے اور متعہ کرنیوالے کے درمیان وراثت جاری نہیں ہوگی (۲) اولاد بھی شرعًا اس کے ساتھ ملحق نہ ہوگی (۳) طلاق کی ضرورت نہیں مدت ختم ہونے پر نکاح بھی ختم ہو جائیگا اور (۴) عدت کی بھی ضرورت نہیں پہلے متعہ کی مدت ختم ہوتے ہی دوسری جگہ متعہ کر سکتی ہے۔ اس طرح ممتوعہ شرعی بیوی کے حکم میں داخل نہیں اور لامحالہ وراء ذالک ہی میں داخل ہے۔ وھذا یقتضی تحریم الزنی وما قلناہ من الاستمناء ونکاح المتعۃ لان المتمتع بھا لا تجری مجری الزوجات لا ترث ولا تورث ولا یلحق بہ ولدھا، ولا یخرج من نکاحھا بطلاق یستأنف لھا وانما یخرج بانقضاء المدۃ التی عقدت علیھا وصارت کالمستأجرۃ (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۰۶) ۸ والذین ھم لامنٰتھم الخ یہ تیسری صفت سے متعلق ہے یعنی وہ ظلم کے کاموں سے بچتے ہیں۔ اس آیت میں ظلم کے دو کاموں کی طرف اشارہ ہے امانت میں خیانت اور بدعہدی یہ دونوں باتیں دوسروں کے حق میں ظلم ہیں اس لئے فرمایا کہ فلاح کامل صرف ان مومنوں کو حاصل ہوگی جو ظلم کے ان کاموں سے بھی بچیں گے ۹ والذین ھم علی صلوٰتھم الخ یہ امر دوم کا اعادہ ہے

هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ⑪ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ
وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے اور ہم نے بنایا ۱۱ آدمی کو
سُلٰلَةٍ مِّنْ طِينٍ ⑫ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ
چنی ہوئی مٹی سے پھر ہم نے رکھا اسکو ۱۲ پانی کی بوند کرکے ایک جمے ہوئے
مَّكِينٍ ⑬ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا
ٹھکانہ میں پھر بنایا ۱۳ اس بوند سے لہو جما ہوا پھر بنائی
الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا
اس لہو جمے ہوئے سے گوشت کی بوٹی پھر بنائیں اس بوٹی سے ہڈیاں پھر پہنایا
الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ أَنْشَأْنٰهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبٰرَكَ
ان ہڈیوں پر گوشت پھر اٹھا کھڑا کیا اسکو ایک نئی صورت میں سو بڑی برکت
اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخٰلِقِينَ ⑭ ثُمَّ إِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ
اللہ کی جو سب سے بہتر بنانیوالا ہے پھر تم اس کے بعد ۱۴
لَمَيِّتُونَ ⑮ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُونَ ⑯ وَ
مروگے پھر تم قیامت کے دن کھڑے کئے جاؤگے اور
لَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ وَمَا كُنَّا
ہم نے بنائے ہیں تمہارے اوپر سات رستے ۱۵ اور ہم نہیں ہیں
عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِينَ ⑰ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً
خلق ۱۶ سے بے خبر اور اتارا ہم نے آسمان سے ۱۷ پانی
بِقَدَرٍ فَأَسْكَنّٰهُ فِي الْأَرْضِ وَإِنَّا عَلٰى ذَهَابٍ
ماپ کر پھر اسکو ٹھہرا دیا زمین میں اور ہم اس کو لے جائیں تو
بِهٖ لَقٰدِرُونَ ⑱ فَأَنْشَأْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ
لے جا سکتے ہیں پھر اگا دئے تمہارے واسطے ۱۸ اس سے باغ

فتح الرحمٰن ۱۵ یعنی نفخ روح و روئیدن ناخن و موئی ۱۲۔

اور اعادہ کا فائدہ یہ ہے کہ پہلے الذین ھم فی صلاتھم خشعون میں نماز میں خشوع و خضوع کرنے کا ذکر تھا اور یہاں فرائض و واجبات، آداب و مستحبات اور
وقتوں کی پابندی کی رعایت سے بلاناغہ نماز قائم کرنے کا ذکر فرمایا کیونکہ لفظ محافظت ان تمام باتوں کو شامل ہے المراد بالمحافظۃ التعھد لشروطھا
من وقت وطھارۃ وغیرھما والقیام علی ارکانھا واتمامھا حتی یکون ذالک دابہ فی کل وقت الخ (کبیرج ۶ ص۲۷۳) ۱۰ اولئک ھم
الورثون الخ یہ مومنوں کے لئے بشارت اخروی ہے اولئک سے المومنون مراد ہیں جو مذکورہ بالا اوصاف ثلثہ سے متصف ہوں یعنی خداوند تعالیٰ سے ڈرتے
رہیں۔ ہر قسم کے شرک اور ہر قسم کے ظلم سے بچتے رہیں ایسے مومن ہی جنت الفردوس کے مستحق اور وارث ہیں ھم فیھا خلدون اور وہ جنت الفردوس میں
ہمیشہ رہیں گے نہ جنت فنا ہوگا نہ جنتی فنا ہوں گے اور نہ انہیں اس سے نکالا ہی جائے گا۔ ومعنی الکلام لا یموتون ولا یخرجون منھا (روح ج ۸ ص۱۲)
عذاب سے بچنے کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر کرنے کے بعد آگے اصل دعوے پر دلائل کا سلسلہ شروع ہو رہا ہے ۱۱ ولقد خلقنا الخ یہ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے
اور اس سے نفی شرک فی التصرف مقصود ہے ولقد خلقنا الانسان ـــ تا ـــ یوم القیمۃ تبعثون میں انسانی زندگی کے مختلف چار ادوار کا ذکر کیا گیا ہے
(۱) رحم مادر میں رہنے کا زمانہ (۲) دنیوی زندگی کا دور (۳) برزخی زندگی کا دور (۴) اخروی زندگی کا دور۔ مقصد یہ ہے کہ انسانی زندگی کے یہ تمام انقلابات
خداوند تعالیٰ کے اختیار و تصرف میں ہیں اور کسی غیر اللہ کو ان میں کوئی دخل نہیں لہذا وہی سب کا کارساز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کا تفصیل سے
ذکر کرکے انسان کو اس طرف متوجہ فرمایا کہ ہم نے کس طرح تجھے پیدا فرمایا۔ کیا اس طرح کوئی کر سکتا ہے لیکن پھر بھی مشرکین اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں حالانکہ
جانتے ہیں کہ خالق اللہ کے سوا کوئی نہیں جیسا کہ ارشاد ہے ولئن سألتھم من خلقھم لیقولن اللہ (زخرف ع ۷) اس سے معلوم ہوا کہ دلیل میں حصر ہے
یعنی اس عجیب و غریب طریقہ سے میں نے انسان کو پیدا کیا ہے اس طرح اور کوئی نہیں کر سکتا۔ الانسان میں لام عہد کے لئے اور اس سے مراد حضرت آدم ع
ہیں جو تمام نوع بشر کے جد امجد ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے مٹی کے خلاصے اور ست سے پیدا فرمایا ۱۲ ثم جعلنہ الخ یہ انسانی زندگی کے ادوار اربعہ میں سے پہلے
دور کا ذکر ہے پھر اس دور میں یعنی رحم مادر میں انسان کو چھ حالتوں سے گذرنا پڑتا ہے۔ پہلی حالت وہ ہے جب نطفہ رحم مادر میں ٹھہرتا ہے اس آیت میں
اسی حالت اولیٰ کا ذکر ہے ضمیر مفعول الانسان کی طرف راجع ہے اور اس سے پہلے مضاف مقدر ہے۔ ای ثم جعلنا نسلہ ـــ ویکون (النطفۃ)
منصوبا بنزع الخافض واختارہ بعض المحققین ای ثم خلقنا الانسان من نطفۃ کائنۃ فی قرار الخ (روح ج ۸ ص۱۳) اور قرار مکین یعنی قرار کی محفوظ
جگہ سے مراد رحم مادر ہے۔ (فی قرار) مستقر یعنی الرحم (مدارک ج ۳ ص۸۲) ۱۳ ثم خلقنا النطفۃ الخ یہ رحم مادر میں دوسری حالت ہے۔ علقۃ
نطفہ قرار پا جانے کے کچھ عرصہ بعد ہم اسے جمے ہوئے خون کی شکل میں بدل دیتے ہیں۔ فخلقنا العلقۃ مضغۃ یہ تیسری حالت ہے پھر اس جمے ہوئے خون کو گوشت
کے ٹکڑے کی حالت میں منقلب کر دیتے ہیں۔ فخلقنا المضغۃ عظما یہ چوتھی حالت ہے عظاما کا مضاف مقدر ہے اور یہ اس کا قائم مقام ہے ای ذا عظام یعنی پھر
ہم اس گوشت میں ہڈیاں پیدا کر دیتے ہیں۔ فکسونا العظم لحما پانچویں حالت ہے یعنی پھر ہم ہڈیوں پر گوشت چڑھا دیتے ہیں۔ ثم انشأنہ خلقا اخر یہ چھٹی
حالت ہے یعنی اس کے بعد ہم اس میں روح پھونک کر ایک جداگانہ مخلوق بنا دیتے ہیں جو پہلی تمام حالتوں سے بالکل مختلف ہوتی ہے پہلے وہ بالکل جماد اور بے حس و
حرکت تھا اور اس کے اعضاء بھی ناقص تھے لیکن اب ہم نے اسکو جاندار اور سمیع و بصیر بنا دیا اور تمام اعضاء کامل بنا دیئے۔ ای خلقا مباینا للخلق الاول مباینۃ
ما ابعد ھا حیث جعل حیوانا وکان جمادا و ناطقا وکان ابکم وسمیعا وکان اصم وبصیرا وکان اکمہ وودع باطنہ وظاھرہ بل کل عضو من اعضائہ
وکل جزء من اجزاءہ عجائب فطرۃ وغرائب حکمۃ لا یحیطبھا وصف الواصفین ولا شرح الشارحین (کبیرج ۶ ص۲۷۵) فتبرک اللہ الخ یہ دلیل مذکور
کا ثمرہ اور نتیجہ ہے یعنی جو اللہ تعالیٰ کمال قدرت اور حسن صنعت سے ایک حقیر نطفے کو مختلف احوال سے گذار کر ایک خوبصورت تام الخلقت اور کامل الحواس انسان
کی شکل میں پیدا کرتا ہے جب یہ سب کچھ وہی کرتا ہے تو برکات دہندہ اور سب کا کارساز بھی وہی ہے اور اس کے سوا کوئی متصرف و برکات دہندہ نہیں،
لخلقین بمعنی موجدین یا مقدرین ہے ۱۴ ثم انکم بعد ذالک الخ یہ انسانی زندگی کا تیسرا دور ہے اور تخویف اخروی ہے یعنی عالم برزخ۔ دوسرے
دور کا صراحۃً ذکر نہیں لیکن اشارۃً وہ مفہوم ہو رہا ہے ثم انکم یوم القیمۃ تبعثون یہ چوتھے دور کا ذکر ہے یعنی اس دنیا میں ہمیشہ نہیں رہو گے آخر ایک دن
تمھیں مرنا ہے اور مرنے کے بعد پھر تمہیں زندہ کیا جائے گا اور تم خدا کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے اس لئے حیا کرو اور خدائے قہار کے عذاب سے ڈرو اور اس
کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کرو ۱۵ ولقد خلقنا فوقکم ـــ تا ـــ وصبغ للاکلین یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے پہلی دلیل میں انسان کی پیدائش کا ذکر دوسری اور
تیسری دلیلوں میں انسان پر کئے گئے گوناگوں انعامات کا ذکر کیا گیا ہے اس دلیل کے تین حصے ہیں پہلے حصے میں انسانوں کی پیدائش کا ذکر ہے دوسرے حصے میں آسمانوں
سے بارش برسانے اور تیسرے حصے میں زمین میں انواع و اقسام رزق پیدا کرنے کا ذکر ہے۔ اس سے ایک طرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ قادر و متصرف، کارساز اور عالم الغیب
صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور دوسری طرف یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ تمام غلے، پھل اور میوے اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا فرمائے ہیں لہذا ان چیزوں سے نذر و نیاز بھی صرف اسی کے
نام کی دیا کرو۔ ولقد خلقنا فوقکم الخ یہ دلیل کا پہلا حصہ ہے جس سے دعوے کا پہلا حصہ ثابت ہوتا ہے کہ متصرف و کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہے طرائق، طریقۃ کی جمع ہے اور
اس سے مراد آسمان ہیں کیونکہ جو چیز کسی دوسری چیز کے اوپر ہو اُسے طریقۃ کہتے ہیں اور آسمان چونکہ ایک دوسرے کے اوپر ہیں اس لئے انھیں طرائق کہا گیا یا طریقۃ راستے
کے معنی میں ہے اور آسمانوں میں چونکہ فرشتوں کے صعود و نزول کے لئے راستے ہیں اس لئے انھیں طرائق کہا گیا ہے قیل للسموٰت طرائق لان بعضھا فوق بعض و
العرب تسمی کل شئی فوق شئی طریقۃ وقیل لانھا طرائق الملائکۃ (قرطبی ج ۲ ص۱۱۱) قال علی بن عیسے سمیت بذالک لانھا طرائق للملئکۃ فی العروج
والسوط والطیران الخ (کبیرج ۶ ص۲۷۷ کذا فی جامع البیان ص۲۹۹) ۱۶ وما کنا عن الخلق الخ۔ اس سے دعوے کا دوسرا حصہ ثابت ہوتا ہے کہ عالم الغیب

اللہ تعالیٰ ہی ہے یہ ایسا بے پایاں جہان پیدا کرکے ہم اس مخلوق سے بے خبر نہیں ہیں بلکہ ہم باقاعدہ ساری مخلوقات کی دیکھ بھال، سارے عالم کی تدبیر اور تمام جہانوں کی پرورش کررہے ہیں بل نعلم جمیع المخلوقات جلھا و دقھا فندبر امرھا (جامع البیان) جب سارے جہان کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے اور سارے عالم کا مدبر و قیوم اور سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے تو سب کا کارساز بھی وہی ہے اور کوئی نہیں ۱۷ے وانزلنا الخ یہ دوسری عقلی دلیل کا دوسرا حصہ ہے یعنی ہم پورے اندازے سے بارش برساتے ہیں جس سے زمین میں غلے اور پھل پیدا ہوتے ہیں فاسکنّٰہ فی الارض ضرورت سے زائد پانی کو ہم زمین میں جذب کرکے یا وادیوں میں جمع کر کے

نَخِیۡلٍ وَّ اَعۡنَابٍ ۘ لَکُمۡ فِیۡہَا فَوَاکِہُ کَثِیۡرَۃٌ وَّ مِنۡہَا

کھجور اور انگور کے تمہارے واسطے ان میں میوے ہیں بہت اور انہی میں سے

تَاۡکُلُوۡنَ ﴿۱۹﴾ وَ شَجَرَۃً تَخۡرُجُ مِنۡ طُوۡرِ سَیۡنَآءَ

کھاتے ہو اور وہ درخت جو نکلتا ہے سینا پہاڑ سے ۱۹ے

تَنۡۢبُتُ بِالدُّہۡنِ وَ صِبۡغٍ لِّلۡاٰکِلِیۡنَ ﴿۲۰﴾ وَ اِنَّ لَکُمۡ

لے اُگتا ہے تیل اور روٹی ۲۰ے ڈبونا کھانیوالوں کیواسطے اور تمہارے لئے

فِی الۡاَنۡعَامِ لَعِبۡرَۃً ؕ نُسۡقِیۡکُمۡ مِّمَّا فِیۡ بُطُوۡنِہَا وَ

چوپایوں میں ۲۱ے دھیان کرنیکی بات ہے پلاتے ہیں ہم تمکو ان کے پیٹ کی چیز سے اور

لَکُمۡ فِیۡہَا مَنَافِعُ کَثِیۡرَۃٌ وَّ مِنۡہَا تَاۡکُلُوۡنَ ﴿۲۱﴾ وَ عَلَیۡہَا

تمہارے لئے ان میں بہت منافع ہیں اور بعضوں کو کھاتے ہو اور اُن پر

وَ عَلَی الۡفُلۡکِ تُحۡمَلُوۡنَ ﴿۲۲﴾ وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا

اور کشتیوں پر لدے پھرتے ہو اور ہم نے بھیجا نوح کو

اِلٰی قَوۡمِہٖ فَقَالَ یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمۡ

اس کی قوم کے پاس ۲۲ے تو اسنے کہا اے قوم بندگی کرو اللہ کی تمہارا کوئی

مِّنۡ اِلٰہٍ غَیۡرُہٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوۡنَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ الۡمَلَؤُا

حاکم نہیں اسکے سوائے کیا تم ڈرتے نہیں تب بولے سردار

الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ قَوۡمِہٖ مَا ہٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ

جو ۲۳ے کافر تھے اس کی قوم میں یہ کیا ہے ایک آدمی ہے

مِّثۡلُکُمۡ ۙ یُرِیۡدُ اَنۡ یَّتَفَضَّلَ عَلَیۡکُمۡ ؕ وَ لَوۡ شَآءَ

جیسے تم چاہتا ہے کہ بڑائی کرے تم پر اور اگر اللہ چاہتا

اللّٰہُ لَاَنۡزَلَ مَلٰٓئِکَۃً ۚۖ مَّا سَمِعۡنَا بِہٰذَا فِیۡۤ اٰبَآئِنَا

تو اتارتا فرشتے ہم نے یہ نہیں سنا اپنے ۲۴ے اگلے باپ

وقف لازم

ع ۲۲ ۱

ر۱ توحید پر تیسری عقلی دلیل ۱۲

ر۲ توحید پر پہلی نقلی دلیل ۱۲

ر۳ قوم کو دعوت توحید ۱۲

محفوظ کردیتے ہیں جیسے چشموں اور ندیوں کی صورت میں بہاتے ہیں یا تم کنوئیں اور نہریں کھود کر اُسے حاصل کرتے اور اس سے فائدہ حاصل کرتے ہو۔ ھذا الذی ذکر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ واخبر بانہ استودعہ فی الارض وجعلہ مخزونا لسقی الناس یجدونہٗ عند الحاجۃ الیہ وھو ماء الانھار والعیون وما یستخرج من الآبار (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۱۲) وانا علے ذھاب الخ یہ ایک قسم کی تخویف دنیوی ہے یعنی ہم اس بات پر بھی قادر ہیں کہ ذخیرہ آب کو بخارات بنا کر اڑا دیں یا زمین میں اس طرح جذب کردیں کہ تم اس سے فائدہ نہ اٹھا سکو اور تم اور تمہارے چوپائے پیاس سے ہلاک ہوجائیں ۱۸ے فانشأنا لکم الخ یہ دوسری عقلی دلیل کا تیسرا حصہ ہے یہ کھجور اور انگور کے باغات ہم ہی نے پیدا کئے اس کے علاوہ اور بہت سے میوے پیدا کئے ومنھا تاکلون۔ من تبعیضیہ ہے ای بعضہا یعنی ان پھلوں اور میووں کی تجارت سے بھی فائدہ اٹھاتے ہو اور ان میں سے کچھ خود کھاتے بھی ہو یا من ابتدائیہ ہے اور اکل سے مجازًا روزی کمانا مراد ہے یعنی ان پھلوں اور میووں کی تجارت سے تم روزی کماتے ہو ومن ابتدائیۃ وقیل انھا تبعیضیۃ ومضمونھا مفعول (تاکلون) والمراد بالاکل معناہ الحقیقی (روح ج ۱۸ ص ۲۱) ومنھا تاکلون من قولھم فلان یاکل من حرفۃ یحترفھا ومن صنعۃ یعتلھا ومن تجارۃ یتربح بھا یعنون انھا طعمتہ وجھتہ التی منھا یحصل رزقہ الخ (بحر ج ۶ ص ۴۰۰) ۱۹ے وشجرۃ الخ یہ جنّٰت پر معطوف ہے اور اس درخت سے زیتون کا درخت مراد ہے طور سیناء وہی پہاڑ ہے جس پر موسےٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتے تھے طور بمعنی پہاڑ اور سیناء اس پہاڑ کا نام ہے یہ پہاڑ ملک شام میں واقع ہے اس پر زیتون بکثرت پیدا ہوتا ہے تنبت بالدھن الخ جملہ شجرۃ کی صفت ہے اور با ملابست ومصاحبت کے لئے ہے جس کا متعلق محذوف ہے اور وہ تنبت کے فاعل سے حال واقع ہے ای تنبت متلبسۃ بالدھن (روح) یعنی وہ درخت پیدا ہوتا ہے تو روغن بھی اس کے ساتھ ہوتا ہے یا با بمعنی مع ہے اور یہ حال ہے۔ قال الزجاج الباء للحال ای تنبت ومعھا الدھن (مدارک ج ۳ ص ۹۰) روغن سے روغن زیتون مراد ہے ۲۰ے وصبغ للاکلین یہ الدھن پر معطوف ہے اور صبغ کے لغوی معنی رنگ کے ہیں لیکن اس سے مراد سالن ہے یعنی جس چیز کے ہمراہ روٹی کھائی جائے تاکہ وہ خوشگوار ہوجائے صبغ سے مراد روغن زیتون ہی ہے کیونکہ عرب کے لوگوں میں یہ ایک عمدہ سالن شمار ہوتا تھا یا اس سے زیتون کا پھل مراد ہے جو بطور سالن استعمال ہوتا تھا جعل اللہ فی ھذہ الشجرۃ المبارکۃ ادما وھو الزیتون ودھنا وھو الزیت (خازن ومعالم ج ۵ ص ۳۵) اب غور کرو یہ ساری چیزیں اللہ تعالےٰ نے

پیدا کی ہیں اور یہ سارے انعامات اُسی نے عطاء فرمائے ہیں اس لئے اُسی کو کارساز سمجھو حاجات میں غائبانہ اُسی کو پکارو۔ اور اس کے پیدا کئے ہوئے غلوں اور پھلوں سے اُسی کے نام کی نذریں دو ۲۱؎ وان لکم فی الانعام لعبرۃ الخ یہ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے فرمایا ان چوپایوں میں بھی تمہارے لئے عبرت اور توحید کے دلائل ہیں ھمافی بطونھا۔ ما سے دودھ مراد ہے یہ ہماری قدرت کی ایک نشانی ہے کہ ہم چوپایوں کے پیٹ سے گوبر اور خون سے بالکل پاک صاف دودھ پیدا کرتے ہیں جو تمہیں لذیذ اور خوشگوار غذا کا کام دیتا ہے ولکم فیہا منافع الخ اس کے علاوہ ان چوپایوں میں تمہارے لئے اور بہت فائدے ہیں مثلاً انکی تجارت کے ذریعے دولت کماتے ہو ومنہا تاکلون

الاولین ۲۴ ان ھو الا رجل بہ جنۃ فتربصوا
دادوں میں اور کچھ نہیں یہ ایک مرد ہے ۲۵؎ کہ اس کو سودا ہے سو راہ دیکھو
بہ حتی حین ۲۵ قال رب انصرنی بما کذبون ۲۶
اس کی ایک وقت تک بولا اے رب تو مدد کر میری ۲۶؎ کہ انہوں نے مجھ کو جھٹلایا
فاوحینا الیہ ان اصنع الفلک باعیننا ووحینا
پھر ہم نے حکم بھیجا اسکو کہ بنا کشتی ۲۷؎ ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہمارے حکم
فاذا جاء امرنا وفار التنور فاسلک فیہا من
سے پھر جب پہنچے ہمارا حکم اور ابلے تنور تو تو ڈال لے کشتی میں
کل زوجین اثنین واھلک الا من سبق
ہر چیز کا جوڑا دو دو اور اپنے گھر کے لوگ مگر جس کی قسمت میں پہلے
علیہ القول منھم ولا تخاطبنی فی الذین
سے ٹھہر چکی ہے بات اور مجھ سے بات نہ کر ان ظالموں
ظلموا انھم مغرقون ۲۷ فاذا استویت انت
کے واسطے بیشک ان کو ڈوبنا ہے پھر جب چڑھ چکے تو ۲۸؎
ومن معک علی الفلک فقل الحمد للہ الذی
اور جو تیرے ساتھ ہے کشتی پر تو کہہ شکر اللہ کا جس نے
نجنا من القوم الظلمین ۲۸ وقل رب
چھڑایا ہمکو گنہگار لوگوں سے اور کہہ اے رب
انزلنی منزلا مبرکا وانت خیر المنزلین ۲۹
اتار مجھ کو برکت کا اتارنا اور تو ہے بہتر اتارنے والا
ان فی ذلک لایت وان کنا لمبتلین ۳۰ ثم
اس میں نشانیاں ہیں ۲۹؎ اور ہم ہیں جانچنے والے ۳۰؎ پھر

چوپائے زندہ ہوں تو بھی تمہارے لئے ان میں منافع ہیں اور اگر ان کو ذبح کر لو تو بھی ان کا گوشت کھاتے ہو اور ان کی کھالیں فروخت کر کے روزی کماتے ہو۔ وعلیھا الخ بعض چوپائے تمہاری سواری اور بار برداری کے کام آتے ہیں اسی طرح یہ دونوں کام تم کشتیوں سے بھی لیتے ہو جو محض اللہ تعالےٰ کی قدرت اور اسکی مہربانی سے صحیح سلامت دریاؤں اور سمندروں میں سفر کرتی ہیں جس اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اور مہربانی سے یہ تمام نعمتیں عطاء کی ہیں وہی سب کا کارساز ہے اور وہی ہر قسم کی عبادت اور پکار کا مستحق ہے یہاں تک دلائل عقلیہ ختم ہوئے اب آگے دلائل نقلیہ کا ذکر ہے ۲۲؎

ولقد ارسلنا الخ توحید پر پہلی نقلی دلیل از حضرت نوح علیہ السلام۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو یہ پیغام دیا۔ یقوم اعبدوا اللہ مالکم من الہ غیرہ یعنی جب سب کچھ کرنے والا وہی ہے تو عبادت بھی اسی کی بجالاؤ یعنی حاجات و مشکلات میں صرف اُسی کو پکارو۔ کیونکہ اس کے سوا کوئی کارساز اور مستحق عبادت نہیں عبادت بمعنی دعاء ہی ہے کیونکہ حدیث میں ہے الدعاء مخ العبادۃ۔ افلا تتقون۔ کیا تم اللہ کے عذاب سے نہیں ڈرتے ہو اور اس کے ساتھ شرک کرتے اور غیر اللہ کو غائبانہ پکارتے ہو ۲۳؎ فقال الملؤا الخ قوم کے مشرک سرداروں نے لوگوں کو حضرت نوح ؑ سے بدظن کرنے کے لئے عوام سے کہا کہ نوح ؑ پیغمبر نہیں ہے وہ تو تم جیسا بشر اور انسان ہے پھر اس میں کون سی خوبی ہے کہ وہ رسالت و نبوت کا مستحق ہو بات دراصل یہ ہے کہ نوح ؑ پیغمبری کا دعوے کر کے قوم کا سردار اور بڑا آدمی بننا چاہتا ہے اہل دنیا چونکہ خود اس بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں اس لئے اہل حق کو اس کا طعنہ دیتے ہیں ولو شاء اللہ الخ اگر اللہ تعالیٰ کو رسول

اہتمام صفات کارسازی ۱۲۔

۲؎ یعنی دلائل مذکورہ ۱۲۔ ۳؎ مخففہ من المثقلہ ۴؎ یہ دلیل اول کا ثمرہ ہے ۱۲۔

بھیجنا مقصود تھا تو وہ کسی فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتا یہ نوح تو بشر ہے اس لئے وہ ہرگز نبی نہیں کیونکہ بشر نبی نہیں ہو سکتا۔ عیاذاً باللہ ــــ بیان لعدم رسالۃ البشر علی الاطلاق علی زعمھم الفاسد بعد تحقیق بشریتہ علیہ السلام (روح ج ۱۸ ص ۲۵) ۲۴؎ ما سمعنا الخ ھذا سے اس کلام کی طرف اشارہ ہے جس میں حضرت نوح علیہ السلام نے ان کو توحید کی طرف دعوت دی یا بشر ہونے کی طرف اشارہ ہے (بھذا) ای بارسال بشر رسولا او بما یامرنا بہ من التوحید (مدارک ج ۳ ص ۹۰) الذی یدعونا الیہ نوح (خازن و معالم ج ۵ ص ۳۶) یعنی ہم نے اپنے باپ دادا سے یہ مسئلہ توحید آج تک نہیں سنا جس کی نوح (علیہ السلام) دعوت دیتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ حضرت آدم، شیث اور ادریس علیہم السلام کی تعلیم کو یکسر بھول چکے تھے یا محض ضد و عناد کی وجہ سے اس کا انکار کیا۔ ثم ان قولھم ھذا اما لکونھم و اباءھم فی فترۃ و اما لفرط غلوھم فی التکذیب والعناد او لانھماکھم فی الغی والفساد (روح ج ۱۸ ص ۲۵) ۲۵؎ ان ھو الخ

أَنشَأْنَا مِنۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا ءَاخَرِينَ ﴿٣١﴾ فَأَرْسَلْنَا فِيهِمْ
اٹھائی ہم نے ان سے پیچھے ایک جماعت اور پھر بھیجا ہم نے ۳۱ ان میں
رَسُولًا مِّنْهُمْ أَنِ ٱعْبُدُوا ٱللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُۥٓ
ایک رسول انہیں کا کہ بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا حاکم اسکے سوائے
أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٣٢﴾ وَقَالَ ٱلْمَلَأُ مِن قَوْمِهِ ٱلَّذِينَ
پھر کیا تم ڈرتے نہیں اور بولے سردار اس کی قوم کے ۳۲ جو
كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِلِقَآءِ ٱلْءَاخِرَةِ وَأَتْرَفْنَٰهُمْ فِى
کافر تھے اور جھٹلاتے تھے آخرت کی ملاقات کو اور آرام دیا تھا انکو ہم نے
ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا مَا هَٰذَآ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا
دنیا کی زندگی میں اور کچھ نہیں یہ ایک آدمی ہے ۳۳ جیسے تم کھاتا ہے جس قسم سے
تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ ﴿٣٣﴾ وَلَئِنْ
تم کھاتے ہو اور پیتا ہے جس قسم سے تم پیتے ہو اور کہیں
أَطَعْتُم بَشَرًا مِّثْلَكُمْ إِنَّكُمْ إِذًا لَّخَٰسِرُونَ ﴿٣٤﴾ أَيَعِدُكُمْ
تم چلنے لگے کہنے پر ایک آدمی کے اپنے برابر کے اور تم بیشک خراب ہوئے کیا تمکو وعدہ دیتا
أَنَّكُمْ إِذَا مِتُّمْ وَكُنتُمْ تُرَابًا وَعِظَٰمًا أَنَّكُم
ہے ۳۴ کہ جب تم مر جاؤ اور ہو جاؤ مٹی اور ہڈیاں تو تمکو
مُّخْرَجُونَ ﴿٣٥﴾ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوعَدُونَ ﴿٣٦﴾ إِنْ
نکلنا ہے کہاں ہو سکتا ہے کہاں ہو سکتا ہے جو وعدہ تم کو ملتا ہے اور کچھ نہیں
هِىَ إِلَّا حَيَاتُنَا ٱلدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ
یہی جینا ہے ہمارا ۳۵ دنیا کا مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہم کو پھر
بِمَبْعُوثِينَ ﴿٣٧﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ ٱفْتَرَىٰ عَلَى ٱللَّهِ كَذِبًا
اٹھنا نہیں اور کچھ نہیں یہ ایک مرد ہے باندھ لایا ہے اللہ پر جھوٹ

ع ۲

دوسری نقلی دلیل ۱۲

یہ بھی رؤساء مشرکین کا قول ہے نوح ایک ایسی بات کہتا ہے (یعنی صرف ایک اللہ ہی کو پکارو) جو ہم نے آج تک نہیں سنی اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دیوانہ ہے اور اس کے حواس درست نہیں ہیں۔ معاذ اللہ! اس لئے اسے اسکے حال پر چھوڑ دو۔ شاید کچھ عرصہ کے بعد اسکی دماغی حالت درست ہو جائے اور وہ اپنے اس عجیب و غریب دعوٰی سے باز آجائے۔ یہ مشرکین کی ضد و عداوت کی انتہا تھی **۲۶** قال رب انصرنی الخ حضرت نوح علیہ السلام ساڑھے نو سو سال اپنی قوم کو توحید کی دعوت دیتے رہے مگر قوم ضد و عناد سے اپنے مشرکانہ عقائد و اعمال پر جمی رہی تو ان کے راہ راست پر آنے سے مایوس ہو کر حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی "اے اللہ میری متواتر تبلیغ و دعوت پر ان کے مسلسل انکار و جحود کی وجہ سے اب انہیں ہلاک کر دے اور میری تکذیب کا ان سے انتقام لے" ای اھلکھم بسبب تکذیبھم ایای (کبیر ج ۶ ص ۲۰۳) **۲۷** فاوحینا الخ حضرت نوح علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے قوم کو طوفان سے ہلاک کرنیکا فیصلہ فرمایا۔ اس پر نوح علیہ السلام اور مومنوں کے بچاؤ کی تدبیر ارشاد فرمائی کہ ہماری ہدایات کے مطابق ایک کشتی تیار کر لو اور جب تنور میں سے پانی ابلنے لگے فوراً خود بھی اس میں سوار ہو جاؤ اور اپنے مومن اہل و عیال اور دوسرے مومنوں کو بھی اس میں سوار کر لو اور جن جانوروں کی زیادہ ضرورت ہے ان میں سے بھی ایک ایک جوڑا (نر و مادہ) ساتھ لے لو۔ اور اب ان مشرکین کے بارے میں کسی قسم کی سفارش وغیرہ نہ کرنا کیونکہ اب ہم انھیں ہلاک کرنیکا فیصلہ کر چکے ہیں **۲۸** فاذا استویت الخ جب تم اپنے ہمراہیوں کے ساتھ کشتی میں سوار ہو جاؤ تو شکر نعمت کے طور پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرو جس نے ظالم و سرکش قوم سے تم کو نجات دی ہے وہی تو کارساز اور مصائب و مشکلات سے نجات دینے والا ہے وقل رب انزلنی الخ اور یہ بھی دعا مانگو کہ اے اللہ اس کشتی سے مجھے صحیح سلامت اتار یو اور میرے اترنے کو دین و دنیا کی برکات کا سبب بنائیو (منزلا مبارکا) یتسبب لمزید الخیر فی الدارین (روح ج ۸ ص ۲۸) **۲۹** ان فی ذالک الخ ذالک سے واقعہ مذکورہ کیطرف اشارہ ہے یعنی حضرت نوح علیہ السلام اور مومنوں کو بچانے اور مشرکین کو ہلاک کرنے میں ہماری قدرت کاملہ کی نشانیاں ہیں اور منکرین کے لئے عبرت اور موعظت ہے اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین کی مدد کرتا اور ان کے دشمنوں اور منکرین توحید کو ہلاک کرتا ہے ای دلالات علی کمال قدرۃ اللہ تعالیٰ وانہ ینصر انبیاءہ و یہلک اعداءھم (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۲۰)

۳۰ وان کنا الخ ان مخففہ من المثقلہ ہے اور اسکا اسم ضمیر شان محذوف ہے۔ ابتلاء۔ بلاء سے ہے بمعنی امتحان یا عذاب حضرت شیخ قدس سرہ نے دوسرے معنی کو ترجیح دی ہے وان ای انہ کنا لمبتلین مختبرین قوم نوح البلاء او عبادنا لننظر من یعتبر او مصیبین قوم نوح ببلاء عظیم (جامع البیان ص ۳۰۰) ای وان الشان کنا مصیبین قوم نوح ببلاء عظیم و عقاب شدید او مختبرین بھذہ الآیات عبادنا لننظر من یعتبر و یتذکر (روح) یعنی ہم نے یہ اس لئے کیا تاکہ قوم نوح کو سخت ترین عذاب میں مبتلا کریں یا مطلب یہ ہے کہ ہم نے یہ سب کچھ بندوں کو آزمانے کے لئے کیا کہ ان میں سے کون عبرت و نصیحت حاصل کرتا ہے۔ یہ پہلی دلیل کا ثمرہ ہے۔ ہم نے قوم نوح کو سخت دردناک عذاب میں مبتلا کیا مگر ان کا کوئی معبود اور خود ساختہ کارساز ان کی مدد کو نہ پہنچا تو اس سے معلوم ہوا کہ کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ ثم انشانا الخ قوم نوح کی تباہی کے بعد ہم نے کئی اور قومیں پیدا کیں **۳۱** فارسلنا فیھم الخ یہ دوسری نقلی دلیل ہے از موسٰی

برائے نفی شرک فی التصرف۔ حضرت ہود علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو پیغام دیا تھا اعبدوا اللہ مالکم الخ تم صرف اللہ ہی کو حاجات و مصائب میں پکارو کیونکہ اسکے سوا تمہارا کارساز اور حاجت روا نہیں ۳۲ وقال الملاء الخ حضرت ہود علیہ السلام کی دعوت کے جواب میں انکی قوم کے مشرکین نے وہی کچھ کہا جو دعوت نوح علیہ السلام کے جواب میں انکی قوم کے رؤسا کہہ چکے تھے الذین کفروا الخ وہ توحید کے بھی منکر تھے اور قیامت کے بھی واترفنٰھم الخ ہم نے ان کو دنیوی انعامات سے مالا مال کر رکھا تھا یعنی نعمناھم ووسعنا علیھم فی الحیاۃ الدنیا (خازن ج ۵ ص ۳۷) ہم نے ان کو دنیا میں انعام و اکرام سے نوازا مگر انہوں نے ہمارے پیغام توحید کا سختی سے مقابلہ کیا اور ضد و عناد سے اس کا انکار کیا ۳۳ ماھذا الا الخ رؤساء

وَمَا نَحۡنُ لَهٗ بِمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۳۸﴾ قَالَ رَبِّ انۡصُرۡنِىۡ بِمَا

اور اسکو ہم نہیں ماننے والے بولا اے رب میرے ۳۶ مدد کر کہ

كَذَّبُوۡنِ ﴿۳۹﴾ قَالَ عَمَّا قَلِيۡلٍ لَّيُصۡبِحُنَّ نٰدِمِيۡنَ ﴿۴۰﴾

انہوں نے مجھ کو جھٹلایا فرمایا اب تھوڑے دنوں میں صبح کو رہ جائینگے پچھتاتے

فَاَخَذَتۡهُمُ الصَّيۡحَةُ بِالۡحَـقِّ فَجَعَلۡنٰهُمۡ غُثَآءً‌ ۚ فَبُعۡدًا

پھر پکڑا ان کو چنگھاڑ نے تحقیق پھر کر دیا ہمنے انکو کوڑا سو دور ہوجائیں

لِّـلۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۴۱﴾ ثُمَّ اَنۡشَاۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ قُرُوۡنًا

گنہگار لوگ ف پھر پیدا کیں ہم نے ان سے پیچھے ۳۷ جماعتیں

اٰخَرِيۡنَ ﴿۴۲﴾ مَا تَسۡبِقُ مِنۡ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسۡتَاۡخِرُوۡنَ ﴿۴۳﴾

اور نہ آگے جائے کوئی قوم اپنے وعدہ سے اور نہ پیچھے رہے

ثُمَّ اَرۡسَلۡنَا رُسُلَنَا تَتۡرَا‌ ؕ كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوۡلُهَا

پھر بھیجتے رہے ۳۸ اپنے رسول لگاتار جہاں پہنچا کسی امت کے پاس انکا رسول

كَذَّبُوۡهُ‌ فَاَتۡبَعۡنَا بَعۡضَهُمۡ بَعۡضًا وَّجَعَلۡنٰهُمۡ اَحَادِيۡثَ‌ ۚ

اسکو جھٹلا دیا پھر چلائے گئے ہم ایک کے پیچھے دوسرے اور کر ڈالا انکو کہانیاں

فَبُعۡدًا لِّقَوۡمٍ لَّا يُؤۡمِنُوۡنَ‏ ﴿۴۴﴾ ثُمَّ اَرۡسَلۡنَا مُوۡسٰى وَاَخَاهُ

سو دور ہوجائیں جو لوگ نہیں مانتے پھر بھیجا ہمنے ۳۹ موسیٰ اور اسکے بھائی

هٰرُوۡنَ ۙ بِاٰيٰتِنَا وَسُلۡطٰنٍ مُّبِيۡنٍۙ ﴿۴۵﴾ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ وَمَلَا۟ئِهٖ

ہارون کو اپنی نشانیاں کیکر اور کھلی سند فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس

فَاسۡتَكۡبَرُوۡا وَكَانُوۡا قَوۡمًا عَالِيۡنَ‌ۚ ﴿۴۶﴾ فَقَالُوۡۤا اَنُؤۡمِنُ

پھر لگے بڑائی کرنے اور وہ لوگ زور پر چڑھ رہے تھے سو بولے کیا ہم مانیں گے

لِبَشَرَيۡنِ مِثۡلِنَا وَقَوۡمُهُمَا لَـنَا عٰبِدُوۡنَ‌ۚ ﴿۴۷﴾ فَكَذَّبُوۡهُمَا

اپنی برابر کے دو آدمیوں کو اور ان کی قوم ہمارے تابعدار ہیں پھر جھٹلایا ان دونوں کو

مشرکین نے عوام سے کہا یہ پیغمبر تو تم جیسا بشر ہی ہے تمہاری طرح کھاتا پیتا ہے اس میں نبی ہونے کی کونسی خصوصیت ہے جس طرح تم کھانے پینے کے محتاج ہو اسی طرح وہ بھی محتاج ہے۔ فلا فضل لہ علیکم لانہ محتاج الی الطعام والشراب کانتم (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۲۱) انکا خیال تھا کہ پیغمبر تو فرشتہ ہونا چاہیئے جو کھانے پینے اور دیگر حوائج بشریہ سے بے نیاز ہو۔ ولئن اطعتم الخ جب ہود علیہ السلام کو تم پر کوئی فضیلت حاصل نہیں بلکہ وہ بھی تم جیسا ایک بشر ہی ہے تو اگر تم اس کی بات مان کر اپنے معبودوں کی عبادت اور حاجات میں انہیں پکارنا چھوڑ دو گے تو بہت بڑے خسارے میں رہو گے اور پھر اپنے جیسے بشر کی پیروی کرنے اور اس کو اپنا متبوع و مطاع مان لینے میں تمہاری ذلت اور توہین ہے یرید لمغبونون بترککم الھتکم و اتباعکم ایاہ عن غیر فضیلۃ لہ علیکم (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۲۲) لخسرون عقولکم ومغبونون فی ارائکم حیث اذللتم انفسکم (ابو السعود ج ۶ ص ۲۸۷) ۳۴ ایعدکم الخ یہ بھی رؤساء مشرکین کا مقولہ ہے ایعدکم ای ایقول لکم یعنی وہ (ہود علیہ السلام) یہ بھی کہتا ہے کہ جب تم مر کر مٹی ہو جاؤ گے اور تمہاری ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی تو تمہیں پھر دوبارہ قبروں سے زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔ ھیھات اسم فعل ہے بمعنی ماضی ای بعد اور لام زائدہ ہے اور ھیھات کا تکرار تاکید کے لئے ہے (بحر، روح) یعنی جس چیز کا تمہیں وعدہ دیا جا رہا ہے وہ بہت ہی بعید بات ہے اس کا وقوع ناممکن ہے امام زجاج کی تفسیر سے اس کا مصدر ہونا معلوم ہوتا ہے قال الزجاج البعد لما توعدون او بعد لما توعدون (بحر ج ۶ ص ۴۰۵) اس صورت میں لام زائدہ نہیں ہوگا لیکن زجاج کا قول نقل کرنے کے

[illegible]

بعد علامہ ابو حیان لکھتے ہیں وینبغی ان یجعل کلامہ تفسیر اعراب لانہ لم یثبت مصدریۃ ھیھات یعنی زجاج کا قول ھیھات کے معنی کی تفسیر ہے نہ کہ اعراب کی کیونکہ ھیھات کا مصدر ہونا ثابت نہیں واللہ اعلم ۳۵ ان ھی الخ دوبارہ زندہ ہونا بالکل عقل و قیاس سے بعید بات ہے اور نہ کوئی اور زندگی ہے بس اصل زندگی یہی دنیا ہی میں ہے جسے ہم اس زمین پر بسر کرتے ہیں جب ہم مر جائینگے تو یہ زندگی ختم ہو جائے گی اور ہم بھی ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیں گے ان ھو الا رجل الخ یہ ہود تو (عیاذاً باللہ) خدا پر بہتان باندھتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور اس نے مجھے مسئلہ توحید اور حشر و نشر کے عقیدے کی تبلیغ و اشاعت کیلئے بھیجا ہے اس لئے ہم تو اسکی بات ہرگز نہیں مانیں گے ای ما ھو الا مفتر علی اللہ فیما یدعیہ من استنبائہ لہ وفیما یعدنا من البعث (مدارک ج ۳ ص ۹۰)

فتح الرحمٰن ف اس سے معلوم ہوتا ہے یہ قصہ ہے ثمود کا کہ چنگھاڑ سے وہی مرے ہیں۔

۳۶ قال رب الخ جب حضرت ہود علیہ السلام عوام و خواص مشرکین کے ایمان سے مایوس ہو گئے تو اللہ تعالیٰ سے ان کی ہلاکت کی بد دعا کی واعلم ان ذلک الرسول لما یئس من قبول الاکابر والاصاغر فزع الی ربہ وقال رب انصرنی بما کذبون فاجابہ اللہ فیما سأل (کبیر ج ۶ ص ۲۹۴) قال عما قلیل الخ عن بمعنی بعد ہے اور ما نکرہ موصوفہ ہے اور ظرف لیصبحن سے متعلق ہے یا ما زائدہ ہے (ابو السعود۔ روح) اللہ تعالیٰ نے فرمایا صبر کرو بہت تھوڑے سے وقت کے بعد ہی ان پر عذاب آنیوالا ہے جسے دیکھ کر وہ بہت نادم اور پشیمان ہونگے فاخذتھم الصیحۃ الخ چنانچہ فوراً ہی ان پر ایک تند و تیز ہوا کا طوفان بھیجا گیا جس میں جبریل علیہ السلام کی ہیبت ناک آواز بھی شامل تھی اس طوفان نے ان کو اس طرح برباد کیا کہ انکی نعشیں خس و خاشاک کی مانند ٹکڑے اور چورہ چورہ ہو گئیں غثاء وہ خس و خاشاک جو پانی کی سطح پر تیرتا ہے ای کغثاء السیل وھو ما یحملہ من الورق والعیدان البالیۃ (روح ج ۸ ص ۳۴) یہ اس دلیل کا ثمرہ ہے مشرکین قوم ہود نے جن خود ساختہ معبودوں کو کارساز سمجھ رکھا تھا ان میں سے کسی نے بھی ان کی مدد نہ کی اور انھیں اللہ کے عذاب سے نہ بچایا ۳۷ ثم انشأنا الخ ان کے بعد ہم نے کئی قرن آباد کئے اور ان میں اپنے پیغمبر بھیجے اور سرکش قوموں کو ہلاک کیا۔ ما تسبق من امۃ الخ ہر قوم کی ہلاکت کا جو وقت مقرر تھا اس وقت پر اسے ہلاک کر دیا گیا نہ مقررہ وقت سے پہلے کسی قوم پر عذاب آیا اور نہ وقت معین میں تاخیر ہی ہوئی ۳۸ ثم ارسلنا الخ یہ توحید پر تیسری نقلی دلیل ہے یہاں اجمالاً ذکر فرمایا کہ پھر ہود علیہ السلام کے بعد ہم نے مسلسل اپنے پیغمبر بھیجے جو اپنی امتوں کو دعوت توحید دیتے رہے جب ایک قوم نے ہمارے رسول کی تکذیب کی اور دعوت توحید کو نہ مانا تو ہم نے ان کو ہلاک کر دیا اور انکی جگہ اوروں کو پیدا کیا تتری اصل میں وتری تھا واؤ کو تا سے بدل دیا گیا اور یہ رسلنا سے حال واقع ہے ای ارسلنا رسلنا متواترین (بحر، روح) وجعلنھم احادیث الخ یعنی دعوت توحید کو رد کرنے والوں اور انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کرنیوالوں کو ہم نے نیست و نابود کر دیا اور دنیا سے ان کا نام نشان ہی مٹا ڈالا البتہ انکی باتیں باقی رہ گئیں لوگ تعجب اور عبرت کے طور پر ان کی کہانیاں بیان کرنے لگے اخبارا یسمع بہا یتعجب منہا (مدارک ج ۳ ص ۹۳) ۳۹ ثم ارسلنا موسٰے الخ یہ نفی شرک فی التصرف پر چوتھی نقلی دلیل ہے موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو ہم نے واضح دلائل اور کھلے معجزات دیکر فرعون کے پاس بھیجا۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے بھرے دربار میں فرعون

فَكَانُوا مِنَ الْمُهْلَكِينَ ﴿٤٨﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوسَى الْكِتٰبَ

پھر ہو گئے غارت ہونے والوں میں اور ہم نے دی موسیٰ کو کتاب

لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ﴿٤٩﴾ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ

تاکہ وہ راہ پائیں اور بنایا ہم نے ۴۱ مریم کے بیٹے اور اسکی ماں کو

اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ﴿٥٠﴾ يٰٓاَيُّهَا

ایک نشانی اور انکو ٹھکانا دیا ایک ٹیلہ پر جہاں ٹھہرنے کا موقع تھا اور پانی نتھرا ۴۲ اے

الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّىْ

رسولو ۴۳ کھاؤ ستھری چیزیں اور کام کرو بھلا جو

بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿٥١﴾ۭ وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً

تم کرتے ہو میں جانتا ہوں ف اور یہ لوگ ہیں ۴۴ تمہارے دین کے سب

وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ﴿٥٢﴾ فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ

ایک دین پر اور میں ہوں تمہارا رب سو مجھ سے ڈرتے رہو پھر پھوٹ ڈالکر کر لیا اپنا کام

بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿٥٣﴾

آپسمیں ٹکڑے ٹکڑے ۴۵ ہر فرقہ ۴۶ جو ان کے پاس ہے اس پر ریجھ رہے ہیں ف

فَذَرْهُمْ فِىْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿٥٤﴾ اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا

سو چھوڑ دے ان کو ان کی بیہوشی میں ڈوبے ایک وقت تک ۴۷ کیا وہ خیال کرتے ہیں کہ یہ جو

نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ﴿٥٥﴾ۙ نُسَارِعُ لَهُمْ

ہم ان کو دیئے جاتے ہیں مال ۴۸ اور اولاد سو دوڑ دوڑ کر پہنچا رہے ہیں ہم انکو

فِى الْخَيْرٰتِ ۭ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿٥٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ

بھلائیاں یہ بات نہیں وہ سمجھتے نہیں ف البتہ جو لوگ

مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿٥٧﴾ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ

اپنے رب کے خوف سے ۴۹ اندیشہ رکھتے ہیں اور جو لوگ ف

ع ۳

موضح قرآن ف حضرت عیسےٰ جب ماں سے پیدا ہوئے اس وقت کے بادشاہ نے نجومیوں سے سُنا کہ بنی اسرائیل کا بادشاہ پیدا ہوا۔ وہ دشمن ہوا ان کی تلاش میں پڑا۔ ان کو بشارت ہوئی کہ اسکے ملک سے نکل جاؤ نکل کر مصر کے ملک میں گئے ایک گاؤں کے زمیندار نے حضرت مریم کو اپنی بیٹی کر رکھا جب حضرت عیسےٰ جوان ہوئے اس وطن کا بادشاہ مر چکا تب پھر آئے اپنے وطن کو وہ گاؤں تھا ٹیلے پر اور پانی وہاں کا خوب تھا ف یعنی سب رسولوں کے دین میں یہی حکم ایک ہے کہ حلال کھانا حلال راہ سے کما کر اور نیک کام کرنا نیک کام سب خلق جانتے ہیں ف ہر پیغمبر کے ہاتھ اللہ نے جو اس وقت کے لوگوں میں بگاڑ تھا سنوار فرمایا ہے پیچھے لوگوں نے جانا کہ انکا حکم جدا جدا ہے آخر ہمارے پیغمبر کے ہاتھ سب بگاڑ کا سنوار اکٹھا بتا دیا اب سب دین مل کر ایک دین ہو گیا۔

اور قوم فرعون کو توحید کی دعوت دی فاستکبروا الخ لیکن انہوں نے حکومت اور دولت و اقتدار کے نشے میں بدمست ہو کر اس کو ٹھکرا دیا انؤمن لبشرین الخ اور صاف کہہ دیا موسیٰ و ہارون دونوں بشر ہیں ہم انھیں کس طرح اللہ کے نبی مان لیں۔ اور پھر ساتھ ہی وہ ہیں تو قوم بنی اسرائیل کے افراد جو ساری کی ساری ہماری غلام ہے اور ہر وقت ہماری خدمت اور غلامی میں لگی رہتی ہے تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم ایک پست قوم کے دو آدمیوں کو نبی مان لیں بنی اسرائیل اصل میں ایک بہت بلند مرتبہ اور شریف قوم تھی لیکن انقلاب زمانہ کی وجہ سے وہ قوم فرعون کے محتاج اور دست نگر ہو چکے تھے کیونکہ قوم فرعون حاکم تھی اور وہ محکوم اسی لئے فرعون اور اس کی قوم انھیں حقیر سمجھتے تھے۔

٤٠ فکذبوھما الخ قوم فرعون نے موسیٰ و ہارون علیہما السلام کی تکذیب کی تو انھیں عذاب غرق سے ہلاک کر دیا گیا ولقد اٰتینا موسیٰ الکتٰب الخ موسیٰ علیہ السلام کو ہم نے کتاب بھی دی جو سراپا ہدایت تھی تاکہ وہ لوگ اس سے ہدایت حاصل کریں۔ ان واقعات سے اہل مکہ کو عبرت حاصل کرنی چاہیئے ہم نے پہلی قوموں میں اپنے پیغمبر بھیجے جنہوں نے ان کو توحید کی دعوت دی لیکن مشرکین نے دعوت کو رد کر دیا۔ آخر ہم نے انھیں ہلاک کر دیا۔ مشرکین مکہ بھی ان معاند و سرکش کافروں کی طرح دعوت توحید کا انکار کر رہے ہیں۔ اگر وہ اس انکار و جحود سے باز نہ آئے اور ضد و عناد سے ہمارے پیغمبر کی تکذیب کرتے رہے تو انہیں بھی دردناک عذاب سے ہلاک کر دیا جائے گا ٤١ وجعلنا ابن مریم الخ یہ توحید پر پانچویں نقلی دلیل ہے حضرت عیسےٰ اور ان کی والدہ بھی ہماری قدرت کاملہ اور وحدانیت کی واضح دلیل تھیں مریم صدیقہ، طیبہ و طاہرہ محض ہماری قدرت سے حاملہ ہوئیں اور عیسےٰ علیہ السلام بغیر باپ پیدا ہوئے اور پھر پیدا ہوتے ہی والدہ کی گود ہی میں توحید کا اعلان بھی کر دیا۔ وان اللہ ربی و ربکم فاعبدوہ الخ (مریم ع ۲) یعنی میرا اور تم سب کا مالک اور کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہے اس لئے عبادت صرف اسی کی کرو اور حاجات میں فوق الاسباب صرف اسی کو پکارو یہی سیدھی راہ ہے ربوۃ کے لغوی معنی بلند زمین کے ہیں۔ ھی ما ارتفع من الارض دون الجبل (روح ج ۱۸ ص ۳۵) ربوہ سے مراد کے بارے میں مختلف اقوال ہیں سب سے زیادہ صحیح قول یہی ہے کہ ربوہ سے ارض بیت المقدس مراد ہے کیونکہ وہ دوسرے علاقوں کی نسبت بلند بھی ہے اور اس میں ندیاں بھی رواں دواں ہیں یہ قول حضرت ابن عباس امام قتادہ، ضحاک اور کعب سے منقول ہے۔ قال ابن عباس ھی بیت المقدس (خازن ج ۵ ص ۳۵) قال قتادۃ کنا نحدث ان الربوۃ بیت المقدس (ابن جریر) قال الضحاک وقتادۃ (الی ربوۃ ذات قرار و معین) ھو بیت المقدس فھٰذا واللہ اعلم ھو الاظھر (ابن کثیر ج ۳ ص ۲۴۶) قال قتادۃ وکعب بیت المقدس وزعم ان فی التوراۃ ان بیت المقدس اقرب الارض الی السماء (بحر ج ٦ ص ۴۰۸) حضرت عیسےٰ علیہ السلام ایک مجوسی بادشاہ کے زمانے میں بیت لحم میں پیدا ہوئے۔ نجومیوں کے ذریعہ اسے اس کی اطلاع ہو گئی۔ اب اس نے انھیں تلاش کرنا شروع کر دیا تاکہ انھیں ہلاک کر دیا جائے حضرت مریم اس بادشاہ کے ڈر سے حضرت مسیح علیہ السلام کو لیکر بیت المقدس چلی گئیں جب تک وہ بادشاہ زندہ رہا اس وقت تک وہیں رہیں وذکر ان سبب ھذا الایواء ان ملک ذالک الزمان عزم علی قتل عیسےٰ علیہ السلام ففرت بہ امہ الخ (روح ج ۱۸ ص ۳۵) وسبب الایواء انھا فرت بابنھا عیسےٰ الی الربوۃ وبقیت بھا اثنتی عشرۃ سنۃ وانما ذھب بھما ابن عمھا یوسف ثم رجعت الی اھلھا بعد ان مات ملکھم (کبیر ج ٦ ص ۲۸۹) یا ربوہ سے وہی وضع حمل کی جگہ مراد ہے کیونکہ اس کے بارے میں ارشاد ہے۔ فنادٰھا من تحتھا ان لا تحزنی قد جعل ربک تحتک سریا (مریم ع ۲) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جگہ بلند تھی اور نیچے چشمہ یا ندی تھی (ابن کثیر) ٤٢ ذات قرار پرامن اور فراخ جگہ۔ معین بروزن فعیل جاری اور تازہ پانی (قرطبی و روح) ٤٣ یایھا الرسل الخ یہ توحید پر چھٹی نقلی دلیل ہے یایھا الرسل سے پہلے قلنا مقدر ہے یعنی ہم نے تمام رسولوں سے کہا پہلی پانچ نقلی دلیلیں نفی شرک فی التصرف پر قائم کی گئیں اور اس دلیل سے نفی شرک فعلی مقصود ہے تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کو خطاب کر کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی حلال اور پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور انھیں استعمال کرو اور اپنی طرف سے کسی چیز کو حرام نہ ٹھہراؤ نیز حلال چیزیں کھاؤ اور حرام و ناپاک مثلاً غیر اللہ کی نذر و نیاز سے اجتناب کرو۔ یعنی نہ غیر اللہ کے لئے تحریمات کرو اور نہ غیر اللہ کی نذریں نیازیں دو۔ من الطیبت یعنی غیر الرجس من الاوثان قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ یا ایھا الرسل الخ کا خطاب بطور حکایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا گیا ہے یعنی ہر پیغمبر کو اس کے وقت میں ہم نے حکم دیا تھا حکایۃ لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علی وجہ الاجمال لما خوطب بہ کل رسول فی عصرہ (روح ج ۱۸ ص ۳۹) ھذا النداء والخطاب لیسا علےٰ ظاھرھما لانھم ارسلوا متفرقین فی ازمنۃ مختلفۃ وانما المعنی الاعلام بان کل رسول فی زمانہ نودی بذلک ووصی بہ (مدارک ج ۳ ص ۹۳) واعملوا صالحا اور اللہ کی وحی اور اسکی شریعت کے مطابق عمل کرو اس میں کوتاہی نہ ہونے پائے اور میں تمہارے اعمال سے باخبر ہوں اور تمام اعمال صالحہ کا پورا پورا بدلہ دونگا ٤٤ وان ھٰذہٖ الخ اس میں خطاب حسب سابق تمام رسولوں سے ہے یا خطاب عام ہے انبیاء علیہم السلام اور دوسرے سب لوگوں کو شامل ہے یا خاص امت محمدیہ سے خطاب ہے اس صورت میں یہ جملہ معترضہ ہوگا۔ والخطاب للرسل علیھم السلام علےٰ نحو ما مر وقیل عام لھم ولغیرھم (روح ج ۱۸ ص ۴۰) امۃ کے معنی ملت و شریعت کے ہیں۔ ای ملتکم و شریعتکم ایھا الرسل (امۃ واحدۃ) ای ملۃ وشریعۃ متحدۃ (ابو السعود ج ٦ ص ۲۹۵) امۃ واحدۃ یہ ان ھٰذہٖ امتکم کے مضمون سے حال ہے اور یہ گذشتہ تمام دلائل عقلیہ و نقلیہ سے متعلق ہے یعنی دلائل عقلیہ سے بھی ثابت ہو گیا اور انبیاء سابقین علیہم السلام کی دعوت (دلائل نقلیہ) سے بھی واضح ہو گیا کہ تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کی ملت ایک تھی اور سب کی شریعتوں کے اصول متحد تھے اور وہ سارے کے سارے مسئلہ توحید پر متفق تھے۔ شرک اعتقادی اور شرک فعلی کی نفی سب کی دعوت میں شامل تھی اور ان سب کا متحدہ دعویٰ تھا کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز نہیں، اسکے سوا کوئی حاجت روا اور دور و نزدیک سے فریادیں سننے والا نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی نذر و منت کا مستحق ہے وانا ربکم الخ یہ ان ھٰذہٖ امتکم الخ پر معطوف ہے اور عطف تفسیری ہے یہ ملت واحدہ کی تفسیر ہے یعنی وہ ملت واحدہ یہ تھی کہ تم سب کا مالک اور کارساز میں ہوں اس لئے میرے عذاب سے ڈرو اور میرے سوا کسی کو کارساز نہ سمجھو اور نہ کسی کو حاجات و مشکلات میں مافوق الاسباب پکارو ٤٥ فتقطعوا الخ یہ جواب سوال مقدر ہے سوال یہ تھا کہ جب تمام انبیاء علیہم السلام کی ملت ایک تھی اور سب توحید پر متفق تھے تو یہ اختلاف کس طرح پیدا ہو گیا تو اسکا جواب دیا گیا کہ سب لوگوں اور امتوں کے لئے اللہ نے ایک

ہی دین مقرر فرمایا تھا اور تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں کی بنیاد توحید پر تھی لیکن امتوں کے دنیا پرست عالموں اور دین حق کے باغی مولویوں نے اللہ کی توحید میں
اختلاف ڈال دیا۔ اور دین واحد کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اور لوگوں کو مختلف اور متضاد فرقوں میں تقسیم کر دیا۔ فتقطعوا کی ضمیر فاعل باغی اور گمراہ پیشواؤں سے
کنایہ ہے کیونکہ ہر زمانے میں انہوں ہی نے توحید میں اختلاف ڈالا جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے وما اختلف فیہ الا الذین اوتوہ من بعد ما جاءتھم البینٰت
بغیا بینھم الاٰیۃ (البقرہ ع ۲۶) اور آل عمران (ع ۲) میں فرمایا وما اختلف الذین اوتوا الکتٰب الا من بعد ما جاءھم العلم بغیا بینھم الاٰیۃ ان آیتوں سے

بِرَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ ﴿٥٨﴾ وَالَّذِينَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ ﴿٥٩﴾
اپنے رب کی باتوں پر یقین کرتے ہیں اور جو لوگ اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں مانتے
وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ
اور جو لوگ کہ دیتے ہیں ۵۱ف جو کچھ دیتے ہیں اور اُنکے دل ۵۲ف ڈر رہے ہیں اسلئے کہ اُن کو
إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ ﴿٦٠﴾ أُولَٰئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ
اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے ف۱ وہ لوگ ۵۳ف دوڑ دوڑ کر لیتے ہیں بھلائیاں
وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ ﴿٦١﴾ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا
اور وہ ان پر پہنچے سب سے آگے اور ہم کسی پر بوجھ نہیں ڈالتے ۵۴ف مگر اس کی گنجائش کیموافق
وَلَدَيْنَا كِتَابٌ يَنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٦٢﴾
اور ہمارے پاس لکھا ہوا ہے جو بولتا ہے سچ اور ان پر ظلم نہ ہوگا
بَلْ قُلُوبُهُمْ فِي غَمْرَةٍ مِنْ هَٰذَا وَلَهُمْ أَعْمَالٌ
کوئی نہیں اُن کے دل ۵۵ف بے ہوش ہیں اس سے اور اُن کو ہیں اور کام لگ رہے ہیں
مِنْ دُونِ ذَٰلِكَ هُمْ لَهَا عَامِلُونَ ﴿٦٣﴾ حَتَّىٰ إِذَا أَخَذْنَا
اس کے سوائے کہ وہ ان کو کر رہے ہیں یہانتک ۵۶ف کہ جب پکڑیں گے ہم
مُتْرَفِيهِمْ بِالْعَذَابِ إِذَا هُمْ يَجْأَرُونَ ﴿٦٤﴾ لَا تَجْأَرُوا
ان کے آسودہ لوگوں کو آفت میں تبھی وہ لگیں گے چلانے مت چلاؤ
الْيَوْمَ ۖ إِنَّكُمْ مِنَّا لَا تُنْصَرُونَ ﴿٦٥﴾ قَدْ كَانَتْ آيَاتِي
آج کے دن تم ہم سے چھوٹ نہ سکو گے تم کو سنائی جاتی تھیں میری
تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُونَ ﴿٦٦﴾
آیتیں ۵۷ف تو تم ایڑیوں پر الٹے بھاگتے تھے
مُسْتَكْبِرِينَ بِهِ سَامِرًا تَهْجُرُونَ ﴿٦٧﴾ أَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا
اس سے تکبر کر کے اس کو قصہ گو سمجھ کر چھوڑ کر چلے گئے سو کیا انہوں نے دھیان نہیں کیا

معلوم ہوا کہ یہ لوگوں کو مختلف فرقوں میں متفرق کرنیوالے گمراہ اور باغی مولوی اور پیر ہی تھے زبرا، زبور کی جمع ہے جس کے معنی یہاں فرقہ اور جماعت کے ہیں زبرا ای فرقا وقطعا مختلفۃ (خازن ج ۵ ص ۳۹) ۴۶ف کل حزب الخ ان مختلف فرقوں میں سے ہر فرقہ اپنے خود ساختہ دین و عقیدہ پر مطمئن ہے اپنے کو حق پر اور دوسروں کو باطل پر سمجھتا ہے والمراد انھم معجبون بہ معتقدون انہ الحق (روح ج ۱۸ ص ۴۲) ۴۷ف فذرھم الخ یہ مشرکین قریش پر شکوئی ہے بطور زجر۔ یعنی مشرکین قریش بھی ان لوگوں سے کم نہیں ہیں انہوں نے بھی دین کے معاملے میں گروہ بندی کر رکھی ہے وہ خالص شرک کو اپنا دین سمجھتے ہیں اور پھر اس پر خوش بھی ہیں فرمایا ایسے واضح اور روشن دلائل کے باوجود بھی اگر وہ نہیں مانتے تو آپ انھیں ان کے حال پر چھوڑ دیں اور انھیں ایک وقت تک غفلت میں پڑے رہنے دیں جب ہم نے انھیں پکڑ لیا اس وقت ان کی آنکھوں اور ان کے دلوں سے غفلت کے پردے خود بخود اٹھ جائیں گے لیکن اس وقت حق کو سمجھنے اور ماننے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ ۴۸ف ایحسبون الخ ہم نے ان مشرکین کو دنیا کی تمام نعمتوں سے مالا مال کر رکھا ہے اس سے انھیں یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہیئے کہ ہم ان کے بھلے میں ہیں اور ان سے خوش ہیں اور ان کے نیک کاموں کے بدلے یہ سب کچھ انہیں دے رہے ہیں بل لا یشعرون یہ یحسبون کے مضمون سے اضراب ہے یعنی ایسا ہرگز نہیں بلکہ یہ لوگ تو کالانعام ہیں اصل بات کو سمجھنے کا شعور ہی نہیں رکھتے ضد و عناد کی وجہ سے ان کے مسلسل انکار کی بناء پر ان کے دلوں پر مہر جباریت لگا دی گئی ہے اور ان سے حقیقت کا احساس و شعور سلب کر لیا گیا ہے یہ دنیا کی نعمتیں تو ہم نے ان کو استدراج اور امہال کے طور پر دے رکھی ہیں

ف ۱ جملہ معترضہ ۱۲
ف ۲ یعنی شرک کے علاوہ اور اعمال
ف ۳ روز مرہ ۱۲
جاہلانہ

یعنی ہم نے ان کی باگ ڈھیلی چھوڑ دی ہے کہ خوب نافرمانی کر لو اور اپنے لئے زیادہ سے زیادہ جہنم کا سامان بہم پہنچا لو۔ بل لا یشعرون اضراب من قولہ ایحسبون
ای بل ھم اشباہ البھائم لا فطنۃ لھم ولا شعور فیتاملوا ویتفکروا أھو استدراج ام مسارعۃ فی الخیر فیہ تھدید و وعید (بحر ج ۶ ص ۴۱۰) ۴۹ف
ان الذین الخ دفع عذاب کے لئے ابتداء سورت میں جن امور ثلاثہ کا ذکر کیا گیا تھا۔ یہاں ان کا اعادہ کیا گیا ہے پہلی آیتوں میں ان مشرکوں کا ذکر تھا جو دنیوی انعامات، مال و اولاد
اور مادی منافع کی وجہ سے اس غلط خیال میں مبتلا تھے کہ اللہ تعالیٰ ان سے خوش ہے اسی لئے ہر قسم کی خیرات و برکات ان پر نازل فرما رہا ہے حالانکہ یہ دولت و ثروت ان

موضح قرآن ف۱ یعنی کیا جانے وہاں قبول ہوا یا نہ ہوا آگے کام آوے نہ آوے دیتے ہیں یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

کے لئے خیر و برکت نہیں بلکہ وبال جان ہے اب ان آیتوں میں ان مومنوں کا ذکر فرمایا جو صحیح معنوں میں اللہ تعالیٰ کی برکات وخیرات کو حاصل کر رہے ہیں جو ان صفات
سے متصف ہوتے ہیں اور یہی لوگ آخرت میں اللہ کے عذاب سے نجات پائیں گے۔ اعلم انہ تعالیٰ لما ذم من تقدم ذکرہ بقولہ ایحسبون انما نمدھم بہ
من مال وبنین نسارع لھم فی الخیرات ثم قال بل لا یشعرون۔ بین بعدہ صفات من یسارع فی الخیرات ویشعر بذالک (کبیر ج ۶ ص۲۹۱) ان
الذین ھم من خشیۃ ربھم مشفقون میں الذین ھم فی صلاتھم خٰشعون کا اعادہ ہے ۵۰ والذین ھم بایٰت الخ اس میں قد افلح المومنون کا اعادہ
ہے۔ والذین ھم بربھم لا یشرکون میں ھم عن اللغو معرضون کا اعادہ ہے یہاں شرک سے بعض نے شرک خفی (ریاء) مراد لیا ہے لیکن محققین کی رائے یہ ہے
کہ شرک عام ہے خواہ جلی ہو خواہ خفی۔ یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہیں کرتے نہ شرک اعتقادی، نہ شرک فعلی اور نہ اپنے اعمال میں ریاء ہی کو شامل ہونے
دیتے ہیں اختار بعض المحققین التعمیم ای لا یشرکون بہ تعالیٰ شرکا جلیا ولا خفیا ولعلہ الاولیٰ (روح ج ۱۸ ص۴۴) ۵۱ والذین یؤتون الخ اس میں
الذین ھم لاٰمٰنٰتھم وعھدھم راعون کا اعادہ ہے یؤتون بمعنی یفعلون ہے اور یہ لفظ تمام اعمال خیر اور افعال بر کو شامل ہے۔ قال ابن عباس و ابن
جبیر ھو عام فی جمیع اعمال البر کانہ قال والذین یفعلون من انفسھم فی طاعۃ اللہ مابلغہ جھدھم (بحر ج ۶ ص۴۱۱) یعنی اللہ کی اطاعت اور
اعمال خیر میں وہ حسب طاقت حصہ لیتے اور جو کام کرنے کے ہیں انھیں بجا لاتے ہیں ۵۲ وقلوبھم وجلۃ الخ وہ حسب طاقت نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ
بھی لیتے ہیں مگر اس کے باوجود آخرت کے حساب سے خائف ہیں اور انھیں اس بات کا ڈر رہتا ہے کہ ان کی نیکیاں قبول بھی ہوئی ہیں یا نہیں جیسا کہ حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول ہے الذین یصومون ویصلون ویتصدقون وھم یخافون ان لا یقبل منھم اولٰئک الذین یسارعون فی الخیرات
(قرطبی ج ۱۲ ص۱۳۲) ۵۳ اولٰئک یسٰرعون الخ یہ مذکورہ بالا صفات سے متصف لوگوں کی طرف اشارہ ہے اور یہ ان کے لئے بشارت ہے یعنی یہ لوگ بیشک
دنیا اور آخرت کی برکات حاصل کر رہے ہیں اور ان کے اعمال صالحہ رائیگاں نہیں جائیں گے بلکہ اللہ تعالیٰ انہیں شرف قبول عطا فرمائے گا۔ کیونکہ وہ شرک
جلی اور شرک خفی کی آمیزش سے پاک ہیں ۵۴ ولا نکلف الخ جملہ معترضہ ہے دنیا اور آخرت کی برکات وخیرات حاصل کرنے کے لئے ہم کسی کو اس کی وسعت و
طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے بلکہ صرف یہ کہتے ہیں کہ تمام اعمال سیئہ سے اجتناب کرو اور حسب طاقت اعمال صالحہ بجا لاؤ۔ ولدینا کتٰب الخ کتاب اسم
جنس ہے اور اس سے اعمالنامے مراد ہیں اور یہ تخویف اخروی ہے یعنی ہمارے پاس تمہارے اعمال کا مکمل ریکارڈ موجود ہے اس لئے سب کو ان کے اعمال کی
پوری پوری جزاء ملے گی ۵۵ بل قلوبھم الخ یہ بل لا یشعرون سے بھی ترقی ہے اور ان الذین ھم من خشیۃ ربھم مشفقون سے متعلق ہے۔ یعنی یہ
بات نہیں کہ وہ سمجھتے نہیں۔ سمجھتے خوب ہیں لیکن اس کے باوجود غفلت میں پڑے ہیں۔ اور شرک کی نئی نئی راہیں کھول رہے ہیں مومنین تو اللہ تعالیٰ سے
ہر وقت ترساں ولرزاں رہتے اور تمام معاصی سے حتی الوسع اجتناب کرتے اور ہر قسم کے شرک سے بچتے ہیں۔ مشرکین غفلت میں ڈوبے ہوئے ہیں اور مذکورہ بالا
اعمال خیر سے دُور بھاگتے ہیں انھیں چاہیئے تھا کہ وہ اللہ سے ڈرتے اس کے ساتھ شرک نہ کرتے اور تمام دیگر اعمال شر سے اجتناب کرتے۔ ولھم اعمال من
دون ذالک الخ لیکن بجائے اس کے کہ وہ توحید کو مان لیں اور شرک کو چھوڑ دیں وہ شرک کی نئی نئی رسمیں ایجاد کر رہے ہیں۔ سورۂ حج میں غیر اللہ کی نذر و
نیاز سے منع فرمایا اور یہاں ان مشرکین کی مذمت میں ارشاد فرمایا غیر اللہ کی نذر و نیاز کو چھوڑنا تو رہا ایک طرف یہ ظالم تو اور بھی کئی قسم کا شرک کرتے ہیں۔
۵۶ حتّٰی اذا الخ یہاں سے لیکر اذا ھم فیہ مبلسون تک تخویفیں شکوے اور زجریں ہیں۔ حتّٰی اذا اخذنا الخ یہ تخویف دنیوی اور ماقبل کے لئے
غایت ہے یہ مشرکین مسلسل غفلت میں ڈوبے رہیں گے یہاں تک کہ ہم ان کے رئیسوں اور سرداروں کو رسوا کن عذاب میں مبتلا کر دیں گے اس وقت ان کی
آنکھیں کھلیں گی اور وہ دوڑیں گے اور عاجزی وزاری کریں گے مگر اس وقت اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے عذاب سے یوم بدر میں قتل اور قید و
بند کا عذاب مراد ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضؓ اور دیگر ائمہ سے منقول ہے والمراد بالعذاب ما اصابھم یوم بدر من القتل والاسر کما
روی عن ابن عباس ومجاھد وابن جبیر وقتادۃ وقد قتل واسر فی ذالک الیوم کثیر من صنادیدھم ورؤساءھم (روح ج ۱۸ ص۴۷) ۵۷
قد کانت الخ یہ ماقبل کی علت ہے تنکصون ای ترجعون، مستکبرین۔ تنکصون کے فاعل سے حال ہے بہ کی ضمیر قرآن مجید سے کنایہ ہے جو اٰیتی سے
مفہوم ہو رہا ہے سٰمرًا، تھجرون کا مفعول بہ مقدم ہے سامر سے واعظ اور قاری قرآن مراد ہے جو قرآن پڑھ کر تمہیں سناتا اور توحید کی تبلیغ کرتا ہے
یعنی آج تمہاری مدد نہیں کی جائے گی کیونکہ پہلے تمہارا یہ حال تھا کہ ہماری آیتیں تمہیں پڑھ کر سنائی جاتی تھیں تو تم استکبار کرتے تھے اور آیتیں سنانے
والے کو چھوڑ کر اور پیٹھ پھیر کر چلے جاتے تھے ۵۸ افلم یدبروا الخ یہ زجر ہے یہ لوگ حق کا انکار کیوں کرتے ہیں اور ضد پر کیوں اڑے ہوئے ہیں
کیا ان لوگوں نے قرآن میں غور و فکر نہیں کیا اور مسئلہ توحید کی حقیقت کو نہیں سمجھا؟ ام جاءھم الخ یا یہ مسئلہ توحید کوئی نئی بات ہے جس کی دعوت
ان کے باپ دادا کو بھی نہیں پہنچی؟ ام لم یعرفوا الخ یا وہ اب تک پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیانت وامانت۔ صدق مقال اور حسن فعال سے
بھی نہیں پہچان سکے؟ ام یقولون بہ جنۃ یا وہ اس خیال سے نہیں مانتے کہ وہ پیغمبر علیہ السلام کو عیاذا باللہ مجنون سمجھتے ہیں؟ ان آیتوں میں مشرکین کے لئے
تاکید زجر و توبیخ ہے اور ہر جگہ استفہام انکاری ہے جس سے مشرکین کے خیالات کی برائی اور شناعت کا اظہار مقصود ہے الھمزۃ لانکار الواقع و
استقباحہ (روح) مذکورہ بالا امور میں سے کوئی ایک بھی مشرکین کے انکار کی وجہ نہیں تھا بلکہ ان سے پہلے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ذریعہ ان کے
باپ دادا کو بھی اس کی دعوت پہنچ چکی تھی۔ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دیانت وامانت اور آپ کی سچائی کو بھی خوب جان چکے تھے اور انھیں یہ بھی
خوب معلوم تھا کہ حضور علیہ السلام نہایت ہی دانا اور دانشمند ہیں اور اعلیٰ درجہ کی عقل و فراست کے مالک ہیں اس لئے ان کے انکار کی اصل وجہ ضد و حسد

اور بغض وعناد تھی قال سفیان بلی قد عرفوہ ولکنھم حسدوہ (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۴۰) ام یقولون بہ جنۃ جنون ولیس کذالک لانھم یعلمون
انہ ارجحھم عقلا واثبتھم ذھنا (مدارک ج ۳ ص ۹۵) ۵۹ بل جاءھم الخ یہ ماقبل سے اضراب ہے یعنی ہمارا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم ایسا پیغام لے کر ان کے
پاس آیا ہے جو سراپا حق ہے اور ایسا ثابت وعیاں ہے کہ ہر شخص اس کو سمجھ سکتا ہے اور یہ وہی پیغام حق ہے جو پہلے تمام انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے زمانے میں
لوگوں کو پہنچا چکے ہیں اور نبوت سے سرفراز ہو کر پیغام توحید لے کر قوم کے پاس جانا ہی ہمارے پیغمبر علیہ السلام کے صدق وامانت کی واضح دلیل ہے اور پھر جو شخص ایسا پیغام

الْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۸﴾

اس کلام میں یا آئی ہے ان کے پاس ایسی چیز جو نہ آئی تھی انکے پہلے باپ دادوں کے پاس ۵۸

اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۶۹﴾ اَمْ

یا پہچانا نہیں انہوں نے اپنے پیغام لانیوالے کو سو وہ اسکو اوپرا سمجھتے ہیں ۵۹ یا

يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ

کہتے ہیں اسکو سودا ہے کوئی نہیں وہ تو لایا ہے ۵۹ انکے پاس سچی بات اور ان بہتوں کو

لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ

سچی بات بری لگتی ہے اور اگر ۶۰ سچا رب چلے ان کی خوشی پر

لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ بَلْ

تو خراب ہو جائیں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہے کوئی نہیں

اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۱﴾

۶۱ ہم نے پہنچائی ہے انکو ان کی نصیحت سو وہ اپنی نصیحت کو دھیان نہیں کرتے

اَمْ تَسْـَٔــلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ڰ وَّهُوَ خَيْرُ

یا تو ان سے مانگتا ہے ۶۲ کچھ محصول سو محصول تیرے رب کا بہتر ہے اور وہ بہتر ہے

الرّٰزِقِيْنَ ﴿۷۲﴾ وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ

روزی دینے والا اور تو تو بلاتا ہے ان کو سیدھی راہ

مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۳﴾ وَاِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ

پر اور جو لوگ ۶۳ نہیں مانتے آخرت کو

عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا

راہ سے ٹیڑھے ہو گئے ہیں اور اگر ہم ان پر رحم کریں اور کھولدیں

مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۵﴾

جو تکلیف پہنچی ان کو تو بھی برابر لگے رہیں گے اپنی شرارت میں بہکے ہوئے ۶۴

منزل ۴

حق پیش کرے جس کی تائید دلائل عقلیہ ونقلیہ سے ہوتی ہو اس کو دیوانہ اور مجنون کہنا سراسر باطل ہے اس لئے انکار حق کی وجوہات یہ نہیں ہیں واکثرھم للحق کرھون انکار حق کی اصل وجہ یہ ہے کہ ان مشرکین کی اکثریت کو حق (مسئلہ توحید) سے چڑ اور حق بیان کرنیوالے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ضد ہے اس لئے وہ محض حسد وضد کی وجہ سے اور اپنے باپ دادا کی اندھی تقلید کی بناء پر انکار کرتے ہیں (جاءھم بالحق) یعنی القراٰن والتوحید الحق والدین الحق (واکثرھم للحق کارھون) حسدا وبغیا وتقلیدا (قرطبی) ۶۰ ولو اتبع الحق الخ یہ زجر ہے اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین یہ چاہتے تھے کہ حق ان کی خواہشات کے تابع ہو جائے لیکن یہ ناممکن ہے اس لئے مطلب یہ ہے کہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ حق ویسا ہی ہو جیسا کہ وہ کہتے ہیں یعنی ان کی خواہشات ہی حق اور نفس الامر کے مطابق ہوں مثلاً وہ کہتے ہمارے معبود کارساز ہیں۔ لات مناۃ عزی وغیرہ جہان میں متصرف ہیں۔ دعاء، پکار اور نذر ونیاز کے مستحق ہیں اور خدا کے نزدیک شفیع غالب ہیں ہمارے ان عقائد کو حق مان لیا جائے یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ الشعراء یتبعھم الغاوٗن بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ گمراہ لوگ شاعروں کے پیچھے چلتے ہیں لیکن مقصود یہ ہے کہ اکثر شاعر خود گمراہ ہوتے ہیں جیسا کہ اس کے بعد ارشاد ہے۔ الم تر انھم فی کل واد یھیمون وانھم یقولون مالا یفعلون یہ دونوں باتیں خود شعراء کے بارے میں بیان کی گئی ہیں اس طرح یہاں دو باتیں بیان کرنا مقصود ہے اوّل یہ کہ شعراء خود غاوی اور گمراہ ہوتے ہیں دوم یہ کہ جو لوگ ان کی پیروی کرتے ہیں وہ بھی گمراہ ہوتے ہیں۔ اس سے مومن شعراء مستثنیٰ ہیں جن کی شاعری میں حق کی ترجمانی ہو۔ لفسدت السمٰوٰت الخ اگر ان مشرکین کی خواہشات حق ہوتیں اور ان کی مرضی کے مطابق اس جہان کا نظم ونسق بہت سے معبودوں اور کارسازوں کے سپرد ہوتا تو یہ سارا نظام عالم درہم برہم ہو جاتا اور ایک لمحہ کیلئے بھی قائم نہ رہ سکتا۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے
لو کان فیھما اٰلھۃ الا اللہ لفسدتا (انبیاء ع ۲) ای لو وافق الامر المطابق للواقع اھواءھم بان کان الشرک حقا لفسدت السمٰوٰت والارض حسبما
قرر فی قولہ تعالیٰ لو کان فیھما اٰلھۃ الا اللہ لفسدتا (روح ج ۱۸ ص ۵۲) ۶۱ بل اتینٰھم الخ ذکر سے مراد قرآن ہے جو دنیا وآخرت میں ان کے لئے باعث

موضح قرآن ۵۸ بات دھیان نہیں کی یعنی قرآن میں فکر نہیں کرتے اور نصیحت کرنیوالے ہمیشہ ہوتے رہے ہیں پیغمبر ہوئے یا پیغمبر کے تابع ہوئے ۵۹ یعنی ہمیشہ اس رسول کی خو اور خصلت سے واقف ہیں اسکی سچائی اور نیکی جان رہے ہیں۔ ۶۰ حضرت کی دعا سے ایک بار مکے کے لوگوں پر قحط پڑا تھا پھر حضرت کی دعا ہی سے کھلا شاید یہ اُسی کو فرمایا۔

شرف وفضیلت ہے یہ ان کی انتہائی شقاوت اور بدنصیبی ہے کہ جو قرآن ان کے لئے دنیوی اور اخروی برکات وخیرات کا سرچشمہ ہے وہ اس سے بھی اعراض کر رہے ہیں۔ یا ذکر بمعنی مذکور ہے یعنی وہی بات جسے وہ آپس میں ہمیشہ ذکر کرتے رہتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے وحدہٗ لاشریک ہونیکا اقرار جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ مشرکین خود بھی تلبیۂ حج میں کہا کرتے تھے۔ اللھم لبیک لاشریک لک الخ (سنن ابوداؤد) تو اس قرآن نے ان ہی کے قول واقرار کی مزید تشریح وتنویر کردی ہے کوئی نئی بات نہیں کہی تو اس سے کیوں اعراض کرتے ہیں جو انکی اپنی ہی بات کی وضاحت کر رہا ہے قالہ الشیخ رحمہ اللہ جیسا کہ آجکل کے مشرک بھی لا الٰہ الا اللہ پڑھتے ہیں لیکن اسی کلمہ توحید کی تشریح کرکے ان کے خودساختہ کارسازوں کی نفی کی جائے تو آمادہ پیکار ہو جاتے ہیں **۶۲ف** ام تسئلھم الخ اور پھر آپ ان سے اس وعظ وتبلیغ اور تعلیم وتدریس پر کوئی اُجرت یا تنخواہ بھی نہیں مانگتے۔ اور ان کو صراط مستقیم (سیدھی راہ) کی طرف دعوت دیتے ہیں جو خالص اللہ تعالیٰ کی توحید ہے کسی ناجائز یا بُرے کام کا ان سے مطالبہ نہیں کرتے۔ مگر اس کے باوجود وہ حق کا انکار کئے جا رہے ہیں۔ فخراج ربک خیر آپ کو ان مشرکین کی دولت کی کیا ضرورت ہے اس تبلیغ توحید پر اللہ تعالیٰ جو آپ کو اجر دیگا وہ اس سے کہیں بڑھ کر بہتر اور مبارک ہے اور روزی رساں اللہ تعالیٰ ہے جو پاکیزہ اور حلال روزی اس نے آپ کی قسمت میں لکھدی ہے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ ای ما یعطیک اللہ من رزقہ وثوابہ خیر (خازن ومعالم ج ۵ ص ۴۱) **۶۳ف** وان الذین الخ ان لوگوں کے دلوں میں نہ خدا کا خوف ہے نہ حساب آخرت کا ڈر اس لئے وہ علانیہ دین حق سے اعراض کرتے ہیں ولو رحمنٰھم الخ ان کی سرکشی اور ضد اس حد کو پہنچ چکی ہے کہ اگر ہم ان پر مہربانی فرمادیں اور انھیں مصائب سے نجات دے دیں تو وہ حق کو ماننے کے بجائے سرکشی، ضد وعداوت اور بغض وحسد میں اور آگے بڑھ جائیں گے **۶۴ف** ولقد اخذنٰھم الخ ضمیر مفعول سے مشرکین مراد ہیں اور عذاب سے وہ قحط مراد ہے جو سات سال تک مکہ میں ان پر مسلط رہا ھو القحط والجوع الذی اصابھم بدعاء رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وھذا مروی عن ابن عباس (ابن جریر ج ۱۸ ص ۴۵) ان کی سرکشی اور ضد وعناد کی انتہا ہے کہ سات سال تک قحط کے شدید عذاب میں مبتلا رہے مگر ایک بار بھی اپنے پروردگار کے سامنے عاجزی اور زاری نہ کی **۶۵ف** حتی اذا فتحنا الخ عذاب سے عذاب آخرت، یا جنگ بدر یا یوم فتح مکہ کا عذاب مراد ہے اب تو نہیں مانتے اور آرزو رکھتے ہیں اسلام کے خلاف ان کے منصوبے کامیاب ہو جائیں گے لیکن جب ہم نے اُن پر دنیا یا آخرت کے عذاب کا دروازہ کھول دیا تو پھر دین اسلام کی سچائی کو مان لیں گے اور اس وقت وہ اپنے پروگراموں کی کامیابی اور ہر خیر وبرکت سے مایوس ہو جائیں گے (روح) یہاں تک سورۃ کا پہلا حصہ ختم ہوا۔ **حصہ دوم** ——— نفی شرک اعتقادی پر عقلی دلیلیں۔ ایک تفصیلی اور تین علی سبیل الاعتراف من الخصم **۶۶ف** وھو الذی انشأ لکم الخ

وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۷۶﴾
اور ہم نے پکڑا تھا ان کو آفت میں **۶۴ف** پھر نہ عاجزی کی اپنے رب کے آگے اور نہ گڑگڑائے

حَتّٰۤى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ
یہاں تک کہ جب کھولدیں ہم ان پر دروازہ ایک سخت آفت کا **۶۵ف** تب انکی اس میں

مُبْلِسُوْنَ ﴿۷۷﴾ وَهُوَ الَّذِيْۤ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَ
آس ٹوٹے گی **ف** اور اسی نے بنادیئے تمہارے کان **۶۶ف** اور آنکھیں اور

الْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾ وَهُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي
دل تم بہت تھوڑا حق مانتے ہو اور اُسی نے تم کو پھیلا رکھا ہے

الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ
زمین میں اور اسی کیطرف جمع ہو کر جاؤ گے اور وہی ہے جلاتا اور مارتا

وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۸۰﴾ بَلْ قَالُوْا
اور اسی کا کام ہے بدلنا رات اور دن کا سو کیا تم کو سمجھ نہیں کوئی بات نہیں یہ تو وہی کہتے ہیں

مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ﴿۸۱﴾ قَالُوْۤا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا
جیسے کہا کرتے تھے پہلے لوگ **۶۷ف** کہتے ہیں کیا جب ہم مرگئے اور ہوگئے مٹی

وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۸۲﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا
اور ہڈیاں کیا ہم کو زندہ ہو کر اٹھنا ہے وعدہ دیا جاتا ہے ہم کو اور ہمارے باپ دادوں کو یہی

مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۸۳﴾ قُلْ لِّمَنِ
پہلے سے اور کچھ بھی نہیں یہ نقلیں ہیں پہلوں کی تو کہہ کس کی ہے

الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۴﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ
زمین **۶۸ف** اور جو کوئی اس میں ہے بتاؤ اگر تم جانتے ہو اب کہیں گے سب کچھ اللہ کا ہے

قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۵﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ
تو کہہ پھر تم سوچتے نہیں تو کہہ کون ہے مالک ساتوں آسمان کا

ع ۴

۱ے ابتداء حشر روح پہلی عقلی دلیل ہے ۱۲
۲ے شکوی ۱۲ دوسری عقلی دلیل ۱۲
۳ے تیسری عقلی دلیل ۱۲

موضح قرآن ف شاید وہ دروازہ لڑائیوں کا کھلا جس میں تھک کر عاجز ہوئے۔

پہلی تفصیلی عقلی دلیل برائے نفی شرک اعتقادی سننے، دیکھنے اور سوچنے کی قوتیں اللہ تعالیٰ ہی نے عطا فرمائی ہیں لیکن انسان نہ ان نعمتوں سے کام لیتا ہے اور نہ ان کا شکر ادا کرتا ہے کہ توحید کے دلائل کو دیکھ سن کر اور ان میں غور و فکر کر کے ان کو تسلیم کرے ان قوتوں کو صحیح استعمال کرنا ہی ان کا شکر ہے۔ وھو الذی ذراءکم الخ اللہ تعالیٰ ہی نے تمام انسانوں کو پیدا کر کے زمین میں پھیلا دیا ہے اور قیامت کے دن تمام انسان میدان حشر میں اس کے سامنے جمع کئے جائیں گے وھو الذی یحی و یمیت الخ زندگی اور موت اُسی کے قبضہ و اختیار میں ہے اور رات دن کا اختلاف یعنی رات دن کی آمد و رفت اور ان کی کمی بیشی بھی اسی کے تصرف میں ہے افلا تعقلون کیا تم

وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿٨٦﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ اَفَلَا
اور مالک اس بڑے تخت کا اب بتائیں گے اللہ کو تو کہہ پھر تم
تَتَّقُوْنَ ﴿٨٧﴾ قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ
ڈرتے نہیں تو کہہ کس کے ہاتھ میں ہے حکومت ہر چیز کی اور وہ
يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٨٨﴾ سَيَقُوْلُوْنَ
بچا لیتا ہے اور اس سے کوئی بچا نہیں سکتا بتاؤ اگر تم جانتے ہو اب بتائیں گے
لِلّٰهِ ۭ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ﴿٨٩﴾ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَ
اللہ کو تو کہہ پھر کہاں سے تم پر جادو آپڑتا ہے کوئی نہیں ہم نے انکو پہنچایا سچ اور
اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿٩٠﴾ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ
وہ البتہ جھوٹے ہیں [۱] اللہ نے کوئی بیٹا نہیں کیا اور نہ
مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَ
اسکے ساتھ کسی کا حکم چلے یوں ہوتا تو لے جاتا ہر حکم والا اپنی بنائی چیز کو اور
لَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿٩١﴾
چڑھائی کرتا ایک پر ایک اللہ نرالا ہے [۲] انکی بتائی باتوں سے
عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٩٢﴾ قُلْ
جاننے والا چھپے اور کھلے کا وہ بہت اوپر ہے اس سے جس کو یہ شریک بتلاتے ہیں تو کہہ
رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ﴿٩٣﴾ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ
اے رب [۳] اگر تو دکھانے لگے مجھ کو جو ان سے وعدہ ہوا ہے تو اے رب مجھ کو نہ کریو
فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٩٤﴾ وَاِنَّا عَلٰٓي اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ
ان گنہگار لوگوں میں [۱] اور ہم کو قدرت ہے کہ تجھکو دکھلا دیں جو ان سے وعدہ
لَقٰدِرُوْنَ ﴿٩٥﴾ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ۭ نَحْنُ
کر دیا ہے بری بات کے جواب میں وہ کہہ جو بہتر ہے ہم

ع ۵ / ۵ / ۱۵

ر ۱ چوتھی عقلی دلیل ۱۲
ر ۲ تخویف دنیوی ۱۲
ر ۳ طریق تبلیغ ۱۲

اب بھی اصل حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے کہ جس قادر و قیوم نے سب کو پیدا کیا ہے ہر ایک کو سننے دیکھنے اور سوچنے کی قوتیں دی ہیں، موت و حیات اور سارا انتظام عالم جس کے قبضہ میں ہے وہی سب کا کارساز ہے۔ وہ وحدہٗ لاشریک ہے عبادت اور پکار میں اسکا کوئی شریک نہیں اور وہ حشر و نشر پر بھی قادر ہے (افلا تعقلون) کنہ قدرتہ و ربوبیتہ و وحدانیتہ و انہ لایجوز ان یکون لہ شریک من خلقہ و انہ قادر علی البعث (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۴۳) ۶۷ بل قالوا الخ یہ شکوہ ہے یہ لوگ نہ صرف توحید کو نہیں مانتے بلکہ پہلے مشرکوں کی طرح حشر و نشر کا بھی انکار کرتے ہیں قالوا ءاذا متنا الخ کہتے ہیں ہم جب مر کر مٹی میں مل جائیں گے تو پھر دوبارہ کس طرح زندہ کر دیئے جائیں گے لقد وعدنا نحن الخ یہ بات صرف ہم ہی سے نہیں کہی جا رہی بلکہ ہمارے باپ دادا سے بھی یہی کہا گیا تھا کہ تم مرنے کے بعد قیامت کے دن دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے یہ تو سراسر باطل اور جھوٹ ہے جو پہلے لوگ سنتے سناتے چلے آ رہے ہیں مشرکین کے اس قول کے بطلان پر اللہ تعالیٰ نے تین عقلی دلیلیں ذکر فرمائی ہیں اور ان میں ایسے حقائق کا ذکر کیا ہے جنہیں مشرکین بھی تسلیم کرتے ہیں ان تینوں دلیلوں سے جہاں شرک اعتقادی کی نفی ہوتی ہے وہاں اس سے حشر و نشر کا بھی ثبوت ہوتا ہے ۶۸ قل لمن الارض الخ یہ دوسری عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم اس بات کو مانتے ہیں کہ زمین اور زمین میں بسنے والی ساری مخلوق کا مالک اللہ تعالیٰ ہے قل افلا تذکرون ان سے کہو کہ پھر بھی تم نہیں سمجھتے ہو کہ جو سب کا مالک ہے وہی سب کا کارساز ہے (افلا تذکرون) فتعلموا ان من فطر الارض ومن فیہا کان قادرا علی اعادۃ الخلق وکان حقیقا بان لا یشرک بہ بعض

خلقہ (مدارک ج ۳ ص ۹۶) قل من رب السموٰت الخ یہ تیسری عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم مشرکین یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا مالک بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے قل افلا تتقون ظالمو! پھر تو خدا کا خوف کرو جب تم مانتے ہو کہ ساری کائنات کا خالق و مالک وہی ہے اس سے واضح ہو گیا کہ سب کا کارساز بھی وہی ہے افلا تخافونہ فلا تشرکوا بہ او افلا تتقون فی جحودکم قدرتہ علی البعث مع اعترافکم بقدرتہ علی خلق ھذہ الاشیاء (مدارک ج ۳ ص ۹۷) قل من بیدہ ملکوت الخ یہ چوتھی عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم مشرکین اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کائنات کی ہر چیز اللہ کے ملک میں ہے

موضح قرآن [۱] یعنی دنیا کی آفت میں شامل نہ کریو۔

اور ہر چیز اُسی کے اختیار و تصرف میں ہے وھو یجیر ولا یجار علیہ اور جسے وہ چاہے بچالے مگر اس کی گرفت سے کوئی بچانے والا نہیں ای من اراد اللہ
اھلاکہ وخوفہ لم یمنعہ منہ مانع ومن اراد نصرہ وامنہ لم یدفعہ من نصرہ وامنہ دافع (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۴۵) قل فانی تسحرون آپ
ان سے کہیں پھر تمہاری عقلیں کیوں ماری گئی ہیں جب تم مانتے ہو کہ قادر علی الاطلاق اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر اسکی عاجز مخلوق کو کیوں کارساز سمجھتے ہو۔ ای فانی
تخدعون وتصرفون عن توحیدہ وطاعتہ (خازن ج ۵ ص ۴۳) ای کیف یخیل الیکم ان تشرکوا بہ ما لا یضر ولا ینفع (قرطبی) ۶۹ بل اتینھم

یہ ان ھذا الا اساطیر الاولین سے اضراب ہے
الخ دلائل عقلیہ بیان کرنے کے بعد بطور زجر ارشاد فرمایا
کہ مسئلہ توحید اور حشر ونشر جھوٹی باتیں نہیں ہیں بلکہ حق
ہیں اور ایسے مضبوط دلائل سے ثابت ہیں کہ ہر عقلمند ان
کو سمجھ سکتا ہے۔ وانھم لکذبون اس لئے مشرکین
اپنے دعوے میں جھوٹے ہیں۔ والمراد بالحق الوعد
بالبعث وقیل ما یعمہ والتوحید ویدل علے
ذالک السیاق (روح ج ۱۸ ص ۵۹) ۷۰ ما اتخذ
اللہ الخ مسئلہ توحید کو دلائل کے ساتھ ثابت ومبرہن کرنے
کے بعد دعوے کو صراحت سے ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ
ہی کارساز اور عالم الغیب ہے اور اسکا کوئی نائب نہیں
جس کو اس نے مافوق الاسباب تصرف کی اجازت دے رکھی
ہو۔ وما کان معہ الخ جس طرح اللہ تعالیٰ کا نائب کوئی
نہیں اسی طرح الوہیت میں اس کا شریک وسہیم بھی کوئی نہیں
کیونکہ اگر کوئی اسکا شریک ہوتا تو اپنی مخلوق میں اور اپنے
ملک میں وہ خود مختار اور متصرف ہوتا۔ ولعلا بعضھم
الخ اور ان کے درمیان اقتدار کی باقاعدہ جنگ ہوتی مگر تم
دیکھ رہے ہو سارا عالم اللہ تعالیٰ ہی کے زیر تصرف ہے اور
یہاں دوسرا کوئی متصرف نہیں تو معلوم ہوا کہ وہ وحدہٗ لا
شریک ہے وہی قادر ومتصرف اور مختار وکارساز ہے اور
ہر چیز اُسی کے اختیار وتصرف میں ہے واذا کان
کذالک فاعلموا انہ الہ واحد بیدہ ملکوت کل
شئی ویقدر علی کل شئی (خازن ج ۵ ص ۴۳) ۷۱
سبحٰن اللہ الخ لہٰذا اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے پاک
ہے عالم الغیب والشہادۃ الخ متصرف ومختار بھی وہی ہے
اور عالم الغیب بھی وہی ہے لہٰذا وہ ہر شریک سے پاک
اور ہر عیب سے منزہ ہے ۷۲ قل رب اما الخ تخویف
دنیوی ہے حضور علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ آپ اس طرح
اللہ سے دعا مانگیں کہ اے اللہ جس عذاب کا تو نے ان

حاشیہ: ۱۔ تشنیع بر منکرین اخروی ۱۲ ۲۔ تخویف اخروی ۱۲ ۳۔ بشارت اخروی ۱۲ ۴۔ زجر ۱۲

اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ
خوب جانتے ہیں جو یہ بتاتے ہیں ۔ اور کہہ اے رب ۷۴ میں تیری پناہ چاہتا ہوں

هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۹۷﴾ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾
شیطان کی چھیڑ سے ۔ اور پناہ تیری چاہتا ہوں اے رب اس سے کہ میرے پاس آئیں ف۱

حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿۹۹﴾
یہاں تک کہ جب پہنچے ان میں ۷۵ کسی کو موت کہے گا اے رب مجھ کو پھر بھیجدو

لَعَلِّيْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ
شاید کچھ میں بھلا کام کر لوں اسمیں جو چھوڑ آیا ہرگز نہیں یہ ایک بات ہے ۷۶

هُوَ قَآئِلُهَا ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۰۰﴾
کہ وہی کہتا ہے اور ان کے پیچھے پردہ ہے اسدن تک کہ اٹھائے جائیں ف۲

فَاِذَا نُفِخَ فِى الصُّوْرِ فَلَاۤ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّ
پھر جب پھونک ماریں صور میں تو نہ قرابتیں ہیں ۷۷ ان میں اس دن اور

لَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ
نہ ایک دوسرے کو پوچھے ف۳ سو جس کی بھاری ہوئی تول ۷۸ تو وہی لوگ

هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ
کام لے نکلے اور جس کی ہلکی نکلی تول سو وہی لوگ ہیں

الَّذِيْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ تَلْفَحُ
جو ہار بیٹھے اپنی جان دوزخ ہی میں ہمیشہ رہا کریں جھلس دیگی

وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ اَلَمْ تَكُنْ
ان کے منہ کو آگ اور وہ اسمیں بدشکل ہو رہے ہونگے ف۴ کیا تم کو

اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ قَالُوْا
سنائی نہ جاتی تھیں ہماری آیتیں ۷۹ پھر تم ان کو جھٹلاتے تھے بولے

منکرین سے وعدہ کیا ہے اگر وہ عذاب میری زندگی ہی میں ان پر نازل ہو جائے تو میرے پروردگار مجھے اس سے بچا تو یہ اس عذاب کی شدت وفظاعت کے اظہار کے لئے
کہا گیا ورنہ حضور علیہ السلام تو عذاب سے محفوظ تھے ہی تاکہ یہ ظاہر ہو جائے کہ یہ عذاب اس قدر شدید اور دردناک ہوگا کہ ہر ایک کو اس سے پناہ مانگنی چاہیئے (روح) وانا
علیٰ ان نریک الخ جس عذاب کی ہم ان کو دھمکی دے چکے ہیں وہ ہم آپ کی زندگی میں ان پر مسلط کر سکتے ہیں ہمیں اس کی قدرت وطاقت ہے لیکن ہم عذاب کو مؤخر کر رہے
تاکہ کچھ لوگ ان میں سے ایمان لے آئیں ۷۳ ادفع بالتی الخ یہ طریق تبلیغ کی تعلیم ہے فرمایا مشرکین اگرچہ سخت لہجہ اور درشت کلامی سے آپ کی دعوت کو رد کرتے ہیں

موضح قرآن ف۱ چھیڑ شیطان کی ہے دین کے جواب سوال میں غصہ چڑھے اور لڑائی ہو پڑے اسی پر فرمایا کہ برے کا جواب دے اس سے بہتر ف۲ معلوم ہوا کہ جو لوگ کہتے ہیں آدمی مر کر
پھر آتا ہے سب غلط ہے قیامت کو اٹھیں گے اس سے پہلے ہرگز نہیں ف۳ یعنی باپ بیٹا ایک دوسرے کے شامل نہیں ہر ایک سے اسکے عمل کا حساب ہے ف۴ جلتے جلتے بدن سوج جاوٗ
نیچے کا ہونٹ ناف تک اور اوپر کا کھوپڑی تک اور زبان گھسٹتی زمین میں لوگ اس کو روندیں گے۔

اور آپ کی دعوت کو اساطیر الاولین (اگلے لوگوں کی جھوٹی کہانیاں) کہتے ہیں لیکن پھر بھی آپ نرم کلامی اور حسن اخلاق سے ان کی باتوں کا جواب دیں لیکن مسئلہ خوب کھولکر
اور دلائل کے ساتھ بیان کریں نحن اعلم بما یصفون باتیں جو کچھ وہ کہتے ہیں ہمیں وہ سب کچھ معلوم ہے اسکی ان کو پوری پوری سزا ملے گی ۷۴ے وقل رب الخ توحید
بیان کرتے وقت آپ شیطانی وسوسوں سے اللہ کی پناہ مانگیں نیز اس سے پناہ مانگیں کہ شیاطین میرے پاس آکر میرے اعمال وافعال میں دخل دیں ۷۵ے حتی اذا
جاء الخ یہ تخویف اخروی ہے یہ مشرکین اب تو غفلت میں ہیں۔ اور انکار پر اصرار کر رہے ہیں لیکن جب موت کا فرشتہ آپہنچے گا اور وہ اپنا بدانجام آنکھوں سے دیکھ لیں گے تو

رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ﴿۱۰۶﴾
اے رب زور کیا ہم پر ہماری کمبختی نے اور رہے ہم لوگ بہکے ہوئے
رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قَالَ
اے ہمارے رب نکال لے ہمکو اس میں سے اگر ہم پھر کریں تو ہم گنہگار فرمایا
اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ
پڑے رہو پھٹکارے ہوئے اس میں اور مجھ سے نہ بولو ایک فرقہ تھا ۸ے میرے
عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَ
بندوں میں جو کہتے تھے اے ہمارے رب ہم یقین لائے سو معاف کر ہمکو اور رحم کر ہم پر اور
اَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰى
تو سب رحم والوں سے بہتر ہے پھر تم نے انکو ٹھٹھوں میں پکڑا یہانتک کہ
اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنِّيْ
بھول گئے ان کے پیچھے میری یاد اور تم ان سے ہنستے رہے میں نے
جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۱۱۱﴾
آج دیا ان کو بدلہ ان کے صبر کرنیکا ۸ے کہ وہی ہیں مراد کو پہنچنے والے
قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا
فرمایا تم کتنی دیر رہے ۸۲ے زمین میں برسوں کی گنتی سے بولے
لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْئَلِ الْعَآدِّيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قٰلَ
ہم رہے ایک دن یا کچھ دن سے کم تو پوچھ لے گنتی والوں سے ف فرمایا
اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱۴﴾
تم اس میں بہت نہیں ۸۳ے تھوڑا ہی رہے ہو اگر تم جانتے ہوتے
اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا
سو کیا تم خیال رکھتے ہو ۸۴ے کہ ہمنے تمکو بنایا کھیلنے کو اور تم ہمارے پاس

اب اللہ تعالیٰ سے بار بار التجا کریں گے کہ اللہ مجھے اب دنیا میں واپس بھیجدے میں نے دنیا میں جو کوتاہیاں کی ہیں اب ان کی جگہ میں نیک اعمال بجالاؤں گا تیری توحید کو مانوں گا۔ تیرے ساتھ شرک ہرگز نہیں کروں گا اور تیرے پیغمبروں پر ایمان لاؤں گا ارجعون۔ جمع برائے تکرار ہے ای ارجعنی ارجعنی ارجعنی یعنی وہ بار بار یہ کہے گا۔ جیساکہ دوسری جگہ ارشاد ہے القیا فی جھنم یہ خطاب واحد سے ہے اور تثنیہ تکرار کے لئے ای الق الق۔ اسی طرح امراء القیس کا قول ع۔ قفانبک من ذکری حبیب ومنزل ای قف قف۔ ارجعون علے جھۃ التکریر ای ارجعنی ارجعنی (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۴۹) ۷۶ے کلا الخ کلا کلمہ ردع ہے یعنی ایسا ہرگز نہیں ہوسکے گا۔ اس کا یہ خیال غلط اور یہ امید باطل ہے کہ اسے دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے گا حسرت اور ندامت کی وجہ سے وہ یہ بات کہتا رہے گا مگر بے فائدہ ومن وراءھم برزخ الخ ان کا موت کے بعد دنیا میں واپس آنا محال ہے کیونکہ اب وہ عالم برزخ میں داخل ہوچکے ہیں۔ عالم برزخ موت سے قیامت تک کا زمانہ ہے جو دنیا اور آخرت میں حائل ہے جو شخص اس عالم میں پہنچ گیا اب دنیا کی طرف اس کی واپسی محال ہے ۷۷ے فاذا نفخ الخ تخویف اخروی ہے نفخ سے نفخہ ثانیہ مراد ہے جب سب لوگ قبروں سے زندہ ہوکر نکلیں گے اس وقت عالم برزخ ختم ہوجائے گا اور عالم آخرت کی ابتدا ہوگی۔ دنیا میں تو لوگ خاندانی وجاہت پر فخر کرتے ہیں ایک دوسرے کے خاندان پوچھتے ہیں مگر اس جہان میں نسلی امتیاز کی کوئی قدر وقیمت نہ ہوگی اور نہ کسی سے کوئی یہ پوچھے گا کہ تو کس خاندان سے تعلق رکھتا ہے وہاں کوئی رشتہ کام نہیں آئے گا۔ اور نہ خاندانی فخر وغرور سے کچھ فائدہ ہوگا ۷۸ے فمن ثقلت الخ یہ بشارت اخروی ہے ومن خفت موازینہ الخ یہ تخویف

سورۃ ادغال الخ ۱۲

اخروی ہے وہاں نسلی اور خاندانی بڑائی کام نہ آئیگی بلکہ اعمال صالحہ کام آئیں گے۔ جن کے اعمال صالحہ کا پلڑا بھاری ہوگا وہ نجات پائیں گے اور جن کا ہلکا ہوگا وہ خسارے میں رہیں گے اور جہنم میں جائیں گے تلفح وجوھھم الخ جہنم کی آگ دوزخیوں کے چہرے جلا ڈالے گی اور ان کی شکلیں جل کر بدنما اور قبیح ہوجائیں گی ۷۹ے الم تکن الخ یہ زجر ہے اور اس سے پہلے یقال لھم مقدر ہے جب انھیں جہنم میں ڈالا جائے گا اس وقت اللہ کی طرف سے فرشتے ان سے کہیں گے کیا دنیا میں میری آیتیں

موضح قرآن ف یعنی فرشتوں سے جنہوں نے نیکی اور بدی گن رکھی یہ بھی گنا ہوگا زمین میں رہنا یعنی قبر میں رہنا یا دنیا کی عمر یہ بھی ہاں تھوڑی نظر آوے گی یہ پوچھنا اس واسطے کہ دنیا میں عذاب کی شتابی کرتے تھے اب کہ شتاب ہی آیا۔

تمہیں پڑھ کر نہیں سنائی جاتی تھیں اور تم ان کا انکار کرتے تھے"۔ ؎ قالوا ربنا الخ جواب میں وہ کہیں گے" ہمارے پروردگار ہماری بدبختی ہم پر غالب آگئی اور ہم گمراہ
ہو گئے ہمارے پروردگار ایک بار ہمیں دوزخ سے نکال کر عمل کرنیکا موقع عطا فرما۔ اب بھی اگر ہم نے ویسے ہی برے کام کئے تو واقعی ہم ظالم ہوں گے پھر جس طرح تو چاہے
ہمیں عذاب دے لینا قال اخسئوا الخ" اللہ کی طرف سے آواز آئے گی دور ہو جاؤ اور مت بولو۔ یہ کلمہ تحقیر ہے جس طرح کتے کو دھتکارا جاتا ہے اسی طرح ان کو
دھتکار دیا جائے گا ؎ انہ کان الخ یہ او خال الٰہی ہے اور جملہ ماقبل کے لئے علت ہے تمہیں یہ سزا اس لئے دی جارہی ہے کہ تم عناد اور سرکشی میں انتہا کو

تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ
پھر کر نہ آؤ گے ف۱ سو بہت اوپر ہے اللہ وہ بادشاہ ؎۸۵ سچا کوئی حاکم نہیں اسکے سوائے
رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ
مالک اس عزت کے تخت کا اور جو کوئی پکارے ؎۸۶ اللہ کے ساتھ دوسرا حاکم
لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا
جس کی سند نہیں اسکے پاس سو اسکا حساب ہے اس کے رب کے نزدیک بیشک
يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ
بھلا نہ ہوگا کافروں کا اور تو کہہ اے رب ؎ معاف کر اور رحم کر اور تو ہے
خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۱۸﴾
بہتر سب رحم والوں سے

سُوْرَةُ النُّوْرِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ
سورۂ نور مدنی ہے اور اس میں چونسٹھ ۶۴ آیتیں اور نو ۹ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ
یہ ایک سورت ہے کہ ہم نے اتاری اور ذمہ پر لازم کی اور اتاریں اسمیں باتیں صاف
لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱﴾ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا
تاکہ تم یاد رکھو بدکاری کرنیوالی عورت اور مرد سو مارو
كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۠ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا
ہر ایک کو دونوں میں سے سو سو دُرّے اور نہ آوے تمکو ان پر
رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ
ترس اللہ کے حکم چلانے میں اگر تم یقین رکھتے ہو اللہ پر اور

ع ۲۶ ۶

ر ۔ خلاصہ سورت ۱۲
ر ۔ تخویف اخروی ۱۲

پہنچ چکے تھے تم دین حق سے استہزاء کرتے تھے یہاں تک کہ جو لوگ ایمان لا چکے تھے تم ان کا مذاق اڑایا کرتے تھے جو ضعفاء مومنین مثلاً حضرت بلال، صہیب، اور خبیب وغیرہم رضی اللہ عنہم اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور رحمت کی دعائیں مانگتے تھے یہ صنادید قریش ابوجہل وغیرہ انکی ہنسی اڑاتے تھے فرمایا حق کے انکار اور حق ماننے والوں سے تمسخر ہی نے تمہیں عذاب میں مبتلا کیا ہے حتی انسوکم الخ یعنی ان ایمان والوں سے عداوت و تمسخر میں تم اس قدر منہمک تھے کہ یہی چیز تمہارے لئے میرے ذکر اور میری توحید کو ماننے سے نسیان کا باعث بن گئی ای اشغلتم بالاستھزاء بھم عن ذکری (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۵۵) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی توحید کو ماننے والوں اور توحید کی تبلیغ کرنے والوں کو حقیر سمجھنا اور استہزاء و تمسخر سے ان کو ذلیل کرنے کی کوشش کرنا غضب خداوندی اور عذاب آخرت کا موجب ہے ؎۸۱ انی جزیتھم الخ تم نے اپنا حال تو دیکھ ہی لیا کہ کس عذاب میں مبتلا ہو۔ ان غریب مسلمانوں کا حال بھی سن لو جن سے تم تمسخر کرتے تھے اور جن کے بارے میں تمہارا خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ انھیں کوئی مرتبہ نہیں دے گا آج میں نے ان کو ان کے صبر و تحمل کی پوری پوری جزا دی ہے اور آج وہ خوش و خرم ہیں اور کامیاب و کامران ہیں ؎۸۲ قال کم لبثتم الخ جو کافر دنیا میں واپس جانے کی تمنا ظاہر کریں گے ان سے قیامت کے دن سوال ہو گا کہ بتاؤ تم دنیا میں کتنے سال رہے قالوا لبثنا یوما الخ وہ کہیں گے ہمیں تو ایسا معلوم ہوتا کہ ایک دن یا اس سے بھی کم رہے ہیں اے ہمارے پروردگار شدت ہول و عذاب سے ہم سب کچھ بھول چکے ہیں ہمیں کچھ یاد نہیں فرشتوں سے پوچھ جو انسانوں کی عمریں لکھتے تھے انہیں اچھی طرح معلوم ہوگا الملئکۃ العادین لاعماد العباد و اعمالھم (روح ج ۱۸ ص ۷۵) ؎۸۳ قال ان لبثتم الخ اللہ تعالیٰ جواب میں فرمائے گا بیشک تم آخرت کے مقابلہ میں دنیا میں بہت کم عرصہ رہے ہو لو انکم کنتم تعلمون مگر افسوس کہ تم نے اس قلیل وقت کی قدر نہ کی اور اس سے فائدہ نہ اٹھایا اب دوبارہ دنیا میں جا کر تم کیا کرو گے ؎۸۴ افحسبتم الخ یہ زجر ہے دنیا میں تم اس طرح غافل رہے اور سرکشی کرتے رہے گویا تم ہمیشہ ہی دنیا میں رہو گے اور کبھی ہمارے سامنے حاضر نہیں ہو سکو گے تم نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ ہم نے تمھیں بس یونہی بغیر کسی حکمت کے پیدا کر دیا ہے اور تم ہمارے احکام اور اوامر و نواہی سے بالکل آزاد ہو۔

موضح قرآن ف۱ یعنی دنیا میں تو نیکی اور بدی کا اثر نہیں ملتا اگر دوسرا دن نہ ہو بدلے کا تو یہ سب کھیل ہے۔

۸۵ فتعلی اللہ الخ یہ سورت کا خلاصہ ہے، اور سورت میں بیان کردہ تمام دلائل عقلیہ و نقلیہ کا ثمرہ و نتیجہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ جو ساری کائنات کا مالک اور حقیقی بادشاہ ہے وہ تمام شریکوں سے پاک ہے عیب سے منزہ اور عبث کام کرنے سے اس کی شان بلند ہے وہ سارے عالم کا کارساز اور سارے جہان میں متصرف و مختار ہے اس کے سوائے کوئی کارساز اور حاجت روا نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی دعا، پکار اور نذر و نیاز کا مستحق ہے۔ ای تنزہ و تقدس اللہ الملک الحق عن الاولاد والشرکاء والانداد الخ (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۵۷) لا الٰہ الا ھو الخ اس کے سوا کوئی کارساز اور مشکل کشا نہیں۔ اور وہ، عزت والے عرش کا مالک ہے جو سارے جہان کو محیط ہے ۸۶ ومن یدع الخ یہ تخویف اُخروی ہے جو لوگ اللہ کے سوا اوروں کو کارساز اور مشکل کشا سمجھ کر پکارتے ہیں حالانکہ غیر اللہ کی الوہیت کسی دلیل اور برہان سے ثابت نہیں ایسے لوگوں کا اللہ تعالیٰ محاسبہ فرمائے گا اور انھیں سخت سزا دے گا۔ اور ایسے کافر و مشرک ہرگز اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچ سکیں گے ثم ذکر ان من کان بذالک فجزاءہ العقاب العظیم بقولہ فانما حسابہ عند ربہ کانہ قال ان عقابہ ابلغ الی حیث لا یقدر احد علی حسابہ الا اللہ تعالیٰ (کبیر ج ۶ ص ۳۰۹) سورت کی ابتداء میں فرمایا قد افلح المومنون اور آخر میں فرمایا انہ لا یفلح الکفرون۔ ایمان والے کامیاب ہوں گے اور کافر و مشرک ہرگز کامیاب نہیں ہوں گے آخر میں بندوں کو طلب مغفرت و رحمت کی تلقین فرمائی ۸۷ وقل رب اغفر الخ آخر میں حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور رحمت طلب کرنے کا حکم دیا گیا کیونکہ عفو و رحمت سے کوئی بھی بے نیاز نہیں ہو سکتا اور یہی دو چیزیں ہیں جن کے ذریعہ انسان اللہ کے عذاب و عقاب سے محفوظ رہ سکتا ہے لان رحمتہ اذا ادرکت احدا اغنتہ عن رحمۃ غیرہ ورحمۃ غیرہ لا تغنیہ عن رحمتہ (مدارک ج ۳ ص ۱۰۱)

سورۂ مومنون میں آیاتِ توحید

اور اس کی خصوصیات

۱۔ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ــــــ تا ــــــ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ عذابِ الٰہی سے بچنے کے لئے امور ثلاثہ کا بیان

۲۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ ــــــ تا ــــــ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ۝ (ع ۱) نفی شرک فی التصرف پر دلائل عقلیہ

۳۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا ــــــ تا ــــــ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ (ع ۲) نفی شرک اعتقادی

۴۔ يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ ــــــ تا ــــــ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ (ع ۴) نفی شرک فعلی

۵۔ اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ــــــ تا ــــــ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ (ع ۴) دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا اعادہ۔

۶۔ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ط نفی کارسازی از غیر اللہ۔

۷۔ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ ــــــ تا ــــــ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ (ع ۵) نفی شرک اعتقادی۔

۸۔ قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ ــــــ تا ــــــ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ۝ نفی شرک اعتقادی پر تین دلائل عقلیہ علی سبیل الاعتراف من الخصم۔

۹۔ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ ــــــ تا ــــــ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔ نفی شرک فی التصرف

۱۰۔ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ ــــــ تا ــــــ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ (ع ۶) نفی شرک ہر قسم

(آج بتاریخ ۲۳ شوال ۱۳۸۶ھ مطابق ۴ فروری ۱۹۶۷ء بروز ہفتہ بعد نماز مغرب ۶ بجکر ۲۵ منٹ پر سورۂ مومنون کی تفسیر ختم ہوئی فالحمد للہ اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ دائماً ابداً)

سُورۃ نُور

ربط سُورۃ نور کو سُورۃ مومنون کے ساتھ نامی ربط یہ ہے:۔ سورۃ مومنون کی ابتداء میں فرمایا قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ یعنی ایمان والے کامیاب ہونگے اور سورۃ نور میں فرمایا اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ اللہ تعالیٰ کی توحید ہی سے سارا جہان روشن اور آباد ہے اور ایمان والوں کو فوز و فلاح اسی نور توحید ہی کی بدولت حاصل ہوگی۔

معنوی ربط یہ ہے سُورہ مومنون میں دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت کیا گیا کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور حاجت روا نہیں اس لئے حاجات و مشکلات میں صرف اُسی کو پکارو اور اُسی کے نام کی نذریں نیازیں دو اُس کے سوا کوئی پکارے جانے کے لائق نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی نذر و منت کا مستحق ہے یہ مضمون سورہ مومنون کی آخری آیتوں میں بطور خلاصہ اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ــــ تا ــــ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ٥ اب سورہ نور میں یہ مذکور ہوگا کہ اس مسئلہ توحید سے ضد اور چڑ کی وجہ سے مخالفین (کفار و منافقین) داعی توحید صلی اللہ علیہ وسلم کو مختلف طریقوں سے بدنام کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ مسلمانوں کا اعتماد اٹھ جائے اور وہ بدظن ہو کر آپکا اتباع چھوڑ دیں اور مسئلہ توحید کا انکار کر دیں اس سُورت میں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کی اس جھوٹی تہمت سے براءت و طہارت کا اعلان فرمایا ہے جو منافقین نے آپؐ کی عزت کو داغدار کرنے کے لئے اپنے پاس سے گھڑ کر اڑا دی تھی۔

خلاصہ سورۃ نور کے دو حصے ہیں پہلا حصہ ابتداء سورت سے لیکر رکوع ۷ کے آخر وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ تک ہے اور خلاصہ مضامین یہ ہے۔ تمہید، ترغیب الی القرآن اصلاح معاشرہ کے لئے چار احکام، تہمت لگانیوالوں پر زجریں، پھر اصلاح معاشرہ کے لئے چھ قوانین دعوی توحید جس کی عداوت سے منافقین نے تہمت لگائی۔ دعوی توحید پر ایک نقلی دلیل اور تین عقلی دلیلیں دوسرا حصہ رکوع ۸ کی ابتداء يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ سے لے کر سورت کے آخر تک ہے خلاصہ مضامین یہ ہے:۔

اصلاح معاشرہ کے لئے تین قوانین، مخلصین و منافقین کے اعمال کا تقابل، آداب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دعوی توحید کا دوسری بار ذکر جس کی وجہ سے منافقین نے تہمت لگائی۔

پہلا حصہ

ابتداء میں سورۃ انزلنٰھا و فرضنٰھا الخ تمہید مع ترغیب ہے یہ ترغیب آگے دوبارہ پھر آئیگی اس کے بعد زنا اور تہمت زنا سے معاشرے کو پاک کرنے کے لئے چار احکام ذکر کئے ہیں پہلا حکم الزانیۃ والزانی فاجلدوا الخ زانی اور زانیہ کی سزا۔ دوسرا حکم الزانی لاینکح الا زانیۃ او مشرکۃ الخ اور فاحشہ عورتوں کی اخلاقی پستی کا ذکر۔ تیسرا حکم والذین یرمون المحصنٰت الخ پاک دامن عورتوں پر جھوٹی تہمت لگانیوالوں کی سزا، چوتھا حکم والذین یرمون ازواجھم الخ اپنی بیویوں پر تہمت لگانیوالوں کا حکم۔

اس کے بعد ان الذین جآءو بالافک (ع ۲) سے لیکر و اللہ غفور رحیم (ع ۳) تک تہمت لگانے والوں، تہمت میں معمولی حصہ لینے والوں اور تہمت کی بات سن کر اس پر خاموش رہنے اور اس کی تردید نہ کرنیوالوں کے لئے زجریں ہیں۔ ان الذین جآءو بالافک الخ یہ ان منافقین پر زجر ہے جنہوں نے یہ تہمت گھڑ کر لگائی تھی لولا اذ سمعتموہ ظن الخ یہ ان مسلمانوں پر زجر ہے جنہوں نے بالکل خاموشی اختیار کی، نہ تہمت لگانیوالوں کی تائید کی نہ تردید اذ تلقونہ بالسنتکم ــــ تا ــــ واللہ علیم حکیم یہ ان مسلمانوں پر زجر ہے جو ان منافقین کی باتوں سے متاثر ہو گئے اور ان کی زبانوں سے بھی کچھ نامناسب الفاظ نکل گئے۔ ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ الخ یہ پہلے گروہ کے لئے دنیوی اور اخروی تخویف ہے۔ ولا یأتل اولوا الفضل الخ جو مسلمان تہمت میں ملوث ہو گئے توبہ کے بعد ان سے حسن سلوک جاری رکھنے کی ترغیب ان الذین یرمون ــــ تا ــــ ھو الحق المبین پہلے گروہ کے لئے تخویف اخروی اس کے بعد الخبیثٰت للخبیثین الخ میں بُرے اور اچھے لوگوں کا کردار اور ان کی عادات کا ذکر کیا گیا ہے۔

اس کے بعد معاشرے کی اصلاح و تطہیر کے لئے چھ قانون اور ضابطے بیان کئے گئے ہیں پہلا قانون یآیھا الذین امنوا لا تدخلوا الخ (ع ۴) جب کسی دوسرے آدمی کے گھر میں داخل ہونا چاہو تو پہلے اجازت لے لو، بلا اجازت کسی کے گھر میں مت گھسو۔ لیس علیکم جناح الخ البتہ جو گھر رہائشی نہ ہوں بلکہ عوامی کاروبار کے لئے ہوں مثلاً سرائیں دکانیں اور طعام خانے وغیرہ، ان میں داخل ہوتے وقت اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ دوسرا قانون قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم الخ ایمان والے اپنی نظریں نیچی کر کے چلا کریں تاکہ غیر محرم عورتوں کے چہروں اور ان کی زینت کو دیکھنے سے ان کی نظریں محفوظ رہیں اور وہ فتنہ بدکاری سے بچ جائیں تیسرا قانون قل للمؤمنات یغضضن من ابصارھن الخ اس میں ایمان والی عورتوں کو چار ہدایات دی گئی ہیں (۱) اپنی نگاہیں نیچی رکھیں (۲) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں (۳) ولا یبدین زینتھن الخ اپنی زینت اور بدن کے قابل ستر حصوں کو ظاہر نہ کریں بلکہ ڈھک کر رکھیں البتہ اپنے محرم رشتہ داروں کے سامنے ہاتھ

پاؤں چہرہ اور زیور وغیرہ ظاہر کرسکتی ہیں اور (۴) ولا یضربن بارجلهن الخ چلتے وقت زمین پر پاؤں آہستہ رکھیں تاکہ پاؤں کے زیور کی آواز غیر محرم نہ سن سکیں چوتھا قانون وانکحوا الایامی منکم الخ بیوہ عورتوں، غلاموں اور باندیوں کا نکاح کرڈالو اور انہیں نکاح سے مت روکو۔ پانچواں قانون والذین یبتغون الکتب الخ ــــ تمہارے جو غلام اور باندیاں مکاتب چاہیں اگر تم اس میں بہتری سمجھو تو انھیں مکاتب کردو۔ چھٹا قانون ولا تکرهوا فتیٰتکم علی البغاء الخ اپنی باندیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو۔ یا یہ باندیوں کو نکاح سے روکنے کی ممانعت ہے اس صورت میں یہ قانون رابع کے ایک حصے کی تاکید ہوگی ولقد انزلنا الیکم ایٰتٍ الخ یہ ترغیب کا اعادہ ہے جو ابتدا سورت میں مذکور ہوئی اور تخویف دنیوی ہے۔

اللّٰہ نور السمٰوٰت والارض الخ (ع ۵) اس میں دعویٰ توحید کو ایک تمثیل کی صورت میں ذکر کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ ہی سارے جہان کا مالک و کارساز ہے اسکی صفات کارسازی (صفات الوہیت) ہی سے سارا جہان قائم اور آباد ہے آگے دعویٰ توحید پر ایک نقلی دلیل اور تین عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں فی بیوت اذن اللّٰہ الخ یہ اللہ تعالیٰ کو متصرف و کارساز سمجھ کر پکارنیوالوں اور معبودان باطلہ کو خدا کے ساتھ شریک نہ بنانے والوں سے دلیل نقلی ہے۔ والذین کفروا اعمالهم کسراب الخ یہ دلیل نقلی سے متعلق ایک شبہے کا جواب ہے یعنی اللہ کی عبادت تو مشرکین بھی کرتے ہیں اس میں مومنوں کی کیا خصوصیت ہے تو فرمایا مشرک چونکہ اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ اس لئے ان کے اعمال بے فائدہ اور رائیگاں ہیں۔ الم تر ان اللّٰہ یسبح له الخ (ع ۲) دعویٰ توحید جو اللّٰہ نور السمٰوٰت والارض میں مذکور ہے پر پہلی عقلی دلیل زمین و آسمان کی ساری مخلوق خواہ ذوی العقول ہو خواہ غیر ذوی العقول اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور اس کی وحدانیت کا اقرار کرتی اور ہر قسم کے شرک سے اسکی تنزیہ و تقدیس کا اعلان کرتی ہے وللّٰہ ملك السمٰوٰت والارض الخ اور زمین و آسمان کا مالک اور سارے جہان میں متصرف اللہ تعالیٰ ہی ہے لہذا وہی کارساز اور مجیب الدعوات ہے۔

الم تر ان اللّٰہ یزجی الخ یہ دعویٰ مذکورہ پر دوسری عقلی دلیل ہے بادلوں کو اکٹھا کرنا اور پھر ان سے بارش اور اولے برسانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ یہ رات دن کا انقلاب بھی اسی کے اختیار و تصرف میں ہے واللّٰہ خلق کل دابۃ من ماء الخ یہ دعویٰ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے تمام جاندار مخلوق کو قطرہ آب سے پیدا کیا ہے لیکن تمام انواع حیوانات شکل و صورت اور افعال و خواص کے اعتبار سے مختلف ہیں اس کی قدرت کاملہ اور اس کے تصرف تام کا کرشمہ ہے وہی قادر و توانا اور قیوم و دانا سب کا کارساز اور قاضی الحاجات ہے لقد انزلنا ایٰتٍ مبینٰت الخ یہ ترغیب الی القرآن کا دوسری بار اعادہ ہے جو ابتدائے سورت میں مذکور ہوئی۔

ویقولون اٰمنا باللّٰہ ــــ تا ــــ بل اولئك هم الظلمون (ع ۶) یہ منافقین پر شکوی ہے جو زبان سے تو ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح احکام سے اعراض کرتے ہیں یہ منافقین کا حال تھا اس کے بعد ان کے مقابلے میں مخلص مومنوں کا ذکر کیا گیا انما کان قول المومنین ــــ تا ــــ فاولئك هم الفائزون ۵ (ع ۷) وہ اللہ سے ڈرتے ہیں اور اس کی نافرمانی نہیں کرتے، بلکہ اس کے اور اس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی دل و جان سے پیروی کرتے ہیں واقسموا باللّٰہ ــــ تا ــــ الا البلغ المبین ۵ (ع ۷) یہ منافقین پر زجر ہے۔ وعد اللّٰہ الذین اٰمنوا ــــ تا ــــ لعلکم ترحمون ۵ یہ مخلص مومنین کے لئے بشارت دنیوی ہے ومن کفر بعد ذلك فاولئك هم الفاسقون یہ جملہ معترضہ ہے لا تحسبن الذین کفروا الخ یہ منکرین کے لئے تخویف اخروی ہے

دُوسرا حِصّہ

پہلے اصلاح معاشرہ کے لئے تین قوانین مذکور ہیں اور آخر میں مخلص مومنوں اور منافقوں کے احوال کا مقابلہ کیا گیا ہے۔ پہلا قانون یا یها الذین اٰمنوا لیستاذنکم الخ (ع ۸) اوقات استراحت و خواب میں غلاموں اور باشعور بچوں کو اجازت لیکر اندر داخل ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ان اوقات میں اکثر زائد کپڑے اتار دیئے جاتے ہیں اور معمولی ہلکے سے کپڑوں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ دوسرا قانون والقواعد من النساء الخ بوڑھی عورتوں کو اجازت ہے کہ وہ گھر میں معمولی لباس میں رہیں اور زیادہ پردے کے لئے مزید کپڑے نہ پہنیں لیکن اگر احتیاط کریں تو بہتر ہے۔ تیسرا قانون لیس علی الاعمیٰ حرج الخ دوسروں کے گھروں میں جانے کی ہر حال میں ممانعت نہیں بلکہ ضروری کاموں کے لئے جاسکتے ہو۔ کذالك یبین اللّٰہ لکم الخ یہ ترغیب الی القرآن ہے۔

انما المومنون الذین اٰمنوا باللّٰہ الخ (ع ۹) مومنین اور منافقین کی صفات کا تقابل۔ مومنین اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر پورے اخلاص کے ساتھ ایمان لاتے ہیں اور جہاد ایسے نہایت اہم کاموں میں شرکت سے معذوری کی صورت میں حضور علیہ السلام سے اجازت لیکر جاتے ہیں۔ لا تجعلوا دعاء الرسول الخ یہ زجر ہے مع تخویف دنیوی۔ نیز ادب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہے۔ قد یعلم اللّٰہ الذین یتسللون الخ یہ منافقین کا حال ہے کہ وہ حضور علیہ السلام سے اجازت لیکر نہیں جاتے بلکہ جونہی موقعہ پایا آنکھ بچا کر کھسک گئے الا ان للّٰہ ما فی السمٰوٰت والارض ط آخر میں دعویٰ توحید کا ذکر ہے جس کی وجہ سے ضد میں آکر منافقین نے تہمت لگائی تھی۔

پہلا حِصّہ

تمہید، ترغیب الی القرآن، اصلاح معاشرہ کے لئے چار احکام، تہمت لگانیوالوں پر زجریں۔ پھر اصلاح و تطہیر معاشرہ کے لئے چھ قوانین، دعویٰ توحید جس کی وجہ سے منافقوں نے تہمت لگائی، دعویٰ توحید پر ایک نقلی اور تین عقلی دلیلیں۔

ت۲ سورۃ انزلنٰھا الخ سورۃ مبتدا محذوف کی خبر ہے ای ھٰذہٖ سورۃ اور انزلنٰھا مع معطوفات سورۃ کی صفت ہے (مدارک) یہ سورت میں بیان کردہ احکام کی تمہید اور ان کی تعمیل کی ترغیب ہے یعنی اس عظیم القدر سورت میں مسئلہ توحید اور ستر وعفاف کے بارے میں احکام بیان کئے گئے ہیں ان کو ماننا اور ان پر عمل کرنا ہم نے تم پر فرض کر دیا ہے۔ انزلنا ماضی بمعنی حال ہے یعنی یہ سورت جو اس وقت ہم نازل کر رہے ہیں فرضنٰھا ضمیر مفعول سے پہلے مضاف مقدر ہے ای فرضنا احکامھا (روح) احکام سے ستر وعفاف کے واضح احکام مراد ہیں یہ احکام چار ہیں جو اس کے بعد بالتفصیل مذکور ہیں وانزلنا فیھا الخ انزلنا کا اعادہ بعد عہد کی وجہ سے ہے مقصود ذکر مفعول ہے اٰیٰت بیّنٰت سے توحید کے روشن دلائل مراد ہیں۔ د فرضنٰھا اشارۃ الی الاحکام التی بینھا اولا ثم قولہ وانزلنا فیھا اٰیٰت بیّنٰت اشارۃ الی ما بین من دلائل التوحید (کبیر ج ۶ ص۳۱) ت۳ الزانیۃ والزانی الخ یہ ستر وعفاف اور تطہیر معاشرہ سے متعلق احکام اربعہ میں سے پہلا حکم ہے یعنی زانی اور زانیہ کو سو سو دُرّے مارو۔ ان پر یہ شرعی حد قائم کرو تاکہ لوگ بدکاری سے باز آجائیں لیکن ان پر حد جاری کرتے وقت دو باتوں کا خاص خیال رکھو اوّل ولا تاخذکم بھما رأفۃ الخ اگر واقعی تم اللہ پر اور آخرت پر یقین رکھتے ہو تو زانی اور زانیہ پر حد قائم کرتے وقت کسی قسم کی نرمی نہ کرو نہ ان پر ترس کھا کر حد کو روکو، نہ کوڑوں کی تعداد میں کمی کرو اور نہ اس قدر ہلکے کوڑے مارو کہ ان کو پتہ بھی نہ چلے۔ ان کے لئے معافی یا رعایت کی سفارش کرنا بھی اس نہی کے تحت داخل ہے۔ دوم لیشھد عذابھما الخ حد جاری کرتے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت وہاں موجود ہونی چاہیئے تاکہ ان مجرموں کی مزید رسوائی ہو اور آئندہ کے لئے وہ گناہ کی جرأت نہ کریں یہ کنوارے زانی اور زانیہ کی سزا ہے اگر کوئی شادی شدہ مرد و عورت زنا کریں تو ان کی سزا رجم ہے۔ رجم کا حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ منقول ہے اور دیگر محکمات کی طرح قطعی اور محکم ہے رجم کا حکم بالکل اسی طرح متواتر ہے جس طرح عدد رکعات اور مقادیر زکوٰۃ متواتر ہیں ثبوت الرجم منہ علیہ الصلوٰۃ والسلام متواتر المعنی کشجاعۃ علی کرم اللہ تعالیٰ وجھہ وجود حاتم (روح ج ۱۸ ص ۷۹) اس کے علاوہ رجم خود قرآن کے اشارے سے بھی ثابت ہے حضور علیہ السلام کے زمانے میں ایک شادی شدہ یہودی اور یہودیہ نے زنا کیا۔ تورات میں چونکہ رجم کا حکم تھا اس لئے رجم سے بچنے کے لئے وہ حضور علیہ السلام کے پاس مقدمہ لے آئے ان کا خیال تھا کہ اسلام میں رجم کی سزا نہیں ہے حضور علیہ السلام نے ان سے پوچھا تورات میں شادی شدہ زانی کی سزا کیا ہے انہوں نے

الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ②

پچھلے دن پر اور دیکھیں ان کا مارنا کچھ لوگ مسلمان

اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۫ وَّالزَّانِيَةُ

بدکار مرد نہیں نکاح کرتا ہے مگر عورت بدکار سے یا شرک والی سے اور بدکار عورت سے

لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى

نکاح نہیں کرتا مگر بدکار مرد یا مشرک اور یہ حرام ہوا ہے ف۵

الْمُؤْمِنِيْنَ ③ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ

ایمان والوں پر ف۱ ف اور جو لوگ ف۶ عیب لگاتے ہیں حفاظت والیوں کو پھر

لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ

نہ لائے چار مرد شاھد تو مارو ان کو اسّی

جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ

دُرّے اور نہ مانو ان کی کوئی گواہی کبھی اور وہی لوگ

هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ④ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ

ہیں نافرمان ف۲ مگر جنہوں نے توبہ کرلی اس کے پیچھے

ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑤ وَ

اور سنور گئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور

الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ

جو لوگ عیب لگائیں اپنی جوروؤں کو ف۷ اور شاھد نہ ہوں ان کے پاس

اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ

سوائے ان کی جان کے تو ایسے شخص کی گواہی کی صورت یہ ہے کہ چار بار گواہی دے اللہ کی قسم کھا کر

اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ⑥ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ

کہ مقرر وہ شخص سچا ہے اور پانچویں بار یہ کہ اللہ کی پھٹکار ہو

مرا نکسر الحکم ۱۲-

مر بجو کھا حکم ۱۲

موضح قرآن ف۱ مرد اگر بدکار ہو تو عورت پارسا نہ بیاہ لاوے دو واسطے ایک یہ کہ اسکا کفو نہیں اسکو عار ہے دوسرے یہ کہ ایک سے دوسرے کو علت نہ لگ جاوے لیکن اگر کرے تو درست ہے مگر مرد کو عورت بدکار نہیں درست جب تک کہ بدکاری کرتی رہے اور اگر توبہ کرے تو درست ہے ف۲ قید والیاں یعنی کبھی ان کو بری بات میں نہیں دیکھا اور یہی حکم ہے جو مرد کو عیب لگاوے، عیب کہا ہے بدکاری کو۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید ازین آیت معلوم شد کہ زانیہ مُصرہ بر زنا را نکاح نتوان کرد وہمین است مذہب احمد و تاویل آیت بہ مذہب ابی حنیفہ و شافعی آنست کہ حرام کردہ شد شرک و زنا بر مسلمانان یا گویند خاص است بقومی یا گویند منسوخ است و فیہ ما فیہ ۱۲-

کہا کوڑے لگانا اور منہ کالا کرنا۔ آپؐ نے فرمایا میں تم پر تورات کا حکم نافذ کروں گا۔ اور تورات میں اس جرم کی سزا رجم ہے۔ چنانچہ آپ نے یہودیوں
کے ایک عالم ابن صوریا کو حلف دے کر پوچھا سچ بتاؤ تورات میں اس گناہ کی سزا کیا ہے اس نے اقرار کر لیا کہ رجم ہے۔ چنانچہ آپؐ نے رجم کا حکم نافذ کر دیا
اس پر سورۂ مائدہ کی یہ آیت نازل ہوئی وکیف یحکمونک وعندھم التوراۃ فیہا حکم اللہ الخ (ع ۶) گذشتہ شرائع کے احکام کو قرآن میں بلا نکیر ذکر کرنا
اس بات کی دلیل ہے کہ ہماری شریعت میں بھی وہ نافذ ہیں ۴ے الزانی لاینکح الخ یہ دوسرا حکم ہے زنا کی سزا کے بعد زانی اور زانیہ کی عادت بد کا ذکر کیا گیا
ہے۔ یعنی جو مرد اور عورت زنا کی عادت بد میں مبتلا ہو جائیں اور زنا کو عیب نہ سمجھیں وہ اس لائق نہیں رہتے کہ کسی پاک دامن مومن مرد یا عورت
سے ان کا تعلق ازدواج قائم کیا جا سکے ان کی ناپاک اور ذلیل طبیعت کا تقاضا تو یہ ہے کہ کسی ایسے ہی بدکار مرد و عورت یا ان سے بھی بدتر کسی مشرک مرد و عورت سے
ان کا تعلق قائم کیا جائے۔ ان کی عادت بد کا اقتضا تو یہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے بعض مصالح کی بنا پر ایسے بدکار اور نام نہاد مسلمان مرد و عورت کا مشرک و مشرکہ
کے ساتھ نکاح ناجائز قرار دیا ہے۔ اسی طرح اگر کسی بدکار مسلمان مرد و عورت کا کسی پارسا عورت و مرد سے عقد ہو جائے تو اسے باطل نہیں قرار دیا۔ اس
آیت سے زنا کی عادت شنیعہ کی برائی اور قباحت کو واضح کرنا مقصود ہے اس صورت میں لاینکح کے معنے یہ ہوں گے کہ اس کے لئے لائق نہیں کہ وہ نکاح
کرے یعنی عدم لیاقت فعل کو عدم فعل سے تعبیر کیا گیا ہے جیسا کہ محاورہ ہے السلطان لایکذب یعنی جھوٹ بولنا بادشاہ کے شایان شان نہیں۔ یہ
مطلب نہیں کہ بادشاہ جھوٹ بول ہی نہیں سکتا۔ تقبیح الامر الزانی اشد تقبیح ببیان انہ بعد ان رضی بالزنا لایلیق بہ ان ینکح
العفیفۃ المؤمنۃ... وانما یلیق بہ ان ینکح زانیۃ ھی فی طبقتہ...... (فلاینکح) خبر مراد منہ لایلیق بہ ان ینکح کما تقول: السلطان لایکذب ای لایلیق بہ ان یکذب نزل فیہ عدم لیاقۃ
الفعل منزلۃ عدمہ (روح ج ۱۸ ص۸۴) یا نکاح سے یہاں وطی مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ جس مرد و عورت کو یہ عادت بد چمٹ جائے وہ ایسے ہی بدکار
مرد و عورت سے یا ان سے بھی بدتر مشرک و مشرکہ کے ساتھ ہی زنا کرتے ہیں کیونکہ پارسا مرد و عورت تو اس فعل بد سے کلی اجتناب کرتے ہیں۔ فالمعنی
الزانی لایطأ فی وقت الزنا الا زانیۃ من المسلمین او من ھی اخس منہا من المشرکات وقد روی عن ابن عباس واصحابہ ان
النکاح فی ھذہ الآیۃ الوطء (قرطبی ج ۱۲ ص۱۶۷) یا نکاح سے عقد شرعی ہے اور آیت منسوخ ہے بآیت وانکحوا الایامی منکم (قرطبی ج ۱۲ ص۱۶۹)
لیکن پہلا مطلب ارجح اور دوسرا راجح ہے۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ نے ان دونوں کو پسند فرمایا ۵ے وحرم ذلک الخ ذلک سے زنا کی طرف اشارہ ہے
جو ماقبل سے مفہوم ہے۔ اس صورت میں حرمت سے حرمت شرعیہ مراد ہو گی اور یہ جملہ ماقبل کی علت ہو گا۔ والاشارۃ یحتمل ان تکون للزنا المفہوم مما
تقدم والتحریم علیہ علی ظاہرہ ولعل ھذہ الجملۃ وما قبلہا متضمنۃ لتعلیل ما تقدم الخ (روح ج ۱۸ ص۸۴) یا اشارہ مذکورہ بالا
نکاح کی طرف ہے اور تحریم بمعنی منع ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ وحرمنا علیہ المراضع الخ اور مومنین سے افراد کاملہ مراد ہیں اور مطلب یہ کہ ہم
نے تکوینی طور پر مومنین کاملین کے دلوں کو ایسے بدکار مردوں اور عورتوں کے نکاح سے متنفر کر دیا ہے اور ان کے دل ایسے گندے لوگوں کی طرف مائل ہی
نہیں ہوتے۔ ویحتمل ان تکون لنکاح الزانیۃ وعلیہ فالمراد من التحریم المنع وبالمومنین المومنون الکاملون ومعنی منعھم عن نکاح
الزوانی جعل نفوسھم ابیۃ عن المیل الیہ فلا یلیق ذلک بھم الخ (روح) ۶ے والذین یرمون الخ یہ تیسرا حکم ہے جب یہ بات واضح ہو گئی
کہ مومنوں کی شان سے بعید ہے کہ وہ زنا ایسے برے فعل کا ارتکاب کریں تو اب اگر کوئی شخص کسی پاک دامن عورت یا پارسا مرد پر زنا کی تہمت لگا
دے تو اس سے چار گواہوں کا مطالبہ کیا جائے اگر وہ چار قابل اعتماد گواہ پیش نہ کر سکیں تو انہیں حد قذف یعنی تہمت لگانے کی سزا کے طور پر اسی
درّے مارے جائیں ولا تقبلوا لھم الخ اور آئندہ کے لئے کسی معاملہ میں کبھی بھی ان کی گواہی قبول نہ کی جائے اولئک ھم الفسقون یہ تہمت لگانے
والوں کے حال کا بیان ہے اور جملہ متانفہ ہے کلام مستانف غیر داخل فی حیز جزاء الشرط کانہ حکایۃ حال الرامین عند اللہ بعد انقضاء
الجملۃ الشرطیۃ (مدارک ج ۳ ص۱۰۲) کذا فی البحر المحیط ج ۶ ص۴۳۲) الا الذین تابوا الخ یہ الفسقون سے استثناء ہے یعنی اگر تہمت لگانے
والوں نے توبہ کر لی اور اپنے کئے پر نادم ہو گئے اور آئندہ کے لئے اپنے اعمال کی اصلاح کر لی تو ان سے فسق کا نام اٹھ جائیگا۔ ای رجعوا عما قالوا وندموا
علی ما تکلموا استثنا من الفاسقین کما صرح بہ اکثر الاصحاب... کون الاستثناء من الجملۃ الاخیرۃ مذھب الحنفیۃ فعندھم
لا تقبل شہادۃ المحدود فی قذف وان تاب واصلح (روح ج ۱۸ ص۹۵) ولیس یقتضی ظاہر الایۃ عود الاستثناء الی الجمل الثلاث
بل الظاہر ھو ما یعضدہ کلام العرب وھو الرجوع الی الجملۃ التی تلیہا الخ (بحر ج ۶ ص۴۳۳) جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے ان چار اشخاص (عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین، حضرت حسان بن ثابت، مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش) پر حد قذف قائم فرمائی جنہوں
نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قذف میں حصہ لیا تھا کما فی التفسیر الکبیر ج ۶ ص۳۵۳ وارشاد العقل السلیم لابی السعود ج ۶ ص۳۴۳)
بعض مفسرین کا قول ہے کہ آپ نے کسی پر بھی حد قائم نہیں فرمائی (کما فی روح المعانی ج ۸ ص۱۱۶) ۷ے والذین یرمون ازواجھم الخ یہ چوتھا حکم ہے۔ پہلے
اجنبی پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانے کا حکم بیان کیا گیا اب اس کی مناسبت سے اپنی بیویوں پر تہمت زنا لگانے کا حکم بیان کیا جاتا ہے لما ذکر حکم قذف
الاجنبیات بین حکم قذف الزوجات (مدارک ج ۳ ص۱۰۲) اگر کوئی شخص اپنی بیوی پر تہمت زنا لگا دے اور گواہ پیش نہ کر سکے تو اس پر حد قذف نہیں
بلکہ ان دونوں میاں بیوی کے درمیان لعان ہو گا یعنی دونوں میاں بیوی چار چار بار قسم کھا کر اپنی سچائی کی گواہی دیں اور پانچویں بار اپنے اوپر بد دعا کریں کہ وہ
اگر جھوٹے ہوں تو خدا ان پر لعنت کرے فشہادۃ احدھم یہ تہمت لگانے والے کیلئے چار شہادتوں کا طریقہ ہے کہ وہ چار بار قسم کھا کر شہادت دے کہ وہ تہمت

میں سچا ہے والخامسۃ الخ اور پانچویں بار یوں کہے کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر خدا کی لعنت۔ اگر خاوند اس طرح لعان کرے تو اس پر حد قذف نہیں ہوگی۔
ف۸ ویدرؤا عنہا الخ ان تشہد میں اَنْ مصدریہ ہے اور جملہ بتاویل مصدر یدرأ کا فاعل ہے اور العذاب سے حد زنا مراد ہے یعنی اگر عورت بھی بطریق ذیل لعان کرے تو اس سے حد زنا ساقط ہو جائے گی پہلے چار بار خدا کی قسم کھا کر کہے کہ اسکا خاوند جھوٹا ہے اور پانچویں بار یوں کہے کہ اگر اس کا خاوند اپنے دعوی میں سچا ہو تو اس (مراد بیوی) پر خدا کا غضب نازل ہو جب خاوند بیوی دونوں بطریق بالا لعان کرلیں تو ان دونوں کے درمیان زوجیت کے حقوق ختم ہو جائینگے

اللّٰهِ عَلَيۡهِ اِنۡ كَانَ مِنَ الۡكٰذِبِيۡنَ ﴿۷﴾ وَيَدۡرَؤُا عَنۡهَا

اس شخص پر اگر ہو وہ جھوٹا اور عورت سے ٹل جائیگی

الۡعَذَابَ اَنۡ تَشۡهَدَ اَرۡبَعَ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ

مار ف۸ یوں کہ وہ گواہی دے چار گواہی اللہ کی قسم کھا کر مقرر وہ شخص

الۡكٰذِبِيۡنَ ﴿۸﴾ وَالۡخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيۡهَاۤ

جھوٹا ہے اور پانچویں یہ کہ اللہ کا غضب آئے اس عورت پر

اِنۡ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيۡنَ ﴿۹﴾ وَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰهِ

اگر وہ شخص سچا ہے اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل ف۹

عَلَيۡكُمۡ وَرَحۡمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيۡمٌ ﴿۱۰﴾ اِنَّ

تمہارے اوپر اور اسکی رحمت اور یہ کہ اللہ معاف کرنیوالا ہے حکمتیں جاننے والا تو کیا کچھ نہ ہوتا جو

الَّذِيۡنَ جَآءُوۡ بِالۡاِفۡكِ عُصۡبَةٌ مِّنۡكُمۡ ؕ لَا تَحۡسَبُوۡهُ

لوگ ف۱ لائے ہیں ف۱۰ طوفان تمہی میں ایک جماعت ہیں تم اسکو نہ سمجھو ف۱۱

شَرًّا لَّكُمۡ ؕ بَلۡ هُوَ خَيۡرٌ لَّكُمۡ ؕ لِكُلِّ امۡرِئٍ مِّنۡهُمۡ

برا اپنے حق میں بلکہ یہ بہتر ہے تمہارے حق میں ہر آدمی کے لئے ان میں سے

مَّا اكۡتَسَبَ مِنَ الۡاِثۡمِ ۚ وَالَّذِىۡ تَوَلّٰى كِبۡرَهٗ مِنۡهُمۡ

وہ ہے جتنا اس نے گناہ کمایا اور جس نے ف۱۲ اٹھایا ہے اسکا بڑا بوجھ

لَهٗ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ﴿۱۱﴾ لَوۡلَاۤ اِذۡ سَمِعۡتُمُوۡهُ ظَنَّ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ

اس کیواسطے بڑا عذاب ہے ف۲ ف۱ کیوں نہ جب تم نے اسکو سنا تھا خیال کیا ہوتا ف۱۳ ایمان لے مردوں

وَالۡمُؤۡمِنٰتُ بِاَنۡفُسِهِمۡ خَيۡرًا ۙ وَّقَالُوۡا هٰذَاۤ اِفۡكٌ

اور ایمان والی عورتوں نے اپنے لوگوں پر بھلا خیال اور کہا ہوتا یہ صریح طوفان

مُّبِيۡنٌ ﴿۱۲﴾ لَوۡلَا جَآءُوۡ عَلَيۡهِ بِاَرۡبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ

ہے کیوں نہ لائے وہ اس بات پر چار شاہد ف۱۴

ع ۱

اور قاضی کی تفریق سے ان کے درمیان طلاق بائن واقع ہو جائے گی (روح و مدارک) **ف۹** ولولا فضل الخ تمہید کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانیوالوں پر زجریں ہو رہی ہیں۔ مومنوں کی شان سے بعید ہے کہ وہ پاک دامن مومن عورتوں پر تہمت لگائیں مگر اس کے باوجود تم نے صدیقہ پر تہمت لگائی۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی مہربانی شامل حال نہ ہوتی تو تمہیں فوراً عذاب سے ہلاک کر دیا جاتا۔ لو کی جزا یہاں مذکور نہیں وہ آگے آرہی ہے۔ اس سورت میں لَو چار بار آیا ہے لیکن اس کا جواب صرف دو جگہ مذکور ہے یعنی پہلے اور دوسرے لَو کا جواب ایک ہے اسی طرح تیسرے اور چوتھے کا جواب ایک ہے **ف۱۰** ان الذین جاءو الخ یہ منافقین پر زجر ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کے بارے میں لوگ تین قسموں میں منقسم ہو گئے۔ اول وہ منافقین جنہوں نے یہ تہمت گھڑی اور اس کی تشہیر کی۔ ان کا سرغنہ عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین تھا۔ دوم وہ مخلص مومنین جو غلط فہمی سے منافقوں کی باتوں سے متاثر ہو گئے اور ان کی زبانوں سے بھی نامناسب باتیں نکل گئیں۔ حضرت حسان بن ثابت اور مسطح بن اثاثہ ایسے ہی تھے۔ سوم عام مخلص مومنین جنہوں نے یہ باتیں سن کر خاموشی اختیار کی نہ ان کی تائید کی نہ تردید۔ اللہ تعالیٰ نے ان تینوں جماعتوں پر زجر فرمایا۔ پہلے گروہ پر سب سے زیادہ زجر کیا گیا۔ یہ پہلی دونوں جماعتوں پر زجر ہے منکم میں خطاب تمام مسلمانوں سے ہے عصبۃ سے وہ منافقین اور مومنین مراد ہیں جنہوں نے اس تہمت میں حصہ لیا۔ منافقین اپنے کو مسلمانوں میں شمار کرتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے بھی انھیں بظاہر مسلمانوں میں شمار کر کے

ف۱ زجر بر منافقین ۱۲
ف۲ تیسرے گروہ پر زجر ۱۲

موضح قرآن ف۱ اس کے بعد ذکر ہے ایک طوفان کا جو حضرت کے وقت میں اٹھا حضرت عائشہ رض پر پیغمبر ایک جہاد سے پھر آتے تھے۔ رات کو کوچ ہوا نفیری اور نقارہ نہ تھا ام المومنین جنگل گئی تھیں حاجت کو پیچھے رہ گئیں۔ ایک مسلمان لشکر سے پیچھے چلتا تھا حضرت کے حکم سے گرا پڑا اٹھانے کو۔ ان کو دیکھا تنہا رہ گئیں اونٹ پر سوار کیا آپ مہار پکڑ کر لشکر میں لا پہنچایا۔ کمبخت منافق لگے اپنے رو سیاہ کرنے ایک مہینہ تک یہ چرچا رہا پیغمبر بھی سنتے اور بغیر تحقیق کچھ نہ کہتے لیکن دل میں خفا رہتے مہینے کے بعد جب ام المومنین نے سنا انکو نہایت غم اٹھا تین دن روتے روتے دم نہ لیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ اگلی آیتیں بھیجیں دو رکوع تک ف۲ تم کو بہتر ہے اس واسطے کہ اللہ کے فرمانے سے اور تم کو بزرگی ملی اور جتنا کمایا گناہ بعضے خوشیاں کر کر کہتے بعضے افسوس کر کر بعضے چھیڑ کر مجلس میں چرچا اٹھا کر آپ چپکے سنا کرتے بعضے سنکر تامل میں چپ رہ جاتے بعضے صاف جھٹلا دیتے ان پچھلوں کو پسند فرمایا اور سب کو تھوڑا بہت الزام دیا اور بڑا بوجھ اٹھانیوالا عبداللہ بن ابی تھا۔ منافقوں کا سردار۔

فتح الرحمن ف۱ مترجم گوید کہ در غزوہ بنی مصطلق حضرت عائشہ رض متہم شدہ و منافقان در اشاعت بدنامی سعی کردند و جماعہ اظہار براءت نمودند و جماعہ توقف نمودند۔ خدا تعالیٰ براءت صدیقہ نازل ساخت و ذم منافقاں و مدح براءت کنندگان و تہدید توقف کنندگان فرمود ۱۲۔ ف۲ یعنی عبداللہ بن ابی منافق۔

فَاِذۡ لَمۡ يَاۡتُوۡا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنۡدَ اللّٰهِ هُمُ
پھر جب نہ لائے شاہد تو وہ لوگ اللہ کے یہاں وہی ہیں
الۡكٰذِبُوۡنَ ﴿۱۳﴾ وَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ وَرَحۡمَتُهٗ
جھوٹے ف اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر ۱۳ اور اسکی رحمت
فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمۡ فِىۡ مَاۤ اَفَضۡتُمۡ فِيۡهِ
دنیا اور آخرت میں تو تم پر پڑتی اس چرچا کرنے میں
عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ﴿ۚ۱۴﴾ اِذۡ تَلَقَّوۡنَهٗ بِاَلۡسِنَتِكُمۡ وَ
کوئی آفت بڑی ف۲ جب لینے لگے تم اس کو اپنی زبانوں پر ۱۴ اور
تَقُوۡلُوۡنَ بِاَفۡوَاهِكُمۡ مَّا لَيۡسَ لَكُمۡ بِهٖ عِلۡمٌ وَّ
بولنے لگے اپنے منہ سے جس چیز کی تم کو خبر نہیں اور
تَحۡسَبُوۡنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنۡدَ اللّٰهِ عَظِيۡمٌ ﴿۱۵﴾ وَلَوۡلَاۤ
تم سمجھتے ہو اسکو ہلکی بات اور یہ اللہ کے یہاں بہت بڑی ہے ۱۵ اور کیوں نہ
اِذۡ سَمِعۡتُمُوۡهُ قُلۡتُمۡ مَّا يَكُوۡنُ لَنَاۤ اَنۡ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ
جب ۱۶ تم نے اسکو سنا تھا کہا ہوتا ہم کو نہیں لائق کہ منہ پر لائیں یہ بات
سُبۡحٰنَكَ هٰذَا بُهۡتَانٌ عَظِيۡمٌ ﴿۱۶﴾ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنۡ
اللہ تو پاک ہے یہ تو بڑا بہتان ہے اللہ تم کو سمجھاتا ہے کہ
تَعُوۡدُوۡا لِمِثۡلِهٖۤ اَبَدًا اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴿ۚ۱۷﴾ وَ
پھر نہ کرو ۱۷ ایسا کام کبھی اگر تم ایمان رکھتے ہو اور
يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الۡاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ ﴿۱۸﴾ اِنَّ
کھولتا ہے اللہ تمہارے واسطے پتے کی باتیں اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا ہے ف۳ جو
الَّذِيۡنَ يُحِبُّوۡنَ اَنۡ تَشِيۡعَ الۡفَاحِشَةُ فِى الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَهُمۡ
۱۸ لوگ چاہتے ہیں کہ چرچا ہو بدکاری کا ایمان والوں میں ان کیلئے

منزل ۴

۱ زجر بر گروہ دوم ۱۲۔

۲ نیز زجر بر گروہ دوم ۱۲۔

۳ تخویف دنیوی واخروی ۱۲۔

منکم کا لفظ استعمال فرمایا ۔ ومعنی (منکم) من اھل ملتکم وممن ینتمی الی الاسلام سواء کان کذالک فی نفس الامر ام لا فیشمل ابن ابی لانہ ممن ینتمی الی الاسلام ظاھرا وان کان کافرا فی نفس الامر (روح ج ۱۸ صفحہ ۱۱۵) ۱۱ لا تحسبوہ الخ اس افک اور تہمت کو تم برا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے لئے خیر و برکت کا پیش خیمہ ہے کیونکہ حضرت عائشہ رض کو اللہ تعالے نے تہمت سے پاک ثابت کردیا اور اس کے ساتھ گذشتہ چار احکام بھی نازل فرما دیئے جو معاشرے کے لئے امن وسلامتی اور طہارت و پاکیزگی کا پیغام لے کر آئے ہیں بل ھو خیر لکم لاکتسابکم بہ الثواب العظیم وظھور کرامتکم علی اللہ عز وجل بانزال ثمانی عشرۃ ایۃ فی نزاھۃ ساحتکم الخ (ابو السعود ج ۶ صفحہ ۳۳۶) لکل امرئ منھم الخ اور جنہوں نے اس تہمت میں حصہ لیا ہے انہوں نے اپنے جرم کی نوعیت کے مطابق گناہ کا بوجھ اٹھا لیا ہے ۱۲ والذی تولی الخ اس سے عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین مراد ہے اس واقعہ میں شر و فساد کا سرغنہ اور لیڈر یہی تھا اس لئے جنہوں نے اس میں حصہ لیا ہے وہ محض غلط فہمی کا شکار ہوئے ۔ والاقرب فی الروایۃ ان المراد بہ عبد اللہ بن ابی ابن سلول فانہ کان منافقا یطلب مایکون قدحا فی الرسول علیہ السلام وغیرہ کان تابعا لہ فیما کان یاتی الخ (کبیر ج ۶ صفحہ ۳۵۱) (والذی تولی کبرہ) ھو عبد اللہ بن ابی ابن سلول (معالم و خازن ج ۵ صفحہ ۶۲) جمہور اور محقق مفسرین نے یہی لکھا ہے کہ یہاں موصول سے عبداللہ بن ابی ابن سلول ہی مراد ہے مزید حوالوں کے لئے ملاحظہ ہو :- مدارک ج ۳ صفحہ ۱۰۳، جامع البیان صفحہ ۳۰۶ ، ابو السعود ج ۶ صفحہ ۳۳۶ ، روح ج ۱۸ صفحہ ۱۱۵ ، بحر ج ۶ صفحہ ۴۳۳ وغیرہ ۱۳ لولا اذ سمعتموہ الخ یہ تیسرے گروہ پر زجر ہے ۔ قالوا ظن پر معطوف ہے یعنی جب تم نے یہ تہمت سنی تو اس وقت تم نے تمام مردوں اور عورتوں کے بارے میں حسن ظن سے کیوں کام نہ لیا اور فوراً ہی کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ محض بہتان اور جھوٹی تہمت ہے کیونکہ ہم کسی مخلص اور سچے مومن مرد اور عورت کے بارے میں یہ گمان نہیں کرسکتے کہ وہ زنا ایسا برا کام کر گذریں ۱۴ لولا جاءو الخ یہ عام مسلمانوں پر زجر ہے تہمت لگانے والوں نے چار گواہ پیش کیوں نہیں کئے ؟ جب وہ چار گواہ پیش نہیں کرسکے تو ظاہر ہے کہ وہ جھوٹے ہیں لہذا اے ایمان والو تمہارا فرض تھا کہ تم یہ غلط بات سنتے ہی اعلان کر دیتے کہ یہ سراسر جھوٹی تہمت ہے اور اس میں سچائی کا شائبہ تک نہیں مگر اس کے باوجود تم نے خاموشی اختیار کی ۔ وھذا توبیخ وتعنیف للذین سمعوا الافک ولم یجدوا

موضح قرآن ف چاہیئے کہ جب لوگ ایک نیک شخص کو بری تہمتیں لگادیں انکو جھٹلادے ۔ پیغمبر خدا نے فرمایا جو کوئی پیٹھ پیچھے بھائی مسلمان کی مدد کرے اللہ اس کی پیٹھ پیچھے مدد کرے اور بے تحقیق تہمتیں لگانا ایمان والوں سے بعید ہے ف۲ یعنی اللہ نے اس امت کو پیغمبر کے طفیل عذابوں سے بچایا ہے نہیں تو یہ بات قابل تھی عذاب کے ف۳ یعنی پتہ اسکا کہ یہ طوفان اٹھایا کس نے معلوم ہوا کہ منافقوں نے جو ہمیشہ چھپے دشمن تھے ۔ اگلی آیت میں پتہ بتادیا ۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی جمعی کہ میگفتند فلان و فلان چنین میگویند و ماندیدہ ایم و بتحقیق نمیدانیم ۱۲۔

فی دفعہ وانکارہ الخ (بحرج ۶ صہ ۳۳۴) ۱۵ ولولا فضل الخ اعادہ بعد عہد کی وجہ سے ہے پہلے ولولا فضل اللہ الخ گذر چکا ہے وہاں لَوۡ
کا جواب مذکور نہیں تھا یہاں لمسکم فی ما افضتم الخ لَوۡ کا جواب ہے اور خطاب دونوں گروہوں سے ہے یعنی تم نے جو ایک پاک دامن اور عفیفہ عورت
اور پھر پیغمبر علیہ السلام کی بیوی پر تہمت لگائی ہے اس کی وجہ سے تم مستحق تو اس بات کے تھے کہ تمہیں فوراً ہی عبرتناک عذاب سے ہلاک کر دیا جائے لیکن
اللہ تعالیٰ نے تم پر مہربانی فرمائی اور فوراً نہیں پکڑا بلکہ مہلت دیدی اس معاملہ میں جو مخلص مومنین ملوث تھے ان کے لئے یہ تاخیر حقیقتاً اللہ کی رحمت ثابت

عَذَابٌ اَلِيۡمٌ فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ وَاَنۡتُمۡ
عذاب ہے دردناک دنیا اور آخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم
لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۹﴾ وَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ وَرَحۡمَتُهٗ وَ
نہیں جانتے اور اگر نہ ہوتا ۱۹ اللہ کا فضل تم پر اور اس کی رحمت اور
اَنَّ اللّٰهَ رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۲۰﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا
یہ کہ اللہ نرمی کرنے والا مہربان تو کیا کچھ نہ ہوتا اے ۲۰ ایمان والو نہ
تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّيۡطٰنِ ؕ وَمَنۡ يَّتَّبِعۡ خُطُوٰتِ
چلو قدموں پر شیطان کے اور جو کوئی چلے گا قدموں پر
الشَّيۡطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاۡمُرُ بِالۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡكَرِ ؕ وَلَوۡلَا فَضۡلُ
شیطان کے سو وہ تو یہی بتلائیگا بے حیائی اور بری بات اور اگر نہ ہوتا اللہ کا
اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ وَرَحۡمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنۡكُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ
فضل ۲۱ تم پر اور اسکی رحمت تو نہ سنورتا تم میں ایک شخص بھی کبھی
وَّلٰـكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّىۡ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۲۱﴾
ولیکن اللہ سنوارتا ہے جسے چاہے اور اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے
وَلَا يَاۡتَلِ اُولُوا الۡفَضۡلِ مِنۡكُمۡ وَالسَّعَةِ اَنۡ يُّؤۡتُوۡۤا
اور قسم نہ کھائیں بڑے درجہ والے تم میں سے ۲۲ اور کشائش والے اس پر کہ دیں
اُولِى الۡقُرۡبٰى وَالۡمَسٰكِيۡنَ وَالۡمُهٰجِرِيۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ۖ
قرابتیوں کو اور محتاجوں کو اور وطن چھوڑنیوالوں کو اللہ کی راہ میں
وَلۡيَـعۡفُوۡا وَلۡيَـصۡفَحُوۡا ؕ اَلَا تُحِبُّوۡنَ اَنۡ يَّغۡفِرَ اللّٰهُ
اور چاہیئے کہ معاف کریں اور درگذر کریں کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو معاف کرے
لَـكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۲۲﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ يَرۡمُوۡنَ
اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان ف ۱ ف ۱ جو لوگ ۲۳ عیب لگاتے ہیں

ع ۲ النصف

تخویف دنیوی و اخروی برائے منافقین ۱۲

ہوئی انہیں موقع مل گیا اور انہوں نے سچی توبہ کر لی اور آخرت کے عذاب سے بھی بچ گئے لیکن رئیس المنافقین کو اس مہلت سے صرف وقتی فائدہ ہوا لیکن آخرت میں دردناک عذاب میں گرفتار ہوگا ۱۶ اذ تلقونہ الخ یہ دوسرے گروہ کیلئے زجر ہے اذ لمسکم کے متعلق ہے۔ (روح) یعنی تمام منافقین کی پھیلائی ہوئی خبر کو ہاتھوں ہاتھ لے رہے تھے اور بلا تحقیق اس کی اشاعت کر رہے تھے اس وقت ہی اگر تم پر اللہ کا عذاب آجاتا تو ایسا ہو سکتا تھا لیکن اللہ نے محض اپنی رحمت سے عذاب نازل کرنے میں عجلت نہیں فرمائی وتحسبونہ ہینا الخ تم اس معاملہ کو بہت معمولی سمجھ رہے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ معاملہ بہت ہی سنگین اور بہت بڑا جرم تھا۔ اے ایمان والو! تمہیں اس معاملے کی سنگینی کا احساس ہونا چاہیئے تھا اور تمہارے لئے اس معاملے میں لب کشائی مناسب نہ تھی ۱۷ ولولا اذ سمعتموہ الخ یہ بھی دوسرے گروہ پر زجر ہے جب تم نے یہ بات سنی تھی تو تم نے یہ کیوں نہ کہا کہ ہمیں اس قول باطل کی اشاعت میں حصہ نہیں لینا چاہیئے۔ اے اللہ بے شک تو ہر عیب سے پاک ہے لیکن یہ بھی ایک صریح بہتان ہے جو ایک پاک دامن اور پارسا عورت پر لگایا گیا ہے یعظکم ان تعودوا الخ اگر واقعی تم مومن ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ آئندہ ایسی حرکت مت کرو۔ ویبین اللہ الخ اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا ہے اور اس کا ہر کام حکمت پر مبنی ہوتا ہے اس لئے وہ ایسے احکام نازل فرماتا ہے جنمیں تمام بنی آدم کی فلاح و بہبود ہو ۱۸ ان الذین الخ یہ گروہ منافقین کے لئے دنیوی اور اخروی تخویف ہے نیز تہمت لگانے کی علت کی طرف اشارہ ہے کہ یہ منافقین تہمت اس لئے لگا رہے ہیں تاکہ مسلمانوں میں فحش اور بے حیائی پھیل جائے

اور لوگ بد اعتقاد ہو کر توحید کو نہ مانیں ۱۹ ولولا فضل اللہ الخ لَوۡ کا جواب محذوف ہے اس انعام و احسان کی اہمیت کا احساس دلانے اور مسلمانوں کو تنبیہ کرنے کے لئے اس کا دوبارہ اعادہ فرمایا یعنی اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی اور اللہ تعالیٰ مہربان نہ ہوتا تو اس جرم کی پاداش میں تمہیں فوراً ہلاک

موضح قرآن ف۱ جب طوفان اٹھانیوالے جھوٹے پڑے اور ان کو حد ماری گئی اسی کوڑے ان میں دو تین مسلمان تھے ایک شخص تھا مسطح ابوبکر صدیق رضؓ کا بھانجا مفلس یہ اسکی خبر لیتے تھے اسے قسم کھائی کہ اسکو میں کچھ نہ دونگا۔ اللہ نے اسکی سفارش کر دی وہ تھا مہاجرین سے اہل بدر کے بڑائی والے کہا صدیق اکبر کو جوان کی بڑائی نہ مانے اللہ سے جھگڑے۔ پھر انہوں نے قسم کھائی کہ جو دیتا تھا بند نہ کرونگا

فتح الرحمن ف۱ مترجم گوید درین آیت تعریض است بابوبکر صدیق قسم خوردہ بود کہ مسطح را ہیچ ندہد و وی یکی از دشنام دہندگان بود ۱۲۔

ہلاک کردیتا اور مہلت نہ دیتا لعجل لکم العذاب وکرر المنۃ بترک المعاجلۃ بالعقاب مع حذف الجواب مبالغۃ فی المنۃ علیھم والتوبیخ لھم (مدارک ج ۳ صـ۱۲۵) حضرت شیخ رحمہ اللہ کے نزدیک اس کی جزاء آگے آرہی ہے یعنی ما زکی منکم الخ ف۲۰ یایھا الذین الخ ایمان والوں کو نصیحت فرمائی کہ پاک دامن مومنوں پر تہمت لگانا بہت بُرا اور فحش کام ہے اور بے حیائی اور فحش کاموں کی ترغیب و اشاعت تو شیطان کا کام ہے، ایمان والوں کو ایسے کاموں سے دور رہنا چاہیئے اور شیطان کی پیروی نہیں کرنی چاہیئے۔ من یتبع الشیطان او تکب الفحشاء والمنکر فانہٗ لا یامر الا بھما و من کان کذلک لا یجوز اتباعہ وطاعتہ ا روح جلد ۱۸ صـ۱۲۴) ف۲۱ ولو لا فضل اللہ الخ اعادہ بعد عہد کی وجہ سے ہے اور مقصود ذکر جزاء ہے ما زکی منکم الخ جزاء ہے یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ اس نے بیحیائی اور بہتان تراشی کو روکنے کے لئے احکام و حدود مقرر فرما دیئے ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو منافقین کی، شرارتوں سے کسی کی عزت بھی محفوظ نہ رہتی وہ آج ایک کو بدنام کرتے کل دوسرے کی ہتک پر آمادہ ہوجاتے لیکن اللہ نے حد قذف مقرر فرما کر ان کے منہ بند کر دیئے ہیں یا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیات بینات نازل فرما کر توحید اور شریعت کی راہ واضح کر دی ہے تاکہ ایمان والے اس پر چل کر اللہ کا قرب حاصل کریں پھر اس نے توبہ کا دروازہ بھی کھول دیا ہے تاکہ گنہ گار توبہ کرکے گناہوں سے اپنے کو پاک کرسکیں تو یہ سب اللہ کی مہربانی ہے اگر وہ ایسا نہ کرتا تو کوئی بھی گناہوں سے پاک نہ ہوسکتا ولکن اللہ یزکی الخ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اسکی مہربانی ہی سے انسان کو عمل اور توبہ کی توفیق ملتی ہے اور اس کا فضل و کرم شامل حال ہو تب ہی انسان گناہوں سے پاک ہوسکتا ہے ای ان تزکیتہ… لکم و تطھیرہ و ھدایتہ انما ھی بفضلہ لا باعمالکم (قرطبی ج ۱۲ صـ۲۰۷) ف۲۲ ولا یأتل اولوا الفضل الخ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق کے قریبی رشتہ دار تھے یہ مہاجرین اولین میں سے تھے، ان کی مالی حالت کمزور تھی۔ حضرت صدیق رض حضرت مسطح رض کے دینی شرف اور صلہ رحمی کی بناء پر ان کی مالی امداد کیا کرتے تھے واقعہ افک میں مسطح رض سے بھی غلطی ہوگئی اور وہ دوسرے گروہ میں شامل تھے جب حضرت عائشہ رض کی براءت نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر رض نے قسم کھالی کہ آئندہ کے لئے وہ مسطح رض پر خرچ نہیں کریں گے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ بخشش و عطا تو اسباب مغفرت میں سے ہے تم اس کو بند کیوں کرتے ہو، کیا تم مغفرت نہیں چاہتے ہو؟ جب یہ آیت نازل ہوئی

الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَ

حفاظت والیوں بیخبر ایمان والیوں کو انکو پھٹکار ہے دنیا میں اور

الْاٰخِرَةِ ۪ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۳﴾ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ

آخرت میں اور ان کیلئے ہے بڑا عذاب جس دن کہ ظاہر کر دیں گی

اَلْسِنَتُهُمْ وَ اَيْدِيْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾

ان کی زبانیں اور ہاتھ اور پاؤں جو کچھ وہ کرتے تھے

ف۲۳ بشارت اخروی ۱۲

يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّ

اُس دن پوری دیگا انکو اللہ ان کی سزا جو چاہیے اور جان لیں گے کہ

ف۲ پہلا قانون معاشرت ۱۲

اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ﴿۲۵﴾ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ

اللہ وہی ہے سچا کھولنے والا گندیاں ہیں ف۲۴ گندوں کے واسطے

وَ الْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَ الطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَ الطَّيِّبُوْنَ

اور گندے واسطے گندیوں کے اور ستھریاں ہیں ستھروں کے واسطے اور ستھرے

لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ؕ لَهُمْ

واسطے ستھریوں کے وہ لوگ ف۲۵ بے تعلق ہیں ان باتوں سے جو یہ کہتے ہیں ان کیواسطے

ع ۳ ۹

مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۶﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

بخشش ہے اور روزی ہے عزت کی ف ف۲۶ اے ایمان والو

لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ

مت جایا کرو کسی گھر میں اپنے گھروں کے سوائے جب تک بول چال نہ کرلو اور

تُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ

سلام کرلو ان گھر والوں پر یہ بہتر ہے تمہارے حق میں تاکہ تم

تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَاۤ اَحَدًا فَلَا

یاد رکھو ف پھر اگر نہ پاؤ ف۲۷ اس میں کسی کو تو اس میں نہ

موضح قرآن ف ابن عباس نے کہا کسی پیغمبر کی عورت بدکار نہیں ہوتی یعنی اللہ ان کے ناموس کی حفاظت کرتا ہے ف۲ یعنی بے خبر کسی کے گھر میں نہ گھس جاوے کیا جانے وہ کس حال میں ہو۔ اوّل آواز دیوے اور سب سے بہتر آواز سلام کی۔

توحضرت ابوبکر صدیق رضؓ فوراً بول اٹھے بلیٰ واللہ یاربنا انا لنحب ان تغفر لنا (روح) اس کے بعد مسطح کا وظیفہ بحال کردیا۔ ۲۳ ان الذین یرمون الخ یہ منافقین کے لئے تخویف دنیوی و اُخروی ہے وہ دنیا اور آخرت میں خداوند تعالیٰ کی لعنت کا مورد ہیں اور آخرت میں انھیں ہولناک عذاب میں بھی مبتلا کیا جائیگا اس سے عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین مراد ہے جو واقعہ افک کا سرغنہ تھا۔ قال مقاتل ھذا خاص فی عبداللہ ابن ابی المنافق (معالم ج ۵ ص۶۲، خازن ص۶۵) یوم تشھد الخ ظرف لعنوا یا عذاب عظیم سے متعلق ہے قیامت کو جب یہ منافق اپنے افعال قبیحہ اور اعمال شنیعہ کے ارتکاب سے انکار کریں گے تو اللہ تعالیٰ اُن سے گویائی کا اختیار سلب کرلے گا اور ان کے جوارح کو بولنے کی قوت عطاء فرمادے گا۔ چنانچہ ان کے ہاتھ پاؤں اور زبان ان کے اختیار کے بغیر بول کر ان کے خلاف گواہی دیں گے بان انطقھن اللہ من غیر اختیار ھم (جامع ص۳۰۷) یومئذ یوفیھم اللہ الخ دینھم، دین کے معنی حساب اور جزاء کے ہیں یعنی قیامت کے دن اللہ عدل و انصاف کے ساتھ ان کو ان کے اعمال کی جزاء دے گا اور ان پر ظلم نہیں کرے گا ای حسابھم وجزاءھم (قرطبی) ومعنے الحق الثابت الذی ھم اھلہ (مدارک) ویعلمون ان اللہ الخ دنیا میں منافقین اللہ کی توحید اور دین اسلام کی سچائی سے شک میں تھے لیکن قیامت کے دن ان کے تمام شکوک رفع ہوجائیں گے اور ان پر واضح ہوجائے گا کہ اللہ تعالیٰ کی توحید حق ہے اور اس کا دین سچا ہے عن ابن عباس انھا نزلت فی عبداللہ بن ابی کان یشک فی الدین فاذا کان یوم القیامۃ علم حیث لاینفعہ (بحر ج ۶ ص۴۴۴) ۲۴ الخبیثٰت للخبیثین الخ پارسا ایمان والوں کے لئے بشارت اخروی ہے الخبیثات ناپاک عادتیں اور گندی باتیں مراد ہیں اور الطیبات سے پاکیزہ اور نیک عادتیں اور باتیں مراد ہیں یعنی گندی باتیں اور عادتیں، گندے اور بدکار لوگوں کے لائق ہیں اور پاکیزہ عادتیں اور ستھری باتیں نیکوکار اور پاکیزہ لوگوں کی شان کے شایاں ہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک پاکیزہ عورت ہیں اس لئے بدکاری ایسی بُری اور ناپاک بات کو ان کی ذات سے کوئی نسبت نہیں۔ اسی طرح حضرت صفوان رضی اللہ عنہ (جن سے منافقین نے حضرت عائشہ پر تہمت لگائی تھی) بھی ایک پاکباز اور عفیف انسان ہیں اور زنا ایسی خباثت سے مبرّا ہیں۔ قال مجاھد وابن جبیر وعطاء واکثر المفسرین المعنی الکلمات الخبیثات من القول للخبیثین من الرجال وکذا الخبیثون من الناس للخبیثات من القول الخ (قرطبی ج ۱۲ ص۲۱۱) یا الخبیثٰت سے بدکار عورتیں اور الطیبات سے پارسا عورتیں مراد ہیں اور مطلب یہ ہوگا کہ بدکار اور گندی عورتیں بدکار اور گندے مردوں کے لائق ہیں، اسی طرح بدکار مرد اس لائق ہیں کہ ان کا تعلق بھی اپنے جیسی گندی عورتوں سے ہو اور پاک اور ستھرے مرد اپنے جیسی پارسا اور ستھری عورتوں کے لائق و بالعکس۔ ستھرے اور پاکباز انسانوں کا بدکار اور گندی عورتوں سے کیا جوڑ؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ طیب و طاہر پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں لہذا یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ اللہ کے پیغمبر کی بیوی بدکاری کی نجاست و خباثت سے پاک اور طیبہ اور طاہرہ نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کی ناموس کی حفاظت کرتا ہے اور اس کی آبرو پر آنچ نہیں آنے دیتا کان تعالٰی یبین ان الطیبات من النساء للطیبین من الرجال ولا احد طیب ولا اطھر من الرسول فازواجہ اذن لایجوز ان یکن الاطیبات (کبیر ج ۶ ص۳۶۹) حضرت شیخ قدس سرہٗ نے پہلے مطلب کو راجح قرار دیا اور فرمایا اولئک مبرءون مما یقولون الخ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے یعنی پاک لوگ ان ناپاک اور خبیث باتوں سے مبرّا ہیں جن کو خبیث لوگ اُن کی طرف منسوب کرتے ہیں ۲۵ اولئک مبرءون الخ یعنی طیبات (پاکیزہ عورتیں) اور طیبون (پاک دامن مرد) ان ناپاک اور خبیث باتوں سے مبرّا ہیں جو منافقین ان کی طرف منسوب کرتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت صفوان رضی اللہ عنہ منافقین کے اس خبیث بہتان سے بری اور پاک ہیں اور اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس خباثت سے پاک ہے کہ اس کی بیوی فاحشہ ہو۔ الاشارۃ قیل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والصدیقۃ وصفوان (روح ج ۱۸ ص۱۳۱) اولئک مبرءون مما یقولون ای عائشۃ وصفوان مما یقول الخبیثون والخبیثات (قرطبی) پاکیزہ لوگ دنیا میں بھی ان خباثتوں سے پاک ہیں اور آخرت میں ان پر اللہ کی بے پایاں بخشش ہوگی اور باعزت مقام کے مستحق ہوں گے ۲۶ یایھا الذین امنوا الخ قصہ افک کی تفصیل کے بعد اب آگے چھ قوانین اور آداب معاشرت بیان کئے جاتے ہیں تاکہ بدکاری اور بدکاری کی تہمت کے اسباب و دواعی کا سدّباب ہوجائے اور آئندہ کے لئے کسی کو کسی پر الزام و بہتان لگانے کا موقعہ ہی نہ مل سکے یہ پہلا قانون ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو ھدایت فرمائی ہے کہ وہ کسی کے گھر میں اجازت کے بغیر داخل نہ ہوا کریں حتی تستأنسوا ای تستاذنوا من یملک الاذن من اصحابھا (روح ج ۱۸ ص۱۳۳) یعنی جب دوسرے کے گھر میں داخل ہونا چاہو تو دستک یا آواز دے کر صاحب خانہ سے اجازت لے لو۔ وتسلموا علٰی اھلھا جب اجازت مل جائے تو گھر میں داخل ہو کر گھر میں رہنے والوں کو سلام مسنون کہو۔ ۲۷ فان لم تجدوا الخ لیکن اگر گھر میں کوئی بھی موجود نہ ہو یا گھر میں صرف مستورات اور بچے ہی ہوں تو جب تک صاحب خانہ آکر اجازت نہ دے اس وقت تک گھر میں مت گھسو۔ وان قیل لکم ارجعوا الخ ان سے گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہ ملے تو واپس چلے آؤ۔ ھو ازکی لکم۔ اجازت نہ ملنے کی صورت میں تمہارا واپس آجانا ہی بہتر ہے اس میں تمہارے دین کا بھی فائدہ ہے اور دنیا کا بھی۔ کیونکہ اس طرح تم لوگوں کے شکوک و شبہات سے بالا رہو گے اب دروازے پر جم کر کھڑے رہنا مناسب نہیں۔ لما فیہ من سلامۃ الصدور والبعد عن الریبۃ (مدارک ج ۳ ص۱۰۰)

۲۸ لیس علیکم الخ یہاں ان گھروں اور مکانوں کا ذکر کیا گیا ہے جن میں بلا اجازت داخل ہونا جائز ہے وہ یہ جگہیں ہیں جن میں کسی کے اہل وعیال سکونت پذیر نہ ہوں بلکہ وہ عوامی منافع اور کاروبار کے لئے مختص ہوں مثلاً ہوٹل دکانیں اور سرائیں وغیرہ قال محمد بن الحنفیۃ وقتادۃ ومجاھد ھی الفنادق التی فی طرق السابلۃ قال مجاھد لایسکنھا احد بل ھی موقوفۃ لیاوی الیھا کل ابن السبیل (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۲۱) ھی الخانات والمنازل المبنیۃ للسابلۃ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وقیل بیوت التجار وحوانیتھم (خازن ج ۵ ص ۶۸) ۲۹ قل للمومنین الخ یہ دوسرا قانون ہے ایمان والوں کو ہدایت فرمائی کہ وہ نظریں جھکا کر چلا کریں تاکہ اجنبی عورتوں سے ان کی نگاہیں محفوظ رہیں نیز فرمایا وہ اپنی شرمگاہوں کو بدکاری سے محفوظ رکھیں۔ یہ ان کے لئے طہارت وعفاف کا باعث ہے غیر محرم عورت کی طرف دیکھنا دواعی زنا میں سے ہے اس لئے پہلے اس سے منع فرمایا کیونکہ جب آدمی اس کے اسباب ومحرکات سے دور رہے گا تو اس سے بھی محفوظ رہے گا۔ ۳۰ وقل للمؤمنات الخ یہ تیسرا قانون ہے اس میں عورتوں کو غض بصر اور حفظ فرج کا حکم دیا گیا ہے اسکے بعد عورتوں کو مزید ہدایات دی گئی ہیں ولا یبدین زینتھن الخ زینت سے نفس زینت یا اعضاء زینت مراد ہیں۔ عورتیں اپنی زینت وآرائش کو یا ان اعضاء کو جو محل زینت وآرائش ہیں اجنبی مردوں کے سامنے ظاہر نہ کریں البتہ جن اعضاء کے ڈھانپنے میں حرج اور ان کے ظاہر کرنے میں مجبوری ہو ان کو ظاہر کر سکتی ہیں جو عورتیں باقاعدہ حجاب میں نہیں رہتیں بلکہ اپنے کام کاج کے لئے انھیں گھر سے نکلنا پڑتا ہے انہیں ہاتھ ظاہر کرنے کی بھی اجازت ہے بشرطیکہ خوف فتنہ نہ ہو لیکن آج کل جو فیشن ایبل لڑکیاں ہاتھوں اور چہروں کو میک اپ سے سجا بنا کر بے پردہ باہر نکلتی ہیں اس کی ہرگز اجازت نہیں کیونکہ اس میں سراسر فتنہ ہی فتنہ ہے ۳۱ ۔ ۔ ۔ ۔ ولیضربن بخمرھن الخ عورت کے خلقی حسن وجمال میں سینہ نمایاں حیثیت رکھتا ہے اس لئے اس کے ستر کی خاص طور سے تاکید فرمائی کہ اوڑھنی کو سر پر سے لاکر سینے پر ڈال دیں تاکہ سینے کا ستر بخوبی ہوجائے۔ یہ گھر میں ستر کا حکم ہے اگر گھر سے باہر جانے کی ضرورت پیش آئے تو برقع یا چادر اوڑھ کر نکلیں جس سے سارا بدن مستور ہوجائے یہ حکم یدنین علیھن من جلابیبھن (احزاب ع ۸) میں مذکور ہے۔ ولایبدین الخ اور اپنی زیبائش کو

تَدۡخُلُوۡهَا حَتّٰى يُؤۡذَنَ لَـكُمۡ‌ ۚ وَاِنۡ قِيۡلَ لَـكُمُ ارۡجِعُوۡا

جاؤ جب تک کہ اجازت نہ ملے تمکو اور اگر تم کو جواب ملے کہ پھر جاؤ

فَارۡجِعُوۡا‌ هُوَ اَزۡكٰى لَـكُمۡ‌ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ عَلِيۡمٌ ﴿۲۸﴾

تو پھر جاؤ اس میں خوب ستھرائی ہے تمہارے لئے اور اللہ جو تم کرتے ہو جانتا ہے ف

لَيۡسَ عَلَيۡكُمۡ جُنَاحٌ اَنۡ تَدۡخُلُوۡا بُيُوۡتًا غَيۡرَ مَسۡكُوۡنَةٍ

نہیں گناہ تم پر اس میں کہ جاؤ ۲۸ ان گھروں میں جہاں کوئی نہیں بستا

فِيۡهَا مَتَاعٌ لَّـكُمۡ‌ ؕ وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ مَا تُبۡدُوۡنَ وَمَا

اس میں کچھ چیز ہو تمہاری ف۱ اور اللہ کو معلوم ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو

تَكۡتُمُوۡنَ‏ ﴿۲۹﴾ قُلْ لِّلۡمُؤۡمِنِيۡنَ يَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِهِمۡ

چھپاتے ہو ف کہدے ایمان والوں کو ۲۹ نیچی رکھیں ذری اپنی آنکھیں

وَيَحۡفَظُوۡا فُرُوۡجَهُمۡ‌ ؕ ذٰ لِكَ اَزۡكٰى لَهُمۡ‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيۡرٌ

اور تھامتے رہیں اپنے ستر کو اس میں خوب ستھرائی ہے ان کیلئے بیشک اللہ کو خبر ہے

بِمَا يَصۡنَعُوۡنَ‏ ﴿۳۰﴾ وَقُلْ لِّـلۡمُؤۡمِنٰتِ يَغۡضُضۡنَ مِنۡ

جو کچھ کرتے ہیں ف اور کہدے ایمان والیوں کو نیچی رکھیں ذرا

اَبۡصَارِهِنَّ وَيَحۡفَظۡنَ فُرُوۡجَهُنَّ وَلَا يُبۡدِيۡنَ

اپنی آنکھیں ۳۰ اور تھامتی رہیں اپنے ستر کو اور نہ دکھلائیں ف۲

زِيۡنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنۡهَا‌ وَلۡيَـضۡرِبۡنَ بِخُمُرِهِنَّ

اپنا سنگار مگر جو کھلی چیز ہے اس میں سے ف۳ اور ڈال لیں ۳۱ اپنی اوڑھنی

عَلٰى جُيُوۡبِهِنَّ‌ ۖ وَلَا يُبۡدِيۡنَ زِيۡنَتَهُنَّ اِلَّا

اپنے گریبان پر اور نہ کھولیں اپنا سنگار مگر

لِبُعُوۡلَتِهِنَّ اَوۡ اٰبَآئِهِنَّ اَوۡ اٰبَآءِ بُعُوۡلَتِهِنَّ

اپنے خاوند کے آگے یا اپنے باپ کے یا اپنے خاوند کے باپ کے

۱ دوسرا قانون معاشرت ۱۲

۲ تیسرا قانون معاشرت ۱۲

موضح قرآن ف۱ کوئی گھر میں نہ ہو اور پروانگی دے رکھی ہو تو خالی گھر میں چلے جاؤ۔ اور نہ دی ہو تو نہ جاوے اور پھر جاؤ کہنے سے برا نہ مانو۔ اس میں آپس کی ملاقات صاف رہتی ہے ایک کا دوسرے پر بوجھ نہیں پڑتا ف۲ شاید سننے والوں کے دل میں آیا ہوگا کہ جس گھر میں کوئی نہیں رہتا تو کس سے پروانگی لیویں۔ یہ ہر وقت پوچھ کر جانا جدے گھر والوں کو ہے اور جو ایک گھر کے لوگ ہیں جیسے لونڈی اور غلام یا اولاد ان کو ہر وقت پوچھنا ضروری نہیں مگر تین وقت خلوت کے۔ وہ اس سورۃ کے آخر میں ہے ف۳ تھامتے رہیں ستر یعنی نہ کسی کا ستر دیکھیں نہ اپنا دکھادیں اور خبر ہے جو کرتے ہیں کفر کی رسم اس بات کی قید تھی

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی رباط وقف ۱۲ ف۲ یعنی مواضع زیور ۱۲ ف۳ یعنی وجہ وکفین ۱۲۔

کسی اجنبی کے سامنے ظاہر نہ کریں البتہ اپنے خاوند کے علاوہ مندرجہ ذیل مردوں کے سامنے آرائش کا اظہار جائز ہے کیونکہ یہ ان کے ذی رحم محرم ہیں باپ، خسر، بیٹا، خاوند، خاوند کا دوسری بیوی سے بیٹا، بھائی، بھتیجا اور بھانجا اونساءھن ان رشتہ دار مردوں کے علاوہ ان عورتوں کے سامنے بھی اپنی آرائش کو ظاہر کرسکتی ہیں جو مسلمان ہوں اور اچھے کیریکٹر کی ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر عورتوں کے سامنے اسی طرح فاحشہ اور گندے کردار اور کمینہ صفت عورتوں کے سامنے زینت کی نمائش جائز نہیں کیونکہ ایسی عورتیں باپردہ عورتوں کی زینت و آرائش اور حسن وجمال کا غیر مردوں کے سامنے ذکر کریں گی اس میں خوف فتنہ ہے قال ابن عباس

اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْٓ
یا اپنے بیٹے کے یا اپنے خاوند کے بیٹے کے یا اپنے بھائی کے یا اپنے
اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا
بھتیجوں کے یا اپنے بھانجوں کے یا اپنی عورتوں کے یا
مَلَكَتْ اَیْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِیْنَ غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ
اپنے ہاتھ کے مال ۳۲ یا کاروبار کرنیوالوں کے جو مرد کہ کچھ غرض
مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْهَرُوْا عَلٰی
نہیں رکھتے یا لڑکوں کے جنہوں نے ابھی نہیں پہچانا
عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۪ وَ لَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا
عورتوں کے بھید کو اور نہ ماریں زمین پر اپنے پاؤں کو کہ جانا جائے جو
یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّ ؕ وَ تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ
چھپاتی ہیں اپنا سنگار اور توبہ کرو اللہ کے آگے سب مل کر اے
الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَ اَنْكِحُوا الْاَیَامٰی
ایمان والو تاکہ تم بھلائی پاؤ ف۱ اور نکاح کردو رانڈوں کا
مِنْكُمْ وَ الصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اِمَآئِكُمْ ؕ اِنْ
اپنے اندر ۳۳ اور جو نیک ہوں تمہارے غلام اور لونڈیاں اگر
یَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ
وہ ہونگے مفلس ۳۴ اللہ انکو غنی کردیگا اپنے فضل سے اور اللہ کشائش والا ہے
عَلِیْمٌ ﴿۳۲﴾ وَ لْیَسْتَعْفِفِ الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ
سب کچھ جانتا ہے ف۲ اور اپنے آپ کو تھامتے رہیں جن کو ۳۵ نہیں ملتا سامان
نِكَاحًا حَتّٰی یُغْنِیَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ الَّذِیْنَ یَبْتَغُوْنَ
نکاح کا جب تک کہ مقدور دے انکو اللہ اپنے فضل سے اور جو لوگ چاہیں ۳۶

ر۱ چوتھا قانون معاشرت ۱۲

ر۲ پانچواں قانون معاشرت ۱۲

رضی اللہ عنہ لا یحل للمسلمۃ ان تراھا یھودیۃ او نصرانیۃ لئلا تصفھا لزوجھا۔ (قرطبی ج ۲ ص ۲۳۳) ۳۲ اوما ملکت الخ اس سے مراد لونڈیاں ہیں کیونکہ غلام غیر محرم ہیں ای من الاماء ولو کوافرو اما العبید فھم کالاجانب (روح ج ۱۸ ص ۱۴۳) اوالتابعین الخ یعنی وہ نوکر چاکر یا وہ مرد جو گھر والوں کے ساتھ رہتے ہوں اور بچا کھچا کھا کر گذارہ کرتے ہوں اگر وہ عمر رسیدہ ہوں اور عورتوں سے انہیں رغبت نہ ہو بلکہ اپنے کام سے کام رکھیں اور ان کی طبیعت میں شوخی وغیرہ نہ ہو یا اس سے وہ فاتر العقل مراد ہیں جن کے حواس بجا نہ ہوں تو ان کے سامنے بھی آرائش ظاہر کرسکتی ہیں الرجل یتبع القوم فیأکل معھم ویرتفق بھم وھو ضعیف لا یکترث للنساء ولا یشتھیھن (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۳۴) المراد بالتابعین غیر اولی الاربۃ ھم الذین یتبعون القوم لیصیبوا من فضل طعامھم لاھمۃ لھم الاذلک ولا حاجۃ لھم فی النساء (خازن ج ۵ ص ۷۰) اوالطفل الذین الخ اسی طرح وہ چھوٹے بچے جو ابھی سن بلوغ کو نہیں پہنچے ان کے سامنے بھی آرائش ظاہر کرنے کی اجازت ہے ولا یضربن بارجلھن الخ چلتے وقت اپنے پاؤں زمین پر آہستہ آہستہ رکھیں اور زور سے زمین پر نہ ماریں تاکہ

موضح قرآن ف۱ سنگار میں سے کھلی چیز ایسی چیز کو کہا جیسے چڑھے کپڑے اور ترتی پاپوش یا یہ کہا کہ عورت کو تھوڑا سا منہ اور ہاتھ کی انگلیاں اور پاؤں کا پنجہ کھولنا درست ہے ناچاری کو پھر ہاتھ کی مہندی کھلے یا آنکھ کا کاجل یا انگلی کا چھلا اور باقی بدن اور گنا ڈھانکنا ضرور ہے غیر سے مگر اپنے محرموں سے چھاتی سے زانو تک اور اپنی عورتیں جو نیک چال کی ہوں ان سے بھی اتنا ضرور ہے اور بدراہ عورتوں سے کنارہ پکڑنا اور کمیرے جن کو غرض نہیں یعنی کھانے اور سونے میں غرق ہیں شوخی نہیں رکھتے اور لڑکا دس برس تک اور اپنا غلام بھی محرم ہے بہت علماء کے نزدیک اور پاؤں کی دھمک سے معلوم ہوتے ہیں گھونگھرو یا گجری اور باریک کپڑا جس سے بدن نظر آوے ننگی اور وہ برابر ہے اور اتنا بھی نہ کھولے تو بہتر ہے ف۲ رسول نے فرمایا اے علی تین کام میں دیر نہ کرو نماز فرض کا جب وقت آوے۔ جنازہ جب موجود ہو۔ رانڈ عورت جب مرد ملے اس کی ذات کا جو کوئی دوسرا خاوند کرنے کو عیب دے اسکا ایمان سلامت نہیں اور جو نیک ہوں لونڈی غلام یعنی بیاہ دینے سے مغرور نہ ہو جاویں تمہارا کام نہ چھوڑیں۔

فتح الرحمن ف۱ حاصل این آیت آنست کہ مواضع زینت دو قسم است۔ آنچہ در ستر آن حرج است و آن وجہ وکفین بود۔ و آنچہ در ستر آن حرج نیست مانند سر و گردن وعضد و ذراع و ساق پس ستر وجہ وکفین از اجنبیان فرض نیست بلکہ سنت است و ستر غیر آن از اجنبیان فرض است نہ از محارم۔ واللہ اعلم

پاؤں میں پہنے ہوئے زیوروں کی جھنکار غیر محرم نہ سُن لیں کیونکہ اس سے وہ عورت کے کردار پر شُبہ کریں گے اور ممکن ہے کہ ان کے اپنے دلوں میں خیالات فاسدہ کروٹیں لینے لگیں وتوبوا الی اللہ الخ انسان خطا کا پتلا ہے انتہائی کوشش کے باوجود اوامر ونواہی میں اس سے قصور اغلب ہے اس لئے اپنے گناہوں سے توبہ کرنے اور معافی مانگنے کا حکم فرمایا۔ العبد لا یخلو عن سھو وتقصیر فی اوامرہ ونواھیہ وان اجتھد داقلذا وصی المومنین جمیعًا بالتوبۃ وبتامیل الفلاح اذا تابوا (مدارک ج ٣ ص ١٠٩) ٣٣ وانکحوا الایامٰی الخ یہ چوتھا قانون ہے اس کا تعلق بھی صلاح وعفاف اور تطہیر معاشرہ سے ہے ایامٰی اَیم کی جمع ہے اور اَیم غیر شادی شدہ مرد وعورت کو کہتے ہیں یا وہ مرد و زن جن کا رفیق زندگی فوت ہو چکا ہو الایم قال نضر بن شمیل کل ذکر لا انثی معہ وکل انثی لا ذکر معھا بکرا کان او ثیبًا۔۔۔ وفی شرح کتاب سیبویہ لابی بکر الخفاف الایم التی لا زوج لھا واصلہ ھی التی کانت متزوجۃ ففقدت زوجھا برزء طرأ علیھا الخ (روح ج ۱۸ ص ۱۴۷) یعنی جس عورت و مرد کا ابھی تک نکاح نہیں ہوا یا ہو کر بیوہ یا رنڈوا ہو گیا ہے تو موقع مناسب دیکھ کر ان کا نکاح کر دو۔ اسی طرح غلاموں اور لونڈیوں میں سے جو نیک ہیں ان کا نکاح بھی کر دو کیونکہ نکاح ہو جانے سے ان میں زنا کا داعیہ کمزور ہو جائیگا اور نکاح نہ کرنے میں بہت سی خرابیاں ہیں الصّٰلحین سے یا تو شرعی معنی مراد ہے یعنی نیک اور پرہیزگار ہوں یہ قید اس لئے لگائی گئی کہ وہ حقوق زوجیت صحیح طور سے ادا کریں اور زوجین اور ان کی اولاد کا دین محفوظ رہے۔ لیحصن دینھم ویحفظ علیھم صلاحھم (کبیر ج ۶ ص ۳۸۵) یا صلاح سے اس کا لغوی معنی صلاحیت مراد ہے یعنی اگر غلاموں اور لونڈیوں میں نکاح کی صلاحیت ہو۔ وہ بالغ ہوں اور حقوق زوجیت ادا کرنیکی صلاحیت رکھتے ہوں

الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ
لکھت آزادی کی مال دیکر ان میں سے کہ جو تمہارے ہاتھ کے مال ہیں تو انکو لکھ کر دیدو اگر سمجھو
فِيْهِمْ خَيْرًا ۖ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ
ان میں کچھ نیکی اور دو ان کو اللہ کے مال سے جو اس نے تمکو دیا ہے
وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَاۗءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا
اور نہ زبردستی کرو اپنی چھوکریوں پر ٣٧ بدکاری کیواسطے اگر وہ چاہیں ٣٨ قید سے رہنا
لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ
کہ تم کمانا چاہو اسباب دنیا کی زندگانی کا اور جو کوئی ان پر زبردستی کریگا
فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٣٣﴾
تو اللہ ٣٩ ان کی بے بسی کے پیچھے بخشنے والا مہربان ہے ف
وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ
اور ہمنے اتاریں تمہاری طرف آیتیں ٤٠ کھلی ہوئی اور کچھ حال ف١
الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٣٤﴾ اَللّٰهُ
انکا جو ہو چکے تم سے پہلے اور نصیحت ڈرنے والوں کو ف٢ اللہ
نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ
روشنی ہے آسمانوں کی اور زمین کی ٤١ مثال اسکی روشنی کی جیسے ایک طاق
فِيْهَا مِصْبَاحٌ ۭ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ۭ اَلزُّجَاجَةُ
اس میں ہو ایک چراغ ٤٢ وہ چراغ دھرا ہوا ایک شیشہ میں وہ شیشہ ہے
كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ
جیسے ایک تارہ چمکتا ہوا تیل جلتا ہے اس میں ایک برکت کے درخت کا
زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا
وہ زیتون ہے نہ مشرق کی طرف ہے اور نہ مغرب کی طرف قریب ہے اس کا تیل کہ

ع ٤ / ١٠

چھٹا قانون معاشرت ١٢

دعویٰ توحید بیر ١٢

موضح قرآن ف لکھا چاہیں یعنی کسی کا غلام، لونڈی کہے کہ تیں اتنی مدت میں اتنا تجھ کو کما دوں تو مجھ کو آزاد کر۔ یہ اقرار لکھوا لیں۔ اس کو کتابت کہتے ہیں جو اس میں نیکی دیکھی تو لکھ دے۔ نیکی یہ کہ آزاد ہو کر قید سے چھوٹ کر چوری بدکاری نہ کرے گا اور دولتمندوں کو فرمایا کہ ایسے غلام لونڈی کو مال سے مدد کرو تاکہ آزاد ہو دیں خواہ زکوٰۃ سے خواہ خیرات سے اور لونڈیوں سے بدکاری کروا کر مال کمانے کو بڑا وبال ہے۔ خواہ وہ خوش ہوں خواہ ناخوش۔ ناخوشی پر اور زیادہ۔ وہ مال سب ناپاک ہے اور ناخوشی میں لونڈی بے گناہ ہے۔ ف٢ یعنی پہلی امتوں پر بھی ایسے ہی حکم تھے۔

فتح الرحمن ف١ یعنی فتیلہ روشن است ١٢۔ ف٢ یعنی در قندیل ١٢۔

وقیل المراد بالصلاح معناد اللغوی ای الصالحین للنکاح والقیام بحقوقہ (روح ج ۱۸ ص ۱۴۵) ٣٤ ان یکونوا الخ غربت اور افلاس کی وجہ سے ان کے نکاح میں تاخیر نہ کرو کیونکہ فقر وغنا اللہ کے قبضے میں ہے اگر اللہ کو منظور ہوگا تو وہ ان کے افلاس کو غنا سے بدل دے گا واللہ واسع علیم اس کے خزانے غیر محدود ہیں جو ختم نہیں ہوسکتے اور وہ اپنی حکمت ومصلحت کے تحت جسے چاہتا ہے فقیر یا غنی کر دیتا ہے ٣٥ ولیستعفف الخ نکاح سے یہاں اسباب نکاح مراد ہیں۔ (لا یجدون نکاحا) استطاعۃ تزوج من المھر والنفقۃ (مدارک ج ۳ ص ۱۰۹) یعنی جو لوگ اس قدر محتاج ہیں کہ بیوی کے مہر اور اس کے نان ونفقہ کا بھی انتظام کرنے سے عاجز ہیں وہ صبر وضبط سے اپنے جذبات پر قابو پانے کی کوشش کریں اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے امید رکھیں جب اللہ تعالیٰ ان کے لئے نکاح کے اسباب مہیا کردے تو نکاح کرلیں ٣٦ والذین یبتغون الخ یہ پانچواں قانون ہے نکاح کی صلاحیت رکھنے والے غلاموں اور لونڈیوں کی تزویج کا حکم دینے کے بعد مستحق کتابت غلاموں کو مکاتب کرنے کا حکم دیا تاکہ وہ بدل کتابت ادا کرکے آزاد ہوجائیں اور اپنے تصرفات نکاح، تجارت وغیرہ کے مختار ہوجائیں۔ مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں جسے اسکا مالک کہہ دے کہ تم اتنی رقم ادا کردو تو تم آزاد ہو خیرا سے مراد قدرت اور امانت ہے یعنی اگر تم سمجھو کہ غلام کمانے کی قدرت رکھتا ہے اور بددیانت نہیں کہ مال میں خیانت کرے تو اس کو مکاتب کردو۔ ای امانۃ وقدرۃ علی لکسب (روح) وآتوھم الخ جب ان کو مکاتب کردو تو ان کی کچھ مالی امداد بھی کرو تاکہ وہ کوئی کام شروع کریں بدل کتابت میں سے کچھ تخفیف بھی اس میں شامل ہے (روح، معالم، خازن) ٣٧ ولا تکرھوا فتیتکم الخ یہ صلاح وعفاف کا چھٹا قانون ہے زمانہ جاہلیت میں بعض لوگ لونڈیوں کو زنا پر مجبور کرتے اور انکی کمائی کھاتے تھے مفسرین نے کہا ہے یہ آیت عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس کی دو لونڈیاں تھیں جن کی وہ کمائی کھاتا تھا حرمت زنا کے نزول کے بعد ان لونڈیوں نے زنا کرنے سے انکار کردیا اور کہا کہ اب اسلام نے زنا حرام کردیا ہے۔ اس لئے اب ہم یہ کام نہیں کریں گی ابن ابی نے ان کو مجبور کیا تو وہ دونوں حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اس کی شکایت کی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ قال المفسرون نزلت فی عبد اللہ بن ابی ابن سلول المنافق کانت لہ جاریتان یقال لھما میکۃ ومعاذۃ وکان یکرھھما علی الزنا لضریبۃ یاخذ منھما الخ (خازن ج ۵ ص ۶۵) آیت کا مورد اگرچہ خاص ہے مگر اس کا حکم عام ہے لا اختصاص للخطاب بمن نزلت فیہ الآیۃ بل ھی عامۃ فی سائر المکلفین (روح ج ۱۸ ص ۱۵۷) ٣٨ ان اردن الخ اس سے بظاہر شبہ ہوتا ہے کہ نہی ارادۂ تحصن کے ساتھ مشروط ہے یعنی اگر لونڈیاں پاک دامن رہنے کا ارادہ کریں تو ان کو زنا پر مجبور نہ کیا کرو اس سے مفہوم یہ نکلا کہ ارادۂ تحصن نہ ہو تو اکراہ کی اجازت ہے حالانکہ یہ درست نہیں اس کے متعدد جواب ہیں اوّل ارادۂ تحصن کا ذکر محض مزید تغلیظ اور تقبیح فعل کے لئے ہے یعنی جب وہ پاک رہنا چاہتی ہوں تو پھر ان پر جبر کرنا بہت ہی برا فعل ہے جیسا کہ موجودہ زمانہ میں کئی ایک ایسے واقعات سامنے آچکے ہیں کہ بعض بے غیرت خاوند اپنی بیویوں کو بدکاری پر مجبور کرتے ہیں۔ اس لئے بطور تغلیظ فرمایا جب وہ پاک رہنے کا ارادہ کریں تو تمہیں بطریق اولیٰ انہیں پاک رہنے کے مواقع فراہم کرنے چاہئیں جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے لا تاکلوا الربوا اضعافا مضاعفۃ (آل عمران) یہاں اضعافا مضاعفۃ کا اضافہ بطور تغلیظ ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ سود در سود ناجائز ہے اور سود مفرد جائز ہے فیہ توبیخ للموالی ای اذا رغبن فی التحصن فانتم احق بذالک (مدارک ج ۳ ص ۱۱۱) دوم ارادۂ تحصن کا ذکر اغلب حالات کی رعایت سے کیا گیا ہے۔ کیونکہ جبر واکراہ صرف اسی صورت میں ہوسکتا ہے جب لونڈی اپنی آبرو محفوظ رکھنے کا تہیہ کرے اور زنا پر رضامند نہ ہو لیکن اگر وہ خود ہی رضامند ہو تو جبر واکراہ کی نوبت نہیں آئے گی انما شرط ارادۃ التحصن لان الاکراہ لا یتصور الا عند ارادۃ التحصن فاما اذا لم ترد التحصن فانھا تبغی بالطبع (خازن ج ۵ ص ۶۶) سوم۔ لا تکرھوا فتیتکم الخ نکاح کردینے سے کنایہ ہے مطلب یہ ہے کہ جب تمہاری لونڈیاں پاکیزہ زندگی بسر کرنے کا ارادہ رکھتی ہوں تو ان کا نکاح کردو اور نکاح سے ان کو نہ روکو کیونکہ اس صورت میں ان کے زنا میں واقع ہونے کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ خواہش نکاح کے وقت کسی کو نکاح سے روکنا بھی اسباب داعیہ الی الزنا میں سے ہے اس لئے جو شخص اپنی لونڈیوں کو نکاح سے روکتا ہے گویا وہ ان کو زنا پر مجبور کرتا ہے جبکہ وہ زنا سے عفاف وطہارت کی زندگی بسر کرنا چاہتی ہیں قالہ الشیخ قدس سرہ بعض امراء اور بڑے بڑے پیران سوء کو دیکھا گیا ہے کہ وہ اپنی بیٹیوں کی شادی صرف اس لئے نہیں کرتے کہ ان کی شان کا انہیں داماد نہیں ملتے حالانکہ صرف دین کو دیکھنا چاہیئے یہ لوگ بھی اس آیت کے تحت داخل ہیں ٣٩ ومن یکرھھن الخ من کی جزاء محذوف ہے ای فلا اثم علیھن اسی نہی کے بعد جو ان کو بدکاری پر مجبور کرے گا۔ اس کا جرم وگناہ جبر کرنے والے پر ہے لونڈیوں پر نہیں۔ ہاں جبر واکراہ کے بعد بتقاضائے بشریت ان (لونڈیوں) سے جو مطاوعت سرزد ہوگی اس کی اللہ تعالیٰ معافی دے گا۔ تعلیق المغفرۃ لھن مع کونھن مکرھات لا اثم لھن... لاعتبار انھن وان کن مکرھات لا یخلون فی تضاعیف الزنا عن شائبۃ مطاوعۃ بحکم الجبلۃ البشریۃ (روح ج ۱۸ ص ۱۵۸) ٤٠ ولقد انزلنا الخ..... دوسری بار ترغیب مع تخویف دنیوی آیت مبینت دلائل توحید اصلاح معاشرہ کے لئے احکام بیان کرنے کے بعد اصل مدعا کی طرف اشارہ ہے ومثلا من الذین الخ گذشتہ لوگوں کے قصص وامثال تاکہ خدا سے ڈرنے والے اور انابت کرنے والے لوگ ان سے نصیحت وعبرت حاصل کریں ٤١ اللہ نور السموت الخ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے سے منافقین کا مقصد یہ تھا کہ اس سے مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہوجائیں گے اور مسئلہ توحید اور دین اسلام سے پھر جائیں گے تہمت سے متعلقہ احکام اور اصلاح وتطہیر معاشرہ کے قوانین بیان کرنے کے بعد اب یہاں اصل دعویٰ توحید کا ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ نور السموت والارض اللہ تعالیٰ سارے جہان کا نور ہے سارے جہان کی رونق اور چہل پہل اسی کی ذات سے قائم ہے۔ سارے عالم کا کاروبار اسی کی تدبیر اور تصرف سے چل رہا ہے اور کائنات کے ذرّہ ذرّہ سے اس کی قدرت ظاہر وہویدا ہے۔ وہی سارے جہان کا مدبر اور تمام جہان والوں کا کارساز ہے قال مجاھد وابن عباس فی قولہ (اللہ نور السموت والارض) یدبر الامر فیھما (ابن کثیر ج ۳ ص ۲۸۹) (روح ج ۱۸ ص ۱۶۴) قال مجاھد

مدبر الامور فی السمٰوٰت والارض (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۵۷) اسی کے قدرت وتصرف سے زمین وآسمان کی رونق اور سارے جہان کا نظام قائم ہے ہر چیز اس سے
منور اور موجود ہے المعنی ای بہ وبقدرتہ انارت اضواءھا واستقامت امورھا وقامت مصنوعاتھا (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۵۶) الواجب الوجود الموجد
لماعداہ (روح) حاصل یہ ہے کہ سارے جہان میں جو حسن وخوبی اور جمال وکمال ہے وہ اسی کی ذات سے ہے ؎۴۲ مثل نورہ الخ پہلے فرمایا اللہ نور ہے اور زمین و
آسمان میں ظاہر وعیاں ہے اب اس کے واضح ہونے کی مثال بیان فرمائی۔ مثال کی تقریر اس طرح ہے کہ ایک طاق ہو جس میں نہایت صاف وشفاف شیشے کا شمعدان موجو

يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۭ نُوْرٌ عَلٰي نُوْرٍ ۭ يَهْدِي اللّٰهُ
کہ روشن ہو جائے اگرچہ نہ لگی ہو اس میں آگ روشنی پر روشنی اللہ راہ دکھلا دیتا ہے
لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۭ
اپنی روشنی کی جسکو چاہے اور بیان کرتا ہے اللہ مثالیں لوگوں کے واسطے
وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿35﴾ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ
اور اللہ سب چیز کو جانتا ہے ف۱ ان گھروں میں کہ اللہ نے حکم دیا انکو ؎۴۳
تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ
بلند کرنیکا اور وہاں اسکا نام پڑھنے کا یاد کرتے ہیں اسکی وہاں صبح اور
وَالْاٰصَالِ ﴿36﴾ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ
شام وہ مرد کہ نہیں غافل ہوتے سودا کرنے میں اور نہ بیچنے میں
عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاۗءِ الزَّكٰوةِ ۽
اللہ کی یاد سے اور نماز قائم رکھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے
يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ﴿37﴾ۤ
ڈرتے رہتے ہیں اس دن سے جس میں الٹ جائینگے دل اور آنکھیں
لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ
تاکہ بدلہ دے ان کو اللہ ان کے بہتر سے بہتر کاموں کا اور زیادتی دے ان کو
فَضْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿38﴾ وَ
اپنے فضل سے اور اللہ روزی دیتا ہے جس کو چاہے بے شمار ف۲ اور
الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۢ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ
جو لوگ منکر ہیں ان کے کام ؎۴۴ جیسے ریت جنگل میں پیاسا جانے اس کو
مَاۗءً ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـــــًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ
پانی یہانتک کہ جب پہنچا اس پر ؎۴۵ اس کو کچھ نہ پایا اور اللہ کو پایا اپنے پاس پھر اسکو پورا دیا

ر۱ توحید پر نقلی دلیل ۱۲۔

ر۲ جواب شبہ بلا دلیل نقلی مذکور ۱۲۔

درخشاں ستارے کی طرح جگمگا رہا ہو اور اس میں بتی ہو
جو کثیر الفوائد درخت زیتون کے تیل سے جل رہی
ہو اور تیل بھی ایسا عمدہ ہو جو زیتون کے اس درخت
سے حاصل کیا گیا ہو جو صبح شام دھوپ میں رہے۔ وہ
تیل ایسا صاف اور لطیف ہو کہ ایسے معلوم ہو کہ آگ
دکھائے بغیر ہی جل اٹھے گا مشکوٰۃ طاقچہ جس میں چراغ
رکھا جاتا ہے مصباح چراغ زجاجۃ شیشہ۔ کوکب دری
چمکنے والا ستارہ لاشرقیۃ ولاغربیۃ یعنی وہ نہ باغ
کی شرقی جانب ہو نہ غربی جانب بلکہ کھلے میدان اور
صحرا میں ہو تاکہ سارا دن اس پر دھوپ پڑے کیونکہ
ایسے درخت کا روغن نہایت صاف وشفاف لطیف
اور عمدہ ہوتا ہے ای ضاحیۃ للشمس لایظلھا
جبل ولا شجر ولا یحجبھا عنھا شیئ من حین
تطلع الی ان تغرب وذالک احسن لزیتھا۔
(روح ج ۱۸ ص ۱۶۹) یوقد من شجرۃ الخ المصباح
سے حال ہے اور شجرۃ سے پہلے مضاف مقدر ہے ای
من زیت شجرۃ نور علی نور یعنی اس طرح بہت
سی روشنیاں جمع ہوگئیں۔ چراغ میں تیل بھی زیتون کا
ہو جو نہایت صاف اور لطیف ہو۔ پھر چراغ اعلیٰ درجے
کے شفاف اور چمکدار شیشے کے قندیل میں ہو پھر وہ
قندیل ایک محفوظ طاق میں ہو جس سے روشنی سمٹ کر
اور تیز ہو جائے اس طرح بہت سی روشنیاں جمع ہو
جائیں یہی مثال مسئلہ توحید کی ہے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت
اور اس کی کارسازی سارے جہان کے ذرے ذرے
سے ظاہر وعیاں تھی پھر انبیاء سابقین علیہم السلام کی
تعلیمات اور کتب سابقہ کی آیات بینات کی روشنیوں
نے اس کو اور واضح اور روشن کیا پھر حضرت محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآنی تعلیمات کی ضیا پاشیوں
سے یہ مسئلہ اور زیادہ روشن ہو کر جگمگا اٹھا اور پھر

موضح قرآن ف۱ یعنی اللہ سے رونق بستی ہے آسمان وزمین کی اس کی مدد نہ ہو تو سب ویران ہو جائیں اور اللہ کی روشنی کی کہاوت ابن عباسؓ نے کہا یہ مومن کے دل میں روشنی ہے۔ کتنے پردوں میں ایک سے ایک تیز روشنی رکھتا ہے سب سے اندر تارہ سا ہے اور زیتون نہ شرق کا نہ غرب کا یعنی باغ کے بیچ کا نہ صبح کی دھوپ کھاوے نہ شام کی خوب ہرا اور چکنا ہے یا پیغمبر کو فرمایا کہ دل کا نور ملتا ہے ان سے وہ ملک عرب میں پیدا ہوئے نہ مشرق میں نہ مغرب میں اس کا تیل بن کر آگ سلگنے کو تیار ہے یعنی مومن کے دل میں بن ریاضت ان کی صحبت سے روشنی پیدا ہوتی ہے آگے فرمایا کہ وہ روشنی ملتی ہے اس سے کہ جن مسجدوں میں کامل لوگ بندگی کرتے ہیں صبح وشام وہاں لگا ہے ف۲ ایمان کی برکت سے مومن کو نیک عمل کا بدلا ہے اور بدعمل معاف اور کفر کی شامت سے کافر کو بدعمل کی سزا ہے اور نیک عمل خراب۔ یہی فرمایا کہ بہتر سے بہتر کام کا۔

فتح الرحمن ف۱ حاصل این مثل تشبیہ نوری است کہ بسبب مواظبت بر طہارت وعبادت در دل مسلماناں حاصل می شود بنور چراغ کہ در غایت درخشندگی باشد بیت اشعار بآن مواظبت می فرماید ۱۲۔

نور علیٰ نور کا مصداق بنگیا۔ یھدی اللہ لنورہٖ من یشاء اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات کے اعتبار سے سارے جہان میں ظاہر و عیاں ہے۔ جہان کے ذرّے ذرّے سے اس کی معرفت حاصل ہوسکتی ہے مگر اس کے باوجود راہ توحید دکھانا اور ہدایت دینا اللہ کے اختیار میں ہے وہ جسے چاہے ہدایت دے۔ مثال کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح مذکورہ بالا چراغ کی روشنی وضوع و انجلار کی آخری حد ہے اسی طرح اللہ تعالےٰ کا کارساز اور متصرف ہونا واضح اور عیاں ہے یہاں تک کہ اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ویضرب اللہ الامثال الخ اللہ تعالیٰ لوگوں کو سمجھانے کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے اسے معلوم ہے کون ہدایت کا مستحق ہے اور کون غیر مستحق۔ ھو اعلم بمن یستحق الھدایۃ ممن یستحق الاضلال (ابن کثیر ج ۳ ص۲۹۲) **۴۳** فی بیوت الخ دعویٰ توحید پر ان لوگوں سے دلیل نقلی ہے جو صرف اللہ تعالیٰ ہی کو مدبر عالم، متصرف ومختار اور کارساز سمجھ کر پکارتے ہیں اور ہر قسم کے شرک سے اللہ تعالیٰ کی تنزیہ و تقدیس کرتے ہیں۔ فی بیوت ظرف یسبح کے متعلق ہے بیوت موصوف اذن اللہ الخ جملہ صفت رجال، یسبح کا فاعل ہے فیھا، فی بیوت کا تکرار ہے برائے تاکید، ای یسبح لہ رجال فی بیوت وفیھا تکریر کقولک زید فی الدار جالس فیھا (بحر ج ۶ ص۴۵۸) یا فی بیوت جزء مقدم ہے رجال نکرہ موصوفہ مبتداء مؤخر ہے رجال سے انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین مراد ہیں۔ اذن سے امر اور رفع سے تعظیم مراد ہے اور اللہ کے اسم کے ذکر سے اسکی توحید مراد ہے والمراد بالاذن الامر وبالرفع التعظیم (روح ج ۱۸ ص۱۷۴) وعن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما المراد بہ (بذکر اسمہ) توحیدہ عز وجل وھو قول لا الہ الا اللہ (روح ج ۱۸ ص۱۷۵) یعنی جن گھروں کی عزت کرنے اور جن میں توحید کا ذکر اذکار کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے ان میں اللہ کے ایسے بندے اس کا ذکر کرتے اور صبح وشام اس کی تسبیح و تقدیس کا ورد کرتے رہتے ہیں جن کو دنیا کا کاروبار اللہ کے ذکر سے اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے سے مانع نہیں ہوتا یعنی وہ دنیا کے کاروبار میں ایسے منہمک نہیں ہوتے کہ اللہ کی عبادات ہی سے غافل ہو جائیں بلکہ کاروباری مصروفیت کے باوجود اللہ کی یاد اور اس کے فرائض کی ادائیگی میں سستی نہیں کرتے یخافون یوما الخ یہ بھی انہی لوگوں کی صفت ہے۔ وہ لوگ اس دن سے ڈرتے ہیں جس دن خوف کے مارے دل بے چین اور مضطرب ہو جائینگے مراد قیامت کا دن ہے لیجزیھم یہ مذکورہ افعال سے متعلق ہے یعنی اللہ کی تسبیح و تقدیس اس کی توحید کا ذکر، اقامت صلوٰۃ، ایتاء زکوٰۃ اور خوف اس لئے بجالاتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو اچھی جزاء دے اور مزید فضل ومہربانی سے نوازے (روح) واللہ یرزق الخ یہ ماقبل کی علت ہے یعنی اللہ تعالےٰ جسے چاہے محض اپنے فضل وکرم سے اصل استحقاق سے زیادہ جزا دیدے۔ اس دلیل نقلی میں بتایا گیا کہ اللہ کے نیک بندے یعنی انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین ہر وقت اس کو یاد کرتے رہتے ہیں وہ اس کی یاد اور اس کی توحید سے کبھی غافل نہیں ہوتے وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کو متصرف اور مختار وکارساز سمجھ کر پکارتے ہیں وہ قیامت کے دن سے بھی ڈرتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ اللہ ہی معبود برحق، مختار مطلق اور مالک روز جزا ہے **۴۴** والذین کفروا الخ یہ دلیل نقلی مذکور پر ایک شبہے کا جواب ہے دلیل مذکور پر شبہہ وارد ہوتا تھا کہ اگر مسلمان اللہ کو پکارتے اور اس کو یاد کرتے ہیں تو دیگر مذاہب والے بھی اللہ کو یاد کرتے اور اس کو پکارتے ہیں تو اس میں مسلمانوں کی کیا خصوصیت ہے حاصل جواب یہ کہ دونوں کی عبادت اور پکار میں زمین وآسمان کا فرق ہے مسلمان صرف اور صرف اللہ کی عبادت کرتے اور صرف اسی کو پکارتے ہیں اور اس کی عبادت و دعا میں کسی کو شریک نہیں کرتے۔ اس کے برعکس مشرکین اللہ کی عبادت کے ساتھ اوروں کی بھی عبادت کرتے ہیں اور اللہ کے سوا اپنے خود ساختہ معبودوں کو بھی کارساز سمجھ کر پکارتے ہیں اس لئے ان کے تمام اعمال بے سود اور رائیگاں ہیں۔ مشرکین کے اعمال دو قسم کے ہیں۔ اوّل وہ جو بظاہر اچھے ہیں مگر حقیقت میں بے فائدہ ہیں جیسا کہ مشرکین خیرات کرتے، سرائیں اور مسافرخانے بنواتے ہیں۔ دوم وہ جو بظاہر بھی بُرے ہوں اور حقیقت میں بھی ضرررساں ہوں جیسا کہ اللہ کے سوا اوروں کو کارساز اور حاجت روا سمجھنا وغیرہ۔ اعمالھم کسراب الخ میں پہلی قسم کے اعمال کی مثال بیان کی گئی ہے سراب وہ ریت جو دھوپ میں چمکتی ہوئی نظر آتی ہے قیعۃ صاف میدان۔ ایک مسافر جو لق ودق صحرا میں سفر کر رہا ہو۔ سورج کی گرمی تیز ہو اور وہ پیاس سے بدحال ہوچکا ہو، دُور سے اُسے سراب نظر آئے جو سورج کی شعاعوں کی وجہ سے پانی معلوم ہو لیکن جب وہاں پہنچے تو سوا ریت کے کچھ بھی نہ ہو۔ مشرکین اپنے ان اعمال خیر سے امیدیں وابستہ کئے ہوئے ہیں لیکن خدا کے یہاں جب حاضر ہوں گے تو اعمال کا نام ونشان تک نہ دیکھیں گے۔ اذا رأی السراب من ھو محتاج الی الماء یحسبہ ماء فقصد لیشرب منہ فلما انتھی الیہ (لم یجدہ شیئا) فکذالک الکافر یحسب ان عمل عملا وانہ قد حصل شیئا فاذا وافی اللہ یوم القیمۃ وحاسبہ علیھا ونوقش علی افعالہ لم یجد شیئا بالکلیۃ (ابن کثیر ج ۳ ص۲۹۶) **۴۵** حتی اذا الخ۔ حتیٰ غایت کے لئے ہوتا ہے مگر اس کا ربط ماقبل سے ظاہر نہیں ہوتا کیونکہ پہلے سراب کی مثال بیان کی گئی ہے اور اس کے بعد شبہات کا ذکر ہے اس لئے یہاں یہ محذوف ہوگا کہ کافر اب تو نہیں مانتے لیکن جب وہ اللہ کے پاس جائینگے اور وہاں اپنے معبودان باطلہ کو نہیں پائیں گے، انھیں امید تھی ثواب کی مگر اللہ تعالیٰ انہیں سخت عذاب میں مبتلا کریگا **۴۶** اوکظلمت الخ یہ مشرکین کے دوسری قسم کے اعمال کی تمثیل ہے جو بظاہر بھی بُرے ہوں اور حقیقت میں بھی۔ یعنی ان کے بعض اعمال تو ظلمات در ظلمات ہیں جس طرح ایک بہت ہی گہرے سمندر کی تہ جس کے اوپر پانی کی بے شمار موجیں ہوں اور پھر سیاہ بادل چھائے ہوئے ہوں۔ ایسا گھٹاٹوپ اندھیرا ہو کہ اپنا ہاتھ دکھائی نہ دے۔ مشرکین شرک وجہالت کے ایسے ہی تہ بتہ اور موج در موج اندھیروں میں غرق ہیں اور رُشد وہدایت کی روشنی کی کوئی کرن ان تک نہیں پہنچ سکتی شرک وضلالت کے ان دبیز اندھیروں میں وہ جو اعمال بجالاتے ہیں وہ بھی سراپا ظلمت ہی ہوتے ہیں نہ ان کا ظاہر اچھا ہوتا ہے نہ باطن۔ شبھھا (اعمالھم) فی ظلمتھا وسوادھا لکونھا باطلۃ وخلوھا عن نور الحق بظلمات متراکمۃ من لج البحر والامواج والسحاب (مدارک ج ۳ ص۱۱۳) مشرکین کے ان اعمال کی فہرست خاصی طویل ہے جو ظاہر میں بھی قبیح اور شرمناک ہیں اور ان کا انجام بھی تاریک ہے مثلاً کنجروں اور کنجریوں کا بزرگوں کی رضاجوئی کے لئے ناچ وگانے کی نذر ومنت ماننا اور پھر ان کے مزاروں پر ایفاء نذر کے طور پر ناچ گانے کا مظاہرہ کرنا۔ اسی طرح بعض مشرک عورتوں کا بعض بزرگوں کے مزارات پر ایسی ایسی چیزوں کا چڑھاوا چڑھانا جن کا نام زبان وقلم کی نوک پر لانے سے شرم وحیا مانع ہے

۴۷ ومن لم یجعل الخ جس کو اللہ تعالےٰ نے دنیا میں نور توحید عطا نہیں فرمایا اور جس نے دنیا میں نیک کام نہیں کئے وہ آخرت میں بھی نور رحمت اور مغفرت سے محروم رہے گا۔ یا مطلب یہ ہے کہ جسے اللہ تعالےٰ نے نور ہدایت عطا نہیں فرمایا اُسے اور کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ ای من لم یشأ اللہ تعالیٰ ان یھدیہ اللہ سبحانہٗ لنورہ فی الدنیا فما لہ ھدایۃ ما من احد اصلا ایھا وقیل ومعنی الآیۃ من لم یکن لہ نور فی الدنیا فلا نور لہ فی الآخرۃ (روح ج ۱۸ ص ۱۸۵) ۴۸ الم تر الخ یہ دعویٰ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے زمین و آسمان کی ساری ذی عقل اور غیر ذی عقل مخلوق اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس کرتی ہے اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ وللہ ملک السموٰت الخ زمین و آسمان کا مالک و مختار بھی وہی ہے اور ہر کام اور ہر معاملہ اسی کے اختیار میں ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ معبود برحق اور متصرف اللہ تعالیٰ ہی ہے الطیر۔ من پر معطوف ہے۔ اور صافات اس سے حال ہے یہ جو پرندے ہوا میں اڑتے اپنے پروں کو کھولتے اور سمیٹتے ہیں اور جس رخ جاتے ہیں مڑ جاتے ہیں وہ بھی اللہ ہی کی تسبیح کرتے ہیں کلٌّ کی تنوین مضاف الیہ سے عوض ہے ای کل واحد ممن ذکر یعنی اللہ کی مخلوق میں سے ہر ایک اللہ کی عبادت اور اس کی تسبیح و تحمید کے طریقے جانتا ہے انسانوں کو انبیا علیہم السلام کے ذریعہ تعلیم دی گئی اور باقی مخلوق کو بذریعہ الہام ذکر اللہ کے طریقے بتا دیئے گئے۔ المعنی قد علم کل مصل ومسبح صلاۃ نفسہ وتسبیحہ الخ (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۸۷) ویراد بافرادھا (الطیر) بالصلوٰۃ والتسبیح ما الھمہ اللہ تعالیٰ کل واحد منھا من الدعاء والتسبیح (ابو السعود ج ۶ ص ۳۵)۔ ۴۹ الم تر ان اللہ یزجی الخ یہ دوسری عقلی دلیل ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ مختلف سمتوں سے بادلوں کو چلا کر ایک جگہ جمع کرتا ہے پھر اس کی قدرت سے ان بادلوں میں سے بارش برستی ہے وہ آسمان کی طرف سے پہاڑوں کی مانند بادلوں میں سے اولے برساتا ہے جن کی وجہ سے بعض لوگوں کا جانی اور مالی نقصان ہو جاتا ہے اور بعض اس سے محفوظ رہتے ہیں۔ بادلوں سے جب بجلی کوندتی ہے اس کی روشنی اس قدر تیز ہوتی ہے کہ آنکھوں کی روشنی ہی سلب کرلے۔ یہ سارا نظام اللہ ہی کے قبضے میں ہے یقلب اللیل والنھار الخ اس کے علاوہ رات دن کا انقلاب یعنی رات دن کی یکے بعد دیگرے آمد و رفت اور ان کی کمی بیشی

حِسَابَهٗ ؕ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿٣٩﴾ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ
اس کا لکھا اور اللہ جلد لینے والا ہے حساب ۴۶ یا جیسے اندھیرے گہرے دریا میں
لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ
چڑھی آتی ہے اس پر ایک لہر ۴۷ اس پر ایک اور لہر اس کے اوپر بادل
بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَاۤ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ؕ
اندھیرے ہیں ایک پر ایک جب نکالے اپنا ہاتھ لگتا نہیں کہ اسکو وہ سوجھے
وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ﴿٤٠﴾ اَلَمْ
اور جسکو اللہ نے نہ دی روشنی اس کیواسطے کہیں نہیں روشنی ۴۸ کیا تونے نہ
تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ
دیکھا کہ اللہ کی یاد کرتے ہیں جو کوئی ہیں ۴۹ آسمان و زمین میں اور اڑتے جانور
صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ
پر کھولے ہوئے ہر ایک نے جان رکھی ہے اپنی طرح کی بندگی اور یاد اور اللہ کو معلوم ہے
بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿٤١﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى
جو کچھ کرتے ہیں اور اللہ کی حکومت ہے آسمان و زمین میں اور
اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿٤٢﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ
اللہ ہی تک پھر جانا ہے تو نے نہ دیکھا کہ اللہ ہانک لاتا ہے بادل کو پھر انکو ملا دیتا ہے
بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ
پھر ان کو رکھتا ہے ۴۹ تہ بر تہ پھر تو دیکھے مینہ نکلتا ہے اس کے
خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ
بیچ سے اور اتارتا ہے آسمان سے اس میں جو پہاڑ ہیں
بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ؕ
اولوں کے پھر وہ ڈالتا ہے جس پر چاہے اور بچا دیتا ہے جس سے چاہے

ع ۵

ر ۱ دعویٰ توحید پر پہلی عقلی دلیل ۱۲

ر ۲ دوسری عقلی دلیل ۱۲

موضح قرآن ف کافر دو طرح کے ہیں ایک عیب کی طرف تاکتے ہیں پھر بہک کر اللہ کا دین چھوڑتے ہیں غلط راہیں پکڑتے ہیں یہ ان کی کہاوت ہے ریت کو پانی سمجھ کر دوڑے وہاں پانی نہ ملا آخرت میں اپنے گناہوں کی سزا ملی۔ دوسرے وہ ہیں جو دنیا میں غرق ہیں یا پتھر پوجتے ہیں ان کی کہاوت آگے فرمائی۔ ان پاس ریت بھی نہیں اندھیرے میں بند ہو رہے ہیں۔

فتح الرحمٰن ف ۱ حاصل ایں مثل آنست کہ اعمال کافر حبط شود و در آخرت آنرا ہیچ ثواب نباشد ۱۲ ف ۲ حاصل ایں مثل آنست کہ بر کافر ظلمات بہیمیہ متراکم شدہ است و انوار ملکیہ از وی بکلی معدوم شدہ است ۱۲۔

بھی اللہ ہی کے اختیار میں ہے ان فی ذالک الخ جو لوگ عقل و بصیرت رکھتے ہیں ان کے لئے ان تمام تکوینی دلائل میں عبرت ہے ان سے اللہ تعالیٰ کی کارسازی، اس کا معبود برحق ہونا اور سارے عالم میں متصرف و مختار ہونا ثابت ہوتا ہے (لعبرۃ لاولی الابصار) ای دلالۃ لاھل العقل و البصائر علی قدرۃ اللہ و توحیدہٖ (خازن ج ۵ ص ۸۳)۔ یہی وہ دعویٰ ہے جس کی وجہ سے منافقین نبی علیہ السلام پر بدنامیاں لگا رہے ہیں من السماء یعنی اوپر کی جانب سے مراد بادل ہیں من جبال، من السماء سے بدل ہے اور جبال بادلوں سے کنایہ ہے کیونکہ بادل سفید پہاڑوں کی طرح نظر

يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ﴿۴۳﴾ يُقَلِّبُ اللّٰهُ
ابھی اس کی بجلی کی کوند لیجائے آنکھوں کو اللہ بدلتا ہے
الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿۴۴﴾
رات اور دن کو اس میں دھیان کرنے کی جگہ ہے آنکھ والوں کو
وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَاۗبَّةٍ مِّنْ مَّاۗءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ
اور اللہ نے بنایا ۵۰ ہر پھرنے والے کو ایک پانی سے پھر کوئی ہے کہ چلتا ہے
عَلٰي بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰي رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ
اپنے پیٹ پر اور کوئی ہے کہ چلتا ہے دو پاؤں پر اور کوئی ہے کہ
مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓي اَرْبَعٍ ۭ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي
چلتا ہے چار پر بناتا ہے اللہ جو چاہتا ہے بیشک اللہ
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۵﴾ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ
ہر چیز کر سکتا ہے ہم نے اتاریں آیتیں ۵۱ کھول کر بتلانے والی اور اللہ
يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴۶﴾ وَيَقُوْلُوْنَ
چلائے جس کو چاہے سیدھی راہ پر اور لوگ کہتے ہیں
اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ
۵۲ ہم نے مانا اللہ کو اور رسول کو اور حکم میں آگئے پھر پھر جاتا ہے ایک فرقہ ان میں سے
مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۭ وَمَآ اُولٰۗىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِذَا
اس کے پیچھے اور وہ لوگ نہیں ماننے والے اور جب
دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ
ان کو بلائیے اللہ اور رسول کی طرف کہ ان میں فیصلہ چکائے تب ہی ایک فرقہ ان میں
مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ﴿۴۹﴾
منہ موڑتے ہیں اور اگر ان کو کچھ پہنچتا ہو تو چلے آئیں اس کی طرف قبول کر کر

ر۔ تیسری عقلی دلیل ۱۲
ر۔ اعادہ ترغیب تیسری بار ۱۲
ر۔ شکوہ و اعادہ احوال منافقین ۱۲

آتے ہیں۔ من السماء ای من السحاب فان کل ما علاک سماء ۔ ۔ ۔ ۔ من جبال ای من قطع عظام تشبہ الجبال فی العظم (روح ج ۱۸ ص ۱۹۱)

۵۰ واللہ خلق الخ یہ دعویٰ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت پر ایک واضح دلیل ہے کہ اس نے ہر جاندار کو قطرۂ آب سے پیدا فرمایا اور پھر ان کو کئی انواع و اقسام میں تقسیم کر دیا۔ کچھ جاندار ایسے پیدا کئے جن کے پاؤں نہیں وہ پیٹ کے بل چلتے ہیں۔ جیسا کہ سانپ کچھ دو پاؤں پر چلتے ہیں جیسے انسان اور پرندے اور کچھ چار پاؤں پر چلتے ہیں جیسے چوپائے۔ وہ جو چاہے پیدا کرے۔ اگر چار سے زیادہ بھی کسی کے پاؤں ہوں تو اس کی قدرت سے بعید نہیں کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہی قادر مطلق معبود برحق اور سارے جہان میں متصرف ہے

۵۱ ولقد انزلنا الخ یہ ترغیب الی القرآن کا تیسری بار اعادہ ہے فرمایا ہم نے قرآن مجید میں دلائل توحید کو واضح کر کے بیان کر دیا ہے لیکن اس کے باوجود ہدایت کی توفیق صرف انہی لوگوں کو ملے گی جو صدق دل اور اخلاص نیت سے ہدایت کے طالب و متلاشی ہونگے

۵۲ ویقولون اٰمنا الخ یہ منافقین پر شکوہٰ ہے اور منافقین کے حال کا اعادہ ہے کہ زبان سے تو وہ ایمان و اطاعت کا دعویٰ کرتے ہیں مگر ان کے کرتوت یہ ہیں کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت و آبرو تک کا لحاظ نہیں کیا اور جھوٹی تہمت لگا دی اس لئے یہ لوگ ہرگز ایمان والے نہیں اور ان کا دعویٰ ایمان سراسر جھوٹا ہے واذا دعوا الخ یہ منافقین کی عام عادت کا بیان ہے جب ان کا کسی سے کسی معاملے میں جھگڑا ہو جائے اور فریق ثانی ان سے کہے کہ چلو اللہ کے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس چلیں وہ اللہ کے حکم سے جو فیصلہ کر دیں ہمیں منظور ہے تو وہ اس سے بھاگتے ہیں اگر وہ واقعی سچے مومن ہیں تو پھر اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام کے فیصلے سے کیوں اعراض کرتے ہیں۔ وان یکن لھم الحق الخ لیکن اگر انھیں معلوم ہو کہ فیصلہ انہی کے حق میں ہو گا تو دوڑ کر حضور علیہ السلام کے پاس جاتے ہیں۔ اس صورت میں وہ محض دنیا طلبی کے لئے حضور علیہ السلام کے پاس جاتے ہیں نہ اس لئے کہ ان کو آپ کا فیصلہ پسند ہے ای مسرعین فی الطاعۃ طلبا لحقھم لا رضا بحکم رسولھم (مدارک ج ۳ ص ۱۱۵)

۵۳ افی قلوبھم الخ یہ لوگ حکم اسلام کے سامنے کیوں سر نہیں جھکاتے کیا ان کے دلوں میں شک و نفاق کی بیماری ہے اور خدا اور رسول پر ان کا ایمان ہی نہیں یا انہیں اللہ کی توحید اور پیغمبر علیہ السلام کی نبوت میں شک ہے یا انہیں خطرہ ہے کہ فیصلہ کرنے میں اللہ کا رسول علیہ السلام ان پر زیادتی کرے گا اور انصاف نہیں کرے گا۔ بل اولئک ھم

الظلمون یہ بات نہیں یعنی ان کے اعراض کی وجہ یہ نہیں کہ انہیں اپنے اوپر ظلم کا اندیشہ ہے کیونکہ وہاں تو ظلم و بے انصافی کا احتمال بھی نہیں اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ خود بے انصاف ہیں انہوں نے ظلم و بے انصافی پر کمر باندھ رکھی ہے اور دوسروں کے حقوق پامال کرتے ہیں اس لئے پیغمبر علیہ السلام کے سامنے معاملہ پیش کرنے سے گھبراتے ہیں کیونکہ وہ ناحق پر ہیں اور آپ کا فیصلہ ان کے خلاف ہوگا ۵۴ف انما کان الخ منافقین کا حال بیان کرنے کے بعد ان کے مقابلے میں مخلص مومنوں کا حال بیان کیا گیا اور انہیں اخروی بشارت دی گئی۔ منافقین کا حال تم نے سن لیا اب مخلصین کا حال بھی سن لو. مخلصین کا حال یہ ہے کہ

اَفِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْۤا اَمْ یَخَافُوْنَ اَنْ یَّحِیْفَ

کیا ان کے دلوں میں روگ ہے ۵۳ف یا دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں یا ڈرتے ہیں کہ بے انصافی کریگا

اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَ رَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۞۵۰

ان پر اللہ اور اسکا رسول کوئی نہیں وہی لوگ بے انصاف ہیں ف۱

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ

ایمان والوں کی بات یہی ۵۴ف تھی کہ جب بلائیے انکو اللہ اور رسول کیطرف

لِیَحْكُمَ بَیْنَهُمْ اَنْ یَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ؕ وَ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ

فیصلہ کرنیکو ان میں تو کہیں ہمنے سن لیا اور حکم مان لیا اور وہ لوگ کہ انہی کا

الْمُفْلِحُوْنَ ۞۵۱ وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ یَخْشَ اللّٰهَ وَ

بھلا ہے اور جو کوئی حکم پر چلے اللہ کے اور اسکے رسول کے اور ڈرتا ہے اللہ سے اور

یَتَّقْهِ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفَآىِٕزُوْنَ ۞۵۲ وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ

بچکر چلے اس سے سو وہی لوگ ہیں مراد کو پہنچنے والے اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی اپنی تاکید

اَیْمَانِهِمْ لَىِٕنْ اَمَرْتَهُمْ لَیَخْرُجُنَّ ؕ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ

کی قسمیں کہ اگر تو حکم کرے تو سب ۵۵ف کچھ چھوڑ کر نکلجائیں تو کہہ قسمیں نہ کھاؤ حکم برداری

مَّعْرُوْفَةٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۞۵۳ قُلْ اَطِیْعُوا

چاہیئے جو دستور ہے البتہ اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو تو کہہ حکم مانو

اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْهِ

اللہ کا اور حکم مانو رسول کا ۵۶ف پھر اگر منہ پھیروگے تو اس کا ذمہ ہے

مَا حُمِّلَ وَ عَلَیْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ؕ وَ اِنْ تُطِیْعُوْهُ

جو بوجھ اس پر رکھا اور تمہارا ذمہ ہے جو بوجھ تم پر رکھا اور اگر اسکا کہا مانو

تَهْتَدُوْا ؕ وَ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ۞۵۴ وَعَدَ

تو راہ پاؤ اور پیغام لانیوالے کا ذمہ نہیں مگر پہنچا دینا کھول کر وعدہ کرلیا ہے اللہ نے

ع ۶ / ۱۰ / ۱۲

۱ مومنین کی صفات اور ان کے لئے بشارت ۱۲

۲ زجر بر منافقین ۱۲

۳ بشارت دنیوی برائے مخلص مومنین ۱۲

وہ اللہ اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں کو بلا چون و چرا دل و جان سے تسلیم کرتے ہیں اور ان کے قبول کرنے میں ذرا تامل اور پس و پیش نہیں کرتے اور آخرت کی فلاح بھی ان ہی لوگوں کے لئے ہے. و من یطع اللہ الخ اور جو لوگ اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کریں اور اللہ سے ڈریں اور ہر قسم کے شرک سے بچیں وہ لوگ آخرت میں کامیاب و کامران ہوں گے یخش اللہ یعنی جو گناہ وہ کر چکا ہے ان پر گرفت سے ڈرے ویتقہ اور آئندہ کے لئے گناہ کرنے سے بچے ویخش اللہ فیما مضی من عمرہ ویتقہ فیما بقی من عمرہ (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۹۵)

۵۵ف واقسموا الخ منافقین پر زجر ہے مع شکوی منافقین کی غلط بیانی کا یہ حال ہے کہ وہ پیغمبر علیہ السلام کے سامنے جھوٹی قسمیں کھا کر وعدہ کرتے ہیں کہ جب آپکا حکم ہوگا ہم فوراً جہاد کے لئے دشمن کے مقابلے میں نکلنے کے لئے تیار ہو جائینگے مگر جب جہاد کا وقت آتا ہے تو جھوٹے بہانے بنا کر کنی کترا جاتے ہیں قل لا تقسموا الخ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر علیہ السلام کو حکم دیا جب منافقین قسمیں کھا کر آپ سے وعدہ کریں تو آپ ان سے فرما دیا کریں کہ یہ بے فائدہ قسمیں مت کھاؤ کیونکہ تمہاری طاعت اور فرمانبرداری مجھے پہلے ہی سے معلوم ہے کہ یہ محض زبانی دعویٰ ہی ہے۔ اس کی حقیقت کچھ بھی نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے تمام ظاہری اور باطنی اعمال کو جانتا ہے اسے معلوم ہے کہ زبان سے تم جھوٹی قسمیں کھا کر محض جھوٹے وعدے کرتے ہو لیکن تمہارے دل میں کفر و نفاق جاگزیں طاعۃ معروفۃ مرکب توصیفی مبتدا محذوف کی خبر ہے اور یہ جملہ ماقبل کی تعلیل ہے خبر مبتدأ محذوف ای طاعتکم طاعۃ والجملۃ تعلیل للنھی کانہ قیل لا تقسموا علی ما تدعون من الطاعۃ لان طاعتکم طاعۃ معروفۃ بانھا واقعۃ باللسان فقط من غیر مواطأۃ من القلب الخ (روح ج ۱۸ ص ۱۹۹) ۵۶ف قل اطیعوا الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا آپ ان منافقین سے فرما دیں اگر واقعی تم مخلص ہو تو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول علیہ السلام کی دل و جان سے اطاعت کرو۔ فان تولوا الخ لیکن اگر تم نے خدا اور رسول کی اطاعت سے روگردانی کی تو اس سے تم صرف اپنا ہی نقصان کرو گے اور کسی کا کچھ نہیں بگاڑو گے تولوا جمع مذکر مخاطب فعل مضارع کا صیغہ ہے ایک تاء بغرض تخفیف حذف کر دی گئی ہے۔ ای فان تتولوا فحذف احدی التائین

موضح قرآن ف۱ دل میں روگ یہ کہ خدا و رسول کو سچ مانا لیکن حرص نہیں چھوڑتی کہ کہے پر چلیں جیسے بیمار چاہتا ہے چلے اور پاؤں نہیں اٹھتے۔

(قرطبی ج ۱۲ صـ۲۹۶) یرید فان تتولوا فما ضررتموہ و انما ضررتم انفسکم (مدارک ج ۳ صـ۱۱۶) کیونکہ پیغمبر علیہ السلام صرف اس ذمہ داری کے جوابدہ
ہیں جو اُن کے ذمہ لگائی گئی ہے یعنی اوامر و احکام خداوندی کی تبلیغ اور تم اپنی ذمہ داری کے جوابدہ ہو یعنی خدا و رسول کی اطاعت و فرمانبرداری۔ اسلئے
اگر تم اپنا فریضہ اطاعت ادا کرو گے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ گے اور ان کے احکام کی تعمیل کرو گے تو فلاح دارین کی راہ پاؤ گے
اور دنیا و آخرت میں خوش و خرم رہو گے۔ ورنہ تمہاری سرکشی، شرارت اور منافقت سے پیغمبرؑ کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ اس کے ذمہ فریضۂ تبلیغ تھا جو اس نے

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ
ان لوگوں سے جو تم میں ایمان لائے ہیں اور کئے ہیں ۵۷ انہوں نے نیک کام البتہ پیچھے حاکم کر دیگا انکو
فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَ
ملک میں جیسا حاکم کیا تھا ان سے اگلوں کو وا اور
لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ
جما دیگا ان کے لئے دین ان کا جو پسند کر دیا ان کیواسطے اور دے گا ان کو
مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ
ان کے ڈر کے بدلے میں امن میری بندگی کرینگے ۵۸ شریک نہ کرینگے میرا
شَيْـــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۵﴾
کسی کو اور جو کوئی ناشکری کریگا اس کے پیچھے سو وہی لوگ ہیں نافرمان ف وا
وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ
اور قائم رکھو نماز ۵۹ اور دیتے رہو زکوٰۃ اور حکم پر چلو رسول کے
لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۵۶﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ
تاکہ تم پر رحم ہو نہ خیال کر یہ جو کافر ہیں تھکا دیں گے ۶۰
فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۵۷﴾ يٰٓاَيُّهَا
بھاگ کر ملک میں اور انکا ٹھکانہ آگ ہے اور وہ بُری جگہ ہے پھر جانیکی اے
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَ
ایمان والو اجازت لیکر آئیں ۶۱ تم سے جو تمہارے ہاتھ کے مال ہیں و۳ اور
الَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ۭ مِنْ قَبْلِ
جو کہ نہیں پہنچے تم میں عقل کی حد کو تین بار فجر کی
صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ
نماز سے پہلے اور جب اتار رکھتے ہو اپنے کپڑے دوپہر میں اور عشاء

ع ۷
۱۳

۱/۲ تمعفر/۱ خروس

۱/ سورت کے دوسرے حصے کی ابتداء ۱۲۔
۲/ پہلا قانون معاشرت ۱۲

احسن طریق سے ادا کر دیا۔ وما علی الرسول الا البلغ المبین التبلیغ الموضح فقد رعدم القبول لیس الا لکم (جامع صـ۳۱۱) ۵۷ وعد اللہ الخ یہ مخلص مومنین کے لئے بشارت دنیوی ہے منافقین کے ذکر کے بعد مخلص مومنوں کو دنیوی حکومت و سلطنت ملنے کی خوشخبری سنائی۔ یہ آیت اصل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں ہے جو اصل اور حقیقت میں اس آیت کے مخاطب ہیں۔ اس آیت میں ان سے تین وعدے کئے گئے ہیں اول یہ کہ ان کو سرزمین عرب میں حکومت و خلافت دی جائے گی۔ دوم یہ کہ جو دین اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے پسند کیا ہے اس دین کو ان کے زمانے میں قوت و سطوت اور غلبہ دیا جائے گا۔ اور وہ اس دین پر قائم رہیں گے اور توحید سے شرک کی طرف نہیں لوٹیں گے۔ سوم یہ کہ کسی اندرونی یا بیرونی طاقت سے انہیں کوئی خطرہ نہیں ہوگا اور وہ بالکل مامون و محفوظ رہیں گے۔ یہ تینوں وعدے اللہ تعالیٰ نے خلفاء راشدین کو خلافت عطا فرما کر پورے فرما دیئے البتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تیسری بات مفقود ہو گئی۔ یعنی امن اٹھ گیا اور خانہ جنگی شروع ہو گئی اس سے معلوم ہوا کہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی خلافت برحق اور اللہ تعالیٰ کی موعود خلافت تھی۔ (کبیر و روح) کما استخلف الخ میں خلافت بنی اسرائیل سے تشبیہ دی گئی ہے یعنی جس طرح اللہ نے جبابرہ مصر اور عمالقہ شام کو ہلاک کر کے بنی اسرائیل کو ان کے علاقے اور ان کے اموال و دیار پر قابض کر دیا تھا اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کو ہلاک کر کے تمہیں حکومت عطا فرمائے گا۔ کما استخلف الذین من قبلھم ای بنی اسرائیل حین اورثھم مصر والشام بعد هلاك الجبابرة (بحر ج ۶ صـ۴۶۹) ۵۸ یعبدوننی الخ یہ الذین سے حال ہے یا بدل یا جملہ متانفہ ہے یہ ان خلفاء کی مزید خوبیوں کا بیان ہے۔

موضح قرآن ف۱ خطاب فرمایا حضرت کے وقت کے لوگوں کو جو ان میں نیک ہیں پیچھے انکو حکومت دے گا اور جو دین پسند ہے ان کے ہاتھ سے قائم کرے گا اور وہ بندگی کرینگے بغیر شرک یہ چاروں خلیفوں سے ہوا پہلے خلیفوں سے اور زیادہ پھر جو کوئی اس نعمت کی ناشکری کرے ان کو بے حکم فرمایا جو کوئی ان کی خلافت سے منکر ہوا اسکا حال سمجھا گیا۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی چنانکہ بنی اسرائیل را بعد عمالقہ پادشاہ ساخت ۱۲ ف۲ یعنی چونکہ قاتلان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کردند مترجم گوید تفسیر این آیت در حدیث آمدہ الخلافۃ بعدی ثلاثون سنۃ۔ واللہ اعلم ۱۲ ف۳ یعنی غلامان و کنیز کان ۱۲۔

فرمایا وہ صرف میری ہی عبادت کرینگے اور مجھے ہی سارے جہان کا متصرف وکارساز سمجھیں گے اور حاجات ومہمات میں صرف مجھے ہی پکاریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرینگے حاصل یہ کہ وہ توحید پر قائم رہیں گے اور شرک کی طرف رجوع نہیں کریں گے۔ اما قولہ یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا ففیہ دلالۃ علی ان الذین عناھم لا یتغیرون عن عبادۃ اللہ الی الشرک (کبیرج ۶ ص ۴۲۹) ومن کفر الخ یہ جملہ معترضہ ہے اس میں ان لوگوں کے لئے تخویف وتہدید ہے جو اس نعمت خلافت کی ناشکری اور ناقدری کریں گے اس خلافت کے زمانے میں لوگوں کا دین بھی اپنی اصلی شکل

صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ۚ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ۚ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ
کی نماز سے پیچھے یہ تین وقت بدن کھلنے کے ہیں تمہارے کچھ تنگی نہیں تم پر اور نہ ان پر
جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ۚ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۚ كَذٰلِكَ
ان وقتوں کے پیچھے پھرا ہی کرتے ہو ایک دوسرے کے پاس یوں
يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۚ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۸﴾ وَاِذَا بَلَغَ
کھولتا ہے اللہ تمہارے آگے باتیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے ف۱ اور جب پہنچیں
الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ
لڑکے ف۲ تم میں کے عقل کی حد کو تو انکو ویسی ہی اجازت لینی چاہیئے جیسے لیتے رہے ہیں ان سے
قَبْلِهِمْ ۚ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ۚ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۹﴾ وَ
اگلے یوں کھول کر سناتا ہے اللہ تمکو اپنی باتیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے ف۲ اور
الْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ
جو بیٹھ رہی ہیں گھر میں تمہاری عورتوں میں سے ف۳ جن کو توقع نہیں رہی نکاح کی ان پر گناہ نہیں
جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِيْنَةٍ ۚ وَاَنْ
کہ اتار رکھیں اپنے کپڑے یہ نہیں کہ دکھاتی پھریں اپنا سنگار اور اس
يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ۚ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۶۰﴾ لَيْسَ
سے بھی بچیں تو بہتر ہے ان کیلئے اور اللہ سب باتیں سنتا جانتا ہے ف۳ نہیں ہے
عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى
اندھے پر ف۴ کچھ تکلیف اور نہ لنگڑے پر تکلیف اور نہ
الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ
بیمار پر ف۵ تکلیف اور نہیں تکلیف تم لوگوں پر کہ کھاؤ اپنے
بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ
گھروں سے یا اپنے باپ کے گھر سے یا اپنی ماں کے گھر سے یا اپنے

دوسرا قانون معاشرت ۱۲

تیسرا قانون معاشرت ۱۲

میں محفوظ رہے گا اور ان کا مال وجان اور ان کی عزت وآبرو بھی محفوظ ہوگی۔ اس لئے جو لوگ اس خلافت کے خلاف علم بغاوت بلند کریں گے وہ فاسق اور اللہ تعالےٰ کے بہت بڑے نافرمان ہوں گے سب سے پہلے قاتلان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس نعمت کی ناشکری کی اور فاسقین میں شمار ہوتے اس بغاوت اور ناشکری کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے امن کو اٹھا لیا اور مسلمانوں میں خانہ جنگی شروع ہوگئی۔ قال اھل التفسیر اول من کفر بھذہ النعمۃ وجحد حقھا الذین قتلوا عثمان فلما قتلوہ غیر اللہ ما بھم وادخل علیھم الخوف حتی صاروا یقتتلون بعد ان کانوا اخوانا (خازن ج ۵ ص ۸۷) ۵۹ واقیموا الصلوٰۃ الخ اس سے پہلے واقول لکم محذوف ہے۔ یا یہ اطیعوا اللہ پر معطوف ہے۔ پہلے اطاعت کا حکم دیا گیا اس کے بعد مطیعین کو خوشخبری دی گئی اور پھر نماز اور زکوٰۃ ادا کرنے کا خصوصی حکم دیا گیا۔ کیونکہ یہ دونوں عبادتیں تمام شرائع میں سب سے زیادہ اہم ہیں معطوف علی اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ولا یضر الفصل وان طال (مدارک ج ۳ ص ۱۱۵) ۶۰ لا تحسبن الخ یہ منکرین توحید کے لئے تخویف اخروی ہے۔ مشرکین اس طرح بے فکری سے کفر وشرک میں منہمک اور ہمارے احکام سے بغاوت وسرکشی میں غرق ہیں گویا وہ کہیں بھاگ کر ہماری گرفت سے بچ جائینگے انہیں اس غلط فہمی میں نہ رہنا چاہیئے۔ وہ جہاں بھی ہوں گے اللہ تعالیٰ انھیں حاضر کرے گا اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے جو بہت ہی بری جگہ ہے اس سے وہ ہرگز بچ نہیں سکیں گے

دوسرا حصہ اصلاح وتطہیر معاشرہ کیلئے تین قوانین، مخلصین اور منافقین کے اعمال کا تقابل، آداب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دعوی توحید کا دوسری بار ذکر

موضح قرآن ف۱ ان تین وقتوں میں لڑکوں کو اور غلام لونڈی کو بھی پروانگی لینی چاہیئے اور سارے وقتوں میں حاجت نہیں ف۲ ویسی پروانگی جیسے جدے گھر والے ہر وقت خبر کر کر آویں ف۳ یعنی بوڑھی عورتیں گھر میں تھوڑے کپڑوں میں رہیں تو درست ہے اور پورا پردہ رکھیں تو اور بہتر ف۴ یعنی جو کام تکلیف کے ہیں وہ ان کو معاف ہیں جہاد اور حج اور جمعہ اور جماعت اور ایسی چیزیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ حاصل آنست کہ محارم واطفال نیز درین ساعات استیذان کنند زیرا کہ مردمان جامہ درین ساعات از تن میکشند وعریان میشوند۔ محصول سخن آنست کہ محارم را واطفال را عریان دیدن درست نیست ۱۲۔

جس کی وجہ سے منافقین نے تہمت لگائی تھی ۶۱ یایھا الذین امنوا الخ یہاں سے سورت کا دوسرا حصہ شروع ہوتا ہے۔ پہلے معاشرت کے تین آداب بیان کئے گئے ہیں جو بدکاری سے روکنے والے اور عفت وعصمت کی حفاظت میں ممد ومعاون ہیں گویا یہ آداب ان احکام وہدایات کا تتمہ ہیں جو پہلے حصے میں مذکور ہو چکی ہیں قیل ھذا رجوع الی تتمۃ الاحکام السابقۃ بعد الفراغ من الآیات الدالۃ علی وجوب الطاعۃ (جامع ص۳۱۲) یہ پہلا قانون معاشرت ہے۔ تین وقت ایسے ہیں جن میں عموماً زائد کپڑے اتار دیئے جاتے ہیں یا شب باشی کا لباس پہن لیا جاتا ہے۔ خاوند بیوی میں مخالطت بھی عموماً انہی اوقات میں ہوتی ہے اس لئے ان اوقات میں نابالغ لڑکوں اور لونڈیوں کو بھی باقاعدہ اجازت لینی چاہیئے وہ اوقات یہ ہیں۔ نماز صبح سے قبل، دوپہر کے وقت۔ اور نماز عشاء کے بعد لیس علیکم جناح الخ ان تینوں وقتوں کے علاوہ نابالغ لڑکوں اور لونڈی غلاموں کو اجنبیوں کی طرح اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ طوافون علیکم الخ ان کی ہر وقت گھر میں آمد ورفت ہوتی ہے اس لئے ہر بار اذن لینے میں حرج ہے یطوفون علیکم للخدمۃ وتطوفون علیھم للاستخدام فلو جزم الامر بالاستیذان فی کل وقت لافضی الی حرج وھو مدفوع فی الشرع بالنص (مدارک ج۳ ص۱۱۸) ۶۲ واذا بلغ الاطفال الخ لیکن جب نابالغ لڑکے بلوغ کو پہنچ جائیں تو اب ان پر بھی لازم ہے کہ وہ بھی اسی طرح اجازت لیکر گھر میں داخل ہوا کریں جس طرح دوسرے بالغ مرد اجازت لیتے ہیں جن کا حکم پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے وہ تمہیں معاشرت کے ایسے سنہرے اصول تعلیم دیتا ہے جن میں تمہارا دینی اور دنیوی فائدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم حکمت اور مصلحت سے خالی نہیں ۶۳ والقواعد الخ یہ دوسرا قانون معاشرت ہے یہاں بوڑھی عورتوں کے پردے کا بیان کیا گیا ہے یعنی وہ بوڑھی عورتیں جو سن رسیدہ ہوں اور ان کے جنسی جذبات بالکل ختم ہو چکے ہوں اگر وہ گھر میں تھوڑے کپڑوں میں رہیں تو کچھ حرج نہیں لیکن اگر پورا پردہ رکھیں تو بہت اچھا ہے اور گھر سے باہر نکلتے وقت بھی اگر زائد کپڑا مثلاً برقع یا چادر نہ پہنیں تو جائز ہے بشرطیکہ ان اعضاء اور اس زینت کا اظہار نہ ہو، جس کو چھپانے کا حکم دیا گیا ہے ۶۴ لیس علی الاعمیٰ الخ یہ تیسرا قانون معاشرت

إِخْوَانِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخَوَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَعْمَامِكُمْ أَوْ بُيُوتِ
بھائی کے گھر سے یا اپنی بہن کے گھر سے یا اپنے چچا کے گھر سے یا اپنی
عَمَّاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخْوَالِكُمْ أَوْ بُيُوتِ خَالَاتِكُمْ أَوْ مَا مَلَكْتُم
پھوپی کے گھر سے یا اپنے ماموں کے گھر سے یا اپنی خالہ کے گھر سے یا جس گھر کی
مَّفَاتِحَهُ أَوْ صَدِيقِكُمْ ۚ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَأْكُلُوا جَمِيعًا
کنجیوں کے تم مالک ہو یا اپنے دوست کے گھر سے نہیں گناہ تم پر کہ کھاؤ آپس میں ملکر
أَوْ أَشْتَاتًا ۚ فَإِذَا دَخَلْتُم بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ تَحِيَّةً
یا جدا ہو کر ۲ پھر جب کبھی جانے لگو ۳ گھروں میں تو سلام کہو اپنے لوگوں پر نیک دعا ہے
مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ
اللہ کے یہاں سے برکت والی ستھری یوں کھولتا ہے اللہ تمہارے آگے باتیں
لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٦١﴾ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ
تاکہ تم سمجھ لو ۱ ایمان والے وہ ہیں جو یقین لائے ہیں اللہ پر
وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا
اور اسکے رسول پر اور جب ہوتے ہیں اسکے ساتھ کسی جمع ہونے کے کام میں تو چلے نہیں جاتے
حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ
جبتک اس سے اجازت نہ لیلیں جو لوگ تجھ سے اجازت لیتے ہیں وہی ہیں جو
يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ
مانتے ہیں اللہ کو اور اسکے رسول کو پھر جب اجازت مانگیں تجھ سے اپنے کسی کام کے لیے
فَأْذَن لِّمَن شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللَّهَ ۚ
تو اجازت دے جسکو ان میں سے تو چاہے اور معافی مانگ ان کیواسطے اللہ سے
إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٦٢﴾ لَّا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ
اللہ بخشنے والا مہربان ہے مت کر لو بلانا رسول کا

ع ۹

۱ ترغیب ال... القرآن ۱۲

۲ تخصیص ادر منافقین کا تقابل ۱۲

موضح قرآن ف یعنی اپنایت کے علاقوں میں کھانے کی چیز کو ہر وقت پوچھنا ضرور نہیں نہ کھانے والا حجاب کرے نہ گھر والا دریغ کرے مگر عورت کا گھر اس کے خاوند کا ہو تو اس کی مرضی چاہیئے اور مل کر کھاؤ یا جدا یعنی اس کا تکرار دل میں نہ رکھئے کہ کس نے کم کھایا کس نے زیادہ سب مل کر کھایا کرو اور اگر ایک شخص کی مرضی نہ ہو تو ہرگز درست نہیں کسی کی چیز کھانا اور تنقید فرمایا سلام کا آپس کی ملاقات میں اس سے بہتر دعا نہیں جو لوگ اس کو چھوڑ کر اور لفظ ٹھہراتے ہیں اللہ کی تجویز سے ان کی تجویز بہتر نہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی نگاہبان و وکیل حفظ او باشد ۱۲ ف۲ یعنی اذنی کہ از رسم و عادت مفہوم است کفایت میکند وحاجت اذن صریح نیست ۱۲۔

بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۭ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ
اپنے اندر برابر اسکے جو بلاتا ہے ف۹۶ تم میں ایک دوسرے کو اللہ جانتا ہے ف۹۷ ان لوگوں کو

يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ
تم میں سے جو سٹک جاتے ہیں آنکھ بچا کر سو ڈرتے رہیں وہ لوگ جو خلاف کرتے ہیں

عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ
اسکے حکم کا اس سے کہ آپڑے ان پر کچھ خرابی یا پہنچے ان کو

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٦٣﴾ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
عذاب دردناک ف۱ سنتے ہو اللہ ہی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں

وَالْاَرْضِ ۭ قَدْ يَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ۭ وَيَوْمَ
اور زمین میں ف۶۹ اس کو معلوم ہے جس حال پر تم ہو اور جس دن ف۲

يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ
پھیرے جائینگے اسکی طرف تو بتائیگا ان کو جو کچھ انہوں نے کیا اور اللہ ہر ایک

شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٦٤﴾
چیز کو جانتا ہے

سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سَبْعٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ
سورۃ ف۵ فرقان مکی ہے اور اس میں ستتر آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰي عَبْدِهٖ
بڑی برکت ہے ف۶ اسکی جس نے ف۷ اتاری فیصلہ کی کتاب اپنے بندہ پر

لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا ۝ۙ﴿١﴾ الَّذِيْ لَهٗ
تاکہ رہے جہان والوں کیلئے ڈرانیوالا وہ کہ جسکی ہے

منزل ۴

ع ۹ / ۱۵

ف۱ بیان حال منافقین ۱۲
ف۲ تخویف اخروی ۱۲
ف۳ آخر میں دعوے کے دونوں جزو کا ذکر ۱۲
ف۴ دعوی سورت ۱۲
ف۵ دعوی سورت پہلی عقلی دلیل ۱۲
ف۶ دوسری عقلی دلیل ۱۲

ہے یہاں کھانے کے کچھ آداب کا ذکر کیا گیا ہے نیز اس شبہ کا ازالہ کیا گیا ہے کہ پہلے دوسروں کے گھر میں داخل ہونے سے منع کیا گیا تو اس سے شبہ ہوتا تھا کہ شاید یہ ممانعت مطلق ہو اور ہر حال میں منع ہو تو فرمایا دعوت طعام ہو تو جانا منع نہیں۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ معذور لوگ تندرست لوگوں کے ساتھ مل کر کھانے سے ہچکچاتے تھے کہ مبادا وہ ان سے نفرت کریں اور انھیں تکلیف ہو۔ نیز بعض معذورین نابینا لنگڑے اور مریض وغیرہ اپنے بے تکلف دوستوں کے پاس جاتے تاکہ ان کے یہاں کچھ کھانے کو مل جائے مگر دوست کے گھر کھانے کی کوئی چیز موجود نہ ہوئی تو وہ انہیں لیکر اپنے عزیز یا بے تکلف دوست کے گھر لے گیا اور انہیں کھانا کھلا دیا۔ اس طرح ان معذورین کے دل میں خیال گذرتا کہ ہم آئے تو تھے اس کے پاس مگر وہ ہمیں لیکر دوسرے کے گھر چل دیا اس قسم کے اوہام و وساوس کو رفع کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا کہ اپنے قریبی رشتہ داروں اور بے تکلف دوستوں کے گھروں سے کھا پی لینے میں کوئی حرج نہیں اس لئے اگر معذوروں کو ان کا کوئی دوست اپنے عزیزوں یا دوستوں کے گھروں سے کھانا کھلاوے تو وہ اس بات کو محسوس نہ کریں اسی طرح مل کر کھانے میں کوئی حرج نہیں (روح وغیرہ) جن رشتہ داروں کے گھروں سے بے تکلف کھا پی لینے کی اجازت ہے وہ حسب ذیل ہیں ماں اور باپ کا گھر جبکہ بیٹا ان سے علیحدہ رہتا ہو، بھائی، بہن، چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ اوما ملکتم مفاتحہ یعنی جس شخص نے تم کو اپنے گھر کا کنجی بردار اور محافظ بنا رکھا ہو اور تمہارے تصرف میں دے رکھا ہو اس کے گھر سے بھی تم بقدر ضرورت کھا پی سکتے ہو او صدیقکم اسی طرح اپنے گہرے اور بے تکلف دوستوں کے گھروں سے بھی کھانے پینے کی اجازت ہے لیس علیکم جناح الخ اور اس میں بھی کوئی تنگی نہیں کہ تم سب مل کر ہی کھاؤ یا جدا جدا کھاؤ یعنی دونوں طرح اجازت ہے اگرچہ مل کر کھانا افضل اور باعث برکت ہے۔ فھذہ رخصۃ من اللہ تعالیٰ فی ان یاکل الرجل وحدہ ومع الجماعۃ وان کان الاکل مع الجماعۃ ابرک وافضل (ابن کثیر ج ۳ صفحہ ۳۰۵) **ف۶۵** فاذا دخلتم الخ یہاں گھر میں داخل ہونے کا ادب سکھایا گیا علی انفسکم آپس میں ایک دوسرے پر جیسا کہ بنی اسرائیل کو حکم دیا فاقتلوا انفسکم یعنی توبہ یہ ہے کہ تم ایک دوسرے کو قتل کرو عن الحسن المعنی فلیسلم بعضکم علی بعض نظیر قولہ تعالیٰ فاقتلوا انفسکم (روح ج ۱۸ ص ۳۲۲) حاصل یہ کہ جب تم ایک دوسرے کے گھر میں اجازت لے کر داخل ہونے لگو تو اندر داخل ہو کر گھر والوں کو سلام دو یہ سلام ایک خدائی تحفہ ہے، اس سے اللہ کی طرف سے برکت نازل ہوتی ہے نیز گھر والوں کے دلوں میں خوشی کا جذبہ ابھر آتا ہے وصفھا بالبرکۃ لان فیھا الدعاء واستجلاب مودۃ المسلم علیہ و وصفھا ایضا بالطیب لان سامعھا یستطیبھا (قرطبی ج ۱۲ ص ۳۱۹) کذالک یبین اللہ الخ یہ ترغیب الی القرآن ہے۔ اللہ تعالیٰ اس طرح دلائل توحید، احکام۔

موضح قرآن ف حضرت کے بلانے سے فرض ہوتا تھا حاضر ہونا جس کام کو بلا دیں پھر یہ بھی تھا کہ وہاں سے بے حکم چلے نہ جاویں۔ اب بھی یہی چاہیئے۔ اپنے سرداروں سے سب کو کرنا۔

شریعت اور آداب معاشرت کھول کر اور واضح کرکے بیان کرتا ہے تاکہ ان کو سمجھو اور ان پر عمل کرو بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اگر گھر میں کوئی آدمی نہ ہو تب بھی سلام دینا چاہیئے کیونکہ حضور علیہ السلام کی روح مبارک وہاں حاضر ہوتی ہے یہ محض باطل اور بے اصل ہے۔ شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ۶۶؎ انما المومنون الخ یہ دوسرے حصے میں مومنین اور منافقین کی صفات کا تقابل ہے ایمان والوں کی صفت یہ ہے کہ وہ مجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب کی پابندی کرتے ہیں۔ جب وہ کسی اہم کام اور ضروری مقصد کے لئے پیغمبر علیہ السلام کے پاس ہوتے ہیں تو آپ سے اجازت لئے بغیر وہاں سے نہیں جاتے اس لئے ایسے مواقع میں جو لوگ آپ سے اجازت لیکر مجلس سے نکلتے ہیں یہی لوگ صحیح معنوں میں مخلص مومن ہیں اس لئے جب کبھی وہ آپ سے اپنے کسی نجی کام کے لئے جانے کی اجازت طلب کریں تو جس کا عذر آپ معقول جانیں یا جسے مناسب سمجھیں اجازت فرما دیا کریں اور ان کے لئے استغفار بھی کریں کیونکہ نجی کام کے لئے اٹھ کر جانا اپنے اندر دنیا کو دین پر ترجیح دینے کا شائبہ رکھتا ہے تاکہ آپ کے استغفار کی برکت سے اس قصور کی تلافی ہو سکے ۶۷؎ لا تجعلوا الخ یہ بھی ادب رسول ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنی جب خدا کا پیغمبر تمہیں بلاتے تو فوراً حاضر ہو جایا کرو اور آپ کے ارشاد کی تعمیل میں تاخیر یا سستی نہ کیا کرو جس طرح آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ کرتے ہو جب آپ کے بلانے پر حاضر ہو جاؤ تو جہاں آپ حکم دیں وہاں بیٹھو اور جب اجازت دیں تب اٹھو۔ اس صورت میں دعاء مصدر کی طرف مضاف ہوگا۔ ای اذا احتاج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی اجتماعکم عندہ لامر فدعاکم فلا تفرقوا منہ الا باذنہ ولا تقیسوا دعاءہ ایاکم علی دعاء بعضکم بعضا الخ (مدارک ج ۳ ص۱۲۰) یا دعاء اپنے مفعول کی طرف مضاف ہے یعنی پیغمبر علیہ السلام کو آواز دیتے وقت آپ کے ادب و تعظیم کا خیال رکھو۔ نہ آپکا نام لیکر آواز دو نہ دور سے اور بلند آواز سے پکارو۔ بعض لوگ آپ کو یا محمد کہہ کر آواز دیتے تھے اور بعض دیہاتی چلا کر آپکو پکارتے ان باتوں سے منع کیا گیا کیونکہ ادب پیغمبر کے خلاف ہیں۔ یرید یصیح من بعید یا ابا القاسم بل عظموہ کما فی الحجرات ان الذین یغضون اصواتہم عند رسول اللہ الآیۃ وقال سعید بن جبیر ومجاھد المعنی قولوا یا رسول اللہ فی رفق ولین ولا تقولوا یا محمد بتجھم (قرطبی ج ۱۲ ص۳۲۲) ۶۸؎ قد یعلم الخ مخلصین کے مقابلے میں منافقین کا رویہ بیان کیا گیا ہے۔ مخلص مومن تو اجازت کے بغیر حضور علیہ السلام کی مجلس سے نہیں اٹھتے لیکن منافقین موقع پا کر کسی دوسرے اجازت لے کر جانے والے کی آڑ میں چھپ کر کھسک جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو خوب جانتا ہے وہ یہ نہ سمجھیں ان کی خفیف حرکتیں اس سے چھپی ہوئی ہیں۔ لواذا مصدر بمعنی اسم فاعل یتسللون کے فاعل سے حال ہے یعنی دوسروں کی آڑ میں چھپ کر نکلتے ہیں بان یستتر بعضہم ببعضہم حتی یخرج (روح ج ۱۸ ص۲۲۶) فلیحذر الذین یخالفون الخ یہ ان منافقین کے لئے تخویف دنیوی و اخروی ہے جو دوسروں کی آڑ لے کر نکل جاتے ہیں اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرنا چاہیئے کہیں انھیں دنیا ہی میں اس کی سزا نہ مل جائے یا آخرت میں انھیں دردناک عذاب میں مبتلا کر دیا جائے۔ (ان تصیبہم فتنۃ) ای لئلا تصیبہم فتنۃ ای بلاء (عذاب الیم) ای وجیع فی الآخرۃ (خازن ج ۵ ص۹۲) ۶۹؎ الا ان للہ الخ آخر میں دعویٰ توحید کا ذکر کیا گیا جس کی وجہ سے منافقین نے تہمت لگائی تھی یعنی سارے جہان کا مالک، متصرف فی الامور اور عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہے اور کوئی نہیں للہ ما فی السموٰت والارض یعنی زمین و آسمان میں جو کچھ ہے وہ سب اللہ کا مخلوق و مملوک اور اسی کے زیر تصرف ہے من الموجودات باسرھا خلقا وملکا وتصرفا ایجادا واعداما بدأ واعادۃ لا لاحد غیرہ شرکۃ او استقلالا (روح ج ۱۸ ص۲۲۵) ۷۰؎ قد یعلم الخ وہ تمہارے تمام موجودہ حالات و کوائف کو بخوبی جانتا ہے تمہارا اخلاص و نفاق بھی اسے معلوم ہے اس لئے قیامت کے دن جب تم سب اس کے پاس جمع ہو گے تو وہ تمہارے اعمال ظاہرہ و باطنہ کی پوری تفصیلات سے تمہیں آگاہ کر دے گا کیونکہ وہ ہر چیز کو جانتا ہے اور قیامت کے دن ہر ایک کو اس کے اخلاص و نفاق کے مطابق اس کے اعمال کی جزاء و سزا دیگا۔ یہ منافقین کے لئے تخویف و تہدید ہے قد یعلم ما انتم علیہ ای من مخالفۃ امر اللہ وامر رسولہ وفیہ تہدید ووعید والظاہر ان الخطاب للمنافقین (بحر ج ۶ ص۴۷۷) و اخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

سورۂ نور میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱:۔ ان الذین جآءوا بالافک عصبۃ الخ (ع ۲) نفی علم غیب از نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم۔

۲:۔ اللہ نور السموٰت والارض الخ (ع ۵) عالم الغیب اور کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے

۳:۔ الم تر ان اللہ یزجی سحابا ــــ تا ــــ ان اللہ علی کل شیئ قدیر (ع ۶) نفی شرک فی التصرف

۴:۔ وعد اللہ الذین اٰمنوا ــــ تا ــــ لا یشرکون بی شیئا (ع ۷) ہر قسم کے شرک سے بچنے والوں کیلئے بشارت دنیوی

۵:۔ حد زنا، حد قذف، لعان اور دیگر آداب معاشرت کا بیان۔

۶:۔ مخلصین اور منافقین کے اعمال کا تقابل۔

۷:۔ آداب و حقوق رسول صلے اللہ علیہ وسلم۔

(آج بتاریخ ۱۳ ذیقعدہ ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۳ فروری ۱۹۶۷ء بروز پنجشنبہ بوقت ۸ بجے صبح سورۂ نور کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ وآلہ دائماً ابداً۔ سجاد بخاری)

سُورۃ الفُرقان

ربط نامی ربط۔ سورۂ نور میں فرمایا اللہ نور السمٰوٰت والارض یعنی مسئلہ توحید ہی زمین و آسمان کا نور ہے اسی سے سارے عالم میں اجالا ہے اور اسی سے سارا جہان قائم ہے۔ اور سورۂ فرقان میں فرمایا تبٰرک الذی نزل الفرقان الخ یعنی یہی نور توحید حق و باطل کے درمیان فرقان ہے یا اسی نور کی توضیح کے لئے اللہ نے فرقان نازل فرمایا۔

معنوی ربط:۔ سورۂ کہف سے لیکر یہ مضمون بیان کیا جارہا ہے کہ لم یتخذ ولدا یعنی سارے جہان کا خالق، سارے عالم کا مدبر اور تمام امور میں متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اسکا کوئی نائب نہیں اور نہ اس نے اپنا کوئی اختیار کسی کے حوالے کر رکھا ہے لہذا وہی سب کا کارساز اور حاجت روا ہے، مصائب و مشکلات میں صرف اسی کو پکارو اور صرف اسی کے نام کی نذریں منتیں دو۔ اب سورۂ فرقان سے سورۂ سبا تک بطور ثمرہ و نتیجہ یہ بیان ہوگا کہ جب کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اسکا کوئی نائب نہیں تو برکات دہندہ اور ہر خیر و برکت کا سرچشمہ بھی وہی ہے لہذا اسی کو برکات دہندہ سمجھ کر پکارو اور اسی سے برکات طلب کرو۔

خلاصہ سورت کا دعویٰ یہ ہے کہ برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہے۔ دنیا اور آخرت کی خیر و برکت اسی کی جانب سے ہے۔ یہ دعویٰ سورت میں تین جگہ مذکور ہے اوّل ابتداء سورت تبارک الذی نزل الفرقان الخ میں۔ دوم تبٰرک الذی ان شاء الخ (ع ۲) میں۔ ان دونوں جگہوں میں ذکر دعویٰ کے بعد دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ دنیوی برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہے۔ سوم تبٰرک الذی جعل فی السماء الخ (ع ۶) میں۔ تیسری بار ذکر دعویٰ سے مقصود یہ ہے کہ اخروی برکات بھی اللہ ہی کے اختیار میں ہیں۔ اس سورت میں زیادہ زور عقلی دلائل پر دیا گیا ہے اور دلائل نقلیہ کی طرف محض اشارہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ دعویٰ سورت پر تیرہ دلائل عقلیہ بالتفصیل اور سات دلائل نقلیہ بالاجمال ذکر کئے گئے ہیں۔ اور دلائل کے درمیان سات شکوے مذکور ہیں۔

دلائل عقلیہ پہلی عقلی دلیل۔ پہلی بار ذکر دعویٰ کے ساتھ الذی نزل الفرقان علٰی عبدہ الخ فرمایا یعنی برکات دہندہ وہی ہے جس نے تمام دینی اور دنیوی برکات کا خزانہ قرآن مجید نازل فرمایا۔ دوسری عقلی دلیل۔ الذی لہ ملک السمٰوٰت والارض الخ برکات کا سرچشمہ وہی ذات پاک ہے جس کے قبضہ و تصرف میں سارا جہان ہے اور جسکا کوئی نائب و شریک نہیں۔ تیسری عقلی دلیل۔ وخلق کل شیء الخ جس نے ہر چیز کو پیدا فرمایا اور ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کیا وہی برکات دہندہ ہے اسکے سوا کوئی اور برکات دہندہ نہیں۔ چوتھی عقلی دلیل۔ دعوے پر عقلی دلیلوں کے بعد واتخذوا من دونہ الخ میں مشرکین پر زجر ہے جنہوں نے اللہ کے عاجز اور بےبس بندوں کو متصرف و مختار اور برکات دہندہ سمجھ رکھا ہے اور اس کے ضمن میں چوتھی عقلی دلیل مذکور ہے یعنی اصل میں برکات دہندہ تو اللہ تعالیٰ ہے جو ساری کائنات کا خالق ہے اور سب نفع نقصان اور موت و حیات جس کے قبضے میں ہے۔ وقال الذین کفروا الخ یہ شکوی اولیٰ ہے مشرکین نے ازراہ عناد کہا یہ دعویٰ کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اللہ کی طرف سے نہیں بلکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خود ساختہ ہے واعانہ علیہ الخ یہ دوسرا شکوی ہے یعنی کچھ دوسرے لوگ اس میں اس کے معاون ہیں۔ وقالوا اساطیر الاولین الخ یہ تیسرا شکوی ہے انہوں نے کہا یہ قرآن پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں جو صبح و شام دہرائے جاتے ہیں۔ قل انزلہ الذی الخ یہ تینوں شکووں کا جواب ہے اور اصل دعویٰ پر پانچویں عقلی دلیل بھی۔ یہ دعویٰ کسی کا خود ساختہ نہیں اور نہ یہ قرآن قصے کہانیاں ہے، بلکہ یہ دعویٰ اور یہ قرآن اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے جو ظاہر و باطن کو جانتا ہے۔ جب عالم الغیب وہی ہے تو مفیض برکات بھی وہی ہے۔ وقالوا مالھذا الرسول الخ یہ چوتھا شکوہ ہے۔ یہ تو کھاتا پیتا اور بازاروں میں کاروبار کرتا ہے یہ کس طرح رسول ہوسکتا ہے۔ رسول تو فرشتہ ہونا چاہئے تھا۔ لولا انزل الیہ ملک الخ۔ پانچواں شکوی۔ اگر رسول خدا فرشتہ نہ ہوتا تو کم از کم اس کے ساتھ ہی کوئی فرشتہ بھیج دیا جاتا جو اس کی تائید کرتا۔ او یلقی الیہ کنز الخ چھٹا شکوی۔ رسول کی تو بڑی ٹھاٹھ اور شان و شوکت ہونی چاہیے، وہ خزانوں اور باغوں کا مالک ہونا چاہئے۔ ان تینوں شکووں کے جوابات لف و نشر غیر مرتب کے طور پر آگے آرہے ہیں۔ وقال الظلمون الخ یہ مذکورہ تینوں شکووں سے متعلق ہے۔ تبٰرک الذی ان شاء الخ (ع ۲) یہ دعویٰ سورت کا اعادہ ہے اور لف و نشر غیر مرتب کے طور پر چھٹے شکوے کا جواب ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی آپ کو خزانے اور باغات دے سکتا ہے لیکن نعیم آخرت آپ کے لئے شوکت دنیوی سے کہیں بہتر ہے۔ بل کذبوا بالساعۃ ۔۔ تا ۔۔ ثبورا کثیرا تخویف اخروی ہے۔ قل اذٰلک خیر ۔۔ تا ۔۔ وعدا مسئولا بشارت اخروی ہے۔ یوم یحشرھم ۔۔ تا ۔۔ نذقہ عذابا کبیرا مشرکین کے لئے تخویف اخروی ہے اور خصوصیت سورت کا بیان ہے یعنی جن کو مشرکین دنیا میں برکات دہندہ سمجھ کر پکارتے ہیں قیامت کے دن وہ صاف اعلان کریں گے کہ وہ کارساز اور برکات دہندہ نہیں تھے۔ برکات دہندہ اور کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ وما ارسلنا قبلک من المرسلین ۔۔ تا ۔۔ وکان ربک بصیرا یہ چوتھے شکوے کا جواب ہے آپ سے پہلے جتنے بھی پیغمبر آئے وہ سب بشر تھے اور سب لوازم بشریہ سے متصف تھے، ہماری سنت جاریہ ہی یہی ہے وقال الذین لا یرجون الخ (ع ۳) یہ پانچویں شکوے کا اعادہ ہے مع الزیادہ۔ یعنی زائد بات کے ساتھ۔ مشرکین اور منکرین بعث کہتے ہیں ہم پر فرشتے کیوں نازل نہیں ہوتے جو ہمارے پاس آکر اس پیغمبر کی تصدیق کریں یا اللہ تعالیٰ بالمشافہہ ہمیں پیغمبر علیہ السلام پر ایمان لانے کا حکم دے، یہ زائد بات ہے یوم یرون الملٰئکۃ الخ یہ پانچویں شکوے کا جواب ہے۔ فرشتوں کو دیکھ لینے سے انھیں کوئی فائدہ نہ ہوگا نہ خوشی ہوگی۔ فرشتوں کو دیکھ کر بھی اگر وہ نہ مانیں گے تو سخت ترین عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ اصحٰب الجنۃ یومئذ الخ بشارت اخروی۔ ویوم تشقق السماء ۔۔ تا ۔۔ ھذا القراٰن مھجورا تخویف اخروی۔ وکذٰلک جعلنا لکل نبی عدوا الخ کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ وقال

الذین کفروا لولا نزل علیہ الخ یہ ساتواں شکوی ہے۔ یہ قرآن تھوڑا تھوڑا کیوں نازل ہوتا ہے سارا ایک بار کیوں نہیں نازل کیا گیا؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تم تھوڑا تھوڑا کر کے خود بناتے ہو کذالک لنثبت بہ فؤادک الخ یہ شکوی مذکورہ کا جواب ہے۔ قرآن مجید تھوڑا تھوڑا نازل کرنے کا مقصد آپ کے دل کی تثبیت ہے ولا یاتونک بمثل الخ ساتوں شکووں کا جواب دے کر فرمایا ان کے علاوہ ان کی طرف سے جو بھی شبہہ وارد کیا جائیگا اس کا نہایت شافی اور احسن جواب دیا جائے گا۔ الذین یحشرون علی وجوھھم الخ یہ تخویف اخروی ہے۔

دلائل نقلیہ | ان قوموں کے پاس اللہ کے پیغمبر یہی دعوی تبارک لیکر آئے لیکن انہوں نے نہ مانا اس لئے اُن کو ہلاک کر دیا گیا۔ ولقد اتینا موسی الکتب الخ (ع ۴) یہ دعوی سورت پر پہلی نقلی دلیل ہے۔ نیز منکرین دعوی کے لئے تخویف دنیوی ہے وقوم نوح لما کذبوا الخ دوسری نقلی دلیل مع تخویف دنیوی۔ وعادا وثمودا۔ تا۔ وکلا تبرنا تتبیرا دلیل نقلی سوم تا ششم مع تخویف دنیوی۔ ولقد اتوا علی القریۃ الخ ساتویں نقلی دلیل واذا راؤک۔ تا۔ بل ھم اضل سبیلا زجریں ہیں۔ الم تر الی ربک کیف مد الظل الخ (ع ۵) یہ دعوی سورت پر چھٹی عقلی دلیل ہے۔ سائے کا بڑھنا گھٹنا جو سورج کی رفتار پر منحصر ہے اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ وھو الذی جعل لکم الیل الخ ساتویں عقلی دلیل۔ یہ دن رات کی آمد و رفت بھی اللہ کے قبضے میں ہے۔ وھو الذی ارسل الریاح بشرا الخ۔ یہ آٹھویں عقلی دلیل۔ یہ رحمت و برکت کی خوشخبری لانے والی ہوائیں اور بارش جس سے بنجر زمینیں زرخیز ہو جاتی ہیں اور جس سے تمام انسانوں اور حیوانوں کو پینے کا پانی میسر آتا ہے یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے تو معلوم ہوا کہ ہر خیر و برکت اسی کی جانب سے ہے، اور وہی برکات دہندہ ہے۔ اور اس کے سوا کوئی اور برکات دہندہ نہیں ولقد صرفنہ بینھم لیذکروا الخ یہ ان معاندین پر زجر ہے جو اس قدر واضح دلائل کے باوجود نہیں مانتے اور اللہ کے سوا اوروں کو برکات دہندہ سمجھ کر ان سے مانگتے ہیں۔ وھو الذی مرج البحرین الخ نویں عقلی دلیل۔ یہ بھی اسکی قدرت کاملہ کی دلیل ہے کہ دو مختلف الذائقہ دریا بلا حائل اکٹھے چلتے ہیں مگر اس کے باوجود وہ آپس میں مل نہیں سکتے۔ وھو الذی خلق من الماء الخ دسویں عقلی دلیل۔ یہ بھی اسکی قدرت کا کمال ہے کہ اس نے قطرۂ آب سے اشرف المخلوقات بشر کو پیدا فرمایا اور پھر انسانوں کو باہمی رشتوں میں منسلک کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کی ان صفات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہی معطی برکات اور مفیض خیرات ہے اور کوئی نہیں ویعبدون من دون اللہ الخ یہ دلائل مذکورہ کا ثمرہ ہے بطور زجر۔ دلائل مذکورہ سے ثابت ہو گیا کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں مگر اس کے باوجود مشرکین اپنے خود ساختہ معبودوں کو برکات دہندہ سمجھتے ہیں حالانکہ وہ ان کے نفع کے مختار ہیں نہ نقصان کے۔ وما ارسلنک الا مبشرا ونذیرا یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ مشرکین کا مطالبہ تھا کہ ہم جو معجزہ مانگیں دکھا دو تو ہم مان لیں گے فرمایا معجزہ دکھانا آپ کے اختیار میں نہیں آپ کو تو نذیر و بشیر بنا کر بھیجا گیا۔ وتوکل علی الحی الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلی ہے۔ یعنی اگر اس قدر واضح دلائل کے باوجود بھی مشرکین نہیں مانتے اور آپکو تکلیفیں دیتے ہیں تو آپ اللہ پر بھروسہ کریں جو زندۂ جاوید ہے۔ الذی خلق السموت والارض الخ یہ دعوی سورت پر گیارہویں عقلی دلیل ہے سارے جہان کا خالق بھی وہی ہے اور سارے جہاں میں متصرف و مختار بھی وہی ہے اس نے تدبیر عالم کا کوئی کام کسی کے حوالے نہیں کر رکھا لہٰذا اس کے سوا برکات دہندہ بھی کوئی نہیں۔ واذا قیل لھم اسجدوا الخ یہ شکوی ہے۔ جب مشرکین سے صرف خدائے واحد کو سجدہ کرنے کو کہا جاتا ہے تو وہ اس سے نفرت کرتے ہیں۔ تبرک الذی جعل فی السماء الخ (ع ۶) یہ دعوی سورت کا دوسری بار اعادہ ہے اور دعوی پر بارہویں عقلی دلیل ہے۔ جس طرح دنیا میں برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہے اسی طرح آخرت کی برکات بھی اسی کے قبضے میں ہیں۔ چنانچہ اللہ کے جن نیک بندوں کا آگے ذکر آرہا ہے آخرت میں ان کو جو برکات نصیب ہوں گی وہ سب اللہ ہی کی طرف سے ان کو ملیں گی۔ وھو الذی جعل الیل والنھار الخ یہ تیرہویں عقلی دلیل ہے۔ وعباد الرحمن الذین یمشون۔ تا۔ واجعلنا للمتقین اماما۔ میں اللہ کے نیک بندوں کی آٹھ صفتیں بیان کی گئی ہیں۔ اولئک یجزون الغرفۃ۔ تا۔ حسنت مستقرا ومقاما میں مذکورہ بالا صفات سے متصف اللہ کے بندوں کو آخرت میں ملنے والی برکات کا ذکر کیا گیا ہے۔ قل ما یعبؤا بکم ربی الخ۔ تخویف دنیوی۔ الحاصل برکات دہندہ وہی ذات بابرکات ہے جس نے فرقان نازل فرمایا، جو ساری کائنات کا مالک، ہر چیز کا خالق، نفع نقصان اور موت و حیات کا مختار، عالم الغیب اور تمام نظام کائنات جس کے اختیار و تصرف میں ہے ایسے واضح دلائل کے باوجود مشرکین محض ضد و عناد کی وجہ سے قرآن کو خود ساختہ اور پہلے لوگوں کی کہانیاں قرار دیتے ہیں حالانکہ اس قرآن کو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے جو عالم الغیب ہے۔ پیغمبر علیہ السلام کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ وہ کھاتا پیتا ہے۔ اس کی تائید کے لئے کوئی فرشتہ اس کے ساتھ آنا چاہیئے تھا نیز اس کے پاس دولت کے خزانے ہوتے۔ فرمایا پہلے تمام انبیاء علیہم السلام بھی کھاتے پیتے تھے اور بشر تھے۔ فرشتوں کا آنا ان کے لئے خوشی کا باعث نہ ہوگا اور اگر اللہ چاہتا تو پیغمبر علیہ السلام کو دنیا میں بے حساب دولت دے دیتا لیکن اسکی حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ دنیا کے بجائے آخرت میں آپکو بے حد و حساب انعام و اکرام سے نوازے۔ مشرکین کا یہ بھی اعتراض ہے کہ سارا قرآن ایک ہی بار کیوں نازل نہیں ہوا۔ فرمایا تھوڑا تھوڑا نازل کرنے سے آپکی تثبیت خاطر ملحوظ ہے۔ مشرکین کے یہ تمام شبہات باطل ہیں جیسا کہ مذکورہ جوابات سے واضح ہو گیا ان کے علاوہ بھی اگر وہ کوئی اعتراض کرینگے تو اسکا بھی نہایت شافی جواب دیا جائیگا۔ ان تمام دلائل سے ثابت ہو گیا کہ دنیا و آخرت میں برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں ایسے واضح دلائل عقلیہ اور شکوک و شبہات کے ایسے شافی جوابوں کے بعد بھی اگر وہ نہ مانیں تو انھیں قوم فرعون، قوم عاد، قوم ثمود، قوم شعیبؑ اور دیگر امم سابقہ کی تاریخ سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے جنہیں ان کے انکار و جحود کی وجہ سے ہلاک کر دیا گیا۔

مختصر خلاصہ | دعویٔ سورت کا تین بار ذکر، دعوی سورت پر تیرہ عقلی اور سات نقلی دلیلوں کا ذکر۔ دعوی مذکورہ کے بارے میں سات شکووں اور شبہوں کے جوابات زجر و تخویف، تسلیہ، نیک بندوں کے اوصاف۔

٢ے تبارك الخ یہ دعوی سورت ہے۔ یعنی ہر خیر و برکت اور ہر منفعت اللہ ہی کی جانب سے ہے وہی برکات دہندہ ہے۔ اس کے سوا خیر و برکت کسی کے اختیار و تصرف میں نہیں جاء بکل برکۃ وخیر (خازن ج ۵ ص۹۳) عن ابن عباس معناہ جاء بکل برکۃ دلیلہ قول الحسن مجیٔ البرکۃ من قبلہ (معالم بحاشیہ خازن) برکات دہندہ چونکہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں اس لئے یہ لفظ (تبارک) غیر اللہ کیلئے استعمال نہیں ہوتا۔ وھذا الفعل لا یسند فی الاغلب الی غیرہ تعالیٰ (روح ج ۱۸ ص۲۳۲) وھی کلمۃ تعظیم لہ لا تستعمل الا للہ وحدہ (مدارک ج ۳ ص۱۲۱) ۳ے الذی نزل الخ یہ دعوی سورت پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ موصول مع صلہ ماقبل کے لئے معرض علت میں ہیں۔ الفرقان سے مراد قرآن ہے۔ کیونکہ قرآن حق و باطل، توحید و شرک اور حلال و حرام کو واضح کرتا اور ایک کو دوسرے سے جدا کرتا ہے سماہ ھٰھنا الفرقان لانہ یفرق بین الحق والباطل والھدی والضلال والغی والرشاد والحلال والحرام (ابن کثیر ج ۳ ص۳۰۶) لیکون للعٰلمین نذیرا۔ اللہ نے اپنے بندے پر یہ فرقان نازل کیا تاکہ وہ لوگوں کو ڈرائے کہ اللہ تعالیٰ تم سے حساب لے گا اور مجرموں کو سزا دے گا جب حساب لینا اور سزا دینا اسی کا کام ہے تو بلاشبہ برکات دہندہ بھی وہی ہے اور کوئی نہیں ۴ے الذی لہ الخ یہ دوسری عقلی دلیل ہے زمین و آسمان کی سلطنت اور سارے جہان کا نظام کار اسی کے ہاتھ میں ہے۔ زمین و آسمان کی بادشاہی میں کوئی اسکا نائب اور شریک نہیں لہٰذا اس کے سوا برکات دہندہ بھی کوئی نہیں۔ وخلق کل شئ الخ یہ تیسری عقلی دلیل ہے اور اسی ہی نے ہر چیز کو اس کے صحیح معیار کے مطابق پیدا فرمایا۔ جب ہر چیز کا خالق و مالک وہی ہے اور تخت بادشاہی پر بھی وہی مکن ہے تو بتاؤ برکات دینے والا کوئی اور ہوگا؟ ہرگز نہیں! لہٰذا وہی برکات دہندہ ہے۔ لم یتخذ ولدا کی تعبیر بتا رہی ہے کہ یہاں نسبی ولدیت کی نفی مقصود نہیں بلکہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے خیال باطل کی نفی مقصود ہے جو اللہ کے نیک بندوں کو اس کے لئے بمنزلۂ اولاد سمجھتے تھے یعنی کسی کو اس نے اولاد کی طرح نائب اور کار مختار نہیں بنا رکھا۔ ای لم ینزل احدا منزلۃ الولد (روح ۱۸ ص۲۳۲) ولم یتخذ ولدا الظاھر نفی الاتخاذ ای لم ینزل احدا منزلۃ الولد (بحر ج ۶ ص۴۸۰) ولم یتخذ ولدا فبین سبحانہ انہ ھو المعبود ابدا ولا یصح ان یکون غیرہ معبودا او وارثا للملک عنہ (کبیر ج ۶ ص۴۴۵) فقدرہ تقدیرا ہر چیز کو ٹھیک ٹھیک انداز پر کیا تو وہی رکھتا ہے تو کیا برکت ڈالنے والا کوئی اور ہوگا؟ ۵ے واتخذوا من دونہ الخ یہ مشرکین پر زجر ہے اور اس کے ضمن میں چوتھی عقلی دلیل مذکور ہے۔ یہ مشرکین کیسے ضدی ہیں کہ ایسے واضح عقلی دلائل کی موجودگی میں بھی اپنے ایسے عاجز معبودوں کو برکات دہندہ سمجھتے ہیں جو کسی چیز کو پیدا کرنا تو درکنار وہ خود مخلوق ہیں اور دوسروں کو نفع نقصان پہنچانا تو ایک طرف وہ خود اپنے نفع اور نقصان کا اختیار بھی نہیں رکھتے۔ نہ موت و حیات ان کے قبضے میں ہے نہ دوبارہ زندہ کرنا ان کے اختیار میں۔ حالانکہ الہ اور برکات دہندہ

رکوع ۱: ۱ تیسری عقلی دلیل ۱۲۔ ۲ زجر بطور شکویٰ، چوتھی عقلی دلیل ۱۲۔ ۳ شکویٰ ۱۲۔ ۴ شکویٰ ۱۲۔ ۵ جواب ہر سہ شکویٰ و پانچویں عقلی دلیل۔ ۶ مشرکین کا پہلا شبہ ۱۲۔

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ
سلطنت ۴ے آسمان اور زمین میں اور نہیں پکڑا اس نے بیٹا اور نہیں کوئی
يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ
اسکا ساجھی راج میں اور بنائی ہر چیز پھر ٹھیک کیا اسکو
تَقْدِيْرًا ۝٢ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ
ماپ کر اور لوگوں نے پکڑ رکھے ہیں اس سے ورے کتنے حاکم جو نہیں بناتے
شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا
کچھ چیز ۵ے اور وہ خود بنائے گئے ہیں اور نہیں مالک اپنے حق میں برے کے
وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ۝٣
اور نہ بھلے کے اور نہیں مالک مرنے کے اور نہ جینے کے اور نہ جی اٹھنے کے
وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اِفْكُ ۨافْتَرٰىهُ
اور کہنے لگے ۶ے جو منکر ہیں اور کچھ نہیں یہ مگر طوفان باندھ لایا ہے
وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚ فَقَدْ جَاۗءُوْ ظُلْمًا
اور ساتھ دیا ہے اس کا ان میں اور لوگوں نے سو آ گئے بے انصافی
وَّزُوْرًا ۝٤ۚ وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ
اور جھوٹ پر اور کہنے لگے یہ نقلیں ہیں پہلوں کی جن کو اس نے لکھ رکھا ہے سو وہی
تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝٥ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ
لکھوائی جاتی ہیں اسکے پاس صبح اور شام ف۱ تو کہہ ۷ے اسکو اتارا ہے اس نے جو
يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ
جانتا ہے چھپے ہوئے بھید آسمانوں میں اور زمین میں بیشک وہ
غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝٦ وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ
بخشنے والا مہربان ہے ف۲ اور کہنے لگے ۸ے یہ کیسا رسول ہے کھاتا ہے کھانا

معانقہ ۱۰

موضح قرآن ف۱ اول نماز کا وقت مقرر تھا صبح و شام مسلمان حضرت پاس جمع ہوتے جو نیا قرآن اترا ہوتا لکھ لیتے یاد کرنے کو اس کو کافر یوں کہنے لگے ف۲ یعنی اپنی بخشش اور مہر ہی سے یہ اتارا۔

وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ لَوْلَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونَ
اور پھرتا ہے بازاروں میں کیوں نہ اترا اسکی طرف کوئی فرشتہ کہ رہتا
مَعَهُ نَذِيرًا ۝۷ أَوْ يُلْقَىٰ إِلَيْهِ كَنْزٌ أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ
اس کے ساتھ ڈرانے کو یا آ پڑتا اسکے پاس ف۹ خزانہ یا ہو جاتا اس کیلئے ایک باغ
يَأْكُلُ مِنْهَا ۚ وَقَالَ الظَّالِمُونَ إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا
کھایا کرتا اس میں سے اور کہنے لگے بے انصاف تم پیروی کرتے ہو اس ایک مرد
مَسْحُورًا ۝۸ انْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا
جادو مارے کی دیکھ کیسی بٹھلاتے ہیں تجھ پر مثلیں سو بہک گئے
فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ۝۹ تَبَارَكَ الَّذِي إِنْ شَاءَ
اب پا نہیں سکتے راستہ بڑی برکت ہے اسکی جو چاہے تو لے
جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِنْ ذَٰلِكَ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا
کر دے تیرے واسطے اس سے بہتر باغ کہ نیچے بہتی ہیں ان کے
الْأَنْهَارُ وَيَجْعَلْ لَكَ قُصُورًا ۝۱۰ بَلْ كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ
نہریں اور کر دے تیرے واسطے محل کچھ نہیں وہ جھٹلاتے ہیں قیامت
وَأَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيرًا ۝۱۱ إِذَا رَأَتْهُمْ
کو اور ہم نے تیار کی ہے اس کے واسطے کہ جھٹلاتا ہے قیامت کو آگ جب وہ دیکھے گی انکو
مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا تَغَيُّظًا وَزَفِيرًا ۝۱۲ وَإِذَا أُلْقُوا
دور کی جگہ سے سنیں گے اسکا جھنجھلانا ف اور چلانا اور جب ڈالے جائینگے
مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُقَرَّنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا ۝۱۳ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ
اسکے اندر ایک جگہ تنگ میں ایک زنجیر میں کئی بندھے ہوئے پکار نے لگیں اس جگہ موت کو مت پکارو آج
ثُبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا ۝۱۴ قُلْ أَذَٰلِكَ خَيْرٌ أَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ
ایک مرنے کو اور پکارو بہت سے مرنے ف تو کہہ ۱۲ بھلا یہ چیز بہتر ہے یا باغ ہمیشہ رہنے کا

ع ۱ / ۱۴

وہی ہو سکتا ہے جو ان مذکورہ بالا صفات سے متصف ہو۔ مشرکین کے خود ساختہ معبود چونکہ ان صفات سے عاری ہیں اس لئے خیر و برکت بھی ان کے اختیار میں نہیں ف۶ وقال الذین کفروا الخ یہ پہلا شکوی ہے۔ مشرکین کہتے تھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہ دعوی کہ "برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے" اس کا خود ساختہ ہے، اللہ کی طرف سے نہیں ہے۔ واعانہ علیہ قوم اخرون یہ دوسرا شکوی ہے اور اس خیال کی ساخت پرداخت میں کئی دوسرے لوگ بھی اس کے معاون ہیں۔ فقد جاء وظلما و زورا یہ ادخال الٰہی ہے اس میں مشرکین کے قول مذکور کو سراسر بے انصافی اور جھوٹ قرار دیا گیا۔ وقالوا اساطیر الاولین الخ یہ تیسرا شکوی ہے۔ مشرکین کہتے یہ قرآن تو محض اگلے لوگوں کے قصے کہانیوں کا مجموعہ ہے جو اس نے کسی سے لکھوا رکھا ہے بس صبح شام عبارت اور اسلوب کے الٹ پھیر سے وہی اس کے سامنے پڑھا اور رٹا جاتا ہے ف۷ قل انزلہ الخ یہ تینوں مذکورہ شکووں کا جواب ہے نیز دعوی سورت پر چوتھی عقلی دلیل ہے یہ دعوی اور یہ قرآن جو اس دعوی کو بیان کر رہا ہے، کسی بشر کا خود ساختہ نہیں اور نہ قرآن قصے کہانیوں کی کتاب ہے۔ بلکہ یہ قرآن جو دعوی مذکورہ کا حامل ہے اول سے آخر تک اس رب جہاں کا نازل کردہ ہے جو سارے جہان کی تمام پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے۔ وہ ایسا درگذر کرنے والا اور مہربان ہے کہ ایسے معاندین کو بھی مہلت دیتا ہے اور جلدی نہیں پکڑتا فیمہلھم ولا یعاجلھم بالعقوبۃ وان استوجبوھا بمکابرتھم (مدارک ج ۳ صفحہ ۱۳۲) جب عالم الغیب بھی وہی ہے اور غفور رحیم بھی تو برکات دہندہ بھی وہی ہے اور کوئی نہیں ف۸ وقالوا مال الخ یہ مشرکین پر چوتھا شکوی ہے۔ وہ کہتے یہ پیغمبر تو کھانے پینے کا محتاج ہے اور کسب معاش کے لئے بازاروں کا چکر بھی کاٹتا ہے۔ پھر ہم میں اور اس میں کیا فرق باقی رہا اور اسے ہم پر کیا فوقیت حاصل ہے کہ اسکو نبوت مل گئی۔ واذا کان کذلک فمن این لہ الفضل علینا ولا یجوز ان یمتاز عنا بالنبوۃ (خازن ج ۵ صفحہ ۹۳) لولا انزل الیہ الخ یہ پانچواں شکوی ہے۔ یعنی اول تو یہ چاہیے تھا کہ پیغمبر بشر نہ ہوتا بلکہ ہوتا ہی فرشتہ۔ یا پھر کم از کم اس کے ساتھ کوئی فرشتہ آتا جو اس کی تصدیق و تائید کرتا ھلا انزل الیہ ملک من عند اللہ فیکون لہ شاھدا علی صدق ما یدعیہ (ابن کثیر ج ۳ صفحہ ۳۱۱) ف۹ او یلقی الخ یہ مشرکین پر چھٹا شکوی ہے اگر یہ واقعی اللہ کا رسول ہوتا تو اس کے پاس آسمانوں سے دولت کا خزانہ نازل کیا جاتا تاکہ وہ کسب معاش کا محتاج نہ رہتا یا اس کا کوئی باغ ہی ہوتا جس پر وہ باعزت طور سے گذر بسر کرتا وقال الظلمون الخ یہ مذکورہ تینوں شکووں سے متعلق ہے یعنی یہ معاندین اور بے انصاف لوگ محض از راہ عناد و مکابرہ کہتے ہیں کہ تم جس شخص کو پیغمبر مان کر اس کی پیروی کر رہے ہو وہ تو آسیب زدہ ہے اور (عیاذا باللہ) اس کی عقل ٹھکانے نہیں۔ انظر کیف ضربوا الخ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ یہ ظالم محض ضد و عناد سے آپ کے لئے کیسی کیسی مثالیں بیان کرتے ہیں وہ ضد اور ہٹ کی وجہ سے راہ راست سے بہت دور ہو چکے ہیں اور ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے اس لئے اب انہیں ہدایت نصیب نہیں ہوگی۔ آگے مذکورہ بالا تینوں

پانچواں شکوی ۱۲-
چھٹا شکوی ۱۲-
دعوی سورت کا اعادہ اور چھٹے شکوی کا جواب ۱۲-
تخویف اخروی ۱۲-
بشارت اخروی ۱۲-

موضح قرآن ف یعنی ایک بار مریں تو چھوٹ جائیں دن میں ہزار بار مرنے سے بدتر حال ہوتا ہے۔

شکووں کے جوابات ذکر کئے گئے ہیں بطور لف ونشر غیر مرتب ف۱ تبٰرک الذی الخ یہ دعوی سورت کا اعادہ ہے اور لف ونشر غیر مرتب کے طور پر چھٹے شکوے کا جواب ہے یعنی اگر اللہ تعالی نے دنیا میں آپ کو دولت کے خزانے اور باغات نہیں دئیے تو اس میں بھی اسکی حکمت پوشیدہ ہے وہ دنیا کے عوض آخرت میں آپ کو نہایت عمدہ باغات اور عالیشان محلات عطا کرے گا۔ ان شآء جعل میں اِن شک کے لئے نہیں بلکہ بمعنی اذا ہے اور ماضی بمعنی مستقبل ہے یعنی اللہ تعالی مختار ہے جب چاہیگا آخرت میں ایسا کریگا۔ بل کذبوا بالساعۃ الخ یہ ماقبل سے ترقی ہے اس میں مشرکین کے شکوے کی وجہ بتائی گئی ہے یعنی وہ چونکہ آخرت

الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ کَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَّمَصِیْرًا ﴿۱۵﴾ لَهُمْ فِیْهَا
جسکا وعدہ ہوچکا پرہیزگاروں کو وہ ہوگا ان کا بدلہ اور پھر جانے کی جگہ ان کو وہاں
مَا یَشَآءُوْنَ خٰلِدِیْنَ ؕ کَانَ عَلٰی رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْـُٔوْلًا ﴿۱۶﴾ وَیَوْمَ
ہے جو وہ چاہیں رہا کریں ہمیشہ ہوچکا تیرے رب کے ذمہ وعدہ مانگا ملتا ف۱ اور جس دن
یَحْشُرُهُمْ وَمَا یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَیَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ
جمع کر بلائے گا انکو اور جن کو وہ پوجتے ہیں اللہ کے سوائے پھر ان سے کہیگا کیا تم نے بہکایا
عِبَادِیْ هٰۤؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِیْلَ ﴿۱۷﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ
میرے ان بندوں کو یا وہ آپ بہکے راہ سے بولیں گے تو پاک ہے ہم سے
یَنْۢبَغِیْ لَنَاۤ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِیَآءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ
بن نہ آتا تھا کہ پکڑلیں کسی کو تیرے بغیر رفیق لیکن تو انکو فائدہ پہنچاتا رہا
وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰی نَسُوا الذِّكْرَ ۚ وَكَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا ﴿۱۸﴾ فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ
اور انکے باپ دادوں کو یہاں تک کہ بھلا بیٹھے تیری یاد اور یہ تھے لوگ تباہ ہونیوالے سو وہ تو جھٹلا چکے تم کو
بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۙ فَمَا تَسْتَطِیْعُوْنَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا ۚ وَمَنْ یَّظْلِمْ
تمہاری بات میں اب نہ تم لوٹا سکتے ہو ف۲ اور نہ مدد کرسکتے ہو اور جو کوئی تم میں گنہگار
مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِیْرًا ﴿۱۹﴾ وَمَاۤ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ
ہے اسکو ہم مزہ چکھائیں گے بڑا عذاب اور جتنے بھیجے ہم نے تجھ سے پہلے
الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّاۤ اِنَّهُمْ لَیَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَ
رسول سب کھاتے تھے کھانا اور
یَمْشُوْنَ فِی الْاَسْوَاقِ ؕ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ
پھرتے تھے بازاروں میں اور ہم نے رکھا ہے تم میں ایک دوسرے کے
فِتْنَةً ؕ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِیْرًا ﴿۲۰﴾ ع ۲ / ۱۷
جانچنے کو دیکھیں ثابت بھی رہتے ہو اور تیرا رب سب کچھ دیکھتا ہے ف۳

ر۱ تخویف اخروی ۱۲

ر۲ یہ پوچھنا ... جواب ہے ۱۲

کے منکر ہیں اس لئے کہتے ہیں کہ پیغمبر کو دنیا میں دولت اور باغات کیوں نہیں دئیے گئے یا مطلب یہ ہے کہ وہ نہ صرف غیر اللہ کو برکات دہندہ سمجھتے ہیں بلکہ وہ تو قیامت کا بھی انکار کرتے ہیں۔ واعتدنا لمن کذب سے وادعوا ثبورا کثیرا تک منکرین کے لئے تخویف اخروی ہے ف۱ اذا رأتھم الخ یہ آتش جہنم کی شدت کا بیان ہے رأت کی ضمیر جہنم کی طرف راجع ہے۔ قیامت کے دن جب جہنم کی آگ دور سے دوزخیوں کے سامنے ہوگی اور وہ اسے دیکھ لیں گے تو اس کا غیظ وغضب اس قدر جوش میں آجائیگا کہ وہ دور ہی سے اس کی غضبناک آوازیں اور خوفناک پھنکاریں سنکر دہشت زدہ ہو جائیں گے زفیر سے آتش جہنم کی وہ خوفناک آواز مراد ہے جو اس کے شدید جوش اور غلیان سے پیدا ہوگی۔ سمعوا صوت طیبھا واشتعالھا (بحر ج ۶ ص۴۸۵) واذا القوا منھا الخ مکانا مفعول فیہ ہے اور منھا اس سے حال مقدم ہے۔ ای فی مکان فھو منصوب علی الظرفیۃ و (منھا) حال منہ (روح ج۱۸ ص۴۴۲) مقرنین، القوا کے نائب فاعل سے حال ہے ثبورا ہلاکت اور موت۔ جب مجرموں کو زنجیروں میں جکڑ کر جہنم کی نہایت تنگ کوٹھڑیوں میں ڈالدیا جائے گا تو وہ مضطربانہ موت کو پکاریں گے تاکہ ان کی زندگیوں کا خاتمہ ہو جائے اور وہ عذاب سے بچ جائیں۔ لا تدعوا الیوم ثبورا واحدا الخ ان کے جواب میں فرشتے کہیں گے یعنی ایک بار مریں تو چھوٹ جائیں، دن میں ہزار بار مرنے سے بدتر حال ہوتا ہے (موضح القرآن) ۱۲ ف۲ قل اذلک خیر۔ تا۔ وعدا مسئولا بشارت اخروی ہے اور استفہام تنبیہ کے لئے ہے۔ کیا یہ دردناک عذاب اچھا ہے یا وہ جنت جس کا شرک اور اللہ کی نافرمانیوں سے بچنے والوں سے وعدہ کیا گیا ہے جو انھیں بطور جزاء ملیگا اور جس میں ان کا آخر کار ٹھکانا ہوگا؟ ہر ذی عقل فیصلہ کرسکتا ہے کہ جنت ہی بہتر ہے۔ اس لئے ہر دانشمند کو وہی راستہ اختیار کرنا چاہئیے جو جنت کی طرف لے جائے لھم فیھا الخ جنت کے مزید عیش وآرام کا بیان ہے اس میں اہل جنت کو ہر چیز ملے گی اور ان کی ہر خواہش پوری ہوگی خالدین مذکورہ بالا ضمائر میں سے کسی ایک سے حال ہے

موضح قرآن ف۱ یعنی مومنوں کا جنت میں داخل ہونا اور وہاں ہمیشہ رہنا پڑے پروردگار کے ذمے ہے اور وعدہ مانگا گیا یعنی لائق ہے کہ مومنین اللہ سے اسی کی درخواست کریں یا فرشتے مومنوں کے واسطے اس کی درخواست کریں اور پورا کرنا اللہ کے ذمے ہے تفسیر حسینی میں ہے ف۲ یعنی عذاب پھیر دینا یا بات پلٹ ڈالنی ف۳ پیغمبر نہیں کا فروں کا ایمان جانچنے کو اور کافر ہیں پیغمبروں کا صبر جانچنے کو۔

ترجیح اس کو ہے کہ یشاؤن کی ضمیر سے حال ہو (مدارک) وعدا مسئولا اللہ تعالیٰ مالک حقیقی اور غنی وحمید ہے اس لئے اس پر کسی چیز کی مسئولیت عائد نہیں ہوتی
لہذا مسئولیت یہاں وعدے کی عظمت سے کنایہ ہے یا مطلب یہ ہے کہ وعدہ اس لائق ہے کہ لوگ اپنی دعاؤں میں اللہ تعالیٰ سے اسکا سوال کریں۔ مسئولیتہ کنایۃ
عن کونہ امرا عظیما ویجوز ان یراد کون الموعود مسئولا حقیقۃ بمعنی یسألہ الناس فی دعائھم بقولھم ربنا اتینا ما وعدتنا علیٰ رسلك الخ (روح ج ۱۹ ص ۲۴۷)
۱۳ے ویوم یحشرھم الخ یہ تخویف اخروی ہے اور خصوصیت سورت کا ذکر ہے۔ ویعبدون من دون اللہ سے یہاں انبیاء علیہم السلام، فرشتے اور اللہ کے نیک بندے مراد

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا
اور بولے ۱۷ے وہ لوگ جو امید نہیں رکھتے کہ ہم سے ملیں گے کیونکر نہ اترے ہم پر
الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ؕ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ
فرشتے یا ہم دیکھ لیتے اپنے رب کو بہت بڑائی رکھتے ہیں اپنے جی میں
وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ﴿۲۱﴾ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا
اور سر چڑھ رہے ہیں بڑی شرارت میں جس دن ۱۸ے دیکھیں گے فرشتوں کو کچھ
بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا
خوشخبری نہیں اس دن گنہگاروں کو اور کہیں گے کہیں روک دی جائے
مَّحْجُوْرًا ﴿۲۲﴾ وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ
کوئی آڑ اور ہم پہنچے ۱۹ے ان کے کاموں پر جو انہوں نے کئے تھے
فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿۲۳﴾ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ
پھر کر ڈالا اسکو خاک اڑتی ہوئی بہشت کے لوگوں ۲۰ے کا اس دن
خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا ﴿۲۴﴾ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ
خوب ہے ٹھکانا اور خوب ہے جگہ دوپہر کے آرام کی اور جس دن پھٹ جائے
السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ﴿۲۵﴾
آسمان بادل سے اور اتارے جائیں فرشتے تار لگا کر ۲۱
اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ ۨالْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ؕ وَكَانَ
بادشاہی اس دن سچی ہے رحمٰن کی اور ہے
يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ﴿۲۶﴾ وَيَوْمَ
وہ دن منکروں پر مشکل اور جس دن
يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ
کاٹ کاٹ کھائیگا گنہگار ۲۲ے اپنے ہاتھوں کو کہے گا اے کاش کہ میں نے پکڑا ہوتا رسول کے ساتھ

الجزءالتاسع عشر ۱۹

۱۔ اعادہ شکوی خاص ۱۲
۲۔ پانچویں شکوے کا جواب ۱۲
۳۔ تخویف اخروی ۱۲
۴۔ بشارت اخروی ۱۲
۵۔ تخویف اخروی ۱۲

ہیں جنکی دنیا میں پرستش کی گئی اور جنہیں برکات دہندہ سمجھ کر پکارا گیا۔ یرید المعبودین من الملائکۃ والمسیح وعزیر (مدارک ج ۳ ص ۱۲۲) قال الجمھور من عُبِدَ ممن یعقل ممن لم یأمر بعبادتہ کالملائکۃ وعیسیٰ وعزیر وھو الاظھر (بحر ج ۶ ص ۴۸۸) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان معبودین سے پوچھے گا کیا میرے ان بندوں کو جو دنیا میں تمہیں کارساز اور برکات دہندہ سمجھتے تھے تم نے گمراہ کیا تھا اور اپنی الوہیت کی ان کو تعلیم دی تھی؟ یا وہ خود ہی گمراہ ہوئے تھے ۲ قالوا سبحٰنک الخ اللہ کے وہ نیک بندے بصد عجز و نیاز عرض کریں گے بارے الہا! تو پاک ہے اور تیری شان اس سے برتر ہے کہ تیرا کوئی شریک ہو۔ ہمارے لئے تو یہ بھی جائز نہ تھا کہ ہم تیرے سوا خود اپنے لئے بھی کسی اور کو کارساز اور برکات دہندہ تجویز کرتے تو پھر یہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ ہم دوسروں کو اپنی کارسازی اور الوہیت کی تلقین کرتے۔ ما کان لنا ان نأمرھم بعبادتنا ونحن نعبدك ونحن عبیدك (معالم و خازن ج ۵ ص ۹۶) ۱۴ے ولکن متعتھم الخ اے ہمارے پروردگار ان گمراہ لوگوں کو تو نے دنیوی منافع عطا کئے۔ یہ ظالم پکارتے تو رہے ہم کو لیکن بطور آزمائش ان کی حاجت روائی تو کرتا رہا اور دنیوی منافع بھی تو ہی ان کو عطا فرماتا رہا یہانتک کہ وہ تیری الوہیت سے غافل ہو گئے اور تیرے سوا اوروں کو برکات دہندہ سمجھنے لگے وکانوا قوما بورا اس طرح شقاوت اور بدبختی ان پر غالب آ گئی اور وہ گمراہ ہو کر ہلاک ہو گئے۔ الٰھی انت الذی اعطیتہ جمیع مطالبہ من الدنیا حتی صار کالغریق فی بحر الشھوات واستغراق فیھا صار صاداً لہ عن التوجہ الی طاعتك والاشتغال بخدمتك (کبیر ج ۶ ص ۴۵۹) ۱۵ے فقد کذبوکم الخ اس سے پہلے فیقال لھم مقدر ہے یعنی نیک بندوں کے جواب کے بعد مشرکین سے
کہا جائے گا کہ دیکھ لو جن کو تم برکات دہندہ سمجھ کر پکارا کرتے تھے انہوں نے بھی تمہیں جھٹلا دیا ہے تمہارا دعویٰ تھا کہ وہ تمہارے کارساز اور برکات دہندہ ہیں مگر انہوں
نے اپنی الوہیت کا صاف انکار کر دیا ہے اور یہ بھی اعلان کر دیا ہے کہ انہیں تمہاری پکار کی خبر تک نہ تھی۔ جیسا کہ دوسری جگہ ان کا قول نقل کیا گیا ہے فکفی باللہ
شھیدا بیننا وبینکم ان کنا عن عبادتکم لغٰفلین (سورہ یونس ع ۳) فما تستطیعون الخ جن کو تم برکات دہندہ سمجھتے تھے آج وہ تم سے عذاب کو نہیں ہٹا سکیں گے
اور نہ کسی اور طریقے سے تمہاری کچھ مدد کر سکیں گے۔ ومن یظلم منکم الخ خطاب عام ہے تمام مکلفین سے یعنی تم میں سے جو بھی ان مشرکین کی طرح کفر و شرک کرے گا اسے ہم

فتح الرحمٰن ۱ے یعنی آسمان بہ ہیئتِ معتدہ خود باشد اما ابر ناگاہ منشق شود ۱۲۔

بہت سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے ومن یظلم ای یکفر منکم ایھا المکلفون ویعبد من دون اللہ تعالیٰ الہا آخر کھؤلاء الکفرۃ الخ (روح ج ۱۸ ص
۱۶ و ما ارسلنا الخ یہ چوتھے شکوے کا جواب ہے یعنی رسل سابقین علیہم السلام، جن کو تم بھی رسول مانتے ہو، لوازم بشریہ ان کے ساتھ بھی لگے ہوئے تھے وہ کھانا
بھی کھاتے اور کسب معاش کے لئے بازاروں کے چکر بھی کاٹتے تھے اس لئے اگر تمہاری بات مان لی جائے تو پھر رسل سابقین علیہم السلام کی رسالت کی بھی نفی ہوجائیگی
حاصل یہ ہے کہ ہماری سنت مستمرہ ہی یہی ہے کہ انسانوں کے پاس انسانوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا جائے اس لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بشر اور انسان ہونا کوئی نئی

سَبِيلًا ﴿٢٧﴾ يَا وَيْلَتَىٰ لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا ﴿٢٨﴾
رستہ — اے خرابی میری کاش کہ نہ پکڑتا میں نے فلانے کو دوست

لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي ۗ وَكَانَ
اس نے تو بہکا دیا مجھکو نصیحت سے مجھ تک پہنچ چکنے کے پیچھے ۔ اور ہے

الشَّيْطَانُ لِلْإِنسَانِ خَذُولًا ﴿٢٩﴾ وَقَالَ الرَّسُولُ
شیطان آدمی کو وقت پر دغا دینے والا اور کہا رسول نے ف۲۲

يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا ﴿٣٠﴾
اے میرے رب میری قوم نے ٹھہرایا ہے اس قرآن کو جھک جھک

وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِينَ ۗ
اور اسی طرح ف۲۳ رکھے ہیں ہمنے ہر نبی کے لئے دشمن گنہگاروں میں سے

وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ هَادِيًا وَنَصِيرًا ﴿٣١﴾ وَقَالَ
اور کافی ہے تیرا رب راہ دکھلانے کو اور مدد کرنیکو ف۱ اور کہنے لگے ف۲۴

الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً
وہ لوگ جو منکر ہیں کیوں نہ اترا اس پر قرآن سارا

وَاحِدَةً ۚ كَذَٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ ۖ وَرَتَّلْنَاهُ
ایک جگہ ہوکر اسی طرح اتارا تاکہ ثابت رکھیں ہم اس سے تیرا دل اور پڑھ سنایا ہمنے اسکو

ع۷

تَرْتِيلًا ﴿٣٢﴾ وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ
ٹھہر ٹھہر کر ف۲ اور ف۲۵ نہیں لاتے تیرے پاس کوئی مثل کہ ہم نہیں پہنچا دیتے تجھکو ٹھیک بات

وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا ﴿٣٣﴾ الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ
اور اس سے بہتر کھول کر جو لوگ کہ گھیر کر لائے جائینگے ف۲۶ اوندھے پڑے ہوئے اپنے منہ پر

إِلَىٰ جَهَنَّمَ أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٣٤﴾
دوزخ کی طرف انہیں کا برا درجہ ہے اور بہت بہکے ہوئے ہیں راہ سے

ع۳ / ۱۴ / ۱

مراد نبی کریم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

یہ تیسرا ... تخویف اخروی

اور اچنبھے کی بات نہیں کہ اسکی وجہ سے آپ کی رسالت
ہی کا انکار کر دیا جائے وجعلنا بعضکم الخ یہ جواب کا
تتمہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلی ہے یعنی کسی
کو غنی اور کسی کو فقیر کرنے سے امتحان و ابتلاء مقصود ہے
اتصبرون کیا تم اس ابتلاء پر صبر کروگے؟ استفہام
سے مقصود امر ہے یعنی صبر کرو۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ
دیکھ رہا ہے وہ صابر اور غیر صابر کو جانتا ہے اور ہر
ایک کو اس کے عمل کے مطابق جزا دے گا۔ فتنۃ ای
محنۃ و ابتلاء وھذا تصبیر لرسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم عما عیروہ بہ من الفقر ومشیہ فی
الاسواق یعنی انہ جعل الاغنیاء فتنۃ للفقراء
یغنی من یشاء ویفقر من یشاء (مدارک ج ۳ ص ۱۳۴)
۱۷ وقال الذین الخ یہ پانچویں شکوے کا اعادہ ہے
برائے بیان زیادت یعنی اونری ربنا۔ مشرکین جو
منکرین بعث بھی ہیں کہتے ہیں ہمارے پاس فرشتے بھیجے
جائیں جو پیغمبر علیہ السلام کے دعوے کی تصدیق و تائید
کریں۔ یا ہم خود اللہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں اور
وہ خود پیغمبر علیہ السلام کی رسالت کی تصدیق کرے اور
ہمیں ایمان لانے کا بالمشافہ حکم صادر فرمائے۔ لولا انزل
علینا الملائکۃ فتخبرنا انک رسول حقا او نری
ربنا فیخبرنا بذلک (بحر ج ۶ ص ۴۹۴) لقد استکبروا
فی انفسھم الخ یہ زجر ہے۔ یہ ان معاندین کے عناد و
استکبار اور ان کی بغاوت و سرکشی کی انتہا ہے ۱۸
یوم یرون الخ یہ پانچویں شکوے کا جواب ہے یہ مطالبہ
محض ان کی ضد اور سرکشی ہے ورنہ جس دن وہ
فرشتوں کو دیکھ لیں گے اس دن انھیں کوئی خوشی
حاصل نہیں ہوگی۔ اس دن فرشتے کہیں گے آج مجرموں
کو ہر خوشی اور مسرت سے کوسوں دور رکھا جائے گا
حجرا مفعول مطلق ہے اور اسکا فعل متروک ہے،
اور محجورا اس کی تاکید ہے وھو من المصادر المنصوبۃ بافعال متروک اظہارھا ومحجورا لتاکید معنی الحجر کما قالوا موت مائت (مدارک ج ۳
ص ۱۲۵) ۱۹ وقدمنا الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ قدمنا ارادہ کریں گے اور متوجہ ہوں گے قدمنا ای عمدنا (مظہری ج ۷ ص ۱۳) ھباء غبار یہ باطل
کرنے اور ثواب نہ دینے سے کنایہ ہے ای باطلا لا ثواب لہ (معالم وخازن ج ۵ ص ۹۵) مشرکین وکفار دنیا میں جو نیک کام کرتے ہیں مثلاً صدقہ وخیرات اور صلہ رحم
وغیرہ ان کا بدلہ ان کو کسی نہ کسی صورت میں دنیا ہی میں دے دیا جائیگا اور آخرت میں ان پر کوئی اجر و ثواب نہیں ملیگا کیونکہ قبول اعمال کے لئے ایمان خالص شرط ہے

موضح قرآن ف۱ یعنی کافر بہکایا کریں جس کو اللہ چاہے گا راہ پر لاوے گا ف۲ یعنی ہر بات کے وقت اس کا جواب آتا ہے تو پیغمبر کا دل ثابت
رہے۔

جس سے مشرکین وکفار محروم ہیں۔ اس لئے ان کے تمام اعمال خیر باطل ہیں هباء منثورا ای باطلا لاثواب لہ لفوات شرط الثواب علیہ من الایمان و
الاخلاص للہ تعالیٰ (مظہری) ۲۰ اصحب الجنۃ الخ یہ مومنوں کے لئے بشارت اخروی ہے مستقرا رہنے سہنے کی جگہ مقیلا استراحت کی جگہ۔ قیامت کے دن
ایمان والوں کو رہنے سہنے اور استراحت کیلئے جنت میں جو مقام عطا ہوگا وہ کافروں کے ٹھکانے سے بدرجہا بہتر ہوگا۔ ویوم تشقق السماء الخ یہ تخویف اخروی ہے
الغمام سفید بادل مراد فرشتے ہیں۔ فرشتے اس کثرت سے نازل ہوں گے کہ ان کی مجموعی ہیئت سفید بادلوں کی طرح نظر آئیگی اسطرح ونزل الملئکۃ تنزیلا ماقبل
کا بیان ہے اور واؤ تفسیر یہ ہے یعنی قیامت کے دن آسمان پھٹ پڑے گا اور اس طرح فرشتوں کے بادلوں کے بادل نازل ہوں گے۔ الملک یومئذ الحق الخ بادشاہ تو
دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن یہاں مجازی بادشاہ بھی موجود ہیں۔ قیامت کے دن اللہ کے سوا کوئی بادشاہ نہ ہوگا۔ اس دن سب پر ظاہر ہو جائیگا کہ بیشک آج
بادشاہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے آج دنیا کے بادشاہ بھی اس شہنشاہ حقیقی کے سامنے سرافگندہ کھڑے ہیں۔ وکان یوما الخ کان کا اسم اس میں ضمیر مستتر ہے جو یوم
مذکور کی طرف راجع ہے۔ اور علی الکفرین، عسیرا کے متعلق ہے ۲۱ ویوم یعض الخ قیامت کے دن مشرکین وکفار حسرت وندامت سے انگلیاں کاٹیں گے اور
کہیں گے کاش! ہم نے پیغمبروں پر ایمان لا کر اللہ کی توحید اور اس کے برکات دہندہ ہونے کو مان لیا ہوتا۔ یویلتی لیتنی الخ کاش میں فلاں فلاں داعیان شرک اور
اور رضا دید کفر سے دوستی نہ گانٹھتا اور ان کی پیروی نہ کرتا لقد اضلنی الخ ان ظالموں نے تو مجھے راہ توحید اور دعوی تبارک سے ہٹادیا۔ خذولا خوار کرنے والا۔
شیطان جب انسان کو گمراہ کرتا ہے تو اسے بڑے خوبصورت سبز باغ دکھاتا ہے لوگوں کے دلوں میں توحید کے بارے میں عجیب شکوک پیدا کر کے ان کو شرک میں مبتلا
کرتا ہے۔ مثلاً لوگوں کے دلوں میں یہ وسوسے ڈالتا ہے کہ اللہ کے نیک بندے قیامت کے دن تمہارے کام آئیں گے، اللہ کے ہاں تمہاری سفارش کریں گے۔ وہ دنیا
اور آخرت میں برکات دہندہ ہیں اس لئے تم ان کو پکارا کرو۔ لیکن قیامت کے دن ان مشرکین کو اپنی مدد کے لئے نہ شیطان کہیں نظر آئے گا نہ ان کے خود ساختہ معبود
اور برکات دہندے دکھائی دیں گے۔ خذولا هو مبالغۃ من الخذلان ای من عادۃ الشیطان ترک من یوالیہ (مدارک ج ۳ ص ۱۲۶) ۲۲ وقال الرسول الخ
الرسول سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ قیامت کے دن آپ اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی قوم کی شکایت کریں گے کہ اے میرے پروردگار میری قوم نے اس قرآن
کو چھوڑ دیا، نہ اس کو مانا اور نہ اس پر عمل کیا۔ یا یہ جملہ معترضہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں اپنی قوم کا انکار وطغیان اور عناد وعدوان دیکھ کر اظہار
افسوس کے طور پر اللہ تعالیٰ سے کہا کہ میری قوم ضد وعناد اور رد وانکار میں انتہا کو پہنچ چکی ہے اور کسی صورت میں قرآن کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ ان لما اکثروا
من الاعتراضات الفاسدۃ ووجوہ التعنت ضاق صدر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم وشکاھم الی اللہ تعالیٰ وقال یا رب ..... اکثر المفسرین
انہ قول واقع من الرسول صلی اللہ علیہ وسلم وقال ابو مسلم بل المراد ان الرسول علیہ السلام یقول فی الاخرۃ ..... والاول اولی لانہ موافق
للفظ الخ (کبیر ج ۶ ص ۴۷۰) ۲۳ وکذلک الخ کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلی ہے نیز مشرکین کی طرف سے بیجا اعتراضات
کی وجہ بیان کی گئی ہے یعنی مشرکین آپ سے یہ حجت بازی محض عداوت اور ضد وعناد کی بنا پر کرتے ہیں۔ اور یہ کوئی نئی بات نہیں، ہر زمانے میں ہر پیغمبر کے ایسے دشمن
ہوئے ہیں اور ہر زمانے میں مشرکوں نے پیغمبروں کو اسی طرح ستایا ہے۔ اس لئے جس طرح انہوں نے صبر کیا اسی طرح آپ بھی صبر کریں۔ مدد کیلئے اور ان سے انتقام
لینے کی راہ بتانے کے لئے میں آپ کو کافی ہوں۔ ای کذلک کان کل نبی قبلک مبتلی بعداوۃ قومہ وکفاک بی ھادیا الی طریق قہرھم والانتصار منھم وناصرا
لک علیھم (مدارک ج ۳ ص ۱۲۶) وکذلک جعلنا لکل نبی عدوا من المجرمین تسلیۃ للرسول صلی اللہ علیہ وسلم (کبیر) ۲۴ وقال الذین الخ ساتواں
شکوی۔ یہ قرآن اگر واقعی اللہ کا کلام ہے تو اللہ نے ایک ہی بار سارا کیوں نہ نازل کر دیا، تھوڑا تھوڑا کر کے کیوں نازل کرتا ہے؟ اس سے معلوم ہوتا ہے یہ اللہ
کا کلام نہیں بلکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خود ہی تھوڑا تھوڑا کر کے بناتا اور لوگوں کو سناتا ہے کذلک لنثبت بہ الخ کذلک فعل مقدر سے متعلق ہے ای انزلنا
یہ شبہہ مذکورہ کا جواب ہے یعنی بالتدریج نازل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ کے دل کو تقویت حاصل ہو اور آپ سے آسانی کے ساتھ یاد کر سکیں ورتلناہ ترتیلا
یہ فعل مقدر مذکور الصدر پر معطوف ہے یعنی اور مذکورہ بالا مقصد کے پیش نظر ہم نے تھوڑا تھوڑا کر کے ترسل وترتیل کے ساتھ آپ پر قرآن اتارا ہے۔ (مدارک)
۲۵ ولا یاتونک الخ مثل سے مشرکین کا عجیب وغریب اور باطل سوال مراد ہے اور الحق سے اس کا جواب باصواب مراد ہے۔ بمثل اور بالحق میں باء تعدیہ کیلئے
ہے۔ یعنی جس طرح ہم نے مشرکین کے مذکورہ بالا سات شکووں کے نہایت عمدہ جوابات دیئے ہیں اسی طرح آئندہ بھی ان کی طرف سے آپ پر جو بھی سوال باطل اور
اعتراض فاسد وارد کیا جائیگا ہم اس کا ایسا عمدہ اور صحیح جواب دیں گے جو آپ کے مقصد رسالت کو بھی احسن طریق سے واضح کر دے گا۔ ولا یاتونک بمثل بسؤال
عجیب من سؤالاتھم الباطلۃ کانہ مثل فی البطلان الا اتیناک نحن بالجواب الحق الذی لا محید عنہ ..... وما ھو احسن تکشیفا لما بعثت
علیہ ودلالۃ علی صحتہ (بحر ج ۶ ص ۴۹۷) ۲۶ الذین یحشرون الخ یہ تخویف اخروی ہے جو لوگ محض ضد وعناد اور بے انصافی سے انکار کرتے اور
لایعنی اعتراض کرتے ہیں قیامت کے دن انہیں مونہوں کے بل گھسیٹا جائیگا اور ان کا ٹھکانا بہت ہی برا ہوگا یہ لوگ راہ راست اور ہدایت سے بہت ہی
دور ہیں۔ ضد وعناد نے ان کو راہ حق سے اس قدر دور کر دیا ہے کہ اب انکے راہ راست پر آنیکا امکان ختم ہو چکا ہے۔

۲۷ ولقد اٰتینا الخ یہ دعوٰی سورت پر پہلی نقلی دلیل ہے نیز منکرین دعوٰی کے لئے تخویف دنیوی ہے۔ یہاں اور اسی طرح اگلی نقلی دلیلوں میں اگرچہ دعوے کی صراحت نہیں لیکن جب ابتداء سورت میں تبارک سے دعوٰی ذکر کر دیا گیا تو اب سورت میں جس قدر بھی دلائل مذکور ہوں گے خواہ عقلیہ ہوں خواہ نقلیہ وہ سب اسی دعوے کیلئے ہوں گے۔ فرمایا ہمنے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی جس میں مسئلہ توحید کو واضح کیا گیا اور ہارون علیہ السلام کو بھی نبوت دے کر انکا معاون بنا دیا لیکن قوم نے ان کی تکذیب کی اور دلائل توحید کو جھٹلایا تو ہم نے انہیں تباہ و برباد کر دیا۔ وقوم نوح الخ یہ دوسری نقلی دلیل ہے اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗۤ اَخَاهُ
اور ہمنے دی تھی موسیٰ کو کتاب اور کر دیا ہمنے اس کیساتھ اسکا بھائی
هٰرُوْنَ وَزِیْرًا ﴿۳۵﴾ فَقُلْنَا اذْهَبَاۤ اِلَی الْقَوْمِ الَّذِیْنَ
ہارون کام بٹانیوالا پھر کہا ہمنے تم دونوں جاؤ ان لوگوں کے پاس
کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ؕ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِیْرًا ﴿۳۶﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ
جنھوں نے جھٹلایا ہماری باتوں کو پھر دے مارا ہمنے انکو اکھاڑ کر اور نوح کی قوم کو
لَّمَّا کَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ
جب انہوں نے جھٹلایا پیغام لانیوالوں کو ہمنے انکو ڈبو دیا اور کیا ان کو لوگوں کے حق میں
اٰیَةً ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ عَذَابًا اَلِیْمًا ﴿۳۷﴾ وَّعَادًا
نشانی اور تیار کر رکھا ہے ہمنے گنہگاروں کیواسطے عذاب دردناک اور عاد کو
وَّثَمُوْدَاۡ وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًا بَیْنَ ذٰلِکَ
اور ثمود کو اور کنوئیں والوں کو اور اس کے بیچ میں
کَثِیْرًا ﴿۳۸﴾ وَکُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ ۫ وَکُلًّا تَبَّرْنَا
بہت سی جماعتوں کو اور سب کو کہہ سنائیں ہمنے مثالیں اور سب کو کھو دیا ہمنے
تَتْبِیْرًا ﴿۳۹﴾ وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَی الْقَرْیَةِ الَّتِیْۤ اُمْطِرَتْ
غارت کر کر اور یہ لوگ ہو آئے ہیں اس بستی کے پاس جس پر برسا
مَطَرَ السَّوْءِ ؕ اَفَلَمْ یَکُوْنُوْا یَرَوْنَهَا ۚ بَلْ کَانُوْا
برا برساؤ کیا دیکھتے نہ تھے ان کو نہیں پر
لَا یَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ﴿۴۰﴾ وَاِذَا رَاَوْکَ اِنْ یَّتَّخِذُوْنَکَ
امید نہیں رکھتے جی اٹھنے کی اور جہاں تجھ کو دیکھیں کچھ کام نہیں انکو تجھ سے
اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ﴿۴۱﴾
مگر ٹھٹھے کرنا کیا یہی ہے جس کو بھیجا اللہ نے پیغام دے کر

اپنی قوم کے پاس پیغام توحید لائے، قوم نے تکذیب کی تو انھیں بھی غرق کر کے آئندہ نسلوں کے لئے عبرت بنا دیا۔ وعادا و ثمودا۔ تا۔ وقرونا بین ذلک کثیرا یہ تیسری تا چھٹی نقلی دلیلیں ہیں قوم عاد کیطرف ہود علیہ السلام کو، قوم ثمود کی طرف صالح علیہ السلام کو اصحاب الرس کی طرف شعیب علیہ السلام کو اور ان اقوام کے درمیانی زمانوں میں کئی دوسری قوموں کے پاس کئی پیغمبروں کو بھیجا گیا ان قوموں نے اللہ کے پیغمبروں کو جھٹلایا اور دعوت توحید کو ٹھکرایا تو ان سب کو ہلاک کر دیا گیا۔ وکلا ضربنا لھم الخ ان تمام قوموں کے پاس ہم نے پیغمبروں کے ذریعے دلائل و براہین اور امثال و اشباہ سے مسئلہ توحید کو واضح کیا مگر ان معاند اقوام نے پھر بھی انکار کر دیا تو ہم نے ان کو اس طرح تباہ و برباد کیا کہ ان کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا۔ ۲۸ ولقد اتوا الخ یہ ساتویں نقلی دلیل ہے اتوا کی ضمیر اہل مکہ سے کنایہ ہے اور القریۃ سے قوم لوط کی بستیاں مراد ہیں جن پر پتھروں کی بارش کر کے اللہ نے ان کو برباد کیا تھا۔ مشرکین ملک شام کی طرف جاتے ہوئے ان بستیوں کے پاس سے گذرتے تھے افلم یکونوا یرونها۔ کیا مشرکین مکہ نے ان تباہ شدہ بستیوں کو نہیں دیکھا؟ استفہام انکاری ہے یعنی خوب دیکھا ہے مگر پھر بھی عبرت و نصیحت حاصل نہیں کرتے یعنی اذا مروا بھم فی اسفارھم فیعتبروا ویتفکروا لان مدائن قوم لوط کانت علی طریقھم عند ممرھم الی الشام (معالم وخازن ج ۵ ص ۸۰) بل کانوا لا یرجون نشورا ہلاک شدہ اقوام کی بستیوں کو دیکھ کر بھی عبرت نہیں پکڑتے کیونکہ حشر و نشر پر ان کا ایمان نہیں، وہ آخرت کے حساب و عذاب سے مطمئن ہیں اور عذاب جہنم کا ان کے دلوں میں کوئی خوف نہیں بل کانوا قوما کفرۃ بالبعث لا یخافون بعثا فلا یؤمنون (مدارک ج ۳ ص ۱۲۵) لا یرجون ای لا یخافون او لا یعتقدون ۲۹ واذا راوک الخ یہ شکوی ہے مشرکین جب حضور علیہ السلام کو دیکھتے تو بطور استہزاء کہتے کیا یہی ہے جسے اللہ نے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے؟ اگر ہم مستقل مزاجی سے اپنے معبودوں کی عبادت و پکار پر جمے نہ رہتے تو اس نے تو ہمیں گمراہ کر دیا تھا اور ہمیں اپنے معبودوں سے ہٹا دیا تھا شکر ہے کہ ہم پکے رہے یعنون انہ کاد یفتنھم عن عبادۃ الاصنام لو لا ان صبروا و تجلدوا واستمروا علیھا (ابن کثیر ج ۳ ص ۳۱۹) وسوف یعلمون الخ تخویف اخروی ہے۔ مشرکین دنیا میں اپنے کو ہدایت پر سمجھتے ہیں اور توحید خالص کو گمراہی کا نام دیتے ہیں لیکن جب

۱ دعوٰی سورت پر پہلی نقلی دلیل ۱۲

۲ دوسری نقلی دلیل ۱۲

۳ تیسری تا چھٹی نقلی دلیلیں ۱۲

۴ ساتویں نقلی دلیل ۱۲

۵ شکوی ۱۲

موضح قرآن ۱ کنوے والے کہتے ہیں ایک امت نے اپنے رسول کو کنوے میں موندا پھر ان پر عذاب آیا تب وہ رسول۔ ۔ ۔ ۔ خلاص ہوا۔

عذاب میں مبتلا ہوں گے تو انہیں اچھی طرح معلوم ہو جائیگا گمراہ کون ہے اور ہدایت پر کون ہے **ف۳۰** ارأیت من الخ ان مشرکین سے قبول حق کی توقع بے سود ہے یہ کسی غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہیں بلکہ محض ضد و عناد کی وجہ سے اپنی خواہشات نفسانیہ کی پیروی کر رہے ہیں۔ وہ نفس کے بندے ہیں اور خواہش نفس کو انہوں نے اپنا معبود بنا رکھا ہے یعنی اپنی خواہش سے معبودان باطلہ کو حاجت روا اور برکات دہندہ سمجھ رکھا ہے۔ وہ اپنی مرضی اور خواہش سے جس کو چاہتے ہیں اپنا کارساز اور معبود بنا لیتے ہیں۔ اس سے پہلے ان کاد لیضلنا عن الٰھتنا بھی قرینہ ہے کہ مشرکین اپنی خواہش سے جسے چاہتے برکات دہندہ بنا لیتے۔ فالآیۃ شاملۃ لمن عبد غیر اللہ تعالیٰ حسب ھواہ ولمن اطاع الھوی فی سائر المعاصی وھو الذی یقتضیہ کلام الحسن (روح ج ۱۹ ص ۲۲) اسی مفہوم کی ایک آیت سورۂ جاثیہ (ع ۳) میں ہے افرأیت من اتخذ الٰھہ ھواہ الخ یعنی خواہش نفس سے غیر اللہ کو کارساز اور حاجت روا بنا لیا۔ آپ ان پر نگران نہیں ہیں کہ ان کو اس سے باز رکھ سکیں۔ آپ کا کام صرف تبلیغ ہے۔ ام تحسب الخ اور پھر کیا آپ کا خیال ہے کہ ان میں سے اکثر آپ کی باتیں توجہ سے سنتے اور ان میں غور و فکر کرتے ہیں؟ نہیں نہیں!! وہ تو بے توجہی، غفلت اور گمراہی میں چوپایوں سے بھی بڑھ کر ہیں، وہ نہ حق بات کو توجہ سے سنتے ہیں، نہ اس میں غور و تدبر کرتے ہیں۔ لانھم لایلقون الی استماع الحق اذناً ولا الی تدبرہ عقلاً و مشبھین بالانعام التی ھی مثل فی الغفلۃ والضلالۃ الخ (مدارک ج ۳ ص ۱۲۹) **ف۳۱** الم تر الی ربک الخ یہ دعوی سورت پر چھٹی عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ دیکھو وہ کس طرح سائے کو پھیلاتا اور سکیڑتا ہے اگر وہ چاہے تو سورج کو ٹھہرا کر سائے کو ایک جگہ ساکن کر دے کیونکہ سورج ہی سے چیزوں کا سایہ زمین پر پڑتا ہے اور اس کی رفتار سے گھٹتا بڑھتا ہے وھو الذی جعل لکم الخ ساتویں عقلی دلیل ہے اللہ تعالیٰ نے رات کو لباس بنا دیا جو اپنی تاریکی میں ہر چیز کو چھپا لیتی ہے، نیند کو باعث راحت اور دن کو چلنے پھرنے اور روزی تلاش کرنے کے لئے بنا دیا وھو الذی ارسل الریاح الخ یہ آٹھویں عقلی دلیل ہے بارش کی آمد سے پہلے اللہ تعالیٰ خوشگوار ہوائیں چلاتا ہے جو باران رحمت کی خوشخبری لیکر آتی ہیں۔ پھر وہ آسمان سے مینہ برساتا ہے جس کا پانی ناپاک چیزوں کو پاک کرنے کی خاصیت رکھتا ہے نیز اس سے مردہ زمین اور غیر آباد علاقے آباد اور سرسبز و شاداب ہو جاتے ہیں اور وہ تمام جانوروں اور بے حساب انسانوں کے پینے کے کام بھی آتا ہے۔ یہ سارے کام اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے اور یہ تمام انعامات بھی اسی ہی نے عطاء فرمائے ہیں تو کیا پھر برکات دہندہ کوئی اور ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ وہی معطی برکات اور مفیض خیرات ہے اور کوئی نہیں ——

اِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْلَآ اَنْ صَبَرْنَا
یہ تو ہم کو بچلا ہی دیتا ہمارے معبودوں سے اگر ہم نہ جمے رہتے

عَلَيْهَا ۭ وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ
ان پر اور آگے جان لیں گے جس وقت دیکھیں گے عذاب کو

مَنْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۴۲﴾ اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ
کو کون بہت بچلا ہوا ہے راہ سے بھلا دیکھ تو نے اس شخص کو جسنے پوجنا اپنا

هَوٰىهُ ۭ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ﴿۴۳﴾ اَمْ تَحْسَبُ
کیا اپنی خواہش کا کہیں تو لے سکتا ہے اس کا ذمہ یا تو خیال رکھتا ہے

اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ ۭ اِنْ هُمْ
کہ بہت سے ان میں سنتے یا سمجھتے ہیں اور کچھ نہیں وہ

ع ۱۰ / ۲

اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۴۴﴾ اَلَمْ
برابر ہیں چوپایوں کے بلکہ وہ زیادہ بہکے ہوئے ہیں راہ سے تو نے نہیں

تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَلَوْ شَاۗءَ لَجَعَلَهٗ
دیکھا اپنے رب کی طرف کیسے دراز کیا سایہ کو ف۱ اور اگر چاہتا تو اس کو

سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا ﴿۴۵﴾ ثُمَّ
ٹھہرا رکھتا پھر ہمنے مقرر کیا سورج کو اسکا راہ بتلانے والا ف۲ پھر

قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا ﴿۴۶﴾ وَهُوَ الَّذِيْ
کھینچ لیا ہمنے اسکو اپنی طرف سہج سہج سمیٹ کر ف۱ اور وہی ہے جس نے

جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّ
بنا دیا تمہارے واسطے رات کو اوڑھنا اور نیند کو آرام اور

جَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا ﴿۴۷﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ
دن کو بنا دیا اٹھ نکلنے کے لئے اور وہی ہے جس نے چلائیں

(حاشیہ: ۲۲ دعوی سورت پر چھٹی عقلی دلیل ۱۲ — ۲۳ ساتویں عقلی دلیل ۱۲ — ۲۴ آٹھویں عقلی دلیل ۱۲)

موضح قرآن ف۱ اوّل ہر چیز کا سایہ لنبا پڑتا ہے پھر جس طرف سورج چلتا ہے اس کے مقابل سایہ ہٹتا ہے جب تک کہ جڑھ میں آلگے اپنی طرف کھینچ لیا یہ کہ اپنی اصل کو جا لگتا ہے۔ سب کی اصل اللہ ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بعد اسفار قبل از طلوع آفتاب یا در اوّل روز ۱۲ ف۲ یعنی بہر صفت کہ آفتاب تقاضا میکند می رود ۱۲۔

اناسی، انسی کی جمع ہے جیساکہ کراسی، کرسی کی۔ (مدارک) ۳۲ ولقد صرفنٰہ الخ یہ زجر ہے یعنی ہم دعوی توحید کو گوناگون دلائل سے اور مختلف اسالیب بیان سے واضح کرکے بتاتے ہیں تاکہ وہ اس میں غور وفکر کریں اور اسے سمجھ لیں مگر اکثر لوگ پھر بھی انکار کرتے ہیں ۳۳ ولو شئنا الخ یہ تسلی ہے یعنی اگر ہم چاہتے تو تبلیغ رسالت کاکام آپ سے ہلکا کردیتے اور مختلف شہروں میں متعدد انبیاء بھیجدیتے لیکن ہم نے فیصلہ کرلیا کہ اب سارے جہان کی رسالت کا شرف آپ ہی کو عطاء کیاجائے تاکہ آپکا رتبہ تمام انبیاء علیہم السلام سے اعلے اور آپکا اجر و ثواب سب سے اعظم ہو۔ اس لئے آپ کافروں کی کوئی بات نہ مانیں اور

الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَاَنْزَلْنَا مِنَ
ہوائیں خوش خبری لانیوالیاں اسکی رحمت سے آگے اور اتارا ہم نے
السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ﴿٤٨﴾ لِّنُحْیِیَ بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا
آسمان سے پانی پاکی حاصل کرنیکا کہ زندہ کردیں اسکے مرے ہوئے دیس کو
وَّنُسْقِیَهٗ مِمَّا خَلَقْنَاۤ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِیَّ كَثِیْرًا ﴿٤٩﴾
اور پلائیں اسکو اپنے پیدا کئے ہوئے بہت سے چوپایوں اور آدمیوں کو
وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَیْنَهُمْ لِیَذَّكَّرُوْا ۖ فَاَبٰۤی
اور ۳۲ طرح طرح سے تقسیم کیا ہمنے اسکو انکے بیچ میں تا دھیان رکھیں پھر بھی نہیں رہتے
اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿٥٠﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا
بہت لوگ بدون ناشکری کئے اور اگر ۳۳ ہم چاہتے تو اٹھاتے
فِیْ كُلِّ قَرْیَةٍ نَّذِیْرًا ﴿٥١﴾ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِیْنَ
ہر بستی میں کوئی ڈرانے والا سو تو کہنا مت مان منکروں کا
وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِیْرًا ﴿٥٢﴾ وَهُوَ
اور مقابلہ کر انکا اسکے ساتھ بڑے زور کا ف اور وہی ہے
الَّذِیْ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ
جس نے ۳۴ ملے ہوئے چلائے دو دریا یہ میٹھا ہے پیاس بجھانیوالا اور یہ کھاری
اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَیْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿٥٣﴾
ہے کڑوا اور رکھا ان دونوں کے بیچ پردہ اور آڑ روکی ہوئی
وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا
اور وہی ہے جس نے بنایا ۳۵ پانی سے آدمی پھر ٹھہرایا اس کیلئے جد
وَّصِهْرًا ؕ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا ﴿٥٤﴾ وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ
اور سسرال اور تیرا رب سب کچھ کرسکتا ہے ۳ اور پوجتے ہیں ۳۶ اللہ کو چھوڑ کر

زجر ۱۲ — تسلی ۱۲ — نویں عقلی دلیل ۱۲ — دسویں عقلی دلیل ۱۲ — شکوی بطور زجر ۱۲

اور قرآن کے دلائل سے ان کے ساتھ خوب جہاد کریں اور ہرگز ہمت نہ ہاریں کیونکہ سارے جہان کے ہادی ورہنما آپ ہی ہیں۔ حضرت رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا بہ کی ضمیر قرآن مجید سے کنایہ ہے بہ ای بالقراٰن یعنی بدلائلہ یعنی قرآن کی دعوت اور اس کے دلائل کو خوب واضح کرکے ان تک پہنچائیں وجاھدھم بہ ای بالقراٰن (خازن ج ۵ ص ۹۶) لما علم تعالی ما کابدہ الرسول من اذی قومہ اعلمہ انہ تعالی لو اراد لبعث فی کل قریۃ نذیرا فیخف عنک الامر ولکنہ اعظم اجرک واجلک اذجعل انذارک عاماللناس کلھم وخصک بذلک لیکثر ثوابک الخ (بحر ج ۶ ص ۵۰۶) وجاھدھم بسبب کونک نذیر کافۃ القری جہادا کبیرا جامعا لکل مجاھدۃ (مدارک ج ۳ ص ۱۳۱) ۳۴ وھو الذی مرج الخ یہ دعوی سورت پر نویں عقلی دلیل ہے۔ یہ بھی اسکی توحید اور قدرت کاملہ کی دلیل ہے کہ دو سمندر ساتھ ساتھ چل رہے ہیں ایک کا پانی نہایت میٹھا اور خوشگوار ہے اور دوسرے کا پانی نہایت تلخ ہے اور ان کے درمیان برزخ اور ایک ایسا پردہ حائل ہے جو کسی کو نظر نہیں آتا یعنی کوئی مرئی پردہ نہیں محض قدرتی پردہ ہے مگر اس کے باوجود دونوں آپس میں ملتے نہیں حاجزا غیر مرئی من قدرتہ (ابوالسعود) جو اللہ ایسی زبردست قدرت والا ہے وہی برکات دہندہ ہے ۳۵ وھو الذی خلق الخ یہ دسویں عقلی دلیل ہے اللہ تعالی نے کمال قدرت سے ایک قطرۂ آب سے انسان کو پیدا فرمایا۔ پھر انسانوں کو دو قسم کے رشتوں سے آپس میں جوڑ دیا ایک نسبی رشتہ دوم مصاہرت کا رشتہ۔ یہ رشتے بھی اللہ تعالی کے انعامات میں سے ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ جو اللہ تعالی ایسا قادر اور منعم ہے برکات دہندہ بھی وہی ہے ۳۶ ویعبدون الخ یہ شکوی ہے بطور زجر یعنی اس قدر واضح دلائل کے باوجود مشرکین اللہ کے سوا ایسی عاجز مخلوق کو برکات دہندہ اور کارساز سمجھتے ہیں جنہیں اپنی ذات کو بھی نفع پہنچانے اور ضرر سے بچانے کا اختیار نہیں بھلا جو اس قدر عاجز ہوں کہ اپنے نفع وضرر کے مالک نہ ہوں وہ دوسروں کو کیا برکات دے سکتے ہیں وکان الکافر علی ربہ ظہیرا۔ علی ربہ میں تضمین ہے۔ ای عالیا علی مخالفۃ ربہ یا علی بمعنی الی ہے اور ظہیرا کے معنی ہیں پیٹھ پھیرنے والا یا ظہیرا کے معنی معاون اور مددگار کے ہیں یعنی کافر اسلام کی عداوت اور شرک سے شیطان کی معاونت کرتا ہے یقول عونا

موضح قرآن ف یعنی نبی کا آنا تعجب نہیں۔ اللہ چاہے نبیوں کی بہتات کردے ہر بستی میں ایک نبی سو تو شبہ نہ کھا کافروں کے انکار سے ف۲ اپنی اولاد کا جد ہے اور جہال ان کا بیاہ ہوا ان کی سسرال ہے اور رب سب کر سکتا ہے یعنی مارے پھر جلادے۔

للشیطان علی ربہ بالعداوۃ والشرک (ابن کثیر ج ۳ ص۳۲۲) ۳۷ وما ارسلنٰک الخ یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ مشرکین از راہ ضد ومکابرہ کہتے کوئی معجزہ دکھا دو تو ہم مان لیں گے تو فرمایا ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے معجزات لانا ان کے اختیار میں نہیں۔ ہم مصالح کے تحت جب چاہتے اور مناسب سمجھتے ہیں اپنے پیغمبر کے ہاتھ پر معجزہ ظاہر کر دیتے ہیں قل ما اسئلکم علیہ من اجر الخ آپ یہ بھی فرما دیں کہ آخر میری تبلیغ تمہیں شاق کیوں گذرتی ہے میں تم سے تبلیغ پر کوئی مزدوری یا تنخواہ تو نہیں مانگتا۔ میرا تم سے صرف یہی مطالبہ ہے کہ تم صدق نیت اور رضاء قلب سے توحید کی راہ اختیار کرو اور اللہ کے دین کو قبول کرو ۳۸ وتوکل الخ

اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ؕ وَكَانَ الْكَافِرُ
اللہ کو چھوڑ کر وہ چیز جو نہ بھلا کرے انکا نہ برا اور ہے کافر
عَلٰى رَبِّهٖ ظَهِيْرًا ﴿۵۵﴾ وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا
اپنے رب کی طرف سے پیٹھ پھیر رہا اور تجھ کو ہم نے بھیجا ۳۷ یہی
مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۵۶﴾ قُلْ مَا أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ
خوشی اور ڈر سنانے کے لئے تو کہہ میں نہیں مانگتا تم سے اس پر
مِنْ أَجْرٍ إِلَّا مَنْ شَاءَ أَنْ يَّتَّخِذَ إِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۵۷﴾
۳۸ کچھ مزدوری مگر جو کوئی چاہے کہ پکڑ لے اپنے رب کی طرف راہ
وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ؕ وَكَفٰى
اور بھروسہ کر اوپر اس زندہ کے جو نہیں مرتا اور یاد کر اسکی خوبیاں اور وہ کافی
بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا ﴿۵۸﴾ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
ہے اپنے بندوں کے گناہوں سے خبردار جس نے بنائے ۳۹ آسمان
وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى
اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے چھ دن میں پھر قائم ہوا
الْعَرْشِ ۚ اَلرَّحْمٰنُ فَسْئَلْ بِهٖ خَبِيْرًا ﴿۵۹﴾ وَإِذَا قِيْلَ
عرش پر وہ بڑی رحمت والا سو پوچھ اس سے جو اسکی خبر رکھتا ہو اور جب کہئے
لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ أَنَسْجُدُ لِمَا
ان سے سجدہ کرو رحمٰن کو کہیں رحمٰن کیا ہے کیا سجدہ کرنے لگیں ہم جسکو
تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا ﴿۶۰﴾ السجدۃ تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي
تو فرمائے اور بڑھ جاتا ہے انکا بدکنا بڑی برکت ہے ۴۱ اسکی جس نے بنائے
السَّمَاءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرَاجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا ﴿۶۱﴾
آسمان میں برج اور رکھا اس میں چراغ اور چاند اجالا کرنے والا ف

منزل ۴

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے یعنی آپ مشرکین کے عناد وانکار اور ان کی ایذاء رسانی پر صبر کریں اور اس زندۂ جاوید رب پر بھروسہ کریں جو ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا اور ہر قسم کی برکات وخیرات جس کے قبضہ واختیار میں ہیں آپ اس کی تسبیح وتحمید کرتے رہیں وہ آپ کا حافظ وناصر ہے فانہ الحقیق بان یتوکل علیہ دون الاحیاء الذین من شأنھم الموت فانھم اذا ماتوا ضاع من توکل علیھم (ابو السعود ج ۶ ص۴۹۸) وکفی بہ الخ یہ کفار کیلئے تخویف اخروی ہے اللہ تعالیٰ ان معاندین کے جرم وگناہ سے بے خبر نہیں بلکہ خوب جانتا ہے اور ان کو پوری پوری سزا دے گا ۳۹ الذی خلق الخ یہ دعوی سورت پر گیارہویں عقلی دلیل ہے۔ زمین وآسمان اور جو کچھ ان میں ہے ہر چیز کو اللہ تعالیٰ نے چھ دنوں میں پیدا فرمایا اور ساری کائنات کو پیدا کر کے خود ہی اس میں متصرف ہے اور کوئی اختیار اس نے کسی کے حوالے نہیں فرمایا۔ لہذا برکات دہندہ بھی وہی ہے الرحمٰن یہ مبتدا محذوف کی خبر ہے ای ھو الرحمٰن فالرحمٰن خبر مبتدأ محذوف (مدارک) جو سارے جہان کا خالق ومالک اور ساری کائنات میں متصرف وحکمران ہے اسکا ایک نام رحمٰن ہے وہ بڑا ہی مہربان ہے اس لئے وہی برکات دہندہ ہے اور ہر قسم کی عبادت وتعظیم اور سجود اسی ہی کے لئے روا ہے ای ھو الرحمٰن الذی لاینبغی السجود والتعظیم الا لہ (کبیر ج ۶ ص۴۹۴) فسئل بہ خبیرا کسی عارف خبیر سے اسکی رحمت کے بارے میں پوچھ دیکھو۔ ای فسئل عنہ رجلا عارفا یخبرک برحمتہ (بحر ج ۶ ص۵۰۹) یا خبیرا سے مراد اللہ تعالیٰ ہے بہ کی ضمیر مذکورہ بالا اشیا کی طرف راجع ہے یعنی مذکورہ اشیائے بارے میں اللہ سے سوال کرو جو ان کو خوب جانتا ہے۔ ایھا الانسان لا ترجع فی طلب العلم بھذا الی غیری وقیل معناہ فاسأل عنہ خبیرا وھو اللہ تعالیٰ (خازن ج ۵ ص۸۶) ۴۰ واذا قیل الخ یہ شکوی ہے۔ مشرکین سے جب کہا جاتا ہے کہ خدائے رحمٰن کو سجدہ کرو تو وہ کہتے ہیں وہ رحمٰن کون ہے ہم تو رحمٰن کو جانتے ہی نہیں۔ تو کیا جسے تو ہمیں سجدہ کرنے کا حکم دیتا ہے ہم اسے علم ومعرفت کے بغیر ہی سجدہ کرنے لگیں؟ مشرکین میں اللہ تعالیٰ کا یہ نام معروف نہیں تھا۔ اس لئے انہوں نے یہ سوال کیا۔ ای لا نعرف الرحمٰن وکانوا ینکرون ان یسمی اللہ باسمہ الرحمٰن (ابن کثیر ج ۳ ص۳۲۳) لانھم ما کانوا یطلقونہ علی اللہ وکانوا یقولون لا نعرف

۳۷ جواب سوال متعلق ۱۲

۳۸ تسلی ۱۲ ۳۹ تسلی ۱۲ گیارہویں عقلی دلیل ۱۲

۴۰ شکوی ۱۲ ۴۱ دعوی سورت کا دوسری بار اعادہ اور بارہویں عقلی دلیل ۱۲

مع

ع ۵ السجدۃ ۶

موضح قرآن ف آسمان کے بارہ حصے انکا نام برج ہر ایک ستاروں کا پتہ۔ یہ حدیں رکھی ہیں حساب کو۔

الرحمٰن الا رحمان الیمامۃ یعنون مسیلمۃ الکذاب یسمونہ رحمان الیمامۃ (مظہری ج ۷ ص ۳۹) ۴۱ تبٰرک الخ یہ دعویٰ سورت کا دوسری بار اعادہ اور دعوے پر بارہویں عقلی دلیل ہے جس اللہ نے آسمان کو مختلف برجوں میں تقسیم فرمایا اور اس میں آفتاب عالمتاب ایسا چراغ روشن کیا اور رات کی تاریکی میں نور کی سفید چادر بچھانیوالا چاند پیدا فرمایا وہی برکات دہندہ ہے دوسرا کوئی نہیں۔ بروج سے کواکب سیارہ کی منازل مراد ہیں ھی منازل الکواکب السیارۃ (مدارک ج ۳ ص ۱۳۳) ۴۲ وھو الذی الخ یہ دعویٰ سورت پر تیرہویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رات دن کو ایک دوسرے کے بعد آنے والا بنایا تاکہ جو شخص غور و تدبر کرنا چاہے وہ رات دن کے اختلاف میں غور و فکر کرکے عبرت حاصل کرے اور جو ان انعامات پر اللہ کا شکر کرنا چاہے وہ اسکا شکر بجالائے ۴۳ وعباد الرحمٰن الخ پہلے یہ مذکور ہوا کہ دنیا میں برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، اب یہاں یہ ذکر کیا جا رہا ہے کہ آخرت میں بھی برکات دہندہ اور رحمت کنندہ اللہ تعالیٰ ہی ہوگا۔ عباد الرحمٰن مرکب اضافی مبتدا ہے اور اس کے بعد دس آیتیں چھوڑ کر گیارہویں آیت کی ابتدا میں اسکی خبر ذکر کی گئی ہے یعنی اولٰئک یجزون الخ درمیان میں اللہ کے نیک بندوں کی آٹھ صفتیں مذکور ہیں جن کی وجہ سے وہ آخرت میں اللہ کی رحمت و برکت کے مستحق ہوں گے اور ہر ایک کو اللہ تعالیٰ اخلاصِ عمل کے مطابق درجات عطا کرے گا۔ الذین یمشون الخ یہ عباد الرحمٰن کی پہلی صفت ہے، وہ غرور و تکبر نہیں کرتے بلکہ ان کی گفتار و رفتار سے بھی عجز و انکسار ظاہر ہوتا ہے وہ زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں اور اگر احمق لوگ ان سے ناشائستہ گفتگو کریں تو صاف کہہ دیتے ہیں صاحب! ہمیں ان باتوں سے معاف رکھئے ہم دوسرے خیال میں مصروف ہیں۔ یعنی ان کا تعلق خاطر ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے رہتا ہے ۴۴ والذین یبیتون الخ یہ دوسری صفت ہے۔ اللہ کے وہ نیک بندے رات بھر اللہ کی عبادت میں مصروف رہتے اور ساری رات نماز میں گذار دیتے ہیں۔ والذین یقولون الخ تیسری صفت وہ ہر وقت اللہ کے عذاب سے خائف اور لرزاں رہتے اور اللہ سے دعا مانگتے رہتے ہیں اے اللہ! ہمیں عذاب جہنم سے بچائیو۔ کیونکہ اس کا عذاب ہلاکت خیز اور تباہ کن ہے اور وہ رہنے کی نہایت ہی بری جگہ ہے غراما۔ شر لازم اور عذاب دائم الغرام الشر اللازم والھلاک الدائم (خازن ج ۵ ص ۱۰۸)

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ أَرَادَ
اور وہی ہے ۴۲ جس نے بنائے رات اور دن بدلتے سدلتے اس شخص کیواسطے کہ چاہے
أَن يَذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ شُكُورًا ﴿۶۲﴾ وَعِبَادُ الرَّحْمَٰنِ الَّذِينَ
دھیان رکھنا یا چاہے شکر کرنا ف۱ اور بندے رحمٰن کے ۴۳ وہ ہیں جو
يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ
چلتے ہیں زمین پر دبے پاؤں ف۲ اور جب بات کرنے لگیں ان سے بے سمجھ لوگ
قَالُوا سَلَامًا ﴿۶۳﴾ وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَ
تو کہیں صاحب سلامت ف۲ اور وہ لوگ ۴۴ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے آگے سجدہ میں اور
قِيَامًا ﴿۶۴﴾ وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ
کھڑے ف۳ اور وہ لوگ کہ کہتے ہیں اے رب ہٹا ہم سے دوزخ کا
جَهَنَّمَ ۖ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿۶۵﴾ إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا
عذاب بے شک اسکا عذاب چمٹنے والا ہے وہ بری جگہ ہے ٹھہرنے کی
وَمُقَامًا ﴿۶۶﴾ وَالَّذِينَ إِذَا أَنفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَ
اور جگہ رہنے کی اور وہ لوگ کہ جب خرچ کرنے لگیں نہ بیجا اڑائیں اور نہ تنگی کریں اور
كَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا ﴿۶۷﴾ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ
ہے اس کے بیچ ایک سیدھی گذران اور وہ لوگ ۴۵ کہ نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ
إِلَٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ
دوسرے حاکم کو اور نہیں خون کرتے جان کا جو منع کر دی اللہ نے مگر جہاں چاہیے
وَلَا يَزْنُونَ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ﴿۶۸﴾ يُضَاعَفْ لَهُ
اور بدکاری نہیں کرتے اور جو کوئی کرے یہ کام وہ جا پڑا گناہ میں ف۴ دونا ہوگا اسکو
الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا ﴿۶۹﴾ إِلَّا مَن تَابَ
عذاب قیامت کے دن اور پڑا رہے گا اسمیں خوار ہوکر ف۵ مگر جس نے توبہ کی

منزل ۴

ما۔ تیرھویں عقلی دلیل ۱۲

ما۔ آخرت میں برکات دہندہ بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے ۱۲

ما۔ عباد الرحمٰن مبتدا یعنی موضوع اور اولٰئک الخ خبر ہے ۱۲

والذین اذا انفقوا الخ یہ چوتھی صفت ہے۔ وہ زندگی کے معاملات میں خصوصاً مال خرچ کرنے میں راہِ اعتدال پر چلتے ہیں۔ مال خرچ کرنے میں نہ اسراف کرتے ہیں نہ کنجوسی اور بخل سے کام لیتے ہیں جن مصارف میں خرچ کرنا شرعاً ناجائز ہے ان میں خرچ نہیں کرتے اور اللہ کی راہ میں اور مفاد عامہ میں خرچ کرنے سے بخل نہیں

موضح قرآن ف۱ بدلتے یا توبڑھنا گھٹنا یا آنا جانا یا یہ کہ ایک دوسرے کا بدلہ دن کا کام رہ گیا رات کو کیا رات کا دن کو ف۲ یعنی ایسوں سے لگتے نہیں نہ ان میں شامل ہوں نہ ان سے لڑیں ف۳ رکوع کو نہیں گنا رکوع بہت لمبا نہیں ہوتا۔ ف۴ مگر جہاں چاہیئے رسول نے فرمایا مسلمان کی جان نہیں مارنی چاہیئے سوا تین گناہ پر خون کے بدلے میں یا بدکاری میں سنگسار یا راہ لوٹنے پر ف۵ یعنی اور گناہوں سے یہ گناہ بڑے ہیں۔

کرتے۔ ناجائز جگہوں میں خرچ کرنا اسراف ہے اور جائز مصارف میں خرچ نہ کرنا اقتار ہے الانفاق فی غیر طاعۃ اسراف والامساك عن طاعۃ اقتار (بحر ج ۶ ص۵۱۴)
۴۵ والذین لا یدعون الخ یہ عباد الرحمٰن کی صفات کی پانچویں نوع ہے جس میں متعدد صفتیں مذکور ہیں (۱) وہ اللہ کے سوا کسی اور کو کارساز اور برکات دہندہ سمجھ کر اپنی حاجات و مشکلات میں ہرگز نہیں پکارتے (۲) وہ ناحق قتل نہیں کرتے (۳) وہ بدکاری کے نزدیک نہیں جاتے۔ اس کے بعد نافرمان لوگوں کے لئے تخویف اخروی ہے ومن یفعل ذٰلك الخ جو شخص مذکورہ بالا اعمال شنیعہ اور افعال قبیحہ کا مرتکب ہوگا اسے سخت سزا سے دوچار ہونا پڑے گا اور قیامت کے دن اس کو دوہرا عذاب دیا جائیگا ایک کفر و شرک کی وجہ سے دوم دوسرے گناہوں کی وجہ سے اور وہ ذلت و رسوائی کے ساتھ اس عذاب میں ہمیشہ رہیگا الا من تاب وامن الخ یہ ماقبل سے مستثنیٰ ہے اور توبہ کرنیوالوں کیلئے بشارت اخروی ہے جنہوں نے شرک سے توبہ کرلی اور توحید و رسالت پر ایمان لے آئے اور اعمال صالحہ بجا لائے، اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو بھی نیکیوں میں تبدیل کردیگا کیونکہ وہ بڑا ہی مہربان ہے ومن تاب وعمل صالحا الخ جس نے تمام عقائد باطلہ سے سچی توبہ کی اور اعمال صالحہ کو اپنی زندگی کا پروگرام بنالیا موت کے بعد اللہ کی طرف اسکی واپسی بڑی شان اور عزت سے ہوگی۔ ای یعود الیہ بعد الموت (متابا) ای حسنا یفضل علی غیرہ الخ (خازن ج ۵ ص۱۱۱) یا مطلب یہ ہے کہ جو شخص سچی توبہ کرتا ہے وہ ایک ایسا کام کرتا ہے جو اللہ کو پسند ہے جس سے اس کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور وہ ثواب عظیم کا مستحق ہوجاتا ہے معناہ ان من تاب الی اللہ فقد اتی بتوبۃ مرضیۃ للہ مکفرۃ للذنوب محصلۃ للثواب العظیم (کبیر ج ۶ ص۵)
۴۶ والذین لا یشھدون الخ یہ عباد الرحمٰن کی چھٹی صفت ہے الزور سے یا تو جھوٹی شہادت مراد ہے اس صورت میں یشھدون۔ شہادۃ سے ہوگا یا الزور سے مراد شرک ہے یا لہو و لعب اور گانا بجانا اس صورت میں یشھدون۔ شہود سے ہوگا۔ والظاھر ان المعنی لا یشھدون بالزور او شہادۃ الزور قال علی والباقر فھو من الشہادۃ او المعنی لا یحضرون من المشاھدۃ و الزور الشرك والصنم او الکذب او الغناء (بحر ج ۶ ص۵۱۶) اور اللغو سے تمام معاصی مراد ہیں یعنی وہ شرک و معصیت کی مجالس میں ہرگز شریک نہیں ہوتے لیکن اگر اتفاق سے کبھی اہل شرک اور اہل معاصی کی مجالس کے پاس سے ان کا گذر ہوجائے تو دامن کو ان کی آلودگیوں سے پاک لیکر اور طبیعت کی سلامتی کے ساتھ گذر جاتے ہیں

وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ
اور یقین لایا اور کیا کچھ کام نیک سو ان کو بدل دے گا اللہ
سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۰﴾ وَمَنْ تَابَ
برائیوں کی جگہ بھلائیاں اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان ف۱ اور جو کوئی توبہ کرے
وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿۷۱﴾ وَالَّذِيْنَ لَا
اور نیک کام کرے سو وہ پھر آتا ہے اللہ کی طرف پھر آنے کی جگہ ف۲ اور جو لوگ ۴۶
يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿۷۲﴾
شامل نہیں ہوتے جھوٹے کام میں اور جب گذرتے ہیں کھیل کی باتوں پر نکلیں بزرگانہ ف۳ اور
وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّ
وہ لوگ ۴۷ کہ جب انکو سمجھائیے انکے رب کی باتیں نہ پڑیں ان پر بہرے اور
عُمْيَانًا ﴿۷۳﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا
اندھے ہو کر ف۴ اور وہ لوگ ۴۸ جو کہتے ہیں اے رب دے ہم کو ہماری عورتوں کی طرف سے
وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿۷۴﴾
اور اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک اور کر ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا ف۵
اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا
ان کو ۴۹ بدلا ملے گا کوٹھوں کے جھروکے اس لئے کہ وہ ثابت قدم رہے اور لینے آئیں گے
تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ﴿۷۵﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا
انکو وہاں دعا اور سلام کہتے ہوئے ف۶ سدا رہا کریں ان میں خوب جگہ ہے ٹھہرنے کی
وَّمُقَامًا ﴿۷۶﴾ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَاۗؤُكُمْ ۚ
اور خوب جگہ رہنے کی ف۷ تو کہہ ۵۰ پروا نہیں رکھتا میرا رب تمہاری اگر تم اس کو نہ پکارا کرو
فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ﴿۷۷﴾
سو تم جھٹلا چکے اب آگے کو ہوتی ہے مٹھ بھیڑ ف۸

ع ۶ / ۱۷

المعاصی کلھا لغو۔۔۔ یعنی لم یحضروا مجالسہ واذا اتفق مرورھم بہ لم یتدنسوا بشیء (جامع ص۳۲۲) یعنی جب شرک کی مجالس سے اتفاقاً گذرتے ہیں تو اپنا ایمان بچاکر گذر جاتے ہیں اور ایمان و عمل کو شرک سے متلوث نہیں ہونے دیتے۔ اسی طرح جب کبھی لہو و لعب کی مجالس سے گذرتے ہیں تو باوقار گذر جاتے ہیں اور ان میں شرکت نہیں کرتے **۴۷** والذین اذا الخ یہ ساتویں صفت ہے۔ جب ان کے پاس اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو ان میں غور و فکر کرتے اور ان کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور بے سوچے سمجھے اندھا دھند نہیں گر پڑتے

موضح قرآن ف۱ بدل دیگا یعنی گناہوں کی جگہ نیکیوں کی توفیق دیگا اور کفر کے گناہ معاف کریگا۔ ف۲ پہلا ذکر تھا کفر کے گناہوں کا جو پیچھے ایمان لایا یہ ذکر ہے اسلام میں گناہ کرنے کا وہ بھی جب توبہ کرے یعنی پھرے اپنے کام سے تو اللہ کے ہاں جگہ پاوے ف۳ یعنی گناہ میں شامل نہیں اور کھیل کی باتوں کی طرف دھیان نہیں کرتے نہ ان میں شامل نہ ان سے لڑیں ف۴ آنکھ کی ٹھنڈک یہ کہ وہ اپنی راہ پر ہوں ہم پرہیزگاروں کے آگے ہوں وہ ہمارے پیچھے ف۵ یعنی فرشتے آگے آگے لے جاویں گے ف۶ یعنی اس جگہ تھوڑی دیر ٹھہرنا ملے تو بھی غنیمت ہے انکا تو وہی گھر ہے ف۷ یعنی بندہ مغرور نہ ہو خاوند کو اس کی کیا پروا مگر اسکی التجا پر رحم کرتا ہے اب ہوتا ہے بھینٹا یعنی لڑائی جہاد۔

یعنی اگر آیتیں سن کر شدتِ خوف یا فرطِ مسرت سے سجدے میں گر جاتے ہیں تو ان کے مفہوم و مطلب کو سمجھ کر ایسا کرتے ہیں۔ منافقوں کی طرح جھوٹے تاثر کو ظاہر کرنے کے لئے تکلف اور تصنع سے ایسا نہیں کرتے یعنی انھم اذا ذکروا بھا خروا سجدا وبکیا سامعین باذان واعیۃ مبصرین بعیون راعیۃ لما امروا بہ ونھوا عنہ لا کالمنافقین واشباھھم (مدارک ج ۳ صہ۱۳۵) ۴۸ والذین یقولون الخ یہ عباد الرحمٰن کی آٹھویں صفت ہے وہ اللہ تعالےٰ سے دعا مانگتے رہتے ہیں اے پروردگار عالم ہماری بیویوں کو اور ہماری اولاد کو ایسا نیک بنا کہ انھیں دیکھ کر ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور دلوں کو راحت پہنچے اور ہمیں ورع و تقویٰ کے اس مقام پر پہنچا دے کہ ہم پرہیزگاروں کے امام ہوں۔ اور علم و تقویٰ میں ہماری اقتداء کی جائے اور ہم سے دوسروں کو دینی نفع حاصل ہو۔ قال ابن عباس والحسن والسدی وقتادۃ والربیع بن انس ائمۃ یقتدی بنا فی الخیر (ابن کثیر ج ۳ صہ۳۳۳) ائمۃ یقتدی بنا فی الخیر ولنا نفع متعد الی غیرنا (جامع البیان) حضرت شیخ، قدس سرہٗ فرماتے ہیں للمتقین کا متعلق محذوف ہے یعنی تابعین جو اجعلنا کا مفعول ثانی ہے اور اماما۔ المتقین سے حال ہے ای حال کونھم ائمۃ ۴۹ ۵ اولئک یجزون الخ اولئک۔ عباد الرحمٰن کی خبر ہے یعنی مذکورہ بالا صفات سے متصف اللہ کے بندوں کو جنت میں بطور جزا بالاخانے دیئے جائیں گے انہوں نے اپنے کو اللہ کی اطاعت و بندگی پر قائم رکھا اور نفس کو خواہشات سے روکا۔ جنت میں فرشتے مبارکباد اور سلام کے ساتھ ان کا استقبال کرینگے خلدین فیھا وہ جنت کی نعیم و راحت میں ہمیشہ رہیں گے، نہ جنت فنا ہوگی، نہ ان کو موت آئیگی اور نہ انھیں جنت سے نکالا جائیگا۔ تو یہ کیا ہی اچھا مقام اور عمدہ ٹھکانا ہے ۵۰ قل مایعبؤا الخ یہ تخویف دنیوی ہے اور خطاب مشرکین مکہ سے ہے بکم میں باء تعدیہ کیلئے ہے ربی۔ یعبؤا کا فاعل ہے دعاءکم مصدر مفعول کی طرف مضاف ہے اور فاعل اللہ ہے اور لولا کا جواب محذوف ہے ای لعذبکم۔ اصل عبادت اس طرح ہوگی لولا دعاء اللہ ایاکم لعذبکم۔ یعنی میرے پیغمبر آپ فرمادیں میرے رب کو تمہاری پروا نہیں اگر تمہیں اللہ کی طرف سے توحید کی دعوت نہ ہوتی تو تمہیں عذاب سے جلد ہلاک کردیا جاتا لیکن اللہ کی سنت جاریہ یہ ہے کہ تبلیغ دعوت سے پہلے وہ کسی کو نہیں پکڑتا۔ جیسا کہ ارشاد ہے وماکنا معذبین حتی نبعث رسولا یا مایعبؤا بکم ربی۔ لولا کا جواب ہے جیسا کہ امام نسفی، ابوالسعود اور دیگر مفسرین کی تاویل سے مفہوم ہوتا ہے۔ مایصنع بکم ربی لولا دعاءہ ایاکم الی الاسلام (مدارک، ابوالسعود وغیرہما) فقد کذبتم الخ لیکن اب تمہیں دعوت توحید پہنچ چکی اور تم اسکی تکذیب بھی کر چکے لہذا اب عنقریب تم کو جزائے تکذیب لازم ہے۔ چنانچہ جنگ بدر میں ان کو تکذیب کی عبرتناک سزا دی گئی بعض کے نزدیک آخرت کا عذاب مراد ہے ثم قیل ھذا العذاب فی الاخرۃ وقیل کان یوم بدر وھو قول مجاھد (کبیر ج ۶ صہ۵۰۴) فسوف یکون الخ یکون کی ضمیر سے مراد جزائے تکذیب ہے۔

سورۂ فرقان میں آیاتِ توحید

اور اس کی خصوصیات

۱:۔ تبٰرک الذی نزل الفرقان ـــــ تا ـــــ وخلق کل شیء فقدرہ تقدیرا ۵ نفی شرک فی التصرف۔ ونفی برکات از غیر اللہ۔

۲:۔ لا یخلقون شیئا وھم یخلقون ـــــ تا ـــــ ولا یملکون موتا ولا حیوۃ ولا نشورا ۵ معبودان باطلہ نہ خالق ہیں نہ مالک و متصرف، نفع نقصان اور موت و حیات بھی ان کے اختیار میں نہیں لہذا وہ برکات دہندہ بھی نہیں ہیں

۳:۔ الذی یعلم السر ـــــ تا ـــــ انہ کان غفورا رحیما ۵ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے لہذا برکات دہندہ بھی وہی ہے۔

۴:۔ ویوم یحشرھم وما یعبدون ـــــ تا ـــــ فما تستطیعون صرفا ولا نصرا ۵ (ع ۲) یہ سورت کی خصوصیت ہے مشرکین دنیا میں جن بزرگوں کو برکات دہندہ سمجھتے اور حاجات میں پکارتے ہیں۔ قیامت کے دن وہ اپنے کارساز اور برکات دہندہ ہونیسے صاف انکار کریں گے۔

۵:۔ واذا راوک ان یتخذونک ـــــ تا ـــــ افانت تکون علیہ وکیلا ۵ (ع ۴) خصوصیت سورت۔ جس نے بھی مسئلہ توحید پیش کیا لوگوں نے اس سے استہزاء کیا۔ مشرکین اپنی خواہش نفس سے جس کو چاہتے ہیں برکات دہندہ سمجھ کر پکارنے لگتے ہیں۔

۶:۔ الم تر الی ربک کیف مد الظل ـــــ تا ـــــ خلقنا انعاما واناسی کثیرا ۵ (ع ۵) جب یہ تمام تصرفات اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں تو برکات دہندہ بھی وہی

۷:۔ ویعبدون من دون اللہ ـــــ تا ـــــ علی ربہ ظھیرا ۵ خصوصیت سورت۔ جو نفع نقصان کا اختیار نہیں رکھتے۔ مشرکین ان کو برکات دہندہ سمجھ کر پکارتے ہیں۔

(آج بتاریخ ۲ ذی الحجۃ ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۴ مارچ ۱۹۶۷ء بروز سہ شنبہ ۱/۲ ۲ بجے بعد نماز ظہر سورۃ الفرقان کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات وبرحمتہ تتنزل البرکات والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ سید الاولین والآخرین وعلیٰ آلہ وصحبہ وسائر عبادہ اجمعین۔ سجاد بخاری عفا اللہ عنہ)

سورۃ الشعراء

ربط نامی ربط۔ سورۃ الفرقان میں فرمایا تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ الخ اور سورۃ الشعراء میں ارشاد ہوا وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ۔ یعنی دعوی تبارک کی توضیح وتفسیر کے لئے اللہ نے فرقان نازل فرمایا ہے یہ کوئی شاعرانہ بات نہیں کیونکہ مشرک شعراء تو گمراہ ہوتے ہیں۔

معنوی ربط۔ سورۃ الفرقان میں یہ ثابت کیا گیا کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس کے سوا خیر و برکت کسی کے قبضہ و اختیار میں نہیں۔ اس دعوی پر زیرہ دلائل عقلیہ تفصیل کے ساتھ ذکر کئے گئے لیکن دلائل نقلیہ نہایت اجمال و اختصار کے ساتھ مذکور ہوئے۔ اب سورۃ الشعراء میں اسی دعوے پر دلائل نقلیہ کو تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے اور دلیل عقلی صرف ایک مذکور ہے۔ دوسرا ربط۔ سورۃ الفرقان کے آخر میں کہا گیا۔ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ یَكُوْنُ لِزَامًا۔ یعنی تم تکذیب کر چکے ہو اب عنقریب اس کی سزا پاؤ گے۔ پھر سورۃ الشعراء میں وقائع امم سابقہ بیان کرنے سے قبل ابتداء میں فرمایا فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَیَاْتِیْهِمْ الخ۔ یعنی یہ مشرکین مکہ دعوت توحید کو رد کر چکے ہیں اب عنقریب ان کا بھی وہی حشر ہونیوالا ہے جو امم گذشتہ کا ہوا جن کا ذکر اسی سورت میں آرہا ہے۔

مختصر خلاصہ

خلاصہ یہ سورت حسب ذیل مضامین پر مشتمل ہے۔ تمہید مع ترغیب، تسلی، زجر بر منکرین مع تخویف دنیوی، ایک دلیل عقلی، سات دلائل نقلیہ مفصلہ اور مشرکین کے دو شبہات کا جواب۔

تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ تمہید مع ترغیب۔ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ الخ تسلی برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وَمَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ الخ زجر منکرین۔ فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَیَاْتِیْهِمْ الخ تخویف دنیوی۔ اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ الخ دلیل نقلی و تخویف دنیوی۔ وَاِذْ نَادٰی رَبُّكَ مُوْسٰٓی پہلی نقلی دلیل۔ وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِیْمَ (ع ۵) دوسری نقلی دلیل۔ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ِۨالْمُرْسَلِیْنَ (ع ۶) تیسری نقلی دلیل۔ كَذَّبَتْ عَادُ ِۨالْمُرْسَلِیْنَ الخ (ع ۷) چوتھی نقلی دلیل۔ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِیْنَ الخ (ع ۸) پانچویں نقلی دلیل۔ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ ِۨالْمُرْسَلِیْنَ الخ (ع ۹) چھٹی نقلی دلیل۔ كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْئَیْكَةِ الْمُرْسَلِیْنَ الخ (ع ۱۰) ساتویں نقلی دلیل۔ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (ع ۱۱) ابتداء سورت وَمَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ الخ سے متعلق اور دلیل وحی ہے وَاِنَّهٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ دلیل نقلی۔ اَوَلَمْ یَكُنْ لَّهُمْ اٰیَةً الخ دلیل نقلی۔ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّیٰطِیْنُ مشرکین کے پہلے شبہہ کا جواب ہے اسکے بعد بیان سابق کا ثمرہ ہے جس میں چار امور مذکور ہیں اول لَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ دوم وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ سوم وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ الخ چہارم وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ۔۔۔ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰی مَنْ تَنَزَّلُ الشَّیٰطِیْنُ یہ شبہہ اولی کے جواب کا تتمہ ہے۔ وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ الخ مشرکین کے دوسرے شبہہ کا جواب۔

حاصل۔ یہ توحید کے نہایت واضح دلائل ہیں۔ اسکے باوجود اگر مشرکین نہیں مانتے تو غم سے آپ اپنی جان کو ہلاکت میں نہ ڈالیں۔ اگر ہم چاہتے تو کوئی نشان ظاہر کر کے انکو ماننے پر مجبور کر دیتے لیکن جبری ایمان مطلوب نہیں۔ یہ مشرکین ہر نئی اور تازہ دلیل کا انکار کر رہے ہیں اسلئے انہیں اب اس انجام کیلئے تیار رہنا چاہئے جو پہلی جھٹلانے والی قوموں کا ہوا۔ کیا وہ اس بات میں بھی غور نہیں کرتے کہ ہم نے زمین میں گوناگوں فائدے کی چیزیں پیدا کی ہیں۔ دلائل تو اور بھی بہت ہیں لیکن سمجھنے کیلئے یہ ایک دلیل ہی کافی ہے اسی میں غور کریں تو سمجھ لیں کہ اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں انکو امم سابقہ مثلاً قوم فرعون، قوم نوح ، قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوط اور اصحاب الایکہ کے حالات سے عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ ان قوموں کو ہمارے پیغمبروں نے توحید کی دعوت دی اور انہیں بتایا کہ اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں جب ان قوموں نے نہ مانا تو انہیں ہلاک کر دیا گیا۔ ان دلائل نقلیہ سے ثابت ہوا کہ یہ دعوی تبارک اللہ کی طرف سے ہے۔ یہ نہ تو شیطانی وسوسہ ہے نہ شاعرانہ بات ہے۔

مفصل خلاصہ

یہ سورت حسب ذیل مضامین پر مشتمل ہے۔ ابتداء میں تسلی برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، زجر بر منکرین مع تخویف دنیوی، ایک دلیل عقلی، اور پھر سات دلائل نقلیہ مفصلہ اور آخر میں ایک دلیل وحی دو نقلی دلیلیں اور مشرکین کے دو شبہوں کا جواب۔

تفصیل

تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ ۝ تمہید مع الترغیب۔ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی۔ وَمَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ الخ زجر بر منکرین فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَیَاْتِیْهِمْ الخ تخویف دنیوی۔ وہ ہر بار دعوی توحید کو جھٹلاتے ہیں اس لئے اب امم ماضیہ کی طرح کیفر کردار کو پہنچیں گے۔

اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ الخ دعوی توحید پر عقلی دلیل اور تخویف دنیوی ہے۔ زمین کو نہیں دیکھتے ہم نے اس کو ہر قسم کی مفید پیداوار سے سرسبز و شاداب کر رکھا ہے۔ جب وہ اس کام پر قادر ہے تو برکات دہندہ بھی وہی ہے۔ اور وہ امم سابقہ کی طرح تمہیں ہلاک کرنے پر بھی قادر ہے۔ اس کے بعد سات دلائل نقلیہ تفصیل سے ذکر کئے گئے ہیں جو در اصل امم سابقہ کے وقائع ہیں اور ان کے بیان سے مشرکین کو متنبہ کرنا مقصود ہے اگر تم تکذیب دعوی سے باز نہ آئے تو تمہارا حال بھی یہی ہوگا۔

پہلی دلیل نقلی۔ وَاِذْ نَادٰی رَبُّكَ مُوْسٰٓی (ع ۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیغام توحید دے کر فرعون کے پاس بھیجا گیا انہوں نے پیغام توحید پیش کیا اور معجزات بھی دکھائے، لیکن فرعون اور اس کی قوم نشۂ حکومت میں مدہوش تھی انہوں نے ان کو جھٹلایا اور دعوت توحید کو رد کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرعون کو مع لاؤ لشکر غرقاب کر دیا۔ اے مشرکین مکہ! عبرت و نصیحت کے لئے تو یہ ایک واقعہ ہی کافی ہے، اسی سے عبرت پکڑو اور ضد و عناد سے باز آ کر دعوت حق کو

قبول کرلو۔

دوسری نقلی دلیل۔ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ الخ (ع۵) دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کس قدر واشگاف الفاظ میں اپنے باپ اور اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی اور صاف صاف کہہ دیا کہ نفع نقصان، بیماری اور تندرستی، موت اور زندگی سب کچھ اللہ کے اختیار میں ہے اور وہی برکات دہندہ ہے۔ سمجھنے کے لئے یہ بھی تنہا کافی دلیل ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام دنیا اور آخرت کی تمام بھلائیاں صرف اللہ سے مانگ رہے ہیں کیونکہ ہر خیر و برکت اسی کے قبضے میں ہے۔

تیسری نقلی دلیل۔ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ نِ الْمُرْسَلِيْنَ (ع۶) حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال اپنی قوم کو اللہ کی توحید کی دعوت دی کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز، حاجت روا اور برکات دہندہ نہیں۔ مگر قوم کے دنیادار طبقہ نے توحید کو نہ مانا اور ماننے والوں کو نہایت حقارت سے دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کا عذابِ طوفان سے بالکلیہ خاتمہ کر دیا۔ اگر ان معاندین کے دلوں میں خدا کا خوف ہو اور وہ راہِ انصاف پر چلیں تو عبرت کے لئے یہی ایک واقعہ کافی ہے۔

چوتھی نقلی دلیل۔ كَذَّبَتْ عَادُ نِ الْمُرْسَلِيْنَ الخ (ع۷) قوم عاد کے پاس حضرت ہود علیہ السلام کو دلائل و براہین دے کر بھیجا۔ ہود علیہ السلام نے ہر طرح سے قوم کو سمجھایا، اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں اور اس کے لاتعداد انعامات یاد دلا کر انہیں بتایا کہ جس ربِ جہاں نے تمہیں یہ سب کچھ عطا فرمایا ہے وہی کارساز اور مفیض برکات ہے۔ اس لئے صرف اسی کو پکارو۔ مگر قوم کی ضد اور ہٹ کا یہ حال تھا کہ انہوں نے صاف کہہ دیا اے ہود! تو ہمیں وعظ کر یا نہ کر ہم تیری بات ہرگز نہیں مانیں گے۔ آخر اللہ نے ان کو عبرتناک عذاب سے ہلاک کر دیا۔

پانچویں نقلی دلیل۔ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ الخ (ع۸) قوم ثمود نے بھی حضرت صالح علیہ السلام کی ناصحانہ تعلیم و تبلیغ اور مصلحانہ دعوت کا نہایت ہی معاندانہ جواب دیا۔ معجزۂ ناقہ دیکھ کر بھی متاثر نہ ہوئے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے ان کو انعاماتِ خداوندی یاد دلائے اور سمجھایا کہ اللہ ہی تم سب کا خالق و مالک اور کارساز ہے اور وہی برکات دہندہ ہے مگر قوم مسلسل تکذیب پر قائم رہی آخر اپنے گناہوں کی پاداش میں دردناک عذاب سے ہلاک ہوئی۔

چھٹی نقلی دلیل۔ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ نِ الْمُرْسَلِيْنَ الخ (ع۹) حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی بدکردار قوم کو بہتیرا سمجھایا، ہر ممکن طریق سے ان کی اصلاح کی کوشش کی مگر وہ بدبخت قوم اپنی بداعمالیوں اور سیاہ کرداریوں سے باز نہ آئی اور ہلاک کر دی گئی۔

ساتویں نقلی دلیل۔ كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ الخ (ع۱۰) قوم شعیب علیہ السلام کا حال بھی ایسا ہی ہے۔ قوم نے ان کی پند و نصیحت کو درخور اعتنا نہ سمجھا اور ان کو جھٹلایا آخر دنیا ہی میں شدید عذاب میں گرفتار ہو کر تباہ و برباد ہو گئے۔ مذکورہ بالا وقائع میں سے ایک ایک واقعہ اپنی جگہ عبرت و نصیحت کے لئے کافی ہے۔ لیکن ان تمام وقائع کو سن کر اور جان کر بھی اگر مشرکین مکہ دعوتِ توحید کی تکذیب کریں گے تو وہ پھر ایسے ہی انجام کے لئے تیار رہیں۔

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (ع۱۱) یہ ابتدائے سورت میں مذکور زجر سے متعلق ہے اور دعوی توحید پر دلیل وحی ہے۔ یہ ظالم اس دعوی توحید کی تکذیب کرتے ہیں حالانکہ یہ دعوی اللہ کی طرف سے جبریل امین علیہ السلام کی وساطت سے آپ پر نازل کیا گیا ہے وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ دلیل نقلی ہے۔ اور یہ دعوی کتب سابقہ میں بھی مذکور ہے اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً الخ یہ بھی دلیل نقلی ہے كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ الخ تخویف دنیوی ہے اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ الخ معاندین پر زجر ہے جو ماننے کے بجائے الٹا عذاب مانگتے ہیں۔ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ الخ یہ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الخ پر مشرکین کے دو شبہوں میں سے پہلے شبہہ کا جواب ہے۔ شبہہ یہ تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جن آتے ہیں جو اسے کچھ سکھا جاتے ہیں تو جواب میں فرمایا کہ قرآنی مضامین شیطانوں کی دسترس سے باہر ہیں کیونکہ ان کی ملاء اعلیٰ تک رسائی ناممکن ہے اس لئے قرآنی تعلیمات شیطانی وساوس کی آمیزش سے قطعاً پاک اور مبرا ہیں۔

فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ الخ یہ بیان سابق کا ثمرہ و نتیجہ ہے جس میں چار امور مذکور ہیں یہ امر اول ہے۔ یعنی جب یہ حقیقت دلائل عقلیہ و نقلیہ، دلیل وحی اور شبہات کے شافی جوابات سے ثابت اور روشن ہو گئی کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور برکات دہندہ نہیں تو اب طلب برکات اور سوال خیرات کے لئے اس کے سوا کسی اور کو مت پکارو۔ امر دوم وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الخ جب یہی بات حق ہے کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے تو اپنے قریبی رشتہ داروں کو خصوصیت سے تبلیغ کرو تاکہ وہ بھی اس حقیقت کو سمجھ لیں۔ امر سوم وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ الخ ایمان والوں کے ساتھ نرمی اور حسن خلق کا برتاؤ فرمائیں تاکہ ان کے دلوں میں آپ کی دعوت کی قدر و منزلت بڑھ جائے اور وہ اس پر دل و جان سے نچھاور ہو جائیں۔ امر چہارم وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ الخ آپ کا مسئلہ حق اور آپ کی دعوت سراپا خیر و برکت ہے اس لئے اس دعوت کی راہ میں جو تکلیفیں آئیں ان کو بخوشی برداشت کریں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں وہ آپ کا حامی و ناصر ہے۔ کیونکہ وہ آپ کے تمام احوال سے باخبر ہے۔

هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ الخ یہ شبہہ اولیٰ کے جواب کا تتمہ ہے۔ یعنی شیاطین تو جھوٹوں اور فریب کاروں کے پاس آتے ہیں اور لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے ان کو جھوٹی سچی باتیں خلط ملط کر کے بتاتے ہیں۔ اللہ کے سچے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ان خبیث روحوں کو کیا واسطہ ہو سکتا ہے۔

وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ الخ یہ دوسرے شبہہ کا جواب ہے شبہہ یہ تھا کہ یہ شاعر ہے۔ جواب میں فرمایا شاعر تو خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور ان کے متبعین بھی گمراہ ہوتے ہیں۔ لیکن ہمارا پیغمبر اور آپ کے پیرو تو صراطِ مستقیم اور راہِ ہدایت پر ہیں۔ البتہ جو شاعر مؤمن ہوں اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح فرمانبردار ہوں وہ بھی گمراہ نہیں ہیں۔

۲ہ یہ تمہید ہے اس میں قرآن پر عمل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ یہ اس قرآن کی آیتیں ہیں جس کے مضامین خوب واضح، جس کا اعجاز اور جس کا من عنداللہ ہونا اس قدر عیاں ہے کہ اس کے لئے کسی بیرونی دلیل کی ضرورت نہیں۔ اَلْكِتٰبُ کی صفت اَلْمُبِيْنُ لاکر اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اس سورت میں زیادہ تر دلائل نقلیہ بیان کئے گئے ہیں۔ ۳ہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ دعوی توحید پر کچھ دلائل سورۃ القرقان میں بیان ہو چکے ہیں اور کچھ اب سورۃ الشعراء میں بیان ہوں گے۔ ان دلائل کے باوجود بھی اگر مشرکین نہ مانیں تو آپ اپنی جان کو غم میں نہ ڈالیں۔ کیونکہ غرض تبلیغ تھی جو احسن طریق سے ہو چکی اور زبردستی منوانا مقصود نہیں۔ اِنْ نَّشَاْ

سُوْرَةُ الشُّعَرَآءِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَتَانِ وَسَبْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّاَحَدَ عَشَرَ رُكُوْعًا

سورۂ شعراء لہ مکی ہے اور اس میں دو سو ستائیس آیتیں ہیں اور گیارہ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

طٰسٓمّٓ ① تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ② لَعَلَّكَ

یہ آیتیں ہیں کھلی کتاب کی ۲ہ شاید تو ۳ہ

بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ③ اِنْ نَّشَاْ

گھونٹ مارے اپنی جان اس بات پر کہ وہ یقین نہیں کرتے اگر ہم چاہیں

نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ

اتاریں ان پر آسمان سے ایک نشانی پھر رہ جائیں ان کی گردنیں

لَهَا خٰضِعِيْنَ ④ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ

اس کے آگے نیچی اور نہیں پہنچتی ان کے پاس کوئی نصیحت ۴ہ

الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ ⑤

رحمٰن سے نئی جس سے منہ نہیں موڑتے

فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ

سو یہ تو جھٹلا چکے اب پہنچے گی ان پر حقیقت اس بات کی جس پر

يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑥ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا

ٹھٹھے کرتے تھے کیا نہیں دیکھتے وہ زمین کو ۵ہ کتنی اگائیں ہم نے

فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ⑦ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ

اس میں ہر ایک قسم کی خاصی چیزیں اس میں البتہ نشانی ہے

وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ⑧ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ

اور ان میں بہت لوگ نہیں ماننے والے اور تیرا رب ۶ہ وہی ہے

منزل ۵

المنزل الخامس ۵

۲ تمہید مع ترغیب ۳ تسلی برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

۴ زجر بر مشرکین

الربع

۴ تخویف ۱۲

۵ توحید پر عقلی دلیل ۳

نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ الخ اگر ہم چاہتے تو آسمان سے ایک ایسی نشانی نازل کر دیتے جس کے سامنے وہ عاجز ہو کر جھک جاتے اور مجبور ہو کر ایمان لے آتے مگر جبراً منوانا ہماری حکمت کے منافی ہے کیونکہ ہم امتحان لینا چاہتے ہیں کہ کون اپنے اختیار سے ایمان لاتا ہے اور کون انکار کرتا ہے۔ اَنْ لَّا يَكُوْنُوْا ای لئلا یکونوا (مدارک) اور لَهَا خٰضِعِيْنَ کے بعد وَلٰكِنْ لِّنَبْلُوَهُمْ مقدر ہے۔ ای لونشاء لانزلنا اٰیۃ تضطرھم الی الایمان قھراً ولکن لا نفعل ذلک لانا لا نرید من احد الا الایمان الاختیاری۔ (ابن کثیر ج ۳ ص ۳۳۱)

۴ہ یہ زجر ہے۔ یعنی یہ مشرکین مسلسل توحید کا انکار کر رہے ہیں؛ چنانچہ اللہ کی طرف سے جب بھی مضمون توحید اور دعوت تَبٰرَكَ پر مشتمل کوئی تازہ آیت نازل ہوتی ہے تو وہ اس سے اعراض اور اس کا انکار کرتے ہیں۔ فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ الخ یہ تخویف دنیوی ہے یا اخروی۔ ان معاندین پر ہماری حجت قائم ہو چکی اور مسئلہ توحید ہر پہلو سے ان پر دلائل کے ساتھ واضح کیا جا چکا ہے۔ مگر اس کے باوجود وہ انکار و اعراض کر رہے ہیں، اس لئے اب عنقریب ہی انہیں توحید سے اعراض و استہزاء کی سخت سزا دی جائے گی جس طرح اقوام سابقہ کو ان کے انکار و اعراض اور عناد و استہزاء کی سزا دی گئی تو اس وقت ان پر توحید کی حقانیت واضح ہو جائے گی جس کا زندگی بھر مذاق اڑاتے رہے۔ عذاب سے جنگِ بدر کے دن کا عذاب مراد ہے یا آخرت کا۔ وھٰذا وعید لھم وانذار بانھم سیعلمون اذا مسھم عذاب اللہ یوم بدر او یوم القیٰمۃ الخ (مدارک ج ۳ ص ۱۳۶)

۵ہ یہ توحید پر عقلی دلیل ہے۔ وہ زمین کو نہیں دیکھتے کہ ہم اس میں انواع و اقسام کی پیداوار اگاتے ہیں جس میں ان کے لئے گوناگوں فوائد ہیں۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً یہ اس بات کی واضح اور کافی دلیل ہے کہ سارے جہان کا کارساز اور برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ دلائل تو اور بھی بہت ہیں لیکن اگر وہ غور و تدبر سے کام لیں تو حق سمجھنے کے لئے یہی ایک دلیل ہی کافی ہے۔ لیکن ان کی اکثریت کے دلوں پر ضد و عناد کی وجہ سے مہر جباریت لگ چکی، اس لئے وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ آگے ہر نقلی دلیل کے بعد اس آیت کا اعادہ کیا گیا ہے جس سے یہ تنبیہ مقصود ہے کہ ان میں سے ہر دلیل فی نفسہ مستقل اور عبرت و نصیحت کے لئے کافی ہے مگر اس کے باوجود معاندین نہیں مانتے۔ ۶ہ تیرا پروردگار بڑا زبردست ہے وہ جب چاہے منکرین کو پکڑ لے، لیکن وہ رحیم و مہربان ہے اس لئے مجرموں کو مہلت دیتا ہے تاکہ انہیں سوچنے سمجھنے کا مزید موقع مل جائے اور وہ راہِ راست پر آجائیں۔ یا مطلب یہ ہے کہ وہ کافروں سے انتقام لینے میں زبردست اور توبہ کرنے والوں کے لئے مہربان ہے۔ (مظہری)

ک۷ یہ پہلی نقلی دلیل ہے جس سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں اول یہ کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ دوم یہ کہ نہ ماننے والوں کو دنیا ہی میں ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو نبوت سے سرفراز فرما کر حکم دیا کہ اس ظالم قوم یعنی قوم فرعون کے پاس جاؤ۔ اَلَا یَتَّقُوْنَ وہ بڑے ہی بیباک ہو چکے ہیں وہ خدا سے نہیں ڈرتے، شرک کرتے، غریبوں پر ظلم ڈھاتے اور تمرد و سرکشی میں بدمست ہیں۔ ک۸ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تبلیغ رسالت کے سلسلے میں جو مشکلات نظر آئیں اور فرعون سے جو انہیں خدشہ تھا اس کا ذکر کرکے اللہ تعالیٰ سے معاون حاصل کرنا اور فرعون کے شر سے تحفظ طلب کرنا مقصود تھا۔ امر الٰہی کے امتثال میں توقف مقصود نہیں تھا۔

ع ۱ ۵

الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ⑨ وَإِذْ نَادَىٰ رَبُّكَ مُوسَىٰ أَنِ
زبردست رحم والا ف۱ اور جب پکارا تیرے رب نے ک۷ موسیٰ کو کہ
ائْتِ الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ⑩ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ۚ أَلَا يَتَّقُونَ ⑪
جا اس قوم گنہگار کے پاس قوم فرعون کے پاس کیا وہ ڈرتے نہیں
قَالَ رَبِّ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُكَذِّبُونِ ⑫ وَيَضِيقُ
بولا اے رب ک۸ میں ڈرتا ہوں کہ مجھ کو جھٹلائیں اور رک جاتا ہے
صَدْرِي وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِي فَأَرْسِلْ إِلَىٰ هَارُونَ ⑬
میرا جی اور نہیں چلتی ہے میری زبان سو پیغام دے ہارون کو
وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْبٌ فَأَخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ ⑭ قَالَ
اور ان کو ہے مجھ پر ایک گناہ کا دعویٰ ک۹ سو ڈرتا ہوں کہ مجھ کو مار ڈالیں فرمایا
كَلَّا ۖ فَاذْهَبَا بِآيَاتِنَا ۖ إِنَّا مَعَكُمْ مُسْتَمِعُونَ ⑮
کبھی نہیں ک۱۰ تم دونوں جاؤ لے کر ہماری نشانیاں ہم ساتھ تمہارے سنتے ہیں
فَأْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُولَا إِنَّا رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ⑯
سو جاؤ فرعون کے پاس اور کہو ہم لے کر آئے ہیں پیغام پروردگار عالم کا ف۲
أَنْ أَرْسِلْ مَعَنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ ⑰ قَالَ أَلَمْ نُرَبِّكَ
یہ کہ بھیج دے ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو ف۲ بولا کیا نہیں پالا ہے ہم نے تجھ کو
فِينَا وَلِيدًا وَلَبِثْتَ فِينَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِينَ ⑱
اپنے اندر لڑکا سا اور رہا تو ہم میں اپنی عمر میں سے کئی برس ک۱۱
وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِي فَعَلْتَ وَأَنْتَ مِنَ
اور کر گیا تو اپنی وہ کرتوت جو کر گیا اور تو ہے
الْكَافِرِينَ ⑲ قَالَ فَعَلْتُهَا إِذًا وَأَنَا مِنَ
ناشکر ف۳ کہا کیا تو تھا میں نے وہ کام اور میں تھا

ک۷ پہلی نقلی دلیل ۱۲

ک۱۰ فرعون کا پہلا اعتراض ۱۲

ک۱۱ فرعون کا دوسرا اعتراض ۱۲

ک۱۲ دوسرے اعتراض کا جواب ۱۲

ولم یکن هذا الا التماس من موسیٰ علیه السلام توقفا فی الامتثال بل التماس عون فی تبلیغ الرسالة (مدارک ج ۳ ص ۱۳۱) موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا میرے پروردگار! مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے اور اس سے مجھے سخت ذہنی اذیت پہنچے گی طبیعت ملول و حزین ہو جائے گی اور دل میں انقباض پیدا ہوگا اور پھر میری تائید کرنے والا بھی کوئی نہ ہوگا اور میری زبان صاف نہ چل سکے گی اس لئے ہارون کے پاس پروانۂ نبوت بھیج کر اسے معاون بنا دے کیونکہ اس کی زبان بھی صاف ہے اور وہ میری تائید بھی کریگا۔ زبان نہ چل سکنے کی وجہ یہ تھی کہ بچپن ہی سے آپ کی زبان میں رکاوٹ سی تھی عام گفتگو میں اگرچہ اس کا کوئی اثر ظاہر نہ تھا لیکن انہیں اندیشہ تھا کہ جب قوم کی تکذیب کی وجہ سے ان کی طبیعت میں انقباض رونما ہو تو کہیں ان کی زبان اس معمولی لکنت کی وجہ سے لڑکھڑا نہ جائے۔ التکذیب سبب لضیق القلب ضیق القلب سبب لتعسر الکلام علی من یکون فی لسانه حبسة الخ (کبیر ج ۶ ص ۵۰۳) ک۹ اور ان کو مجھ پر ایک قبطی کے خون کا دعویٰ بھی ہے اس لئے مجھے اندیشہ ہے کہ فریضۂ تبلیغ ادا کرنے سے پہلے ہی مجھے قتل کر ڈالیں کہ یہ وہی شخص ہے جو ہمارا ایک آدمی قتل کرکے کہیں بھاگ گیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ظاہری اسباب کے تحت اللہ کے سوا کسی سے ڈرنا شرک نہیں۔ ک۱۰ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی دونوں دعائیں قبول فرمالیں! تائید کے لئے ہارون علیہ السلام کو بھی ساتھ کر دیا اور فرعون کے شر سے بھی محفوظ رکھنے کا وعدہ فرما دیا۔ کلا یعنی تم بے فکر رہو وہ ہرگز تمہیں قتل نہیں کر سکیں گے فاذھبا تم اور ہارون دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور اس سے کہہ دو کہ ہم اللہ کے رسول ہیں تم بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دو۔ اَنْ اَرْسِلْ میں ان مفسرہ ہے ناقبل کے لئے۔ ان ارسل بمعنی ای ارسل لتضمن الرسول معنی الارسال وفیه معنی القول (مدارک ج ۳ ص ۱۳۱) اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اس میں رسالت کا دعویٰ اور دعوتِ توحید مذکور ہے اور اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ میں قوم کی آزادی کا مطالبہ ہے۔ ک۱۱ ان کی دعوت کے جواب میں فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر دو اعتراض کئے یہ پہلا اعتراض ہے۔ فرعون نے کہا اے موسیٰ کیا حالتِ شیر خوارگی میں میں ہی نے تیری پرورش نہیں کی اور بچپن کا زمانہ تو نے میرے گھر ہی میں ناز و نعمت سے نہیں گذارا؟ تجھے تو میرے احسانات کا شکر ادا کرنا چاہیئے تھا لیکن تو بڑا احسان فراموش ثابت ہوا کہ میرے سوا کسی اور کو اپنا رب اور الٰہ مانتا ہے۔ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الخ

موضح قرآن ف۱ یعنی نہ ماننے پر جلد عذاب نہیں بھیجتا ف۲ بنی اسرائیل کا وطن تھا۔ ملک شام حضرت ابراہیمؑ کے وقت سے حضرت یوسف کے سبب مصر میں آرہے۔ کتنی مدت گذری۔ اب حق تعالیٰ نے ان کو ملک شام دینا چاہا فرعون انکو نہ چھوڑتا تھا کہ ان سے کام لیتا بیگار میں۔ ف۳ ایک قبطی کا خون ہوا تھا۔ اُن سے۔ سورۂ قصص میں آوے گا۔

الضَّآلِّیۡنَ ﴿۲۰﴾ فَفَرَرۡتُ مِنۡکُمۡ لَمَّا خِفۡتُکُمۡ فَوَهَبَ
بہکنے والا ۱۳ پھر بھاگا میں ۱۳ تم سے جب تمہارا ڈر دیکھا پھر بخشا
لِیۡ رَبِّیۡ حُکۡمًا وَّ جَعَلَنِیۡ مِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ﴿۲۱﴾ وَ
مجھ کو میرے رب نے حکم اور ٹھہرایا مجھ کو پہنچانے والا اور
تِلۡکَ نِعۡمَۃٌ تَمُنُّهَا عَلَیَّ اَنۡ عَبَّدۡتَّ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ ﴿۲۲﴾
کیا ۱۴ وہ احسان ہے جو تو مجھ پر رکھتا ہے کہ غلام بنایا تو نے بنی اسرائیل کو ۱۵
قَالَ فِرۡعَوۡنُ وَ مَا رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ رَبُّ
بولا فرعون ۱۵ کیا معنی پروردگار عالم کا کہا پروردگار
السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ مَا بَیۡنَهُمَا ؕ اِنۡ کُنۡتُمۡ
آسمان کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے اگر تم
مُّوۡقِنِیۡنَ ﴿۲۴﴾ قَالَ لِمَنۡ حَوۡلَهٗۤ اَلَا تَسۡتَمِعُوۡنَ ﴿۲۵﴾
یقین کرو بولا ۱۶ اپنے گرد والوں سے کیا تم نہیں سنتے ہو
قَالَ رَبُّکُمۡ وَ رَبُّ اٰبَآئِکُمُ الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنَّ
کہا پروردگار تمہارا اور پروردگار تمہارے اگلے باپ دادوں کا بولا تمہارا
رَسُوۡلَکُمُ الَّذِیۡۤ اُرۡسِلَ اِلَیۡکُمۡ لَمَجۡنُوۡنٌ ﴿۲۷﴾ قَالَ
پیغام لانے والا جو تمہاری طرف بھیجا گیا ضرور باؤلا ہے کہا
رَبُّ الۡمَشۡرِقِ وَ الۡمَغۡرِبِ وَ مَا بَیۡنَهُمَا ؕ اِنۡ کُنۡتُمۡ
پروردگار مشرق کا اور مغرب کا ۱۷ اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے اگر تم
تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۲۸﴾ قَالَ لَئِنِ اتَّخَذۡتَ اِلٰهًا غَیۡرِیۡ
بوجھ رکھتے ہو بولا اگر تو نے ٹھہرایا کوئی اور حاکم میرے سوا
لَاَجۡعَلَنَّکَ مِنَ الۡمَسۡجُوۡنِیۡنَ ﴿۲۹﴾ قَالَ اَوَ لَوۡ جِئۡتُکَ
تو مقرر ڈالوں گا تجھ کو قید میں کہا اور ۱۸ اگرچہ لے کر آیا ہوں تیرے پاس

یہ دوسرا اعتراض ہے اور پھر تو نے میرے احسانات کی ناشکری اور حق تربیت کو فراموش کرتے ہوئے ایک اور سنگین جرم کا ارتکاب کیا اور میری قوم کا ایک آدمی بلاوجہ قتل کر دیا۔ وَاَنۡتَ مِنَ الۡکٰفِرِیۡنَ یہ کفرانِ نعمت سے ہے قال اکثر المفسرین الجاحدین لنعمتی وحق تربیتی یقول ربیناک فینا فکافیتنا ان قتلت منا نفسًا وکفرت نعمتنا وھی روایۃ عن ابن عباس (خازن ومعالم ج ۵ ص ۹۹) **۱۳** یہ دوسرے اعتراض کا جواب ہے بطور لف ونشر غیر مرتب۔ دوسرا اعتراض چونکہ عصمت میں قادح تھا اس لئے اس کا جواب مقدم کیا۔ یعنی قتل کا فعل مجھ سے بلاقصد وارادہ سرزد ہوا تھا کیونکہ میں نے قبطی کو بطور تادیب مارا لیکن وہ ضرب اس کے لئے جان لیوا ثابت ہوئی۔ وَاَنَا مِنَ الضَّآلِّیۡنَ ای من الجاھلین ...... واراد علیہ السلام بذلک علی ماروی عن قتادۃ انہ فعل ذلک جاھلا بہ غیر متعمد ایاہ فانہ علیہ السلام انما تعمد الوکز للتادیب فادی الی ما ادی (روح ج ۱۹ ص ۶۹) **۱۳** اس غیر ارادی قتل کی وجہ سے مجھے تم سے خطرہ لاحق ہوا تو میں یہاں سے بھاگ نکلا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت عطا فرمائی اور مجھے زمرۂ مرسلین میں داخل فرما دیا۔ اس لئے نبوت سے پہلے اگر غیر ارادی طور پر مجھ سے قتل سرزد ہو گیا تو اس کی وجہ سے اب میری نبوت پر اعتراض نہیں ہو سکتا۔ حُکۡمًا سے نبوت یا عقل وحکمت مراد ہے حکمًا ای حکمۃ اونبوۃ (ابوالسعود ج ۶ ص ۵۲) اور یہ دلائل عقلیہ کی طرف اشارہ ہے اور وَجَعَلَنِیۡ مِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ یہ دلائل نقلیہ اور دلائل وحی کی طرف اشارہ ہے یعنی میں اللہ کی طرف سے جو پیغام اور دعوی لے کر آیا ہوں اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مجھے تینوں قسم کے دلائل بھی عطا فرمائے ہیں **۱۴** یہ پہلے اعتراض کا جواب ہے۔ ای عبدت ای بان عبدت یہ ماقبل کا سبب ہے یعنی یہ تیرا کوئی احسان نہیں، اس لئے کہ تو نے میری قوم کو ذلیل ورسوا کر رکھا تھا، تو ان پر ظلم وستم کرتا تھا۔ تو میری قوم کے نوزائیدہ بچوں کو قتل کر دیتا تھا اس لئے تو نے ظلم وعدوان سے ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ میرے والدین میری تربیت نہ کر سکے اگر تیرا یہ ظلم وجور نہ ہوتا تو میری پرورش میرے ماں باپ ہی کرتے۔ بین ان حقیقۃ انعامہ علیہ تعبید بنی اسرائیل لان تعبیدھم وقصدھم بذبح ابناءھم ھو السبب فی حصولہ عندہ وتربیتہ ولو ترکھم لربّاہ ابواہ (مدارک ج ۳ ص ۱۳۵) **۱۵** حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دعوے میں کہا تھا اَنَا رَسُوۡلُ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ اب فرعون نے ان سے سوال کیا وہ رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ کون ہے اور اس کی صفات کیا ہیں؟ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ الخ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان میں ہے ساری کائنات کا مالک ہے۔ اگر تم ماننا چاہو تو یہی کافی ہے کیونکہ جو ساری کائنات کا مالک ہو وہی کارساز، برکات دہندہ اور ہر قسم کی عبادت کا مستحق ہو سکتا ہے۔ **۱۶** موسیٰ علیہ السلام کی بات کو بے اثر کرنے کے لئے فرعون نے اپنے درباریوں سے کہا کیا سنتے نہیں ہو موسیٰ کیا کہہ رہا ہے بھلا میرے سوا بھی کوئی رب ہے۔ الا تصغون الی ھذہ المقالۃ اغراء بہ وتعجبًا اذ کانت عقیدتھم ان فرعون ربھم ومعبودھم (بحر ج ۷ ص ۱۳) قَالَ رَبُّکُمۡ وَرَبُّ اٰبَآئِکُمُ الۡاَوَّلِیۡنَ

یہ پہلے اعتراض کا جواب ۱۴

موضح قرآن **ف ۱** حضرت موسیٰ ایک بات کہے جاتے تھے اللہ کی قدرت میں پتے بتلانے کو اور فرعون بیچ میں اپنے سرداروں کو ابھارتا تھا کہ اُن کو یقین نہ آجائے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فتح الرحمٰن **ف ۱** یعنی بندہ گرفتن بنی اسرائیل نعمت نبود ہمچنین پرورش کردن کہ آن ضرورت بود نعمت نباشد ۱۲۔

بِشَیۡءٍ مُّبِیۡنٍ ﴿٣٠﴾ قَالَ فَاۡتِ بِهٖۤ اِنۡ كُنۡتَ مِنَ

ایک چیز کھول دینے والی بولا تو وہ چیز لا اگر تو

الصّٰدِقِیۡنَ ﴿٣١﴾ فَاَلۡقٰی عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعۡبَانٌ

سچ کہتا ہے ١٦ پھر ڈال دیا اپنا عصا سو اسی وقت وہ اژدہا ہوگیا

مُّبِیۡنٌ ﴿٣٢﴾ وَّنَزَعَ یَدَهٗ فَاِذَا هِیَ بَیۡضَآءُ لِلنّٰظِرِیۡنَ ﴿٣٣﴾

صریح اور اندر سے نکالا اپنا ہاتھ سو اسی وقت وہ سفید تھا دیکھنے والوں کے سامنے

قَالَ لِلۡمَلَاِ حَوۡلَهٗۤ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِیۡمٌ ﴿٣٤﴾ یُّرِیۡدُ

بولا اپنے گرد کے سرداروں سے ٢٠ یہ تو کوئی جادوگر ہے پڑھا ہوا چاہتا ہے

اَنۡ یُّخۡرِجَكُمۡ مِّنۡ اَرۡضِكُمۡ بِسِحۡرِهٖ ۖ فَمَاذَا

کہ نکال دے تم کو تمہارے دیس سے اپنے جادو کے زور سے سو اب کیا

تَاۡمُرُوۡنَ ﴿٣٥﴾ قَالُوۡۤا اَرۡجِهۡ وَاَخَاهُ وَابۡعَثۡ فِی

حکم دیتے ہو بولے ڈھیل دے ٢١ اس کو اور اس کے بھائی کو اور بھیج دے

الۡمَدَآئِنِ حٰشِرِیۡنَ ﴿٣٦﴾ یَاۡتُوۡكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِیۡمٍ ﴿٣٧﴾

شہروں میں نقیب لے آئیں تیرے پاس جو ہو جادوگر ہے پڑھا ہوا

فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِیۡقَاتِ یَوۡمٍ مَّعۡلُوۡمٍ ﴿٣٨﴾ وَّقِیۡلَ

پھر اکٹھے کئے جادوگر وعدہ پر ایک مقرر دن کے اور کہہ دیا

لِلنَّاسِ هَلۡ اَنۡتُمۡ مُّجۡتَمِعُوۡنَ ﴿٣٩﴾ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ

لوگوں کو کہ کیا تم بھی اکٹھے ہوگے شاید ہم راہ قبول کریں

السَّحَرَةَ اِنۡ كَانُوۡا هُمُ الۡغٰلِبِیۡنَ ﴿٤٠﴾ فَلَمَّا جَآءَ

جادوگروں کی اگر ہو ان کو غلبہ پھر جب آئے ٢٢

السَّحَرَةُ قَالُوۡا لِفِرۡعَوۡنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجۡرًا اِنۡ

جادوگر کہنے لگے فرعون سے بھلا کچھ ہمارا حق بھی ہے اگر

ع ٢

منزل ۵

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نہایت سنجیدگی اور متانت سے پھر فرمایا۔ ہاں ہاں دور کیوں جاتے ہو جس نے تمہیں اور تمہارے باپ دادا کو پیدا فرمایا اور جو سب کی پرورش کرتا ہے وہی سارے جہان کا رب اور کارساز ہے۔ قَالَ اِنَّ رَسُوۡلَكُمُ الخ حضرت موسیٰ علیہ السلام جس قدر سنجیدہ ہو رہے تھے فرعون اسی قدر غیر سنجیدہ ہو رہا تھا۔ وہ خائف تھا کہ کہیں ان کی معقول باتوں سے اس کے درباری متاثر نہ ہو جائیں۔ اب کی بار تو وہ اوچھا پن پر اتر آیا اور درباریوں سے بطور استہزاء کہنے لگا یہ تمہارا رسول تو (عیاذاً باللہ) دیوانہ ہے بھلا بتاؤ میرے سوا بھی کوئی رب اور معبود ہے۔ لمجنون حیث یزعم ان فی الوجود الٰهًا غیری وکان فرعون ینکر الٰهیة غیرہ (مدارک ج ٣ ص ١٣٩) ١٧ اب بھی موسیٰ علیہ السلام برہم نہیں ہوئے بلکہ پوری سنجیدگی سے روزمرہ کے مشاہدات سے استدلال پیش کر دیا مشرق سے طلوع شمس اور مغرب سے غروب شمس مراد ہے۔ اراد بالمشرق طلوع الشمس ظهور النهار واراد بالمغرب غروب الشمس زوال النهار (کبیر ج ٦ ص ٥١٣) فرمایا تم روزانہ مشاہدہ کرتے ہو کہ سورج اپنے وقت پر نکلتا اور اپنے وقت پر ڈوبتا ہے۔ اس نظم عجیب اور نسق غریب کے ساتھ سورج کا طلوع و غروب جس کے قبضۂ قدرت میں ہے وہی رب العالمین ہے۔ اگر تم عقل و خرد سے کام لو تو یہ بات کس قدر واضح اور معقول ہے۔ اس پر فرعون کا مزاج شاہانہ برہم ہوگیا اور اب موسیٰ علیہ السلام کو قید کی دھمکی دیدی قَالَ لَئِنِ اتَّخَذۡتَ اِلٰهًا غَیۡرِیۡ الخ یعنی تم ان باغیانہ باتوں سے باز آجاؤ اور میری حکومت کو تسلیم کر لو اگر تم نے میری حکومت کو تسلیم نہ کیا تو تمہیں قید کر دوں گا۔ اِلٰهًا سے مراد حاکم ہے خدا مراد نہیں کیونکہ فرعون دہریہ تھا اور خدا کا قائل ہی نہ تھا۔ ١٨ حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ ناصحِ مشفق تھے اور چاہتے تھے کہ فرعون ایمان لے آئے اس لئے اس کی ہر اوچھی، غیر معقول اور متکبرانہ بات کا معقول اور حکیمانہ جواب دیا اور کسی موقع پر بھی متانت کا دامن نہ چھوڑا۔ فرعون کی دھمکی کے جواب میں کس قدر محکم بات ارشاد فرمائی۔ کیا اگر میرے پاس اپنے دعوے پر واضح دلائل موجود ہوں تب بھی تم مجھے قید کر ڈالو گے اور ان دلائل میں غور و فکر کر کے میری صداقت کو جانچنے کی کوشش نہیں کرو گے۔ والمعنی اتفعل ذلك ولو جئتك بحجة بينة وانما قال ذلك موسٰی لان من اخلاق الناس السکون الی الانصاف والاجابة الی الحق بالبیان (معالم و خازن ج ٥ ص ٩٦) ١٩ فرعون نے کہا ہاں لاؤ وہ کونسی دلیل ہے۔ اگر تم اپنے اس قول میں سچے ہو تو وہ دلیل پیش کرو۔ فرعون کا مقصد یہ تھا کہ شاید اس کی پیش کردہ دلیل میں بھی کچھ اعتراض اور رد و قدح کی گنجائش مل جائے۔ فَاَلۡقٰی عَصَاهُ الخ موسیٰ علیہ السلام نے فوراً اپنی لاٹھی زمین پر ڈال دی جو زمین پر گرتے ہی ایک ہیبتناک اژدہا بن گئی جو ہر ایک کو صاف نظر آ رہا تھا۔ وَنَزَعَ یَدَهٗ الخ اس کے بعد اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر جو باہر نکالا تو وہ چمکدار تھا جسے تمام حاضرین نے صاف صاف دیکھا۔ ٢٠ اب فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیش کردہ عقلی دلائل اور معجزوں کے سامنے بالکل بے بس اور لاجواب ہو چکا تھا اور اس نے خطرہ محسوس کیا کہ کہیں اہل دربار موسیٰ علیہ السلام کی طرف مائل نہ ہو جائیں اس لئے اس نے فوراً اپنے درباریوں اور مقربوں سے کہا اب حقیقت واضح ہو گئی کہ موسیٰ پیغمبر نہیں ہے وہ ایک ماہر جادوگر ہے جو جادو کے زور سے تمہارے ملک پر اور تخت و تاج پر قبضہ کرنا چاہتا ہے اب تم مشورہ دو کہ اب اس سے نجات پانے کے لئے کیا کرنا چاہئے۔ قَالَ هٰذَا القول علی سبیل التنفیر لئلا یقبلوا قول موسٰی (خازن) ٢١ مقربینِ دربار نے مشورہ دیا کہ موسیٰ و ہارون

علیہما السلام) کو قتل کرنے میں جلدی نہ کرو کیونکہ اس سے فتنے کا اندیشہ ہے۔ بلکہ فی الحال ان کو مہلت دو اور ان کے مقابلے کے لئے ملک کے کونے کونے سے ماہر جادوگروں اور
اُن کے اُستادوں کو جمع کرو جن کے مقابلے میں یہ مات کھا کر خود بخود رسوا ہو جائیں گے اور اپنی نبوت و رسالت کا نام بھی نہ لیں گے۔ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ الخ چنانچہ مقابلے کے لئے ایک
دن مقرر کر دیا گیا اور ملک بھر سے جادوگروں کو اکٹھا کر لیا گیا اور لوگوں کو بھی ترغیب دی گئی کہ وہ بھی مقررہ وقت پر جائے معہود میں پہنچ جائیں تاکہ وہ بھی یہ دلچسپ مقابلہ
دیکھ سکیں۔ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ الاستفهام مجاز عن الحث والاستعجال (روح ج ۱۹ ص۸۷) لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ الخ یہ مقابلہ نہایت اہم ہوگا کیونکہ ہم اپنے دین پر

كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۱﴾ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا
ہو ہم کو غلبہ بولا البتہ اور تم اس وقت
لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ
مقربوں میں ہو گے ف۱ کہا ان کو ۲۳ موسیٰ نے ڈالو جو
اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ
تم ڈالتے ہو پھر ڈالیں انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں
وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾
اور بولے فرعون کے اقبال سے ہماری ہی فتح ہے
فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِىَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿۴۵﴾
پھر ڈالا موسیٰ نے اپنا عصا پھر تبھی وہ نگلنے لگا جو سانگ انہوں نے بنایا تھا
فَاُلْقِىَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ
پھر اوندھے گرے جادوگر سجدہ میں ۲۴ بولے ہم نے مان لیا جہان کے
الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۴۸﴾ قَالَ
رب کو جو رب ہے موسیٰ اور ہارون کا بولا ۲۵
اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ
تم نے اس کو مان لیا ابھی میں نے حکم نہیں دیا تم کو مقرر وہ تمہارا بڑا ہے
الَّذِىْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۬ۗ
جس نے تم کو سکھلایا ہے جادو سو اب معلوم کر لو گے
لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ
البتہ کاٹوں گا تمہارے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں
وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۹﴾ قَالُوْا لَا ضَيْرَ ؗ
اور سولی پر چڑھاؤں گا تم سب کو ۲۶ بولے کچھ ڈر نہیں

اطمینان قلب کے ساتھ صرف اسی صورت میں قائم رہ سکیں گے جب کہ ہمارے جادوگر غالب آجائیں۔ اس لئے سب لوگوں کو وہاں پہنچ کر جادوگروں کی ہمت افزائی کرنی چاہئے۔ ۲۲ جادوگروں نے فرعون کے پاس پہنچ کر سب سے پہلے یہ سوال کیا حضور! اگر ہم مقابلے میں غالب آگئے اور موسیٰ و ہارون کو ہم نے ہرا دیا تو کیا ہمیں اس پر کچھ انعام بھی ملے گا؟ قَالَ نَعَمْ الخ فرعون نے کہا ضرور۔ انعام بھی ملے گا اور سب سے بڑھ یہ کہ تمہیں مقربین دربار میں شامل کر لیا جائے گا۔ ظالم و جابر حکمران ہمیشہ اہل حق کے مقابلے کے لئے اس قسم کے کرایہ کے علماء کو اپنے گرد جمع رکھا کرتے ہیں۔ ۲۳ مقابلے کے لئے جب موسیٰ علیہ السلام اور جادوگر آمنے سامنے ہوئے تو موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں سے فرمایا جو کچھ لائے ہو میدان میں ڈال دو فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ الخ چنانچہ انہوں نے اپنی لاٹھیاں اور رسیاں میدان میں ڈال دیں تو وہ سانپوں کی طرح حرکت کرنے لگیں۔ دیکھنے والوں کو ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ سارا میدان سانپوں سے بھر گیا ہے جادوگروں نے اپنی لاٹھیاں اور رسیاں پھینکتے وقت فرعون کی عزت اور اس کے غلبہ و سلطان کی قسم کھائی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں اپنی مہارت فن پر اس قدر اعتماد تھا کہ وہ اپنی کامیابی یقینی سمجھتے تھے۔ فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ اب موسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنی لاٹھی ڈال دی جو زمین پر گرتے ہی ایک بہت بڑے اژدہا کی صورت میں منقلب ہوگئی جس نے جادوگروں کے تمام سنپولوں کو ہڑپ کر لیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے لاٹھی پھینکی تھی جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے فَاَوْحَيْنَا اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۔۔۔۔ ۲۴ جب انہوں نے اس معجزے کا مشاہدہ کیا تو فوراً سمجھ گئے یہ جادو نہیں بلکہ یہ امر الٰہی ہے اس لئے بلا توقف اور بلا تأمل اس طرح سجدے میں گر پڑے گویا کسی
نے ان کو پکڑ کر گرا دیا ہو۔ اور زبان سے اعلان کر دیا کہ ہم رب العالمین پر ایمان لے آئے جو موسیٰ و ہارون علیہما السلام کا رب ہے۔ ای خروا ساجدین اثر ما شاهدوا ذلك
من غير تلعثم وتردد لعلمهم بان مثل ذلك خارج عن حدود السحر وانه امر الٰهی قد ظهر علی يده عليه السلام لتصديقه (روح ج ۱۹ ص۸۷)
۲۵ فرعون جادوگروں کی ناکامی پر سخت پریشان اور پھر ان کے ایمان لانے پر بہت برہم ہوا اور اپنی خفت مٹانے اور رعیت پر اپنی خدائی کا رعب جمانے اور لوگوں کے
دلوں سے اس ناکامی کا اثر زائل کرنے اور جادوگروں کو خوف زدہ کرنے کے لئے اس نے کہا تم میری اجازت کے بغیر ہی موسیٰ پر ایمان لے آئے ہو معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ تم سب
کا اس فن میں استاد ہے اور تم سب نے مل کر ایک منصوبہ بنا رکھا ہے اور تم جادو کے زور سے میری سلطنت پر قبضہ کرنا چاہتے ہو۔ اچھا دیکھو ابھی میں تمہارا کیا حشر کرتا ہوں

موضح قرآن ف۱ یعنی میرے مصاحب رہو گے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ تمہارا بڑا کہا رب کو یعنی موسیٰ اور تم ایک استاد کے شاگرد ہو ۱۲ منہ رح۔

اور بس تمہیں چھوڑوں گا نہیں۔ اب تمہارے اُلٹے ہاتھ پاؤں (یعنی دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں) کٹوا کر تمہیں سولی پر لٹکا دوں گا۔ اس سے اس کا مقصد یہ تھا کہ شاید جادوگر اس سزا کے ڈر سے ایمان لانے سے باز آجائیں نیز رعیت کو باور کرانا مقصود تھا کہ ناکامی اس لئے ہوئی ہے کہ جادوگر اندر سے موسیٰ کے ساتھ ملے ہوئے تھے اس لئے انہوں نے اپنے فن کا پورا مظاہرہ کیا ہی نہیں۔ ۲۶ جادوگروں نے فرعون کی دھمکی کے جواب میں کہا ہمیں سولی پر چڑھائے جانے کی پرواہ نہیں کیونکہ آخر ایک دن مرنا تو ہے ہی اگر ہم اس طرح اللہ کی راہ میں شہید کر دئیے جائیں تو ہمیں اور کیا چاہئے۔ اِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا مُنۡقَلِبُوۡنَ ماقبل کے لئے تعلیل ہے۔ تعلیل لنفی الضیر ای لا ضیر فی ذلک بل لنا فیه نفع عظیم لما یحصل لنا من الصبر علیه لوجه الله تعالٰی من الثواب العظیم (روح ج ۱۹ ص ۸۵)

اِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا مُنۡقَلِبُوۡنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّا نَطۡمَعُ اَنۡ یَّغۡفِرَ لَنَا
ہم کو اپنے رب کی طرف پھر جانا ہے ہم غرض رکھتے ہیں ۲۷ کہ بخش دے ہم کو
رَبُّنَا خَطٰیٰنَاۤ اَنۡ کُنَّاۤ اَوَّلَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۵۱﴾ وَ
رب ہمارا تقصیریں ہماری اس واسطے کہ ہم ہوئے پہلے قبول کرنے والے اور
اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰی مُوۡسٰۤی اَنۡ اَسۡرِ بِعِبَادِیۡۤ اِنَّکُمۡ
حکم بھیجا ہم نے موسیٰ کو ۲۸ کہ رات کو لے نکل میرے بندوں کو البتہ تمہارا
مُّتَّبَعُوۡنَ ﴿۵۲﴾ فَاَرۡسَلَ فِرۡعَوۡنُ فِی الۡمَدَآئِنِ
پیچھا کریں گے پھر بھیجے فرعون نے شہروں میں
حٰشِرِیۡنَ ﴿۵۳﴾ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ لَشِرۡذِمَةٌ قَلِیۡلُوۡنَ ﴿۵۴﴾
نقیب یہ لوگ جو ہیں سو ایک جماعت ہے تھوڑی سی
وَ اِنَّهُمۡ لَنَا لَغَآئِظُوۡنَ ﴿۵۵﴾ وَ اِنَّا لَجَمِیۡعٌ حٰذِرُوۡنَ ﴿۵۶﴾
اور وہ مقرر ہم سے دل جلے ہوئے ہیں اور ہم سارے ان سے خطرہ رکھتے ہیں
فَاَخۡرَجۡنٰهُمۡ مِّنۡ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوۡنٍ ﴿۵۷﴾ وَّ کُنُوۡزٍ وَّ
پھر نکال باہر کیا ہم نے ان کو باغوں اور چشموں سے ۲۹ اور خزانوں اور
مَقَامٍ کَرِیۡمٍ ﴿۵۸﴾ کَذٰلِكَ ؕ وَ اَوۡرَثۡنٰهَا بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ ﴿۵۹﴾
عمدہ مکانوں سے اسی طرح اور ہاتھ لگا دیں ہم نے یہ چیزیں بنی اسرائیل کے
فَاَتۡبَعُوۡهُمۡ مُّشۡرِقِیۡنَ ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا تَرَآءَ الۡجَمۡعٰنِ
پھر پیچھے پڑے ان کے سورج نکلنے کے وقت ۳۰ ف۱ پھر جب مقابل ہوئیں دونوں فوجیں
قَالَ اَصۡحٰبُ مُوۡسٰۤی اِنَّا لَمُدۡرَکُوۡنَ ﴿۶۱﴾ قَالَ کَلَّا ۚ
کہنے لگے موسیٰ کے لوگ ہم تو پکڑے گئے کہا ہرگز نہیں
اِنَّ مَعِیَ رَبِّیۡ سَیَهۡدِیۡنِ ﴿۶۲﴾ فَاَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰی مُوۡسٰۤی
میرے ساتھ ہے میرا رب وہ مجھ کو راہ بتلائے گا پھر حکم بھیجا ہم نے موسیٰ کو ۳۱

ع ۳ ۱۸ ۷

۲۷ یہ لَا ضَیۡرَ کی دوسری تعلیل ہے۔ اَنۡ کُنَّاۤ ای لان کنا اور ہمیں اس لئے بھی پرواہ نہیں کیونکہ ہمیں اس بات کی آرزو ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہ معاف فرمادے کیونکہ ہم سب سے پہلے ایمان لا رہے ہیں۔ ۲۸ جب قوم فرعون پر حجت خداوندی تام ہو گئی اور قوم فرعون کی ہلاکت اور بنی اسرائیل کی نجات و آزادی کا وقت آگیا تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ تم راتوں رات بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر شام کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ فرعون لاؤ لشکر کے ساتھ تمہارا تعاقب کرے گا۔ فَاَرۡسَلَ فِرۡعَوۡنُ جب فرعون کو معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل کو موسیٰ لے بھاگا ہے تو ان کا تعاقب کرنے کے لئے ملک کے تمام بڑے شہروں سے آدمی اکٹھے کئے۔ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ الخ یہ ہیں کیا چیز تھوڑے سے تو ہیں لیکن ہمارے غلام اور ماتحت ہو کر ہماری اجازت کے بغیر ہی نکل کھڑے ہوئے ہیں جس سے ہمارا غضب جوش میں آگیا ہے۔ وَ اِنَّا لَجَمِیۡعٌ حٰذِرُوۡنَ اور اب ہم حزم و احتیاط کے طور پر ان کا تعاقب کر رہے ہیں کہ ان کو پکڑ کر سخت سزا دیں۔ ۲۹ فا فصیحہ ہے۔ فرعون مع لاؤ لشکر بنی اسرائیل کے تعاقب میں چل نکلا، اس طرح ہم نے ان کو باغوں اور ٹھنڈے چشموں سے، دولت سے لبریز خزانوں اور شاندار محلات سے نکال باہر کیا اور باقیماندہ بنی اسرائیل کو ان کی تمام املاک کا مالک بنا دیا۔ کَذٰلِكَ کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ یعنی قوم فرعون کو سلطنت اور تمام املاک سے محروم کرنا اور بنی اسرائیل کو ان کا وارث بنا دینا ہمارا ہی کام تھا۔ ۳۰ جب سورج طلوع ہو رہا تھا اس وقت فرعون مع قوم ان کے تعاقب میں روانہ ہو گیا۔ بنی اسرائیل بحیرۂ قلزم کے کنارے پہنچے تو پیچھے سے فرعونیوں نے ان کو آلیا۔ فَلَمَّا تَرَآءَ الۡجَمۡعٰنِ جب دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کو دیکھ لیا تو بنی اسرائیل نے کہا ہم تو پکڑے گئے۔ قَالَ کَلَّا الخ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہرگز نہیں۔ میرا رب حافظ و ناصر ہے وہ دریا کو عبور کرنے کی مجھے کوئی تدبیر بتائے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ تو یقین تھا کہ فرعون انہیں پکڑ نہیں سکے گا اور وہ دریا کو صحیح سلامت عبور کر جائیں گے لیکن ابھی تک انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ اس کی صورت کیا ہو گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام غیب دان نہ تھے۔ ۳۱ اب ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اپنی لاٹھی سمندر پر ماریں فَانۡفَلَقَ الخ چنانچہ انہوں نے لاٹھی ماری تو پانی کے درمیان سمندر کی تہ تک بارہ راستے بن گئے

موضح قرآن ف۱ ایک رات اللہ کے حکم سے شہر مصر میں وبا پڑی ہر گھر میں بڑا بیٹا مر گیا اور بنی اسرائیل کو آگے سے حکم تھا کہ تیار رہیں اسی رات نکل کھڑے ہوئے پھر کئی دن لگے ان کو ماتم میں آخر فرعون کی تاکید سے سب نکل کر پیچھے لگے دریائے قلزم پر جا ملے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

اور پانی کا ہر ٹکڑا پہاڑ کی مانند اونچا نظر آنے لگا. اس سے معلوم ہوا کہ سمندر میں راستوں کا بنانا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قبضہ و اختیار میں نہ تھا. جب وہ نہ غیب داں تھے نہ متصرف و مختار تو معلوم ہوا کہ وہ برکات دہندہ بھی نہ تھے۔ ۳۲ جب بنی اسرائیل سمندر کے خشک راستوں سے گذر رہے تھے اس وقت ہم نے دوسروں یعنی قوم فرعون کو بھی سمندر کے قریب کر دیا. جب انہوں نے یہ راستے دیکھے تو وہ بھی سمندر میں گھس گئے۔ فَاَنْجَیْنَا مُوْسٰی الخ موسیٰ علیہ السلام اور ان کے تمام ساتھیوں کو ہم نے صحیح سلامت دوسرے کنارے پہنچا دیا ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِیْنَ لیکن فرعون اور اس کی قوم کو غرق کر دیا۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً الخ عبرت حاصل کرنے کے لئے یہ کافی دلیل ہے لیکن پھر بھی اکثر لوگ ضد و عناد کی وجہ سے نہیں مانتے. اللہ تعالیٰ ایسا غالب ہے کہ وہ سرکش و رومعاند لوگوں کو فوراً پکڑ سکتا ہے لیکن یہ اس کی مہربانی ہے کہ وہ مہلت دیدیتا ہے تاکہ مزید سوچنے سمجھنے کا موقع مل جائے. بنی اسرائیل کو سمندر میں خشک راستے بنا کر اللہ ہی نے پار اتارا اور قوم فرعون کو بھی اسی ہی نے غرق کیا اس سے معلوم ہوا کہ جب یہ سارے کام اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے تو برکات بھی وہی دیتا ہے اور کوئی نہیں۔ ۳۳ یہ دوسری نقلی دلیل ہے کہ اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں. اس سے تخویف دنیوی مطلوب نہیں. کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم پر انکار دعوی کی وجہ سے اُس وقت عذاب نہیں آیا. اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَ قَوْمِهٖ الخ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے سوال کیا تم کس چیز کی عبادت کرتے ہو؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو معلوم تو تھا وہ کس چیز کی عبادت کرتے ہیں لیکن وہ اس مکالمے سے ان پر یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ جن معبودوں کی وہ عبادت و دعا میں مصروف ہیں وہ معبود ہونے کے مستحق نہیں ہیں. وابراهیم علیه السلام یعلم انهم عبدة الاصنام ولکنه سألهم لیریهم ان ما یعبدونه لیس بمستحق للعبادة (مدارک ج ۳ ص ۱۴۲) ۳۴ مشرکین نے کہا ہم ٹھاکروں کی عبادت کرتے اور ہر وقت انہی کی پرستش میں لگے رہتے ہیں. قَالَ هَلْ یَسْمَعُوْنَكُمْ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اب دوسرا سوال کیا کہ کیا یہ تمہارے معبود تمہاری پکار کو سنتے ہیں، پکارنے کی صورت میں تمہیں نفع پہنچاتے اور نہ پکارنے کی صورت میں تمہیں نقصان پہنچاتے ہیں؟ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَا الخ یہ مشرکین کا جواب ہے. بَلْ ماقبل سے اضراب ہے یعنی وہ نہ سنتے ہیں اور نہ نفع و ضر ان کے اختیار میں ہے ہم تو محض اپنے باپ دادا کی دیکھا دیکھی ان کی پرستش کرتے ہیں. ان کے پاس ان معبودوں کے سمیع اور نافع و ضار ہونے کی چونکہ کوئی دلیل نہ تھی اس لئے مجبوراً انہیں اعتراف کرنا پڑا کہ باپ دادا کے عمل کے سوا ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ اضربوا عن ان یکون لهم سمع او نفع او ضر اعترافا بما لا سبیل لهم الی انکاره واضطروا الی اظهار ان لا سند لهم سوی التقلید فکانهم قالوا لا یسمعون ولا ینفعوننا ولا یضرون وانما وجدنا اٰباءنا یفعلون مثل فعلنا ویعبدونهم مثل عبادتنا فاقتدینا بهم (روح ج ۱۹ ص ۹۴) ۳۵ جب مشرکین نے اپنے معبودوں کے عجز کا اعتراف کر لیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا جن معبودوں کی تم اور تمہارے باپ دادا عبادت کیا کرتے تھے چونکہ وہ نہ اپنے

اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ؕ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ
کہ مار اپنے عصا سے دریا کو پھر دریا پھٹ گیا تو ہو گئی ہر پھانک
كَالطَّوْدِ الْعَظِیْمِ ﴿٦٣﴾ وَ اَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِیْنَ ﴿٦٤﴾ وَ
جیسے بڑا پہاڑ ف اور پاس پہنچا دیا ہم نے ۳۲ اسی جگہ دوسروں کو اور
اَنْجَیْنَا مُوْسٰى وَ مَنْ مَّعَهٗۤ اَجْمَعِیْنَ ﴿٦٥﴾ ثُمَّ
بچا دیا ہم نے موسیٰ کو اور جو لوگ تھے اس کے ساتھ سب کو پھر
اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِیْنَ ﴿٦٦﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَ
ڈوبا دیا ہم نے ان دوسروں کو اس چیز میں ایک نشانی ہے اور
مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿٦٧﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ
نہیں تھے بہت لوگ ان میں ماننے والے اور تیرا رب
لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿٦٨﴾ وَ اتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ
وہی ہے زبردست رحم والا ف۲ اور سنا دے ان کو خبر
اِبْرٰهِیْمَ ﴿٦٩﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَ قَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿٧٠﴾
ابراہیم ۳۳ کی جب کہا اپنے باپ کو اور اس کی قوم کو تم کس کو پوجتے ہو
قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِیْنَ ﴿٧١﴾
وہ بولے ۳۴ ہم پوجتے ہیں مورتوں کو پھر سارا دن انہیں کے پاس لگے بیٹھے رہتے ہیں
قَالَ هَلْ یَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ﴿٧٢﴾ اَوْ یَنْفَعُوْنَكُمْ
کہا کچھ سنتے ہیں تمہارا کہا جب تم پکارتے ہو یا کچھ بھلا کرتے ہیں تمہارا
اَوْ یَضُرُّوْنَ ﴿٧٣﴾ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ
یا برا بولے نہیں پر ہم نے پایا اپنے باپ دادوں کو یہی
یَفْعَلُوْنَ ﴿٧٤﴾ قَالَ اَفَرَءَیْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿٧٥﴾
کام کرتے کہا بھلا دیکھتے ہو ۳۵ جن کو تم پوجتے رہتے ہو

ع ۵ وقف لازم — دوسری نقلی دلیل ۱۴

موضح قرآن ف۱ پانی پھٹ کر اٹھارہ جگہ سے پھٹ کر گلیاں پڑ گئیں بارہ قبیلہ بنی اسرائیل اس میں پیٹھے بیچ میں پانی کے پہاڑ کھڑے رہ گئے ف۲ یہ سنا دیا ہمارے حضرت کو کہ مکہ کے فرعون بھی مسلمانوں کے پیچھے نکلیں گے لڑائی کو پھر وطن سے باہر تباہ ہوں گے بدر کی لڑائی میں جیسے فرعون تباہ ہوا۔

پجاریوں کی پکار سنتے ہیں، نہ ان کا نفع نقصان ان کے اختیار میں ہے اس لئے مجھے ایسے معبودوں کی عبادت سے سخت نفرت اور عداوت ہے اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ
مستثنیٰ منقطع ہے ہاں رب العالمین کی عبادت اور پکار سے نفرت نہیں کیونکہ وہ تو اپنے پجاریوں کا والی ہے، سب کا کارساز اور سب کے نفع نقصان کا مختار ہے، اس
کے بعد انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بہت سی صفتیں ذکر کی ہیں جو معبودانِ باطلہ میں نہیں پائی جاتیں تو اس سے ثابت ہوا کہ اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں۔ ۳۶ اسی نے پیدا کیا
ہے اور وہی دین و دنیا کے منافع و مصالح کی طرف راہنمائی فرماتا ہے وَالَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ الخ میرا روزی رساں بھی وہی ہے وَاِذَا مَرِضْتُ الخ بیماری سے شفا بھی وہی

اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّیْ

تم اور تمہارے باپ دادے اگلے سو وہ میرے غنیم ہیں

اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۷۷﴾ الَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَ یَهْدِیْنِ ﴿۷۸﴾

مگر جہان کا رب جس نے مجھ کو بنایا سو وہی مجھ کو راہ دکھلاتا ہے ۳۶

وَالَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ ﴿۷۹﴾ وَاِذَا مَرِضْتُ

اور وہ جو مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہوں

فَهُوَ یَشْفِیْنِ ﴿۸۰﴾ وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ ﴿۸۱﴾

تو وہی شفا دیتا ہے اور وہ جو مجھ کو مارے گا اور پھر جلائے گا

وَالَّذِیْٓ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ ﴿۸۲﴾

اور وہ جو مجھ کو توقع ہے کہ بخشے میری تقصیر انصاف کے دن

رَبِّ هَبْ لِیْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ﴿۸۳﴾ وَ

اے میرے رب دے مجھ کو حکم اور ملا مجھ کو نیکوں میں ۳۷ اور

اجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ ﴿۸۴﴾ وَاجْعَلْنِیْ

رکھ میرا بول سچا پچھلوں میں ف اور کر مجھ کو

مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ ﴿۸۵﴾ وَاغْفِرْ لِاَبِیْٓ اِنَّهٗ

وارثوں میں ۳۸ نعمت کے باغ کے اور معاف کر میرے باپ کو وہ

كَانَ مِنَ الضَّآلِّیْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ ﴿۸۷﴾

تھا راہ بھولے ہوؤں میں اور رسوا نہ کر مجھ کو جس دن سب جی کر اٹھیں

یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ

جس دن نہ کام آئے کوئی مال اور نہ بیٹے ۳۹ مگر جو کوئی آیا اللہ کے پاس

بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ﴿۸۹﴾ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ﴿۹۰﴾

دل چنگا لے کر اور پاس لائیں بہشت کو واسطے ڈر والوں کے

عطا کرتا ہے۔ وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ الخ موت وحیات بھی
اسی کے قبضے میں ہے وَالَّذِیْٓ اَطْمَعُ الخ اور اسی سے امید
ہے کہ قیامت کے دن وہ میری خطا سے درگذر فرمائے گا۔
خطا سے کوئی خاص خطا مراد نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر
مجھ سے کوئی خلاف اَولیٰ کام سرزد ہوگیا تو امید ہے کہ اللہ
تعالیٰ اس پر مؤاخذہ نہ فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر چونکہ
اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ فرمانبردار اور اس سے بہت
زیادہ ڈرتے ہیں اس لئے وہ عمل کی معمولی فروگذاشت
کو بھی گناہ سمجھتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ
تعالیٰ کی یہ صفات بیان کر کے قوم پر حجت قائم کی کہ تمہارے
معبود عاجز و بے بس ہیں اس لئے وہ کارساز اور برکات
دہندہ نہیں ہو سکتے اور اللہ تعالیٰ سب کی فریاد یں
سنتا ہے اور سب کچھ اس کی قدرت میں ہے اور ہر ایک
کا نفع نقصان اس کے اختیار میں ہے اس لئے وہی سب
کا کارساز اور وہی برکات دہندہ ہے۔ وَهٰذَا كُلُّهٗ
احتجاج من ابراهیم علی قومه انه لا یصلح للالٰهیة
الا من یفعل هٰذه الافعال (خازن و معالم
ج ۵ ص ۹۹)۔ ۳۷ حُكْمًا سے کمالِ علمی وَاَلْحِقْنِیْ
بِالصّٰلِحِیْنَ سے کمالِ عملی کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی مجھے
حکمت اور کمال علم عطا فرما اور کمال عمل کی توفیق عطا فرما
کر اپنے برگزیدہ بندوں کی معیت سے سرفراز فرما۔ وَاجْعَلْ
لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ الخ لِسَانَ صِدْقٍ یعنی ذکرِ خیر۔
آئندہ نسلوں میں میرا ذکرِ خیر باقی رکھ تاکہ وہ نیک کاموں
میں میری اقتدار کرتی رہیں اور مجھے اجر ملتا رہے۔ حضرت
شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں لِسَانَ صِدْقٍ سے کلمۂ
صادقہ یعنی دعویٰ توحید مراد ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد
ہے وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِیَةً فِیْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ
یَرْجِعُوْنَ (زخرف ع ۳) ممکن ہے آخرین سے امت
محمدیہ مراد ہو اور مطلب یہ ہو کہ آخری زمانہ میں ایک
پیغمبر مبعوث فرما جو میرے اصولِ دین کی تجدید کرے اور میری طرح لوگوں کو توحید کی دعوت دے۔ التاویل الثانی انه سأل ربه ان یجعل من ذریته فی اٰخر
الزمان من یکون داعیا الی الله تعالیٰ وذلك هو محمد صلی الله علیه وسلم (کبیر ج ۶ ص ۵۳۳) ویحتمل ان یراد بالاٰخرین اٰخر امة یبعث فیها نبی وانه علیه السلام
طلب لصیت الحسن والذکر الجمیل فیهم ببعثة نبی یجدد اصل دینه و یدعو الناس الی ما کان یدعوهم الیه من التوحید معلما لهم ان ذلك
ملة ابراهیم علیه السلام (روح ج ۱۹ ص ۹۹)۔ ۳۸ اور مجھے جنتِ نعیم کے وارثوں میں شامل فرما وَاغْفِرْ لِاَبِیْٓ الخ اور میرا باپ مشرکین میں سے ہے اسے ایمان
واسلام کی توفیق عطا فرما کر اس کے گناہ معاف فرما دے۔ وَاغْفِرْ لِاَبِیْ بالهدایة والتوفیق للایمان (ابو السعود ج ۶ ص ۵۳۹) وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ

موضح قرآن ف یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آخر زمان میں میرے گھرانے سے نبی ہو اور امت ہو اور میرا دین تازہ کریں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۔اور قیامت کے دن سرِ محشر مجھے رسوا نہ کیجئیو۔ انبیاء علیہم السلام کو تو قیامت کے دن سب سے زیادہ اعزاز واکرام سے نوازا جائے گا، ان کی رسوائی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شدتِ خوف سے بطورِ تواضع یا بغرض تعلیم غیر یہ دعا مانگی۔ **۱۳۹** یہ ادخالِ الٰہی ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کلام نہیں۔ یہاں یوم حشر کے شدتِ ہول کا بیان ہے بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ایسا دل جو شرک و شک سے محفوظ اور اخلاص سے لبریز ہو ای خالص من الشرک والشک (خازن ومعالم ج ۵ ص۱۰۰) وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ الخ جنت پرہیزگاروں کے نزدیک کر دی جائے گی اور دوزخ کافروں کے لئے ظاہر کر دی جائے گی وَقِيْلَ لَهُمْ اور مشرکین سے کہا جائے

وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَقِيْلَ لَهُمْ اَيْنَمَا

اور نکالیں دوزخ کو سامنے بے راہوں کے اور کہیں ان کو کہاں ہیں جن کو

كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۹۲﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ

تم پوجتے تھے اللہ کے سوائے کیا کچھ مدد کرتے ہیں تمہاری

اَوْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿۹۳﴾ ؕ فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ ﴿۹۴﴾

یا بدلہ لے سکتے ہیں پھر اوندھے ڈالیں اس میں ان کو اور سب بے راہوں کو ۱۴۰

وَجُنُوْدُ اِبْلِيْسَ اَجْمَعُوْنَ ﴿۹۵﴾ ؕ قَالُوْا وَهُمْ فِيْهَا

اور ابلیس کے لشکر کو سبھوں کو کہیں گے جب وہ وہاں

يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۹۶﴾ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۹۷﴾

باہم جھگڑیں گے قسم اللہ کی ہم تھے صریح غلطی میں

اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَمَاۤ اَضَلَّنَاۤ اِلَّا

جب ہم تم کو برابر کرتے تھے پروردگار عالم کے اور ہم کو راہ سے بہکایا سو ان

الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۹۹﴾ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَلَا صَدِيْقٍ

گناہگاروں نے ۱۴۱ پھر کوئی نہیں ہماری سفارش کرنے والا اور نہ کوئی دوست

حَمِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

محبت کرنے والا ۱۴۲ سو کسی طرح ہم کو پھر جانا ملے تو ہم ہوں ایمان والوں میں

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾

اس بات میں نشانی ہے اور بہت لوگ ان میں نہیں ماننے والے

وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ ع كَذَّبَتْ قَوْمُ

اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا جھٹلایا ۱۴۳ قوم

نُوْحِ ۨالْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۰۵﴾ ۚ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ

نوح نے پیغام لانے والوں کو جب کہا ان کو ان کے بھائی نوح نے ۱۴۴

ع ۵ / ۶ / ۹

یہ تیسری نقلی دلیل ہے ۱۲

گا آج وہ تمہارے معبود کہاں ہیں جن کو تم دنیا میں کارساز اور برکات دہندہ سمجھ کر پکارا کرتے تھے اور انہیں خدا کے یہاں سفارشی سمجھتے تھے ای این الھتکم الذین کُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ انھم شفعاءکم فی ھذا الموقف (روح ج ۱۹ ص۱۰۳) کیا آج وہ تمہارے کام آئیں گے یا عذاب سے اپنے کو بچا سکیں گے؟ استفہام انکاری ہے یعنی ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ وہ نہ تمہیں عذاب سے بچا سکیں گے نہ اپنے کو۔ **۱۴۰** ان مشرکوں اور ان کو گمراہ کرنے والوں کو اور ابلیس کے سارے لشکر کو جو انسانوں کو گمراہ کرتا رہا جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ قَالُوْا وَهُمْ فِيْهَا يَخْتَصِمُوْنَ مشرکین جہنم میں داخل ہونے کے بعد معبودانِ باطلہ سے جھگڑیں گے اور حسرت وندامت سے اپنی غلطی کا اعتراف کریں گے اور معبودانِ باطلہ سے کہیں گے کہ ہم تو بہت بڑی گمراہی میں تھے جب استحقاق عبادت میں تمہیں رب العالمین کے برابر سمجھتے تھے وَمَاۤ اَضَلَّنَاۤ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ اور ہماری گمراہی کا سبب مشرک پیشوا ہیں انہوں نے ہی ہمیں گمراہ کیا المجرمون من دعاھم الی عبادۃ الاصنام من الجن والانس (بحر ج ۷ ص۲۶) **۱۴۱** افسوس جن کو دنیا میں ہم خدا کے یہاں سفارشی سمجھتے تھے آج ان میں سے کوئی بھی ہماری سفارش نہیں کر رہا اور نہ کوئی دوست کام آتا نظر آرہا ہے۔ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ من الذین کنا نعدھم شفعاء واصدقاء لانھم کانوا یعتقدون فی اصنامھم انھم شفعاءھم عند اللہ تعالٰی وکان لھم اصدقاء من شیاطین الجن (کبیر ج ۶ ص۵۳۳) **۱۴۲** کاش! ہمیں ایک بار پھر دنیا میں بھیجا جائے تو ہم اخلاص اور صدق نیت سے ایمان لائیں، توحید کو مانیں اور شرک سے دور بھاگیں اور پھر ہمیں موت کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے تو ہم اس عذاب میں مبتلا نہ ہوں۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً الخ ان دونوں آیتوں کی تفسیر گذر چکی ہے۔ **۱۴۳** یہ تیسری نقلی دلیل ہے مع تخویف دنیوی۔ اس آیت میں قوم نوح کی طرف بہت سے رسولوں کی تکذیب منسوب کی گئی ہے حالانکہ انہوں نے صرف ایک رسول حضرت نوح علیہ السلام کی تکذیب کی تھی۔ اسی طرح آگے چل کر عاد وثمود، قوم لوط اور اصحاب الایکہ کے بارے میں یہی کہا گیا ہے کہ انہوں نے بہت سے رسولوں کی تکذیب کی حالانکہ انہوں نے ایک پیغمبر ہی کو جھٹلایا جو ان کے پاس بھیجا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام انبیاء ورسل علیہم السلام توحید اور دیگر اصول دین میں متفق تھے اور سب کی دعوت ایک تھی اس لئے ان میں سے ایک کو جھٹلانا اور اس کی دعوت کو نہ ماننا ایسا ہی ہے جیسا کہ سب کو جھٹلا دیا وتکذیبھم المرسلین باعتبار اجماع الکل علی التوحید واصول الشرائع التی لا تختلف باختلاف الازمنۃ والاعصار (روح ج ۱۹ ص۱۰۵) **۱۴۴** اَخُوْهُمْ نُوْحٌ ضمیر مجرور قوم کی طرف راجع ہے اور اخوت سے قومی اور خاندانی اخوت مراد ہے کیونکہ حضرت نوح علیہ السلام ان مشرکین ہی کی قوم اور انہی کے

أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٠٦﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٠٧﴾ فَاتَّقُوا
کیا تم کو ڈر نہیں میں تمہارے واسطے پیغام لانے والا ہوں معتبر ۴۵ سو ڈرو
اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٠٨﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ
اللہ سے اور میرا کہا مانو اور مانگتا نہیں میں تم سے اس پر کچھ بدلہ
إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٠٩﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ
میرا بدلہ ہے اسی پروردگار عالم پر سو ڈرو اللہ سے
وَأَطِيعُونِ ﴿١١٠﴾ قَالُوا أَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ
اور میرا کہا مانو بولے کیا ہم تجھ کو مان لیں ۴۶ اور تیرے ساتھ ہوئے ہیں
الْأَرْذَلُونَ ﴿١١١﴾ قَالَ وَمَا عِلْمِي بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١١٢﴾
کمینے ۴۷ کہا مجھ کو کیا جاننا ہے اس کا جو کام وہ کر رہے ہیں ف
إِنْ حِسَابُهُمْ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّي لَوْ تَشْعُرُونَ ﴿١١٣﴾ وَمَا
ان کا حساب پوچھنا میرے رب ہی کا کام ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو اور میں
أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١٤﴾ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُبِينٌ ﴿١١٥﴾
ہانکنے والا نہیں ایمان لانے والوں کو میں تو بس یہی ڈر سنانے والا ہوں کھول کر
قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا نُوحُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ ﴿١١٦﴾
بولے اگر تو نہ ۴۸ چھوڑے گا اے نوح تو ضرور سنگسار کر دیا جائے گا
قَالَ رَبِّ إِنَّ قَوْمِي كَذَّبُونِ ﴿١١٧﴾ فَافْتَحْ بَيْنِي
کہا اے رب میری قوم نے تو مجھ کو جھٹلا دیا سو فیصلہ کر دے میرے
وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَنَجِّنِي وَمَنْ مَعِيَ مِنَ
اور انکے بیچ میں کسی طرح کا فیصلہ اور بچا لے مجھ کو اور جو میرے ساتھ ہیں
الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١٨﴾ فَأَنْجَيْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ فِي
ایمان والے پھر بچا دیا ہم ۴۹ نے اس کو اور جو اس کے ساتھ تھے

النصف

منزل ۵

خاندان سے تھے اخوھم نسبًا لا دینًا (مدارک ج ۳ ص ۱۵۳) حقیقی اخوت کے علاوہ اخوت کی اور بھی کئی قسمیں ہیں مثلاً قومی اخوت یعنی ہم قوم ہونا اس میں ہم مذہب ہونا ضروری نہیں، جیساکہ حضرت نوح، ہود، صالح اور لوط علیہم السلام کو اپنی اپنی مشرک قوم کا بھائی کہا گیا۔ اور جنسی اخوت اس لحاظ سے تمام بنی آدم آپس میں بھائی بھائی ہیں اور دینی اخوت یعنی ایک دین و مذہب کے پیرو آپس میں دینی بھائی ہیں۔ جیساکہ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا تھا اعبدوا ربکم واکرموا اخاکم۔ یعنی عبادت تو اپنے رب کی کرو اور میں تمہارا بھائی ہوں میرا جو احترام اللہ نے تم پر فرض کیا ہے وہ بجالاؤ لیکن میری عبادت نہ کرو۔ یہاں اخوت سے دینی اخوت مراد ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے دینی بھائی ٹھہرے تو ظاہر ہے کہ اس ساری دینی برادری میں آپ سب سے بڑے بھائی اور سب سے افضل و اشرف قرار پائے۔ تقویۃ الایمان میں شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت کا یہی مفہوم ہے۔ ۴۵ انبیاء علیہم السلام ہمیشہ نبوت سے پہلے بھی اخلاقی محاسن و فضائل سے آراستہ ہوتے ہیں اور اپنی قوموں اور اپنے ماحول میں دیانت و امانت اور دیگر اخلاقی خوبیوں کے ساتھ معروف ہوتے ہیں اس لئے حضرت نوح علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام نے جن کا ذکر آگے آ رہا ہے اپنی اپنی قوم کو اس مسلمہ حقیقت کی طرف توجہ دلائی کہ میری دیانت و امانت کو تو تم پہلے ہی سے جانتے ہو اس لئے میں جو کچھ کہوں گا وہ حقیقت ہوگی میں اللہ کا رسول ہوں اس لئے تم میری اطاعت کرو اور اللہ سے ڈرو، اس کی توحید کو مانو اور اس کے ساتھ شرک نہ کرو۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ فيما امركم به من التوحيد والطاعة لله تعالیٰ (روح ج ۱۹ ص ۱۰۰) اور پھر یہ بھی سوچو اس وعظ و تبلیغ پر میں تم سے کوئی معاوضہ بھی طلب نہیں کر رہا ہوں۔ اس لئے مجھ پر کسی لالچ وغیرہ کا الزام لگانے میں اللہ سے ڈرو اور میری بات مان لو۔ ۴۶ مشرکین نے حضرت نوح علیہ السلام کو جواب دیا کہ تجھے ماننے والے تو بہت گھٹیا اور پست طبقہ کے لوگ ہیں اگر ہم بھی تم پر ایمان لے آئیں تو پھر ہمیں ان رذیل لوگوں کے ساتھ بیٹھنا اٹھنا ہوگا۔ یہ بات ہم برداشت نہیں کر سکتے سرمایہ دار اور دولت مند طبقے کی خواہ وہ حسب و نسب کے اعتبار سے کتنا ہی پست ہو ہمیشہ سے یہی ذہنیت رہی ہے کہ غریب اور مفلس طبقہ کو انہوں نے ہمیشہ حقیر و ذلیل سمجھا ہے۔ خواہ حسب و نسب اور محاسن اخلاق کے اعتبار سے وہ کتنا ہی شریف اور بلند ہو یا ارذلون سے منافق مراد ہیں۔ یعنی یہ لوگ صرف ظاہر میں تجھ پر ایمان لائے ہیں اور باطن میں تیرے دین کے مخالف ہیں۔ و حاصله وما وظیفتی الا اعتبار الظواھر دون الشق عن القلوب والتفتیش عما فی السرائر فما یضرنی عدم اخلاصھم فی ایمانھم کما تزعمون (روح ج ۱۹ ص ۱۰۱) ۴۷ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا میرا کام ظاہر حال پر حکم لگانا ہے باطن کا حال مجھے معلوم نہیں۔ اِنْ حِسَابُهُمْ الخ تمہیں اتنا بھی شعور نہیں کہ باطن کا حساب کتاب تو اللہ کو معلوم ہے۔ میرا کام ظاہر پر حکم لگانا ہے اس لئے جو لوگ شرک سے تائب ہو کر توحید پر ایمان لا چکے ہیں میں ان کو اپنے پاس سے ہٹا نہیں سکتا۔ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ کیونکہ میرا کام لوگوں کو اللہ کا پیغام پہنچانا اور اس کے عذاب سے ڈرانا ہے خواہ وہ اشراف ہوں یا اراذل اور پھر ان دونوں فریقوں میں سے جو بھی میری

موضح قرآن ف کمینے کہا مختی لوگوں کو ہر پیغمبر کے ساتھ اول غریب لوگ ہوئے ہیں سو فرمایا کہ مجھ کو ان کا صدق قبول ہے انکے کام سے کیا غرض کہ انکا پیشہ کیا ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

دعوت قبول کرلیگا وہ مؤمن ہے اور میرا ساتھی ہے۔ ۱۴۸ حضرت نوح علیہ السلام عرصۂ دراز تک اپنی قوم کو توحید کی دعوت دیتے رہے اور قوم ضد پر اڑی رہی آخر قوم کے سرداروں نے نوح علیہ السلام کو قتل کی دھمکی دی کہ اے نوح! اگر تو اپنے اس عقیدے اور اس وعظ سے باز نہ آیا تو ہم تجھے سنگسار کردیں گے۔ قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوۡمِیۡ كَذَّبُوۡنِ اب نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ میرے پروردگار! میری مسلسل تبلیغ کے باوجود میری قوم تکذیب پر قائم ہے اس لئے اب میرے اور ان کے درمیان آخری فیصلہ فرمادے یعنی ان پر عذاب نازل کرکے ان کو ہلاک کردے اور مجھ کو اور ایمان والوں کو اس عذاب سے بچالے۔

الۡفُلۡكِ الۡمَشۡحُوۡنِ ﴿۱۱۹﴾ ثُمَّ اَغۡرَقۡنَا بَعۡدُ الۡبٰقِیۡنَ ﴿۱۲۰﴾

اس لدی ہوئی کشتی میں پھر ڈبا دیا ہم نے اس کے پیچھے ان باقی رہے ہوؤں کو

اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكۡثَرُهُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۲۱﴾

البتہ اس بات میں نشانی ہے اور ان میں بہت لوگ نہیں ہیں ماننے والے

وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الۡعَزِیۡزُ الرَّحِیۡمُ ﴿۱۲۲﴾ كَذَّبَتۡ

اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا جھٹلایا

ع ۱۸ ۱۰

عَادُ ۨالۡمُرۡسَلِیۡنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذۡ قَالَ لَهُمۡ اَخُوۡهُمۡ هُوۡدٌ

عاد نے پیغام لانے والوں کو ۱۵۰ جب کہا ان کو ان کے بھائی ہود نے

اَلَا تَتَّقُوۡنَ ﴿۱۲۴﴾ اِنِّیۡ لَكُمۡ رَسُوۡلٌ اَمِیۡنٌ ﴿۱۲۵﴾ فَاتَّقُوا

کیا تم کو ڈر نہیں میں تمہارے پاس پیغام لانے والا معتبر ہوں سو ڈرو

اللّٰهَ وَاَطِیۡعُوۡنِ ﴿۱۲۶﴾ وَمَاۤ اَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَیۡهِ مِنۡ اَجۡرٍ ۚ

اللہ سے اور میرا کہا مانو ۱۵۱ اور نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کچھ بدلہ

اِنۡ اَجۡرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۲۷﴾ اَتَبۡنُوۡنَ بِكُلِّ

میرا بدلہ ہے اسی جہان کے مالک پر کیا بناتے ہو ہر

رِیۡعٍ اٰیَةً تَعۡبَثُوۡنَ ﴿۱۲۸﴾ وَتَتَّخِذُوۡنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمۡ

اونچی زمین پر ایک نشان کھیلنے کو اور بناتے ہو کاریگریاں شاید تم

تَخۡلُدُوۡنَ ﴿۱۲۹﴾ وَاِذَا بَطَشۡتُمۡ بَطَشۡتُمۡ جَبَّارِیۡنَ ﴿۱۳۰﴾

ہمیشہ رہوگے ف۱ اور جب ہاتھ ڈالتے ہو تو پنجہ مارتے ہو ظلم سے

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیۡعُوۡنِ ﴿۱۳۱﴾ وَاتَّقُوا الَّذِیۡۤ اَمَدَّكُمۡ

سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو اور ڈرو اس سے جس نے تم کو پہنچائیں

بِمَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۳۲﴾ اَمَدَّكُمۡ بِاَنۡعَامٍ وَّبَنِیۡنَ ﴿۱۳۳﴾ وَ

وہ چیزیں جو تم جانتے ہو پہنچائے تم کو چوپائے اور بیٹے اور

چوتھی نقلی دلیل

۱۴۹ حضرت نوح علیہ السلام کی دعا کے مطابق ہم نے ان کی قوم پر طوفان بھیج دیا۔ نوح اور اس کے مومن ساتھیوں کو کشتی میں محفوظ رکھا اور طوفان سے بچا لیا لیکن باقی تمام مشرکوں کو غرق کرکے ہلاک کردیا۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے نوح علیہ السلام اور مومنوں کو طوفان سے بچایا اور یہی نوح علیہ السلام کی دعوت تھی نیز مشرکین قوم نوح کے اس انجام بد سے مشرکین مکہ کو عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ ۱۵۰ یہ چوتھی نقلی دلیل اور تخویف دنیوی ہے۔ اِذۡ قَالَ لَهُمۡ اَخُوۡهُمۡ هُوۡدٌ تا۔ اِنۡ اَجۡرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ اس کی تفسیر ابھی گذری ہے۔ اَتَبۡنُوۡنَ بِكُلِّ رِیۡعٍ الخ رِیۡع بلند جگہ اٰیَة علامت، مینار۔ مَصَانِعَ عالیشان محلات حضرت ہود علیہ السلام نے قوم کو دعوتِ توحید دینے کے بعد متنبہ فرمایا کہ تم ہر بلند پہاڑ اور ٹیلے پر شان و شوکت کے اظہار کے لئے بے مقصد اونچے اونچے مینار بنا رہے ہو اور بڑی عالیشان عمارتیں تعمیر کررہے ہو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم دنیا میں ہمیشہ رہنے کی امیدیں باندھے بیٹھے ہو۔ وَاِذَا بَطَشۡتُمۡ الخ پہلا بَطَشۡتُمۡ شرط اور دوسرا جزا ہے اور جَبَّارِیۡنَ بَطَشۡتُمۡ ثانی کے فاعل سے حال ہے یعنی دولت و ریاست کے خمار میں غریبوں پر ظلم و جبر بھی کرتے ہو۔ ۱۵۱ اس لئے تم اللہ سے ڈرو اور ان تمام عبث اور ظالمانہ افعال کو چھوڑ دو اور اللہ کی طرف سے جو احکام میں لایا ہوں ان کی پیروی کرو۔ وَاتَّقُوا الَّذِیۡۤ اَمَدَّكُمۡ الخ قوم کو اللہ کے انعامات یاد دلائے تاکہ ان کے دلوں میں جذبۂ تشکر پیدا ہو۔ یعنی اس اللہ سے ڈرو جس نے تمہیں وہ تمام نعمتیں عطا کیں جو تمہیں خوب معلوم ہیں اور جن سے تم دن رات فائدہ اٹھاتے ہو۔ اَمَدَّكُمۡ بِاَنۡعَامٍ الخ یہ اَمَدَّكُمۡ بِمَا تَعۡلَمُوۡنَ سے بدل ہے۔ یعنی جس نے تمہیں چوپائے عطا کئے جن سے تم گوناگوں فوائد حاصل کرتے ہو۔ اس نے تمہیں فرزند عطا فرمائے جن سے تمہاری زندگی کی رونق اور تمہاری نسل کا بقا ہے۔ اس نے تمہارے لئے باغ اگائے اور پانی کے چشمے جاری فرمائے۔

موضح قرآن ف۱ ان لوگوں کو بڑا شوق تھا اونچے مضبوط مینارے بنانے کا جس سے کچھ کام نہ نکلے مگر نام اور رہنے کی عمارتیں بھی بڑے تکلف سے مال خراب کرنے کو باغِ ارم بھی انہیں کا مشہور ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۵۲ میری قوم! مجھے خطرہ ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کے مسلسل انعامات کے باوجود کفران نعمت کروگے اور اللہ کے سوا اوروں کو کارساز اور برکات دہندہ سمجھ کر پکارتے رہوگے تو آخر ایک دن نہایت ہی دردناک عذاب میں گرفتار کئے جاؤ گے۔ قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَيْنَآ الخ سرکش اور معاند قوم نے جواب دیا اے ہود! تیرے وعظ و تبلیغ کا ہم پر کوئی اثر نہیں ہوگا نہ ہم تیری بات مانیں گے، اس لئے تیرا وعظ کرنا اور نہ کرنا ہمارے لئے برابر ہے۔ ای لا نقبل کلامک ودعوتک وعظت ام سکت (مدارک ج ۳ ص ۱۴۶)۔ ۵۳ خُلُق یعنی عادت۔ یہ عالیشان محل بنانا اور یادگاریں تعمیر کرنا اور دنیوی نعمتوں سے متمتع ہونا یا ایسا توحید کا وعظ سننا

جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۱۳۴﴾ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ
باغ اور چشمے میں ڈرتا ہوں ۵۲ تم پر ایک بڑے
يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۳۵﴾ قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَوَعَظْتَ اَمْ
دن کی آفت سے بولے ہم کو برابر ہے تو نصیحت کرے یا
لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ
نہ بنے تو نصیحت کرنے والا اور کچھ نہیں یہ باتیں عادت ہے
الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۱۳۸﴾ فَكَذَّبُوْهُ
اگلے لوگوں کی ۵۳ اور ہم پر آفت نہیں آنے والی ۵۴ پھر اس کو جھٹلانے لگے
فَاَهْلَكْنٰهُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ
تو ہم نے ان کو غارت کردیا اس بات میں البتہ نشانی ہے اور ان میں
اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ
بہت لوگ نہیں ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست
الرَّحِيْمُ ﴿۱۴۰﴾ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ اِذْ
رحم والا جھٹلایا ثمود نے پیغام لانے والوں کو ۵۵ جب
قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۴۲﴾ اِنِّیْ
کہا ان کو ان کے بھائی صالح نے کیا تم ڈرتے نہیں میں
لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۴۳﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۴۴﴾
تمہارے پاس پیغام لانے والا ہوں معتبر سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو ۵۶
وَمَآ اَسْـَٔـلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا
اور نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کچھ بدلہ میرا بدلہ ہے اسی
عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ اَتُتْرَكُوْنَ فِیْ مَا هٰهُنَآ
جہان کے پالنے والے پر کیا چھوڑے رکھیں گے تم کو یہاں کی چیزوں میں

ع ۱۸ / ۷ / ۱۱

یہ پانچویں عقلی دلیل ہے

سنانا کوئی نئی بات نہیں بلکہ یہ تو ایک پرانی رِیت اور ڈگر ہے جس پر پہلے لوگ چلے آرہے ہیں۔ تم سے پہلے کئی وعظ سنانے والے آئے مگر ہمارے باپ دادا اپنے دین پر قائم رہے اور ہم بھی ان کے دین پر قائم ہیں۔ وہ آئے اور چلے گئے، ہم بھی آئے ہیں اور آخر مر جائیں گے یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہے گا۔ کوئی حشر و نشر نہیں اور نہ کوئی جزا و سزا ہے۔ ما ھذا الذی نحن علیہ من الدین الا خلق الاولین وعادتھم کانوا بہ یدینون ونحن بھم مقتدون او ما ھذا الذی نحن علیہ من الحیاۃ والموت الا عادۃ لم یزل علیھا الناس فی قدیم الدھر او ما ھذا الذی جئت بہ من الکذب الا عادۃ الاولین کانوا یلفقون مثلہ ویسطرونہ (کبیر ج ۶ ص ۵۳۶)

۵۴ یہ مرنا جینا دنیا کا پرانا دستور ہے اس کے بعد کوئی حشر و نشر اور ثواب و عقاب نہیں فَكَذَّبُوْهُ الخ آخر قوم نے ہود علیہ السلام کی تکذیب کی تو انہیں ہلاک کر دیا گیا۔ اس واقعہ میں کافی عبرت و نصیحت ہے۔ ۵۵ یہ پانچویں نقلی دلیل اور تخویف اخروی ہے۔ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ تا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اس کی تفسیر گذر چکی ہے۔ اَتُتْرَكُوْنَ الخ مَا موصولہ ھٰهُنَا صلہ۔ اٰمِنِيْنَ، تُتْرَكُوْنَ کے نائب فاعل سے حال ہے۔ فِیْ جَنّٰتٍ الخ فِیْ مَا هٰهُنَا سے بدل ہے (روح) کیا تم یہاں دنیا میں، ان باغوں اور چشموں میں، ان سرسبز و شاداب کھیتوں، تر و تازہ اور گھنے گچھوں سے لدی ہوئی کھجوروں میں ہمیشہ ہی داد عیش دیتے رہو گے اور خدا کے یہاں حاضر نہیں ہو گے؟ وَتَنْحِتُوْنَ الخ یہ تُتْرَكُوْنَ پر معطوف ہے۔ فٰرِهِيْنَ ای اشرین بطرین کما روی عن ابن عباس ... قال ابو صالح حاذقین وبذلک فسرہ الراغب (روح ج ۱۹ ص ۱۱۳) یعنی کیا تم دنیا میں ہمیشہ ہی پہاڑوں کو کاٹ کاٹ کر فخر و مباہات کے طور پر یا اظہار مہارت و فن کاری کے لئے عظیم الشان گھر بناتے رہو گے۔ ۵۶ تمہیں دنیا میں ہمیشہ نہیں رہنا اس لئے خدا سے ڈرو اور اس کے ساتھ شرک نہ کرو اور میری اطاعت کرو، میں حکم خداوندی سے صراط مستقیم کی طرف تمہاری راہنمائی کر رہا ہوں۔ وَلَا تُطِيْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ مسرفین سے کفر و شرک میں قوم کے راہنما اور رؤسا مراد ہیں۔ والمسرفون ھم کبراءھم واعلامھم فی الکفر والاضلال وکانوا تسعۃ رھط یفسدون فی الارض (بحر ج ۷ ص ۳۵) المسرفین قال ابن عباس المشرکون (خازن و معالم ج ۵ ص ۱۰۲) جو لوگ کفر و شرک اور گمراہی کی اشاعت کر کے ملک میں شر و فساد پھیلا رہے ہیں ان کی پیروی مت کرو۔

أٰمِنِیْنَ ﴿۱۴۶﴾ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ﴿۱۴۷﴾ وَّزُرُوْعٍ وَّ
بے کھٹکے باغوں میں اور چشموں میں اور کھیتوں میں اور
نَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِیْمٌ ﴿۱۴۸﴾ وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ
کھجوروں میں جن کا گابھا ملائم ہے اور تراشتے ہو
الْجِبَالِ بُیُوْتًا فٰرِهِیْنَ ﴿۱۴۹﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿۱۵۰﴾
پہاڑوں کے گھر تکلف کے سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو
وَلَا تُطِیْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۱۵۱﴾ الَّذِیْنَ
اور نہ مانو حکم بے باک لوگوں کا جو
یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ وَلَا یُصْلِحُوْنَ ﴿۱۵۲﴾
خرابی کرتے ہیں ملک میں اور اصلاح نہیں کرتے
قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِیْنَ ﴿۱۵۳﴾ مَآ اَنْتَ اِلَّا
بولے تم پر تو کسی نے ۵۷ جادو کیا ہے تو بھی ایک
بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۚۖ فَاْتِ بِاٰیَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ
آدمی ہے جیسے ہم سو لے آ کچھ نشانی اگر تو
الصّٰدِقِیْنَ ﴿۱۵۴﴾ قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّ
سچا ہے کہا یہ ۵۸ اونٹنی اس کیلئے پانی پینے کی ایک باری اور
لَكُمْ شِرْبُ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۱۵۵﴾ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ
تمہارے لئے باری ایک دن کی مقرر ف۱ اور مت چھیڑیو اس کو بُری طرح سے
فَیَاْخُذَكُمْ عَذَابُ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۵۶﴾ فَعَقَرُوْهَا
پھر پکڑ لے تم کو آفت ایک بڑے دن کی پھر کاٹ ڈالا اس اونٹنی کو ۵۹
فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِیْنَ ﴿۱۵۷﴾ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ؕ اِنَّ
پھر کل کو رہ گئے پچھتاتے ف۲ پھر آ پکڑا ان کو عذاب نے البتہ

۵۷ قوم نے حضرت صالح علیہ السلام کو جواب دیا اے صالح! تیرے پاس کوئی وحی نہیں آئی اصل بات یہ ہے کہ تجھ پر کسی نے جادو کر دیا ہے جس کی وجہ سے (العیاذ باللہ) تیری عقل میں خلل واقع ہو گیا اور تو نے نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے ورنہ مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تو بھی ہم جیسا بشر اور انسان ہی تو ہے پھر تم میں کونسی امتیازی خوبی ہے کہ تمہیں نبوت کے لئے چن لیا گیا ہے فَاْتِ بِاٰیَةٍ الخ لہٰذا اگر واقعی تم سچے ہو تو اپنے دعوے کی سچائی پر کوئی عجیب و غریب نشان پیش کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مشرکین اپنی کم عقلی اور کوتاہ فہمی کی وجہ سے نبوت اور بشریت میں منافات سمجھتے تھے ان کا خیال تھا کہ نبوت ایک ایسا بلند پایہ اعزاز ہے جو کسی بشر کو نہیں مل سکتا۔ اس لئے نبی تو نوری فرشتہ ہونا چاہئے نہ کہ خاکی بشر۔ انک بشر مثلنا فکیف تکون نبیًا وھذا بمنزلة ما کانوا یذکرون فی الانبیاء انھم لو کانوا صادقین لکانوا من جنس الملٰئکة (کبیر ج ۶ ص ۵۴۳)

۵۸ مشرکین نے صالح علیہ السلام سے مطالبہ کیا تھا کہ ایک مخصوص پتھر میں سے اونٹنی پیدا ہو اور اسی وقت اس کے ایک بچہ پیدا ہو جو جسم اور قد و قامت میں اس کے برابر ہو۔ چنانچہ حضرت صالح علیہ السلام نے نماز پڑھ کر اللہ سے دعا کی تو اللہ نے مشرکین کا منہ مانگا معجزہ ظاہر فرما دیا۔ روی انھم قالوا نرید ناقة عشراء تخرج من ھذہ الصخرة فتلد سقبًا فجعل صلح یتفکر فقال جبریل صل رکعتین واسئل ربک الناقة ففعل فخرجت الناقة ونتجت سقبًا مثلھا فی العظم (مدارک ج ۳ ص ۱۴۷) اب بطور ابتلاء ان پر یہ پابندی لگا دی گئی کہ چشمے سے ایک دن وہ پانی پیا کریں اور اپنے مویشیوں کو پلایا کریں اور ایک دن اونٹنی کے لئے مخصوص رہے ان کی باری میں اونٹنی نہ پئے گی اور اونٹنی کی باری میں وہ پانی استعمال نہ کریں۔ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ الخ نیز اونٹنی کو کسی قسم کی تکلیف بھی مت دینا ورنہ سخت ترین عذاب میں مبتلا کئے جاؤ گے۔ **۵۹** پانی کے ایک دن کے ناغہ سے انہیں تکلیف ہونے لگی اس لئے انہوں نے اونٹنی کو قتل کرنے کا پروگرام بنایا اور سب نے خوشی سے ایک آدمی کو اس کام پر مقرر کر دیا جس نے اس کی ٹانگیں کاٹ کر اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس کے بعد جب اللہ کا عذاب آ گیا تو اب اپنے کئے پر بہت پشیمان ہوئے مگر اب کیا فائدہ چنانچہ عذاب صیحہ سے اللہ نے انکو ہلاک کر دیا۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً الخ اسکی تفسیر گذر چکی ہے۔

موضح قرآن ف۱ اونٹنی پیدا ہوئی۔ پتھر میں سے اللہ کی قدرت سے حضرت صالح کی دعا سے چھوٹی پھرتی جس جنگل میں چرنے جاتی سب مواشی بھاگ کر کنارے ہو جاتے اور جس تالاب پر پانی کو جاتی سب مواشی وہاں سے بھاگتے تب یوں ٹھہرا دیا کہ ایک دن پانی پر وہ جاوے ایک دن اوروں کے مواشی جاویں ۱۲ منہ رحمہ اللہ
ف۲ ایک عورت بدکار کے گھر مواشی بہت تھے چارے اور پانی کی تکلیف سے اپنے ایک یار کو سکھایا اس نے اونٹنی کے پاؤں کاٹ کر ڈال دیئے اس کے تین دن بعد عذاب آیا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالےٰ۔

۶۰ یہ چھٹی نقلی دلیل اور تخویف دنیوی ہے۔ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ ۔۔۔ تا ۔۔۔ عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اس کی تفسیر گذر چکی ہے۔ اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ الخ قوم لوط علیہ خلاف فطرت فعل کی عادی تھی حضرت لوط علیہ السلام نے انہیں اس فعل بد سے منع کرتے ہوئے فرمایا کس قدر کم عقلی ہے کہ تم مردوں سے خلاف فطرت فعل کا ارتکاب کرتے ہو اور جنسی تسکین حاصل کرنے کے لئے اللہ نے تمہارے لئے جو بیویاں پیدا کی ہیں ان کو چھوڑ دیتے ہو بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ الخ پھر اس فعل شنیع کے ارتکاب میں تم اس قدر حد سے گذر چکے ہو کہ تمہاری فطرت ہی مسخ ہو چکی ہے اور تم بھری مجلس میں بھی یہ فعل کرتے ہوئے نہیں شرماتے ہو۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ (عنکبوت ع ۳)

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۱۵۸

اس بات میں نشانی ہے اور ان میں بہت لوگ نہیں ماننے والے

وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۱۵۹ كَذَّبَتْ قَوْمُ

اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا جھٹلایا لوط

لُوْطِ ۨ الْمُرْسَلِيْنَ ۱۶۰ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ

کی قوم نے پیغام لانے والوں کو ۶۰ جب کہا ان کو ان کے بھائی لوط نے

اَلَا تَتَّقُوْنَ ۱۶۱ اِنِّىْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۱۶۲ فَاتَّقُوا

کیا تم ڈرتے نہیں میں تمہارے لئے پیغام لانے والا ہوں معتبر سو ڈرو

اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۱۶۳ وَمَآ اَسْـَٔــلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ

اللہ سے اور میرا کہا مانو اور مانگتا نہیں میں تم سے اس کا کچھ بدلہ

اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰي رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۱۶۴ اَتَاْتُوْنَ

میرا بدلہ ہے اسی پروردگار عالم پر کیا تم دوڑتے ہو

الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ ۱۶۵ وَتَذَرُوْنَ مَا

جہان کے مردوں پر اور چھوڑتے ہو جو

خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ

تمہارے واسطے بنادی ہیں تمہارے رب نے تمہاری جوروئیں بلکہ تم لوگ ہو

عٰدُوْنَ ۱۶۶ قَالُوْا لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ

حد سے بڑھنے والے بولے اگر نہ چھوڑے گا تو اے لوط ۶۱ تو تو

مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ ۱۶۷ قَالَ اِنِّىْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ

نکال دیا جائے گا کہا میں تمہارے کام سے البتہ

الْقَالِيْنَ ۱۶۸ رَبِّ نَجِّنِيْ وَاَهْلِيْ مِمَّا يَعْمَلُوْنَ ۱۶۹

بیزار ہوں اے رب خلاص کر مجھ کو اور میرے گھر والوں کو ان کاموں سے جو یہ کرتے ہیں ۶۲

ع ۱۹ ۱۲

۶۰ چھٹی نقلی دلیل

۶۱ حضرت لوط علیہ السلام کی مشفقانہ پند و نصیحت کے جواب میں سرکش قوم نے نہایت تند اور طاغیانہ جواب دیا۔ اے لوط! اگر تو اپنے دعوی نبوت سے اور اس وعظ و تبلیغ سے باز نہ آیا تو ہم تمہیں شہر بدر کر دیں گے اور یہاں نہیں رہنے دیں گے۔ قَالَ اِنِّىْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ الْقَالِيْنَ حضرت لوط علیہ السلام نے قوم کی دھمکی کی ذرا پروانہ کی اور صاف فرما دیا مجھے تمہارے اس فعل سے سخت نفرت ہے اور میں خود تم سے بیزار ہوں اور تم سے دوری چاہتا ہوں۔ قابل علیہ السلام تهديدهم بذلك بما ذكر تنبيها على عدم الاكتراث به وانه راغب في الخلاص من سوء جوارهم لشدة بغضه لعملهم (روح ج ۱۹ ص ۱۱۶)

۶۲ اب اللہ کی طرف متوجہ ہو کر اس سے مناجات کی کہ پروردگارا! مجھے اور میرے اہل کو ان کے عمل بد کے وبال و عذاب سے محفوظ رکھیو۔ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ الخ ہم نے لوط اور ان کے اہل بیت کو عذاب سے بچا لیا البتہ ایک بڑھیا جو مشرکہ تھی اسے اور باقی قوم کو ہلاک کر دیا۔ یہ بڑھیا حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی تھی۔ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ الخ ان کی بستی کو تہ و بالا کر دیا اور اوپر سے سخت پتھروں کی بارش برسا دی۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً الخ قدم تفسیرہ۔

فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اَجْمَعِيْنَ ﴿١٧٠﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِى
پھر بچا دیا ہم نے اس کو اور اس کے گھر والوں کو سب کو مگر ایک بڑھیا رہ گئی
الْغٰبِرِيْنَ ﴿١٧١﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿١٧٢﴾ وَاَمْطَرْنَا
رہنے والوں میں پھر اٹھا مارا ہم نے ان دوسروں کو اور برسایا ہم نے
عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿١٧٣﴾ اِنَّ
ان پر ایک برساؤ سو کیا برا برساؤ تھا ان ڈرائے ہوؤں کا البتہ
فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٧٤﴾
اس بات میں نشانی ہے اور ان میں بہت لوگ نہیں تھے ماننے والے
وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٧٥﴾ كَذَّبَ اَصْحٰبُ
اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا جھٹلایا
لْئَيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٧٦﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا
بن کے رہنے والوں نے پیغام لانے والوں کو جب کہا ان کو شعیب نے کیا تم
تَتَّقُوْنَ ﴿١٧٧﴾ اِنِّىْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٧٨﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ
ڈرتے نہیں میں تم کو پیغام پہنچانے والا ہوں معتبر سو ڈرو اللہ سے
وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٧٩﴾ وَمَاۤ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ
اور میرا کہا مانو اور نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کچھ بدلہ
اِنْ اَجْرِىَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٨٠﴾ اَوْفُوا الْكَيْلَ
میرا بدلہ ہے اسی پروردگار عالم پر پورا بھر کر دو ماپ
وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ ﴿١٨١﴾ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ
اور مت ہو نقصان دینے والے اور تولو سیدھی
الْمُسْتَقِيْمِ ﴿١٨٢﴾ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَ
ترازو سے اور مت گھٹا دو لوگوں کو ان کی چیزیں اور

ع ۹ ۱۳

ساتویں نقلی دلیل

۶۳ یہ ساتویں نقلی دلیل اور تخویف اخروی ہے اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ ۔ تا ۔ عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اس کی تفسیر گذر چکی ہے حضرت شعیب علیہ السلام کا نسبی تعلق چونکہ اہل مدین سے تھا اصحاب الایکہ سے نہیں تھا اس لئے یہاں اَخُوْهُمْ شُعَيْبٌ نہیں فرمایا اور جہاں اہل مدین کی طرف ان کی بعثت کا ذکر کیا وہاں فرمایا ۔ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا (ھود ع ۸) لم یقل ھنا اخوھم شعیب لانہ لم یکن من نسبھم بل کان من نسب اھل مدین ففی الحدیث ان شعیبًا اخا مدین ارسل الیھم والی اصحاب الایکۃ (مدارک ج ۳ ص ۱۴۵)

۶۴ شرک کے علاوہ ان لوگوں میں ایک خرابی یہ تھی کہ وہ ناپ تول میں بددیانتی کرتے تھے ۔ اس لئے حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا ناپ درست رکھو اور کم ناپ کر لوگوں کی حق تلفی نہ کرو ۔ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الخ اور صحیح ترازو سے تولا کرو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے پیمانے اور باٹ کم و بیش مقدار کے بنا رکھے تھے ۔ لیتے وقت زیادہ مقدار والے پیمانے اور باٹ استعمال کرتے اور دیتے وقت کم مقدار والے ۔ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ الخ اس طرح بددیانتی سے لوگوں کے حقوق غصب نہ کرو ۔ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ اور قتل و غارت اور ڈکیتی سے ملک میں بدامنی اور بے چینی نہ پھیلاؤ ۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ الخ اس اللہ سے ڈرو جس نے تمکو اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا فرمایا یہ حقیقت میں تخویف دنیوی ہے یعنی اللہ سے ڈرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا جس طرح وہ پیدا کرنے پر قادر ہے اسی طرح وہ عذاب سے تمہیں ہلاک بھی کر سکتا ہے ۔ ذکرھم ثانیا بتقوی من اوجدھم واوجد من قبلھم تنبیھا علٰی ان من اوجدھم قادر علٰی ان یعذبھم ویھلکھم (بحر ج ۷ ص ۳۸)

ـ٦٥ـ قوم نے جواب میں کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تجھ پر کسی نے جادو کر دیا ہے جس سے (عیاذاً باللہ) تیرا دماغ متاثر ہو گیا ہے اور تو نبوت کا دعوی کر بیٹھا ہے کیونکہ تو ہماری مانند بشر ہے بھلا بشر بھی نبی ہو سکتا ہے؟ اس لئے ہم تو تجھے اس دعوے میں جھوٹا سمجھتے ہیں۔ اس پر مزید کلام حاشیہ ۵ میں گذر چکا ہے۔ فَاَسۡقِطۡ عَلَيۡنَا الخ اگر تو اپنے دعوے میں سچا ہے تو آسمان ہم پر گرا کر ہمیں ہلاک کر دے قَالَ رَبِّیۡۤ اَعۡلَمُ الخ فرمایا عذاب لانا میرے اختیار میں نہیں، میرا رب تمہاری تمام بداعمالیوں کو جانتا ہے وہ جب چاہے گا تمہیں پکڑ لے گا۔ ـ٦٦ـ آخر جب قوم تکذیب پر قائم رہی تو اللہ نے ان کو عذابِ ظُلّہ سے ہلاک کر دیا جو بڑا ہی دردناک عذاب تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اللہ نے اصحاب الایکہ پر شدید گرمی مسلط کر دی وہ گرمی سے بھاگ کر گھروں میں داخل ہوئے تو وہاں باہر سے بھی زیادہ گرمی تھی آخر پھر گھروں سے باہر نکل آئے۔ پھر اللہ نے ایک بادل (ظُلّہ) بھیج دیا سب اس کے سائے میں جمع ہونے شروع ہو گئے۔ جب سب اس کے نیچے جمع ہو گئے تو اللہ نے اس ظُلّہ سے آگ برسا دی جس سے سب جل کر ہلاک ہو گئے۔ هی سحابة اظلتهم بعد ما حبست عنهم الريح وعذبوا بالحر سبعة ايام فاجتمعوا تحتها مستجيرين بها مما لهم من الحر فامطرت عليهم نارا فاحترقوا (مدارك ج ۳ ص ۱۴۹)۔

اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً الخ ان دونوں سوالوں کی تفسیر پہلے گذر چکی ہے۔ اب آگے دعوی تبارک پر ایک دلیل وحی اور مزید دو نقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں۔ ایک کتب سابقہ سے اور ایک علماء بنی اسرائیل سے۔ ـ٦٧ـ یہ ابتدائے سورت میں وَمَا يَاۡتِيۡهِمۡ مِّنۡ ذِكۡرٍ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ الخ سے متعلق ہے اور اِنَّهٗ میں ضمیر منصوب دعوی تَبَارَكَ سے کنایہ ہے۔ اور یہ دعوی تبارک پر دلیل وحی ہے یا ضمیر سے قرآن مراد ہے۔ مشرکین اس دعوے کی تکذیب اور اس سے استہزاء کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ دعوی تو رب العالمین کی طرف سے نازل کیا گیا ہے نَزَلَ بِهِ الرُّوۡحُ الخ جسے روحِ امین حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ کے قلبِ مبارک پر اتارا ہے تاکہ آپ اس دعوے کی تبلیغ فرمائیں اور نہ ماننے والوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیں۔ آپ کے اولین مخاطب چونکہ عرب ہیں اس لئے اسے فصیح عربی زبان کے الفاظ کا جامہ پہنا کر نازل کیا گیا۔ ـ٦٨ـ یہ دلیل

لَا تَعۡثَوۡا فِی الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِيۡنَ ﴿۱۸۳﴾ وَاتَّقُوا الَّذِیۡ
مت دوڑو ملک میں خرابی ڈالتے ہوئے اور ڈرو اس سے جس نے
خَلَقَكُمۡ وَالۡجِبِلَّةَ الۡاَوَّلِيۡنَ ﴿۱۸۴﴾ قَالُوۡۤا اِنَّمَاۤ اَنۡتَ
بنایا تم کو اور اگلی خلقت کو بولے ـ٦٥ـ تجھ پر تو
مِنَ الۡمُسَحَّرِيۡنَ ﴿۱۸۵﴾ وَمَاۤ اَنۡتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُنَا وَاِنۡ
کسی نے جادو کر دیا ہے اور تو بھی ایک آدمی ہے جیسے ہم اور
نَّظُنُّكَ لَمِنَ الۡكٰذِبِيۡنَ ﴿۱۸۶﴾ فَاَسۡقِطۡ عَلَيۡنَا كِسَفًا مِّنَ
ہمارے خیال میں تو تو جھوٹا ہے سو گرا دے ہم پر کوئی ٹکڑا
السَّمَآءِ اِنۡ كُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِيۡنَ ﴿۱۸۷﴾ قَالَ رَبِّیۡۤ اَعۡلَمُ
آسمان کا اگر تو سچا ہے کہا میرا رب خوب جانتا
بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۸۸﴾ فَكَذَّبُوۡهُ فَاَخَذَهُمۡ عَذَابُ يَوۡمِ
ہے جو کچھ تم کرتے ہو پھر اس کو جھٹلایا پھر پکڑ لیا ان کو آفت نے سائبان والے
الظُّلَّةِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوۡمٍ عَظِيۡمٍ ﴿۱۸۹﴾ اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ
دن کی ـ٦٦ـ بیشک وہ تھا عذاب بڑے دن کا ـ٦٦ـ البتہ اس بات میں
لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكۡثَرُهُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۹۰﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ
نشانی ہے اور ان میں بہت لوگ نہیں ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے
الۡعَزِيۡزُ الرَّحِيۡمُ ﴿۱۹۱﴾ وَاِنَّهٗ لَتَنۡزِيۡلُ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۱۹۲﴾
زبردست رحم والا اور یہ قرآن ہے اتارا ہوا پروردگار عالم کا ـ٦٧ـ
نَزَلَ بِهِ الرُّوۡحُ الۡاَمِيۡنُ ﴿۱۹۳﴾ عَلٰى قَلۡبِكَ لِتَكُوۡنَ مِنَ
لے کر اترا ہے اس کو فرشتہ معتبر تیرے دل پر کہ تو ہو
الۡمُنۡذِرِيۡنَ ﴿۱۹۴﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِيۡنٍ ﴿۱۹۵﴾ وَاِنَّهٗ لَفِیۡ
ڈر سنا دینے والا کھلی عربی زبان میں اور یہ لکھا ـ٦٨ـ ہے

ع ۱۰ / ۱۱ / ۱۴

متعلق بابتدائے سورت وَمَا يَاۡتِيۡهِمۡ مِّنۡ ذِكۡرٍ الخ ۱۲

نقلی از کتب سابقہ کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی یہ دعوی کوئی نیا نہیں بلکہ کتب سابقہ میں بھی مذکور ہے اور اگر ضمیر سے قرآن مراد ہو تو اس میں تاویل کرنی پڑے گی یعنی ذکر القرآن یا مطلب یہ ہو گا کہ قرآن کے اغلب مضامین کتب سابقہ میں موجود ہیں۔ ای وان ذکر القرآن لفی الکتب المتقدمة وقیل ان معناه لفی الکتب المتقدمة وهو باعتبار الاغلب فان التوحید وسائر ما یتعلق بالذات والصفات وکثیر من المواعظ والقصص مسطور فی الکتب السابقة (روح ج ۱۹ ص ۱۲۲) چونکہ اس صورت میں تاویل کرنی پڑتی ہے اس لئے انسب یہی ہے کہ ضمیر منصوب سے دعوی تبارک مراد ہو جیسا کہ حضرت شیخ قدس سرہ کی رائے ہے۔ اَوَلَمۡ يَكُنۡ

موضح قرآن ـ١ـ سائبان کے دن ابر آیا اس میں سے آگ برسی سب قوم جل گئی ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالی۔

فتح الرحمن ـ١ـ یعنی آتش بشکل سائبان ظاہر شد و ہلاک ساخت ۱۲۔

تَهُمْ اٰيَةً الخ یہ علماء بنی اسرائیل سے دلیل نقل کی طرف اشارہ ہے۔ کیا ان کے لئے یہ دلیل کافی نہ تھی کہ اس دعوے کو علماء بنی اسرائیل بھی مانتے ہیں اور اس کی حقانیت کا اعتراف کرتے ہیں۔ علماء بنی اسرائیل سے وہ علماء مراد ہیں جو ایمان لا چکے تھے۔ علماء بنی اسرائیل عبد اللہ بن سلام ونحوہ قال ابن عباس ومجاھد (بحر ج ۷ ص ۴۱) ۱۶۹ یہ مشرکین کے فرط عناد کا بیان ہے جو دلائل عقلیہ ونقلیہ کے باوجود نہیں مانتے۔ ان کی ضد وعناد کا یہ عالم ہے کہ اگر ہم یہ فصیح وبلیغ عربی قرآن کسی عجمی پر نازل کر دیتے جو عربی زبان سے بالکل نابلد ہوتا اور اس کے باوجود معجزانہ طور پر صحیح صحیح پڑھ کر ان کو سنا دیتا تو وہ پھر بھی نہ مانتے اور نہ ماننے کے لئے کئی بہانے تراش لیتے۔ المراد بیان فرط عنادھم وشدۃ شکیمتھم فی المکابرۃ (روح ج ۱۹ ص ۱۲۷) وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ الذی لا یحسن العربیۃ فضلا ان یقدر علی نظم مثلہ فقرأہ علیھم ھکذا معجزا الکفروا بہ کما کفروا ولتمحلوا لجحودھم عذرا وسموہ سحرا (مدارک ج ۳ ص ۱۵۱) یا مطلب یہ ہے کہ اگر ہم یہ قرآن کسی عجمی پر عجمی زبان میں نازل کر دیتے تو غرور واستکبار کی وجہ سے اس پر ایمان نہ لاتے اور عذر کرتے کہ ہم اس کی زبان ہی نہیں سمجھتے وقیل المعنی ولو نزلناہ علی بعض الاعجمین بلغۃ العجم فقرأہ علیھم ما کانوا بہ مؤمنین لعدم فھمھم واستنکافھم من اتباع العجم (ابو السعود ج ۶ ص ۵۵) لیکن علامہ ابو السعود اس معنی کو مناسب مقام نہیں سمجھتے چنانچہ وہ معنی مذکور کے بعد فرماتے ہیں ولیس بذلك فانہ بمعزل من المناسبۃ لمقام بیان تمادیھم فی المکابرۃ والعناد ۱۷۰ یہ تخویف دنیوی ہے۔ سَلَكْنٰهُ میں ضمیر مفعول شرک وتکذیب یا استہزاء سے کنایہ ہے قال ابن عباس والحسن ومجاھد ادخلنا الشرك والتکذیب (معالم وخازن ج ۵ ص ۱۰۵) مشرکین کے دلوں میں شرک کی بیماری اور پھر توحید کی تکذیب اور اس سے استہزاء کا روگ سرایت کر چکا ہے اور وہ اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ المناک عذاب کو نہ دیکھ لیں فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً الخ لیکن عذاب اچانک انہیں آلے گا اور اس سے پہلے انہیں اس کا علم نہ ہوگا تاکہ اس کی آمد سے پہلے وہ ایمان لے آئیں۔ فَيَقُوْلُوْا الخ جب عذاب آپہنچے گا تو اب حسرت وافسوس کے ساتھ تمنا کریں گے کہ انہیں مہلت مل جائے تاکہ وہ اپنی گذشتہ بداعمالیوں کی تلافی کر سکیں۔ ۱۷۱ یہ مشرکین پر زجر ہے

زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۹۶﴾ اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا
پہلوں کی کتابوں میں ف کیا ان کے واسطے نشانی نہیں یہ بات کہ اس کی خبر رکھتے ہیں پڑھے لوگ
بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۹۷﴾ وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ ﴿۱۹۸﴾
بنی اسرائیل کے اور اگر اتارتے ہم یہ کتاب کسی اوپری زبان والے پر ۱۶۹
فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹۹﴾ كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ
اور وہ اس کو پڑھ کر سناتا تو بھی اس پر یقین نہ لاتے ف۲ اسی طرح گھسا دیا ہم نے اس انکار کو
فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۲۰۰﴾ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰى يَرَوُا
گنہگاروں کے دل میں ۱۷۰ وہ نہ مانیں گے اس کو جب تک نہ دیکھ لیں گے
الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۲۰۱﴾ فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾
عذاب دردناک پھر آئے ان پر اچانک اور ان کو خبر بھی نہ ہو
فَيَقُوْلُوْا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۲۰۴﴾
پھر کہنے لگیں کچھ بھی ہم کو فرصت ملے گی کیا ہمارے عذاب کو جلد مانگتے ہیں ۱۷۱
اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ ﴿۲۰۵﴾ ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا
بھلا دیکھ تو اگر فائدہ پہنچاتے رہیں ہم ان کو برسوں پھر پہنچے ان پر جس چیز کا
كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾ مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ ﴿۲۰۷﴾
ان سے وعدہ تھا تو کیا کام آئے گا ان کے جو کچھ فائدہ اٹھاتے رہے
وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ﴿۲۰۸﴾ ذِكْرٰى
اور کوئی بستی نہیں ۱۷۲ غارت کی ہم نے جس کے لئے نہیں تھے ڈر سنانے والے یاد دلانے کو
وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۲۰۹﴾ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ﴿۲۱۰﴾ وَمَا
اور ہمارا کام نہیں بے ظلم کرنا اور اس قرآن کو نہیں لے کر اترے شیطان ۱۷۳ اور نہ
يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۲۱۱﴾ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ
ان سے بن آئے اور نہ وہ کر سکیں ان کو تو سننے کی جگہ سے

۱۷۰ تخویف دنیوی ۱۲
۱۷۱ زجر ۱۲
۱۷۲ تخویف دنیوی ۱۲
۱۷۳ مشرکین کے پہلے شبہ کا جواب ۱۲
ع ۹ عند المتقدمین ۱۱

یعنی یہ ظالم ایک طرف تو مطالبہ کرتے ہیں کہ عذاب جلدی آئے اور دوسری طرف جب عذاب آجاتا ہے تو پھر مہلت مانگتے ہیں۔ اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ۔ تا۔ مَا كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ۔ یہ مشرکین کے عناد ومکابرہ کی مزید وضاحت ہے نیز یہ بتانا مقصود ہے کہ ایمان اور عمل صالح کے بغیر عمر میں اضافہ انہیں عذاب خداوندی سے ہرگز نہیں بچا سکے گا۔ یعنی اگر ہم ان کو سالہا سال مزید مہلت دیدیں اور وہ عیش وعشرت کے مزے لے لیں۔ اس کے بعد ان کے مسلسل کفر وشرک کی وجہ سے موعود عذاب آجائے تو اس مہلت سے انہیں کیا فائدہ پہنچے گا۔ نہ وہ ضد وعناد کی وجہ سے کفر وانکار سے باز آئیں گے، نہ خدا کا عذاب ان سے ٹل سکے گا۔ ۱۷۲ تخویف

موضح قرآن ف یعنی اس قرآن کی خبر لکھی ہے اگلی کتابوں میں اور اس کا مدعا بھی یہی ہے ۱۲ منہ رح ف۲ کافر کہتے تھے کہ قرآن آتا ہے عربی زبان میں اور اس نبی کی زبان بھی عربی ہے شاید آپ ہی کہتا ہو۔ اگر غیر زبان والے پر عربی آتا تو یقین کرتے۔ فرمایا کہ دھوکے والے کا جی کبھی نہیں ٹھہرتا۔ تب اور شبہ نکالتے کہ کوئی سکھا جاتا ہے۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

دنیوی ہے۔ یعنی ہم نے اپنی حجت قائم کرنے سے پہلے کسی قوم کو ہلاک نہیں کیا۔ ہم نے ہر قوم میں دعوت توحید پیش کرنے والے اور ہمارے عذاب سے ڈرانے والے پیغمبر بھیجے۔ جب قوم نے مسلسل ان کی تکذیب کی تو ہم نے اس کو ہلاک کر دیا۔ ہم نے کسی قوم پر ظلم نہیں کیا اور حجت قائم کرنے سے پہلے کسی قوم کو عذاب نہیں دیا۔ ۳ے یہ وَاِنَّهٗ لَتَنۡزِيۡلُ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ سے متعلق ہے۔ اس کے بارے میں مشرکین نے دو شبہے ظاہر کئے تھے اول یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے تابع جن ہیں جو اس کے پاس خبریں لاتے ہیں۔ دوم یہ کہ وہ شاعر ہے اور اس کا کلام شاعرانہ ہوتا ہے جو سننے والوں کو فوراً متاثر کر دیتا ہے۔ یہ مشرکین کے پہلے شبہہ کا جواب ہے۔ و هو رد لقول مشرکی قریش ان لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم تابعًا من الجن یخبرہ کما تخبر الکھنۃ وان القرآن مما القاہ الیه علیه الصلوٰۃ والسلام (روح ج ۱۹ ص ۱۳۲) یعنی اس قرآن کو جو دعوٰی تبارک پر مشتمل ہے شیاطین لے کر نہیں آئے کیونکہ شیاطین جو سراسر ناپاک اور خبیث ہیں اس لائق ہی نہیں اور نہ ان میں اس کی طاقت ہی ہے اس لئے کہ ملاء اعلیٰ کی باتیں سننے سے انہیں دور کر دیا گیا ہے اور ان کی وہاں تک رسائی ممکن ہی نہیں۔ ۴ے فا فصیحہ ہے اور یہ ماقبل کا ثمرہ اور نتیجہ ہے جو پانچ امور پر مشتمل ہے یہ امر اول ہے۔ یعنی جب ثابت ہو گیا کہ برکات دہندہ اللہ تعالیٰ

لَمَعۡزُوۡلُوۡنَ ﴿۲۱۲﴾ فَلَا تَدۡعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوۡنَ مِنَ

دور کر دیا ہے سو تو مت پکار ۱ے اللہ کے ساتھ دوسرا معبود پھر تو پڑے

الۡمُعَذَّبِيۡنَ ﴿۲۱۳﴾ وَاَنۡذِرۡ عَشِيۡرَتَكَ الۡاَقۡرَبِيۡنَ ﴿۲۱۴﴾ وَاخۡفِضۡ

عذاب میں ف اور ڈر سنا دے اپنے قریب کے رشتہ داروں کو ف۲ اور اپنے بازو

جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۲۱۵﴾ فَاِنۡ عَصَوۡكَ فَقُلۡ

نیچے رکھ ان کے واسطے جو تیرے ساتھ ہیں ایمان والے ف۳ پھر اگر تیری نافرمانی کریں تو کہہ دے

اِنِّىۡ بَرِىۡٓءٌ مِّمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۲۱۶﴾ وَتَوَكَّلۡ عَلَى الۡعَزِيۡزِ الرَّحِيۡمِ ﴿۲۱۷﴾ الَّذِىۡ

میں بیزار ہوں تمہارے کام سے ف۴ اور بھروسہ کر اس زبردست رحم والے پر جو

يَرٰىكَ حِيۡنَ تَقُوۡمُ ﴿۲۱۸﴾ وَتَقَلُّبَكَ فِى السّٰجِدِيۡنَ ﴿۲۱۹﴾ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيۡعُ

دیکھتا ہے تجھ کو جب تو اٹھتا ہے ۵ے اور تیرا پھرنا ف۵ نمازیوں میں ف۶ بے شک وہی ہے سننے والا

الۡعَلِيۡمُ ﴿۲۲۰﴾ هَلۡ اُنَبِّئُكُمۡ عَلٰى مَنۡ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيۡنُ ﴿۲۲۱﴾ تَنَزَّلُ

جاننے والا ۶ے میں بتلاؤں تم کو کس پر اترتے ہیں شیطان ۷ے اترتے ہیں

عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيۡمٍ ﴿۲۲۲﴾ يُّلۡقُوۡنَ السَّمۡعَ وَاَكۡثَرُهُمۡ كٰذِبُوۡنَ ﴿۲۲۳﴾

ہر جھوٹے گنہگار پر لا ڈالتے ہیں سنی ہوئی بات اور بہت ان میں جھوٹے ہیں ف۷

وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الۡغَاوٗنَ ﴿۲۲۴﴾ اَلَمۡ تَرَ اَنَّهُمۡ فِىۡ كُلِّ وَادٍ

اور شاعروں کی بات پر چلیں وہی جو بے راہ ہیں ۸ے ف۸ تو نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر میدان میں

يَّهِيۡمُوۡنَ ﴿۲۲۵﴾ وَاَنَّهُمۡ يَقُوۡلُوۡنَ مَا لَا يَفۡعَلُوۡنَ ﴿۲۲۶﴾ اِلَّا الَّذِيۡنَ

سر مارتے پھرتے ہیں ۹ے ف۹ اور یہ کہ وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے ف۹ مگر وہ لوگ جو

اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيۡرًا وَّانۡتَصَرُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا

یقین لائے ۱۰ے اور کام کئے اچھے اور یاد کی اللہ کی بہت اور بدلہ لیا اس کے پیچھے کہ ان

ظُلِمُوۡا ؕ وَسَيَعۡلَمُ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَىَّ مُنۡقَلَبٍ يَّنۡقَلِبُوۡنَ ﴿۲۲۷﴾ ع

پر ظلم ہوا اور اب معلوم کر لیں گے ظلم کرنے والے کہ کس کروٹ الٹتے ہیں ۱۱ے ف۱۰

ع ۱۱ ۳۶ ۱۵

موضح قرآن

ف۱ یہ فرمایا رسول کو اور سنایا اوروں کو ۱۲ منہ رح ف۲ جب یہ آیت اتری حضرت نے سارے قریش کو پکار کر سنا دیا اور اپنی پھوپھی تک اور اپنی بیٹی تک اور چچا تک کہہ سنایا کہ اللہ کے یہاں اپنا فکر کرو۔ خدا کے یہاں میں تمہارا کچھ نہیں کر سکتا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ یعنی شفقت میں رکھ ایمان والوں کو اپنے ہوں یا پرائے ۱۲ منہ رح ف۴ یعنی خلاف حکم خدا جو کوئی کرے اس سے تو بیزار ہو جا اپنا ہو یا پرایا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۵ یعنی جب تو تہجد کو اٹھتا ہے اور یاروں کی خبر لیتا ہے کہ یاد میں ہیں یا غافل ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ف۶ ایک لوگ تھے کاہن کہلاتے کسی شیطان سے دوستی کر رکھتے نذر و نیاز دے کر وہ سب شیطانوں میں مل کر جاتا ہے فرشتوں کی باتیں سننے۔ وہاں انگارے مارتے ہیں۔ جو تارے چھوٹتے نظر آتے ہیں جو ایک دو بات کان میں پڑ گئی آکر اس اپنے دوست پر لا ڈالی اس نے لوگوں کو بنا دی لوگ اس کے قائل ہوئے جو سچا کاہن ہے سو یہ ہے اور بہت لوگ مکر بناتے ہیں۔ یعنی چیز انسان سے چھپی ہے شیطان پر معلوم ہے جیسے سو پچاس کوس کے احوال یا کسی کے جیب میں کیا ہے یا اس کے دل میں کیا خیال ہے اور اگلی چیز شیطان کو بھی معلوم نہیں مگر ایک دو بات جو فرشتوں سے سنی اور دس بیس ملالیں اٹکل سے اٹکل جھوٹ پڑے یا سچ سو شیطان نیک بختوں سے بیزار ہے کہ یہ اس کو برا جانتے ہیں جھوٹے دغا بازوں سے خوش ہے جو اس کی مرضی کے موافق ہیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۷ کافر پیغمبر کو کبھی کاہن بتاتے کبھی شاعر سو فرمایا کہ شاعر کی بات سے کسی کو ہدایت نہیں ہوتی اور اس کی صحبت میں ہزاروں خلق نیکی پر آتے ہیں ۱۲ منہ رح ف۸ یعنی جو مضمون پکڑ لیا اسی کو پڑھاتے چلے گئے ۱۲ منہ رح ف۹ جیسے مردانگی کہتے ہیں اور نہیں رکھتے۔ عشق کہتے ہیں جھوٹ، بیماری کہتے ہیں جھوٹ ۱۲ منہ رح ف۱۰ مگر جو کوئی شعر میں اللہ کی حمد کہے یا کفر کی مذمت یا گناہ کی برائی یا کافر اسلام کی ہجو کریں یہ اس کا جواب دے ویسا شعر عیب نہیں ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی از قیام برکوع و از رکوع بسجود ۱۲ ف۲ یعنی نماز گذاران ۱۲ ف۳ یعنی بہر مضمون مبالغہ میکنند ۱۲۔

ہی ہے اور کوئی نہیں اور یہ دعوی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو اب اللہ کے سوا حاجات میں کسی کو مت پکارو ورنہ سخت عذاب ہوگا۔ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ
الْاَقْرَبِيْنَ۔ یہ دوسرا امر ہے اپنے قریبی رشتہ داروں کو بھی ڈراؤ کہ وہ اللہ کے سوا کسی اور کو برکات دہندہ نہ سمجھیں۔ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ الخ یہ تیسرا امر ہے جو ایمان
لا چکے ہیں ان سے نرمی کا برتاؤ کریں۔ فَاِنْ عَصَوْكَ الخ یہ چوتھا امر ہے مشرکین جو آپ کی بات نہیں مانتے ان سے آپ صاف کہہ دیں کہ میں تمہارے مشرکانہ اعمال سے بیزار
ہوں۔ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الخ یہ پانچواں امر ہے اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ اگر مشرکین آپ کی بات نہیں مانتے تو آپ فکر نہ کریں وہ آپ
کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکیں گے آپ اللہ پر بھروسہ کریں وہ آپ کو مشرکین پر غلبہ عطا فرمائے گا۔ کیونکہ وہ غالب اور مہربان ہے وہ اپنے دشمنوں کو مغلوب اور اپنے دوستوں
کو غالب کرتا ہے۔ ۷۵ اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہے جو آپ کی تمام نقل و حرکت کو دیکھتا ہے حِيْنَ تَقُوْمُ جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔
وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ اور جب صحابہ کو نماز پڑھاتے ہیں اس وقت ایک حالت نماز سے دوسری حالت میں آپ کے تقلب کو بھی جانتا ہے یعنی قیام،
رکوع، سجود اور قعود وغیرہ حالات میں۔ (حِيْنَ تَقُوْمُ) ای الی الصّلٰوۃ (وَتَقَلُّبَكَ) ای ویری سبحانہ تعایرك من حال کالجلوس والسجود والی اخر کالقیام
(فِي السّٰجِدِيْنَ) ای فیما بین المصلین اذا اممتھم (روح ج ۱۹ ص ۱۳۷) یا مطلب یہ ہے کہ جب آپ نماز تہجد کے لئے اٹھتے ہیں اس وقت بھی وہ آپ کو دیکھتا
ہے وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ۔ اور نماز تہجد پڑھنے والوں میں آپ کے چلنے پھرنے کو بھی دیکھتا ہے۔ السّاجدین سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مراد ہیں
جو نماز تہجد پڑھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو چکر لگا کر معلوم کرتے کہ صحابہ رض کس طرح اللہ کی عبادت میں مصروف ہیں۔ وھو ذکر ما کان یفعلہ
فی جوف اللیل من قیامہ للتہجد وتقلبہ فی تصفح احوال المتہجدین من اصحابہ لیطلع علیہم من حیث لا یشعرون ولیعلم کیف یعبدون اللہ و
یعملون لاٰخرتھم (مدارک ج ۳ ص) اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ یہ ماقبل کے لئے علت ہے یعنی وہ آپ کے تمام احوال کو جانتا ہے اس لئے کہ وہ سب کچھ سننے اور سب کچھ جاننے
والا ہے۔ سیوطی وغیرہ اور شیعوں نے سَاجِدِيْنَ سے حضور علیہ السلام کے آباء و اجداد مراد لئے ہیں اور اس سے یہ ثابت کیا ہے کہ حضور علیہ السلام کے
آباء و اجداد میں کوئی مشرک نہیں ہوا۔ لیکن یہ مفہوم خلاف ظاہر ہے اور نہ اس سے اس پر استدلال صحیح ہے جیسا کہ علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔ اِنی لا اقول
بحجیۃ الاٰیۃ علی ھذا المطلب (روح ج ۱۹ ص ۱۳۶) ۷۶ یہ پہلے جواب ہی سے متعلق ہے اور اس میں بتایا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر شیاطین کا نازل
ہونا محال ہے۔ یعنی شیاطین تو کاہنوں کے پاس آتے ہیں جو بڑے ہی جھوٹے اور بدعمل ہوتے ہیں۔ وہ شیطانوں کی باتیں غور سے سنتے ہیں اور ان کی اکثر
باتیں جھوٹی اور بے اصل ہوتی ہیں۔ لیکن اس کے برعکس محمد صلی اللہ علیہ وسلم سراپا صدق و صفا ہیں، انہوں نے آج تک ساری زندگی میں کبھی جھوٹ
نہیں بولا، ان کا کردار بھی آئینے کی مانند پاک اور شفاف ہے اس لئے شیاطین کا آپ کے پاس آنا ناممکن اور محال ہے۔ وحیث کانت ساحۃ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم منزھۃ عن ان یحوم حولھا شائبۃ شیء من تلک الاوصاف اتضح استحالۃ تنزلھم علیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام (ابو السعود ج ۶ ص ۵۶۴)
۷۷ یہ مشرکین کے دوسرے شبہے کا جواب ہے۔ مشرکین نے کہا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) شاعر ہے اور شعراء کی طرح شعر بناتا ہے تو یہاں اس کا
جواب دیا گیا۔ مسوق لتنزیھہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایضا عن ان یکون وحاشاہ من الشعراء وابطال زعم الکفرۃ ان القراٰن من قبیل الشعر (روح ج ۱۹ ص ۱۴۵)
یعنی شاعروں کی پیروی تو گمراہ لوگ کرتے ہیں مطلب یہ ہے کہ شعراء چونکہ خود گمراہ ہوتے ہیں اس لئے وہ اپنے اشعار میں کفر و شرک اور ضلالت و غوایت
کے جو مضامین بیان کرتے ہیں، گمراہ لوگ ان کی پیروی کرتے ہیں۔ قالہ الشیخ قدس سرہ۔ ۷۸ یہ شاعروں کے گمراہ ہونے کی پہلی دلیل ہے۔ یہ بات مشاہدے
میں آچکی ہے کہ شعراء ہر وادی میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ وہ حق و باطل ایک ہی چیز کی مدح و ہجاد اور افراط و تفریط غرضیکہ ہر میدان میں طبع آزمائی کرتے ہیں۔ وَ
اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ الخ یہ ان کے غاوی (گمراہ) ہونے کی دوسری دلیل ہے کہ ان کے قول اور عمل میں موافقت نہیں ہوتی وہ زبان سے کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ
اور ہیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ان دونوں گمراہیوں سے پاک ہے۔ آپ کی زبان سے صرف حق ہی نکلتا ہے اور آپ جو کچھ زبان سے فرماتے
ہیں اس کے موافق عمل بھی کرتے ہیں۔ فقد ظھر بھذا ان حال محمد صلی اللہ علیہ وسلم ما کان یشبہ حال الشعراء (کبیر ج ۶ ص ۵۹۴) ۷۹
مومن اور نیک شعراء کو ماقبل سے مستثنیٰ کر دیا گیا۔ وہ شعراء جو مومن اور صالح ہیں اور اپنے اشعار میں اللہ کی توحید، اس کی حمد و ثنا، مدح پیغمبر علیہ السلام اور
ترغیب و ترہیب کا ذکر کرتے ہیں۔ وہ کسی کی ہجو میں ابتداء نہیں کرتے ہاں اگر کوئی اسلام پر یا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر حملہ کرے تو اس کا جواب دیتے
ہیں۔ ای کان ذکر اللہ وتلاوۃ القراٰن اغلب علیھم من الشعر واذا قالوا شعرًا قالوہ فی توحید اللہ تعالیٰ والثناء علیہ والحکمۃ والموعظۃ والزھد و
الادب ومدح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والصحابۃ وصلحاء الامۃ ونحو ذلک مما لیس فیہ ذنب (مدارک ج ۳ ص ۱۵۳) ۸۰ یہ تخویف دنیوی ہے اَلَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا سے مشرک
مراد ہیں جو توحید کا انکار کرتے اور حضور علیہ السلام پر طرح طرح کے طعن کرتے تھے ای اشرکوا وھجوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو الطاھر المطھر
من الھجاء (خازن ومعالم ج ۵ ص ۱۱۰) اب مشرکین طرح طرح کے اعتراض کرتے ہیں اور ضد و عناد سے دعوی توحید کو نہیں مانتے لیکن عنقریب ہی جان لیں گے کہ ان کا
کیا انجام ہونے والا ہے۔ یہ مشرکین کے لئے وعید شدید ہے ولما ذکروا انتصروا من بعد ما ظلموا توعد الظالمین ھذا التوعد العظیم الھائل الصادع للاکباد
وابھم فی قولہ اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ (بحر ج ۷ ص ۴۹) تہدید شدید ووعید اکید (روح ج ۱۹ ص ۱۵۳) وَاٰخِرُ دَعْوٰنَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

سورۂ الشعراء میں آیاتِ توحید

۱۔ اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَی الْاَرْضِ ــ تا ــ مِنْ کُلِّ زَوْجٍ کَرِیْمٍ ہ جب یہ سارے کام اللہ تعالیٰ کرتا ہے تو برکات دہندہ بھی وہی ہے اور کوئی نہیں۔

۲۔ اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ ــ تا ــ وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ یَفْعَلُوْنَ ہ (ع ۵) نفی شرک فی التصرف۔

۳۔ اَلَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَ یَهْدِیْنِ ــ تا ــ وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ ہ یہ سارے کام اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہیں اس لئے کارساز اور برکات دہندہ بھی وہی ہے۔

۴۔ وَقِیْلَ لَهُمْ اَیْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ــ تا ــ وَمَآ اَضَلَّنَآ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ہ مشرکین جن کو برکات دہندہ اور سفارشی سمجھتے ہیں قیامت کے دن وہ ان کو خدا کے عذاب سے نہیں چھڑا سکیں گے۔ معلوم ہوا کہ دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ ہی برکات دہندہ ہے اور کوئی نہیں۔

۵۔ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ــ تا ــ عُلَمٰٓؤُا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ (ع ۱۱) دعویٰ تبارک اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے، وہ پہلی کتابوں میں بھی مذکور ہے اور علمار اہل کتاب بھی اس کی صداقت کو جانتے ہیں۔

۶۔ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِیْنَ ہ جب ثابت ہو گیا کہ اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں تو حاجات و بلیات میں اس کے سوا کسی کو مت پکارو۔

سورۃ النمل

ربط سورۂ نمل کو ماقبل کے ساتھ نامی ربط یہ ہے۔ سورۂ فرقان میں فرمایا یہ دعویٰ توحید حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے پھر سورۂ شعراء میں فرمایا یہ شاعری نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اب سورۂ نمل میں بیان ہوگا کہ اس بارے میں نمل (چیونٹی) کا بیان بھی سن لو یَاَیُّھَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰکِنَکُمْ لَا یَحْطِمَنَّکُمْ سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُہٗ وَھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ○ اے چیونٹیو! اپنی بلوں میں گھس جاؤ کہیں سلیمان اور ان کے لشکری تمہیں لاعلمی سے روند نہ ڈالیں۔ کیونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے اصحاب جو اولیاء اللہ تھے عالم الغیب نہ تھے۔ وَھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ○ کی قید سے معلوم ہوا کہ چیونٹی کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے اصحاب عالم الغیب نہیں۔

سورۂ نمل کا ماقبل سے معنوی ربط حسب ذیل ہے۔ سورۃ الفرقان میں دعویٰ تَبٰرَکَ پر زیادہ تر عقلی دلائل ذکر کئے گئے اور سورۃ الشعراء میں زیادہ تر نقلی دلائل مذکور ہوئے اب سورۂ نمل میں چار واقعات کے ضمن میں دعویٰ مذکورہ کی دو علتیں بیان کی جائیں گی یعنی عالم الغیب ہونا اور کارساز اور متصرف و مختار ہونا۔ چونکہ عالم الغیب اور کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں اس لئے برکات دہندہ بھی وہی ہے۔

خلاصہ تِلْکَ اٰیٰتُ الْقُرْاٰنِ – تا – وَبُشْرٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ ○ تمہید مع ترغیب۔ اَلَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ الخ بشارت۔ اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ – تا – ھُمُ الْاَخْسَرُوْنَ تخویف اخروی۔ وَاِنَّکَ لَتُلَقَّی الْقُرْاٰنَ الخ ترغیب الی القرآن مع تسلی۔ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِاَھْلِہٖ – تا – فَانْظُرْ کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الْمُفْسِدِیْنَ ○ یہ پہلا واقعہ ہے اور اس کے ضمن میں دعویٰ تبارک کی پہلی علت کا بیان مقصود ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے اس واقعہ کی تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غیب داں نہ تھے۔ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ عِلْمًا (ع ۲) – تا – وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ یہ دوسرا واقعہ ہے اور اس کے ضمن میں بھی پہلی علت ہی کا ذکر ہے۔ ہُدہُد کے غائب ہونے کی وجہ، ملکۂ سبا اور اس کی قوم کے حالات کا حضرت سلیمان علیہ السلام کو علم نہ تھا تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ غیب داں نہ تھے۔ عالم الغیب صرف اللہ ہی ہے اس لئے برکات دہندہ بھی وہی ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صٰلِحًا – تا – وَاَنْجَیْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ ○ (ع ۴) یہ تیسرا واقعہ ہے جس کے ضمن میں دعوے کی دوسری علت بیان کی گئی ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام اور ایمان والوں کو اللہ نے بچالیا اور مشرکین کو ہلاک کر دیا۔ ایمان والوں کو بچانا اور مشرکین کو ہلاک کرنا اللہ کا کام ہے اور یہ اسی کے تصرف و اختیار میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ برکات دہندہ بھی وہی ہے اور کوئی نہیں۔ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِہٖ – تا – فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِیْنَ ○ یہ چوتھا واقعہ ہے اور اس کے ضمن میں بھی دوسری علت مذکور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام اور مومنین کو بچالیا اور مجرمین کو ہلاک کر دیا۔ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الخ (ع ۵) یہ لف و نشر غیر مرتب کے طور پر تیسرے اور چوتھے واقعہ پر متفرع ہے یعنی ان دونوں قصوں سے معلوم ہوا کہ صفاتِ کارسازی کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ کافروں کو ہلاک کرنا اور اپنے فرمانبردار بندوں کو عذاب سے بچا کر سلامتی عطا فرمانا اسی کا کام ہے لہٰذا برکات دہندہ بھی وہی ہے اور حاجات میں صرف اسی کو پکارنا چاہئے۔

اس کے بعد اس علت پر پانچ عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ پہلی عقلی دلیل اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ الخ دوسری عقلی دلیل اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا الخ تیسری عقلی دلیل اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ الخ یہ مقصودی دلیل ہے۔ جب یہ تمام تصرفات اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں اور حاجت روا بھی وہی ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ برکات دہندہ بھی وہی ہے لہٰذا مصائب و حاجات میں صرف اسی کو پکارنا چاہئے۔ چوتھی عقلی دلیل اَمَّنْ یَّھْدِیْکُمْ الخ پانچویں عقلی دلیل اَمَّنْ یَّبْدَؤُا الْخَلْقَ الخ قُلْ ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ الخ یہ مذکورہ پانچوں دلیلوں سے متعلق ہے یعنی ہم نے تو اپنے دعوے پر دلائل واضحہ بیان کر دیئے ہیں لیکن اگر اب بھی تم نہیں مانتے ہو تو کوئی دلیل ہے تو پیش کرو۔

قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ الخ یہ لف و نشر غیر مرتب کے طور پر پہلے دونوں قصوں پر متفرع ہے یعنی زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔ وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا الخ (ع ۶) شکوہ ہے۔ دوبارہ جی اٹھنے کی بات ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا سے بھی کہی گئی۔ بھلا جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے تو پھر دوبارہ جی اٹھنا کیسا یہ تو محض افسانہ ہے۔ قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ الخ منکرین کے لئے تخویف دنیوی ہے۔ وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْھِمْ الخ تسلی برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی ھٰذَا الْوَعْدُ الخ یہ دوسرا شکویٰ ہے۔ قُلْ عَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنَ الخ یہ جواب شکویٰ ہے۔ اب آخر میں ہر علت پر ایک ایک عقلی دلیل ذکر کی گئی ہے۔

وَاِنَّ رَبَّکَ لَیَعْلَمُ مَا تُکِنُّ الخ یہ پہلی عقلی دلیل ہے اور پہلی علت سے متعلق ہے۔ یعنی سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ الخ جملہ معترضہ برائے بیان صداقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ الخ تخویف دنیوی۔ وَیَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ الخ (ع ۷) یہ تخویف اخروی ہے۔ اَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّیْلَ الخ یہ دوسری عقلی دلیل ہے اور دوسری علت سے متعلق ہے۔ یعنی متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہے لہٰذا برکات دہندہ بھی وہی ہے۔ وَیَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَۃِ الخ بشارت اخروی ہے۔ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّیِّئَۃِ الخ تخویف اخروی۔

اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ الخ آخر میں دعویٰ مذکورہ پر دلیل وحی بطور ثمرہ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ ○ یہ پہلے دونوں قصوں پر متفرع ہے یعنی مجھے معلوم نہیں کہ عذاب کب آئیگا میں تو صرف ڈرانیوالا ہوں قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ سَیُرِیْکُمْ الخ یہ پچھلے دونوں قصوں پر متفرع ہے یعنی تمام صفات کارسازی اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں

مختصر خلاصہ

ابتداء میں تمہید مع ترغیب۔ تین بار تسلی کا ذکر۔ ایک بار ابتداء میں دو بار آخر میں۔ انبیاء علیہم السلام کے چار قصے۔ پہلے دو قصوں کے ضمن میں پہلی علت بیان کی گئی ہے اور پچھلے دو قصوں میں دوسری علت کا ذکر ہے، اس کے بعد لف و نشر غیر مرتب کے طور پر پچھلے دو قصوں کا ثمرہ ذکر کیا گیا ہے۔ پھر دوسری علت پر پانچ عقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں ہر دلیل کے بعد ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ فرما کر بندوں سے سوال کیا گیا ہے کہ اس دلیل میں غور کر کے بتاؤ کیا اللہ کے سوا کوئی اور الٰہ ہو سکتا ہے؟ اور اس کے بعد پہلے دو قصوں کا ثمرہ مذکور ہے۔ اس کے بعد لف و نشر مرتب کے طور پر دونوں علتوں پر ایک ایک عقلی دلیل پیش کی گئی ہے۔ آخر میں بطور ثمرہ دونوں پر ایک دلیل وحی ذکر کی گئی ہے اور اختتام پر لف و نشر مرتب کے طور پر اول پہلے دونوں قصوں کا پھر پچھلے دونوں قصوں کا ثمرہ ذکر کیا گیا ہے۔ ۲ یہ تمہید اور ترغیب الی القرآن ہے۔ كِتَابٌ مُّبِيْنٌ سے مراد قرآن ہے از قبیل عطف صفت علی الصفۃ کیونکہ القرآن اور کتاب مبین دونوں ایک ہی چیز کی صفتیں ہیں۔ والمراد بہ القراٰن وعطفہ علیہ مع اتحادہ معہ فی الصدق کعطف احدی الصفتین علی الاخری کما فی قولھم ھذا فعل السخی والجواد الکریم (روح ج ۱۹ ص ۱۵۵) یا کتابٌ مبین سے جنس کتب مراد ہے جو تمام کتب سابقہ کو شامل ہے اس صورت میں اٰیٰتُ الْقُرْاٰنِ سے اس طرف اشارہ ہوگا کہ اس سورت میں بعض مضامین ایسے مذکور ہیں جو کتب سابقہ میں نہیں تھے جیسا کہ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ سے معلوم ہوتا ہے۔ اور كِتَابٌ مُّبِيْنٌ سے ان مضامین کی طرف اشارہ ہے جو کتب سابقہ میں مذکور تھے۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ۳ یہ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ سے حال ہے یا تِلْكَ کے لئے خبر بعد خبر ہے (مدارک)۔ یعنی اس سورت میں مذکور چاروں قصوں کے ضمن میں توحید کے جو مضامین مذکور ہیں ان میں مومنوں کے لئے ہدایت اور صراط مستقیم کی طرف صحیح راہنمائی ہے نیز مذکورہ اوصاف سے متصف مومنوں کے لئے بشارت کا ذکر ہے۔ ۴ اَلَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ الخ یہ سورت ان مومنوں کے لئے ہدایت و بشارت ہے جو نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں اور آخرت پر بھی یقین رکھتے ہوں۔ ۴ یہ منکرین کے لئے تخویف اخروی ہے۔ جو لوگ آخرت کے منکر ہیں وہ اس کے علاوہ شرک بھی کرتے ہیں اور اپنے مشرکانہ اعمال کو بہت عمدہ خیال کرتے ہیں۔ وہ غیر اللہ کو کارساز اور برکات دہندہ سمجھ کر پکارنے کو بہت بڑا عمل صالح تصور کرتے ہیں۔ ان کو اس کی سخت ترین سزا دی جائیگی اور آخرت میں وہ سب سے زیادہ خسارے میں رہیں گے۔ کیونکہ وہ اجر و ثواب سے محروم رہیں گے اور عذاب میں مبتلا ہوں گے اور یہی سب سے بڑا خسارہ ہے۔ ای اشد الناس خسرانا لفوات الثواب واستحقاق العقاب (ابو السعود ج ۶ ص ۲۷۷) ۵ یہ ترغیب الی القرآن ہے۔ یہ قرآن ایک عظیم الشان کتاب ہے جو حکیم و علیم خدا نے اپنے پیغمبر پر نازل فرمائی اس لئے اس کو ضرور ماننا اور اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی بھی ہے۔ سورت کے آخر میں بھی دو بار تسلی کا ذکر ہے وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ الخ اور فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ الخ (ع ۶-۷) یعنی یہ رفیع المنزلت کتاب اللہ تعالیٰ نے آپ پر نازل فرمائی ہے، آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

سُوْرَةُ النَّمْلِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثٌ وَّتِسْعُوْنَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ نمل ۱ مکہ میں اتری اور اس کی ترانوے آیتیں اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

طٰسٓ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۝۱ هُدًى وَّ

یہ آیتیں ہیں ۲ قرآن اور کھلی کتاب کی ۳ ہدایت اور

بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝۲ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ

خوشخبری ایمان والوں کے واسطے جو قائم رکھتے ہیں نماز کو اور

يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝۳

دیتے ہیں زکوٰۃ اور ان کو آخرت پر یقین ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ

جو لوگ نہیں مانتے ۴ آخرت کو اچھے دکھلائے ہم نے ان کی نظروں میں ان کے کام

فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ ۝۴ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ

سو وہ بھٹکے پھرتے ہیں وہی ہیں جن کے واسطے بری طرح کا عذاب ہے

وَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ۝۵ وَاِنَّكَ

اور آخرت میں وہی ہیں خراب اور تجھ کو تو

لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۝۶ اِذْ قَالَ

قرآن پہنچتا ہے ۵ ایک حکمت والے خبردار کے پاس سے جب کہا

مُوْسٰى لِاَهْلِهٖٓ اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا ۭ سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا

موسیٰ نے ۶ اپنے گھر والوں کو میں نے دیکھی ہے ایک آگ اب لاتا ہوں تمہارے پاس وہاں

بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝۷

سے کچھ خبر یا لاتا ہوں انگارا سلگا کر شاید تم سینکو

فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِيَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ

پھر جب پہنچا اس کے پاس ؎۵ آواز ہوئی کہ برکت ہے اس پر جو کوئی کہ آگ میں ہے اور جو

حَوْلَهَا ؕ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ⑧ يٰمُوْسٰۤى

اس کے پاس ہے اور پاک ہے ذات اللہ کی رب ہے سارے جہان کا ؎۱ ؎۶ اے موسیٰ ؎۹

اِنَّهٗۤ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ⑨ وَاَلْقِ عَصَاكَ ؕ

وہ میں اللہ ہوں زبردست حکمتوں والا اور ڈال دے اپنی لاٹھی

فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ

پھر جب دیکھا اس کو ؎۱۰ پھنپھناتے جیسے سانپ کی شکل لوٹا پیٹھ پھیر کر اور

يُعَقِّبْ ؕ يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ ۫ اِنِّيْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ

دیکھا اے موسیٰ مت ڈر ؎۱۱ میں جو ہوں میرے پاس نہیں ڈرتے

الْمُرْسَلُوْنَ ⑩ ۖ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًۢا

رسول ؎۲ مگر جس نے زیادتی کی پھر بدلے میں نیکی کی

بَعْدَ سُوْٓءٍ فَاِنِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑪ وَاَدْخِلْ يَدَكَ

برائی کے پیچھے تو میں بخشنے والا مہربان ہوں ؎۱۳ اور ڈال دیجے ہاتھ اپنا

فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ فِيْ تِسْعِ

اپنے گریبان میں ؎۱۲ کہ نکلے سفید ہو کر نہ کسی برائی سے یہ دونوں مل کر نو

اٰيٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ⑫

نشانیاں لے کر جا فرعون اور اس کی قوم کی طرف بے شک وہ تھے لوگ نافرمان ؎۴

فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ⑬

پھر جب پہنچیں ان کے پاس ہماری نشانیاں سمجھانے کو بولے یہ جادو ہے صریح

وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَاۤ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّ

اور ان کا انکار کیا ؎۱۳ اور ان کا یقین کر چکے تھے اپنے جی میں بے انصافی اور

اگر معاندین نہیں مانتے تو آپ غم نہ کریں اور اللہ پر بھروسہ کر کے اس کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف رہیں۔ آپ کی دعوت سراپا حق ہے اور آخر کار فتح و کامرانی آپ ہی کو نصیب ہو گی۔ ؎۶ یہ پہلا قصہ ہے اور پہلی علت جو پہلے دعوے سے متعلق ہے اس قصے کی تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام عالم الغیب نہ تھے۔ اس واقعہ میں ایمان والوں کے لئے ہدایت بھی ہے اور بشارت بھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام مدتِ اجارہ پوری کر کے جب اپنے اہلِ بیت یعنی بیوی کو ساتھ لے کر مدین سے مصر روانہ ہوئے تو راستے میں وادی طوی میں رات آگئی رات اندھیری تھی اس لئے راستہ بھول گئے اور سردی بھی شدت کی تھی۔ اسی اثنا میں ایک طرف آگ دکھائی دی تو بیوی سے فرمایا تم یہاں ٹھہرو میں آگ کے پاس جاتا ہوں وہاں کوئی آدمی ہو گا اس سے راستہ پوچھوں گا اگر کوئی موجود نہ ہوا تو کم از کم سینکنے تاپنے کے لئے انگارا ہی لے آؤں گا۔ شہاب ای شعلة مضیئة (مدارک ج ۳ ص ۱۵۵) قبس اسم مفعول کے معنوں میں ہے اور شہاب کی صفت ہے یا اس سے بدل ہے ای بشعلة نار مقبوسة ای ماخوذة من اصلها فقبس صفة شهاب او بدل منه (روح ج ۱۹ ص ۱۵۹) ؎۷ موسیٰ علیہ السلام جب وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ جسے وہ آگ سمجھے تھے وہ دنیوی آگ نہیں بلکہ وہ نورانی آگ ہے اور نورِ الٰہی کی تجلی ہے۔ اَنْۢ بُوْرِكَ، اَنْ مخففہ من المثقلہ ہے۔ اس کا اسم مقدر ہے اور اس سے پہلے بار مقدر ہے مخففة من الثقيلة وتقديره نودی بانه بورك والضمير ضمير الشان (مدارک ص ۱۵۵) جب موسیٰ علیہ السلام وہاں پہنچے تو آواز آئی اس آگ میں جس کی تجلی کا نور ظہور ہے وہ مبارک ہے اور اس کے ارد گرد جو زمین کا خطہ ہے یا اس کے چاروں طرف جو فرشتے ہیں وہ بھی مبارک ہیں۔ اصل برکات دہندہ وہی ہے جس کا یہاں نور تجلی ظاہر ہوا ہے اور باقی چیزوں کو بھی اسی ہی نے برکت عطا فرمائی۔ من فی النار هو نور الله ومن حولها الملائكة وهو مروی عن قتادة و الزجاج (کبیر ج ۶ ص ۵۵۵) ؎۸ اس سے پہلے اَقُوْلُ مقدر ہے یا یہ نودی کے تحت داخل اور اَنْۢ بُوْرِكَ پر معطوف ہے والظاهر ان قوله وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ داخل تحت قوله نودی الخ (بحر ج ۷ ص ۵۶) یعنی اللہ تعالیٰ مکان، جہت، جسم و رنگ اور دیگر صفاتِ مخلوقین سے پاک اور منزہ ہے۔ آگ میں اس کے ظہور کا مطلب یہ نہیں کہ معاذ اللہ اس کی ذات اس میں حلول

موضح قرآن ف۱ آگ کے اندر اور آس پاس فرشتے مقرب تھے آگ نہ تھی ان کا نور تھا اور آواز دی غیب سے اللہ تعالیٰ نے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ف۲ اول شکل سی بن گئی تھی پتلی جب فرعون کے آگے ڈالی تو ناگ ہو گئی بڑھ کر ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ موسیٰ علیہ السلام سے چوک کر ایک کافر کا خون ہو گیا تھا، اس کا ڈر تھا، ان کے دل میں ان کو معاف کر دیا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۴ سورہ اعراف میں وہ سات نشانیاں ہو چکیں فائدہ وہ نشان یہ ہیں۔ قحط، اور میووں کا نقصان اور طوفان، اور ٹڈی اور چچڑی، اور مینڈک اور لہو اور ہاتھ سفید چٹا اور عصا یہ دونوں یہاں موجود ہیں اور سات سورۂ اعراف میں اس رکوع میں سے، جس کا شروع ہے وَلَقَدْ اَخَذْنَاۤ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ ۱۲ منہ رحمۃ اللہ علیہ

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید کسیکہ در آتش است ملائکہ در ان نور مصور بصورت آتش بودند و کسیکہ گرد آتش بودند ملائکہ دیگر کہ فروتر از ایشان بودند ۱۲۔

کرآئی بلکہ مراد یہ ہے کہ اس میں اس کی تجلی کا ظہور ہوا۔ **ف۹** اے موسیٰ اس وقت تم سے کلام کرنے والا میں ہوں جو سارے جہاں میں متصرف اور فاعل مختار ہوں اَلْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ یہ ماقبل کے لئے بمنزلۂ علت ہے۔ کیونکہ میں قدرت کے اعتبار سے سب پر غالب اور علم وحکمت کے اعتبار سے ہر چیز پر حاوی ہوں۔ وَاَلْقِ عَصَاکَ یہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت وحکمت کا ذکر کرنے کے بعد موسیٰ علیہ السلام کو اپنی لاٹھی زمین پر پھینکنے کا حکم دیا تاکہ یہ بات واضح ہوجائے کہ یہ معجزۂ عصا اور یدِ بیضاء اگرچہ موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے لیکن ان کا ظہور محض اللہ کی قدرت سے ہوا اس میں موسیٰ علیہ السلام کے اختیار وتصرف کو کوئی دخل نہیں۔ **ف۱۰** وہ چھوٹا سانپ جو تیزی سے حرکت کرے۔ دوسری جگہ اس سانپ کو ثُعْبَانٌ (اژدہا) سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہاں اسے چھوٹے سانپ سے تشبیہ دی گئی ہے یعنی اگرچہ وہ بہت بڑا اژدہا بن گیا لیکن حرکت کی تیزی میں چھوٹے سانپ کی مانند تھا۔ شبہہا سبحانہ فی شدۃ حرکتہا واضطرابہا مع عظم جثتہا بصغار الحیات السریعۃ الحرکۃ الخ (روح ج ۱۹ ص۱۶۳)۔ **ف۱۱** حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اژدہا کو دیکھا تو پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا تو ارشاد ہوا اے موسیٰ! مت ڈرو، کیونکہ میرے قرب میں پیغمبر کسی چیز سے نہیں ڈرا کرتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو باین جلالت شان یہ معلوم نہ ہوسکا کہ یہ سانپ ان کو ضرر نہ پہنچا سکے گا۔ اس سے واضح ہوگیا کہ وہ عالم الغیب نہ تھے اور ہر چیز کو جاننا اللہ تعالیٰ کی خصوصیت ہے۔ اس سے ایمان والوں کو ہدایت اور راہنمائی ملتی ہے کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ الخ استثناء منقطع ہے اور اِلَّا بمعنی لٰکِنْ ہے اور بَدَّلَ بمعنی تَابَ قال صاحب المطلع والمعنی علیہ لکن من ظلم من سائر العباد ثم تاب فانی اغفرلہ (روح ج۱۹ ص۱۶۴)۔ یا لَا یَخَافُ بمعنی لَا یَتَضَرَّرُ یعنی تکلیف نہیں اٹھاتا اور اِلَّا بمعنی بَلْ ہے جو ترقی کے لئے ہوتا ہے۔ اس صورت میں حاصل یہ ہوگا اے موسیٰ! میں کسی پر ظلم نہیں کرتا تاکہ کوئی مجھ سے ڈر کر بھاگے بلکہ اگر کوئی ظلم کرنے کے بعد توبہ کرکے اپنی اصلاح کرلے تو میں اسے بھی معاف کردیتا اور اس پر رحم کرتا ہوں کیونکہ میں غفور رحیم ہوں۔ قالہ الشیخ قدس سرہٗ۔ **ف۱۲** یہ دوسرا معجزہ ہے۔ مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ یعنی یہ ہاتھ کا سفید نمودار ہونا برص وغیرہ کسی بیماری کی وجہ سے نہیں بلکہ ایک معجزہ ہے۔ من غیر سوء من غیر برص (معالم وخازن ج۵ ص۱۱۲) فِیْ تِسْعِ اٰیٰتٍ الخ یہ فعل مقدر کے متعلق ہے۔ ای ارسلنا یعنی ہم نے ان کو نو معجزے دیکر بھیجا۔ دو یہاں مذکور ہیں اور سات ان کے علاوہ ہیں۔ فَلَمَّا جَآءَتْھُمْ الخ، مبصرۃ، اٰیٰتُنَا سے حال ہے۔ یہ فرعون اور قوم فرعون کے فسق وفجور اور ان کی ضد وعناد کی حد تھی جب انہوں نے واضح اور روشن معجزات کو دیکھ لیا تو ماننے کے بجائے صاف کہہ دیا یہ سب جادو کے کرتب اور

عُلُوًّا ۭ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۴﴾ وَ

غرور سے سو دیکھ لے کیسا ہوا انجام خرابی کرنے والوں کا اور

لَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ

ہم نے ف۱ دیا داؤد اور سلیمان کو ایک علم اور بولے شکر اللہ کا

الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰي كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵﴾

جس نے ہم کو بزرگی دی اپنے بہت سے بندوں ایمان والوں پر

وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا

اور قائم مقام ہوا سلیمان داؤد کا ف۱ اور بولا ف۲ اے لوگو ہم کو سکھائی ہے

مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۭ اِنَّ ھٰذَا

بولی اڑتے جانوروں کی اور دیا ہم کو ہر چیز میں سے بے شک یہی ہے

لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۶﴾ وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ

فضیلت صریح ف۳ اور جمع کئے گئے سلیمان کے پاس اس کے لشکر

مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ حَتّٰٓي اِذَآ

جن اور ف۴ انسان اور اڑتے جانور پھر ان کی جماعتیں بنائی جاتیں یہاں تک کہ جب

اَتَوْا عَلٰي وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ

پہنچے چیونٹیوں کے میدان پر ف۵ کہا ایک چیونٹی نے اے چیونٹیو ف۶

ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ

گھس جاؤ اپنے گھروں میں نہ پیس ڈالے تم کو سلیمان اور اس کی فوجیں

وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَ

اور ان کو خبر بھی نہ ہو ف۷ پھر مسکرا کر ہنس پڑا اس کی بات سے ف۸ اور

قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ

بولا اے میرے رب میری قسمت میں دے کہ شکر کروں تیرے احسان کا جو تو نے کیا

موضح قرآن ف۱ وارث ہوا یعنی نبی ہوا اور بادشاہ ہوا باپ کی جگہ اور بیٹے تھے وہ اس مقام پر نہ ہوئے اور ہر چیز میں سے دیا۔ یعنی جو چیزیں دنیا میں درکار ہیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ چیونٹی کی آواز کوئی نہیں سنتا ان کو معلوم ہوگئی

کرشمے ہیں۔ ف۱۳ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا یہ دونوں جَحَدُوْا کے مفعول لہ ہیں اور وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ جملہ جحدوا کے فاعل سے حال ہے۔ قوم فرعون کو دل سے
موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کے برحق ہونے کا پورا پورا یقین تھا لیکن انہوں نے محض بے انصافی اور غرور واستکبار کی وجہ سے ان کا انکار کیا۔ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ الخ
پھر دیکھ لو ان معاندوں اور سرکشوں کا کیا حشر ہوا اللہ تعالیٰ نے ان کو غرق کر کے ان کا سارا غرور خاک میں ملا دیا۔ موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو جو موسیٰ علیہ السلام
پر ایمان لے آئے مصیبتوں سے نجات دی اور دنیا وآخرت میں آرام وراحت اور اعزاز واکرام عطا فرمایا۔ اس میں مومنوں کے لئے بشارت کا پہلو ہے۔ ف۱۴ یہ

عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ
مجھ پر اور میرے ماں باپ پر اور یہ کہ کروں کام نیک جو تو پسند کرے اور
اَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٩﴾
ملا لے مجھ کو اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں ف۱
وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ ۖ
اور خبر لی اڑتے جانوروں کی تو کہا کیا ہے جو میں نہیں دیکھتا ہُدہُد کو ف۲
اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ﴿٢٠﴾ لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا
یا ہے وہ غائب اس کو سزا دوں گا سخت
شَدِيْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗٓ اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ
سزا یا ذبح کر ڈالوں گا یا لائے میرے پاس کوئی سند
مُّبِيْنٍ ﴿٢١﴾ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا
صریح پھر بہت دیر نہ کی ف۲ کہ آ کر کہا میں لے آیا خبر ایک چیز
لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۢ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ﴿٢٢﴾
کی کہ تجھ کو اس کی خبر نہ تھی اور آیا ہوں تیرے پاس سبا سے ایک خبر لے کر تحقیقی ف۲
اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِيَتْ مِنْ
میں نے پایا ف۳ ایک عورت کو کہ جو ان پر بادشاہی کرتی ہے اور اس کو ہر ایک چیز
كُلِّ شَيْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ﴿٢٣﴾ وَجَدْتُّهَا وَ
ملی ہے اور اس کا ایک تخت ہے بڑا ف۳ میں نے پایا کہ وہ اور
قَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ
اس کی قوم سجدہ کرتے ہیں سورج کو اللہ کے سوائے اور
زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ
بھلے دکھلا رکھے ہیں ان کو شیطان نے ان کے کام پھر روک دیا ہے ان کو

دوسرا قصہ ہے اور اس کے ضمن میں بھی پہلی علت کا بیان مقصود ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام بڑے جلیل الشان پیغمبر تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑا علم وفضل عطا فرمایا تھا۔ انسانوں کے علاوہ وحوش وطیور اور جن بھی ان کے تابع تھے مگر اس کے باوجود وہ غیب داں نہ تھے انہیں یہ معلوم نہ ہو سکا کہ ہدہد کہاں غائب ہو گیا ہے نیز وہ ملکہ سبا اور اس کی قوم کے حالات سے بھی واقف نہ تھے۔ اسی طرح ملکۂ سبا کا تخت لانے پر بھی قادر نہ تھے اسی لئے يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا الخ فرمایا۔ اس واقعہ میں بھی مومنوں کے لئے راہنمائی اور ہدایت ہے کہ سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں عِلْمًا سے علم دین اور دوسرے علوم مراد ہیں جن کی ان کو ضرورت تھی۔ تنوین تقلیل کے لئے یا تعظیم و تفخیم کے لئے۔ یعنی علوم وفنون کا ایک حصہ جو ان کے مناسب حال تھا۔ یا عظیم الشان اور کثیر المنفعت علم ای اٰتینا کل واحد منهما طائفة من العلم لائقة من علم الشرائع والاحکام وغیر ذلک مما یختص بکل منهما کصنعة لبوس ومنطق الطیر او علما سنیا غزیرا فالتنوین علی الاول للتقلیل وعلی الثانی للتعظیم (روح ملخصا ج ۱۹ ص۱۶۹) وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ داؤد و سلیمان دونوں ہمارے شکر گذار بندے تھے اور ہماری نعمتوں پر ہمارا شکر بجا لاتے تھے۔ ف۱۵ یہاں وراثت سے علمی وراثت مراد ہے وراثت مال مراد نہیں یا وراثت قائم مقام ہونے سے کنایہ ہے اس صورت میں علم، نبوت اور ملک سب اس میں داخل ہوں گے۔ ای نبوته وعلمه وملکه دون سائر اولاده وکان لداؤد علیه السلام تسعة عشر ابنا (معالم وخازن ج ۵ ص۱۱۳) ای قام مقامه فی النبوة والملک وصار نبیا ملکا بعد موت ابیه داؤد علیهما السلام فوراثته ایاه مجاز عن قیامه مقامه فیما ذکر بعد موته (روح ج ۱۹ ص۱۷۱) ف۱۶ تحدیث بالنعمۃ کے طور پر لوگوں کو خطاب کر کے انعامات خداوندی کا ذکر کیا۔ یعنی اللہ کا شکر ہے جو مجھے حسب ضرورت پرندوں کی باتوں سے آگاہ فرما دیتا ہے اور اس کے علاوہ بھی اس کے انعامات بے حساب ہیں یہ سب کچھ محض اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ کا مفہوم یہی ہے کہ حسب مواقع اللہ تعالیٰ مجھے پرندوں کی باتوں سے آگاہ

موضح قرآن ف۱ ان کے باپ پر تو احسان تھے اور ماں پر بھی کچھ ہوں گے ایک تو مشہور ہے کہ بڑی پارسا تھی کہتے ہیں وہی تھی جس کا ذکر سورۂ صاد میں اس چیونٹی کی بات سمجھ کر ان کو شکر آیا ۱۲ منہ رح ف۲ حضرت سلیمان کو اس ملک کا مفصل حال نہ پہنچا تھا، اب پہنچا سبا ایک قوم کا نام ہے ان کا وطن عرب میں تھا یمن کی طرف ۱۲ منہ رح ف۳ سب چیزیں مال واسباب اور حسن وجمال بھی آگیا اور اس کے بیٹھنے کا تخت ایسا تکلف کا تھا کہ اس وقت کسی بادشاہ پاس نہ تھا ۱۲ منہ رح۔

فرمادیتا ہے یعنی بطور معجزہ کانت الطیر تکلمہ معجزۃ لہ کقصۃ الھدھد (بحر محیط) مِنْ كُلِّ شَيْءٍ میں کُلِّ استغراق اضافی کے لئے ہے یعنی تمام ضرورت کی اشیاء جیسا کہ وَأُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ میں ہے۔ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ھوما یھمہ علیہ السلام من امر الدنیا والآخرۃ وقد یقال انہ ما یحتاج الملک من آلات الحرب وغیرھا (روح ج ۱۹ ص۱۷۲) یا یہ کثرت سے کنایہ ہے اور استغراق حقیقی مراد نہیں۔ المراد بہ کثرۃ ما اوتی کما تقول فلان یعلم کل شئ ومثلہ واوتیت من کل شئ (مدارک ج ۳ ص۱۵۶) **۱۷** حضرت سلیمان علیہ السلام کا جنوں، انسانوں اور پرندوں کا لشکر جمع کیا گیا اور کوچ سے پہلے

السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ﴿٢٤﴾ أَلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي
رستہ سے سو وہ راہ نہیں پاتے کیوں نہ سجدہ کریں اللہ کو ۲۲ جو
يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ
نکالتا ہے چھپی ہوئی چیز آسمانوں میں اور زمین میں اور جانتا ہے
مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ﴿٢٥﴾ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ
جو چھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو ف اللہ ہے کسی کی بندگی نہیں اس کے سوائے
رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۩ ﴿٢٦﴾ قَالَ سَنَنْظُرُ أَصَدَقْتَ
پروردگار تخت بڑے کا ۲۵ سلیمان نے کہا ہم اب دیکھتے ہیں تو نے سچ کہا
أَمْ كُنْتَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿٢٧﴾ اذْهَبْ بِكِتَابِي هَٰذَا
یا تو جھوٹا ہے ۲۶ لے جا میرا یہ خط
فَأَلْقِهْ إِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا
اور ڈال دے ان کی طرف پھر ان کے پاس سے ہٹ آ پھر دیکھ وہ کیا
يَرْجِعُونَ ﴿٢٨﴾ قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ إِنِّي أُلْقِيَ إِلَيَّ
جواب دیتے ہیں ف۲ کہنے لگی ۲۷ اے دربار والو میرے پاس ڈالا گیا
كِتَابٌ كَرِيمٌ ﴿٢٩﴾ إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ
ایک خط عزت کا ف۳ وہ خط ہے سلیمان کی طرف سے اور وہ یہ ہے شروع اللہ کے نام
الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ﴿٣٠﴾ أَلَّا تَعْلُوا عَلَيَّ وَأْتُونِي
سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے کہ زور نہ کرو میرے مقابلہ میں اور چلے آؤ میرے سامنے
مُسْلِمِينَ ﴿٣١﴾ ع قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي أَمْرِي
حکم بردار ہو کر ف۴ کہنے لگی اے دربار والو مشورہ دو مجھ کو میرے کام میں ۲۸
مَا كُنْتُ قَاطِعَةً أَمْرًا حَتَّىٰ تَشْهَدُونِ ﴿٣٢﴾ قَالُوا
میں طے نہیں کرتی کوئی کام تمہارے حاضر ہونے تک وہ بولے

السجدۃ ۸

ع ۲ / ۱۷

۲۲ ثمرہ دلیل عقلی بر توحید ۱۲

۲۶ اس سے پہلے انداماج ہے ۱۲

اسے ایک خاص ترتیب سے مرتب کر کے متعدد دستوں میں تقسیم کیا گیا اور ہر دستے پر ایک سردار مقرر کر دیا گیا۔ تاکہ کثرت ازدحام کی وجہ سے نقل و حرکت میں آسانی ہو اور نظم و ضبط قائم رہ سکے۔ **۱۸** حَتّٰی ابتدائیہ ہے جو ابتدائے کلام میں آتا ہے لیکن اس میں غایت کا مفہوم بھی ہے۔ یُوْزَعُوْنَ سے جس روانگی اور کوچ کی طرف اشارہ ہے یہ اس کی غایت ہے کانہ قیل فسار واحتی اذا اتوا الخ (روح) یا یہ اٰتینا داؤد وسلیمان علمًا کی غایت ہے یعنی القصہ ان کے علم کی نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو چیونٹی کی بات بھی سنا دی۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ **۱۹** حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر کے ساتھ آنے کا علم اللہ تعالیٰ نے بطور الہام چیونٹی کے دل میں ڈال دیا تو اس نے دوسری چیونٹیوں سے کہا تم فوراً اپنے سوراخوں میں گھس جاؤ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں روند ڈالیں کیونکہ ان کو تمہارے یہاں موجود ہونے کا علم نہیں۔ الظاھر ان علم النملۃ بان الاٰتی ھو سلیمان علیہ السلام وجنودہ کان عن الھام منہ عزوجل الخ (روح ج ۱۹ ص۱۷۶) اس سے ایک تو یہ بات معلوم ہوئی کہ چیونٹی بھی جانتی تھی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے اصحاب مومنین جن و انس غیب داں نہیں ہیں۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ ایک چیونٹی کو بھی اس بات کا احساس ہے کہ اصحاب پیغمبر جان بوجھ کر ایک چیونٹی کو بھی نہیں روند سکتے البتہ لاعلمی سے اگر ایسا ہو جائے تو یہ ایک جدا بات ہے۔ جو لوگ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر زبان طعن دراز کرتے ہیں انہیں اس سے عبرت حاصل کرنی چاہئے ولیت من طعن فی اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہم تاسی بھا فکف عن ذلک واحسن الادب (روح ج ۱۹ ص۱۷۱) **۲۰** اللہ تعالیٰ نے الہام کے ذریعے چیونٹی کی بات حضرت سلیمان علیہ السلام کے دل میں ڈال دی تو اس کی بات پر تعجب سے مسکرائے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ انہ علیہ السلام لم یسمع صوتا اصلًا وانما فھم ما فی نفس النملۃ الھامًا من اللہ تعالیٰ (روح ج ۱۹ ص۱۷۹) رَبِّ أَوْزِعْنِي میرے پروردگار مجھے توفیق عطا فرما کہ میں ہمیشہ ان انعامات کے شکر میں مصروف رہوں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر فرمائے مثلاً میری آمد کا علم چیونٹی کے دل میں ڈال دیا اور چیونٹی کی بات میرے دل میں ڈال دی یہ بھی اسکا انعام ہے

موضح قرآن

ف۱ ہُدہُد کی روزی ہے ریت میں سے کیڑے نکال نکال کر کھاتا ہے نہ دانہ کھاوے نہ میوہ۔ اس کو اللہ کی اسی قدرت سے کام ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ **ف۲** یعنی آپ کو معلوم نہ کروا۔ لیکن وہاں کا ماجرا دیکھا۔ ہُدہُد لے گیا جہاں بلقیس اکیلی سوتی تھی روزن سے جا کر اس کی چھاتی پر رکھ دیا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ **ف۳** کہتے ہیں سنہرے کاغذ پر لکھا تھا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ **ف۴** ان کو دین حق سکھانا منظور تھا ۱۲ منہ رحمہ

اور بقیہ زندگی میں اعمال صالحہ کی بجا آوری پر قائم رکھ اور محض اپنی مہربانی سے مجھے زمرۂ صالحین یعنی انبیاء سابقین علیہم السلام میں شامل فرما۔ ف۲۱ اسی اثنا میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے پرندوں کی پڑتال کی تو ہُدہُد کو نہ پایا۔ فرمایا کیا بات ہے ہُدہُد مجھے ہی نظر نہیں آرہا یا وہ ہے ہی غیر حاضر۔ کَمْ عَلِیْ بَیِّنَۃٍ الخ جب معلوم ہوا کہ وہ غیر حاضر ہے تو فرمایا میں اسے سخت سزا دوں گا یا اسے ذبح کر ڈالوں گا یا پھر وہ اپنی غیر حاضری کی کوئی معقول اور واضح دلیل پیش کریگا۔ اس سے واضح ہوگیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام غیب داں نہ تھے۔ ف۲۲ بس تھوڑی دیر کے بعد ہُدہُد واپس آگیا اور آتے ہی حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہنے لگا میں ایسے معلومات حاصل کرکے آیا ہوں جن کا آپ کو علم نہیں میں ملک سبا کے حالات کی پختہ اور صحیح خبر لایا ہوں۔ ہُدہُد کے اس کلام سے معلوم ہوا کہ اس کا بھی عقیدہ یہ تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام عالم الغیب نہ تھے۔

نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِیْدٍ ۙ۬ وَّالْاَمْرُ اِلَیْكِ

ہم لوگ زور آور ہیں اور سخت لڑائی والے اور کام تیرے اختیار میں ہے

فَانْظُرِیْ مَاذَا تَاْمُرِیْنَ ﴿۳۳﴾ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا

سو تو دیکھ لے جو حکم کرے کہنے لگی ف۱ بادشاہ جب

دَخَلُوْا قَرْیَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْۤا اَعِزَّةَ اَهْلِهَاۤ

گھستے ہیں کسی بستی میں اس کو خراب کر دیتے ہیں اور کر ڈالتے ہیں وہاں کے سرداروں کو

اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ یَفْعَلُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَاِنِّیْ مُرْسِلَةٌ اِلَیْهِمْ

بے عزت اور ایسا ہی کچھ کریں گے ف۱ اور میں بھیجتی ہوں ان کی طرف

بِهَدِیَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ یَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا

کچھ تحفہ ف۳ پھر دیکھتی ہوں کیا جواب لے کر پھرتے ہیں بھیجے ہوئے ف۲ پھر جب

جَآءَ سُلَیْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ ۫ فَمَاۤ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ

پہنچا سلیمان کے پاس ف۳ بولا کیا تم میری اعانت کرتے ہو مال سے جو اللہ نے مجھ کو دیا ہے

خَیْرٌ مِّمَّاۤ اٰتٰىكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِیَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ﴿۳۶﴾

بہتر ہے اس سے جو تم کو دیا ہے بلکہ تم ہی اپنے تحفہ سے خوش رہو

اِرْجِعْ اِلَیْهِمْ فَلَنَاْتِیَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا

پھر جا ان کے پاس اب ہم پہنچتے ہیں ان پر ساتھ لشکروں کے جن کا مقابلہ نہ ہو سکے ان سے

وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَاۤ اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ قَالَ

اور نکال دینگے ان کو وہاں سے بے عزت کر کر اور وہ خوار ہوں گے ف۳ ف۱ بولا

یٰۤاَیُّهَا الْمَلَؤُا اَیُّكُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ یَّاْتُوْنِیْ

اے دربار والو ف۳ تم میں کوئی ہے کہ لے آوے میرے پاس اس کا تخت پہلے اس سے کہ وہ آئیں

مُسْلِمِیْنَ ﴿۳۸﴾ قَالَ عِفْرِیْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِیْكَ

میرے پاس حکمبردار ہو کر ف۲ بولا ایک دیو جنوں میں سے میں لائے دیتا ہوں وہ تجھ کو

ف۲۳ یہ ہُدہُد کا کلام ہے اب وہ ملک سبا کے حالات بیان کر رہا ہے۔ میں نے وہاں دیکھا کہ ایک عورت ان پر حکمران ہے، حکومت و سلطنت کی تمام ضروریات اس کے پاس موجود ہیں اور کسی چیز کی کمی نہیں۔ اور اس کا تخت نہایت عالیشان ہے۔ وَجَدْتُّهَا وَ قَوْمَهَا الخ سبا کی سیاسی حالت بیان کرنے کے بعد اب اس کی مذہبی حالت بیان کرتا ہے کہ وہ لوگ مشرک ہیں۔ ملکۂ سبا اور اس کی قوم سب سورج دیوتا کی پوجا کرتے ہیں۔ شیطان نے ان کو ورغلا کر اور ان کے مشرکانہ اعمال کو ان کی نظروں میں مستحسن بنا کر انہیں راہ توحید سے روک رکھا ہے۔ اس لئے وہ راہِ راست پر نہیں آتے۔ یہ قوم مجوسی تھی اور ستاروں کی پرستش کرتی تھی انہم کانوا مجوسا یعبدون الانوار (بحر ج ۷ ص۶۶) کانت ھی وقومھا مجوسا یعبدون الشمس (کبیر ج ۶ ص۵۶۶)....

ف۲۴ اس سے پہلے لام تعلیل مقدر ہے اور وہ فَصَدَّھُمْ کے متعلق ہے ای فصدھم عن السبیل لئلا یسجدوا فحذف الجار مع ان وادغمت النون فی اللام (مدارک ج ۳ ص۱۵۹) ہُدہُد نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے کہا شیطان نے ان کو راہِ توحید سے روک رکھا ہے تاکہ وہ اس خالقِ کائنات اور مالک ارض و سماء کو سجدہ نہ کریں جو آسمان اور زمین سے پوشیدہ چیزیں ظاہر کرتا اور ہر ظاہر و باطن کو جانتا ہے۔ آسمان کی پوشیدہ چیز سے بارش اور زمین کی پوشیدہ چیز سے نبات مراد ہے۔ قال اکثر المفسرین خبء السماء المطر وخبء الارض النبات (معالم ج ۵ ص۱۱۹) ہُدہُد کا چونکہ کام ہی یہی ہے کہ وہ زمین کو کرید کر اس میں چھپے ہوئے کیڑے مکوڑوں کو نکال کر کھاتا ہے اس لئے اس نے اللہ تعالیٰ کی یہی صفت بیان کی کہ یہ چھپی چیزیں وہی نکالتا ہے۔ ف۲۵ جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ عالم الغیب اور کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہے تو معلوم ہوا کہ پکارنے کے لائق بھی وہی ہے اور کوئی نہیں۔ ہُدہُد نے یہ ثمرہ اپنی دلیل عقلی پر بیان کیا ہے ف۲۶ ہُدہُد

موضح قرآن ف۱ یعنی یہ بادشاہ بھی ایسا ہی کریں گے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ چاہا کہ ان بادشاہ کا شوق دریافت کرے کس طرح پر ہے یا خوبصورت آدمی یا نادر اسباب سب قسم کی چیزیں بھیجی تھیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ اور کسی پیغمبر نے اس طرح کی بات نہیں فرمائی۔ ان کو حق تعالیٰ کی سلطنت کا زور تھا جو یہ فرمایا ۱۲ منہ رح ف۴ کافر جو اپنے امان میں نہیں اس کا مال زبردستی سے حلال ہے جب وہ مسلمان ہوا پھر حلال نہیں ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ف۱ سلیمان علیہ السلام خواست کہ بلقیس را معجزہ نماید و عقل و جمال او را ادراک فرماید تا اگر مناسب داند بنکاح آرد پس تدبیر ساخت ۱۲۔

نے اس عجیب وغریب انکشاف کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اچھا اب میں تحقیقات کرتا ہوں تم سچ کہہ رہے ہو یا جھوٹ بول رہے ہو۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام غیب داں نہ تھے ورنہ تحقیقات کی کیا ضرورت تھی۔ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا الخ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک خط لکھ کر ہدہد کے حوالے کیا اور فرمایا یہ خط لے جاؤ اور ملکۂ سبا سے اس کا جواب لے کر آؤ۔ ۲۷ اس سے پہلے اندماج ہے یعنی ہدہد حضرت سلیمان علیہ السلام کا خط لے کر بلقیس کے پاس پہنچا۔ بلقیس نے خط پڑھ کر اپنے مشیروں کو بلایا اور ان سے کہا الخ جب ہدہد خط لے کر پہنچا اس وقت بلقیس اپنے محل میں سو رہی تھی تمام دروازے مقفل تھے ہدہد نے ایک روشن دان سے داخل ہوکر خط اس کے سینے پر ڈال دیا۔ بلقیس نے بیدار ہوکر جب خط دیکھا تو کانپ اٹھی کہ دروازے مقفل ہونے کے باوجود یہ خط کس طرح اندر پہنچ گیا۔ جب اس نے خط پڑا تو اس پر مزید رعب و ہیبت کا غلبہ ہوگیا۔ مشیروں کو جمع کرکے خط کے بارے میں بتایا کہ میرے پاس ایک سربمہر خط آیا ہے، وہ خط سلیمان کی طرف سے ہے اور اس کا مضمون یہ ہے۔ خدائے رحمن ورحیم کے نام سے۔ تم میرے سامنے اپنی بڑائی اور کبر وغرور کا اظہار مت کرو اور مومن ہوکر میرے پاس آجاؤ۔ کریم کے معنی سربمہر کے ہیں و قد فسر ابن عباس وقتادة وزهير بن محمد (الكريم) هنا بالمختوم (روح ج ۱۹ ص ۱۶۳) انتہی اول کی ضمیر کتاب کی طرف راجع ہے اور اِنَّهٗ دوم کی ضمیر مضمون کتاب سے کنایہ ہے۔ حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ کا متعلق صیغۂ امر ہے یعنی استعینوا بسم اللہ خاصة ولا تشرکوا یعنی صرف اللہ تعالیٰ کے نام سے استعانت کیا کرو اور غیر اللہ (جنات اور ستاروں) کی عبادت مت کرو ۲۸ خط کا مضمون اپنے وزراء اور مشیروں کو سنانے کے بعد بلقیس نے دوبارہ سب کو متوجہ کرکے کہا اے امراء! مجھے اس معاملے میں مشورہ دو کہ اب مجھے کیا کرنا چاہئے۔ تمہارے مشورے کے بغیر میں کوئی فیصلہ نہیں کروں گی۔ اس سے ملکۂ سبا کے طرز حکومت کا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے مشیروں کی رائے کا کس قدر احترام کرتی ہے۔ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ الخ مشیروں کا جواب کوئی دانشمندانہ نہیں، اس سے خوشامد اور نیازمندی کی بو آتی ہے۔ درباریوں نے مشورہ دیا کہ ہم سلیمان سے لڑیں گے کیونکہ ہماری جنگی اور فوجی طاقت نہایت مضبوط ہے اور ہم لڑائی میں بڑے بہادر اور دلیر ہیں ہم تو آپ کے حکم کے منتظر ہیں جو حکم ہوگا اس کی اطاعت کریں گے۔ ۲۹ بلقیس نہایت زیرک حکمران تھی، وہ جنگ کے عواقب کو خوب جانتی تھی۔ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے خط سے ان کی قوت اور ہیبت وسطوت کا اندازہ بھی لگا چکی تھی اس لئے اس نے درباریوں کے مشورے کو ناپسند کیا اور اس کی خرابی کا اظہار اس طرح کیا کہ جنگ کوئی

بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ

پہلے اس سے کہ تو اٹھے اپنی جگہ سے اور میں اس پر زور آور ہوں

اَمِيْنٌ ﴿۳۹﴾ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا

معتبر ف۱ بولا وہ شخص جس کے پاس تھا ایک علم کتاب کا میں

اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهُ

لائے دیتا ہوں تیرے پاس اس کو پہلے اس سے کہ پھر آئے تیری طرف تیری آنکھ پھر جب دیکھا اسکو

مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۣ لِيَبْلُوَنِيْٓ

دھرا ہوا اپنے پاس ف۲ کہا یہ میرے رب کا فضل ہے میرے جانچنے کو

ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۭ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ

کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری اور جو کوئی شکر کرے سو شکر کرے اپنے واسطے

وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ﴿۴۰﴾ قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا

اور جو ناشکری کرے سو میرا رب بے پرواہ ہے کرم والا ف۳ کہا روپ بدل دکھلاؤ اس عورت کے

عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِيْٓ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ

آگے اس کے تخت کا ہم دیکھیں سمجھ پاتی ہے یا ان لوگوں میں ہوتی ہے جن کو

لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۴۱﴾ فَلَمَّا جَاۗءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ۭ

سمجھ نہیں ف۴ پھر جب وہ آپہنچی کسی نے کہا کیا ایسا ہی ہے تیرا تخت

قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا

بولی گویا یہ وہی ہے اور ہم کو معلوم ہو چکا ہے پہلے سے اور ہم ہو چکے ہیں

مُسْلِمِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ

حکم بردار ف۵ اور روک دیا اس کو ان چیزوں سے جو پوجتی تھی اللہ کے

اللّٰهِ ۭ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿۴۳﴾ قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي

سوائے ف۶ البتہ وہ تھی منکر لوگوں میں کسی نے کہا ف۷ اس عورت کو اندر چل

موضح قرآن ف۱ اپنی جگہ سے یعنی دربار سے اس کو پھر ایک عرصہ لگتا اور معتبر اس واسطے کہا کہ اس میں جواہر لگے تھے بیش قیمت ۱۲ منہ رح ف۲ یعنی ظاہر کے اسباب سے نہیں آیا۔ اللہ کا فضل ہے کہ میرے رفیق اس درجے کو پہنچے جن سے کرامت ہونے لگی پھر آوے آنکھ یعنی کسی طرف دیکھنے سے پھر اپنی طرف دیکھے اور اس کے پاس ایک علم تھا کتاب کا یعنی اللہ کے اسماء اور کلام کی تاثیر کا وہ شخص آصف تھا ان کا وزیر ۱۲ منہ رح ف۳ روپ بدلنا یہ کہ وہ جڑاؤ کا تھا اس کا جڑاؤ اکھاڑ کر اور قرینے سے جڑا اور بلقیس کی عقل آزمانی منظور تھی اور اپنا معجزہ دکھانا ف۴ یعنی اس معجزے کی حاجت نہ تھی۔

اچھی چیز نہیں اس کا انجام نہایت خوفناک اور عبرتناک ہوتا ہے۔ جب کوئی بادشاہ کسی شہر پر حملہ آور ہوتا ہے تو اسے تباہ و برباد کر دیتا ہے اور وہاں کے معززین اور شرفاء
کی عزت و آبرو کو خاک میں ملا دیتا اور ان کو ذلیل و رسوا کر دیتا ہے۔ بادشاہوں کی عادت ہی یہی ہے، اس لئے جنگ کرنا اچھا مشورہ نہیں۔ **۳۰ف** بلقیس نے امراء سے
کہا میں سلیمان کے پاس تحفے تحائف بھیج کر معلوم کروں کہ وہ محض ایک بادشاہ ہے یا واقعی اللہ کا پیغمبر ہے۔ اگر اس نے میرے تحائف قبول کر لئے تو وہ ایک بادشاہ ہے
میں اس سے مقابلہ کروں گی اور اگر اس نے تحائف واپس کر دیئے تو وہ اللہ کا پیغمبر ہے پھر ہمیں اس کی پیروی اور اس کی اطاعت قبول کر لینی چاہئے۔ قالت لقومہا

الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ
محل میں پھر جب دیکھا اس کو خیال کیا کہ وہ پانی ہے گہرا اور کھولیں
سَاقَيْهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ؕ
اپنی پنڈلیاں کہا یہ تو ایک محل ہے جڑے ہوئے ہیں اس میں شیشے
قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ
بولی اے رب میں نے بُرا کیا ہے اپنی جان کا اور میں حکم بردار ہوئی ساتھ سلیمان کے
لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۴﴾ ع وَلَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ
اللہ کے آگے جو رب ہے سارے جہان کا ف۱ اور ہم نے بھیجا تھا ثمود کی طرف ان کے بھائی
صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۵﴾
صالح کو ف۲ کہ بندگی کرو اللہ کی پھر وہ تو دو فرقے ہو کر لگے جھگڑنے ف۳ ف۴
قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ
کہا اے میری قوم ف۵ کیوں جلدی مانگتے ہو بُرائی کو پہلے بھلائی سے
لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوا
کیوں نہیں گناہ بخشواتے اللہ سے شاید تم پر رحم ہو جائے بولے
اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ؕ قَالَ طٰۤئِرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ
ہم نے منحوس قدم دیکھا تجھ کو اور تیرے ساتھ والوں کو ف۶ کہا تمہاری بُری قسمت اللہ ف۷ کے پاس ہے
قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ
کچھ نہیں تم لوگ جانچے جاتے ہو ف۸ اور تھے اس شہر میں ف۹ نو شخص کہ خرابی کرتے
فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ﴿۴۸﴾ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَ
ملک میں اور اصلاح نہ کرتے بولے کہ آپس میں قسم کھاؤ اللہ کی کہ البتہ رات کو جا پڑیں ہم اس پر اور
اَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۴۹﴾
اس کے گھر پر پھر کہہ دینگے اسکے دعویٰ کرنیوالے کو ہم نے نہیں دیکھا جب تباہ ہوا اس کا گھر اور ہم بیشک سچ کہتے ہیں

ع ۳ / ۱۴ / ۱۸

سرخیر اقصہ متعلق برویٰ ثانیہ ۱۲

ان کان ملکا دنیویا ارضاہ المال وعملنا معہ
بحسب ذلك وان کان نبیا لم یرضہ المال
وینبغی ان نتبعہ علی دینہ (روح ج ۱۹ ص ۱۹۸) **۳۱ف**
جب بلقیس کے ایلچی تحائف لے کر حضرت سلیمان علیہ
السلام کے پاس پہنچے تو ان سے خطاب کر کے فرمایا کیا تم
مجھے مال و دولت کا محتاج سمجھ کر میری مالی امداد کرنا چاہتے
ہو؟ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دین و
دنیا کی نعمتوں سے جو کچھ مجھے عطا فرمایا ہے وہ تمہاری
دولت و سلطنت سے کہیں زیادہ اور فزوں تر ہے۔
تم یہ ہدیہ دے کر بڑے خوش ہو رہے ہو۔ مجھے تمہارے
تحائف کی ضرورت نہیں نہ میں دولت دنیا کا طالب ہوں
میرا مطالبہ صرف یہ ہے کہ تم ایمان لے آؤ۔ وما ارضی
منکم بشیئ ولا افرح بہ الا بالایمان وترك
المجوسیۃ (مدارك ج ۳ ص ۱۶۶) **۳۲ف** حضرت سلیمان
علیہ السلام نے بلقیس کے ایلچیوں کے لیڈر کو حکم دیا کہ
تم واپس جاؤ اور بلقیس اور امراء سلطنت سے کہہ
دو کہ وہ مومن ہو کر میرے پاس آجائیں ورنہ ایسے
بے حساب لشکروں سے ان پر چڑھائی کروں گا جن کا
مقابلہ کرنے کی ان میں طاقت نہیں اور ان کو ملک سبا
سے ذلیل و رسوا کر کے نکال دوں گا۔ یہاں عبارت
میں حذف و تقدیر ہے کانہ قیل ارجع الیہم فلیأتونی
مسلمین والا فلنأتینہم الخ (روح ج ۱۹ ص ۲۰۱)
۳۳ف اس سے پہلے اندراج ہے جب بلقیس کے
فرستادوں نے واپس پہنچ کر تمام سرگذشت سنائی تو
وہ سمجھ گئی کہ سلیمان علیہ السلام واقعی اللہ کے پیغمبر ہیں
اس لئے اس نے ایمان لانے اور سلیمان علیہ السلام
کی اطاعت قبول کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے آدمی بھیج
کر پہلے اپنے ارادے سے سلیمان علیہ السلام کو آگاہ کیا
اور پھر امراء سلطنت اور رؤساء ملک کو ساتھ لے کر
حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف روانہ ہو گئی۔ جب ان کو اس کی آمد کی اطلاع ملی تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ اس کے یہاں پہنچنے سے پہلے اس کا تخت یہاں آجائے

موضح قرآن ف۱ دیوان خانے میں بیٹھے تھے حضرت سلیمان اس میں پتھروں کی جگہ شیشے کا فرش تھا دور سے لگتا پانی گہرا اس نے پنڈلیاں کھولیں پانی میں بیٹھنے کو، حضرت سلیمان نے پکارا کہ یہ شیشوں کا فرش ہے پانی نہیں، اس کو اپنی عقل کا قصور اور ان کی عقل کا کمال معلوم ہوا۔ سمجھی کہ دین میں بھی تو یہ سمجھے ہیں سو وہی صحیح ہے حضرت سلیمان نے بھی سنا کہ اس کی پنڈلیوں میں بال ہیں بکری کی طرح اس طرح معلوم کر لیا کہ سچ تھی اس کی دوا تجویز کی تو وہ کہتے ہیں کہ پری کے پیٹ سے پیدا ہوئی تھی یہ اثر اس کا تھا
ف۲ یعنی ایک ایمان والے اور ایک منکر جیسے مکہ کے لوگ پیغمبر کے آنے سے جھگڑنے لگے ف۳ یعنی کفر کی شامت سے تم پر سختی پڑی ہے کہ دیکھیں سمجھتے ہو یا نہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی مصائب بر وفق قدر الٰہی جاری میشود ۱۲۔

اس سے مقصد یہ تھا تاکہ اس کے حیرت و استعجاب میں اضافہ ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مشاہدہ کرلے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے دربار کے حاضرین سے فرمایا تم میں سے کون ہے جو ان کے یہاں پہنچنے سے پہلے بلقیس کا تخت اٹھا کر یہاں لے آئے۔ ف۳۴۴ ایک بہت بڑے طاقت ور جن نے کہا آپ کے مجلس برخاست کرنے سے پہلے میں تخت آپ کے پاس لا سکتا ہوں کیونکہ میں طاقتور بھی ہوں اور امین بھی ہوں اور اس کے زر و جواہر میں کسی قسم کی خیانت بھی نہیں کروں گا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو چونکہ اس سے بھی پہلے تخت درکار تھا اس لئے آپ نے اس کی بات کو کوئی وقعت نہ دی۔ قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ الخ ایک شخص بولا جس کے پاس کتاب کا علم تھا میں آنکھ جھپکنے سے بھی پہلے لا سکتا ہوں۔ اَلَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ سے یا تو آصف بن برخیا مراد ہے جو سلیمان علیہ السلام کا وزیر تھا اور اسم اعظم کا عامل تھا لیکن اس پر اعتراض لازم آتا ہے کہ اس طرح ایک امتی حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے فضل و کمال میں ان سے بڑھ گیا اسی طرح آیت میں اس شخص کو علم الکتاب سے متصف کیا گیا ہے اور اس صفت میں لامحالہ حضرت سلیمان علیہ السلام فائق تھے۔ ان سلیمان علیہ السلام کان اعرف بالکتاب منہ لانہ ھو النبیؑ فکان صرف ھذا اللفظ الی سلیمان علیہ السلام اولی (الثانی) ان احضار العرش فی ذلک الساعۃ اللطیفۃ درجۃ عالیۃ فلو حصلت لاٰصف دون سلیمان لاقتضی ذلک تفضیل اٰصف علی سلیمان علیہ السلام وانہ غیر جائز (کبیر ج ۶ ص۵۶۶) لیکن اگر بالفرض اس سے آصف بن برخیا ہی مراد ہو تو یہ ان کی کرامت ہوگی اور کرامت ولی کے اختیار و تصرف میں نہیں ہوتی بلکہ اللہ کی قدرت اور اس کے تصرف سے ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتی ہے۔ اہل بدعت کہتے ہیں اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ میں آصف نے لانے کی نسبت اپنی طرف کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام اس کے تصرف و اختیار میں تھا۔ لیکن یہ ایک صریح فریب ہے کیونکہ یہاں اسناد حقیقی نہیں بلکہ مجازی ہے۔ یہ کرامت چونکہ آصف بن برخیا کے ہاتھ پر ظاہر ہوئی اور بظاہر لانے والا وہی تھا اس لئے لانے کی نسبت مجازاً اس کی طرف کر دی گئی۔ بعض کا خیال ہے کہ اس سے خود سلیمان علیہ السلام مراد ہیں اس صورت میں یہ ان کا معجزہ ہوگا۔ امام نخعی فرماتے ہیں اس سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں (روح، کبیر، مدارک) حضرت شیخ قدس سرہٗ کے نزدیک یہی قول راجح ہے۔ بعض جہلا عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ سے کالا علم نکالتے ہیں حالانکہ کالا علم سراسر کفر ہے کیونکہ اس میں غیر اللہ سے استعانت ہوتی ہے اس لئے یہ بالکل بے اصل اور صریح غلط بلکہ

وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝۵۰ فَانْظُرْ

اور انہوں نے بنایا ایک فریب ف۶۸ اور ہم نے بنایا ایک فریب اور ان کو خبر نہ ہوئی ف۱ پھر دیکھ ف۶۹

كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝۵۱

کیسا ہوا انجام ان کے فریب کا کہ ہلاک کر ڈالا ہم نے ان کو اور ان کی قوم کو سب کو

فَتِلْكَ بُیُوْتُهُمْ خَاوِیَةًۢ بِمَا ظَلَمُوْا اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ

سو یہ پڑے ہیں ان کے گھر ڈھیر ہوئے بسبب ان کے انکار کے البتہ اس میں نشانی ہے ان لوگوں کیلئے جو

یَّعْلَمُوْنَ ۝۵۲ وَاَنْجَیْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۝۵۳ وَلُوْطًا اِذْ

جانتے ہیں ف۲ اور بچا دیا ہم نے ان کو جو یقین لائے تھے اور بچتے رہے تھے ف۷۰ اور لوط کو جب

قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ۝۵۴ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ

کہا اس نے اپنی قوم کو کیا تم کرتے ہو بے حیائی اور تم دیکھتے ہو ف۷۱ کیا تم دوڑتے ہو ف۷۲

الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ۝۵۵

مردوں پر للچا کر عورتوں کو چھوڑ کر کوئی نہیں تم لوگ بے سمجھ ہو

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْۤا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ

پھر اور کچھ جواب نہ تھا اس کی قوم کا مگر یہی کہ کہتے تھے نکال دو لوط کے گھر کو

قَرْیَتِكُمْ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ یَّتَطَهَّرُوْنَ ۝۵۶ فَاَنْجَیْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا

اپنے شہر سے یہ لوگ ہیں ستھرے رہا چاہتے پھر بچا دیا ہم نے اس کو اور اسکے گھر والوں کو مگر

امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِیْنَ ۝۵۷ وَاَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ مَّطَرًا

اس کی عورت مقرر کر دیا تھا ہم نے اس کو رہ جانے والوں میں اور برسا دیا ہم نے ان پر برساؤ

فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِیْنَ ۝۵۸ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى

ع ۴ / ۱۹

پھر کیا بُرا برساؤ تھا ان ڈرائے ہوؤں کا ف۳ تو کہہ تعریف ہے اللہ کو ف۷۳ اور سلام ہے اس

عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰى ؕ آٰللّٰهُ خَیْرٌ اَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۝۵۹

کے بندوں پر جن کو اس نے پسند کیا بھلا اللہ بہتر ہے یا جن کو وہ شریک کرتے ہیں ف۷۴

موضح قرآن ف۱ یعنی ان کے ہلاک ہونے کے اسباب پورے ہوتے تھے جب تک شرارت حد کو نہ پہنچتی تب تک عذاب نہیں آتا۔ ف۲ یعنی یہی حال ہے ان کافروں کا ف۳ یعنی دیکھتے ہو کیا برا کام ہے ف۴ حضرت سلیمان کے قصے میں فرمایا ہم لاویں گے لشکر جن کا سامنا نہ کر سکیں گے، وہی بات ہوئی رسول میں اور مکے والوں میں حضرت صالح پر نو شخص متفق ہوئے کہ رات کو پڑیں اللہ نے ان کو بچایا اور اُن کو کھپایا، مکے کے لوگ بھی یہی چاہ چکے، لیکن نہ بنا جس رات حضرت نے ہجرت کی مکے کے کافر حضرت کا گھر گھیر بیٹھے تھے کہ صبح کو اندھیرے میں نکلیں تو سب مل کر مار لیں۔ حضرت نکل گئے ان کو نہ سوجھا اور قوم نے چاہا کہ شہر سے نکال دیں، یہ بھی چاہ چکے اللہ نے آپ سے نکلنا بنا دیا اور اسی میں کام بنا ف۵ اللہ کی تعریف اور پیغمبر پر سلام بھیج کر اگلی بات کہنی لوگوں کو سکھا دی۔

کفر ہے۔ ف٣٥ بہر صورت جب چشم زدن میں بلقیس کا تخت ان کے سامنے موجود ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائے اور اتنے قلیل وقت میں اتنی بعید مسافت سے تخت کے آجانے کو اللہ کا فضل و احسان قرار دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تخت کو لانے والا بظاہر خواہ کوئی تھا مگر حقیقت میں معجزانہ طور پر اس کی موجودگی محض اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کے تصرف سے تھی۔ لِيَبْلُوَنِيْ الخ اللہ تعالیٰ نے ان انعامات سے مجھے اس لئے نوازا ہے تاکہ میری آزمائش فرمائے کہ میں اس کا شکر کرتا ہوں یا ناشکری۔ جو شخص اللہ کا شکر ادا کرتا ہے وہ اپنے لئے کرتا ہے کیونکہ دنیا و آخرت میں اس کا نفع اسے ہی ملتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے وہ نقصان بھی اپنا ہی کرتا ہے اللہ تعالیٰ تو بندوں کے شکر و کفران سے بے نیاز ہے اور ایسا کریم ہے کہ ناشکری کرنے والوں کو نہ جلدی پکڑتا ہے نہ انعامات کے دروازے ان پر بند فرماتا ہے۔ ف٣٦ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اس تخت میں کچھ جزوی تبدیلیاں کر کے اس کی شکل بدل دو تاکہ بلقیس کی عقل و فراست کا امتحان کریں آیا وہ اسے پہچان لیتی ہے یا نہیں۔ فَلَمَّا جَآءَتْ الخ جب بلقیس پہنچ گئی تو اس سے پوچھا گیا کیا تمہارا تخت بھی ایسا ہی ہے؟ سوال میں یہ نہیں کہا گیا أَهٰذَا عَرْشُكِ کیا یہ تمہارا تخت ہے؟ تاکہ یہ سوال اور پیچیدہ ہو جائے قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ بلقیس نے نہایت دانشمندانہ جواب دیا کہ بالکل ویسا ہی ہے۔ یہ نہیں کہا کہ بالکل وہی ہے یا وہ نہیں ہے کیونکہ دونوں جواب سوال کے مطابق نہیں تھے۔ وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ الخ یہ بلقیس کا کلام ہے مِنْ قَبْلِهَا کی ضمیر سے احضار عرش کا معجزہ مراد ہے۔ یعنی اس سے پہلے ہدہد کے ذریعہ خط ملنے سے اور اپنے سفیروں سے آپ کے تفصیلی حالات سن کر ہی ہم اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ پر اور آپ کی نبوت پر ایمان لا چکے تھے اور آپ کی اطاعت قبول کر چکے تھے اب اس معجزے کے اظہار کی کیا ضرورت تھی۔

من تتمة كلامها على ما اختاره جمع من المفسرين ... وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ بكمال قدرة الله تعالىٰ وصحة نبوتك من قبل هٰذه المعجزة ... بما شاهدناه من امر الهدهد وما سمعناه من رسلنا اليك من الاٰيات الدالة على ذلك وكنا مؤمنين من ذٰلك الوقت فلا حاجة الى اظهار هٰذه المعجزة (روح ج ١٩ ص ٢٠٤)

ف٣٧ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ الخ جملہ صَدَّهَا کا فاعل ہے یعنی قدیم دستور کے مطابق ستاروں کی پرستش نے اس کو توحید سے روک رکھا تھا۔ اس کی پیدائش اور نشوونما چونکہ مشرکین میں ہوئی تھی اس لئے اس ماحول نے اس کو اب تک اسلام کی آغوش میں آنے سے روکے رکھا صَدَّهَا عن التقدم الى الاسلام عبادة الشمس ونشوءها بين اظهر الكفرة (مدارک ج ٣ ص ١٦٣) یا صد کا فاعل حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں مَا كَانَتْ سے پہلے حرف جار مقدر ہے یعنی انہوں نے اس کو سورج پرستی سے روک دیا وصدها الله او سليمان عما كانت تعبد بتقدير حرف الجار (کبیر ج ٦ ص ٥٦٨) ف٣٨ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کے سامنے اپنی عظمت شان اور برتری ظاہر کرنے کے لئے ایک محل بنوایا جس کا فرش شیشے کی موٹی چادر سے بنوایا گیا اس کے نیچے پانی کا حوض تھا جس میں مچھلیاں اور دیگر پانی کے جانور چھوڑ دیئے۔ اسی محل میں تخت بچھوایا اور بلقیس کو اس میں داخل ہونے کے لئے کہا گیا۔ بلقیس جب اس میں داخل ہونے لگی تو اس نے سمجھا

الجزء ٢٠

تنویر دعویٰ کے لئے پہلی عقلی دلیل

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ

بھلا کس نے بنائے آسمان ف٣٩ اور زمین اور اتار دیا تمہارے لئے

السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ

آسمان سے پانی پھر اگائے ہم نے اس سے باغ رونق والے

دوسری عقلی دلیل

مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ

تمہارا کام نہ تھا کہ اگاتے ان کے درخت ف٤٠ اب کوئی اور حاکم ہے اللہ کے ساتھ کوئی

هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ٦٠ ؕ اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا

نہیں وہ لوگ راہ سے مڑتے ہیں بھلا کس نے بنایا زمین کو ٹھہرنے کے لائق ف٤١

وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ

اور بنائیں اس کے بیچ میں ندیاں اور رکھے اس کے ٹھہرنے کو بوجھ اور رکھا

بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ

دو دریا میں پردہ اب کوئی اور حاکم ہے اللہ کے ساتھ کوئی نہیں بہتوں کو ان میں

تیسری عقلی دلیل

لَا يَعْلَمُوْنَ ٦١ ؕ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ

سمجھ نہیں بھلا کون پہنچتا ہے ف٤٢ بے کس کی پکار کو جب اس کو پکارتا ہے اور

يَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ

دور کر دیتا ہے سختی اور کرتا ہے تم کو نائب اگلوں کا زمین پر اب کوئی حاکم ہے

چوتھی عقلی دلیل

مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ٦٢ ؕ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ

اللہ کے ساتھ تم بہت کم دھیان کرتے ہو بھلا کون راہ بتاتا ہے تم کو ف٤٣

فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ

اندھیروں میں جنگل کے اور دریا کے اور کون چلاتا ہے ہوائیں خوش خبری لانے والیاں

بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا

اس کی رحمت سے پہلے اب کوئی حاکم ہے اللہ کے ساتھ اللہ بہت اوپر ہے اس سے جس کو

کہ اس میں پانی ہے اس لئے پنڈلیوں سے کپڑا سمیٹ لیا قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ الخ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا یہ پانی نہیں بلکہ صاف وشفاف فرش ہے اور شیشے سے تیار کیا گیا ہے۔ قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ الخ بلقیس نے جب یہ دیکھا تو فوراً بول اٹھی میرے پروردگار! میں شرک کی وجہ سے اپنے اوپر ظلم کرتی رہی۔ اب میں اس سے توبہ کرتی ہوں اور سلیمان کے ساتھ رب العالمین پر ایمان لاتی ہوں۔ حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ الخ یعنی جس طرح میں نے یہاں غلطی کھائی ہے کہ شیشے کے فرش کو پانی سمجھ لیا اسی طرح سورج کی پرستش میں بھی میں غلطی پر تھی بعض روایتوں میں

يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٣﴾ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ
شریک بتلاتے ہیں بھلا کون سرے سے بناتا ہے پھر اس کو دہرائے گا ۲۸ اور کون
يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ
روزی دیتا ہے تم کو آسمان سے اور زمین سے اب کوئی حاکم ہے اللہ کے ساتھ
قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٦٤﴾ قُلْ
تو کہہ لاؤ اپنی سند اگر تم سچے ہو تو کہہ
لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ
خبر نہیں رکھتا جو کوئی ۲۹ ہے آسمان اور زمین میں چھپی ہوئی چیز کو مگر اللہ
وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿٦٥﴾ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ
اور ان کو خبر نہیں کب جی اٹھیں گے بلکہ تھک کر گر گیا ان کا فکر
فِي الْاٰخِرَةِ ۫ قف بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا ۫ قف بَلْ هُمْ مِّنْهَا
آخرت کے بارہ میں ۳۰ وا بلکہ ان کو شبہ ہے اس میں بلکہ وہ اس سے
عَمُوْنَ ﴿٦٦﴾ ع وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّ
اندھے ہیں وا اور بولے وہ لوگ جو منکر ہیں ۳۱ کیا جب ہم ہو جائیں مٹی اور
اٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ﴿٦٧﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ
ہمارے باپ دادے کیا ہم کو زمین سے نکالیں گے وعدہ پہنچ چکا ہے اس کا ہم کو
وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٦٨﴾
اور ہمارے باپ دادوں کو پہلے سے کچھ بھی نہیں یہ نقلیں ہیں اگلوں کی
قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
تو کہہ دے پھرو ملک میں ۳۲ تو دیکھو کیسا ہوا انجام کار
الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٦٩﴾ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِيْ ضَيْقٍ
گنہگاروں کا اور غم نہ کر ۳۳ ان پر اور نہ خفا ہو

ع ۵/۸ ۱

منزل ۵

ہے کہ جنوں کو خطرہ لاحق ہوگیا کہ کہیں سلیمان علیہ السلام بلقیس سے شادی نہ کرلیں اس لئے انہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس سے متنفر کرنے کے لئے کہا کہ بلقیس کے پاؤں نہایت بھدے ہیں اور اس کی پنڈلیوں پر بال ہیں اس لئے حضرت سلیمان علیہ السلام نے مذکورہ بالا محل بنوایا تاکہ جب وہ پنڈلیوں سے کپڑا اوپر کرے وہ اس کی پنڈلیاں اور پاؤں دیکھ سکیں۔ یہ سراسر غلط اور بے اصل روایت ہے اور عصمت انبیاء علیہم السلام کے منافی ہے۔ ۳۹ یہ تیسرا قصہ ہے اور دوسرے دعوے سے متعلق ہے یعنی کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا اُعْبُدُوا اللّٰهَ حاجات میں غائبانہ صرف اللہ کو پکارو اللہ کے سوا کوئی کارساز نہیں۔ اعبدوا اللہ ای وحدوہ ولا تشرکوا بہ شیئا (خازن ج ۵ ص ۱۲۶)، قوم نے نہ مانا تو اللہ تعالیٰ نے ماننے والوں کو بچا لیا اور نہ ماننے والوں کو ہلاک کر دیا۔ مومنوں کو بچانا اور منکروں کو ہلاک کرنا اللہ کے اختیار میں تھا حضرت صالح علیہ السلام کو اس کا اختیار نہ تھا اس طرح اس واقعہ میں ہدایت بھی ہے اور بشارت بھی۔ ۴۰ جب حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کے سامنے دعوتِ توحید پیش کی تو قوم دو گروہوں میں بٹ گئی کچھ لوگوں نے ان کی دعوت قبول کرلی اور کچھ لوگ کفر و شرک پر قائم رہے دونوں گروہ آپس میں جھگڑنے لگے اور ہر فریق اپنے حق پر اور فریق مخالف کے باطل پر ہونے کا دعویدار تھا۔ والمعنی فاذا قوم صالح فریقان مومن بہ وکافر بہ یختصمون فیقول کل فریق الحق معی الخ (مدارک ج ۳ ص ۱۶۴) اس سے معلوم ہوا کہ جب مسئلہ توحید بیان کیا جاتا ہے تو یہ گروہ بندی لازمی طور پر معرض وجود میں آجاتی ہے اس کو فتنہ انگیزی اور افتراق مذموم سے تعبیر کرنا سراسر غلطی اور نادانی ہے۔ ۴۱ حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت کے جواب میں فریق مشرک نے عذاب کا مطالبہ کیا اور کہا ہم تمہاری بات نہیں مانتے اگر واقعی تم سچے پیغمبر ہو تو جس عذاب سے ہمیں ڈراتے ہو وہ لے آؤ جیسا کہ دوسری جگہ ان کا قول نقل کیا گیا ہے یٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ (اعراف ع ۱۰) تو حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا میری قوم! تم اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی کیوں نہیں مانگتے ہو تاکہ وہ مہربانی فرما کر تمہارے گناہ معاف فرما دے تم توبہ و استغفار سے پہلے اللہ کا

لے یا پانچویں عقلی دلیل ۱۲
لے پہلے دونوں قصوں کا ثمرہ ۱۲
لے تخویف دنیوی ۱۲
لے تخویف دنیوی ۱۲
لے دوسری بار تسلی ۱۲

موضح قرآن وا یعنی عقل دوڑا کر تھک گئے آخرت کی حقیقت نہ پائی کبھی شک کرتے ہیں کبھی منکر ہوتے ہیں۔

فتح الرحمٰن ۳۰ یعنی تا آنکہ منقطع گشت ۱۲۔

عذاب وغضب کیوں مانگتے ہو؟ السیئۃ عذاب وعقوبت۔ الحسنۃ توبہ واستغفار (روح)، ۴۴۲ جب قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام کی تکذیب کی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر قحط مسلط کر دیا اور ان میں اختلاف تو پہلے ہی پیدا ہو چکا تھا۔ اب وہ حضرت صالح علیہ السلام سے کہنے لگے ہم تمہاری بات کس طرح مان لیں تم اور تیرے پیروکار عیاذاً باللہ کیسے نامبارک ہو کہ جب سے تم نے یہ نیا دین (صرف ایک اللہ کی عبادت و پکار) ایجاد کیا ہے تب سے ہم قحط کا شکار ہیں اور آپس میں ایک دوسرے سے برسر پیکار ہیں۔ تشاء منا بك لانهم قحطوا عند مبعثه لتكذيبهم فنسبوه الى مجيئه (مدارک)

مِمَّا يَمْكُرُونَ ۝٧٠ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن
ان کے فریب بنانے سے اور کہتے ہیں ۴۴۲ کب ہوگا یہ وعدہ اگر
كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝٧١ قُلْ عَسَىٰ أَن يَكُونَ رَدِفَ لَكُم
تم سچے ہو تو کہہ کیا بعید ہے جو تمہاری پیٹھ پر پہنچ چکی ہو
بَعْضُ الَّذِي تَسْتَعْجِلُونَ ۝٧٢ وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو
بعضی وہ چیز جس کی جلدی کر رہے ہو اور تیرا رب تو ۴۴۳ فضل
فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ۝٧٣
رکھتا ہے لوگوں پر پر ان میں بہت لوگ شکر نہیں کرتے
وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ۝٧٤
اور تیرا رب جانتا ہے ۴۴۴ جو چھپ رہا ہے ان کے سینوں میں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں
وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ
اور کوئی چیز نہیں جو غائب ہو آسمان اور زمین میں مگر موجود ہے کھلی
مُّبِينٍ ۝٧٥ إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَقُصُّ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ
کتاب میں یہ قرآن ۴۴۵ سناتا ہے بنی اسرائیل کو
أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝٧٦ وَإِنَّهُ لَهُدًى وَ
بہت چیزیں جس میں وہ جھگڑ رہے ہیں ف اور بے شک وہ ہدایت ہے اور
رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۝٧٧ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُم بِحُكْمِهِ
رحمت ہے ایمان والوں کے واسطے ۴۴۶ تیرا رب ان میں فیصلہ کرے گا اپنی حکومت سے
وَهُوَ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ۝٧٨ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۖ إِنَّكَ عَلَى
اور وہی ہے زبردست سب کچھ جاننے والا سو تو بھروسہ کر اللہ پر ۴۴۷ بے شک تو ہے
الْحَقِّ الْمُبِينِ ۝٧٩ إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ
صحیح کھلے راستہ پر البتہ تو نہیں سنا سکتا مُردوں کو اور نہیں سنا سکتا

منزل ۵

خلاصہ دوسرا شکوی ۱۲

۴۲ دونوں دعووں پر ایک ایک مزید عقلی دلیل یہ پہلی دلیل
۴۳ پہلے دعوے پر بیسے ۱۲
۴۴ جملہ معترضہ برائے بیان صداقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲
۴۵ تسلی ۱۲

۴۴۳ حضرت صالح علیہ السلام نے جواب میں فرمایا یہ خیر و شر اور نفع و نقصان تو اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدر سے ہے۔ شر کو ہماری طرف منسوب کرنا تمہاری جہالت و نادانی ہے شیطان نے تمہیں ورغلا کر اس فتنے اور گمراہی میں مبتلا کر رکھا ہے۔ طائرکم عند الله ای السبب الذی منه یجیٔ خیرکم و شرکم عند الله وھو قضاءہ وقدرہ ان شاء رزقکم وان شاء حرمکم (کبیر ج ۲ ص۵۵)

۴۴۴ حضرت صالح علیہ السلام کے شہر میں نو آدمی رہتے تھے جو بڑے فسادی اور غنڈے تھے انہوں نے سارے علاقے میں شر و فساد بپا کر رکھا تھا وہ کوئی تعمیری یا نیک کام نہیں کرتے تھے یہ ان کی عادت مستمرہ تھی۔ قَالُوا تَقَاسَمُوا الخ ان غنڈوں نے حضرت صالح علیہ السلام اور ان کے متبعین پر جو مسئلہ توحید مان چکے تھے شبخون مارنے کا پروگرام بنایا اور آپس میں خدا کے نام کی قسمیں کھا کر عہد کیا کہ رات کو حملہ کر کے صالح اور اس کے متبعین کو قتل کر دیں اور جب ہم سے پوچھ گچھ ہو تو صاف کہہ دیں کہ ہم تو اس کے قتل کے موقع پر موجود ہی نہ تھے۔ تَقَاسَمُوا جمہور مفسرین کے نزدیک فعل امر کا صیغہ ہے اور قَالُوا کا مقولہ ہے اور بعض نے اس کے فعل ماضی ہونے کو بھی جائز کہا ہے اس صورت میں وہ قالوا سے بدل ہوگا یا اس کے فاعل سے حال ہوگا۔ امر من التقاسم ای التحالف وقع مقول القول وھو قول الجمھور وجوز ان یکون فعلا ماضیا بدلا من (قالوا) اوحالا من فاعلہ الخ (روح ج ۵ ص۲۱۳)، ۴۴۵ قوم ثمود کے غنڈوں نے صالح ؑ کو اور ان کے اہل و عیال کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا ادھر ہم نے ان کو بچانے اور ان کے دشمنوں اور قوم کے سرکشوں کو ہلاک کرنے کا فیصلہ کیا۔ ان کے پروگرام اور منصوبے کا تو ہمیں علم تھا مگر ہمارے فیصلے سے وہ بالکل بے خبر تھے۔ ومکرھم ما اخفوہ من تدبیر الفتك بصالح واھلہ ومکر الله اھلاکہم من حیث لا یشعرون (بحر ج ۷ ص۸۵) وَمَكَرُوا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا دونوں فعلوں کیساتھ مفعول مطلق کی تنوین تعظیم و تفخیم کے لئے یعنی مشرکین نے بھی نہایت پختہ اور مضبوط منصوبہ بنایا اور ہم نے بھی نہایت مضبوط اور ناقابل تسخیر منصوبہ بنایا۔ ۴۴۶ یہ ان کے مکر و فریب کے انجام کا بیان ہے۔ اور خطاب ہر مخاطب سے ہے۔ دیکھ لو ان کے مکر و فریب کا انجام کیا ہوا ہم نے نہ صرف ان بدمعاشوں

موضح قرآن ف بعضے قصے کی ان کے ہاں کسی طرح پر روایت تھی اس میں اسی طرح فرمایا جو صحیح تھا اکثر عقیدے اکثر مسئلے اس میں اس طرف اشارہ کر دیئے ان پر معلوم ہوا کہ وہی صحیح تھا۔

کو بلکہ ان کی ساری قوم کو تباہ و برباد کر دیا۔ فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةً الخ ان کے گھر ویران پڑے ہیں یہ سزا ان کو ان کے ظلم و عدوان کی وجہ سے ملی۔ اس واقعہ میں علم و فہم رکھنے والوں اور غور و فکر کرنے والوں کے لئے بہت بڑی عبرت ہے۔ ۵۴۷ ایمان والوں اور کفر و شرک سے بچنے والوں کو ہم نے بچالیا۔ مشرکین اور مفسدین کو ہلاک بھی ہم نے کیا اور ایمان والوں کو بچایا بھی ہم نے اس میں صالح علیہ السلام کے تصرف و اختیار کو کوئی دخل نہ تھا۔ دَمَّرْنٰهُمْ اور اَنْجَيْنَا جمع متکلم کے صیغوں سے جو عظمت و جبروت ظاہر کرنے کے لئے ہیں معلوم ہوا کہ منکرین کو ہلاک کرنا اور حضرت صالح علیہ السلام اور مومنوں کو نجات دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ برکات دہندہ بھی وہی ہے اور کوئی نہیں۔ ۵۴۸ یہ چوتھا قصہ ہے اور دوسرے دعوے سے متعلق ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کو افعال قبیحہ سے منع کیا مگر قوم نے۔ ان کی اطاعت نہ کی اور سرکشی پر ڈٹے رہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر دیا۔ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ہ بصر سے بصر قلب مراد ہے یعنی علم مطلب یہ ہے کہ تم اس بے حیائی کے فعل کا ارتکاب کرتے ہو حالانکہ تمہیں خوب معلوم ہے کہ یہ سراسر بے حیائی ہے۔ من بصر القلب ای اتفعلونها و انتم تعلمون علما یقینا کونها کذلك (روح ج ۱۹ ص ۲۱۲)۔ ۵۴۹ یہ اس فاحشہ یعنی فعل قبیح کا بیان ہے۔ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖ الخ اس ناصحانہ تبلیغ کے جواب میں قوم نے کہا لوط اور اس کے ماننے والوں کو شہر سے نکال دو کیونکہ وہ بڑے پاک بنتے ہیں اور ہمارے افعال سے نفرت کرتے ہیں۔ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ الخ آخر اس سرکش اور معاند قوم پر اللہ تعالیٰ نے خوفناک عذاب نازل کر کے اسے ہلاک کر دیا حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے متبعین کو بچالیا۔ لوط علیہ السلام کی بیوی بھی چونکہ کافرہ تھی اس لئے وہ بھی کافروں کے ساتھ عذاب میں مبتلا ہوئی۔ فَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا الخ قوم لوط کی بستی کو تہ و بالا کر کے اس پر پتھروں کی بارش کی گئی جیسا کہ سورۂ ہود ع ۷ میں فرمایا فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ الخ فَاَنْجَيْنٰهُ اور اَمْطَرْنَا سے معلوم ہوا کہ حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے متبعین کو اللہ تعالیٰ ہی نے عذاب سے بچایا اور کافروں کو اسی ہی نے ہلاک کیا تو اس سے واضح ہو گیا کہ کارساز اور برکات دہندہ بھی وہی ہے اور کوئی نہیں۔ ۵۵۰ یہ تیسرے اور چوتھے قصے کا ثمرہ ہے۔ ان دونوں قصوں سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے نیک اور برگزیدہ بندوں کو مصائب و عقوبات سے بچاتا اور وہی معاندین کو ہلاک کرتا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ تمام صفات کارسازی کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ پس وہی برکات دہندہ ہے کوئی پیغمبر یا ولی برکات دہندہ نہیں ہے وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الخ اللہ کے برگزیدہ بندے صفات کارسازی کے مالک نہیں ہیں بلکہ انہیں مصائب و بلیات سے جو سلامتی اور امان نصیب ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔ آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ

الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ (٨٠) وَمَآ اَنْتَ

بہروں کو اپنی پکار جب لوٹیں وہ پیٹھ پھیر کر اور نہ تو

بِهٰدِى الْعُمْىِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ

دکھلا سکے اندھوں کو جب وہ راہ سے بہکیں ۵۵۱ تو تو سناتا ہے اس کو جو

يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ (٨١) وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ

یقین رکھتا ہے ہماری باتوں پر سو وہ حکم بردار ہیں اور جب ۵۵۲ پڑ چکے گی ان پر بات

عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۙ

نکالیں گے ہم ان کے آگے ایک جانور زمین سے ان سے باتیں کرے گا

اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ (٨٢) ع وَيَوْمَ نَحْشُرُ

اس واسطے کہ لوگ ہماری نشانیوں کا یقین نہیں کرتے تھے ف۱ اور جس دن گھیر لائیں گے ہم

مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ

ہر ایک فرقہ میں سے ۵۵۳ ایک جماعت جو جھٹلاتے تھے ہماری باتوں کو پھر ان کی

يُوْزَعُوْنَ (٨٣) حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِىْ وَ

جماعت بندی ہوگی ف۲ یہاں تک کہ جب حاضر ہو جائیں فرمائے گا کیوں جھٹلایا تم نے میری باتوں کو اور

لَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّاذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (٨٤) وَ

نہ آ چکی تھیں تمہاری سمجھ میں یا بولو کر کیا کرتے تھے اور

وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ (٨٥) اَلَمْ

پڑ چکی ان پر بات ۵۵۴ اس واسطے کہ انہوں نے شرارت کی تھی اب وہ کچھ نہیں بول سکتے کیا

يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۭ

نہیں دیکھتے کہ ہم نے بنائی رات کہ اس میں چین حاصل کریں اور دن بنایا دیکھنے کو

اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (٨٦) وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِى

البتہ اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو یقین کرتے ہیں اور جس دن پھونکی جاوے گی

موضح قرآن ف۱ قیامت سے پہلے صفا پہاڑ کے کا پھٹے گا اس میں سے ایک جانور نکلے گا لوگوں سے باتیں کرے گا کہ اب قیامت نزدیک ہے اور سچے ایمان والوں کو اور چھپے منکروں کو جدا جدا کر دے گا نشان دے کر ف۲ یعنی ہر گناہ والے ایک جتھہ ہوں گے۔

الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ
صور ؎ تو گھبرا جائے جو کوئی ہے آسمان میں اور جو کوئی ہے زمین میں مگر جس کو اللہ چاہے
وَكُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّ
اور سب چلے آئیں اس کے آگے عاجزی سے ف اور تو دیکھے پہاڑوں کو ؎ سمجھے کہ وہ جم رہے ہیں اور
هِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ؕ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْۤ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ؕ اِنَّهٗ
وہ چلیں گے جیسے چلے بادل کاری گری اللہ کی جس نے سادھا ہے ہر چیز کو اس کو
خَبِيْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۸۸﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ
خبر ہے جو تم کرتے ہو ف جو کوئی لے کر آیا بھلائی ؎ تو اس کو ملے اس سے بہتر
وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ﴿۸۹﴾ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ
اور ان کو گھبراہٹ سے اس دن امن ہے اور جو کوئی لے کر آیا ؎ برائی
فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ ؕ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۰﴾
سو اوندھے ڈالیں ان کے منہ آگ میں وہی بدلہ پاؤ گے جو کچھ تم کیا کرتے تھے
اِنَّمَاۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَ
مجھ کو یہی حکم ہے ؎ کہ بندگی کروں اس شہر کے مالک کی جس نے اس کو حرمت دی اور
لَهٗ كُلُّ شَيْءٍ ؗ وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَاَنْ
اسی کی ہے ہر چیز اور مجھ کو حکم ہے کہ رہوں حکم بردار وں میں اور یہ کہ
اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ
سنا دوں قرآن پھر جو کوئی راہ پر آیا ؎ راہ پر آئے گا اپنے ہی بھلے کو اور جو کوئی
ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۹۲﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ
بہکا رہا تو کہہ دے میں تو یہی ہوں ڈر سنا دینے والا اور کہہ تعریف ہے سب اللہ کو
سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾
آگے دکھائے گا تم کو اپنے نمونے ؎ تو ان کو پہچان لوگے اور تیرا رب ؎ بے خبر نہیں ان کاموں سے جو تم کرتے ہو

ع ۷ / ۲

۱ بشارت اخروی ۱۲
۲ تخویف اخروی ۱۲
۳ تمام دلائل مذکورہ کا ثمرہ ۱۲
۴ پچھلے دونوں مضمونوں پر متفرع ہے ۱۲

اپنے برگزیدہ بندوں کو بچانے اور کافروں کو ہلاک کرنے کے بعد الزام اور اتمام حجت کے طور پر فرمایا کیا اللہ بہتر ہے جو سب کچھ کر سکتا ہے یا وہ معبودانِ باطلہ جن کے اختیار میں کچھ نہیں۔ فیہ تبکیت للمشرکین والزام الحجۃ علیہم بعد ھلاک الکفار الخ (خازن ج ۵ ص ۱۲۷) اَمَّا یُشْرِکُوْنَ میں ام متصلہ ہے۔ اس کے بعد بطور تنویر دوسرے دعوے پر پانچ عقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ **۵۱** یہ پہلی عقلی دلیل ہے۔ یہاں اور اسی طرح اگلی چاروں دلیلوں میں ام منقطعہ ہے بمعنی بل اور اس سے ایک دلیل سے دوسری دلیل کی طرف انتقال مراد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اچھا اس کے علاوہ یہ بتاؤ تمہارے معبود اپنے پجاریوں کے حق میں اچھے ہیں یا اللہ تعالیٰ اپنے عابدین کے حق میں اچھا ہے۔ تم جن پیغمبروں اور ولیوں کو کارساز اور برکات دہندہ سمجھ کر پکارتے ہو وہ نہ تمہیں فائدہ پہنچا سکتے ہیں نہ تم سے ضرر دور کر سکتے ہیں اس لئے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر ہے۔ والمعنی اللہ خیر لمن عبدہ ام الاصنام لمن عبدھا فان اللہ خیر لمن عبدہ وامن بہ لاغنائہ من الھلاک والاصنام لم تغن عن عابدیھا شیئا عند نزول العذاب وھذا السبب ذکر انواعا تدل علی وحدانیتہ وقدرتہ (خازن ج ۵ ص ۱۲۷)

۵۲ یہ خطاب مخصوص لوگوں سے نہیں بلکہ ساری جنس مخلوق سے ہے مَا کَانَ لَکُمْ ای بجمیع جنسکم یعنی تمام جنس مخلوق کو یہ اختیار نہیں۔ جیسا کہ بنی اسرائیل (ع ۱۱) میں ہے۔ قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِکُوْنَ الخ اور سورۂ یٰسین (ع ۳) میں ہے وَمَا عَمِلَتْهُ اَیْدِیْھِمْ یہاں بھی جنس مخلوق مراد ہے۔ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ہر دلیل کے بعد یہ سوال دہرایا گیا ہے جس سے مشرکین کے لاجواب ہونے کا اظہار مقصود ہے۔ دلیل میں جن صفات کا ذکر کیا گیا ہے مشرکین بھی مانتے تھے کہ وہ اللہ کے سوا کسی میں نہیں پائی جاتیں۔ اور الٰہ وہی ہو سکتا ہے جو ان صفات سے متصف ہو۔ اب مشرکین سے سوال کیا گیا ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ کیا یہ صفات اللہ کے سوا کسی اور میں پائی جاتی ہیں اور کیا اللہ کے سوا کوئی اور کارساز ہے؟ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ اس کا جواب وہ خوب جانتے ہیں کہ نفی میں ہے لیکن سرکشی اور ضد و عناد کی وجہ سے حق کا اعتراف نہیں کرتے بلکہ حق یعنی توحید سے اعراض کرتے ہیں يَعْدِلُوْنَ عَنِ الْحَقِّ الَّذِیْ ھو التوحید (مدارک وروح) یا اس کے معنی برابر کرنے کے ہیں یعنی وہ اپنے خود ساختہ معبودوں کو عبادت اور پکار میں اللہ کے برابر سمجھتے ہیں ای یساوون بہ غیرہ تعالیٰ من اٰلھتھم (روح ج ۲۰ ص ۶)

۵۳ یہ دوسری عقلی دلیل ہے۔ جس نے زمین کو پر سکون بنایا، اس میں دریا اور ندیاں بہا دیں، اس کے اضطراب کو دور کرنے کے لئے اس پر پہاڑ رکھ دیئے اور دو مختلف الذائقہ سمندروں میں پردہ حائل کر دیا۔ کیا وہ بہتر ہے یا تمہارے عاجز و بے بس معبود۔ اب تم خود ہی بتاؤ کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ اور کارساز ہے جو یہ مذکورہ کام کر سکے؟ **۵۴** یہ تیسری عقلی دلیل ہے یہ دلیل مقصودی ہے۔ یعنی جو بے چین اور پریشان مخلوق کی پکاریں سنتا اور قبول کرتا ہے اور مصائب

موضح قرآن ف ایک بار صور پھونکے گا جس سے سب خلق مر جاویں گے، دوسرا پھونکے گا تو جی اٹھیں گے اس کے بعد جو پھونکے گا تو گھبرا دیں گے، اور پھونکے گا تو بیہوش ہو جاویں گے، اور پھونکے گا تو ہشیار ہوں گے۔ صور پھونکنا بہت بار ہے ف۲ یہ ہو گا قیامت میں جیسے سورۂ طٰہٰ میں فرمایا ہے۔

وبلیات سے بچاتا ہے، جو سب کا خالق اور سب کو ان کی ضروریں مہیا کرتا ہے وہی سب کا کارساز اور حاجت روا ہے اور اس کے سوا کوئی حاجت روا اور کارساز نہیں۔ ۵۵ یہ چوتھی عقلی دلیل ہے۔ جب تم جنگلوں اور سمندروں میں راستہ بھول جاتے ہو تو اللہ تعالیٰ ہی تمہاری راہنمائی فرماتا ہے۔ اس نے زمین آسمان میں ایسی علامتیں مقرر فرمادی ہیں جن سے تم اپنی منزل مقصود کی صحیح سمت معلوم کر سکتے ہو۔ باران رحمت سے پہلے بارش کی خوشخبری لانیوالی ہوائیں بھی وہی چلاتا ہے۔ کیا یہ صفتیں اللہ کے سوا کسی اور میں موجود ہیں اور کیا اللہ کے سوا کوئی اور کارساز ہے؟ جب اللہ کے سوا یہ صفتیں کسی اور میں موجود نہیں ہیں تو پھر کارساز بھی اور کوئی نہیں۔ کیا اس میں اب بھی کوئی شک ہے۔ بلا شبہہ اللہ تعالیٰ ان تمام شریکوں سے پاک ہے جن کو مشرکین اللہ کے سوا پکارتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنگلوں اور دریاؤں میں اللہ تعالیٰ ہی راہنمائی فرماتا ہے۔ باقی رہی حدیث۔ اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ تو اس میں عباد اللہ سے اولیاء اللہ مراد نہیں ہیں بلکہ فرشتے مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ نے جنگلوں میں اسی مقصد سے مقرر فرما رکھے ہیں۔ جیسا کہ ابو یعلی کی روایت میں یہ الفاظ موجود ہیں اِنَّ لِلّٰہِ مَلَکًا الخ ۵۶ یہ پانچویں عقلی دلیل ہے۔ جس نے سب کو پیدا فرمایا، جو سب کو دوبارہ پیدا کرے گا اور جو زمین و آسمان سے مخلوق کی روزی کا انتظام کرتا ہے کیا اس کے سوا کوئی اور کارساز ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ یہ مذکورہ پانچوں دلیلوں سے متعلق ہے۔ یعنی ہم نے تو اپنے دعوے پر دلائل واضحہ بیان کر دئے ہیں اگر اب بھی تم نہیں مانتے ہو تو اپنے شرک پر کوئی دلیل پیش کرو۔ پہلی دلیل کے آخر میں فرمایا بَلْ هُمْ قَوْمٌ یَّعْدِلُوْنَ ۝ یہ لوگ توحید سے اعراض کرتے ہیں۔ دوسری دلیل کے بعد اس سے ترقی کر کے فرمایا بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ بلکہ ان کی اکثریت تو بالکل جاہل ہے توحید کو جانتی ہی نہیں۔ تیسری دلیل کے بعد اس سے ترقی کر کے فرمایا قَلِیْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ ان کی ضد و جہالت اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ ایسے واضح دلائل کے باوجود وہ عبرت حاصل نہیں کرتے۔ چوتھی دلیل کے بعد فرمایا تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۝ مذکور بیان سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ ہر شریک سے پاک ہے آخر میں پانچویں دلیل کے بعد مشرکین کو چیلنج دیدیا کہ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ الخ اگر اب بھی تم نہیں مانتے ہو تو اپنے دعوے پر کوئی دلیل تو پیش کرو۔ ۵۷ یہ پہلے دونوں قصوں کا ثمرہ ہے اور لف و نشر غیر مرتب کے طور پر پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ فرشتے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ارواح انبیاء علیہم السلام وَ الْاَرْضِ یعنی انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام۔ یعنی اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا نہ آسمان والے نہ زمین والے بلکہ ان کو تو یہ بھی معلوم نہیں کہ حشر و نشر کب ہو گا۔ جب اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں تو اس کے سوا برکات دہندہ بھی کوئی نہیں۔ یعنی ان من فی السّمٰوٰت وھم الملائکۃ ومن فی الارض وھم بنو آدم لا یعلمون متی یبعثون واللہ تعالیٰ تفرد بعلم ذلک (خازن ج ۵ ص ۱۲۵) ۵۸ ادارک بمعنی فنی واضمحل یعنی قیامت قائم ہونے کا وقت جاننا تو درکنار آخرت کے بارے میں انہیں کچھ بھی علم نہیں۔ یہاں سے کلام کا رُخ اہل مکہ کی طرف ہے۔ وقد فسرها الحسن باضمحل علمھم فی الاخرۃ وتدارک (مدارک ج ۳ ص ۱۶۵، بحر ج ۷ ص ۹۳) یا اس کے معنی استحکام و تکامل کے ہیں۔ اور یہ بطور استہزاء و تہکم کہا گیا ہے جیسا کہ جاہل کو بطور استہزاء کہا جائے وہ بہت بڑا عالم ہے۔ ان وصفھم باستحکام العلم تھکم کما تقول لاجھل الناس ما اعلمک علی سبیل الھزء (کبیر ج ۶ ص ۶۶۴) بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْهَا یہ ماقبل سے ترقی ہے یعنی ان کو تو قیامت قائم ہونے میں شک ہے بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ یہ اس سے بھی ترقی ہے۔ یعنی شک بھی نہیں بلکہ مہر جباریت کی وجہ سے انکار کرتے ہیں۔ ۵۹ یہ شکوی ہے۔ مشرکین کہتے یہ تو بڑے تعجب کی بات ہے کہ جب ہم اور ہمارے باپ دادا مر کر مٹی میں مل جائیں گے تو پھر دوبارہ زندہ کئے جائیں گے۔ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا الخ آج محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم سے یہ بات کہتا ہے اس سے پہلے ہمارے باپ دادا کو بھی کہنے والوں نے اس بات سے ڈرایا ہمیں تو یہ بات بالکل ایک افسانہ اور بے حقیقت معلوم ہوتی ہے جو پہلے لوگوں کی من گھڑت ہے۔ آج تک ہم نے اس کا کوئی اثر اور نتیجہ تو نہیں دیکھا۔ ذکروا انھم وعدوا ذلک ھم وآباؤھم فلم یقع شئ من ھذا الموعود ثم جزموا وحصروا ان ذلک من اکاذیب من تقدم (بحر ج ۷ ص ۹۳) ۶۰ یہ تخویف دنیوی ہے۔ یعنی تم زمین میں چلو پھرو اور ان مجرمین کا انجام دیکھو جو شرک کرتے اور حشر و نشر کا انکار کرتے تھے ہم نے جرموں کی پاداش میں ان کو ہلاک اور تباہ و برباد کر دیا۔ ان کے آثار باقیہ کو دیکھ کر عبرت پکڑو اور شرک اور انکار بعث سے باز آجاؤ۔ ۶۱ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دوسری بار تسلی کا ذکر ہے۔ یعنی آپ پر ہم نے عظیم الشان قرآن نازل کیا ہے آپ اس کی تعلیمات و ہدایات کے مطابق مسئلہ توحید کی تبلیغ کریں۔ اگر مشرکین نہ مانیں اور کفر و انکار پر اصرار کریں تو آپ اس سے غمگین نہ ہوں اور نہ دشمنوں کی سازشوں سے آزردہ خاطر ہوں آپ حق پر ہیں اس لئے اللہ پر بھروسہ کر کے اپنا کام کئے جائیں اللہ آپ کا حافظ و ناصر ہے۔ ۶۲ یہ دوسرا شکوی ہے۔ مشرکین بطور استہزاء و تخفیف کہتے وہ عذاب کہاں ہے جس سے تم ہمیں ڈراتے ہو۔ ہم تمہیں نہیں مانتے صاف انکار کرتے ہیں پھر وہ عذاب کیوں نہیں آتا۔ قُلْ عَسٰۤی اَنْ یَّكُوْنَ الخ یہ جواب شکوی ہے۔ فرمایا اتنی عجلت مت کرو، صبر کرو، جس عذاب سے تمہیں ڈرایا گیا ہے وہ قریب آپہنچا ہے۔ رَدِفَ لَكُمْ ای تبع والمراد بہ ھنا لحق ووصل وھو مما یتعدی بنفسہ وباللام کنصح (روح ج ۲۰ ص ۱۶) اور عذاب سے یوم بدر کا عذاب مراد ہے۔ (روح وغیرہ) عَسٰی اور اسی طرح لَعَلَّ اور سَوْفَ شاہوں کے کلام میں امید و شک کے لئے نہیں بلکہ حتمی وعد و وعید کے لئے ہوتے ہیں۔ ان عسی ولعل فی وعد الملوک ووعیدھم یدلان علی صدق الامر وانما یعنون بذلک اظھار وقارھم وانھم لا یحجلون بالانتقام لوثوقھم بان عدوھم لا یفوتھم فعلی ذلک جری وعد اللہ ووعیدہ (کبیر ج ۶ ص ۶۷۵) ۶۳ یہ لوگوں پر اللہ کی مہربانی ہے کہ وہ کفر و شرک اور انکار و تکذیب پر جلدی ان کو نہیں پکڑتا تاکہ ان کو سوچنے سمجھنے کا موقع مل جائے۔ لیکن پھر بھی اکثر لوگ اس کا شکر ادا نہیں کرتے اور اس کی نافرمانیوں میں منہمک رہتے ہیں۔ ۶۴ آخر میں دونوں دعووں پر لف و نشر مرتب کے طور پر مزید ایک عقلی دلیل ذکر کی گئی۔ یہ پہلی عقلی دلیل ہے جو پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ یعنی غیب داں صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے وہ

ہر ایک کے سینے میں چھپی باتوں کو بھی جانتا ہے اور ہر ایک کے ظاہری اعمال سے باخبر ہے اس لئے ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزاء و سزا دے گا وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ الخ کِتَابٍ مُّبِيْنٍ سے علم الٰہی یا لوحِ محفوظ مراد ہے۔ وھو اللوح المحفوظ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وقیل المراد بالکتاب المبین علمه تعالیٰ الازلی الذی ھو مبدأ لاظھار الاشیاء بالارادۃ والقدرۃ (روح ج ۲۰ ص۱۷) **٦٥** یہ جملہ معترضہ ہے اور اس سے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا بیان مقصود ہے۔ یعنی یہ قرآن بہت سے ایسے مسائل کا صحیح صحیح فیصلہ کرتا ہے جن میں بنی اسرائیل آپس میں مختلف تھے اور کوئی حتمی فیصلہ نہ کر پاتے تھے۔ مثلاً حضرت مسیح اور حضرت مریم کے بارے میں ان کا اختلاف وہ ان کے بارے میں افراط و تفریط میں گرفتار تھے قرآن نے اس معاملے میں افراط و تفریط کے درمیان صحیح راہ بتائی۔ یہودی ان کو برا جانتے تھے اور طعن کرتے تھے۔ عیسائی ان کو خدا اور خدا کا بیٹا اور دونوں کو کارساز سمجھتے تھے قرآن نے دونوں نظریوں کو باطل ٹھہرا کر صحیح فیصلہ دیا کہ وہ دونوں ہمارے نیک اور برگزیدہ بندے ہیں وہ نہ خدا ہیں، نہ خدا کے نور سے ہیں اور نہ کارساز ہیں۔ ایسے اُمورِ غیبیہ صحیح صحیح بتا دینا یہ حضور علیہ السلام کے صدقِ نبوت کی دلیل ہے۔ **٦٦** یہ قرآن ماننے والوں کے لئے ہدایت کا سرچشمہ اور سراپا رحمت ہے۔ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ الخ اللہ تعالیٰ لوگوں کے درمیان حق و انصاف کے ساتھ فیصلہ فرماتا ہے۔ وہ بڑا زبردست ہے اس کا فیصلہ رد نہیں کیا جا سکتا اور وہ سب کچھ جانتا ہے اس لئے اس کا فیصلہ سراپا حق ہوتا ہے۔ اس لئے قرآن کے ذریعہ بنی اسرائیل کے باہمی مختلف فیہ مسائل میں اس نے حق و انصاف اور حکمت بالغہ کے ساتھ فیصلہ فرمایا ہے۔ **٦٧** یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے یعنی اگر مشرکین نہیں مانتے تو آپ غم نہ کریں اللہ پر بھروسہ کر کے اپنا کام کئے جائیں کیونکہ آپ حق پر ہیں۔ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ یہ ماقبل کی علت اولیٰ ہے۔ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى یہ تسلی کی دوسری علت ہے۔ یعنی اگر یہ مشرکین نہیں مانتے تو آپ غم کیوں کرتے ہیں آپ اللہ پر بھروسہ رکھیں ان مشرکین کے دلوں اور کانوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے اس لئے ان پر آپ کی تبلیغ کا کوئی اثر نہ ہوگا اور وہ کبھی حق کو قبول نہیں کریں گے۔ ان کی مثال تو مُردوں کی سی ہے جو نہ سُن سکتے ہیں۔ یہی حال ان کا ہے مہر جباریت کی وجہ سے ان کے تمام حواس معطل ہو چکے ہیں یا ان کی مثال ایسے بہروں کی سی ہے جو بہرے بھی ہیں اور پھر پیٹھ پھیر کر دور بھاگ جائیں۔ جس طرح یہ آپ کی بات نہیں سُن سکتے ایسے ہی ان مشرکین پر بھی آپ کی باتوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اس آیت میں کافروں کو مُردوں سے تشبیہ دی گئی ہے جس طرح مُردوں کے تمام حواس معطل ہو جاتے ہیں وہ نہ سمجھ سکتے ہیں اور نہ دیکھ اور سُن سکتے ہیں۔ اسی طرح کافر چونکہ اپنے ان حواس سے فائدہ نہیں اٹھاتے اس لئے ان کو مُردوں سے تشبیہ دی گئی گویا ان کے یہ حواس مُردوں کی طرح معطل اور بیکار ہو چکے ہیں۔ اس سے صاف صاف سماعِ موتیٰ کی نفی ہوتی ہے اگر مُردے سُنتے ہوں تو یہ تشبیہ صحیح نہیں ہوگی واستدل بقوله سبحانه (اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى) علی ان المیت لا یسمع کلام الناس مطلقًا (روح ج ۲۰ ص۲۱) سماعِ موتیٰ کی پوری تحقیق سورۂ روم کی تفسیر میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ **٦٨** یہ تیسری تشبیہ ہے اس میں مشرکین کو اندھوں سے تشبیہ دی ہے۔ جس طرح ایک اندھا بینائی نہ ہونے کی وجہ سے راستہ نہیں دیکھ سکتا اسی طرح مشرکین بھی راہِ ہدایت پر نہیں آتے۔ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ الخ آپ کی تبلیغ سے صرف وہ لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو قرآن کو اللہ کا کلام سمجھیں اور اخلاص کے ساتھ راہِ حق کی تلاش کریں۔ **٦٩** یہ تخویف دنیوی ہے۔ قول سے قیام ساعت کا وعدہ اور وقوعِ قول سے قیامت کا قرب مراد ہے (مدارک و روح) یعنی آخری زمانے میں قربِ قیامت کی علامت کے طور پر ہم زمین سے ایک عجیب و غریب جانور پیدا کریں گے جو لوگوں سے صاف صاف باتیں کرے گا اِنَّ النَّاسَ الخ اس سے پہلے حرف جر مقدر ہے ای تکلمھم بانھم کانوا لا یتیقنون بآیات اللہ تعالیٰ الناطقة بمجیئ الساعة (روح ج ۲۰ ص۲۳) یعنی وہ جانور لوگوں سے کہے گا کہ لوگ ان نشانیوں کو نہیں مانتے جو اللہ تعالیٰ نے قیامت کے لئے قائم فرمائی ہیں۔ اور حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہاں دَآبَّة سے کوئی خاص دابہ مراد نہیں بلکہ عام ہے۔ اَلْقَوْلُ سے وعدۂ عذاب مراد ہے۔ یعنی جب کسی قوم پر انکارِ توحید کی وجہ سے عذابِ الٰہی کا وقت آجائے تو اللہ تعالیٰ بطورِ اعجاز جانوروں کو قوتِ گویائی عطا فرما کر ان سے دینِ حق کی سچائی پر شہادت دلوا دیتا ہے۔ جیسا کہ خود حضور علیہ السلام کے زمانے میں ایک گوہ نے آپ کی صداقت کی گواہی دی تھی۔ اس قسم کے اور بھی کئی واقعات گذر چکے ہیں۔ جب ایسی معجزانہ شہادتوں کے بعد بھی لوگ دینِ حق کو نہ مانیں تو ان پر اللہ کا عذاب آجاتا ہے۔ تکلمھم یعنی وہ دابہ (جانور)، دینِ حق کی سچائی اور دوسرے ادیان کے بطلان کی گواہی دیتا ہے۔ تکلمھم ببطلان الادیان کلھا سوی دین الاسلام (مدارک ج ۳ ص۱۷۱) اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا الخ یہ ماقبل کی علت ہوگی۔ یعنی ہم دابہ اس لئے نکالیں گے کہ لوگ ہماری آیتوں کو نہیں مانتے۔ دابہ کا معجزانہ کلام ان کو ایمان کی طرف مائل و راغب کرے گا۔ **٧٠** یہ تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن جب ہم انکار کرنے والوں کو فوج در فوج میدانِ حشر میں جمع کریں گے تو انہیں ایک جگہ روک دیا جائے گا تاکہ پچھلے بھی ان کے ساتھ مل جائیں اور سب کو اکٹھا کر کے حساب کے لئے لیجایا جائے۔ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ الخ جب تمام کفار موقف میں جمع ہو جائیں گے اس وقت ان سے کہا جائے گا کیا میری آیتوں کو تم نے سرسری طور پر سن کر ہی انکار کر دیا اور ان میں غور و فکر کر کے ان کو سمجھنے اور ان کی حقیقت کو پانے کی کوشش نہ کی اکذبتم بادی الرأی من غیر فکر ولا نظر یؤدی الی احاطة العلم بکنھھا وانھا حقیقة بالتصدیق (مدارک ج ۳ ص۱۷۱) اَمَّاذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ جب ہماری آیتوں میں تم نے غور و فکر نہیں کیا تو بتاؤ تو سہی دنیا میں تم کرتے کیا رہے ہو۔ کیا میں نے تم کو عبث اور بیکار کاموں کے لئے پیدا کیا تھا؟ **٧١** وعدۂ عذاب پورا ہو کر رہے گا اور وہ کفر و شرک اور انکار و تکذیب کی پاداش میں عذاب میں مبتلا کر دیئے جائیں گے اور کوئی جواب نہ دے سکیں گے اور نہ کوئی معقول عذر و معذرت پیش کر سکیں گے۔ **٧٢** یہ دوسری عقلی دلیل ہے جو دوسرے دعوے سے متعلق ہے یعنی کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ وہ یہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے رات بنائی تاکہ وہ اس میں آرام کریں اور دن بنایا تاکہ وہ اس میں اپنا کاروبار جاری رکھ سکیں یہ رات دن کی آمد و رفت اللہ تعالیٰ کے اختیار و تصرف میں ہے لہٰذا کارساز اور حاجت روا بھی وہی ہے۔

اس آیت میں صنعت احتباک ہے یعنی پہلے جملے میں جَعَلْنَا کا مفعول ثانی مقدر ہے یعنی مُظْلِمًا اور دوسرے جملے میں مفعول ثانی کا متعلق محذوف ہے یعنی لینشر وا فیہ۔ والمشھور ان فی الاٰیۃ صنعۃ الاحتباک والتقدیر جعلنا اللیل مظلما لیسکنوا فیہ والنہار مبصرا لینشر وا فیہ (روح ج ۲۰ ص ۲۹)
۷۳ اس دلیل میں ایمان والوں کے لئے تو عظیم الشان نشانات موجود ہیں جن سے وہ اللہ کی توحید پر استدلال کر سکتے ہیں۔ ولما ذکر اشیاء من احوال یوم القیمۃ لیرتدع بسماعہا من اراد اللہ تعالیٰ ارتداعہ نبہھم علی ما ھو دلیل علی التوحید والحشر والنبوۃ بما ھم یشاھدونہ فی حال حیاتہم وھو تقلیب اللیل والنہار (بحر ج ۷ ص ۹۹) ۷۴ یہ تخویف اخروی ہے۔ یہاں نفخہ سے اکثر کے نزدیک نفخہ اولیٰ مراد ہے یعنی جب پہلی بار صور پھونکا جائے گا تو زمین و آسمان کی ساری مخلوق گھبرا اٹھے گی البتہ جن کے دلوں کو اللہ نے مضبوط رکھا وہ اس گھبراہٹ سے محفوظ رہیں گے۔ مثلاً جبریل، میکائیل، اسرافیل اور ملک الموت علیہم السلام (کبیر، مدارک وغیرہ)۔ نفخات کی تعداد میں علماء کا اختلاف ہے دو، تین اور چار کے اقوال موجود ہیں۔ ان میں زیادہ تر لوگ اس طرف گئے ہیں کہ نفخہ دو بار ہوگا ایک پہلا نفخہ جس سے ساری مخلوق ہلاک ہو جائے گی اس کا ذکر زیر تفسیر آیت کے علاوہ ایک دوسری آیت میں اس طرح آیا ہے۔ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ الخ (زمر ع ۷) اس سے معلوم ہوا کہ نفخہ فزع اور نفخہ صعق دونوں ایک ہی ہیں۔ دوسرا نفخہ وہ ہے جس کے بعد تمام لوگ زندہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوں گے۔ چنانچہ نفخہ صعق کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ۔ امام قاضی عیاض فرماتے ہیں نفخات تین ہیں۔ نفخہ اولیٰ یعنی نفخہ صعق، نفخہ ثانیہ یعنی نفخہ بعث یہ دونوں آیت فَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ الخ میں مذکور ہیں اور نفخہ ثالثہ یعنی نفخہ فزع یہ زیر تفسیر آیت میں مذکور ہے۔ واللہ اعلم (روح)

۷۵ قیامت کے دن تمہیں ایسا محسوس ہوگا کہ پہاڑ زمین پر جمے ہوئے ہیں حالانکہ وہ بادلوں کی طرح ادھر سے ادھر اڑ رہے ہوں گے۔ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْ الخ یہ فعل مقدر کا مفعول مطلق ہے برائے تاکید مضمون جملہ ای صنع اللہ تعالیٰ ذلک صنعاً (روح) یعنی جس اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو بے مثال کاریگری سے محکم و مضبوط بنایا ہے قیامت کے دن وہی پہاڑوں کو بادلوں کی طرح اڑائے گا۔ یہ اسی کی قدرت و طاقت ہے۔ ۷۶ یہ بشارت اخروی ہے۔ جو لوگ توحید پر قائم رہے اور اس کے مطابق عمل کیا انہیں بہترین جزا ملے گی اور قیامت کی گھبراہٹ سے بھی وہ محفوظ رہیں گے۔ بِالْحَسَنَةِ ای بکلمۃ الاخلاص وھی شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ (معالم وخازن ج ۵ ص ۱۳۱) ای بقول لا الٰہ الا اللہ عند الجمھور (مدارک ج ۳ ص ۱۷۱) وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما الحسنۃ کلمۃ الشہادۃ (ابو السعود ج ۶ ص ۳۶۵) ۷۷ یہ تخویف اخروی ہے جن لوگوں نے شرک کیا انہیں منہ کے بل جہنم میں پھینکا جائے گا اور کہا جائے گا یہ سزا تمہیں تمہارے اعمال ہی کی دی جا رہی ہے۔ بالسیئۃ وھو الشرک وبہ فسرہ من فسر الحسنۃ بشہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ الخ (روح ج ۲۰ ص ۳۷) ۷۸ آخر میں تمام مذکورہ دلائل کے ثمرہ و نتیجہ کے طور پر دلیل وحی کا ذکر کیا گیا ہے۔ کہ مجھے وحی کے ذریعہ اللہ نے حکم دیا ہے کہ میں اس عزت و حرمت والے شہر مکہ کے رب کی عبادت کروں، اسی کو کارساز سمجھوں اور حاجات و مصائب میں صرف اسی کو پکاروں وَلَهٗ كُلُّ شَيْءٍ کیونکہ ساری کائنات کا مالک اور سارے جہان میں وہی متصرف و مختار ہے۔ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مجھے یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ میں زندگی کے ہر معاملہ میں اللہ کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کر دوں وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ اور مجھے یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ میں قرآن کی تبلیغ و اشاعت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھوں ای اواظب علی قراءتہ علی الناس بطریق تکرر الدعوۃ وتثنیۃ الارشاد (روح ج ۲۰ ص ۳۹) ۷۹ میرا کام تو تبلیغ ہے۔ جو مان لے گا وہ اپنا ہی بھلا کرے گا اور جو نہ مانے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا میرا فرض یہ ہے کہ میں نہ ماننے والوں کو اللہ کے عذاب سے ڈراؤں اور تکذیب و انکار کے انجام بد سے انہیں خبردار کروں باقی اس چیز کا مجھے علم نہیں کہ وہ عذاب کب آئے گا کیونکہ میں تو صرف ڈرانے والا ہوں، میں غیب داں نہیں ہوں، عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ پہلے دونوں قصوں پر متفرع ہے۔ بطور لف و نشر مرتب۔ ۸۰ یہ پچھلے دونوں قصوں پر متفرع ہے بطور لف و نشر مرتب۔ یعنی صفات کارسازی اللہ کے لئے ہیں پیغمبروں کے لئے نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی مصائب و شدائد سے ان کو بچاتا اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کرتا ہے۔ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ الخ آپ مشرکین سے فرما دیں آگے چل کر اللہ تعالیٰ تمہیں میری صداقت کے نشانات دکھائے گا جن کو دیکھ کر تم یقین کر لوگے کہ واقعی یہ وہی نشانات ہیں جن کی ہم کو خبر دی گئی لیکن یہ الگ بات ہے کہ اس وقت تمہیں اس معرفت اور اقرار کا کوئی فائدہ ہو یا نہ ہو۔ مراد دنیا و آخرت کے عذاب کی نشانیاں ہیں سیریھم اللہ من اٰیاتہ فی الاٰخرۃ فیستیقنون بہا وقیل ھو انشقاق القمر والدخان وما حل بھم من نقمات اللہ فی الدنیا (مدارک ج ۳ ص ۱۷۲) ۸۱ یہ وعد و وعید کی طرف نہایت لطیف اشارہ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں وہ تمہارے تمام نیک و بد اعمال کو خوب جانتا ہے، اس لئے ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق اجر و ثواب اور سزا و عذاب دے گا۔ کلام مسوق من جہتہ سبحانہ بطریق التذییل مقرر لما قبلہ متضمن للوعد والوعید (ابو السعود ج ۶ ص ۳۶۵)

سورۃ النمل میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ یٰمُوْسٰٓی اِنَّهٗٓ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ نفی شرک فی التصرف۔

۲۔ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ ۔۔۔ تا ۔۔۔ لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ نفی علم غیب از موسیٰ علیہ السلام۔

۳۔ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ (ع ۲) نفی علم غیب از سلیمان علیہ السلام واصحاب سلیمان علیہ السلام۔

۴۔ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ ۔۔۔ تا ۔۔۔ هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ نفی شرک فی العلم وشرک فی التصرف۔

۵۔ قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ نفی علم غیب از سلیمان علیہ السلام۔

۶۔ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ ۔۔۔ تا ۔۔۔ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ۝ اللہ کے سوا کسی اور سے استعانت نہ کرو۔

۷۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى ثَمُوْدَ ۔۔۔ تا ۔۔۔ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ ۝ (ع ۴) نفی شرک فی التصرف۔

۸۔ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۔۔۔ تا ۔۔۔ آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ (ع ۵) تمام صفات کارسازی اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں لہٰذا وہی برکات دہندہ ہے۔

۹۔ اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۔۔۔ تا ۔۔۔ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ نفی شرک فی التصرف پر پانچ عقلی دلیلیں علی سبیل الاعتراف من الخصم۔

۱۰۔ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ ۔۔۔ تا ۔۔۔ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝ (ع ۵) نفی شرک فی العلم۔

۱۱۔ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ ۔۔۔ تا ۔۔۔ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ (ع ۶) نفی شرک فی العلم۔

۱۲۔ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى ۔۔۔ تا ۔۔۔ فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ کافروں کو مُردوں سے تشبیہ دی گئی ہے اس سے سماع موتی کی نفی ہوتی ہے۔

۱۳۔ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ ۔۔۔ تا ۔۔۔ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ (ع ۷) نفی شرک فی التصرف۔

۱۴۔ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ ۔۔۔ تا ۔۔۔ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ نفی شرک فی التصرف۔

سُورۃ القصص

ربط سورۃ القصص کو ماقبل کے ساتھ نامی ربط یہ ہے کہ سورۃ النمل تک مسئلہ توحید اور دعویٰ تبارک عقلی ونقلی دلائل سے واضح کیا جاچکا ہے یہاں تک کہ نمل یعنی چیونٹی کی بات سے بھی معلوم ہوگیا کہ اللہ کے سوا کوئی غیب داں نہیں۔ لہٰذا برکات دہندہ بھی وہی ہے اس مسئلہ کی وجہ سے آپ پر تکلیفیں بھی آئیں گی قصص موسیٰ علیہ السلام کو دیکھئے توحید کی خاطر ان پر کس قدر تکلیفیں آئیں۔ لیکن آخر غلبہ انہی کو حاصل ہوا۔

القصص کا النمل کے ساتھ معنوی ربط یہ ہے کہ الفرقان، الشعراء اور النمل میں عقل ونقل اور وحی کے دلائل سے واضح اور ثابت کر دیا گیا کہ برکات دہندہ عالم الغیب، لائق عبادت و پکار اور متصرف و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ اسی مسئلہ توحید کی وجہ سے مشرکین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ستاتے اور ایذائیں دیتے تھے۔ اب القصص میں موسیٰ علیہ السلام کی دعوت و تبلیغ اور کافروں کی ایذا رسانی پر ان کے صبر و استقلال کا ذکر کیا گیا۔ مقصد یہ ہے کہ اے رسول! مسئلہ توحید بیان کئے جاؤ۔ دعوت و تبلیغ پر مصائب آئیں گے انہیں برداشت کرنا اور ثابت قدم رہنا۔ آپ میرے سچے رسول ہیں آخر غلبہ آپ ہی کو حاصل ہوگا اور آپ کے دشمن مغلوب ہوں گے۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے دعوتِ توحید پر مسلسل مصائب اٹھائے۔ کافروں نے ان کی دعوت کو نہ مانا اور انہیں بہت ستایا آخر ہم نے ان کو اور ان کے تبعین کو سربلند اور غالب کیا اور ان کے دشمنوں کو ان کے سامنے ہلاک کیا۔

خلاصہ یہ سورت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبل نبوت زندگی کے حالات، نبوت کے بعد دعوت توحید، قوم کے رد و انکار اور ایذا رسانی، آخر موسیٰ علیہ السلام اور ان کے تبعین کے غلبہ اور فرعون اور اس کی قوم کی مغلوبیت و ہلاکت کے واقعات پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد شکوے، تخویفیں اور بشارتیں مذکور ہیں اور موسیٰ علیہ السلام کے پیش کردہ دعویٰ توحید پر پانچ عقلی دلیلیں جن میں سے تیسری اور چوتھی علیٰ سبیل الاعتراف من الخصم ہیں اور پہلی دو کے بعد ان کا ثمرہ بھی بیان کیا گیا ہے اور ایک دلیل نقلی علماء اہل کتاب سے ذکر کی گئی ہے۔

تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ یہ تمہید مع ترغیب ہے۔ نَتْلُوْا عَلَيْكَ ۔۔ تا ۔۔ مَا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ۝ یہ سارے قصے کا اجمال ہے۔ اس کے بعد وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى ۔۔ تا ۔۔ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ (ع ۴) میں قصے کی تفصیلات کا ذکر ہے۔ اس قصے میں چھ امور مذکور ہیں۔

امر اول۔ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ الخ فرعون بڑا سرکش تھا وہ محکوم قوم پر ظلم و ستم کرتا تھا۔ امر دوم اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ الخ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو ہم نے الہام کے ذریعہ سے بتایا کہ غم نہ کر ہم موسیٰ کو تمہارے پاس واپس لائیں گے۔ امر سوم۔ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ تمہیں تو اس کا علم نہیں ہم موسیٰ کو مرتبہ رسالت بھی عطا کریں گے۔ امر چہارم۔ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ ۝ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے عہد کیا کہ تو نے مجھ پر مہربانی فرمائی کہ میری خطا معاف کر دی میں عہد کرتا ہوں کہ آئندہ مجرموں کی اعانت نہیں کروں گا۔ امر پنجم۔ وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى الخ (ع ۴) قوم کے رد و انکار کے جواب میں موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ ہدایت پر کون ہے اور بہتر انجام کس کا ہوگا یہ سب کچھ میرے پروردگار کو معلوم ہے۔ امر ششم وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الخ (ع ۷) اللہ کے سوا دعاء اور پکار کے لائق کوئی نہیں۔ یہ امور موسیٰ علیہ السلام کے حالات سے متعلق ہیں۔ سورت کے آخر میں ایسے ہی چھ امور مذکور ہوں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سے متعلق ہیں۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الخ پہلی قوموں نے مسئلہ توحید کو نہ مانا تو انہیں ہلاک کر دیا گیا پھر موسیٰ علیہ السلام نے دعوتِ توحید پیش کی اور فرعون اور اس کی قوم نے انکار کیا تو انہیں بھی ہلاک کر دیا گیا اب آپ کو قرآن دے کر بھیجا ہے آپ کے منکرین بھی ہلاک ہوں گے اور آخر غلبہ آپ کا ہوگا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ ذکر کرنے کے بعد بطور جملہ معترضہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ذکر کیا گیا۔ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ ۔۔ تا ۔۔ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ (ع ۵) یہ جملہ واقعات جو سینکڑوں برس آپ سے پہلے پیش آچکے ہیں ان میں آپ موجود نہ تھے۔ لیکن ہم نے اپنی مہربانی سے آپ کو رسالت کا منصب عطا کیا اور ذریعۂ وحی یہ تمام واقعات آپ کو بتا دیئے۔ وَلَوْلَآ اَنْ تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌ الخ یہ تخویف دنیوی ہے۔ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ یہ شکویٰ ہے یعنی ہماری طرف بھی ویسی ہی کتاب نازل کی جاتی جیسے موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی۔ اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا الخ یہ جواب شکویٰ ہے۔ ان کا یہ مطالبہ محض ضد پر مبنی ہے کیونکہ اس سے پہلے وہ موسیٰ علیہ السلام کی کتاب کا بھی انکار کر چکے ہیں۔ وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ الخ (ع ۶) یہ ترغیب الی القرآن ہے اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ الخ یہ پچھلی کتابوں کے عالموں سے دلیل نقلی ہے۔ انصاف پسند علماء اہل کتاب قرآن پر ایمان لا چکے ہیں یہ اس کے حق ہونے کی دلیل ہے۔ اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ الخ مومنین اہل کتاب کے لئے بشارت اخروی ہے۔ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔

وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى الخ یہ دوسرا شکویٰ ہے۔ اگر ہم آپ کی بات مان لیں تو دوسرے مشرکین ہمیں یہاں سے نکال دیں گے۔ اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ الخ یہ جواب شکویٰ ہے یعنی ہم نے ان کو حرم میں پناہ دے رکھی ہے جس کا احترام سب کے دلوں میں ہے اس لئے اگر وہ ہدایت کو قبول کرلیں تو کوئی انہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۭ بَطِرَتْ الخ یہ تخویف دنیوی ہے۔ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ الخ (ع ۷)، تخویف اخروی ہے۔ فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ الخ بشارت اخروی۔

اس کے بعد اس دعویٰ توحید پر پانچ عقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں۔ جن میں سے دو علیٰ سبیل الاعتراف من الخصم ہیں۔

پہلی عقلی دلیل وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ الخ سارے جہاں کا خالق اور متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے لہٰذا برکات دہندہ اور پکار کے لائق بھی وہی

ہے۔ دوسری عقلی دلیل۔ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ٥ عالم الغیب بھی وہی ہے لہٰذا وہی حاجت روا اور مجیب الدعا ہے۔ وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الخ یہ مذکورہ دونوں دلیلوں کا ثمرہ ہے۔ جب متصرف و مختار اور عالم الغیب وہی ہے تو غائبانہ حاجات میں پکارنے کے لائق اور برکات دہندہ بھی وہی ہے۔ تیسری عقلی دلیل علیٰ سبیل الاعتراف من الخصم۔ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ الخ چوتھی عقلی دلیل علیٰ سبیل الاعتراف من الخصم۔ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ یہ سارا نظام شمسی اللہ کے اختیار میں ہے۔ دن رات کی آمد و رفت اسی نظام کا حصہ ہے۔ جس کے قبضے میں یہ سب کچھ ہے وہی پکار کے لائق ہے۔ پانچویں عقلی دلیل یہ اصل میں تیسری

سُوْرَةُ الْقَصَصِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ قصص ١ مکی ہے اور اس کی اٹھاسی آیتیں اور نو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

طٰسٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۲﴾ نَتْلُوْا عَلَيْكَ

یہ آیتیں ہیں کھلی کتاب کی ٢ ہم سناتے ہیں تجھ کو

مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳﴾

کچھ احوال موسیٰ ٣ اور فرعون کا تحقیقی ان لوگوں کے واسطے جو یقین کرتے ہیں ف

اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِى الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا

فرعون چڑھ رہا تھا ٤ ملک میں اور کر رکھا تھا وہاں کے لوگوں کو کئی فرقے

يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ

کمزور کر رکھا تھا ایک فرقہ کو ان میں ٥ ذبح کرتا تھا ان کے بیٹوں کو

وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴﴾

اور زندہ رکھتا تھا ان کی عورتوں کو بے شک وہ تھا خرابی ڈالنے والا ف٢

وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِى

اور ہم چاہتے ہیں کہ احسان کریں ٦ ان لوگوں پر جو کمزور ہوئے پڑے تھے

الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۵﴾

ملک میں اور کر دیں ان کو سردار اور کر دیں ان کو قائم مقام

وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِى الْاَرْضِ وَنُرِىَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ

اور جما دیں ان کو ملک میں اور دکھا دیں فرعون اور ہامان کو

وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ﴿۶﴾ وَاَوْحَيْنَآ

اور ان کے لشکروں کو ان کے ہاتھ سے جس چیز کا ان کو خطرہ تھا ف٣ اور ہم نے حکم بھیجا ٤

١ تمہید مع ترغیب

٢ دلیل نقلی ٢

اور چوتھی دلیلوں کا بالاجمال اعادہ ہے۔ وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ الخ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے دن رات کو پیدا فرمایا رات تمہارے آرام کے لئے ہے اور دن کاروبار کے لئے۔ اس خدائے رحیم و مہربان کا شکر ادا کرو اور عبادت اور پکار میں کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔

وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى الخ یہ تخویف دنیوی ہے قارون کا حال دیکھو کتنا بڑا دولت مند اور کس قدر وسیع وسائل کا مالک تھا لیکن انکارِ توحید پر اللہ کے عذاب سے اسے کوئی چیز نہ بچا سکی۔ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ الخ (۶۹) یہاں سے ان چھ امور کا ذکر شروع ہوتا ہے جو مذکور الصدر چھ امور پر متفرع ہیں لیکن بطور لف و نشر غیر مرتب۔ یہ امر اول پر متفرع ہے۔ فرعون متکبر و سرکش تھا جسے دنیا ہی میں ہلاک کر دیا گیا اور یہاں فرمایا جو لوگ زمین پر سرکشی اور فساد نہیں کرتے بلکہ اللہ کی فرمانبرداری کرتے ہیں آخرت میں نیک انجام صرف انہی کا ہوگا۔ اِنَّ الَّذِىْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ الخ یہ امر دوم پر متفرع ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ کے پاس واپس بھیجا اسی طرح وہ آخرت میں عظیم الشان ٹھکانے کی طرف یا بعد ہجرت مکہ کی طرف آپ کو واپس لوٹائے گا۔ قُلْ رَّبِّىْٓ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى الخ یہ امر پنجم پر متفرع ہے جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا کہ اللہ ہی جانتا ہے ہدایت پر کون ہے اور نیک انجام کس کا ہوگا اسی طرح حضور علیہ السلام کو بھی یہی جواب دینے کا حکم دیا گیا۔ وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى الخ یہ امر سوم پر متفرع ہے۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو وہم و گمان بھی نہ تھا کہ ان کا بیٹا بڑا ہو کر پیغمبر ہوگا اسی طرح حضور علیہ السلام کے خواب و خیال میں بھی نہ تھا کہ آپ پر اللہ کی وحی نازل ہوگی۔ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ ٥ یہ امر چہارم پر متفرع ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عہد کیا تھا کہ میں مجرموں سے تعاون نہیں کروں گا یہاں حضور علیہ السلام کو بھی اس سے منع کیا گیا۔ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ الخ یہ امر ششم پر متفرع اور سورت کا ثمرہ ہے۔ اس سورت میں مذکورہ عقلی اور نقلی دلائل سے ثابت ہو گیا کہ متصرف و کارساز، عالم الغیب اور برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں لہٰذا حاجات و مصائب میں غائبانہ صرف اسی کو پکارو۔ ٢ یہ تمہید مع ترغیب ہے یعنی یہ کتاب مبین کی آیتیں ہیں انہیں توجہ سے سنیں اور ان پر عمل کریں۔ اَلْكِتٰبُ کی صفت اَلْمُبِيْنُ سے اس طرف اشارہ ہے کہ اس سورت میں

موضح قرآن ف١ یعنی مسلمان لوگ اپنا حال قیاس کر لیں ظالموں کے مقابلے ہیں ف٢ بیٹے ذبح کرتا کہ یہ قوم بڑھ نہ جاوے کہ زور پکڑے یعنی بنی اسرائیل۔ ف٣ ہامان وزیر تھا فرعون کا ظلم میں اس کا شریک تھا۔

إِلَىٰٓ أُمِّ مُوسَىٰٓ أَنْ أَرْضِعِيهِ ۖ فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ
موسیٰ کی ماں کو کہ اس کو دودھ پلاتی رہ پھر جب تجھ کو ڈر ہو اس کا تو ڈال دے اس کو
فِى ٱلْيَمِّ وَلَا تَخَافِى وَلَا تَحْزَنِىٓ ۖ إِنَّا رَآدُّوهُ إِلَيْكِ وَ
دریا میں اور نہ خطرہ کر اور نہ غمگین ہو ہم پھر پہنچا دیں گے اس کو تیری طرف اور
جَاعِلُوهُ مِنَ ٱلْمُرْسَلِينَ ۝٧ فَٱلْتَقَطَهُۥٓ ءَالُ فِرْعَوْنَ
کریں گے اسکو رسولوں سے ف۱ پھر اٹھا لیا ف۲ اس کو فرعون کے گھر والوں نے
لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا ۗ إِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَـٰمَـٰنَ وَ
کہ ہو ان کا دشمن اور غم میں ڈالنے والا بے شک فرعون اور ہامان اور
جُنُودَهُمَا كَانُوا۟ خَـٰطِـِٔينَ ۝٨ وَقَالَتِ ٱمْرَأَتُ فِرْعَوْنَ
ان کے لشکر تھے چوکنے والے ف۳ اور بولی ف۴ فرعون کی عورت
قُرَّتُ عَيْنٍ لِّى وَلَكَ ۖ لَا تَقْتُلُوهُ ۖ عَسَىٰٓ أَن يَنفَعَنَآ
یہ تو آنکھوں کی ٹھنڈک ہے میرے لئے اور تیرے لئے اس کو مت مارو کچھ بعید نہیں جو ہمارے کام آئے
أَوْ نَتَّخِذَهُۥ وَلَدًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝٩ وَأَصْبَحَ فُؤَادُ
یا ہم اس کو کر لیں بیٹا اور ان کو کچھ خبر نہ تھی ف۵ اور صبح کو موسیٰ کی ماں
أُمِّ مُوسَىٰ فَـٰرِغًا ۖ إِن كَادَتْ لَتُبْدِى بِهِۦ لَوْلَآ أَن رَّبَطْنَا
کے دل میں قرار نہ رہا ف۶ قریب تھی کہ ظاہر کر دے بیقراری کو اگر نہ ہم نے گرہ دی ہوتی
عَلَىٰ قَلْبِهَا لِتَكُونَ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ ۝١٠ وَقَالَتْ لِأُخْتِهِۦ
اس کے دل پر ف۷ اس واسطے کہ رہے یقین کرنے والوں میں اور کہہ دیا ف۸ اس کی بہن کو
قُصِّيهِ ۖ فَبَصُرَتْ بِهِۦ عَن جُنُبٍ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝١١
اس کے پیچھے چلی جا پھر دیکھتی رہی اس کو اجنبی ہو کر اور ان کو خبر نہ ہوئی
وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ ٱلْمَرَاضِعَ مِن قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ أَدُلُّكُمْ
اور روک رکھا تھا ہم نے موسیٰ سے دائیوں کو پہلے سے ف۹ پھر بولی میں بتلاؤں تم کو

اگرچہ عقلی دلیلیں بھی مذکور ہیں لیکن زیادہ زور دلیل نقلی پر دیا گیا ہے۔ ف۳ یہاں سے لے کر مَا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ تک میں موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا قصہ مجملاً ذکر کیا گیا ہے۔ آگے اس کی تفصیل آ رہی ہے۔ لِقَوْمٍ جار مجرور نَتْلُوْا کے متعلق ہے۔ ہم موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا عجیب و غریب قصہ صحیح صحیح آپ کو سناتے ہیں تاکہ مومنین اس سے عبرت و نصیحت حاصل کریں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بیان کرنے سے مقصود یہ ہے کہ انہوں نے فرعون اور اس کی قوم کے سامنے دعوت توحید پیش کی اور اس کی خاطر طویل عرصہ تک تکلیفیں اٹھاتے رہے آخر وہ کامیاب ہوئے۔ اے پیغمبر آپ بھی ہمت و استقلال سے دعوت کا کام جاری رکھیں اور جس قدر مصائب آئیں حوصلہ مندی سے ان کا مقابلہ کریں آخر آپ کامیاب ہوں گے اور آپ کا دشمن نامراد و سرنگوں ہوگا — انبیاء علیہم السلام پر ہمیشہ مصیبتیں آئی ہیں ؎

آن بلا ہا کہ شدہ با انبیاء
ہیچ کس نہ دہد نشاں در کربلاء

ف۴ فرعون ارض مصر میں سرکش ہو گیا اور ظلم و عدوان کی انتہا کو پہنچ گیا۔ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا اہل مصر کے لوگوں کو مختلف جماعتوں میں تقسیم کر دیا اور ان سے مختلف قسم کی شدید اور شاق خدمات لیتا تھا یا مطلب یہ ہے کہ رعیت کو مختلف فرقوں میں پارہ پارہ کر دیا اور ان کے درمیان بغض و عداوت کا بیج بو دیا تاکہ وہ متفق نہ ہو سکیں اور آپس کے اختلافات میں لگے رہیں اور اس کے نیک و بد کاموں پر کسی کو نقد و تبصرہ کا موقع ہی نہ ملے۔ انگریزوں کی بعینہٖ یہی پالیسی تھی بلکہ ہر ظالم اور جابر حکمران یہی پالیسی اختیار کرتا ہے۔ اصنافا فی استخدامہ لیستعمل کل صنف فی عمل من بناء وحرث وحفر وغیر ذٰلک من الاعمال الشاقۃ .... او فرقا مختلفۃ قد اغری بینہم العداوۃ والبغضاء لئلا تتفق کلمتہم (روح ج ۲۰ ص ۴۳) ف۵ طَآئِفَةً سے بنی اسرائیل مراد ہیں جو عرصہ دراز تک قوم فرعون کے ہاتھوں مصائب میں مبتلا رہے اس جماعت کو اس نے بالکل ضعیف بے بس اور مغلوب کر رکھا تھا اور ان کو ہر نوعِ ستم کا نشانہ بنایا تھا۔ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ یہ ماقبل کی تفسیر ہے یا يَسْتَضْعِفُ کی ضمیر سے حال ہے۔ یذبح تبیین للاستضعاف وتفسیرہ او فی موضع الحال من ضمیر يَسْتَضْعِفُ الخ (بحر ج ۷ ص ۱۰۴) فرعون بنی اسرائیل کے گھروں میں پیدا ہونے والی لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتا کہ وہ بڑی ہو کر اس کی قوم کی خدمت کریں گی لیکن لڑکوں کو قتل کرا دیتا تھا کیونکہ فرعون نے خواب میں دیکھا کہ بیت المقدس سے آگ نکل کر سارے مصر پر چھا گئی ہے اور اس نے تمام قبطیوں (قوم فرعون) کو جلا دیا ہے لیکن بنی اسرائیل اس سے بالکل محفوظ و مامون رہے۔ فرعون نے تعبیر جاننے والوں سے اس کی تعبیر پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ جس شہر سے بنی اسرائیل آئے ہیں اس میں ایک شخص پیدا ہوگا مصر کی تباہی اس کے ہاتھ پر ہوگی اس لئے فرعون نے بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔

موضح قرآن ف۱ یہ ان کی ماں کے دل میں پڑ گیا یا خواب میں دیکھا ہر گذر کے پیادے ڈھونڈ ڈھونڈ لاتے اور مارتے جس کے ہاں بیٹا ہوتا ف۲ ایک لکڑی کے صندوق میں ڈال کر ان کو بہا دیا نہر میں وہ بہتا چلا گیا فرعون کے محل میں اس کی عورت نے ان کو اٹھا لیا پالنے کو ف۳ خبر نہیں کہ بڑا ہو کر کیا کرے گا لیکن جانا کہ بنی اسرائیل میں سے کسی نے خوف سے ڈالا ہے پر ایک لڑکا نہ مارا تو کیا ہوا۔

یا وجہ یہ تھی کہ پہلے انبیاء علیہم السلام نے بنی اسرائیل میں اس جلیل القدر پیغمبر کے پیدا ہونے کی خوشخبری دے رکھی تھی۔ فرعون کو یہ بات معلوم تھی اس لئے وہ بنی اسرائیل کے بچوں کو قتل کرتا تھا۔ یہ دونوں قول نقل کرنے کے بعد امام رازی فرماتے ہیں وھذا الوجہ ھو الاولی بالقبول (کبیر ج ۶ ص۵۹۵) ؁۶ اب مشیت ایزدی کو منظور ہوا کہ ان مظلوم و مقہور لوگوں پر نظر کرم ہو، انہیں دین و دنیا کے مقتدا بنایا جائے، انہیں فرعون کی حکومت و سلطنت کا وارث بنایا جائے اور ملک مصر پر انہیں حکومت دی جائے۔ فرعون، ہامان اور ان کے لاؤ لشکر کو ان کا وہ انجام دکھایا جائے جس کا انہیں خطرہ تھا۔ ائمۃ مقتدی بھم فی الدین والدنیا علی ما فی البحر (روح ج ۲۰ ص۴۴) ای قادۃ فی الخیر یقتدی بھم وقیل ولاۃ وملوکا (خازن ج ۵ ص۱۳۴)

مَا کَانُوْا یَحْذَرُوْنَ ۝ جس چیز کا ان کو ڈر اور خطرہ تھا یعنی بنی اسرائیل کے ایک مولود کے ہاتھوں ان کی تباہی اور سلطنت سے محرومی۔ ؁۷ اب یہاں سے اس اجمال کی تفصیل شروع ہوتی ہے جو پہلی آیتوں میں تھا یعنی ان مستضعفین کی سربلندی اور ان سرکشوں کی پستی کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔ وہ مولود مسعود پیدا ہو چکا ہے جس کے ہاتھ پر بنی اسرائیل کا غلبہ اور قوم فرعون کی تباہی و رسوائی ہونے والی تھی۔ اَوْحَیْنَا میں وحی سے الہام اور القاء فی القلب مراد ہے یعنی ہم نے موسیٰ کی والدہ کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ ابھی اسے اپنے پاس چھپائے رکھو اور اسے دودھ پلاتی رہو اگر اس کے قتل کا خطرہ لاحق ہو تو اسے صندوق میں بند کر کے دریا میں ڈال دینا اور پھر اس کے ضائع ہونے کا اندیشہ اور اس کی جدائی کا غم نہ کرنا میں جلد ہی اسے تیرے پاس واپس لاؤں گا اور میں اسے منصب رسالت پر بھی فائز کرنے والا ہوں یہی معاملہ حضور علیہ السلام کو پیش آیا آپ کو مشرکین کی ایذاؤں کی وجہ سے مجبوراً مکہ چھوڑنا پڑا لیکن آخر اللہ نے آپ کو مکہ مکرمہ میں فاتحانہ داخل فرمایا۔ ؁۸ فا فصیحہ ہے یعنی جب والدۂ موسیٰ علیہ السلام کو خطرہ لاحق ہوا تو بچے کو الہام ربانی کے مطابق صندوق میں بند کر کے دریا میں ڈال دیا۔ اتفاق سے اس روز فرعون نے دریا کے کنارے اپنا دربار لگا رکھا تھا اسی اثنا میں وہ صندوق تیرتا ہوا اس کی نشست گاہ کے قریب ہی ایک درخت کے ساتھ جا لگا۔ فرعون کے لوگوں نے اسے نکال لیا۔ جب صندوق کھولا گیا تو اس میں نہایت ہی حسین و جمیل بچہ دیکھ کر سب حیران رہ گئے۔ لِیَکُوْنَ لَھُمْ میں لام عاقبت کا ہے۔ یعنی انہوں نے اس کو اٹھا لیا جو انجام کار ان کا دشمن اور ان کے لئے غم و اندوہ کا باعث بننے والا تھا حالانکہ ان کی غرض یہ نہ تھی۔ خٰطِئِیْنَ کفر و شرک اور انکار

عَلٰۤی اَهْلِ بَیْتٍ یَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ۝۱۲

ایک گھر والے کہ وہ اس کو پال دیں تمہارے لئے اور وہ اس کا بھلا چاہنے والے ہیں ؃۱

فَرَدَدْنٰهُ اِلٰۤی اُمِّهٖ كَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَ

پھر پہنچا دیا ہم نے اس کو ؃۱ اس کی ماں کی طرف کہ ٹھنڈی رہے اس کی آنکھ اور غمگین نہ ہو اور

لِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝۱۳

جانے کہ اللہ کا وعدہ ٹھیک ہے پر بہت لوگ نہیں جانتے ؃۲

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰۤی اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ

اور جب پہنچ گیا ؁۵ اپنے زور پر اور سنبھل گیا دی ہم نے اس کو حکمت اور سمجھ

وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۝۱۴ وَدَخَلَ الْمَدِیْنَةَ

اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکی والوں کو اور آیا شہر کے اندر ؁۶

عَلٰی حِیْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِیْهَا رَجُلَیْنِ

جس وقت بے خبر ہوئے تھے وہاں کے لوگ پھر پائے اس میں دو مرد

یَقْتَتِلٰنِ هٰذَا مِنْ شِیْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ

لڑتے ہوئے یہ ایک اس کے رفیقوں میں اور یہ دوسرا اس کے دشمنوں میں

فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِیْ مِنْ شِیْعَتِهٖ عَلَی الَّذِیْ مِنْ

پھر فریاد کی اس سے اس نے جو تھا اس کے رفیقوں میں اس کی جو تھا اس کے

عَدُوِّهٖ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰی فَقَضٰی عَلَیْهِ قَالَ هٰذَا

دشمنوں میں پھر مُکا مارا اس کو موسیٰ نے پھر اس کو تمام کر دیا بولا یہ ہوا

مِنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِیْنٌ ۝۱۵ قَالَ

شیطان کے کام سے ؁۷ بے شک وہ دشمن ہے بہکانے والا صریح ؃۳ بولا

رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَغَفَرَ لَهٗ ؕ

اے میرے رب میں نے بُرا کیا اپنی جان کا سو بخش مجھ کو پھر اس کو بخش دیا

موضح قرآن ؃۱ فرعون کی عورت تھی بنی اسرائیل میں کی حضرت موسیٰ کے چچا کی بیٹی، اس لفظ سے وہ پہچان گئی کہ لڑکا ان کا ہے اور جب ان کو لے پالا تو دائیاں ڈھونڈیں کسی کا دودھ انہوں نے نہ پیا ناچار ہو گئے تھے تب ان کی ماں کو بلایا اس کا دودھ پینے لگے اس کو حوالے کیا پالنے کو ایک دینار روز کر دیا۔ ؃۲ یعنی وعدہ اللہ کا پہنچ رہتا ہے بیچ میں بٹے بڑے پھیر پڑ جاتے ہیں اس میں بہت لوگ بے یقین ہونے لگتے ہیں۔ ؃۳ جب حضرت موسیٰ جوان ہوئے فرعون کی قوم سے بیزار رہتے انکے کفر سے اور ان کیساتھ لگے رہتے بنی اسرائیل وہی دو شخص لڑتے دیکھے ظالم تھا فرعونی اس کو مارا تھا ادب دینے کو اس کی اجل آ گئی یہ پچتائے کہ بے قصد خون ہو گیا اور ان کی ماں کا گھر تھا شہر سے باہر جہاں سب بنی اسرائیل رہتے تھے حضرت موسیٰ کبھی وہاں جاتے کبھی فرعون کے گھر آتے اور فرعون کی قوم ان کی دشمن تھی کہ غیر قوم کا شخص ہے ایسا نہ ہو کہ زور پکڑے۔

حق کی وجہ سے مجرم اور گنہگار تھے۔ ۹ فرعون کے دل میں خود بخود یا کسی کی توجہ دلانے سے یہ خیال پیدا ہوا ممکن ہے یہ وہی مولود ہو جس کے ہاتھ اس کی سلطنت کا زوال مقدر ہو اس لئے اسے قتل کر دینا چاہئے۔ لیکن فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم نے سفارش کی اور کہا یہ تو میری اور آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اس لئے آپ اسے قتل نہ کرائیں ممکن ہے اس کے ذریعہ سے ہمیں کوئی فائدہ پہنچ جائے یا اسے ہم اپنا بیٹا بنا لیں گے کیونکہ ہمارے بیٹا بھی تو نہیں ہے۔ فرعون نے آسیہ کی بات مان لی۔ اور بچے کے قتل سے دستکش ہو گیا۔ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ یہ سب کچھ ہوا مگر ان میں سے کسی کو بھی معلوم نہ تھا کہ یہ وہی مولود ہے جس کے ہاتھ پر ان کا زوال و

إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ⑯ قَالَ رَبِّ بِمَا أَنْعَمْتَ

بے شک وہی ہے بخشنے والا مہربان بولا اے رب جیسا تو نے فضل کر دیا

عَلَيَّ فَلَنْ أَكُونَ ظَهِيرًا لِّلْمُجْرِمِينَ ⑰ فَأَصْبَحَ

مجھ پر ف۱ پھر میں کبھی نہ ہوں گا مددگار گنہگاروں کا ف۲ پھر صبح کو اٹھا ف۳

فِي الْمَدِينَةِ خَائِفًا يَتَرَقَّبُ فَإِذَا الَّذِي اسْتَنصَرَهُ

اس شہر میں ڈرتا ہوا انتظار کرتا ہوا پھر ناگہاں جس نے کل مدد

بِالْأَمْسِ يَسْتَصْرِخُهُ ۚ قَالَ لَهُ مُوسَىٰ إِنَّكَ لَغَوِيٌّ

مانگی تھی اس سے آج پھر فریاد کرتا ہے اس سے کہا موسیٰ نے بے شک تو بے راہ ہے

مُّبِينٌ ⑱ فَلَمَّا أَنْ أَرَادَ أَن يَبْطِشَ بِالَّذِي هُوَ

صریح ف۴ پھر جب چاہا کہ ہاتھ ڈالے اس پر جو

عَدُوٌّ لَّهُمَا قَالَ يَا مُوسَىٰ أَتُرِيدُ أَن تَقْتُلَنِي كَمَا

دشمن تھا ان دونوں کا بول اٹھا اے موسیٰ کیا تو چاہتا ہے کہ خون کرے میرا جیسے

قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْأَمْسِ ۖ إِن تُرِيدُ إِلَّا أَن تَكُونَ

خون کر چکا ہے کل ایک جان کا تیرا یہی جی چاہتا ہے کہ

جَبَّارًا فِي الْأَرْضِ وَمَا تُرِيدُ أَن تَكُونَ مِنَ الْمُصْلِحِينَ ⑲

زبردستی کرتا پھرے زمین میں اور نہیں چاہتا کہ ہو صلح کرا دینے والا ف۵

وَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْ أَقْصَى الْمَدِينَةِ يَسْعَىٰ قَالَ يَا مُوسَىٰ

اور آیا ف۶ شہر کے پرے سرے سے ایک مرد دوڑتا ہوا کہا اے موسیٰ

إِنَّ الْمَلَأَ يَأْتَمِرُونَ بِكَ لِيَقْتُلُوكَ فَاخْرُجْ إِنِّي لَكَ

دربار والے مشورہ کرتے ہیں تجھ پر کہ تجھ کو مار ڈالیں سو نکل جا میں تیرا

مِنَ النَّاصِحِينَ ⑳ فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ ۖ

بھلا چاہنے والا ہوں ف۷ پھر نکلا وہاں سے ڈرتا ہوا ف۸ راہ دیکھتا

ہلاک ہوگا۔ ای لا یشعرون انہ الذی یفسد ملکھم علی یدیہ قالہ قتادہ (بحر، ج۔ ۱۰۵) ۱۰ فَارِغًا یعنی صبر سے خالی یا خیال فرزند کے سوا ہر خیال سے خالی۔ (روح) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ (محیانہ بنت یصہر بن لاوی) کو جب معلوم ہوا کہ فرعون نے ان کے فرزند ارجمند کو اٹھا لیا ہے اور وہ صحیح سلامت اور زندہ بچ گیا ہے تو ان کا دل صبر و استقلال سے خالی ہو گیا اور قریب تھا کہ مارے خوشی کے وہ فرعون کو بتا دیں کہ اس کا بیٹا ہے۔ قیل المعنی انہا کادت تظہرہ من شدۃ الفرح بنجاتہ وتبنیٔ فرعون ایاہ (روح ج ۲۰ ص۴۹) یا مطلب یہ ہے کہ جب بچے کو صندوق میں بند کر کے انہوں نے دریا میں ڈال دیا تو موجوں نے اس کو ادھر سے ادھر پھینکنا شروع کیا یا جب وہ فرعون کے ہاتھ آ گیا تو والدہ کو غم لاحق ہوا کہ فرعون اسے ضرور قتل کر ڈالے گا تو شدت غم سے قریب تھا کہ اس کی چیخیں نکل جاتیں اور راز فاش ہو جاتا قیل لما رأت الامواج تلعب بالتابوت کادت تصیح وتقول وا ابناہ وقیل لما سمعت ان فرعون اخذ التابوت لم تشک انہ یقتلہ فکادت تقول وا ابناہ شفقۃ علیہ (مدارک ج ۳ ص۱۷۶) ۱۱ لیکن ہم نے والدۂ موسیٰ علیہ السلام کے دل میں گرہ لگا دی اور اس کے دل کو مزید صبر عطا کر کے مضبوط کر دیا لِتَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ یہ ماقبل کی علت ہے یعنی ہم نے اس کے دل کو مضبوط اس لئے کیا تاکہ ہمارے وعدے کی اسے مزید تصدیق ہو جائے ای من المصدقین وعد اللہ ایاھا۔ (خازن ج ۵ ص۱۳۷) یا مطلب یہ ہے تاکہ وہ ایمان پر ثابت قدم رہے کیونکہ مومن تو وہ پہلے بھی تھی قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ لَوْلَا کا جواب مقدر ہے ای لابدتہ بقرینۃ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِي بِهِ (روح) ۱۲ ماں کی ممتا کو کب قرار آتا ہے فوراً اپنی بیٹی

موضح قرآن ف۱ شاید اس فریادی کی بھی کچھ تقصیر تھی اور بخشنا انہوں نے جانا الہام سے پیغمبر لوگ نبوت سے پہلے ولی تو ہوتے ہیں ف۲ یعنی ہر روز ظالموں سے الجھتا ہے اور مجھ کو لڑواتا ہے راہ دیکھتے یہ کہ خون والے فرعون پاس فریاد لے گئے ہیں دیکھئے کس پر ثابت ہوا اور مجھ سے کیا سلوک کریں۔ ف۳ ہاتھ ڈالتے چاہا اس ظالم پر بول اٹھا مظلوم جانا کہ زبان سے مجھ پر غصہ کیا ہاتھ بھی چلاویں گے وہ کل خون چھپا رہا تھا کہ کس نے کیا، آج اس کی زبان سے مشہور ہوا۔ ف۴ یہ سنایا ہمارے رسول کو کہ یہ بھی وطن سے نکلیں جان کے خوف سے کافر سب اکٹھے ہوئے تھے کہ ان پر مل کر چوٹ کریں، اسی رات نکلے ہجرت کر کر۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی چون موسیٰ اورا اغوی مضل مبین گفت واَنست کہ غضب کردہ بر سر من می آید ۱۲۔

ع ٢

قَالَ رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢١﴾ وَلَـمَّا
بولا اے رب بچالے مجھ کو اس قوم بے انصاف سے اور جب
تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْۤ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ
منہ کیا ٢٢ مدین کی سیدھ پر بولا امید ہے کہ میرا رب لے جائے مجھ کو
سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿٢٢﴾ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ
سیدھی راہ پر ف۱ اور جب پہنچا ٢٣ مدین کے پانی پر پایا
عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۠ وَوَجَدَ مِنْ
وہاں ایک جماعت کو لوگوں کی پانی پلاتے ہوئے ف۲ اور پایا ان
دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۭ
سے ورے دو عورتوں کو کہ روکے ہوئے کھڑی تھیں اپنی بکریاں بولا تمہارا کیا حال ہے
قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ ٚ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ
بولیں ہم نہیں پلاتی پانی چرواہوں کے پھیرے جانے تک اور ہمارا باپ بوڑھا ہے
كَبِيْرٌ ﴿٢٣﴾ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰۤى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ
بڑی عمر کا ف۳ پھر اس نے پانی پلا دیا ان کے جانوروں کو ٢٤ پھر ہٹ کر آیا چھاؤں کی طرف بولا اے رب
اِنِّيْ لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ﴿٢٤﴾ فَجَآءَتْهُ
تو جو چیز اتارے میری طرف اچھی میں اس کا محتاج ہوں ف۴ پھر آئی اس کے پاس
اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ ۡ قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ
ان دونوں میں سے ایک چلتی تھی شرم سے ٢٥ بولی میرا باپ
يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ۭ فَلَمَّا
تجھ کو بلاتا ہے کہ بدلے میں دے حق اس کا کہ تو نے پانی پلا دیا ہمارے جانوروں کو پھر جب
جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفْ ۪ وقف لازم
پہنچا اس کے پاس اور بیان کیا اس سے احوال کہا مت ڈر

موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ حضرت مریم بنت عمران (یہ مریم بنت عمران والدۂ مسیح علیہ السلام کے علاوہ ہیں)، کو تفتیش احوال کے لئے فرعون کے گھر اس کے پیچھے پیچھے بھیجا تاکہ معلوم کرے کہ وہ اس کے سامنے کس طرح پیش آتے ہیں۔ چنانچہ وہ گئیں اور دور سے سب کچھ دیکھتی رہیں اس طرح کہ کسی کو پتہ نہ چل سکا کہ وہ تفتیش احوال کے لئے وہاں کھڑی ہیں۔ عَنْ جُنُبٍ ای عن بعد یعنی دور سے دیکھ، ١٣ تحریم منع سے کنایہ ہے۔ مراضع، مرضع کی جمع ہے یعنی مریم کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو دائیوں کا دودھ پینے سے روک دیا۔ اب وہ سب پریشان تھے کہ کیا کریں بچہ کسی دایہ کا دودھ منہ سے بھی نہیں لگاتا۔ جب مریم نے یہ صورت حال دیکھی تو جرات کر کے قریب چلی گئیں اور کہا اگر اجازت ہو تو ایک بی بی کا میں بھی پتہ دیئے دیتی ہوں شاید یہ بچہ اس کا دودھ پی لے۔ وہ بی بی اور اس کے گھر والے سب ہی اس بچے کی پیار محبت اور خیر خواہی سے تربیت کریں گے۔ ١٤ فا فصیحہ ہے یعنی انہوں نے اس کی بات مان لی اور اس کے کہنے پر اپنی والدہ کو ان کے پاس لے آئی جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی والدہ کی خوشبو سونگھی تو فوراً اس کا دودھ پینا شروع کر دیا چنانچہ فرعون نے بچے کی پرورش اسی کے حوالے کر دی اس طرح ہم نے موسیٰ کو اس کی والدہ کے پاس واپس کر دیا تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور اس کی جدائی کا اسے غم نہ ہو نیز اسے یقین ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا تھا۔ ١٥ جب موسیٰ علیہ السلام سن نمو کی انتہا کو پہنچ گئے اور ان کی ذہنی اور جسمانی قوتیں حد کمال کو پہنچ گئیں تو ہم نے ان کو عقل اور علم و فہم کی دولت عطا کی یعنی دین کے معاملات میں گہری سمجھ اور حکمت یعنی صحیح قوت فیصلہ سے سرفراز فرمایا۔ ای الفقہ والعقل والعلم فی الدین فعلم موسیٰ و حکم قبل ان یبعث نبیًا (معالم ج ۵ ص ۱۳۸) بعض نے حکم و علم سے نبوت اور علم نبوت مراد لیا ہے لیکن اس صورت میں ترتیب قصہ میں تقدیم و تاخیر ہو گی کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کو نبوت مدین سے واپسی پر راستے میں ملی اور قتل قبطی اور سفر مدین وغیرہ واقعات نبوت سے پہلے کے ہیں۔ لیکن پہلی صورت میں تقدیم و تاخیر ماننے کی ضرورت نہیں۔ ١٦ ایک دن موسیٰ علیہ السلام شہر میں ایسے وقت میں داخل ہوئے جبکہ سب لوگ دوپہر کے وقت باہر کے حالات سے بے خبر اپنے گھروں میں قیلولہ کر رہے تھے۔ آپ نے کیا دیکھا کہ دو آدمی آپس میں لڑ رہے ہیں ان میں سے ایک تو ان کے اپنے قبیلے یعنی بنی اسرائیل کا ہے اور دوسرا ان کی دشمن قوم قبط کا ہے۔ اسرائیلی نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی قبطی کے مقابلے میں انہیں مدد کے لئے پکارا۔ موسیٰ علیہ السلام نے پہلے تو قبطی کو زبانی سمجھایا کہ وہ اسرائیلی کو چھوڑ دے لیکن وہ الٹا گستاخی سے پیش آیا اس پر انہوں نے آگے بڑھ کر اس کے ایک گھونسہ رسید کیا۔ اس سے ان کا ارادہ ظالم کے ظلم سے مظلوم کو بچانے کا تھا قتل کا ارادہ ہرگز نہ تھا اور نہ عادۃً گھونسہ قتل کا باعث ہوتا ہے لیکن قبطی اس کی تاب نہ لا سکا اور مر گیا۔ اس تقریر سے معلوم

موضح قرآن ف۱ یہ واقف نہ تھے راہ سے اللہ نے اسی راہ پر ڈال دیا۔ ف۲ مصر سے دس دن کی راہ ہے وہاں پہنچے بھوکے پیاسے لوگ پانی پلاتے تھے بکریوں کو ف۳ وہ حیا سے کنارے کھڑی تھیں بکریاں ایک طرف لے کر اور ان کو قوت نہ تھی کہ بھاری ڈول نکالیں اوروں سے بچا پانی پلاتیاں ف۴ عورتوں نے پہچانا کہ چھاؤں پکڑتا ہے مسافر ہے دور سے آیا، تھکا بھوکا جاکر اپنے باپ سے کہا ان کو درکار تھا کوئی مرد ہو نیک بخت کہ بکریاں تھامے اور بیٹی بھی بیاہ دیں۔

ہوگیا کہ یہ واقعہ عصمتِ انبیاء علیہم السلام از کبائر قبل نبوت کے منافی نہیں کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں انہوں نے ایک مظلوم کی امداد کی تھی جس سے بلا ارادہ ایک آدمی مرگیا۔ لا یشکل ایضا علی القول بعصمتھم عن الکبائر والصغائر مطلقا لجواز ان یکون علیہ السّلام قد رای ان فی الوکز دفع ظالم عن مظلوم ففعلہ غیر قاصد بہ القتل وانما وقع مترتبًا علیہ لا عن قصد (روح ج ۲۰ ص ۵۳) ؁۱۷ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ارادہ قتل کا ہرگز نہ تھا۔ جب ان کے گھونسہ مارنے سے غیر متوقع طور پر قبطی کی موت واقع ہوگئی تو بہت نادم ہوئے اور بول

نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢٥﴾ قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا

بچ آیا تو اس قوم بے انصاف سے بولی ان دونوں میں سے ایک

يٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ؗ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ

اے باپ اس کو نوکر رکھ لے ؁۲۶ البتہ بہتر نوکر جس کو تو رکھنا چاہے وہ ہے

الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ ﴿٢٦﴾ قَالَ اِنِّيْۤ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ

جو زور آور ہو امانت دار؁ کہا میں چاہتا ہوں ؁۲۷ کہ بیاہ دوں تجھ کو

اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰۤى اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ ۚ

ایک بیٹی اپنی ان دونوں میں سے اس شرط پر کہ تو میری نوکری کرے آٹھ برس

فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَمَاۤ اُرِيْدُ اَنْ

پھر اگر تو پورے کر دے دس برس تو وہ تیری طرف سے ہو اور میں نہیں چاہتا کہ

اَشُقَّ عَلَيْكَ ؕ سَتَجِدُنِيْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٢٧﴾

تجھ پر تکلیف ڈالوں تو پائے گا مجھ کو اگر اللہ نے چاہا نیک بختوں سے

قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ ؕ اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ

بولا یہ وعدہ ہوچکا میرے اور تیرے بیچ جونسی مدت ان دونوں میں پوری کردوں

فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿٢٨﴾ ع

سو زیادتی نہ ہو مجھ پر اور اللہ پر بھروسہ اس چیز کا جو ہم کہتے ہیں ؁

فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖۤ اٰنَسَ مِنْ

پھر جب پوری کرچکا ؁ موسیٰ وہ مدت اور لے کر چلا اپنے گھر والوں کو دیکھی

جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّيْۤ

کوہ طور کی طرف سے ایک آگ کہا اپنے گھر والوں کو ٹھہرو میں نے

اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْۤ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ

دیکھی ہے ایک آگ شاید لے آؤں تمہارے پاس وہاں کی کچھ خبر یا انگارا

ع ۳/۷

اٹھے یہ تو ایک شیطانی فعل ہے شیطان انسان کا علانیہ دشمن ہے جو اسے ورغلا کر غلط راستے پر ڈالتا ہے۔ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ الخ اس غیر ارادی لغزش پر اللہ سے معافی کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے معافی دیدی کیونکہ معاف کرنے والا اور مہربان حقیقت میں وہی ہے۔ ؁۱۸ حضرت شیخ فرماتے ہیں۔ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ کے بعد فلا تھنّی محذوف ہے یعنی مجھے رسوا نہ کرنا۔ یا بِمَآ میں بار قسمیہ ہے اور جواب قسم محذوف ہے اور فَلَنْ اَکُوْنَ الخ جواب پر معطوف ہے ای اقسم بانعامک علی لامتنعنّ عن مثل ھٰذا الفعل الخ (روح ج ۲۰ ص ۵۵) اور انعام سے یا تو فرعون کے شر سے محفوظ رہنا مراد ہے یا مذکورہ لغزش پر مغفرت کیونکہ الہام یا رؤیائے صادقہ سے موسیٰ علیہ السلام کو معلوم ہوگیا تھا کہ اللہ نے ان کی لغزش معاف فرمادی ہے (ایضا) اس پر امر خامس یعنی فَلَنْ اَکُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ متفرع ہوگا۔ ؁۱۹ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رات اسی امید وبیم اور کشمکش میں گذار دی کہ دیکھیں فرد جرم کس پر عائد ہوتی ہے۔ اگلے روز جب وہ گھر سے باہر نکلے تو دیکھا کہ وہی اسرائیلی آج ایک دوسرے قبطی سے گتھم گتھا ہے۔ اس نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر آج پھر مدد کے لئے پکارا موسیٰ علیہ السلام نے کہا تو بڑا بیہودہ آدمی ہے۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ تیرا روزانہ کام ہی یہی ہے۔ فَلَمَّآ اَنْ اَرَادَ الخ اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام جب قبطی کو پکڑ کر پیچھے ہٹانے کے ارادے سے آگے بڑھے تو اسرائیلی سمجھا کہ وہ مجھے پکڑنے لگے ہیں کیونکہ انہوں نے اسے ملامت کی تھی، اس لئے فوراً بول اٹھا۔ اے موسیٰ! جس طرح کل تو نے ایک شخص کو قتل کر ڈالا اسی طرح آج مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ تو لوگوں کے جھگڑے صلح صفائی سے ختم کرنے کے بجائے جبر وتشدد سے بڑا بننا چاہتا ہے۔ ؁۲۰ اسرائیلی کی گفتگو سے قبطی کے قتل کا معمہ حل ہوگیا اور یہ خبر فوراً ہی فرعون تک پہنچ گئی۔ فرعون اور اس کے مشیروں نے موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا فیصلہ کیا۔ فرعون کے رشتہ داروں میں سے ایک نیک دل انسان (جو بعد میں موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آیا اور قرآن میں جسے مومن آل فرعون کہا گیا ہے، شمعون یا حزقیل) کو اس کی اطلاع ہوگئی وہ دوڑتا ہوا

موضح قرآن ف زور دیکھا ڈول نکالنے سے اور امانت دار دیکھا بے طمع ہونے سے ف۲ ہمارے حضرت بھی وطن سے نکلے سو آٹھ برس پیچھے آکر مکہ فتح کیا اگر چاہتے اسی وقت شہر خالی کرواتے کافروں سے لیکن اپنی خوشی سے دس برس پیچھے کافروں سے پاک کیا ان بزرگ کا نام نہیں فرمایا قرآن میں اور توریت میں نام کچھ اور ہے اور مشہور ہے کہ حضرت شعیب پیغمبر تھے۔

موسی علیہ السلام کے پاس آیا اور دربار فرعون کے فیصلے سے انہیں آگاہ کیا اور مشورہ دیا کہ وہ فوراً اس شہر سے ہجرت کر جائیں۔ **۲۱ف** موسیٰ علیہ السلام بلا توقف
شہر سے نکل کھڑے ہوئے مگر یہ خوف بھی دامنگیر ہے کہ کہیں فرعون کے آدمی ان کو گرفتار نہ کرلیں یا قتل نہ کر ڈالیں اس کے ساتھ ہی اللہ کی طرف متوجہ ہو کر التجا
کرتے ہیں کہ میرے پروردگار مجھے ظالموں سے بچانا کیونکہ اس کے سوا کوئی ملجا و ماوی نہیں یعنی ینتظر الطلب ھل یلحقہ فیأخذہ ثم لجأ الی اللہ تعالٰی
لعلمہ انہ لاملجأ الا الیہ (خازن ج ۵ ص۱۳۱) **۲۲ف** مدین حضرت شعیب علیہ السلام کا شہر تھا۔ یہ شہر فرعون کی سلطنت سے باہر تھا اور مصر سے قریب بھی

مِنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴿٢٩﴾ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ
آگ کا تاکہ تم تاپو پھر جب پہنچا اس کے پاس **۲۹ف** آواز ہوئی
شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ
میدان کے داہنے کنارے سے برکت والے خطہ میں
الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٣٠﴾
ایک درخت سے کہ اے موسیٰ میں ہوں میں اللہ جہان کا رب
وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَاۗنٌّ
اور یہ کہ ڈال دے اپنی لاٹھی پھر جب دیکھا اس کو پھنپھناتے جیسے سانپ کی سٹک
وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۭ يٰمُوْسٰٓى اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ اِنَّكَ
الٹا پھرا منہ موڑ کر اور نہ دیکھا پیچھے پھر کر اے موسیٰ آگے آ اور مت ڈر تجھ کو
مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ﴿٣١﴾ اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ
کچھ خطرہ نہیں ڈال اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں **۳۰ف** نکل آئے
بَيْضَاۗءَ مِنْ غَيْرِ سُوْۗءٍ ۡ وَّاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ
سفید ہو کر نہ کہ کسی برائی سے اور ملالے اپنی طرف اپنا بازو
مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ
ڈر سے سو یہ دو سندیں ہیں **۳۱ف** تیرے رب کی طرف سے فرعون
وَمَلَا۟ىِٕهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿٣٢﴾ قَالَ رَبِّ
اور اس کے سرداروں پر بے شک وہ تھے لوگ نافرمان **ف۳۲** بولا اے رب **۳۲ف**
اِنِّىْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ﴿٣٣﴾ وَ
میں نے خون کیا ہے ان میں ایک جان کا سو ڈرتا ہوں کہ مجھ کو مار ڈالیں گے اور
اَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِيَ
میرا بھائی ہارون **۳۳ف** اس کی زبان چلتی ہے مجھ سے زیادہ سو اس کو بھیج میرے ساتھ

منزل ۵

پہلا معجزہ ۱۲

دوسرا معجزہ ۱۲

تھا اس لئے مدین کا رخ کیا۔ ومدین قریۃ شعیب علیہ السلام سمیت بمدین بن ابراہیم ولم تکن فی سلطان فرعون وبینہا وبین مصر مسیرۃ ثمانیۃ ایام (مدارک ج ۳ ص۲۶۷) راستہ چونکہ صحیح معلوم نہ تھا اس لئے محض اندازے سے ایک راستہ پکڑ لیا اور خدا کے بھروسے پر چل دیئے کہ وہ اپنی مہربانی سے سیدھی راہ پر ڈال دے گا۔ **۲۳ف** خدا خدا کرکے مدین پہنچ گئے۔ ابھی شہر سے باہر ہی تھے کہ ایک کنویں پر لوگوں کا ہجوم دیکھا جو اپنے چوپایوں کو پانی پلا رہے ہیں موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ دو عورتیں دور پرے اپنا ریوڑ روکے کھڑی ہیں موسیٰ علیہ السلام کو ان کی حالت عجیب سی معلوم ہوئی، آگے بڑھ کر ان سے پوچھا کیا بات ہے تم اپنا ریوڑ اس طرح دور کیوں روکے کھڑی ہو؟ انہوں نے جواب دیا جب تک یہ لوگ اپنے مویشیوں کو پانی پلا کر فارغ نہ ہو جائیں اس وقت تک ہم اپنی بکریوں کو پانی نہیں پلا سکتیں۔ کیونکہ ہم خود کنویں سے پانی نہیں نکال سکتیں اور ہمارا والد بھی بوڑھا ضعیف ہے وہ بھی اس کام سے عاجز ہے، اس لئے جب یہ لوگ اپنے مویشیوں کو پانی پلا کر چلے جائیں گے تو حوض میں بچا کھچا پانی ہم اپنی بکریوں کو پلالیں گی۔ انا امرأتان لا نطیق ان نستقی ولا نستطیع ان نزاحم الرجال فاذا صدروا سقینا مواشینا ما افضلت مواشیہم فی الحوض (معالم ج ۵ ص۱۴۰) مشہور قول یہی ہے کہ یہ دونوں عورتیں حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹیاں تھیں مسئلہ توحید کی وجہ سے مشرکین کو حضرت شعیب علیہ السلام کے ساتھ اس قدر ضد تھی کہ انہوں نے انسانی مروت اور اخلاق کو بھی بالائے طاق رکھ دیا تھا۔ وہ نہ تو حضرت شعیب علیہ السلام کے بڑھاپے کا خیال کرتے نہ ان کی بیٹیوں کے ضعف صنفی کا لحاظ کرتے بلکہ اپنے مویشیوں کو پانی پلا کر کنویں کا منہ بھی نہایت وزنی پتھر سے بند کر دیتے اور ڈول بھی اس قدر وزنی تھا جسے کئی طاقتور آدمی ہی کھینچ سکتے تھے۔ **۲۴ف** حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کے حال پر رحم آگیا آپ آگے بڑھے اور لوگوں کو ایک طرف ہٹا کر اکیلے ہی ڈول بھر کر نکالا اور ان کے مویشیوں کو پانی پلا کر انہیں روانہ کیا اور خود قریب ہی کسی درخت یا دیوار کے سائے میں جا بیٹھے۔ کہتے ہیں ڈول اس قدر وزنی تھا کہ کئی آدمی مل کر نکال سکتے تھے۔ روی انہ نحی القوم عن رأس البئر وسألہم دلوا فاعطوہ دلوہم وقالوا استق بہا وکانت لا ینزعہا الا اربعون فاستقی بہا وصبہا فی الحوض الخ (مدارک ج ۳ ص۲۲۸) سائے میں بیٹھ کر اپنے مولیٰ سے بھوک کی شکایت

موضح قرآن **ف** بازو ملا ڈر سے یعنی سانپ کا ڈر جاتا رہے۔

فتح الرحمٰن **ف** مترجم گوید بہم آوردن دو بازو کنایت است از جمع خاطر و مشوش نشدن چنانکہ خفض جناح کنایت است از تواضع ۱۲۔

کی کہ میرے مولیٰ! اس وقت جو بھی تو مجھے تھوڑا بہت کہیں سے بھجوا دے میں اس کا محتاج ہوں۔ ۲۵ اسی خیال ہی میں تھے کہ ان دونوں عورتوں میں سے ایک
آئی، اس کی چال ہی سے شرم و حیا اور شرافت نمایاں تھی، اس نے آ کر کہا میرے والد آپ کو بلاتے ہیں تاکہ آپکے احسان کا آپ کو بدلہ دیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام
ساتھ ہو لئے اور لڑکی سے کہا تم میرے پیچھے پیچھے چلو تاکہ تمہارے بدن پر میری نگاہ نہ پڑے اور دائیں بائیں مجھے راستہ بتاتی جاؤ روی انہ علیہ السلام اجابہا
فقام معہا فقال لہا امشی خلفی وانعتی لی الطریق فانی اکرہ ان تصیب الریح ثیابک فتصف لی جسدک ففعلت الخ (روح ج ۲۰ ص ۶۵) جب انہوں

رِدۡاً يُّصَدِّقُنِيۡۤ اِنِّيۡۤ اَخَافُ اَنۡ يُّكَذِّبُوۡنِ ﴿۳۴﴾ قَالَ
مدد کو کہ میری تصدیق کرے میں ڈرتا ہوں کہ مجھ کو جھوٹا کریں فرمایا
سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيۡكَ وَنَجۡعَلُ لَـكُمَا سُلۡطٰنًا
ہم مضبوط کر دیں گے تیرے بازو کو تیرے بھائی سے اور دیں گے تم کو غلبہ
فَلَا يَصِلُوۡنَ اِلَيۡكُمَا ۛۚ بِاٰيٰتِنَاۤ ۛۚ اَنۡتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا
پھر وہ نہ پہنچ سکیں گے تم تک ہماری نشانیوں سے تم اور جو تمہارے ساتھ ہو
الۡغٰلِبُوۡنَ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمۡ مُّوۡسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوۡا
غالب رہو گے پھر جب پہنچا ان کے پاس موسیٰ لے کر ہماری نشانیاں کھلی ہوئی بولے
مَا هٰذَاۤ اِلَّا سِحۡرٌ مُّفۡتَـرًى وَّمَا سَمِعۡنَا بِهٰذَا فِىۡۤ اٰبَآٮِٕنَا
اور کچھ نہیں یہ جادو ہے باندھا ہوا اور ہم نے سنا نہیں یہ اپنے اگلے باپ
الۡاَوَّلِيۡنَ ﴿۳۶﴾ وَقَالَ مُوۡسٰى رَبِّىۡۤ اَعۡلَمُ بِمَنۡ جَآءَ بِالۡهُدٰى
دادوں میں اور کہا موسیٰ نے میرا رب تو خوب جانتا ہے جو کوئی لایا ہے ہدایت کی بات
مِنۡ عِنۡدِهٖ وَمَنۡ تَكُوۡنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ اِنَّهٗ
اس کے پاس سے اور جس کو ملے گا آخرت کا گھر بے شک
لَا يُفۡلِحُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۳۷﴾ وَقَالَ فِرۡعَوۡنُ يٰۤاَيُّهَا الۡمَلَاُ
بھلا نہ ہو گا بے انصافوں کا اور بولا فرعون اے دربار والو
مَا عَلِمۡتُ لَـكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرِىۡ ۚ فَاَوۡقِدۡ لِىۡ يٰهَامٰنُ
مجھ کو تو معلوم نہیں تمہارا کوئی حاکم ہو میرے سوا سو آگ دے اے ہامان
عَلَى الطِّيۡنِ فَاجۡعَلۡ لِّىۡ صَرۡحًا لَّعَلِّىۡۤ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ
میرے واسطے گارے کو پھر بنا میرے واسطے ایک محل تاکہ میں جھانک کر دیکھ لوں موسیٰ
مُوۡسٰى وَاِنِّىۡ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الۡـكٰذِبِيۡنَ ﴿۳۸﴾ وَاسۡتَكۡبَرَ هُوَ
کے رب کو اور میری اٹکل میں تو وہ جھوٹا ہے ف اور بڑائی کرنے لگا وہ

معانقۃ ۱۱ عند المتأخرین ۱۲

نے حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس پہنچ کر سارا ماجرا
بیان کیا تو انہوں نے فرمایا اب بے خوف ہو جاؤ یہاں
فرعون کا کوئی تسلط نہیں اور اللہ نے تمہاری دعا
قبول فرمائی اور ظالموں سے تمہیں بچا لیا۔ ۲۶ دونوں
بہنوں میں سے ایک بولی ــــ اور یہ وہی تھی جو انہیں
بلانے گئی تھی ــــ اباجان! اس نوجوان کو آپ ملازم
رکھ لیں جو ریوڑ کو چرانے، اسے پانی پلانے اور اس کی دیکھ
بھال کا کام کیا کرے۔ کیونکہ آپ کو ملازم ایسا چاہیئے جو
طاقت ور بھی ہو اور نیک بھی اور اس نوجوان میں
یہ دونوں صفتیں موجود ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کی قوت
کا اندازہ اس نے اس سے لگایا کہ انہوں نے تنہا ڈول
کھینچ لیا جو کئی آدمی مل کر کھینچ سکتے تھے۔ اور ان کی
امانت اور نیکی کا اندازہ اس سے لگایا جب وہ انہیں
ساتھ لیکر گھر آ رہی تھی تو انہوں نے اسے کہا تھا تم میرے
پیچھے پیچھے چلو تاکہ تمہارے بدن پر میری نگاہ نہ پڑے۔
۲۷ حضرت شعیب علیہ السلام کو جب موسیٰ علیہ السلام
کی قوت اور دیانت و امانت کا علم ہو گیا تو فرمایا میں
چاہتا ہوں اگر تو آٹھ برس میری نوکری کرے تو میں
ایک بیٹی تیرے نکاح میں دے دوں۔ اگر تو آٹھ کے
بجائے دس سال پورے کر دے تو یہ تیری طرف
سے احسان و تفضل ہو گا اور کام کاج میں میں تجھ
پر سختی کرنے اور زیادہ مشقت ڈالنے کا ارادہ بھی نہیں
رکھتا۔ اور انشاءاللہ تو مجھے اس معاملے میں اچھا پائیگا۔
قَالَ ذٰلِكَ بَيۡنِىۡ وَبَيۡنَكَ الخ موسیٰ علیہ السلام نے
کہا یہ میرے اور آپ کے درمیان معاہدہ ہو گیا کہ مجھے
اختیار ہے آٹھ سال پورے کروں یا دس سال اور
دس سال پورے کرنے کے سلسلے میں مجھ پر دباؤ نہ
ڈالا جا سکے گا اور ہمارے اس معاہدے پر خدا گواہ
ہے۔ مقصود یہ ہے کہ یہ معاہدہ پختہ ہو چکا ہے ہم میں
سے کوئی اپنے معاہدے سے پھر نہیں سکے گا۔ یہ اصول ہے کہ اگر گذشتہ شرائع کو بلا انکار نقل کیا جائے تو وہ ہمارے لئے بھی حجت ہوں گی۔ اسی لئے حنفیہ نے یہاں
سے استدلال کیا ہے کہ ایسی خدمت زوج مہر بن سکتی ہے۔ صاحب مدارک نے اس پر اجماع کا دعوی کیا ہے والتزوج علی رعی الغنم جائز بالاجماع لانہ
من باب القیام بامر الزوجیۃ (روح ج ۲۰ ص ۶۹) لیکن ایک شبہ ہو سکتا ہے کہ رعی غنم کی میعاد تو معین ہے لیکن منکوحہ مبہم ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ
تو صرف وعدہ ہے عقد نکاح نہیں عقد نکاح کے وقت منکوحہ کی تعیین لامحالہ کرنی ہو گی۔ وھذہ مواعدۃ منہ ولم یکن ذلک عقد نکاح اذ لو کان عقداً
لقال قد انکحتک (مدارک ج ۳ ص ۱۵۰) ۲۸ تمام مفسرین اس پر متفق ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دس سال کی مدت پوری کی۔ اتمام میعاد

موضح قرآن ف گارے کو آگ دے یعنی پکی اینٹ بنا، کہتے ہیں پکی اینٹ اول اسی نے نکالی کہ عمارت اونچی بنا دے تو پتھر کے بوجھ سے گر نہ پڑے۔

کے بعد اپنی بیوی کو ساتھ لیکر مصر کا رُخ کیا تاکہ وہاں اپنی والدہ، ہمشیرہ اور بھائی کی ملاقات کریں۔ ان کا خیال تھا کافی عرصہ گذر چکا ہے اب قبطی کے قتل کا معاملہ رفع دفع ہو چکا ہوگا۔ راستے میں جب وادی طوی میں پہنچے جو کوہِ طور کے دامن میں ہے تو راستہ بھول گئے۔ رات کا وقت تھا اور سردی بھی پڑ رہی تھی۔ اچانک کوہِ طور کی جانب سے آگ دیکھی تو بیوی سے فرمایا تم یہیں ٹھہرو مجھے آگ نظر آئی ہے۔ مَیں وہاں جاتا ہوں، وہاں کوئی آدمی ہوگا اس سے راستہ پوچھوں گا یا کم از کم تمہارے تاپنے کے لئے وہاں سے آگ ہی لے آؤں گا۔ ۲۹ھ مِنْ شَاطِئِ مبدل منہ اور مِنَ الشَّجَرَةِ اس سے بدل ہے جب وہ آگ کے قریب پہنچے تو اس

وَجُنُوْدُهٗ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اِلَیْنَا
اور اس کے لشکر نے ملک میں ناحق اور سمجھے کہ وہ ہماری طرف
لَا یُرْجَعُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِی
پھر کر نہ آئیں گے پھر پکڑا ہم نے اس کو اور اس کے لشکروں کو پھر پھینک دیا ہم نے ان
الْیَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۴۰﴾ ف
کو دریا میں سو دیکھ لے کیسا ہوا انجام گنہگاروں کا اور
وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً یَّدْعُوْنَ اِلَی النَّارِ ۚ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ
کیا ہم نے ان کو پیشوا کہ بلاتے ہیں دوزخ کی طرف اور قیامت کے دن
لَا یُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً ۚ
ان کو مدد نہ ملے گی اور پیچھے رکھ دی ہم نے ان پر اس دنیا میں پھٹکار
وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِیْنَ ﴿۴۲﴾ ع وَلَقَدْ اٰتَیْنَا
اور قیامت کے دن ان پر بُرائی ہے اور دی ہم نے
مُوْسَی الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰی
موسیٰ کو کتاب ف۱ بعد اس کے کہ ہم غارت کر چکے پہلی جماعتوں کو
بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًی وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۳﴾
سجھانے والی لوگوں کو اور راہ بتانے والی اور رحمت تاکہ وہ یاد رکھیں ف
وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِیِّ اِذْ قَضَیْنَآ اِلٰی مُوْسَی الْاَمْرَ
اور تو نہ تھا ف۲ غرب کی طرف جب ہم نے بھیجا موسیٰ کو حکم
وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِیْنَ ﴿۴۴﴾ وَلٰكِنَّآ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا
اور نہ تھا تو دیکھنے والا ف لیکن ہم نے پیدا کیں کئی جماعتیں ف۱
فَتَطَاوَلَ عَلَیْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ ثَاوِیًا فِیْۤ اَهْلِ مَدْیَنَ
پھر دراز ہوئی ان پر مدت اور تو نہ رہتا تھا ف۳ مدین والوں میں

بابرکت اور سرسبز و شاداب خطے میں وادی کے دائیں کنارے کی جانب سے ایک درخت میں سے آواز آئی اے موسیٰ! میں اللہ ہوں یعنی ساری کائنات میں متصرف اور سارے جہاں کا مالک ہوں۔ آنْ یّٰمُوْسٰٓی میں آنْ تفسیریہ ہے جو ندا کی تفسیر کر رہا ہے۔ وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ یہ آنْ یّٰمُوْسٰٓی پر معطوف ہے فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ الخ جب انہوں نے دیکھا کہ لاٹھی کا بہت بڑا اژدھا بن گیا ہے اور وہ سپولے کی مانند بڑی تیزی سے حرکت کر رہا ہے تو خوف سے پیٹھ پھیر کر بھاگے۔ یّٰمُوْسٰٓی اَقْبِلْ الخ پھر آواز آئی اے موسیٰ! آگے بڑھو اور مت ڈرو اور اسے پکڑ لو تم ہر خوف و خطر سے محفوظ ہو اس اژدہا سے تمہیں کوئی گزند نہیں پہنچے گا۔ اژدہا اگرچہ بہت بڑا تھا لیکن چھوٹے سانپوں کی سی تیزی سے حرکت کر رہا تھا اس لئے اسے جَآنٌّ (چھوٹے سانپ) کے ساتھ تشبیہ دی گئی۔ كَاَنَّهَا جَآنٌّ ای فی سرعۃ الحرکۃ مع غایۃ عظم جثتہا (ابو السعود ج ۶ ص ۶۵۶) سانپ کو دیکھ کر بتقاضائے بشریت موسیٰ علیہ السلام ڈر گئے اس سے معلوم ہوا کہ معجزہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے اور پیغمبروں کے اختیار میں نہیں ہوتا۔ ۳۰ھ یہ دوسرا معجزہ ہے مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ الخ یعنی ہاتھ کا سفید ہونا کسی بیماری کی وجہ سے نہ ہوگا۔ وَاضْمُمْ اِلَیْكَ الخ یعنی اگر خوف وغیرہ ہو تو ہاتھ سینے پر رکھ لیا کرو اس سے خوف و ہراس جاتا رہے گا۔ خوف و ہراس کے وقت اگر آدمی ہاتھ سینے پر رکھ لے تو اس سے دل کو تقویت ملتی ہے اور گھبراہٹ کم ہو جاتی ہے۔ مِنَ الرَّهْبِ ای من اجل المخافۃ ..... ومن شان الانسان اذا فعل ذلک فی وقت فزعہ ان یقوی قلبہ (روح ج ۲۰ ص ۷۵) یا یہ عدم خوف سے کنایہ ہے کیونکہ پرندے جب خوف و خطر سے مامون ہوتے ہیں تو پروں کو اطمینان سے سمیٹ لیتے ہیں وھو ماخوذ من فعل الطائر عند الامن بعد الخوف وھو فی الاصل مستعار من فعل الطائر عند ھذہ الحالۃ الخ (روح) ۳۱ھ یہ دونوں معجزے عصا اور ید بیضا تمہاری رسالت کی واضح دلیلیں ہیں۔ اب فرعون اور اس کے اہل دربار کے پاس جاؤ اور یہ دونوں معجزے اپنی سچائی پر دلیل کے طور پر ان کے سامنے پیش کرو اور ان کو توحید کی دعوت دو۔ وہ اللہ کی نافرمانی اور عصیان و فجور میں انتہا کو پہنچ چکے ہیں۔ ۳۲ھ منصب رسالت پر فائز ہونے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یقین تھا کہ اب اللہ تعالیٰ کی تائید و حمایت ہر وقت ان کے شامل حال رہے گی لیکن وہ قتل قبطی کے معاملے کو اللہ کے سامنے پیش کر کے اللہ کی جانب سے حفظ و امان کے وعدے کی صراحت

۱۲ گزشتہ قوم تمردہ

۲۱ بیان صداقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

موضح قرآن ف۱ توریت کے بعد ایسے غارت کے عذاب کم آئے کہ عالم میں ایک لوگ شریعت کے حکم پر قائم رہے۔ ف۲ غرب کی طرف طور کے جہاں موسیٰ کو توریت ملی۔

چاہتے تھے اس لئے اس کا ذکر کیا۔ اس سے ان کا یہ مطلب ہرگز نہ تھا کہ وہ رسالت سے استعفار چاہتے ہیں۔ طلب من اللہ تعالیٰ ما یقوی قلبہ ویزیل خوفہ (کبیر ج ۶ ص۶۰۶) والمراد بھذا الخبر طلب لحفظ والتائید لابلاغ الرسالۃ علی اکمل وجہ لا الاستعفاء من الارسال (روح ج ۲۰ ص ۷۷)

۳۳ یہ دوسری درخواست تھی کہ ہارون مجھ سے زیادہ فصیح اور قادر الکلام ہے اسے میرا معاون بنا کر میرے ساتھ بھیجا جائے تاکہ وہ میری تائید کرے اور میری تقریر کو بسط و تفصیل کے ساتھ پیش کر سکے اور کافروں کے مجادلے کا منہ توڑ جواب دے سکے۔ ومعنی تصدیقہ موسی اعانتہ ایاہ بزیادۃ البیان فی مظان الجدال ان احتاج الیہ لیثبت دعواہ (مدارک ج ۳ ص ۱۸۱)

تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ۝۴۵ وَ

اور ... کہ ان کو سناتا ہماری آیتیں پر ہم رہے ہیں رسول بھیجتے

مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً

تو نہ تھا ۳۸ طور کے کنارے جب ہم نے آواز دی لیکن یہ انعام ہے

مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ

تیرے رب کا تاکہ تو ڈر سنا دے ان لوگوں کو جن کے پاس نہیں آیا کوئی ڈر سنانے والا

مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝۴۶ وَلَوْلَآ اَنْ

تجھ سے پہلے تاکہ وہ یاد رکھیں اور اتنی بات ۳۹ کے لئے کبھی

تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْا

آن پڑے ان پر آفت ان کاموں کی وجہ سے جن کو بھیج چکے ہیں ان کے ہاتھ تو کہنے لگیں

رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَ

اے رب ہمارے کیوں نہ بھیج دیا ہمارے پاس کسی کو پیغام دے کر تو ہم چلتے تیری باتوں پر اور

نَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۴۷ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ

ہوتے ایمان والوں میں پھر جب پہنچی ۴۰ ان کو ٹھیک بات

مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْلَآ اُوْتِيَ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى

ہمارے پاس سے کہنے لگے کیوں نہ ملا اس رسول کو جیسا ملا تھا موسیٰ کو

اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۚ قَالُوْا

کیا ابھی منکر نہیں ہو چکے اس سے جو موسیٰ کو ملا تھا اس سے پہلے کہنے لگے

سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا ۣ وَقَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ ۝۴۸ قُلْ

دونوں جادو ہیں آپس میں موافق ۱ور کہنے لگے ہم دونوں کو نہیں مانتے ۴۱ تو کہہ

فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ

اب تم لاؤ ۴۲ کوئی کتاب اللہ کے پاس کی جو ان دونوں سے بہتر ہو کہ میں اس پر چلوں

۳۴ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی دونوں درخواستیں منظور فرمالیں اور فرمایا تیرے بھائی کو تیرا معاون بھی بنادوں گا اور تمہیں ایسا غلبہ دوں گا کہ وہ تمہیں کوئی گزند نہیں پہنچا سکیں گے اور تمہیں ایسا رعب عطا کروں گا کہ وہ مارے خوف و ہیبت کے بُرے ارادے سے تمہارے قریب بھی نہ آسکیں گے۔ بِاٰیٰتِنَا کا متعلق محذوف ہے ای اذھبا بآیاتنا۔ یا نجعل یا سلطانا۔ یا لا یصلون کے متعلق ہے۔ یا یہ ظرف اَلْغَالِبُوْنَ کے متعلق ہے اور ظرف کی تقدیم رعایت فاصلہ یا حصر کے لئے ہے۔ (روح) ۳۵ موسیٰ علیہ السلام جب ان کے پاس گئے اور انہیں معجزے دکھائے تو وہ کہنے لگے یہ تو بڑا زبردست جادو ہے جو موسیٰ نے خود ایجاد کیا ہے ایسا جادو تو آج تک ہمارے باپ دادا کے زمانے میں بھی کہیں دیکھنے سننے میں نہیں آیا۔ (بحر) یا اس سے مراد موسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور دعوت ہے کہ اللہ کے سوا سارے جہاں کا کوئی مالک و کارساز نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی دعا اور پکار کے لائق ہے۔ وَمَا سَمِعْنَا بِھٰذَا یعنی بالذی تدعونا الیہ (معالم و خازن ج ۵ ص ۱۴۳) ۳۶ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے جواب میں فرمایا جسے اللہ تعالیٰ نے رسالت و نبوت کا اہل سمجھ کر ہدایت کا پیغام دیکر بھیجا ہے اور جسے اس نے حسن عاقبت کا وعدہ دیا ہے اللہ اسے تم سے زیادہ جانتا ہے۔ اگر وہ ساحر و مفتری ہوتا جیسا کہ تمہارا خیال ہے تو وہ اسے منصب نبوت پر فائز نہ فرماتا کیونکہ ایسے مفتری اس کے نزدیک فوز و فلاح کے مستحق نہیں۔ (روح و مدارک) امر ثالث یعنی قُلْ رَبِّیْۤ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْھُدٰی الخ اس پر متفرع ہے۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا تھا ایسا ہی جواب دینے کا حضور علیہ السلام کو حکم دیا گیا۔ ۳۷ فرعون کو خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں بعض لوگ موسیٰ علیہ السلام کی دعوت سے متاثر نہ ہو جائیں اس لئے اصل حقیقت پر پردہ اور ان کے دلوں میں شبہات ڈالنے کے لئے از راہِ خیر خواہی لوگوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اے شرفاء قوم! گذشتہ زمانے میں تو مجھے اپنی ذات کے سوا تمہارا کوئی معبود معلوم نہیں

موضح قرآن ف ۱ یعنی کافر حضرت موسیٰ کے معجزے سن کر کہنے لگے کہ ویسا معجزہ اس پاس ہوتا تو ہم مانتے جب ہو دے پوچھا اور توریت کے حکم سنے اس کے موافق اپنی مرضی کے خلاف بت پرستی کفر ہے اور آخرت کا جینا برحق ہے اور اللہ کے نام پر ذبح نہ ہو سو مردار ہے اور بہتیری باتیں تب دونوں کو لگے جواب دینے۔

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی توریت و قرآن ۱۲۔

ہو سکا اگر کوئی ہوتا تو میں تمہیں ضرور بتاتا۔ اور اب میں اس کی مزید تحقیق کرتا ہوں۔ فَاَوْقِدْ لِیْ یٰهَامٰنُ عَلَی الطِّیْنِ الخ ارے ہامان فوراً پختہ اینٹوں کی بھٹی چڑھاؤ اور ایک بہت ہی بلند مقام پر نہایت اونچی رصد گاہ تعمیر کرو تاکہ میں اس پر چڑھ کر دیکھوں موسیٰ کا خدا کہاں ہے جسے وہ رب العالمین کہتا ہے۔ مجھے تو موسیٰ کا یہ دعوی سراسر غلط اور جھوٹا معلوم ہوتا ہے (العیاذ باللہ)

اعلم ان فرعون کانت عادتہ متی ظہرت حجۃ موسٰی ان یتعلق فی دفع تلک الحجۃ بشبہۃ یروجہا علی اغمار قومہ وذکر ھٰھنا شبہتین الاولیٰ قولہ ما علمت لکم من الٰہ غیری الشبہۃ الثانیۃ قولہ فَاَوْقِدْ لِیْ یٰهَامٰنُ عَلَی الطِّیْنِ الخ (کبیر ج ۶ صفحہ ۶۰۵) بعض لوگوں کا خیال ہے کہ فرعون کے حکم کے مطابق ہامان نے ایک نہایت ہی بلند و بالا عمارت تعمیر کی لیکن یہ صحیح نہیں۔ فرعون نے صرف دفع الوقتی کے لئے یہ بات کہی تھی نہ اس نے بنوائی اور نہ اس کا ارادہ ہی تھا۔ الاقرب انہ کان اوھم لیبناء ولم یبن (کبیر) حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں سورہ مومن میں اس قصے کے انداز بیان سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ محل وغیرہ کوئی نہیں بنایا گیا کیونکہ وہاں فرعون کے حکم یٰهَامٰنُ ابْنِ لِیْ صَرْحًا لَّعَلِّیْٓ الخ کے بعد مومن آل فرعون کی تقریر ہے اور اس کے بعد فرعون اور اس کی قوم کے گرفتار عذاب ہو کر ہلاک ہونے کا ذکر ہے۔ **۳۸** یہ فرعون اور اس کی قوم کی سرکشی اور ان کے کبر وغرور کا بیان ہے فرعون اور اس کی قوم کے لوگ دوسروں کو نہایت حقیر و ذلیل سمجھتے ان کا خیال تھا کہ دنیا میں عزت وعظمت انہی کا حق ہے حالانکہ انہیں اپنے کو بڑا اور دوسروں کو غلاموں کی طرح ذلیل سمجھنے کا کوئی حق نہ تھا اسی کبر و نخوت کی وجہ سے انہوں نے حق کو نہ مانا یعنی تعظموا عن الایمان ولم ینقادوا للحق (خازن ج ۵ ص ۱۴۵) وہ دولت و حکومت کے نشے میں اس قدر بدمست تھے کہ انہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونے کا بھی یقین نہ تھا۔ بڑائی صرف اللہ تعالیٰ ہی کو زیبا ہے اور صرف اسی کا حق ہے۔ فی الحدیث القدسی الکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری فمن نازعنی واحدا منہما القیتہ فی النار (روح ج ۲۰ ص ۸۳) **۳۹** فرعون، اس کے امراء دربار، اس کی فوجوں اور اس کی ساری قوم نے استکبار و غرور سے حق کو ٹھکرایا تو ہم نے سب کو پکڑ لیا اور دریا میں غرق کر دیا۔ اب دیکھ لو آخر ان ظالموں کا انجام کیا ہوا۔ نہ حکومت کام آئی نہ دولت، نہ جتھہ، نہ لاؤ لشکر۔ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً یَّدْعُوْنَ اِلَی النَّارِ الخ۔ وہ کیا تھے؟ کفر وضلال کے امام اور پیشوا۔ وہ لوگوں کو کفر و شرک کی طرف بلاتے اور لوگوں کو دین حق اور اللہ کی توحید سے گمراہ کرتے تھے۔ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ لَا یُنْصَرُوْنَ دنیا میں جن کے بل بوتے پر کفر و شرک کی تبلیغ کرتے رہے آخرت میں وہ ان کی کوئی مدد نہیں کر سکیں گے اور نہ

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ
اگر تم سچے ہو پھر اگر یہ نہ کر لائیں تیرا کہا تو جان لے
اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ۭ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ
کہ وہ چلتے ہیں نری اپنی خواہشوں پر اور اس سے گمراہ زیادہ کون جو چلے اپنی
هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ
خواہش پر بدون راہ بتلائے اللہ کے بے شک اللہ راہ نہیں دیتا بے انصاف
ع ۵
الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ
لوگوں کو اور ہم پے در پے بھیجتے رہے ہیں ان کو اپنے کلام تاکہ وہ
يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۱﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ
دھیان میں لائیں جن کو ہم نے دی ہے کتاب اس سے پہلے
النصف
هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ
وہ اس پر یقین کرتے ہیں اور جب ان کو سنائے تو کہیں ہم یقین لائے اس پر
اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ﴿۵۳﴾
یہی ہے ٹھیک ہمارے رب کی طرف سے ہم ہیں اس سے پہلے کے حکم بردار
اُولٰۗىِٕكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ
وہ لوگ پائیں گے اپنا ثواب دوہرا اس بات پر کہ قائم رہے اور بھلائی
بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَاِذَا
کرتے ہیں برائی کے جواب میں اور ہمارا دیا ہوا کچھ خرچ کرتے ہیں اور جب
سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا
سنیں نکمی باتیں اس سے کنارہ کریں اور کہیں ہم کو ہمارے کام
وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۡ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۡ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ﴿۵۵﴾
اور تم کو تمہارے کام سلامت رہو ہم کو نہیں چاہئیں بے سمجھ لوگ

موضح قرآن ف ۱ یہ حبشہ کے نصاریٰ تھے نجاشی کے رفیق اس قرآن کو سن کر یقین لائے اور جس جاہل سے توقع نہ ہو کہ سمجھائے نہ سمجھے گا تو اس سے کنارہ ہی بہتر ہے۔

فتح الرحمٰن ف ۱ مترجم گوید یہود پیش آنکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بمدینہ ہجرت کنند و نسخ یہودیت تصریح فرمایند معتقد قرآن بودند و میگفتند عرب را فرمان قرآن لازم است واللہ اعلم ۱۲۔

انہیں عذاب سے بچا سکیں گے۔ وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا الخ دنیا میں ہم نے ان کو اپنی رحمت سے دور کر دیا اور ساری مخلوق کی لعنت اور پھٹکار کا نشانہ بنا دیا اور آخرت میں بھی وہ مطرود و ملعون ہوں گے۔ ۵۴ القرون الاولی سے گذشتہ اقوام متمردہ مراد ہیں۔ ان اقوام کے پاس اللہ کے پیغمبر پیغام توحید لے کر آئے اور انہیں توحید کی دعوت دی لیکن انہوں نے دعوت توحید کو نہ مانا اور اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا تو ان کو دنیا ہی میں عذاب سے ہلاک کر دیا گیا۔ اب اسی دین کے احیا کی خاطر موسیٰ کو بھیجا اور اسے تورات دی جس کی ہر آیت میں نور بصیرت کا سامان تھا، وہ سراپا ہدایت اور باعث رحمت تھی کیونکہ اس کی ہدایات پر عمل کرنے سے انسان اللہ کی رحمت کا مستحق ہو جاتا تھا۔ اس زمانے کی ضرورت کے مطابق تورات نازل کی۔ موسیٰ علیہ السلام نے یہ دعوت توحید فرعون اور اس کی قوم کے سامنے پیش کی لیکن انہوں نے اس کا انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو غرق کر دیا۔ اب چونکہ پھر ضرورت تھی کہ دین حق جو علماء یہود و نصاریٰ کے ہاتھوں مسخ و محو ہو چکا ہے اسے از سر نو زندہ کیا جائے اس لئے اب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن دے کر بھیجا گیا جس میں یہی دعویٰ توحید پیش کیا گیا ہے جو موسیٰ اور ان سے پہلے انبیاء علیہم السلام نے اپنی قوموں کے سامنے پیش کیا تھا اب اہل عرب اس دعوے کا انکار کریں گے تو ان پر بھی دنیا ہی میں اللہ کا عذاب آجائے گا۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام اور دوسرے پیغمبروں کو اللہ نے غلبہ دیا اسی طرح حضور علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ مشرکین پر غلبہ عطا فرمائے گا۔ اب اس کا تعلق ابتداء سورت یعنی تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ سے ظاہر ہو گیا۔ فالغرض لبیان کون ایتاءها بعد اهلاکهم للاشعار بانها نزلت بعد مساس الحاجة الیها تمهیدا لما یعقبه من بیان الحاجة الداعیة الی انزال القراٰن الکریم علی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیه واٰله وسلم الخ (روح ج ۲۰ ص ۸۳)۔ ۵۵ یہاں سے لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا بیان ہے۔ حاصل یہ ہے کہ آپ گذشتہ زمانے کے احوال ظاہری اسباب علم کے بغیر صحیح صحیح بیان فرما رہے ہیں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ نے وحی کے ذریعہ سے یہ ساری باتیں آپ کو بتائی ہیں۔ ان الوقوف علی ما فصل من الاحوال لا یتسنی الا بالمشاهدة او التعلم ممن شاهدها وحیث انتفی کلاهما تبین انه بوحی من علام الغیوب لا محالة (ابو السعود ج ۶ ص ۷۶)۔ یعنی جب ہم نے کوہ طور کی غربی جانب موسیٰ علیہ السلام کو نبوت و رسالت سے سرفراز فرمایا اس وقت آپ وہاں موجود نہ تھے، اسی طرح جب موسیٰ علیہ السلام میقات خداوندی کے لئے ستر آدمی منتخب کر کے طور پر لے گئے تھے آپ ان میں بھی شامل نہ تھے۔ یا مطلب یہ ہے کہ جب ہم موسیٰ کی طرف وحی کر رہے تھے اس وقت آپ وہاں موجود نہ تھے ای من جملة الحاضرین للوحی الیه او الشاهدین علی

اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ
تو راہ پر نہیں لاتا ۵۳ جس کو چاہے پر اللہ راہ پر لائے جس کو
یَّشَآءُ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ ۝۵۶ وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ
چاہے اور وہی خوب جانتا ہے جو راہ پر آئیں گے ف اور کہنے لگے ۵۴ اگر ہم راہ
الْهُدٰی مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ؕ اَوَلَمْ نُمَكِّنْ
پر آئیں تیرے ساتھ اچک لئے جائیں اپنے ملک سے ف۲ کیا ہم نے جگہ نہیں دی
لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا یُّجْبٰٓی اِلَیْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَیْءٍ
ان کو حرمت والے پناہ کے مکان میں کھنچے چلے آتے ہیں اس کی طرف میوے ہر چیز کے
رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝۵۷ وَ
روزی ہماری طرف سے پر بہت ان میں سمجھ نہیں رکھتے ف اور
كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْیَةٍۭ بَطِرَتْ مَعِیْشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ
کتنی غارت کر دیں ہم نے ۵۵ بستیاں جو اترا چلی تھیں اپنی گذران میں اب یہ ہیں
مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِیْلًا ؕ وَكُنَّا
ان کے گھر آباد نہیں ہوئے ان کے پیچھے مگر تھوڑے اور ہم
نَحْنُ الْوٰرِثِیْنَ ۝۵۸ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰی حَتّٰی
ہیں آخر کو سب کچھ لینے والے اور تیرا رب نہیں ۵۶ غارت کرنے والا بستیوں کو جب تک
یَبْعَثَ فِیْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا یَّتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا
نہ بھیج لے ان کی بڑی بستی میں کسی کو پیغام دیکر جو سنائے ان کو ہماری باتیں اور ہم ہرگز نہیں
مُهْلِكِی الْقُرٰٓی اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ۝۵۹ وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنْ
غارت کرنے والے بستیوں کو مگر جبکہ وہاں کے لوگ گنہگار ہوں اور جو تم کو ملی ہے کوئی
شَیْءٍ فَمَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَزِیْنَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ
چیز ۵۷ فائدہ اٹھا لینا ہے دنیا کی زندگی میں اور یہاں کی رونق ہے اور جو اللہ کے پاس ہے

۱ متعلق بہ وَلَقَدْ وَصَّلْنَا الخ ۱۲
۲ دوسرا شکوہ ۱۲
۳ جواب شکویٰ ۱۲
۴ تخویف دنیوی ۱۲
۵ ترغیب الی الایمان ۱۲

موضح قرآن ف حضرت نے اپنے چچا کے واسطے سعی کی کہ مرتے وقت کلمہ کہے اس نے قبول نہ کیا اس پر آیت اتری۔ ف۲ یہ کے کے لوگ کہنے لگے کہ ہم مسلمان ہوں تو یہ سارے عرب ہم سے دشمنی کریں اللہ نے فرمایا اب ان کی دشمنی سے کس کی پناہ میں بیٹھے ہو، یہی حرم کا ادب وہی اللہ سب کا پناہ دینے والا ہے۔

فتح الرحمٰن ف یعنی مردمان اخراج کنند ۱۲۔

الوحی الیه علیه الصلوٰة والسّلام وهم السبعون المختارون لمیقات (روح ج ۲۰ ص ۸۶) **۴۲** لیکن آپ کے اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان توہم نے کئی قرن پیدا کئے اور صدیوں زمانہ گذر گیا اس کے بعد ہم نے آپ کو مبعوث فرمایا۔ اس طرح فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ کے بعد فَاَرْسَلْنَاكَ مقدر ہے بقرینہ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ **۴۳** ثَاوِيًا ای مقیمًا اسی طرح آپ اہل مدین یعنی قوم شعیب علیہ السلام میں بھی موجود نہ تھے اور نہ ان پر ہماری آیتیں پڑھتے تھے۔ لیکن ہم نے آپ کو منصب رسالت عطا کیا اور ذریعہ وحی گذشتہ واقعات کی آپ کو خبر دی۔ ولكنا ارسلناك واخبرناك بها وعلمناكها (مدارك ج ۳ ص ۱۸۱) **۴۴** جب کوہ طور کے دامن میں ہم نے موسیٰ کو آواز دی اس وقت بھی آپ وہاں موجود نہ تھے لیکن یہ آپ پر اللہ کی رحمت ہے کہ اس نے آپ کو منصب نبوت پر فائز کیا تاکہ آپ ایک ایسی قوم کو توحید کی دعوت دیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی داعی نہیں آیا یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد زمانِ فترت میں۔ فی زمان الفترة بینك وبین عیسیٰ وهو خمسمائة وخمسون سنة (مدارك ج ۳ ص ۱۸۱) **۴۵** یہ تخویف دنیوی ہے۔ لَوْلَا کا جواب آخر میں مقدر ہے ای لما ارسلنا رسولا اور فَيَقُولُوا اَنْ تُصِيبَهُمْ الخ پر متفرع ہے۔ مُّصِيبَةٌ دنیوی عذاب۔ مَا قَدَّمَتْ اَيْدِيهِمْ اعمال مشرکانہ یعنی اگر یہ بات نہ ہوتی کہ جب ان پر کفر و شرک کی وجہ سے عذاب آجاتا تو کہتے اے ہمارے پروردگار تو نے ہمارے پاس اپنا رسول کیوں نہ بھیجا جس کی ہم پیروی کرتے اور اس پر ایمان لاتے، تو ہم کسی کو رسول بنا کر نہ بھیجتے۔ حاصل یہ ہے کہ مشرکین کا عذر قطع کرنے کے لئے ہم نے آپ کو اور دوسرے رسولوں کو بھیجا۔ والمعنی لولا انهم قائلون اذا عوقبوا بما قدموا من الشرك والمعاصی هلا ارسلت الینا رسولا محتجین بذلك علینا ما ارسلنا الیهم ای انما ارسلنا الرسل ازالة لهذا العذر (بحر ج ۷ ص ۱۲۴، کبیر ج ۶ ص ۶۹) اگر اَنْ تُصِيبَهُمْ کی ضمیر غائب سے اہل مکہ مراد ہوں تو جواب مقدر لَمَا ارسلناك ہوگا۔ یا جواب مقدر لعذبناهم ہے۔ یعنی ہم نے آپ کے مبعوث ہونے سے پہلے ہی مشرکین مکہ کو ان کے شرک کی وجہ سے ہلاک اس لئے نہیں کیا تاکہ وہ مذکورہ بالا عذر پیش نہ کر سکیں۔ ورنہ کفر و شرک اور دیگر معاصی کی وجہ سے وہ اس لائق تھے کہ انہیں ہلاک کر دیا جاتا۔ قاله الشیخ رحمه الله تعالیٰ **۴۶** یہ شکویٰ ہے۔ پھر جب رسول صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اللہ کا قرآن ان کے پاس آگیا تو اب ایمان لانے کے بجائے ضد و عناد اور مجادلے پر اتر آئے اب کہتے ہیں یہ قرآن تورات کی طرح ایک ہی بار کیوں نازل نہیں کیا گیا یہ سوال کرنے والے یا تو یہودی تھے یا مشرکین نے یہودیوں کے ایماء پر سوال کیا تھا اَوَلَمْ يَكْفُرُوا الخ یہ جواب شکویٰ ہے یعنی ان کا سوال محض از راہ تعنت و عناد ہے، طلب حق کے لئے نہیں کیونکہ وہ اس سے پہلے تورات کا بھی انکار کر چکے ہیں۔ تورات اور قرآن کے بارے میں وہ کہتے ہیں سِحْرَانِ تَظَاهَرَا یہ دونوں جادو ہیں جو ایک دوسرے کی تصدیق و تائید کرتے ہیں۔ ایک قراءت میں سَاحِرَانِ ہے تو اس سے ان کا اشارہ حضرت رسول اکرم اور موسیٰ علیہما السلام کی طرف ہوگا۔ وَقَالُوا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُونَ الخ چونکہ یہ دونوں کتابیں جادو ہیں اور ان کے لانے والے جادوگر ہیں (عیاذًا باللہ) اس لئے ہم دونوں ہی کو نہیں مانتے۔ **۴۷** اگر قرآن اور تورات جادو کی کتابیں ہیں اور تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو تو تم اللہ کی طرف سے کوئی اور کتاب لا کر ہمیں دیدو جو ان دونوں سے زیادہ رشد و ہدایت پر مشتمل ہو فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ الخ اگر تم ان سے بہتر کوئی کتاب نہ لا سکو اور نہ ان کی پیروی کرو تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ تم محض ضد و عناد کی وجہ سے اعتراض کر رہے ہو اور اپنی خواہشاتِ نفسانیہ کے غلام ہو۔ اس طرح یہ آیت سِحْرَانِ تَظَاهَرَا سے متعلق ہوگی۔ یا یہ آیت تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِينِ اور وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوسَى الْكِتٰبَ الخ سے متعلق ہے یعنی قرآن رشد و ہدایت کی واضح اور بین کتاب ہے اور تورات بھی نور بصیرت اور ہدایت و رحمت کا سرچشمہ تھی اگر تمہارے خیال میں یہ دونوں کتابیں اللہ کی طرف سے نہیں ہیں تو تم ان سے کوئی بہتر کتاب اللہ کی طرف سے لے آؤ۔ وَمَنْ اَضَلُّ حقیقت یہ ہے کہ تم طالب ہدایت نہیں بلکہ خواہشاتِ نفس کے غلام ہو اور جو شخص محض خواہش نفس کی پیروی کرتے ہوئے حق کو نہ مانے اس سے بڑھ کر کوئی گمراہ نہیں ہوتا اور پھر ایسے ضدی اور معاند لوگوں کے دلوں پر مہر جباریت لگ جاتی ہے اس لئے انہیں ہدایت قبول کرنے کی توفیق ہی نہیں ملتی۔ **۴۸** یہ ترغیب الی القرآن ہے۔ ہم نے کفار مکہ کے پاس پے بہ پے اور مسلسل آیات بھیجیں اور مسئلہ توحید کو ہر طرح واضح کیا تاکہ وہ سمجھیں اور مانیں۔ لیکن اگر اس کے باوجود بھی وہ نہیں مانتے تو نہ مانیں جن کو اللہ نے توفیق دی ہے وہ تو مان ہی لیں گے۔ **۴۹** یہ پہلی کتابوں کے علماء سے نقلی دلیل ہے۔ علماء اہل کتاب میں جو انصاف پسند اور خدا ترس ہیں وہ تو اس قرآن پر ایمان لا چکے ہیں اور اس پر کماحقہ عمل بھی کرتے ہیں جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا۔ يَتْلُونَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهٖ (بقرہ ع ۱۴) **۵۰** یہ مؤمنین اہل کتاب کے اوصاف ہیں۔ جب وہ قرآن حکیم کی آیتیں سنتے ہیں تو بے اختیار بول اٹھتے ہیں آمنا وصدقنا یہ قرآن سراپا حق ہے اور ہمارے رب کا کلام ہے ہم تو اس کے نزول سے پہلے ہی اللہ کی توحید پر قائم تھے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان پر نازل ہونے والی وحی پر ایمان لا چکے تھے۔ ہماری کتابوں میں اس کا ذکر موجود ہے۔ ای من قبل القراٰن مسلمین مخلصین لله بالتوحید مؤمنین بمحمد صلی الله علیه وسلم انه نبی حق (معالم ج ۵ ص ۱۴۷) اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِينَ لما شاهدوا ذكره فی الكتب المتقدمة وانهم علی دین الاسلام قبل نزول القراٰن (روح ج ۲۰ ص ۹۴) **۵۱** ان لوگوں کو دوہرا اجر و ثواب ملے گا کیونکہ پہلے وہ اپنی کتاب پر ایمان لائے اور پھر قرآن پر ایمان لائے۔ بِمَا صَبَرُوا اپنے دونوں ایمانوں پر قائم رہے اور دشمنوں کی ایذاؤں پر صبر کیا۔ وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ الخ گناہوں سے بچ کر اعمالِ صالحہ بجا لاتے ہیں یا مشرکین کی تکلیف و ایذاء کا حلم و عفو سے جواب دیتے ہیں۔ یدفعون بالطاعة المعصیة وبالحلم الاذی (مدارك ج ۳ ص ۱۸۲) **۵۲** ہر بُری اور فضول بات یا شرک جیسا کہ امام ضحاک نے فرمایا ہے۔ (روح) یعنی جب وہ مشرکین سے لغو، بیہودہ اور مشرکانہ باتیں سنتے ہیں تو ان سے منہ موڑ لیتے ہیں اور کہتے ہیں تم ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دو ہم اپنے اعمال کے ذمہ دار ہیں اور تم اپنے اعمال کے جواب دہ ہو۔ تمہیں سلام ہے ہم تم ایسے نادانوں کے پاس بیٹھنا بھی پسند نہیں کرتے۔ یہ سلام متارکہ ہے نہ کہ سلام تحیہ۔ قال الزجاج سلام المتاركة لا سلام تحية (بحر ج ۷ ص ۱۲۶) **۵۳** یہ

وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ الخ سے متعلق ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو حضور علیہ السلام نے بڑی کوشش کی کہ وہ اسلام لے آئے مگر آپ کی آرزو پوری نہ ہو سکی جس سے آپ کو سخت غم لاحق ہوا اس پر یہ آیت نازل ہوئی (بخاری، مسلم نسائی، ترمذی، احمد وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ) یعنی ہم نے اہل مکہ کی راہنمائی کے لئے مسلسل آیتیں نازل کیں اور نصائح بھیجے اور آپ نے بھی دعوت وارشاد میں کوئی قصور نہیں کیا لیکن ہدایت تو اللہ کے اختیار میں ہے، اس لئے اگر بعض مشرکین آپ کی انتہائی ناصحانہ تبلیغ اور مشفقانہ دعوت اور ان سے قلبی محبت وانس کے باوجود

ع ۶ ۱۰ ۹

خَيْرٌ وَّاَبْقٰىؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۰﴾ ع اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا

سو بہتر ہے اور باقی رہنے والا کیا تم کو سمجھ نہیں بھلا ایک شخص جس سے ہم نے وعدہ کیا ہے

حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ

اچھا وعدہ ۵۵ سو وہ اس کو پانے والا ہے برابر ہے اس کی جس کو ہم نے فائدہ دیا دنیا کی

الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿۶۱﴾ وَيَوْمَ

زندگانی کا پھر وہ قیامت کے دن پکڑا ہوا آیا ف۱ اور جس دن

يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۶۲﴾

ان کو پکارے گا ۵۶ تو کہے گا کہاں ہیں میرے شریک جن کا تم دعویٰ کرتے تھے

قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ

بولے جن پر ثابت ہو چکی بات ۵۶ ف۲ اے رب یہ لوگ ہیں جن کو

اَغْوَيْنَاۚ اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَاۚ تَبَرَّاْنَآ اِلَيْكَ مَا

ہم نے بہکایا ان کو بہکایا جیسے ہم آپ بہکے ف۱ ہم منکر ہوئے تیرے آگے وہ

كَانُوْٓا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَقِيْلَ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ

ہم کو نہ پوجتے تھے ف۱ اور کہیں گے پکارو اپنے شریکوں کو ۵۸

فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَرَاَوُا الْعَذَابَۚ

پھر پکاریں گے ان کو تو وہ جواب نہ دیں گے ان کو اور دیکھیں گے عذاب

لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ

کسی طرح وہ راہ پائے ہوئے ہوتے ف۲ اور جس دن ان کو پکارے گا ۵۹ تو فرمائے گا

مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۶۵﴾ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْاَنْۢبَآءُ

کیا جواب دیا تھا تم نے پیغام پہنچانے والوں کو پھر بند ہو جائیں گی ان پر باتیں

يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۶۶﴾ فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ

اس دن سو وہ آپس میں بھی نہ پوچھیں گے ف۳ ف۳ سو جس نے کہ توبہ کی ۶۰ اور یقین لایا

ایمان نہیں لائے تو اس پر آپ غم نہ کریں۔ کیونکہ یہ معاملہ آپ کے اختیار سے باہر ہے۔ جن کی قسمت میں ہدایت لکھی ہے وہ اللہ کو معلوم ہیں اور صرف انہی کو ہدایت حاصل ہو گی۔ مساق الاٰیة لتسلیته صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم حیث لم ینجع فی قومه الذین یحبهم ویحرص علیهم شدا لحرص انذاره علیه الصلوٰة والسلام ایاهم (روح ج ۲۰ ص ۹۶)

۵۴ یہ دوسرا شکوی ہے۔ بعض مشرکین نے حضور علیہ السلام سے آکر کہا ہم جانتے ہیں کہ آپ رسول برحق ہیں لیکن بات یہ ہے کہ ہم سارے عرب کی مخالفت کی تاب نہیں رکھتے اگر آپ کو مان لیں تو سارا عرب ہم پر ٹوٹ پڑے اور ہمیں اپنے وطن سے نکال کر بے وطن کر دے اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ الخ یہ جواب شکوی ہے یعنی ان کا یہ خدشہ بے اصل ہے کیا وہ یہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے انہیں حرم پاک میں جگہ دے رکھی ہے جو امن وسلامتی کا گھر ہے یہاں کے رہنے والوں پر کوئی دست ستم دراز نہیں کر سکتا۔ اور مزید برآں یہ کہ ہر جانب سے ہر قسم کے میوے اور پھل یہاں کھنچے چلے آ رہے ہیں لیکن اکثر لوگ اس میں غور نہیں کرتے۔ حاصل یہ ہے کہ اب وہ شرک کرتے ہیں مگر اس کے باوجود حرم کی برکت سے امن میں ہیں اور آرام و راحت سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور اگر وہ ایمان لے آئیں تو حرمت مقام کے ساتھ حرمت ایمان بھی حاصل ہو جائے گی جس کی وجہ سے وہ پہلے سے بھی زیادہ مامون و محفوظ ہو جائیں گے۔ حاصل الرد انه لاوجه لخوف من التخطف ان اٰمنوا فانهم لایخافون منه وهم عبدة اصنام صیف یخافون اذا اٰمنوا وضموا حرمة الایمان الی حرمة المقام (روح ج ۲۰ ص ۹۷)

۵۵ یہ تخویف دنیوی ہے۔ بہت سے لوگ پہلے گذر چکے ہیں جو اہل مکہ کی طرح عیش و آرام کی زندگی بسر کرتے تھے۔ وہ اس امن وچین کی وجہ سے غرور میں آگئے اور اکڑ گئے اور ہماری نعمتوں کا شکر نہ کیا بلکہ اللہ کا رزق کھا کر اور اس کی نعمتیں استعمال کر کے اس کی توحید کا انکار کیا اور غیر اللہ کو اللہ کا شریک بنایا۔ ای اشرت وطغت قال عطاء عاشوا فی البطر فاکلوا رزق اللہ وعبدوا الاصنام (معالم وخازن ج ۵ ص ۱۳۸) تو ہم نے ان کو تباہ و برباد کر دیا۔ دیکھ لو یہ ان کی بستیاں ابھی تک ویران اور غیر آباد پڑی ہیں۔ قریة سے اہل

موضح قرآن ف۱ یہ شیطان بولیں گے بہکایا تو ہے انہوں نے پر نام لے کر نیکوں کا اسی سے کہا کہ ہم کو نہ پوجتے تھے۔ ف۲ یعنی اس وقت یہ آرزو کریں گے جن نیکوں کو پوجتے تھے وہ جواب نہ دیں گے کہ وہ راضی نہ تھے یا خبر نہ رکھتے تھے۔ ف۳ یعنی جواب نہ آئے گا کسی کو۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی در عذاب ۱۲ ف۲ یعنی رئیسان کفر ۱۲ ف۳ یعنی بغیر اکراہ ۱۲ ف۴ یعنی جواب باصواب نیابند ۱۲۔

وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ ﴿٦٧﴾
اور عمل کئے اچھے سو امید ہے کہ ہو وہ چھوٹنے والوں میں
وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ؕ مَا كَانَ لَهُمُ
اور تیرا رب ٦٢ پیدا کرتا ہے جو چاہے اور پسند کرے جس کو چاہے ان کے ہاتھ میں نہیں
الْخِيَرَةُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٨﴾
پسند کرنا اللہ نرالا ہے اور بہت اوپر ہے اس چیز سے کہ شریک بتلاتے ہیں
وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿٦٩﴾
اور تیرا رب جانتا ہے ٦٤ جو چھپ رہا ہے ان کے سینوں میں اور جو کچھ کہ ظاہر کرتے ہیں
وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْحَمْدُ فِى الْاُوْلٰى وَ
اور وہی اللہ ہے کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا اسی کی تعریف ہے دنیا اور
الْاٰخِرَةِ ۫ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٧٠﴾ قُلْ
آخرت میں اور اسی کے ہاتھ حکم ہے اور اسی کے پاس پھیرے جاؤ گے تو کہہ
اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى
دیکھو تو ٦٦ اگر اللہ رکھ دے تم پر رات ہمیشہ کو
يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ؕ
قیامت کے دن تک کون حاکم ہے اللہ کے سوائے کہ لائے تم کو کہیں سے روشنی
اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ﴿٧١﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ
پھر کیا تم سنتے نہیں تو کہہ دیکھو تو اگر رکھ دے اللہ تم پر
النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ
دن ہمیشہ کو قیامت کے دن تک کون حاکم ہے اللہ کے سوائے
يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿٧٢﴾
کہ لائے تم کو رات جس میں آرام کرو پھر کیا تم نہیں دیکھتے

منزل ۵

قریہ مراد ہیں۔ ۵٦ ہماری سنتِ جاریہ یہ ہے کہ جب تک ہم مرکزی شہر میں اپنا رسول بھیج کر اس علاقے کی بستیوں تک اپنا پیغام نہ پہنچا دیں اور جب تک وہ لوگ ہماری آیتوں کا انکار نہ کریں اس وقت تک ہم ان کو ہلاک نہیں کرتے۔ اے اہل مکہ! اب تمہاری ہلاکت کا وقت قریب آ پہنچا ہے کیونکہ تم میں ہمارا رسول بھی آچکا جس نے کما حقہ ہمارا پیغام تمہیں پہنچا دیا اور تم اس کا انکار بھی کر چکے۔ ۵۷ یہ ترغیب الی الایمان ہے۔ یعنی آؤ مان لو اور ایمان لے آؤ اور دنیا کی عیش و راحت پر مغرور نہ رہو۔ کیونکہ یہ دولت اور یہ ساز و سامان چند روزہ اور حیات مستعار کی زینت و آرائش ہے اسے بقاء و دوام نہیں لیکن ایمان لانے کی صورت میں جو اجر و ثواب ملے گا وہ اس دنیوی دولت سے ہزار درجہ بہتر ہوگا اور ابدی و دائمی بھی ہوگا اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۰ کیا تم اتنا بھی نہیں سوچ سکتے کہ ان دونوں میں سے کونسا سودا نفع آور اور کونسا خسارے کا ہے۔ ۵۸ استفہام انکاری ہے۔ ایک وہ مؤمن ہے جس سے اللہ نے جنت اور نعیم دائم کا وعدہ فرمایا ہے اور لامحالہ وعدے کے مطابق اسے سب کچھ ملنے والا ہے اور ایک وہ مشرک ہے جو دولتِ ایمان سے محروم ہے لیکن دنیوی ساز و سامان اور دولت و ثروت سے مالا مال ہے اور آخر قیامت کے دن عذاب جہنم میں مبتلا ہونے والا ہے۔ کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ ۵۹ یہ تخویف اخروی ہے۔ شُرَكَآءِىَ سے وہ تمام معبودانِ غیر اللہ مراد ہیں جن کو مشرکین کارساز اور شفیع سمجھ کر پکارتے ہیں خواہ وہ جن ہوں یا انسان ہوں یا فرشتے المراد بالشرکاء من عبد من دون اللہ تعالٰی من ملك او جن او انس او کوکب او صنم او غیر ذلک (روح ج ۲۰ ص ۱۰۰، بحر ج ۷ ص ۱۲۸) قیامت کے دن مشرکین کی حسرت و یاس میں اضافہ کرنے کے لئے اللہ تعالٰی ان سے سوال کرے گا آج وہ تمہارے معبود کہاں ہیں جنہیں تم دنیا میں حاجت روا اور کارساز سمجھا کرتے تھے اور جن کے بارے میں تمہارا عقیدہ تھا کہ وہ خدا کے یہاں تمہارے سفارشی ہیں۔ آج وہ تمہاری مدد کیوں نہیں کرتے اور تمہیں میرے عذاب سے کیوں نہیں چھڑاتے؟ اَيْنَ مَا كنتم تعبدونه وتجعلونه شريكا فى العبادة وتزعمون انه يشفع اين هولينصركم ويخلصكم من هٰذا الذى نزل بكم (کبیر ج ۶ ص ۴۲۲) ٦٠ موصول سے کفر و شرک کے امام اور پیشوا مراد ہیں یعنی مشرک پیر جو دوسروں کو کفر و شرک اور باطل کی راہ پر چلاتے ہیں اور هٰٓؤُلَآءِ سے ان کے مشرک پیر اور متبع مراد ہیں۔ كَمَا غَوَيْنَا ماقبل کے لئے بمنزلہ علت ہے الذين حق عليهم القول اى الشياطين وائمة الكفر رؤسه (بحر) یعنی ہم چونکہ خود گمراہ تھے اس لئے ہم نے ان کو بھی گمراہ کر دیا۔ انہیں معلوم تھا کہ ہم گمراہ ہیں اس لئے یہ ہمارے پیچھے کیوں چلے۔ لہٰذا اے ہمارے پروردگار ہم ان سے بری الذمہ ہیں۔ مَا كَانُوْٓا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ یہ لوگ ہماری پیروی اور اطاعت کر کے گمراہ نہیں ہوئے بلکہ یہ تو اپنی ہی خواہشات نفسانیہ کے بندے تھے اور اپنی خواہشات کے پیچھے لگ کر گمراہ ہوئے۔ بل يعبدون اهواءهم ويطيعون شهواتهم (مدارک ج ۳ ص ۱۸٦) ٦١ انہیں پھر کہا جائے گا جن معبودوں کو کارساز اور سفارشی سمجھتے تھے آج انہیں مدد کے لئے پکارو۔ چنانچہ وہ پکاریں گے مگر کہیں سے کوئی جواب نہیں آئے گا۔ اب عذاب جہنم ان کے سامنے ہوگا اور حسرت و تأسف سے کہیں گے کاش! وہ دنیا میں ہدایت قبول کر لیتے تو آج اس حسرت و ندامت اور اس المناک عذاب سے دوچار نہ ہونا پڑتا۔ لَوْ شرطیہ ہے اور اس کا جواب لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ محذوف ہے۔ (روح) یا لَوْ تمنی کیلئے ہے اس صورت میں جواب کی ضرورت نہیں اور لَوْ سے پہلے فعل تمنا مقدر ہوگا ای تمنوا لو انهم كانوا مهتدين فلا يحتاج

ے دعویٰ توحید پہلی عقلی دلیل ۲۲
ے دوسری عقلی دلیل ۲۲
ے تیسری عقلی دلیل ۲۲
ے چوتھی عقلی دلیل ۲۲

الی الجواب (روح ج ۲۰ صـ۱۰۲) ۶۲ قیامت کے دن مشرکین سے یہ سوال بھی ہوگا کہ انہوں نے دنیا میں اللہ کے رسولوں کو کیا جواب دیا اور ان سے کس طرح پیش آئے جو انہیں شرک سے روکتے اور توحید کی دعوت دیتے تھے۔ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْاَنْبَآءُ الخ دہشت اور ہیبت کی وجہ سے انہیں سب کچھ بھول جائے گا اور وہ ایک دوسرے سے پوچھ کر بھی کوئی جواب نہ دے سکیں گے۔ ۶۳ یہ مومنوں کے لئے بشارت ہے۔ جن لوگوں نے شرک سے توبہ کی اور توحید و رسالت پر ایمان لائے اور نیک کام کئے ایسے لوگ آخرت میں کامیاب ہوں گے۔ ۶۴ یہاں سے لے کر وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ تک وہی دعوی دلائل عقلیہ سے ثابت کیا گیا ہے جس

وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا
اور اپنی مہربانی سے ۶۴ بنا دیئے تمہارے واسطے رات اور دن کہ اس میں چین بھی کرو
فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾
اور تلاش بھی کرو کچھ اس کا فضل اور تاکہ تم شکر کرو
وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ
اور جس دن ان کو پکارے گا ۶۵ تو فرمائے گا کہاں ہیں میرے شریک جن کا
كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ
تم دعویٰ کرتے تھے اور جدا کریں گے ہم ۶۶ ہر فرقہ میں سے
شَهِيْدًا فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوْٓا اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ
ایک احوال بتلانے والا ف۱ پھر کہیں گے لاؤ اپنی سند تب جان لیں گے کہ سچ بات ہے اللہ کی
وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۷۵﴾ اِنَّ قَارُوْنَ
اور کھوئی جائیں گی ان سے جو باتیں وہ جوڑتے تھے ف۱ قارون جو تھا ۶۷
كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۠ وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ
سو موسیٰ کی قوم سے پھر شرارت کرنے لگا ان پر اور ہم نے دیئے تھے اس
الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي
کو خزانے اتنے کہ اس کی کنجیاں اٹھانے سے تھک جاتے کئی مرد زور
الْقُوَّةِ ۗ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ
آور جب کہا اس کو اس کی قوم نے اترا مت اللہ کو
لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ﴿۷۶﴾ وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ
نہیں بھاتے اترانے والے ف۲ اور جو تجھ کو ۶۸ اللہ نے دیا ہے اس سے کمالے
الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ
پچھلا گھر اور نہ بھول اپنا حصہ دنیا سے ف۳ اور بھلائی کر

ع ۱۵/۱۰

سے یا یحٰزی عقلی دلیل ۱۲

۳ تخویف اخروی ۱۲

۴ تخویف دنیوی ۱۲

کی تبلیغ و اشاعت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عمر بھر مصائب برداشت کئے اور جسے فرعون نے رد کیا اور مقابلے میں مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ کا دعوی کیا۔ اور جس دعوے کی تبلیغ کے لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا گیا اور مشرکین مکہ نے اس کا انکار کیا۔ وہ دعوی یہ تھا وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الخ یعنی غائبانہ حاجات میں پکارنے کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہے اور کوئی نہیں۔ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ الخ یہ دعوی مذکورہ پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ یعنی ساری کائنات کا خالق اور سارے جہاں میں متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اس کی مخلوق میں سے کوئی مختار نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے پاک ہے کہ کوئی اختیار و تصرف میں اس کا مزاحم ہو اور وہ مشرکین کے شرک سے برتر اور منزہ ہے۔ ای تنزہ بذاتہ تنزھا خاصا بہ من ان ینازعہ احد او یزاحم اختیارہ (ابو السعود ج ۶ صـ۶۰) ۶۵ یہ دعوی توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے اور کوئی نہیں۔ وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الخ یہ مذکورہ دونوں دلیلوں کا ثمرہ ہے یعنی جب متصرف و مختار بھی وہی ہے اور عالم الغیب بھی تو لامحالہ حاجات و مشکلات میں پکار کے لائق بھی وہی ہے۔ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى الخ دنیا اور آخرت میں صفات کارسازی کا مالک وہی ہے اور کوئی نہیں۔ دنیا میں بھی وہی کارساز ہے اور آخرت میں بھی مذکورہ بالا دونوں دلیلوں کے درمیان علت و معلول کا رشتہ ہے پہلی دلیل دوسری کے لئے علت ہے یعنی جب سب کچھ کرنے والا وہی ہے تو سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے۔ ثبوت دعوی کا مدار چونکہ امر اول (پہلی دلیل) پر ہے اس لئے اگلی تین دلیلوں سے اسی کو ثابت کیا ہے۔ وَلَهُ الْحُكْمُ الخ غائبانہ حکم یعنی قضاء و قدر کا فیصلہ

موضح قرآن ف۱ احوال بتانے والا پیغمبر یا اُن کے نائب یا جو نیک بخت تھے۔ ف۲ قارون حضرت موسیٰ کی جدّ کی اولاد میں تھا فرعون کی سرکار میں پیش ہو گیا تھا بنی اسرائیل پر کار بیگار یہی پہنچاتا اور مزدوری اسی کے ہاتھ سے ملتی اس کام میں مال بہت کماتا، جب بنی اسرائیل حکم میں آئے حضرت موسیٰ کے اور فرعون غرق ہوا، اس کی روزی موقوف ہوئی اور سرداری نہ رہی دل میں ضد رکھتا موسیٰ سے منافق بن کر پیچھے عیب دیتا اور تہمتیں لگاتا، ایک روز ایک عورت کو تہمت کی بات سکھا کر روبرو لایا اس عورت نے خدا سے ڈر کر سچ کہہ دیا کہ اس نے مجھ کو سکھایا تھا تب حضرت موسیٰ کی بددعا سے زمین میں غرق ہوا اور اس کا گھر اور خزانہ بھی غرق ہوا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی ہر پیغمبری بر قوم خود گواہی دہد ۱۲ ف۲ یعنی در دنیا عمل صالح بجا آر ۱۲

بھی اسی کے اختیار میں ہے اور اس کے سوا کسی کا اس میں دخل نہیں۔ برکات دہندہ اور حاجت روائی کا فیصلہ اسی کے قبضہ میں ہے۔ **٦٦** یہ تیسری عقلی دلیل ہے
علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ یعنی یہ بات تم بھی جانتے اور مانتے ہو کہ دن رات اللہ کے قبضے میں ہیں۔ اگر وہ چاہے کہ قیامت تک رات ہی رہے اور دن کبھی نہ آئے تو
کیا تمہارے معبودوں میں اللہ کے سوا کوئی ایسا کارساز ہے جو تمہیں دن کی روشنی مہیا کر سکے۔ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ الخ یہ چوتھی عقلی دلیل
ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ اسی طرح اگر وہ قیامت تک دن کو طویل کر دے تو آرام و راحت کے لئے اللہ کے سوا کوئی رات لا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ
کیا تم عقل و بصیرت سے کام نہیں لیتے ہو اور ان دلائل
میں غور و فکر کر کے اللہ کی توحید کو نہیں مانتے ہو۔ **٦٧**
یہ پانچویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنی رحمت
سے تمہارے لئے رات اور دن کا سلسلہ بنایا ہے رات
کو تم آرام کرتے ہو اور دن کو معاش طلب کرتے ہو۔
یہ دن رات بھی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے جس
کا شکر اس کے بندوں پر واجب ہے۔ اللہ کیساتھ شرک
کرنا اور معبودانِ باطلہ کو کارساز سمجھنا اللہ کی سب
سے بڑی ناشکری ہے۔ **٦٨** یہ تخویف اخروی ہے
قیامت کے دن مشرکین سے سوال ہوگا وہ میرے شریک
کہاں ہیں؟ جنہیں تم میرے سوا کارساز اور سفارشی
سمجھتے تھے۔ آج وہ تمہاری مدد کیوں نہیں کرتے۔ یہ
آیت نیک پیروں کے حق میں ہے جنہیں بعد کے لوگوں
نے کارساز سمجھ کر حاجات میں غائبانہ پکارنا شروع
کر دیا۔ **٦٩** شَهِيْدًا سے ہر امت کا نبی مراد ہے جو
اپنی امت کے بارے میں بیان دے گا کہ اس نے اپنی
امت کو دعوت پہنچا دی اور جب اس نے اپنی امت
کو توحید کی دعوت دی امت نے کیا جواب دیا۔ یعنی
نبیھم لان الانبیاء للامم شھداء علیھم
یشھدون بما کانوا علیہ (مدارک ج ٣ ص١٨٧) ف
الشھید یشھد علی تلک الامۃ بما صدر منھا
وما اجابت بہ لما دعیت الی التوحید وانہ
قد بلغھم رسالۃ ربھم (بحر ج ٧ ص١٣١)
٧٠ مشرکین کو حکم ہوگا دنیا میں تم جو کچھ کفر و شرک
کرتے رہے اس کی صحت پر کوئی دلیل یا اپنے جرائم و
معاصی کے لئے کوئی عذر ہو تو پیش کرو۔ لیکن ان کے پاس
نہ کوئی دلیل ہوگی نہ عذر اس لئے اب انہیں عین
الیقین حاصل ہو جائے گا کہ الوہیت اور کارسازی کا
حق تو اللہ تعالیٰ ہی کو تھا ہم بلا دلیل غیروں کو کارساز

كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِى الْاَرْضِ ؕ
جیسے اللہ نے بھلائی کی تجھ سے اور مت چاہ خرابی ڈالنی ملک میں
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٧٧﴾ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ
اللہ کو بھاتے نہیں خرابی ڈالنے والے ف١ بولا یہ مال تو مجھ کو ملا ہے
عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِىْ ؕ اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ
ایک ہنر سے جو میرے پاس ہے کیا اس نے یہ نہ جانا کہ اللہ غارت کر چکا ہے
مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّ
اس سے پہلے کتنی جماعتیں جو اس سے زیادہ رکھتی تھیں زور اور
اَكْثَرُ جَمْعًا ؕ وَلَا يُسْــَٔلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٧٨﴾
زیادہ رکھتی تھیں مال کی جمع اور پوچھے نہ جائیں گنہگاروں سے ان کے گناہ ف٢ ف١
فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِىْ زِيْنَتِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ
پھر نکلا اپنی قوم کے سامنے اپنے ٹھاٹھ سے کہنے لگے جو لوگ طالب تھے
الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِىَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ
دنیا کی زندگانی کے اے کاش ہم کو ملے جیسا کچھ ملا ہے قارون کو بے شک اس کی
لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿٧٩﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ
بڑی قسمت ہے اور بولے جن کو ملی تھی سمجھ اے خرابی تمہاری
ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقّٰىهَآ
اللہ کا دیا ثواب بہتر ہے ان کے واسطے جو یقین لائے اور کام کیا بھلا اور یہ بات انہی کے
اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ﴿٨٠﴾ فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ ۫ فَمَا
دل میں پڑتی ہے جو سہنے والے ہیں ف٣ پھر دھنسا دیا ہم نے اس کو اور اس کے گھر کو زمین میں پھر نہ
كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۖ وَمَا كَانَ
ہوئی اس کی کوئی جماعت جو مدد کرتی اس کی اللہ کے سوائے اور نہ وہ

موضح قرآن ف١ خرابی نہ ڈال یعنی حضرت موسیٰ سے ضد نہ کر اور اپنا حصہ نہ بھول دنیا سے یعنی حصے کے موافق کھا پہن اور زیادہ مال سے آخرت کما۔ ف٢ ایک ہنر سے مجھ کو ملا ہے یعنی دنیا کمانے کا سلیقہ اور پوچھے نہ جائیں گناہ یعنی گناہگار کی سمجھ درست ہو تو گناہ کیوں کرے جب سمجھ الٹی پڑی الزام دینے کا کیا فائدہ کہ یہ برا کام کیوں کرتا ہے اس کی برائی نہیں سمجھتا۔ ف٣ یعنی دنیا سے آخرت کو بہتر وہی جانتے ہیں جن سے محنت سہی جاتی ہے اور بے صبر لوگ حرص کے مارے دنیا کی آرزو پر گرتے ہیں، نادان آدمی دنیادار کی آسودگی کو جانتا ہے اس کی بری قسمت ہے فکر کو اور آخرت کی ذلت کو اور سو جگہ خوشامد کرنے کو نہیں دیکھتا اور یہ نہیں دیکھتا کہ دنیا میں آرام ہے تو دس بیس برس اور مرنے کے بعد کاٹنے ہیں ہزاروں برس۔

فتح الرحمٰن ف١ یعنی در صورتِ لزوم پاداش مجال عذر نیست ١٢۔

سمجھتے رہے۔ ان الحق للہ فی الالوھیۃ لا یشارکہ سبحانہ فیہا احد (روح ج ۲۰ ص ۱۰۹) غیر اللہ کو کارساز اور سفارشی سمجھنے کے من گھڑت خیال کا آخرت میں کوئی فائدہ نہ ہوگا اور ان کی تمام آرزوئیں باطل ہو کر رہ جائیں گی۔ ما کانوا یفترون من الوھیۃ غیر اللہ والشفاعۃ لھم (مدارک) ۷۱ یہ تخویف دنیوی ہے اور وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ الخ سے متعلق ہے۔ دنیا کی ناپائیداری کا حال دیکھ لو۔ قارون کے پاس کس قدر دولت تھی مگر اس نے دولت میں اللہ کا حق ادا نہ کیا اور کفر و شرک کرتا رہا اس لئے دولت کے ساتھ تباہ و برباد کر دیا گیا۔ قارون موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا موسیٰ علیہ السلام

مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿٨١﴾ وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ

مدد لا سکا اور فجر کو لگے کہنے جو کل شام آرزو کرتے

بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ

تھے ۷۵ اس کا سا درجہ ارے خرابی یہ تو اللہ کھول دیتا ہے روزی

لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ۚ لَوْلَآ اَنْ

جس کو چاہے اپنے بندوں میں اور تنگ کر دیتا ہے اگر نہ احسان کرتا

مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ؕ وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ

ہم پر اللہ تو ہم کو بھی دھنسا دیتا اے خرابی یہ تو چھٹکارا نہیں

الْكٰفِرُوْنَ ﴿٨٢﴾ ع تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا

پاتے منکر وہ گھر ۷۶ پچھلا ہے ہم دیں گے وہ

لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِى الْاَرْضِ وَلَا

ان لوگوں کو جو نہیں چاہتے اپنی بڑائی ملک میں اور نہ

فَسَادًا ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿٨٣﴾ مَنْ جَآءَ

بگاڑ ڈالنا اور عاقبت بھلی ہے ڈرنے والوں کی وا جو لے کر آیا

بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ

بھلائی ۷۷ اس کو ملنا ہے اس سے بہتر اور جو کوئی لے کر آیا

بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ

برائی سو برائیاں کرنے والے ان کو وہی سزا ملے گی

اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٨٤﴾ اِنَّ الَّذِىْ فَرَضَ

جو کچھ وہ کرتے تھے وٹ جس نے ۷۸ حکم بھیجا

عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ؕ قُلْ رَّبِّىْٓ

تجھ پر قرآن کا وہ پھر لانے والا ہے تجھ کو پہلی جگہ فٹ تو کہہ ۷۹ میرا رب

ع ۷ / ۱۱

۱ بشارت اخروی ۱۲

۱ بشارت اخروی ۱۲ ۲ تخویف اخروی ۱۲

کے والد عمران اور قارون کا والد یصہر دونوں حقیقی بھائی تھے جو قاہث بن لاوی بن یعقوب کے بیٹے تھے۔ (روح) قارون منافق تھا اس لئے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ دریا سے پار ہو گیا ولم یکن فی بنی اسرائیل اقرأ منہ للتوراۃ ولکنہ نافق کما نافق السامری (خازن ج ۵ ص ۱۵۱) وہ کثرت مال کی وجہ سے دوسرے اسرائیلیوں پر ظلم و زیادتی کرتا تھا۔ مفاتح سے مراد خزانے ہیں نہ کہ کنجیاں جیسا کہ حضرت ابن عباس اور دوسرے مفسرین نے کہا ہے قال السدی ای خزائنہ وفی معناہ قول الضحاک ای ظروفہ واوعیتہ وروی نحو ذلک عن ابن عباس رض والحسن رض (روح ج ۲۰ ص ۱۱۱) اور عُصْبَة تین سے دس آدمیوں تک کی جماعت کو کہتے ہیں۔ یعنی ہم نے اسے اس قدر دولت دی تھی کہ اس کے خزانوں کو طاقتور آدمیوں کی جماعت بڑی مشکل سے اٹھا سکتی تھی۔ اِذْ قَالَ الخ کے متعلق ہے یا اس کا متعلق محذوف ہے ای اظھر التفاخر والفرح (روح) ۷۲ قوم کے لوگوں نے اسے سمجھانے کی کوشش کی اور اس سے کہا اللہ تعالیٰ نے جو تمہیں دولت دی ہے اس میں اللہ کا حق ادا کرے اور اسے اللہ کے حکم کے مطابق خرچ کر کے سامان آخرت تیار کر اور دنیا کی زندگی سے فائدہ اٹھا۔ جس طرح اللہ نے تجھ پر احسان فرمایا ہے اور تجھے دولت عطا فرمائی ہے اسی طرح تو اللہ کے بندوں پر احسان کر اور دولت کے بل پر زمین میں شر و فساد بپا مت کر کیونکہ اللہ تعالیٰ شر پسند لوگوں کو پسند نہیں فرماتا ۷۳ قارون نے اپنے ناصحین کو نہایت ہی سرکشانہ جواب دیا اور کہنے لگا اللہ کا کونسا احسان ہے یہ دولت تو میں نے اپنے علم و ہنر سے حاصل کی ہے۔ علم سے تجارت اور ذرائع معاش کا علم مراد ہے۔ بعض نے علم کیمیا مراد لیا ہے۔ اراد بہ علمہ بوجوہ المکاسب والتجارات (کبیر ج ۶ ص ۶۲۹) قال ابن المسیب علم الکیمیاء (روح) ۷۴ یہ قارون کے لئے تنبیہ و تہدید ہے۔ کیا تورات کی تلاوت سے اسے یہ بات معلوم نہیں ہوئی کہ اس سے پہلے بڑی بڑی سرکش قوموں کو اللہ نے ہلاک کر دیا جو دولت اور خدم و حشم میں اس سے کہیں زیادہ تھے۔ اور پھر ایسے سرکش

موضح قرآن ف۱ یعنی قارون کی دولت کو نادانوں نے کہا اس کی بڑی قسمت، ہے بڑی قسمت یہ نہیں آخرت کا ملنا ہی بڑی قسمت ہے سو وہ ان کو ملے جو دنیا کا عروج نہیں چاہتے ف۲ نیکی پر وعدہ دیا نیکی کا وہ ملنا ہے مقرر اور برائی پر برائی کا وعدہ نہیں فرمایا کہ شاید معاف ہو مگر یہ فرمایا اپنے کئے سے زیادہ سزا نہیں ملتی۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی آخرت ۱۲۔

اور متکبر مجرموں کے گناہوں کا کوئی حساب کتاب نہیں کیا جاتا اور انہیں بلا حساب ہی جہنم میں ڈال دیا جاتا ہے کیونکہ جرم وگناہ اور معاصی کے سوا ان کے پلے کچھ ہوتا ہی نہیں۔ لعلہ تعالٰی بھم بل یدخلون النار بغیر حساب (مدارک ج ۳ ص ۱۷۵) ۱۷۵ قارون ایک دفعہ اپنی پوری شان وشوکت کے ساتھ، اپنے خدم وحشم کے جلو میں نہایت ہی بیش قیمت لباس اور ساز وسامان کے ساتھ نکلا۔ جب دنیادار لوگوں نے اس کی شان اور آن بان دیکھی تو بول اٹھے ہائے کاش! ہمارے پاس بھی اس قدر دولت ہوتی۔ قارون تو بڑا ہی خوش قسمت ہے۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الخ دنیاداروں کی باتیں سن کر دیندار اور اہلِ علم نے اس آرزو پر انہیں سرزنش کی اور کہا تم پر افسوس! تم دنیا کی تمنا کرتے ہو حالانکہ ایمان اور عملِ صالح کا ثواب واجر اس سے بدرجہا بہتر ہے۔ لیکن یہ خیال صرف انہی لوگوں کے دلوں میں آتا ہے جو ایمان وعملِ صالح پر قائم ہوں اور شہوات ومعاصی سے اپنے نفس امارہ کو قابو میں رکھ سکتے ہوں۔ ۱۷۶ قارون کی سرکشی اور اس کے عناد واستکبار اور انکار وجحود کی وجہ سے ہم نے اس کو اور اس کے عالیشان محلات کو خزائن دولت سمیت زمین میں دھنسا دیا فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ الخ دنیا میں ہزاروں افراد اس کی خدمت اور امداد واعانت کرنے والے موجود تھے مگر عذاب خداوندی سے اسے کوئی بھی نہ بچا سکا۔ قارون کے بارے میں کئی بے سروپا قصے مشہور ہیں جن میں سے کوئی بھی صحیح نہیں۔ مثلاً اس کے خزانے اس قدر زیادہ تھے کہ ان کی چابیاں ساٹھ ساٹھ خچریں اٹھا سکتی تھیں جب کہ ایک چابی صرف انگلی کی مقدار لمبی تھی اور اتنی ہلکی کہ چمڑے سے بنائی گئی تھی۔ اسی طرح جب وہ شان وشوکت سے نکلا تو اس کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں ستر ہزار پیادوں، چار ہزار گھوڑ سواروں اور تین سو لونڈیوں کا جلوس تھا۔ علیٰ ہذا قارون اس وقت سے لے کر اب تک زمین میں دھنس رہا ہے اور قیامت تک دھنستا رہے گا وغیرہ وغیرہ یہ سب بے سند اور جھوٹے قصے ہیں۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ فلکیات کے ماہرین کے مطابق زمین کے قطر کی مقدار معین ہے اس لئے یہ دھنسنے کا واقعہ اشکال سے خالی نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم بصحۃ ذلك بل ھو مشکل ان صح ما قال الفلاسفۃ فی مقدار قطر الارض (روح ج ۲۰ ص ۱۲۳) ۱۷۷ کل جن لوگوں نے قارون کی شان وشوکت دیکھ کر اس جیسی دولت اور شان کی تمنا کی تھی اب وہ اپنی باتوں پر ندامت کا اظہار کرنے لگے اور کہا دولت کی فراخی اور تنگی اللہ کے اختیار میں ہے وہ جسے چاہے دولتمند بنائے اور جسے چاہے تنگدست کرے اور اس کی حکمتیں بھی وہی جانتا ہے۔ اللہ کا شکر اور احسان ہے کہ اس نے ہمیں اس قدر دولت نہیں دی ورنہ ہم بھی قارون کی طرح سرکش اور خدا کے نافرمان اور باغی ہو جاتے اور ہمارا بھی وہی حشر ہوتا جو قارون کا ہوا۔ ۱۷۸ یہ بشارت اخروی ہے۔ شروع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ ذکر کیا گیا اور بتایا گیا کہ انہوں نے دعوت توحید کی خاطر بہت مصائب اٹھائے اسی طرح اے پیغمبر آپ پر بھی اس دعوت کی وجہ سے مصائب

اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى وَمَنْ
خوب جانتا ہے کون لایا ہے راہ کی سوجھ اور کون
هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۸۵﴾ وَمَا كُنْتَ
پڑا ہے صریح گمراہی میں ف اور تھا تو
تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا
توقع نہ رکھتا تھا کہ اتاری جائے تجھ پر کتاب مگر
رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ
مہربانی سے تیرے رب کی سو تو مت ہو ف
ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَا يَصُدُّنَّكَ
مددگار کافروں کا ف اور نہ ہو کہ وہ تجھ کو روک دیں
عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَيْكَ
اللہ کے حکموں سے بعد اس کے کہ اتر چکے تیری طرف
وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ
اور بلا اپنے رب کی طرف اور مت ہو
الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ
شرک والوں میں ف اور مت پکار ف اللہ کے سوائے
اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۣ كُلُّ
دوسرا حاکم کسی کی بندگی نہیں اس کے سوائے ف ہر
شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ۭ لَهُ
چیز ف فنا ہے مگر اس کا منہ اسی کا
الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۸﴾
حکم ہے اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے ف

وقف لازم

الربع ۱۲ ع ۹

موضح قرآن ف پھر لاوے گا پہلی جگہ یہ آیت اتری۔ ہجرت کے وقت پھر تسلی فرمائی کہ پھر مکہ میں آؤ گے سو خوب طرح آئے پورے غالب ہو کر۔ ف یعنی اپنی قوم کو اپنا نہ سمجھ جنہوں نے تجھ سے یہ بدی کی اب جو تیرا ساتھ دے وہی اپنا۔ ف یعنی اپنی قوم کی خاطر نہ کر دین کے کام میں اور آپ کو ان میں نہ گن، گو کہ اپنے قرابتی ہوں۔ ف اس سے معلوم ہوا کہ ہر چیز فنا ہوتی ہے کبھی ہو، مگر اس کا منہ یعنی وہ آپ۔

آئیں گے لیکن موسیٰ علیہ السلام کی طرح آخر کامیابی آپ ہی کو ہوگی۔ اب سورت کے آخر میں چھ امور ایسے مذکور ہوں گے جن سے موسیٰ علیہ السلام اور حضور علیہ السلام کے درمیان مماثلت و مشابہت ظاہر ہوگی۔ یہ امر اول ہے موسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں فرمایا اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ الخ جس طرح موسیٰ علیہ السلام کو فرعون ایسے سرکش اور متمرد سے واسطہ پڑا حضور علیہ السلام کو بھی ایسے متمردین سے واسطہ پڑا۔ اس آیت میں بطور بشارت ان لوگوں کا ذکر کیا گیا جو تمرد و سرکشی نہیں کرتے یعنی آخرت کی راحت ایسے ہی لوگوں کو حاصل ہوگی لیکن متمردین کو المناک عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ ۷۹ یہ نیک لوگوں کے لئے بشارت اور بُروں کے لئے تخویف ہے۔ یعنی نیکی کا بدلہ تو اصل نیکی سے زیادہ دیا جائے گا لیکن بُرے کاموں کی سزا ان کے مطابق ہوگی اس میں زیادتی نہ ہوگی۔ ۸۰ یہ امر دوم ہے جو اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَیْكِ پر متفرع ہے یا موسیٰ علیہ السلام کے مصر سے مدین جانے اور وہاں سے واپس مصر آنے سے متعلق ہے۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام فرعون کے خوف سے مدین کو ہجرت کر گئے لیکن ہم انہیں واپس مصر لائے اسی طرح آپ کو بھی اعزاز و اکرام کے ساتھ مکہ واپس لاؤں گا۔ ابن عباس فرماتے ہیں مراد فتح مکہ ہے۔ فَرَضَ کے معنی اَنْزَلَ کے ہیں قال مقاتل انزله علیك وكذا قال الفراء وابو عبيدة ..... وقال ابن عباس ايضا ومجاهد المعاد مكة واراد رده اليها يوم الفتح (بحر ج ۷، ص ۱۳۶) گویا یہ حضور علیہ السلام کے لئے تسلی ہے کہ آپ مطمئن رہیں آخر آپ کے دشمن مغلوب ہوں گے اور آپ غالب ہوں گے۔ ۸۱ یہ امر سوم ہے جو وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّیْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى الخ پر متفرع ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے معاندانہ کلام کا جو جواب دیا تھا حضور علیہ السلام کو بھی وہی جواب دینے کا حکم دیا گیا۔ ۸۲ یہ امر چہارم ہے جو وَجَآءَکُمْ مِّنَ الْمُرْسَلِیْنَ پر متفرع ہے۔ یہ امر ثانی کے لئے بمنزلہ دلیل ہے یعنی جس طرح آپ کو وہم و گمان بھی نہ تھا کہ آپ پر اللہ کی وحی نازل ہوگی اور آپ منصب نبوت پر فائز ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے محض اپنی رحمت سے آپ کو یہ منصب عطا فرمایا اسی طرح وہ محض اپنے فضل و احسان سے عزت و شان کے ساتھ مکہ میں داخل فرمائے گا۔ اس میں بھی موسیٰ علیہ السلام سے مماثلت ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے جب انہیں بچپن میں صندوق میں بند کر کے دریا کی لہروں کے حوالے کر دیا تھا اس وقت کسی کے زاویہ خیال میں بھی یہ بات نہ تھی کہ وہ پیغمبر ہوگا۔ علیٰ ہذا جب موسیٰ علیہ السلام مدین سے روانہ ہوئے اور راستے میں آگ دیکھی اور وہاں سے آگ لینے کے لئے گئے اس وقت انہیں خیال تک نہ تھا کہ میں منصب نبوت پر سرفراز ہونے والا ہوں۔ ۸۳ یہ امر پنجم ہے اور فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِیْرًا لِّلْمُجْرِمِیْنَ ۝ پر متفرع ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عہد کیا تھا کہ وہ مجرموں کا تعاون نہیں کریں گے یہاں حضور علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ آپ بھی مشرکین سے تعاون اور موافقت نہ کریں۔ وَلَا یَصُدُّنَّكَ الخ آپ نہ تو کسی معاملے میں کافروں کے معاون بنیں اور نہ ان کے کہنے سے اللہ کے قرآن کی تبلیغ سے رکیں جبکہ اللہ نے قرآن کی آیتیں تبلیغ کی خاطر آپ پر نازل فرمادیں۔ آپ اللہ کی توحید کی دعوت دیئے جائیں اور دین میں مشرکین سے ہرگز موافقت نہ کریں۔ یہ خطابات اگرچہ بظاہر حضور علیہ السلام سے ہیں کیونکہ قرآن کے مخاطب اول آپ ہی ہیں لیکن اس سے مراد آپ کی امت ہے۔ اِلٰی رَبِّكَ میں مضاف مقدر ہے ای الی عبادته جل وعلا وتوحيده سبحانه (روح ج ۲۰ ص ۱۳۰) (الی ربك) الی معرفته وتوحيده (وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ) قال ابن عباس رضی الله عنهما الخطاب فی الظاهر للنبی صلی الله علیه وسلم والمراد به اهل دينه ای لاتظاهروا الكفار ولا توافقوهم (معالم ج ۵ ص ۱۵۵) ۸۴ یہ امر ششم ہے جو وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الخ پر متفرع ہے یہی وہ دعوت ہے جو موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور اس کی قوم کے سامنے پیش کی اور جس کی خاطر عمر بھر مصائب اٹھائے۔ یہ تمام سورت کے بیان کا ثمرہ و نتیجہ ہے۔ یہ خطاب بدستور امت سے ہے۔ سورت میں بیان کردہ دلائل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ خالق و مالک، متصرف و مختار اور عالم الغیب صرف اللہ ہی ہے۔ نفع نقصان اور منع و عطاء اسی کے اختیار میں ہے لہٰذا اللہ کے سوا کسی کو کارساز نہ سمجھو، مصائب و مشکلات اور حاجات و بلیات میں غائبانہ صرف اسی کو پکارو۔ لاتتخذ غيره وكيلا على امورك كلها ولا تعتمد على غيره (خازن ج ۵ ص ۱۵۵) ويجوز ان يكون المعنى لا تعتمد على غير الله ولا تتخذ غيره وكيلا فی امورك فان من وثق بغير الله تعالى فكانه لم يكمل طريقه فی التوحيد (كبير ج ۶ ص ۲۳۰) ۸۵ اللہ کے سوا حاجات میں مافوق الاسباب کسی اور کو مت پکارو کیونکہ اللہ کے سوا کوئی کارساز، نافع و ضار اور مانع و معطی نہیں۔ اور اس کے سوا ہر چیز فانی ہے۔ لا اله الا هو ای لا نافع ولا ضار ولا معطی ولا مانع الا هو كقوله رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِیْلًا ۸۶ وَجْهَهٗ سے اللہ تعالیٰ کی ذات مراد ہے۔ لفظ وجہ ذات باری تعالیٰ سے کنایہ ہے یعنی اللہ کی ذات کے سوا ہر چیز ہالک اور فانی ہے۔ اِلَّا وَجْهَهٗ ای الا ذاته عز وجل (روح) ومعنى الا وجهه الا اياه قاله الزجاج (بحر ج ۷ ص ۱۳۹) لَهُ الْحُكْمُ قضاء و قدر اس کے قبضہ و تصرف میں ہے۔ جو کچھ ہوتا ہے اس کے ارادہ و مشیت سے ہوتا ہے۔ اور قیامت کے دن تم سب جزاء و سزا کے لئے اسی کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے۔ جس طرح قضاء و قدر اس کے ہاتھ میں ہے اسی طرح قیامت کے دن فصل و قضاء بھی اسی کے ہاتھ میں ہوگا اور وہاں کوئی دم بھی نہیں مار سکے گا۔

سورۂ القصص میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ قَالَتَا لَا نَسْقِیْ حَتّٰی یُصْدِرَ الرِّعَآءُ الخ (۲۴) ــــ خاندانِ شعیب علیہ السلام پر یہ تنگی قوم نے محض توحید سے ضد کی بناپر کر رکھی تھی۔

۲۔ تَمْشِیْ عَلَی اسْتِحْیَآءٍ ۔عورت کو ہر حال میں شرم وحیا ر سے رہنا چاہیئے۔

۳۔ قَالَ اِنِّیْۤ اُرِیْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ الخ دس سال موسیٰ علیہ السلام کو اس خدمت کے ذریعہ تربیت دی گئی تاکہ وہ آئندہ مصائب برداشت کرنے کے قابل ہوجائیں۔

۴۔ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا ـــ تا ـــ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ٥ (۲۹) نفی علم غیب از موسیٰ علیہ السلام۔

۵۔ اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ٥ سارے جہانوں کا پروردگار اور سارے عالم میں متصرف و مختار صرف اللہ ہی ہے۔

۶۔ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ ـــ تا ـــ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ ٥ نفی علم غیب از موسیٰ علیہ السلام۔

۷۔ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِیِّ ـــ تا ـــ لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ ٥ (۴۷) نفی علم غیب و حاضر و ناظر از نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔

۸۔ وَیَوْمَ یُنَادِیْهِمْ ـــ تا ـــ لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا یَهْتَدُوْنَ ٥ (۶۴) نفی شرک فی التصرف۔

۹۔ وَرَبُّكَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَیَخْتَارُ ـــ تا ـــ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ٥ نفی شرک فی التصرف و شرک فی العلم۔

۱۰۔ اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ الخ توحید کی خاطر مصائب برداشت کرنے کے بعد آخر غلبہ آپ ہی کو ملے گا۔

۱۱۔ وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْۤا اَنْ یُّلْقٰۤی الخ نفی علم غیب از نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللہ تعالیٰ توحید کو ماننے کی توفیق دے تو مشرکین سے تعاون نہ کرنا چاہیئے۔

۱۲۔ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ الخ نفی شرک فی التصرف۔

(آج بتاریخ ۵ا/صفر ۱۳۸۷ھ مطابق ۲۶/مئی ۱۹۶۷ء بروز جمعہ ساڑھے ۶ بجے صبح سورۂ القصص کی تفسیر ختم ہوئی۔ فلہ الحمد فی الاولی والآخرۃ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الشافع المشفع بالساہرۃ وعلی آلہ وصحبہ المقتدین بسنتہ الطاہرۃ)

سُورۂ عنکبُوت

رابط | سورۂ عنکبوت کو ماقبل یعنی سورۂ القصص کے ساتھ نامی ربط یہ ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے القصص (قصے) سے معلوم ہوگیا کہ انہوں نے مسئلہ توحید (اللہ کے سوا کوئی کارساز اور برکات دہندہ نہیں لہذا حاجات میں اس کے سوا کسی کو غائبانہ مت پکارو) کی خاطر کس قدر تکلیفیں اٹھائیں اور اب فرمایا غیر اللہ کو برکات دہندہ اور کارساز سمجھنا بالکل اسی طرح بے سود ہے جس طرح عنکبوت (مکڑی) کا جالا۔ جس طرح مکڑی کا گھر سردی گرمی اور طوفانِ بادو باراں سے اسے نہیں بچا سکتا اسی طرح غیر اللہ کی پناہ مصائب وبلیات میں کام نہیں آسکتی۔

معنوی ربط یہ ہے کہ سورۂ الفرقان میں یہ دعویٰ پیش کیا گیا کہ اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں۔ الفرقان میں اس دعوے پر عقلی دلائل اور اس کے بعد الشعراء میں نقلی دلائل ذکر کئے گئے۔ پھر نمل میں اس کے علل بیان کئے گئے اور القصص میں بتایا گیا کہ اے پیغمبر مسئلہ توحید کی وجہ سے آپ پر مصائب آئیں گے دیکھو اس دعوے کی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام پر کس قدر مصیبتیں آئیں اب عنکبوت میں بتایا جائے گا کہ اے ایمان والو! اس دعوے کو مان لینے کے بعد تم پر بھی آزمائشیں آئیں گی اس لئے ثابت قدم رہنا۔

خلاصہ | سورۂ عنکبوت کے دو خصوصی دعوے ہیں اور ایک عام دعویٰ جو سارے قرآن کا مرکزی دعویٰ ہے۔ دو خصوصی دعوے یہ ہیں (۱) مسئلہ توحید کی وجہ سے ایمان والوں پر مصائب آئیں گے۔ (۲) مسئلہ توحید کا انکار کرنے والے ہماری گرفت سے بچ نہیں سکیں گے۔ اس کے بعد سات واقعات مذکور ہیں جن میں سے پہلے تین پہلے دعوے پر اور پچھلے چار دوسرے دعوے پر لف ونشر مرتب کے طور پر مرتب ہیں۔ عمومی دعویٰ، دعویٰ توحید ہے جو سورت کے درمیان میں مذکور ہے اس کے بعد اس پر چار دلائلِ عقلیہ جن میں سے دو علیٰ سبیل الاعتراف من الخصم ہیں ایک دلیل وحی اور ایک دلیل نقلی مذکور ہے۔

پہلا دعویٰ —— ایمان والوں پر آزمائشیں آئیں گی

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَكُوْا —— تا —— وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ اس پر تین واقعات مرتب ہیں۔ پہلا واقعہ حضرت نوح علیہ السلام کا ہے۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ (ع ۲) —— تا —— وَجَعَلْنٰهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال مسئلہ توحید کی خاطر مشرکوں کے ہاتھوں گونا گوں تکلیفیں اٹھائیں۔ ایمان والو! اسی طرح تم پر آزمائشیں آئیں گی۔ دوسرا واقعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے۔ وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ (۲۴) —— تا —— وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ ابراہیم علیہ السلام نے مسئلہ توحید کی خاطر اپنی قوم کے ہاتھوں کیسی کیسی اذیتیں اٹھائیں یہاں تک کہ انہیں آگ میں ڈالا گیا۔ تیسرا قصہ حضرت لوط علیہ السلام کا ہے۔ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ —— تا —— اٰيَةًۢ بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ (ع ۴) لوط علیہ السلام اپنی سرکش قوم کے ہاتھوں مصائب وتکالیف میں مبتلا ہوئے۔ قوم کے طعنے سنے اور قوم نے ان کے معزز مہمانوں کی بیعزتی کا ارادہ کرکے انہیں اذیت پہنچائی۔ ایمان والو! ان انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح تم پر بھی مسئلہ توحید کی وجہ سے تکلیفیں آئیں گی اس لئے ان پر صبر کرنا ہوگا۔ یہ تینوں قصے اگرچہ بالذات اور براہِ راست پہلے دعوے سے متعلق ہیں لیکن بالواسطہ دوسری دعویٰ بھی ان سے ثابت ہو رہا ہے یعنی یہ منکرین توحید اور معاند قومیں ہماری گرفت سے بچ نہ سکیں۔ جب ہمارا عذاب آپہنچا تو انہیں ہلاک کر دیا گیا۔ مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ الخ (ع ۱) یہ پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ اللہ کے دین کی خاطر جو مصائب مقدر ہیں وہ ضرور آئیں گے ان سے گھبرانا نہیں۔ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ الخ توحید اور دین حق کی خاطر جو لوگ تکلیفیں اٹھاتے ہیں اس میں ان کا اپنا ہی فائدہ ہے کسی پر احسان نہیں۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ بشارت اخروی۔ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ مسئلہ توحید کی وجہ سے تمہیں مصائب کا سامنا کرنا ہوگا یہ نہایت عظیم الشان دعویٰ ہے اسی لئے ہم نے انسان کو وصیت کی کہ وہ ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرے لیکن اگر مشرک والدین تمہیں شرک پر مجبور کریں تو اس معاملے میں ان کی اطاعت بھی جائز نہ ہوگی۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ بشارت اخروی۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا الخ بیان حال منافقین۔ یعنی بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو تھوڑی سی تکلیف ہی سے ایمان کو چھوڑ دیتے ہیں۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ شکوی مع تخویف اخروی

دوسرا دعویٰ —— مشرکین ہماری گرفت سے بچ نہیں سکیں گے

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا الخ - اس دعوے پر چار قصے متفرع ہیں۔ پہلا قصہ قوم شعیب علیہ السلام کا ہے۔ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا —— تا —— فَاَصْبَحُوْا فِىْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ (ع ۴) دوسرا اور تیسرا قصہ عاد وثمود وقوم ہود وصالح علیہما السلام کا ہے۔ وَعَادًا وَّثَمُوْدَا —— تا —— وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ ۝ چوتھا قصہ قوم موسیٰ علیہ السلام کا ہے۔ وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ —— تا —— وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ ان قوموں نے انتہائی سرکشی کی اور ضد وعناد کی وجہ سے مسئلہ توحید کا انکار کیا۔ وہ فسق وفجور اور انکار وعصیان میں اس قدر آگے بڑھ گئے گویا ان کا خیال تھا کہ وہ خدا کے ہاتھ نہیں آسکیں گے اور اس کی گرفت سے بچ جائیں گے، لیکن ہم نے سب کو مقررہ وقت پر پکڑ لیا اور دردناک عذاب سے ہلاک کر دیا اور ان میں سے کوئی بھی ہمارے عذاب سے بچ نہ سکا۔ فَاسْتَكْبَرُوْا فِى الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ۝

مرکزی دعویٰ ـــــ اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ اور کارساز نہیں

مَثَلُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَآءَ ـــ تا ـــ وَمَا یَعْقِلُھَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ٥ اس کے بعد اس دعوے پر چار عقلی دلیلیں، ایک دلیل وحی اور ایک نقلی دلیل مذکور ہے۔ وَخَلَقَ اللّٰہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ یہ پہلی عقلی دلیل ہے۔ زمین و آسمان کو اظہار حق کی خاطر اسی نے پیدا کیا ہے، کائنات کا ذرہ ذرہ اس کی قدرتِ کاملہ، اس کی وحدانیت اور کارسازی کی دلیل ہے۔ اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ الخ (ع ۵) یہ دلیل وحی ہے۔ جو کتاب آپ کے پاس وحی کے ذریعہ سے بھیجی جارہی ہے آپ اس کی روشنی میں مسئلہ توحید بیان کرتے رہیں۔ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ یہ امر مصلح ہے۔ مشرکین کی ایذاء رفع کرنے کے لئے آپ نماز قائم کریں۔ وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَھْلَ الْکِتٰبِ یہ طریق تبلیغ ہے۔ یعنی نرمی کے ساتھ تبلیغ کرتے رہو۔ فَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ دلیل نقلی از مؤمنین اہل کتاب۔ یعنی اہل کتاب کے انصاف پسند لوگ بھی مسئلہ توحید کو مان چکے ہیں یہ بھی اس کی سچائی کی دلیل ہے۔

وَمَا کُنْتَ تَتْلُوْا الخ یہ جملہ معترضہ ہے برائے بیان صداقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنی لکھنا پڑھنا نہ جاننے کے باوجود آپ یہ علوم و معارف بیان کر رہے ہیں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اور آپ پر اللہ کی جانب سے وحی آتی ہے اور جو دعویٰ توحید آپ پیش کر رہے ہیں اس میں آپ سچے ہیں۔ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْہِ الخ یہ شکویٰ ہے مشرکین کہتے یہ پیغمبر ہمیں منہ مانگے معجزے کیوں نہیں دکھاتا؟ قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰہِ الخ جواب شکوہ ہے۔ معجزات اللہ کے اختیار میں ہیں میرے اختیار میں نہیں ہیں۔ اَوَلَمْ یَکْفِھِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ یہ بھی جواب شکویٰ سے متعلق ہے۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی معلوم کرنے کے لئے انہیں یہ معجزہ کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر قرآن نازل کیا ہے جو ہر لحاظ سے معجزہ ہے اور جس کی مثال پیش کرنے سے وہ عاجز ہو چکے ہیں۔ وَیَسْتَعْجِلُوْنَکَ بِالْعَذَابِ الخ زجر مع تخویف دنیوی و اخروی۔ یَسْتَعْجِلُوْنَکَ بِالْعَذَابِ الخ اعادہ زجر مع تخویف دنیوی و اخروی۔

یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا الخ یہ ابتداء سورت یعنی وَمَنْ جَاھَدَ فَاِنَّمَا یُجَاھِدُ لِنَفْسِہٖ میں جس چیز کی طرف اشارہ تھا یہاں اس کی صراحت ہے۔ یعنی اگر توحید کی وجہ سے مشرکین تمہیں ایذاء پہنچائیں اور چین سے اپنے وطن میں نہ رہنے دیں تو اللہ کی زمین فراخ اور کھلی ہے اپنا وطن چھوڑ کر ایسی جگہ ہجرت کر جاؤ جہاں تم میری خالص عبادت کر سکو۔ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بشارت اخروی۔ وَکَاَیِّنْ مِّنْ دَآبَّۃٍ الخ (ع ۶) یہ جواب سوال مقدر ہے یعنی اگر وطن سے ہجرت کر جائیں گے تو رزق کہاں سے آئے گا۔ فرمایا یہ بے زبان چوپائے کب اپنی روزی اپنے ساتھ اٹھائے پھرتے ہیں۔ جس طرح وہ چوپایوں کو روزی دیتا ہے تمہیں بھی دے گا اس کی فکر نہ کرو۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَھُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ الخ یہ دعویٰ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ جب مشرکین کو تسلیم ہے کہ زمین و آسمان کا خالق اور نظام کائنات میں متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر ان کی کیوں عقل ماری گئی ہے کہ وہ اللہ کے سوا اوروں کو برکات دہندہ اور کارساز سمجھ کر غائبانہ پکارتے ہیں۔ اَللّٰہُ یَبْسُطُ

سُوْرَۃُ الْعَنْکَبُوْتِ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ تِسْعٌ وَّسِتُّوْنَ اٰیَۃً وَّسَبْعُ رُکُوْعَاتٍ

سورہ عنکبوت لے مکہ میں نازل ہوئی اس کی انہتر آیتیں ہیں اور سات رکوع

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ ① اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا

کیا یہ سمجھتے ہیں لوگ سے کہ چھوٹ جائیں گے اتنا کہہ کر کہ

اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ② وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ

ہم یقین لائے اور ان کو جانچ نہ لیں گے ہم نے جانچا ہے ان کو جو

مِنْ قَبْلِھِمْ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰہُ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَ

ان سے پہلے تھے سو البتہ معلوم کرے گا اللہ جو لوگ سچے ہیں اور

لَیَعْلَمَنَّ الْکٰذِبِیْنَ ③ اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ

البتہ معلوم کرے گا جھوٹوں کو کیا یہ سمجھتے ہیں سے جو لوگ کہ کرتے ہیں

السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّسْبِقُوْنَا ؕ سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ ④ مَنْ

برائیاں کہ ہم سے بچ جائیں بری بات طے کرتے ہیں ف جو کوئی

کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰہِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰہِ لَاٰتٍ ؕ وَ

توقع رکھتا ہے سے اللہ کی ملاقات کی سو اللہ کا وعدہ آرہا ہے اور

ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ⑤ وَمَنْ جَاھَدَ فَاِنَّمَا

وہ ہے سننے والا جاننے والا اور جو کوئی محنت اٹھائے سو

یُجَاھِدُ لِنَفْسِہٖ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ⑥

اٹھاتا ہے اپنے ہی واسطے اللہ کو پروا نہیں جہان والوں کی

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُکَفِّرَنَّ

اور جو لوگ سے یقین لائے اور کئے بھلے کام ہم اتار دیں گے۔

لہ سورۃ کا پہلا دعویٰ ۱۲

لہ دوسرا دعویٰ ۱۲

لہ بشارت اخروی ۱۲

موضح قرآن ف پہلے دو آیتیں کہیں مسلمانوں کو جو گرفتار تھے کافروں کی ایذا میں اور یہ سب کافروں کو ستاتے تھے مسلمانوں کو۔

الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ الخ یہ تیسری عقلی دلیل ہے۔ رزق کی فراخی اور تنگی اللہ کے اختیار میں ہے اور سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے لہذا کارساز اور مستحق دعاء و پکار بھی وہی ہے۔ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ الخ یہ چوتھی عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم مشرکین یہ بھی مانتے ہیں کہ آسمان سے بارش برسانا اور زمین میں سرسبز و شاداب کھیت اگانا بھی اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الخ جب یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ تمام صفاتِ کارسازی اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں، اس کے سوا کوئی کارساز اور دعاء و پکار کے لائق نہیں۔

عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِیَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِیْ كَانُوْا

ان پر سے برائیاں ان کی اور بدلہ دیں گے ان کو بہتر سے بہتر

یَعْمَلُوْنَ ۝۷ وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ حُسْنًا ؕ

کاموں کا ف۱ اور ہم نے تاکید کر دی ف۲ انسان کو اپنے ماں باپ سے بھلائی سے رہنے کی

وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ

اور اگر وہ تجھ سے زور کریں کہ تو شریک کرے میرا جس کی تجھ کو خبر نہیں

فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

تو ان کا کہنا مت مان مجھی تک پھر آنا ہے تم کو سو میں بتلا دوں گا تم کو جو کچھ تم

تَعْمَلُوْنَ ۝۸ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

کرتے تھے اور جو لوگ یقین لائے ف۳ اور بھلے کام کئے

لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِی الصّٰلِحِیْنَ ۝۹ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ

ہم ان کو داخل کریں گے نیک لوگوں میں ف۴ اور ایک وہ لوگ ہیں ف۵ جو کہ

یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِیَ فِی اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ

کہتے ہیں یقین لائے ہم اللہ پر پھر جب اس کو ایذا پہنچے اللہ کی راہ میں کرنے لگے لوگوں

النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ؕ وَلَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ

کے ستانے کو برابر اللہ کے عذاب کے اور اگر آ پہنچے مدد ف۶ تیرے رب کی طرف سے

لَیَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ؕ اَوَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا

تو کہنے لگیں ہم تو تمہارے ساتھ ہیں کیا یہ نہیں کہ اللہ خوب خبردار ہے جو کچھ

فِیْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِیْنَ ۝۱۰ وَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ

سینوں میں ہے جہان والوں کے اور البتہ ف۷ معلوم کرے گا اللہ ان لوگوں کو جو

اٰمَنُوْا وَلَیَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ ۝۱۱ وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا

یقین لائے ہیں اور البتہ معلوم کریگا جو لوگ دغاباز ہیں اور کہنے لگے منکر

[illegible] ۳

بشارت اخروی ۴

شکوی و تخویف ۲

فَاِذَا رَكِبُوْا فِی الْفُلْكِ الخ (ع ۷) زجر بر مشرکین۔ جب ان کی کشتیاں خطرات میں گھر جاتی ہیں تو وہ سب کو چھوڑ چھاڑ خالص اللہ کو پکارتے ہیں، جب اللہ ان کی کشتیوں کو صحیح سلامت کنارے لگا دیتا ہے تو پھر شرک کرنے لگتے ہیں۔ اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الخ دلائل میں بھی غور و فکر کرو اور ہمارے احسانات کو بھی دیکھو اور ان کا شکر بجالاؤ۔ ہم نے تمہیں اپنے حرم کے جوار میں بسا دیا ہے اور امن و اطمینان کی زندگی عطا کی ہے۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی الخ زجر مع تخویف اخروی۔ وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا الخ یہ بھی ابتدائے سورت سے متعلق ہے۔ مسئلہ توحید کی وجہ سے کفار کی طرف سے مصائب آئیں گے جو لوگ مردانہ وار ان کا مقابلہ کریں گے اور توحید کی خاطر وطن سے بے وطن ہونے پر آمادہ ہو جائیں ہم انہیں راہِ توحید پر ثابت قدم رکھیں گے اور انہیں سیدھی راہ پر قائم رہنے کی توفیق عطا کریں گے۔ ۲؎ سورت کا پہلا دعوی۔ کیا لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اللہ کی رضامندی اور نعیم جنت حاصل کرنے کے لئے دعوی توحید کو صرف مان لینا ہی کافی ہے اور اس کے بعد وہ آزاد ہیں اور آزمائشوں اور تکلیفوں کی کسوٹی پر انہیں پرکھا نہیں جائے گا؟ استفہام انکاری ہے یعنی لوگوں کا یہ خیال صحیح نہیں بلکہ دعوی توحید کی وجہ سے انہیں مشرکین کے ہاتھوں مصائب و مشکلات کا سامنا بھی کرنا ہوگا وَلَقَدْ فَتَنَّا الخ۔ جیسا کہ انبیاء سابقین علیہم السلام کو بھی ایسا کرنا پڑا۔ جب انہوں نے اپنی قوموں کے سامنے دعوت توحید پیش کی تو قوموں نے انہیں گوناگوں مصائب کا تختہ مشق بنایا۔ اسی طرح ان کے متبعین کو بھی آلام و مصائب میں مبتلا کیا گیا۔ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الخ یہ ابتلاء و امتحان کی حکمت اور علت ہے۔ اور علم یہاں بمعنی اظہار و تبیین ہے ومعنی الآیۃ فلیظهرن الله الصادقین من الکاذبین (خازن ومعالم ج ۵ ص ۱۵۵) یعنی ہم ہجرت سے، مصائب و مشکلات سے اور اقامت فرائض و واجبات سے مسلمانوں کی آزمائش کریں گے تاکہ مخلص اور منافق، راسخ الایمان اور ضعیف الایمان میں امتیاز ہو جائے اور ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزا و سزا دی جائے انه تعالیٰ یمتحنهم بمشاق التکالیف کالمهاجرة والمجاهدة ورفض الشهوات ووظائف الطاعات وفنون المصائب فی الانفس والاموال لیتمیز المخلص من المنافق والراسخ فی الایمان من المتزلزل فیه فیجازی کلا بما یقتضیه ویجازیهم سبحانه بحسب مراتب اعمالهم (روح ج ۲۰ ص ۱۳۲) ۳؎ یہ دوسرا دعوی ہے۔ مشرکین کا خیال

موضح قرآن ف۱ یعنی ایمان کی برکت سے نیکیاں ملیں گی اور برائیاں معاف ہوں گی۔ ف۲ دنیا میں ماں باپ سے زیادہ حق کسی کا نہیں، پر اللہ کا حق ان سے زیادہ ہے ان کی خاطر دین نہ چھوڑیئے۔

باطل ہے کہ وہ ہمارے عذاب سے بچ جائیں گے۔ السَّیِّاٰتِ کفر وشرک ومعاصی۔ السّیات ای الشرك والمعاصی (مدارك ج ۳ صـ ۱۹۱) فعل مضارع حدوث وتجدد پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی جو لوگ ہر وقت کفر وشرک اور فسق وفجور میں منہمک رہتے اور غیر اللہ کو پکارتے رہتے ہیں کیا ان کا خیال ہے کہ ہم ان کو ان کی بداعمالیوں کی سزا نہیں دے سکیں گے اور وہ ہمارے عذاب سے بچ نکلیں گے؛ سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ یہ بہت بری بات اور صریح غلط خیال ہے۔ جب اللہ کا عذاب آگیا تو وہ اس سے ہرگز نہیں بچ سکیں گے۔ ؁۴ یہاں سے لیکر رکوع کے آخر تک پہلے دعوے سے متعلق بشارت وتخویف وغیرہ کا ذکر ہے۔ مَنْ کَانَ یَرْجُوا الخ مسئلہ توحید کی وجہ سے تم پر مصائب آئیں گے، لیکن جن کے دلوں میں آخرت کا خوف ہے انہیں توحید کی خاطر ہر قسم کی مصیبتیں اور تکلیفیں برداشت کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہیئے۔ انہیں کافروں کی ایذاء سے ہجرت بھی کرنا ہو گی۔ اس وقت انہیں یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ وہ گھروں سے نکل کر بھوک سے اور دیگر مصائب و آلام سے ہلاک ہو جائیں گے، کیونکہ موت کا وقت مقرر ہے اور وہ اپنے وقت پر ضرور آئے گی خواہ وہ گھروں ہی میں کیوں نہ بیٹھے رہیں وَمَنْ جَاھَدَ الخ یہاں جو لوگ محض دینِ حق کی خاطر ترک وطن کی مشکلات اور اس کے علاوہ دوسری تکلیفیں اٹھائیں گے اس سے فائدہ انہی کا ہو گا اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف کر کے انہیں اجرِ عظیم اور مراتب بلند عطا فرمائے گا۔ جہاد سے یہاں جہاد کفار مراد نہیں کیونکہ یہ سورت مکیہ ہے بلکہ جہاد سے ایذاء کفار پر صبر کرنا مراد ہے (موضح) ای ومن جاھد فی الدین وصبر علی قتال الکفار واعمال الطاعات فانما یسعی لنفسہ ای ثواب ذلك كله له (قرطبی ج ۱۳ ص ۳۲۷) ؁۵ یہ ان مؤمنوں کے لئے بشارت اخروی ہے جنہوں نے توحید کی خاطر مصائب و آلام پر صبر کیا۔ اٰمَنُوْا اللہ کی توحید پر ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور توحید کی راہ میں مصائب برداشت کئے۔ وَلَنَجْزِیَنَّھُمْ اَحْسَنَ الخ ان کے اعمال کی ہم ان کو احسن (سب سے بہتر) جزاء دیں گے یعنی ایک نیکی کے بدلے دس گنا یا اس سے زیادہ ثواب جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ای احسن جزاء اعمالھم والجزاء الحسن ان یجازی بحسنۃ حسنۃ واحسن الجزاء ان تجازی الحسنۃ الواحدۃ بالعشر وزیادۃ (روح ج ۲۰ ص ۱۳۵) حضرت شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا یا مطلب یہ ہے کہ ہم ان کو احسن اعمال یعنی ہجرت کی جزاء دیں گے کیونکہ ہجرت کا ذکر اشارۃً پہلے گذر چکا ہے۔ یعنی ہم ان کو ان کے اس بہترین عمل کی پوری پوری جزاء دیں گے اور مفہوم مخالف مراد

لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِیْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰیٰكُمْ ط
ایمان والوں کو تم چلو ہماری راہ پر اور ہم اٹھالیں تمہارے گناہ
وَمَا هُمْ بِحٰمِلِیْنَ مِنْ خَطٰیٰهُمْ مِّنْ شَیْءٍ ط
اور وہ کچھ نہ اٹھائیں گے ان کے گناہ
اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ (١٢) وَلَیَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا
بے شک وہ جھوٹے ہیں اور البتہ اٹھائیں گے اپنے ؎۱ بوجھ اور کتنے بوجھ
مَّعَ اَثْقَالِهِمْ وَلَیُسْـَٔلُنَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا
ساتھ اپنے بوجھ کے اور البتہ ان سے پوچھ ہو گی قیامت کے دن جو باتیں کہ وہ
ع ١ / ١٣ یَفْتَرُوْنَ (١٣) ع وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ
جھوٹ بنانے تھے ف ۳ اور ہم نے بھیجا ؎۲ نوح کو اس کی قوم کے پاس پھر رہا
فِیْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًا ط فَاَخَذَهُمُ
ان میں ہزار برس پچاس برس کم پھر پکڑا ان کو
الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ (١٤) فَاَنْجَیْنٰهُ وَاَصْحٰبَ
طوفان نے اور وہ گناہ گار تھے ف ۲ پھر بچا دیا ہم نے اس کو اور
السَّفِیْنَةِ وَجَعَلْنٰهَآ اٰیَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (١٥) وَاِبْرٰهِیْمَ
جہاز والوں کو اور رکھا ہم نے جہاز کو نشانی جہان والوں کے واسطے ف ۳ اور ابراہیم کو
اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ط ذٰلِكُمْ
جب کہا اس نے اپنی قوم کو ؎۳ بندگی کرو اللہ کی اور ڈرتے رہو اس سے یہ
خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (١٦) اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ
بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم سمجھ رکھتے ہو تم تو پوجتے ہو
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ط اِنَّ
اللہ کے سوائے یہی بتوں کے تھان اور بناتے ہو جھوٹی باتیں بے شک

پہلا قصہ متعلق بدعوی اولیٰ ۳

دوسرا قصہ متعلق بدعوی اولیٰ ۳

موضح قرآن ف ۱ کوئی چاہے کہ رفاقت کر کر کسی کے گناہ اپنے او پر لیوے یہ ہونا نہیں مگر جس کو گمراہ کیا اور اس کے بہکانے سے اس نے گناہ کیا وہ گناہ اس پر بھی۔ اور اس پر بھی ف ۲ کہتے ہیں طوفان سے پہلے اتنا رہے اور پیچھے بھی ایک مدت رہے ساری عمر ہوئی چودہ سو برس ف ۳ جس وقت یہ سورت اتری ہے حضرت کے یار بہت سے کافروں کی ایذاء سے جہاز پر بیٹھ کر حبشہ کے ملک گئے تھے جب حضرت مدینے کو ہجرت کر آئے تب وہ بھی سلامتی سے آئے اور جہاز نشانی رکھا لوگوں کو یعنی دنیا میں ناؤ سے بڑے کام چلتے ہیں اور قدرتیں اللہ کی نظر آتی ہیں۔

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی بار گمراہ شدن و گمراہ کردن بردارند و بار تابعان از سر ایشان دفع نکنند ۱۲۔

نہیں ہوگا یعنی یہ مفہوم مراد نہ ہوگا کہ جو عمل احسن نہ ہو بلکہ حسن ہو اس کی جزاء نہیں ملے گی۔ اس کی جزاء یا عدم جزاء سے یہاں تعرض نہیں کیا گیا۔ ۶ اے ایمان والو! مسئلہ توحید کی وجہ سے تم پر کئی آزمائشیں آئیں گی۔ یہ ایک نہایت اہم اور عظیم الشان دعوٰی ہے یہی وجہ ہے کہ ایک طرف تو ہم نے تمہیں حکم دیا کہ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ اور ساتھ ہی حکم دیا ہے کہ توحید پر قائم رہو۔ لیکن اگر تمہارے ماں باپ مشرک ہوں اور تمہیں شرک کرنے پر مجبور کریں اور تمہارے انکار پر تمہیں تکلیف واذیت پہنچائیں تو اس معاملے میں ان کی اطاعت ہرگز نہ کرنا اور ہر قسم کی تکلیف و اذیت کو استقلال سے برداشت کرنا۔ ۷ یہ بشارت اخروی ہے

الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ

جن کو ف۱ تم پوجتے ہو اللہ کے سوائے وہ مالک نہیں تمہاری

رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَ

روزی کے سو تم ڈھونڈو اللہ کے یہاں روزی اور اس کی بندگی کرو اور

اشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَاِنْ تُكَذِّبُوْا

اس کا حق مانو اسی کی طرف پھر جاؤ گے اور اگر تم جھٹلاؤ گے ف۲

فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ

تو جھٹلا چکے ہیں بہت فرقے تم سے پہلے اور رسول کا ذمہ تو

اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۸﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ

بس یہی ہے پیغام پہنچا دینا کھول کر کیا دیکھتے نہیں ف۳ کیونکر شروع کرتا ہے اللہ

الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۱۹﴾ قُلْ

پیدائش کو پھر اس کو دہرائے گا یہ اللہ پر آسان ہے ف۴ تو کہہ

سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ

ملک میں پھرو پھر دیکھو کیونکر شروع کیا ہے پیدائش کو پھر

اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ

اللہ اٹھائے گا پچھلا اٹھان بے شک اللہ ہر چیز کر

قَدِيْرٌ ﴿۲۰﴾ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ

سکتا ہے دکھ دے گا جس کو چاہے ف۵ اور رحم کرے گا جس پر چاہے

وَاِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ

اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے اور تم عاجز کرنے والے نہیں زمین میں

وَلَا فِى السَّمَآءِ ۫ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا

اور نہ آسمان میں اور کوئی نہیں تمہارا اللہ سے ورے حمایتی اور نہ

جو لوگ اللہ کی توحید پر ایمان لائے اور توحید کی راہ میں آنیوالی ہر مصیبت اور تکلیف میں ثابت قدم رہے ان کو ہم صالحین میں شمار کریں گے اور انہیں ان جیسی ہی جزاء دیں گے۔ ای یجعلهم منهم ویدخلهم فی عدادهم کما یقال الفقیه من العلماء (کبیر ج ۶ ص ۶۳۷)۔ ۸ یہ آیت منافقین کے بارے میں ہے الاٰیة نزلت فی المنافقین (قرطبی ج ۱۳ ص ۳۲۹) اوذی فی اللہ الخ یعنی اللہ کی توحید کی خاطر اور اس کی راہ میں ای لاجله عزوجل علی ان فی للسببیة او المراد فی سبیل اللہ بان عذبهم المشرکون علی الایمان به تعالٰی (روح ج ۲۰ ص ۱۳۹) ایمان والوں کو توحید کی وجہ سے بڑی مشکلات پیش آئیں گی انہیں صبر و استقلال سے ان کا مقابلہ کرنا ہوگا اور ان منافقوں کی طرح کمزوری کا اظہار نہیں کرنا ہوگا جو زبان سے تو ایمان کا دعوٰی کرتے ہیں لیکن جب اللہ کی توحید اور اللہ کے دین کی خاطر مشرکین کی طرف سے ایذاء پہنچی تو اسے اللہ کا عذاب سمجھ کر جزع فزع اور بے صبری کا اظہار کرنے لگے اور ایمان کو خیرباد کہہ دیا۔ ای نزلوا ما یصیبهم من اذیتهم منزلة عذابه تعالٰی فی الاٰخرة فجزعوا من ذلک ولم یصبروا علیه واطاعوا الناس وکفروا باللہ تعالٰی (روح ج ۲۰ ص ۱۴۰)۔ ۹ لیکن اگر مسلمانوں کو فتح و غنیمت حاصل ہو جائے تو مال کے لالچ میں ان سے کہتے ہیں کیا دین میں ہم تمہارے ساتھی نہیں؟ اس لئے مال غنیمت میں سے ہمیں بھی حصہ دیجئے۔ اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ الخ اللہ نے فرمایا جھوٹ کہتے ہیں کیا میں ان کے سینوں کی باتیں نہیں جانتا؟ جس طرح میں مؤمنوں کے اخلاص کو جانتا ہوں اسی طرح ان کے نفاق کو بھی جانتا ہوں۔ ما فی صدور هؤلاء من النفاق وما فی صدور المؤمنین من الاخلاص (مدارک ج ۳ ص ۱۹۳)

۱۰ یہ مؤمنوں کے لئے بشارت اور منافقوں کے لئے تخویف ہے اور علم سے مجازاۃ مراد ہے۔ والمراد بالعلم المجازاة ای لیجزینهم بما لهم من الایمان والنفاق (روح)۔ ۱۱ کفار پر شکوی اور تخویف اخروی ہے۔ کافروں کی سرکشی اور بیباکی ملاحظہ ہو خود کفر و شرک کرتے ہیں اور مسلمانوں سے بھی کہتے ہیں کہ وہ بھی ان کی راہ پر چلیں اور جس عذاب کا تمہیں خطرہ ہے اس کا بوجھ ہم اٹھالیں گے۔ حالانکہ وہ ان کے گناہوں کا کچھ بھی بوجھ نہیں اٹھا سکیں گے۔ وَلْنَحْمِلْ اتَّبِعُوْا پر معطوف ہے اور امر بمعنی خبر ہے۔ قال ابن عطیة قوله ولنحمل خبر بمعنی امر و معناه الخبر (بحر ج ۷ ص ۱۴۴)۔ ۱۲ وہ دوسروں کا بوجھ کیا اٹھائیں گے

موضح قرآن ف۱ رزق جو فرمایا اکثر خلق روزی کے پیچھے ایمان دیتے ہیں سو جان رکھو کہ اللہ کے سوا روزی کوئی نہیں دیتا، وہی دیتا ہے اپنی خوشی کے موافق ف۲ یعنی شروع تو دیکھتے ہو دہرانا اسی سے سمجھو۔

وہ تو اپنے گناہوں کے بوجھ تلے دبے ہوں گے۔ ایک تو خود ان کے اپنے کفر و شرک اور فسق و فجور کا بوجھ ہوگا اور دوسروں کو گمراہ کرنے اور کفر و شرک پر اکسانے سے گناہ کا بوجھ اس پر مستزاد ہوگا۔ دنیا میں جو وہ افترا کرتے رہے اور جھوٹی باتیں بناتے رہے آخرت میں ان کے بارے میں ان کی جواب طلبی ہوگی۔ **۱۳** یہ پہلا قصہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے یعنی دیکھو حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ کی توحید کا پیغام دیا اور وہ توحید کی خاطر ساڑھے نو سو سال تکلیفیں اٹھاتے اور مشرکین کی ایذائیں برداشت کرتے رہے۔ اے ایمان والو! تم پر بھی مصائب آئیں گے ان سے گھبرانا نہیں بلکہ ان پر صبر کرنا۔ حضرت نوح علیہ السلام کے قوم میں ساڑھے نو سو برس رہنے کا ذکر صرف اس جگہ آیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ انہوں نے عرصۂ دراز تک توحید کی خاطر مشرکین کے ہاتھوں مصائب برداشت کئے۔ وَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ الخ یہ ضمناً دوسرے دعوے سے متعلق ہے۔ مشرکین ہمارے پیغمبر کو ساڑھے نو سو سال ستاتے اور شرک میں لگے رہے ان کا خیال تھا کہ اللہ ان کو پکڑ نہیں سکے گا لیکن اللہ نے ان کو طوفان میں غرق کر دیا اور ان میں سے ایک بھی عذابِ خداوندی سے بچ نہ سکا۔ فَاَنْجَیْنٰهُ الخ نوحؑ کو اور اس پر ایمان لانیوالوں کو جو کشتی نوح میں سوار تھے ہم نے طوفان سے تو بچا لیا لیکن وہ ساڑھے نو سو سال مشرکین کے ہاتھوں تکلیفیں اٹھاتے رہے۔ **۱۴** یہ دوسرا قصہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کے سامنے دعوت توحید پیش کی لیکن اس کی وجہ سے وقت کے بادشاہ نمرود، اپنی قوم اور خود اپنے باپ کے مسلسل مصائب و مشکلات کا نشانہ بنے۔ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا۔ اَوْثَانًا، تَعْبُدُوْنَ کا مفعول اور ذوالحال مؤخر ہے اور مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حال مقدم ہے۔ اے میری قوم! صرف اللہ کی عبادت کرو اور حاجات میں غائبانہ صرف اسی کو پکارو اور شرک کرنے میں اللہ سے ڈرو۔ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ ٹھاکر ہی تو ہیں وہ کب الوہیت کے سزاوار ہیں تم انہیں کارساز سمجھ کر ایک صریح غلط اور جھوٹا نظریہ پیش کرتے ہو۔ ای تکذبون کذبا حیث تسمونها الٰهة وتدعون انها شفعاؤكم عند الله سبحانه (روح ج ۲۰ ص ۱۴۳) **۱۵** یہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تقریر کا حصہ ہے۔ فرمایا اللہ کے سوا تم جن معبودوں کو پوجتے اور پکارتے ہو وہ تو تمہاری سب سے بنیادی ضرورت ہی پوری کرنے کی قدرت نہیں رکھتے یعنی تمہاری روزی ان کے اختیار میں نہیں باقی حاجات میں وہ کیا کام آئیں گے۔ سب کا رازق اللہ تعالیٰ ہے اس لئے روزی بھی اسی سے مانگو اور ہر قسم کی عبادت بھی اسی کے لئے بجالاؤ اور تمام حاجات و بلیات میں غائبانہ پکارو بھی اسی کو۔ اور اس کی نعمتوں کا

ع ۲/۹ ۱۴

نَصِيْرٍ ﴿٢٢﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖٓ اُولٰٓئِكَ
مددگار اور جو لوگ منکر ہوئے اللہ کی باتوں سے اور اس کے ملنے سے وہ
يَئِسُوْا مِنْ رَّحْمَتِيْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٢٣﴾
ناامید ہوئے میری رحمت سے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے
فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ
پھر کچھ جواب نہ تھا اس کی قوم کا مگر یہی کہ بولے اس کو مار ڈالو یا
حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
جلا دو پھر اس کو بچا دیا اللہ نے آگ سے اس میں بڑی نشانیاں ہیں
لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٢٤﴾ وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ
ان لوگوں کے لئے جو یقین لاتے ہیں ف اور ابراہیم بولے ۱۳ جو ٹھہرائے ہیں تم نے
دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ
اللہ کے سوائے بتوں کے تھان سو دوستی کر کر آپس میں دنیا کی زندگانی میں
ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ
پھر دن قیامت کے ۱۳ منکر ہو جاؤ گے ایک سے ایک اور لعنت کرو گے
بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۡ وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ
ایک کو ایک اور ٹھکانا تمہارا آگ ہے اور کوئی نہیں تمہارا
نّٰصِرِيْنَ ﴿٢٥﴾ ۖۚ فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ اِلٰى
مددگار ف پھر مان لیا اس کو لوط نے ۱۳ اور وہ بولا میں تو وطن چھوڑتا ہوں
رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٢٦﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ
اپنے رب کی طرف بے شک وہی ہے زبردست حکمت والا ف اور دیا ہم نے اس کو اسحٰق
وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَ
اور یعقوب ۱۳ اور رکھ دی اس کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب اور

وقف لازم

موضح قرآن ف اوپر سے حضرت ابراہیم کا کلام چلا تھا اسی کے موافق اللہ تعالیٰ نے بیچ میں کئی باتیں فرمائیں پھر اس قوم کا جواب ذکر کیا نہ جلنے میں پتے یہ کہ معلوم ہوا ہر چیز کی تاثیر اس کے حکم سے ہے جب حکم نہ ہو تو آگ سی چیز نہ جلا سکے۔ ف۲ یعنی وہ شیطان کے نام کے تھان ہیں اللہ کے روبرو منکر ہوں گے کہ ہم نے نہیں کہا کہ ہم کو پوجو، تب یہ پوجنے والے ان کو پھٹکار دیں گے کہ ہماری نذر و نیاز لے کر وقت پر پھر گئے۔ ف۳ حضرت لوط بھتیجے تھے حضرت ابراہیم کے اس قوم میں کسی نے نہ مانا ان کے سوا ان کا وطن شہر بابل، پھر نکلے خدا کے توکل پر اللہ نے ملک شام میں پہنچا کر بسایا۔

شکر ادا کرو۔ سب سے بڑا شکر یہ ہے کہ اس کے ساتھ شرک نہ کرو۔ ۱۶ یہاں سے لے کر لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ تک یا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کا کلام چل رہا ہے یا یہ جملہ معترضہ ہے اور اس میں حضور علیہ السلام اور آپ کی امت کا حال مذکور ہے۔ وھذہ الآیات محتملۃ ان تکون من جملۃ قول ابراھیم علیہ السلام لقومہ وان تکون معترضۃ وقعت فی شان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وشان قریش (مدارک ج ۳ ص ۱۹۳) یعنی اگر تم میری تکذیب کر رہے ہو تو یہ کوئی نئی بات نہیں تم سے پہلی امتوں نے بھی اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا تھا۔ پیغمبروں کا کام منوانا نہیں بلکہ پیغام الٰہی پہنچانا ہی ان کے ذمہ ہے۔ ۱۷ کیا وہ غور نہیں کرتے اللہ نے کس طرح اپنی قدرت کاملہ سے مخلوق کو پہلی بار پیدا فرمایا اسی طرح وہ دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے، یہ کام تو اس کے لئے بہت ہی آسان ہے۔ قُلْ سِيْرُوْا الخ یہ خطاب اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہو تو اس سے پہلے وَقُلْنَا لَهٗ محذوف ہوگا اور اگر خطاب حضور علیہ السلام سے ہو تو حذف کی ضرورت نہیں۔ یعنی زمین میں چل پھر کر اللہ کی گوناگون مخلوق کو دیکھو۔ مخلوق کی انواع و اقسام کا کوئی حساب نہیں، جنسیں اور قسمیں مختلف، شکلیں اور طبیعتیں مختلف، رنگ اور زبانیں مختلف۔ جس قادر و توانا اور حکیم و دانا نے یہ سب کچھ پیدا کیا ہے وہی انسانوں کو دوبارہ پیدا کرے گا کیونکہ اس کی قدرت کاملہ تمام ممکنات پر حاوی ہے۔ ۱۸ وہ قانونِ عدل کے تحت جسے چاہے سزا دے اور اپنی مہربانی سے جس پر چاہے رحمت فرمائے۔ تم سب میدانِ حشر میں اللہ کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے۔ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ تم زمین و آسمان میں کہیں بھاگ کر اللہ کے عذاب سے اپنے کو نہیں بچا سکتے اور نہ اللہ کے سوا تمہارا کوئی حامی و مددگار ہے جو تمہیں اس کے عذاب سے نجات دلا سکے۔ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ تخویف اخروی ہے۔ جو لوگ اللہ کی توحید، اس کے رسولوں اور حشر و نشر کا انکار کرتے ہیں وہ میری رحمت سے محروم ہو چکے ہیں اور ان کے لئے دردناک عذاب تیار ہے۔ ۱۹ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ناصحانہ تبلیغ کا جواب قوم نے یہ دیا کہ اسے قتل کر ڈالو یا اس سے بھی زیادہ عبرتناک ایذا دو اور اسے آگ میں ڈال کر جلا دو۔ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ الخ مشرکین نے آخر انہیں آگ میں ڈال دیا لیکن اللہ نے ان کو آگ سے بچا کر صحیح سلامت باہر نکال لیا۔ ۲۰ مَوَدَّةَ مفعول لہ ہے اور مابعد کی طرف مضاف ہے، بین اسم ہے بمعنی وصلۃ (پیوستگی) یعنی تم نے غیر اللہ کو معبود اس لئے بنا رکھا ہے تاکہ اس بنا پر تمہاری دنیا میں باہمی محبت و پیوستگی اور اتحاد باقی رہے اور مخالفت پیدا نہ ہو ای لیتوادوا ویتواصلوا ویجتمعوا علے عبادتہا کما یجتمع ناس علی مذھب فیقع التحاب بینھم (بحر ج ۷ ص ۱۴۹) یا مطلب یہ ہے کہ تم نے اپنے اسلاف کے ساتھ محبت و عقیدت کی وجہ سے ان کے ٹھاکر بنا کر رکھ لئے اور ان کی عبادت کرتے ہو۔ ان الاوثان اول ما اتخذت بسبب المودۃ و ذلک انہ

اٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ

دیا ہم نے اس کو اس کا ثواب دنیا میں اور وہ آخرت میں البتہ

الصّٰلِحِيْنَ ۝۲۷ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اِنَّكُمْ

نیکوں سے ہے ف اور بھیجا لوط کو جب کہا اس نے اپنی قوم کو ۲۱ تم

لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ ۡ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ

آتے ہو بے حیائی کے کام پر تم سے پہلے نہیں کیا وہ کسی نے

مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝۲۸ اَىِٕنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَ

جہان میں کیا تم دوڑتے ہو مردوں پر اور

تَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۙ وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ۭ

راہ مارتے ہو ۲۲ ف اور کرتے ہو اپنی مجلس میں برا کام

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ

پھر کچھ جواب نہ تھا اس کی قوم کا مگر یہی کہ بولے لے آ ہم پر عذاب

اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۲۹ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ

اللہ کا اگر تو ہے سچا بولا اے رب میری مدد کر

عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ۝۳۰ ۧ وَلَمَّا جَاۗءَتْ رُسُلُنَآ

ان شریر لوگوں پر ف اور جب پہنچے ۲۳ ہمارے بھیجے ہوئے

اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مُهْلِكُوْٓا اَهْلِ هٰذِهِ

ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر بولے ہم کو غارت کرنا ہے اس بستی

الْقَرْيَةِ ۚ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ۝۳۱ ښ قَالَ اِنَّ

والوں کو بے شک اس کے لوگ ہو رہے تھے گنہگار بولا اس

فِيْهَا لُوْطًا ۭ قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ڶ لَنُنَجِّيَنَّهٗ

میں تو لوط بھی ہے وہ بولے ہم کو خوب معلوم ہے جو کوئی اس میں ہے ہم بچالیں گے اس کو

ع ۳ ۱۵

لہ یہ تقریر متعلق بر دعوی اولیٰ ۱۲

موضح قرآن ف دنیا میں حق تعالیٰ نے مال اور عزت اور ہمیشہ کا نام دیا اور ملک شام ہمیشہ کو ان کی اولاد کو دیا۔ ف راہ مارنا بھی اُن میں دستور تھا یا اسی بدکاری سے مسافروں کی راہ مارتے تھے کہ اس طرف ہو کر نہ نکلیں اور مجلس میں برے کام شاید یہی بدکاری لوگوں میں کرتے ہوں گے اس بات کی شرم بھی نہ رہی تھی یا کچھ ٹھٹھے اور چھیڑ کرتے ہوں گے۔

کان اناس صالحون فماتوا واسف علیھم اھل زمانھم فصوروا احجارا بصورھم حبا لھم فکانوا یعظمونھا فی الجملۃ ولم یزل تعظیمھا یزداد
جیلا فجیلا حتی عبدت فالآیۃ اشارۃ الی ذلک فالمعنی انما اتخذتم اسلافکم من دون اللہ اوثانا الخ (روح ج ۲۰ ص۱۵۱) ۲۱ھ دنیا میں تو تم مودت
والفت کے لئے معبودانِ باطلہ کی عبادت کرتے ہو لیکن قیامت کے دن تم ایک دوسرے سے بیزار ہوگے اور ایک دوسرے پر لعنت بھیجو گے۔ یعنی معبود اپنے
پجاریوں سے اور گمراہ پیشوا اپنے پیروکاروں سے بیزار ہوں گے اور عوام اپنے گمراہ پیروں اور شرک سکھانے والے پیشواؤں پر لعنت بھیجیں گے۔ تتبرأ

وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِينَ ﴿٣٢﴾
اور اس کے گھر والوں کو مگر اس کی عورت کہ رہے گی رہ جانے والوں میں
وَلَمَّا أَنْ جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِيءَ بِهِمْ وَ
اور جب پہنچے ف ہمارے بھیجے ہوئے لوط کے پاس ناخوش ہوا ان کو دیکھ کر اور
ضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَقَالُوا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ
تنگ ہوا دل میں اور وہ بولے مت ڈر اور غم نہ کھا
إِنَّا مُنَجُّوكَ وَأَهْلَكَ إِلَّا امْرَأَتَكَ كَانَتْ
ہم بچائیں گے تجھ کو اور تیرے گھر کو مگر عورت تیری رہ گئی
مِنَ الْغٰبِرِينَ ﴿٣٣﴾ إِنَّا مُنْزِلُونَ عَلَىٰ أَهْلِ هٰذِهِ
رہ جانے والوں میں ف ہم کو اتارنی ہے اس بستی والوں پر
الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا
ایک آفت آسمان سے اس بات پر کہ وہ
يَفْسُقُونَ ﴿٣٤﴾ وَلَقَدْ تَرَكْنَا مِنْهَا آيَةً بَيِّنَةً
نافرمان ہو رہے تھے اور چھوڑ رکھا ہم نے اس کا نشان ف نظر آتا ہوا
لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿٣٥﴾ وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ
سمجھ دار لوگوں کے واسطے ف اور بھیجا مدین کے پاس ف ان کے بھائی
شُعَيْبًا فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَارْجُوا
شعیب کو پھر بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی اور توقع رکھو
الْيَوْمَ الْآخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿٣٦﴾
پچھلے دن کی اور مت پھرو زمین میں خرابی مچاتے ف
فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا
پھر اس کو جھٹلایا ف تو پکڑ لیا ان کو زلزلے نے پھر صبح کو رہ گئے

الاوثان من عابدیھا وتتبرأ القادۃ من الاتباع ویلعن الاتباع القادۃ (خازن ومعالم ج ۵ ص۱۵۸) اور تم سب جہنم میں جاؤ گے اور جہنم کی آگ سے تمہیں کوئی نہیں بچا سکے گا۔ (وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ) یخلصونکم منھا کما خلصنی ربی من النار التی القیتمونی فیھا (ابو السعود ج ۶ ص۶۹) ۲۲ھ لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھائی ہاران بن تارح کے بیٹے تھے وہ ابراہیم علیہ السلام کی نبوت پر بلا تأمل ایمان لے آئے اور ان کی تمام باتوں کی تصدیق کی۔ وَقَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ الخ الی ربی ای الی الجھۃ التی امرنی ربی بالھجرۃ الیھا (روح ج ۲۰ ص۱۵۲) یعنی میں اللہ کے حکم کے مطابق ہجرت کر رہا ہوں۔ جہاں جانے کا حکم ہوگا وہاں جا رہا ہوں۔ اس ہجرت میں لوط علیہ السلام اور آپ کی بیوی سارہ آپ کے ساتھ تھیں آپ نے کوثی سے حران اور پھر حران سے ملک شام کی طرف ہجرت کی اور فلسطین کے ایک شہر میں قیام پذیر ہوئے (روح وغیرہ) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مسئلہ توحید کی خاطر مشرکین کی ایذاؤں کی وجہ سے اپنا وطن چھوڑ دیا اور ہجرت کرکے ارضِ شام میں چلے گئے۔ اے ایمان والو! تم بھی تیار رہو تمہیں بھی اپنے دین و ایمان اور توحید کی خاطر ہجرت کرنا پڑے گی ۲۳ھ ابراہیم علیہ السلام نے توحید کی خاطر بڑی مصیبتیں اٹھائیں، ہم نے بھی دین و دنیا کی نعمتیں ان پر پوری کردیں۔ اسحاق ایسا لائق فرزند اور یعقوب ایسا پوتا عطا کیا اور نبوت کو اس کی اولاد کے ساتھ مختص کر دیا اور دنیا کی دولت بھی وافر عطا فرمائی اور دنیا میں ان کے نام کو زندۂ جاوید بنا دیا تمام اہلِ ادیان ان کو اپنا پیشوا سمجھتے ہیں۔ فلم یبعث اللہ نبیا بعد ابراھیم الا من صلبہ . . . اھل الملل کلھا تدعیہ وتقول ھومنا . . . ان اھل کل دین یتولونہ (قرطبی ج ۱۳ ص۳۴۰) اور آخرت میں وہ مقربین بارگاہِ خداوندی کے درجات پر فائز ہوں گے۔ ۲۴ھ یہ تیسرا قصہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ قوم لوط خلاف فطرت فعل کی عادت میں مبتلا تھی۔ دنیا میں اس فاحشہ کی ابتدا اس قوم سے ہوئی مَا سَبَقَكُمْ بِهَا الخ یعنی تم سے پہلے کسی نے بھی یہ برا کام نہیں کیا۔ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الخ تم اس قدر بیباک ہو چکے ہو کہ مسافروں کا راستہ روک لیتے ہو اور انہیں بھی اپنی ہوس کا شکار بناتے ہو۔ یا مراد ڈاکہ ہے۔ تَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ بالقتل واخذ المال کما ھو عمل قطاع الطریق وقیل عتراضھم السابلۃ بالفاحشۃ (مدارک ج ۳ ص۱۹۶) ۲۵ھ تمہاری بے

موضح قرآن
ف یہ خفا ہوئے اس سے کہ ان مہمانوں کو کس طرح بچاؤں گا اپنی قوم کی بدی سے ف۲ یعنی وہ شہر الٹے راہ پر نظر آتے ہیں۔ ف۳ ان میں عادت تھی دغابازی کی دین لیں میں مگر شاید راہ بھی لوٹتے تھے۔

بے حیائی اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ تم بھری مجلس میں بھی اس فعل بد کے ارتکاب سے نہیں شرماتے ہو۔ ای اتیان الرجال فی مجالسھم یری بعضھم بعضا قالہ منصور ومجاھد والقاسم بن محمد وقتادۃ وابن زید (بحر ج ۷ ص۱۵۱) لیکن حضرت لوط علیہ السلام کی پند و نصیحت کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِہٖٓ الخ اور انہوں نے لوط علیہ السلام کو جواب دیا تو یہ کہ ہم اس فعل کو تو چھوڑنے والے نہیں اگر تو سچ کہتا ہے کہ اس فعل کی وجہ سے ہم پر اللہ کا عذاب آئے گا تو وہ عذاب لے آ اس میں دیر کیوں کر رہا ہے قَالَ رَبِّ انْصُرْنِیْ الخ آخر لوط علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اس مفسد اور سرکش قوم کو ہلاک کرنے کی درخواست کی۔ **۲۶** اَلْبُشْرٰی سے یا تو بیٹے کے تولد کی بشارت مراد ہے یا قوم لوط کی ہلاکت اور لوط علیہ السلام کی نجات کی بشارت مراد ہے بالبشریٰ ای بالبشارۃ بالولد والنافلۃ (روح ج ۲۰ ص۱۵۲) استنصر لوط علیہ السلام ربہ فبعث علیھم ملائکۃ لعذابھم فجاء وا ابراھیم اولا مبشرین بنصرۃ لوط علی قومہ (قرطبی ج ۱۳ ص۳۴۳) جب ہمارے فرشتے خوشخبری لے کر ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے تو ان سے کہنے لگے ہم لوط کی بستی کے لوگوں کو ہلاک کرنے آئے ہیں کیونکہ یہ لوگ حد سے تجاوز کر چکے ہیں اور بڑے بے انصاف ہیں۔ قَالَ اِنَّ فِیْھَا لُوْطًا الخ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اس میں تو لوط بھی موجود ہے۔ فرشتوں نے جواب دیا لوط علیہ السلام اور ان کے علاوہ بھی جو ایمان والے اس بستی میں موجود ہیں، ہم ان سب کو جانتے ہیں۔ ہم ان سب کو بچائیں گے البتہ لوط علیہ السلام کی بیوی مشرکین کے ساتھ ہلاک ہوگی کیونکہ وہ بھی مشرکہ ہے۔ قوم لوط دوسری برائیوں کے ساتھ ساتھ شرک بھی کرتی تھی۔ شرک اور دوسری برائیوں کی پاداش میں اللہ نے ان کو ہلاک کیا۔ عن ابن عباس قال ان قوم لوط کانت فیھم ذنوب غیر الفاحشۃ ... ومع ھذا کلہ کانوا یشرکون باللہ (قرطبی ج ۱۳ ص۳۴۳) **۲۷** جب فرشتے لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے تو وہ چونکہ نہایت خوبصورت نوجوانوں کی شکلوں میں تھے اس لئے وہ انہیں پہچان نہ سکے کہ یہ فرشتے ہیں اور اپنی قوم کی عادتِ بد کے پیشِ نظر بہت غمگین ہوئے اور مہمانوں کی بے عزتی کے ڈر سے سخت آزردہ خاطر ہوئے قَالُوْا لَا تَخَفْ الخ فرشتوں نے لوط علیہ السلام کا اندیشہ بھانپ لیا اور کہا آپ مت ڈریں اور نہ غم کریں ہم تو اللہ کے فرشتے ہیں۔ اِنَّا مُنْزِلُوْنَ الخ اور آپ کی قوم کے فسق و فجور کی وجہ سے ان کے لئے اللہ کا عذاب لے کر آئے ہیں۔ آپ کو اور آپ کے متبعین کو بچائیں گے اور باقی ساری قوم کو آپ کی بیوی سمیت ہلاک کر ڈالیں گے۔ **۲۸** ہم نے اس قوم کی ہلاکت و تباہی کی نشانی باقی چھوڑ دی تاکہ عقل و بصیرت رکھنے والے اس سے عبرت حاصل کریں۔ نشانی سے ان کی برباد شدہ بستی کے آثار باقیہ مراد ہیں۔ یا سیاہ پانی جو وہاں زمین سے نمودار ہوا یا وہ پتھر جو ان پر برسائے گئے۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ سب مراد ہوں تو ان میں کوئی تعارض نہیں (قرطبی) یہاں تک حضرت لوط علیہ السلام کا قصہ تھا جو بالذات پہلے دعوے سے متعلق ہے اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ لوط علیہ السلام کو دینِ حق کی خاطر سرکش قوم کے ہاتھوں کیسی کیسی مصیبتیں اور ایذائیں پہنچیں اے ایمان والو! تم پر بھی آزمائشیں آئیں گی۔ ضمناً دوسرا دعویٰ بھی اس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ یہ سرکش اور فسق و فجور میں منہمک قوم ہمارے عذاب سے نہ بچ سکی۔ **۲۹** یہ چوتھا قصہ ہے اور دوسرے دعوے سے متعلق ہے یعنی مشرکین کا یہ خیال غلط ہے کہ وہ ہماری گرفت سے بچ کر نکل جائیں گے۔ شعیب علیہ السلام کی قوم جو بڑی طاقتور اور سرکش تھی۔ شرک کے علاوہ ظلم و بے انصافی، بد دیانتی اور لوگوں کی حق تلفی ان کا شیوہ تھا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے انہیں ان کاموں سے منع کیا اور فرمایا صرف ایک اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ شرک نہ کرو، یوم قیامت کے حساب سے ڈرو اور ظلم و بے انصافی سے زمین پر شر و فساد مت بپا کرو۔ وَارْجُوا الْیَوْمَ الْاٰخِرَ اخشوا الیوم الاٰخر وخافوہ (خازن ج ۵ ص۱۶۰) **۳۰** وہ اپنی طاقت و قوت اور دولت و شوکت کے نشے میں بدمست تھے۔ شعیب علیہ السلام کی ناصحانہ تبلیغ و تلقین کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا اور وہ بدستور تکذیب و انکار پر اڑے رہے فَکَذَّبُوْهُ ای اصروا علی التکذیب (قالہ الشیخ رحمہ اللہ) ان کا خیال تھا کہ وہ اللہ کی گرفت سے بالاتر ہیں فَاَخَذَتْھُمُ الرَّجْفَةُ الخ لیکن اللہ تعالیٰ نے الرَّجْفَةُ کی صورت میں ان پر عذاب نازل فرمایا جس سے ان کے جگر پھٹ گئے اور وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل مردہ ہو کر گر پڑے۔ الرَّجْفَةُ سے شدید زلزلہ یا جبریل علیہ السلام کی مہیب اور خارا شگاف آواز مراد ہے۔ الرجفۃ الزلزلۃ الشدیدۃ او صیحۃ جبریل علیہ السلام لان القلوب رجفت بھا (مدارک ج ۳ ص۱۹۷)

۳۱ھ یہ قوم عاد اور ثمود کے قصوں کی طرف اشارہ ہے۔ اور یہ دونوں قصے بھی دوسرے دعوے سے متعلق ہیں۔ یہ مشہور و معروف قومیں ہیں، ان کا بھی خیال تھا کہ ان کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا لیکن اے مشرکین مکہ! ان کی تباہ شدہ بستیوں کے کھنڈر آج بھی زبان حال سے ان کی بربادی کی کہانی دہرا رہے ہیں۔ وَزَيَّنَ لَهُمُ الخ شیطان نے ان کے اعمال مشرکانہ اور افعال قبیحہ کو ان کی نظروں میں مزین و مستحسن بنا دیا اور انہیں راہِ راست پر آنے سے روک دیا حالانکہ وہ عقلمند تھے۔ اگر وہ عقل و فکر سے کام لیتے تو حق و باطل میں امتیاز کر سکتے تھے۔ مستبصرین ای عقلاء یمکنھم التمییز بین الحق والباطل بالاستدلال والنظر ولکنھم اغفلوا ولم یتدبروا (روح ج ۲۰ ص ۱۵۸)۔

۳۲ھ یہ ساتواں قصہ ہے اور دوسرے دعوے سے متعلق ہے۔ ان کے پاس موسیٰ علیہ السلام دلائل و بینات لیکر آئے یہ لوگ دولت و حکومت کے نشے میں چور ان کی بات کب سننے والے تھے۔ انہوں نے قبول حق سے استکبار کیا۔ ان کا خیال تھا کہ وہ خدا کی گرفت سے نکل جائیں گے اور اس کے ہاتھ نہیں آئیں گے لیکن ان میں سے کوئی بھی بچ نہ سکا۔ فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ہم نے سب کو پکڑ لیا اور انکے گناہوں کی دنیا میں بھی انہیں عبرتناک سزا دی۔ ان چاروں قوموں کے ذکر کے بعد فرمایا وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ اس سے معلوم ہو گیا کہ یہ چار قصے اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا سے متعلق ہیں۔

یہ پانچواں اور چھٹا قصہ متعلق بدعویٰ ثانیہ ۱۲

فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۳۷﴾ وَعَادًا وَّثَمُوْدَا۠ وَ
اپنے گھروں میں اوندھے پڑے اور ہلاک کیا عاد کو اور ثمود کو ۳۱ھ اور

قَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ ۣ وَزَيَّنَ
تم پر حال کھل چکا ہے ان کے گھروں سے اور فریفتہ

لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ
کیا ان کو شیطان نے ان کے کاموں پھر روک دیا ان کو

یہ ساتواں قصہ متعلق بدعویٰ ثانیہ ۱۲

السَّبِيْلِ وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَقَارُوْنَ
راہ سے اور تھے ہوشیار ف اور ہلاک کیا قارون

وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ ۣ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ
اور فرعون اور ہامان کو ۳۲ھ اور ان کے پاس پہنچا

مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ
موسیٰ کھلی نشانیاں لے کر پھر بڑائی کرنے لگے ملک میں

وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ﴿۳۹﴾ فَكُلًّا اَخَذْنَا
اور نہیں تھے ہم سے جیت جانے والے پھر سب کو پکڑا ہم نے

بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ
اپنے اپنے گناہ پر پھر کوئی تھا کہ اس پر بھیجا پتھراؤ

حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ
ہوا سے اور کوئی تھا کہ اس کو پکڑا چنگھاڑ نے

وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ
اور کوئی تھا کہ اس کو دھنسا دیا ہم نے زمین میں اور کوئی تھا

مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ
کہ اس کو ڈبا دیا ہم نے اور اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرے

کسی قوم کو حاصب یعنی طوفانِ باد سے ہلاک کیا، مراد قوم لوط ہے۔ کسی کو صیحہ (چنگھاڑ) سے۔ اس سے مدین اور ثمود مراد ہیں۔ کسی کو زمین میں دھنسا دیا یعنی قارون کو اور کسی کو پانی میں غرق کر دیا اور اس سے فرعون اور اس کی قوم مراد ہے۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ الخ ان قوموں کو گوناگون عذابوں سے ہلاک کر کے اللہ تعالیٰ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود کفر و شرک اور معاصی کو اختیار کر کے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اللہ تعالیٰ نے تو پیغمبر بھیج کر اور کتابیں نازل فرما کر ان پر حق کو واضح فرمایا مگر انہوں نے اسے قبول نہ کیا۔ یہ اسی استکبار اور انکار حق کی سزا ہے۔

موضح قرآن ف یعنی دنیا کے کام میں ہوشیار تھے اور اپنے نزدیک عقل مند تھے پر شیطان کے بہکائے سے نہ بچ سکے۔

۳۳ یہ سورت کا مرکزی دعوی ہے یعنی جب سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے تو مصائب و مشکلات میں حمایتی اور کارساز بھی وہی ہے۔ اس دعوے کو ایک نہایت ہی واضح مثال کے ساتھ سمجھایا گیا ہے۔ جو لوگ مصائب و مشکلات میں اللہ کے سوا اوروں کو حمایتی اور کارساز سمجھتے ہیں ان کی مثال مکڑی کی سی ہے۔ جو نہایت ہی باریک اور کمزور تاروں سے جالا بن کر اپنے لئے گھر بناتی ہے۔ مکڑی کا یہ گھر نہایت ہی کمزور ہوتا ہے جو نہ سردی سے بچا سکتا ہے نہ گرمی سے، نہ بارش سے نہ آندھی سے۔ بعینہٖ یہی حال غیر اللہ کی پناہ اور معبودانِ باطلہ کے سہاروں کا ہے وہ بھی اس قدر کمزور ہیں کہ کسی مصیبت اور مشکل میں کام نہیں آ سکتے۔ اس مثال میں مشرک کو مکڑی کے ساتھ اور غیر اللہ کی پناہ اور حمایت کو مکڑی کے جالے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ (اِتَّخَذَتْ بَیْتًا) لنفسها تأوی الیه وان بیتها فی غایة الضعف والوھن لا یدفع عنها حرا ولا بردا فکذلک الاوثان لا تملک لعابدیها نفعا ولا ضرا (معالم و خازن ج ۵ ص ۱۶۰)۔ **۳۴** یعنی سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہے اور جن کو مشرکین پکارتے ہیں وہ تو ان پکارنے والوں کے احوال سے بھی باخبر نہیں ہیں پھر انہیں کیوں پکارتے ہیں۔ پھر وہ غالب اور حکیم بھی ہے اس لئے علیم و خبیر اور عزیز و قدیر کو چھوڑ کر عاجز مخلوق کو کارساز سمجھ کر حاجات میں غائبانہ پکارنا کونسی عقلمندی ہے۔ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ الخ ہم مثالیں دے کر لوگوں کو مسئلہ توحید سمجھاتے ہیں لیکن ان میں غور و فکر صرف وہی لوگ کرتے ہیں جو راسخ فی العلم ہوں اور عقل و بصیرت رکھتے ہوں۔ **۳۵** یہ مرکزی دعوی توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان اور ساری کائنات کو پیدا ہی اظہار حق کے لئے فرمایا ہے کائنات کا ذرہ ذرہ اس کی قدرت کاملہ اور اس کی وحدانیت پر دلالت کرتا ہے۔ (بِالْحَقِّ) ای للحق واظھار الحق (معالم و خازن ص ۱۶۰ ج ۵) انها مع اشتمالها علی جمیع ما یتعلق به معاشهم شواهد دالة علی شئونه تعالٰی المتعلقة بذاته وصفاته (ابو السعود ج ۶ ص ۶۹)۔ ایمان والوں کے لئے اس میں بہت بڑی دلیل ہے۔ مومنوں کی تخصیص اس لئے کی گئی کہ اس سے استفادہ صرف وہی کرتے ہیں ویسے تو ہر غور و فکر کرنے والے کا ذہن اس سے اللہ کی وحدانیت اور اس کی عظیم قدرت تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔

وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۰﴾
پر تھے وہ اپنا آپ ہی بُرا کرتے
مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
مثال ان لوگوں کی ۳۳ جنہوں نے پکڑے اللہ کو چھوڑ کر
اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ
اور حمایتی جیسے مکڑی کی مثال بنا لیا اس نے
بَيْتًا ۭ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ
ایک گھر اور سب گھروں میں بودا سو مکڑی
الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾
کا گھر اگر ان کو سمجھ ہوتی ف۱
اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ
اللہ جانتا ہے ۳۴ جس جس کو وہ پکارتے ہیں اس کے سوائے
مِنْ شَيْءٍ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۴۲﴾ وَ
کوئی چیز ہو اور وہ زبردست ہے حکمتوں والا ف۲ اور
تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَ
یہ مثالیں بٹھلاتے ہیں ہم لوگوں کے واسطے اور
مَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ خَلَقَ اللّٰهُ
ان کو سمجھتے وہی ہیں جن کو سمجھ ہے اللہ نے بنائے
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
آسمان اور زمین ۳۵ جیسے چاہئیں اس میں
لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۴﴾
نشانی ہے یقین والوں کے لئے ف۳

ربط سورت کا مرکزی دعوی ہے ۳۳

وقف لازم

پہلی عقلی دلیل ۳۵

ع ۱۴ ۱۶

موضح قرآن

ف۱ یعنی گھر اس واسطے ہے کہ جان مال کا بچاؤ ہو مکڑی کا جالا کہ دامن کے جھٹکے سے ٹوٹ پڑے ویسا ہی ہے جو اللہ کے سوا کسی کو اپنا بچاؤ سمجھے۔ ف۲ یعنی سننے والا تعجب کرے کہ سب کو ایک لکڑی ہانک دیا بعضے خلق بت پوجتے ہیں، بعضے آگ پانی کو، بعضے اولیاء انبیاء کو یا فرشتوں کو سو اللہ نے فرما دیا کہ اللہ کو سب معلوم ہیں اگر کوئی کچھ کر سکتا تو اللہ سب کو یک قلم موقوف نہ کرتا، اور اللہ کو کسی کی رفاقت نہیں چاہئے۔ زبردست ہے اور مشورت نہیں چاہئے، حکمتیں اسی کو ہیں۔ ف۳ یعنی اُس کام میں کوئی شامل نہ تھا تو تھوڑے کاموں میں کون شریک ہونے کی کیا احتیاج۔

فتح الرحمٰن ف۱ حاصل مثل آنست کہ ایشان بہ بتان پناہ بردہ اند و بتان ہیچ نفع نہ دہند چنانکہ خانۂ عنکبوت ہیچ فائدہ نمیدہد ۱۲۔

۳۶ یہ دعویٰ توحید پر دلیل وحی ہے۔ یہ مسئلہ توحید وحی کے ذریعہ سے آپ پر نازل کیا گیا ہے۔ اس لئے جو کتاب آپ پر نازل کی گئی ہے آپ اس سے مسئلہ توحید کو بیان کرتے رہیں اور کتاب اللہ کی آیتیں پڑھ کر سناتے رہیں۔ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ الخ یہ امر مصلح ہے یعنی مسئلہ توحید بیان کرنے کی وجہ سے کفار کی طرف سے آپ کو جو تکلیف و ایذار پہنچے اس کا اثر کم کرنے کے لئے آپ نماز قائم کریں۔ نماز سے اللہ کے ساتھ خصوصی تعلق قائم رہے گا، صبر و ہمت کا جذبہ پیدا ہوگا اور مصائب و مشکلات کی اہمیت دل سے کم ہو جائے گی۔ الفحشاء سے کافروں کی خباثتیں اور ان کی ایذائیں مراد ہیں۔ یعنی نماز کافروں کی خباثتوں اور ایذاؤں کا اثر دل سے زائل کر دیگی۔ المنکر

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ

تو پڑھ جو اتری تیری طرف ۳۶ کتاب اور قائم رکھ نماز

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ

بے شک نماز روکتی ہے بے حیائی اور بری بات سے اور

لَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَ

اللہ کی یاد ہے سب سے بڑی اور اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو ف۱ اور

لَا تُجَادِلُوْۤا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ

جھگڑا نہ کرو ۳۷ اہل کتاب سے مگر اس طرح پر جو بہتر ہو

اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَ قُوْلُوْۤا اٰمَنَّا بِالَّذِیْۤ

مگر جو ان میں بے انصاف ہیں اور یوں کہو ۳۸ کہ ہم مانتے ہیں جو

اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَ اِلٰهُنَا وَ اِلٰهُكُمْ

اترا ہم کو اور اترا تم کو اور بندگی ہماری اور تمہاری

وَاحِدٌ وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَ كَذٰلِكَ

ایک ہی کو ہے اور ہم اسی کے حکم پر چلتے ہیں ف۲ اور ویسی ہی ۳۹

اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ فَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ

ہم نے اتاری تجھ پر کتاب سو جن کو ۴۰ ہم نے کتاب دی ہے

یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ مِنْ هٰۤؤُلَآءِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِهٖ وَ

وہ اس کو مانتے ہیں اور ان مکہ والوں میں بھی بعضے ہیں کہ اس کو مانتے ہیں اور

مَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَ مَا كُنْتَ

منکر وہی ہیں ہماری باتوں سے جو نافرمان ہیں ف۳ اور تو پڑھتا

تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّ لَا تَخُطُّهٗ بِیَمِیْنِكَ

نہ تھا ۴۱ اس سے پہلے کوئی کتاب اور نہ لکھتا تھا اپنے داہنے ہاتھ سے

الجزء الحادی والعشرون ٢١

خلاف شریعت امور۔ نماز سے آدمی کے دل میں خوفِ خدا، خشوع و خضوع اور عجز و انکسار وغیرہ صفات حمیدہ پیدا ہوتی ہیں اس لئے نمازی آدمی طبعاً خلاف شریعت امور سے متنفر و مجتنب ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ خوبی صرف اسی صورت میں پیدا ہو سکتی ہے جب آدمی اس شعور کے ساتھ نماز پڑھے کہ وہ احکم الحاکمین کے حضور کھڑا ہو کر فریضۂ نماز ادا کر رہا ہے۔ ساری نماز میں اس کی توجہ نماز ہی میں رہے۔ توجہ اور شعور کے بغیر صرف ظاہری ارکانِ نماز ادا کر لینے سے یہ آثار ظاہر نہیں ہو سکتے وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ۔ ذکر سے نماز یا عام ذکر اللہ مراد ہے۔ یعنی نماز یا ہر وقت ہر معاملے میں اللہ کو یاد رکھنا اور اس کی نافرمانی سے بچنا سب سے بڑا اور سب سے زیادہ اہم کام ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے اور وہ ہر عمل کے مطابق اس کی جزاء و سزا دے گا۔ ۳۷ یہ طریق تبلیغ ہے۔ مشرکین مکہ کی طرح اگرچہ اہل کتاب بھی ایذا رسانی میں پیش پیش ہیں لیکن پھر بھی تبلیغ میں نرمی اختیار کرو اور درشتی سے کام نہ لو۔ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا الخ البتہ ان میں سے جو ضد و عناد اور بے انصافی پر اتر آئیں اور نرمی کا ان پر کوئی اثر نہ ہو ان کے ساتھ ذرا سخت لہجہ اختیار کر لو تاکہ ان کے غرور و استکبار کا جواب ہو جائے۔ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ بالافراط فی الاعتداء والعناد ولم یقبلوا النصح ولم ینفع فیهم الرفق فاستعملوا معهم الغلظة (روح ج ۲۱ ص ۲) یا استثناء منقطع ہے یعنی اگر آپ نرمی سے تبلیغ کریں گے تو اس سے وہ زیادہ متاثر ہوں گے اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ البتہ ان میں سے جو ضدی اور بے انصاف ہیں وہ نہیں مانیں گے۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ۳۸ یہ تبلیغ کا طریق احسن ہے۔ اہل کتاب سے یوں کہو کہ ہم اس وحی پر بھی ایمان لائے ہیں جو ہم پر نازل ہوئی اور اس پر بھی جو تم پر نازل ہوئی، ہمارا اور تمہارا معبود اور کارساز بھی ایک ہی ہے اور ہم تو اسی معبود برحق کے فرمانبردار ہیں۔ اس لئے اے اہل کتاب! تم بھی اس کے پورے پورے فرمانبردار بن جاؤ اور اس کی آخری کتاب اور اس کے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آؤ۔ ۳۹ کاف بیان کمال کے لئے ہے اور یہ اَلْكِتٰب یعنی قرآن کو ماننے

موضح قرآن ف۱ جتنی دیر نماز میں لگے اتنی دیر تو ہر گناہ سے بچے اُمید ہے کہ آگے بھی بچتا رہے اور اللہ کی یاد کو اس سے زیادہ اثر ہے یعنی گناہ سے بچے اور اعلیٰ درجوں پر چڑھے۔ ف۲ یعنی مشرکوں کا دین جڑ سے غلط ہے اور کتاب والوں کا دین اصل میں سچ تھا تو اُن سے ان کی طرح نہ جھگڑو کہ جڑ سے ان کی بات کاٹو نرمی سے بات سمجھاؤ مگر جو ان میں بے انصافی پر آوے اس کو سزا دینی ہے۔ ف۳ ان لوگوں میں یعنی مشرکوں میں اور جن کتاب والوں نے اپنی کتاب ٹھیک سمجھی وہ اس کو بھی مانیں گے۔

کی ترغیب ہے۔ ایسی عظیم الشان، مدلل اور محکم کتاب نازل کرنا ہمارا ہی کمال ہے۔ اب تمہیں اس کتاب پر عمل کرنا چاہیئے۔ **۱۴۰** یہ دعوی توحید پر نقلی دلیل ہے مؤمنین اہل کتاب سے۔ یعنی اہل کتاب میں سے جو حق پسند اور منصف مزاج ہیں وہ قرآن پر ایمان لاچکے ہیں یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن اور اس کا بیان کردہ مسئلہ توحید حق ہے۔ وَمِنْ هٰٓؤُلَآءِ سے اہل عرب یا اہل مکہ مراد ہیں۔ یعنی اہل کتاب کے علاوہ خود ان مشرکین میں سے بھی بہت سے لوگ ایمان لاچکے ہیں۔ وَمَا يَجْحَدُ یہ زجر ہے۔ اہل کتاب اور مشرکین میں سے جو لوگ انصاف پسند تھے وہ تو ایمان لاچکے ہیں اور ہماری آیتوں کا انکار صرف وہی لوگ کرتے ہیں جو ضدی اور معاند ہوں۔ یہی

إِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۸﴾ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ

تب تو البتہ شبہ میں پڑتے یہ جھوٹے ف۱ بلکہ یہ قرآن تو آیتیں ہیں

بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَمَا

صاف ۱۴۱ ان لوگوں کے سینے میں جن کو ملی ہے سمجھ اور

يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَقَالُوْا لَوْلَآ

منکر نہیں ہماری باتوں سے مگر وہی جو بے انصاف ہیں ف۲ ۱۴۲ اور کہتے ہیں کیوں نہ

اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ

اتریں اس پر کچھ نشانیاں اس کے رب سے تو کہہ نشانیاں تو ہیں

عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵۰﴾ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ

اختیار میں اللہ کے اور میں تو بس سنا دینے والا ہوں کھول کر کیا ان کو یہ کافی نہیں کہ

اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ

ہم نے تجھ پر اتاری کتاب کہ ان پر پڑھی جاتی ہے بے شک

فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾ ع

اس میں رحمت ہے اور سمجھانا ان لوگوں کو جو مانتے ہیں

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ يَعْلَمُ

تو کہہ کافی ہے اللہ میرے اور تمہارے بیچ گواہ جانتا ہے

مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں اور جو لوگ یقین لاتے ہیں

بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۵۲﴾

جھوٹ پر اور منکر ہوئے ہیں اللہ سے وہی ہیں نقصان پانے والے ف۳

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى

اور جلدی مانگتے ہیں تجھ سے آفت اور اگر نہ ہوتا ایک وعدہ مقررہ

ع ۵ ۱

منزل ۵

۱ شکوی ۱۲

۲ جواب شکوی ۱۲

۳ مزید جواب شکوی ۱۲

وجہ ہے کہ اہل کتاب اور مشرکین میں سے بہت سے لوگ حق کو سمجھنے کے باوجود محض ضد و عناد کی وجہ سے ایمان نہیں لاتے۔ **۱۴۱** یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور دعوی توحید میں سچا ہونے کی دلیل ہے۔ یعنی قرآن کے نزول سے پہلے نہ تو آپ پہلی کتابیں پڑھا کرتے تھے اور نہ کچھ تحریر کیا کرتے تھے یعنی آپ پڑھنا اور لکھنا جانتے ہی نہ تھے۔ اگر آپ لکھنا پڑھنا جانتے ہوتے تو باطل پرست یعنی مشرکین مکہ کو شکوک و شبہات کی ایک اور راہ مل جاتی اور وہ کہتے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کتب سابقہ کا مطالعہ کرتا رہتا ہے اور پھر اپنے ہاتھ سے مضامین لکھ کر وحی الٰہی کے نام سے ہمارے سامنے پیش کر دیتا ہے۔ لیکن اب اس شبہے کی کوئی گنجائش نہیں اس لئے اب ماننا پڑیگا کہ آپ جو کچھ بیان کرتے ہیں وہ اللہ کی وحی سے کرتے ہیں اور آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ قال النحاس دلیلا علی نبوتہ لقریش لانہ لا یقرأ ولا یکتب ولا یخالط اهل الکتاب ولم یکن بمکۃ اهل الکتاب فجاء هم باخبار الانبیاء والامم وزالت الریبۃ والشك (قرطبی ج ۱۳ ص ۳۵۴) اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ یہ منفی پر متفرع ہے۔ **۱۴۲** یہ ماقبل سے اضراب ہے۔ یعنی اس کتاب مبارک میں شک و ریب کا کیا سوال وہ تو اہل علم کے سینوں میں محفوظ ہو چکی ہے اور ایمان والوں نے اسے اپنے سینوں میں محفوظ کرکے ہر قسم کی تحریف و تبدیل اور شک و ریب کی دسترس سے مامون کر دیا ہے۔ وَمَا يَجْحَدُ الخ ہماری آیتیں جو سراپا نور ہدایت اور واضح دلائل و براہین پر مشتمل ہیں ان کا انکار صرف وہی لوگ کرتے ہیں جو ضد اور عناد و مکابرہ میں حد سے گذر چکے ہیں۔ **۱۴۳** یہ شکوی ہے مشرکین اہل کتاب کے اکسانے پر حضور علیہ السلام سے مطالبہ کرتے تھے کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے ید بیضا اور عصا کے معجزے دکھائے تھے آپ بھی ایسے معجزے دکھائیں

قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ الخ یہ جواب شکوی ہے یعنی معجزے لانا میرے اختیار میں نہیں بلکہ اللہ کے اختیار میں ہے وہ جب چاہتا ہے کوئی معجزہ اپنے پیغمبر کے ہاتھ پر ظاہر فرما دیتا ہے میں تو اس کے حکم سے اس کا پیغام پہنچاتا اور نہ ماننے والوں کو اس کے عذاب سے ڈراتا ہوں۔ (اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ) ینزل اینها شاء ولست املک

موضح قرآن ف۱ یعنی جگہ تھی شبہہ کی کہ اگلی کتاب پڑھ کر یہ باتیں معلوم کیں حضرت تو کبھی نہ استاد پاس بیٹھے تھے۔ نہ ہاتھ میں قلم پکڑا۔ ف۲ یعنی پیغمبر نے کسی سے نہیں لکھا پڑھا مگر یہ وحی جو اس پر آئی ہمیشہ کو بن لکھے جاری رہے گی۔ سینہ بسینہ اور کتابیں حفظ نہ ہوتی تھیں یہ کتاب حفظ ہی سے باقی ہے۔ لکھنا افزود ہے۔ ف۳ اللہ کی گواہی یہی کہ سچوں کو دن پر دن بڑھایا اور جھوٹوں کو مٹایا۔

فتح الرحمن ف۱ بعض مفسرین گفتہ اند کہ مراد از اَلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ تنہا ذات حضرت پیغامبر است صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲۔

شیئًا منہا (مدارک ج ۳ ص ۲۰۲) ۴۴ یہ بھی جواب شکوی میں داخل ہے۔ مشرکین اگر واقعی حق کے جویا ہیں اور اطمینان کے لئے معجزہ طلب کر رہے ہیں تو کیا ان کے اطمینان اور رفع شکوک وشبہات کے لئے یہ کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر قرآن نازل کر دیا ہے جو ہر وقت انہیں پڑھ کر سنایا جاتا ہے۔ اس کی آیات بینات اور حجج واضحہ آپ کی صداقت کو روز روشن کی طرح واضح کر رہی ہیں اور ہر قسم کے شکوک وشبہات کو زائل کر رہی ہیں۔ اگر وہ واقعی ایمان لانا چاہتے ہیں اور ضد و تعنت مقصود نہیں تو یہ قرآن سراپا رحمت وعبرت ہے وہ اس میں غور وفکر کریں اور اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ ای اولم یکفہم اٰیۃ مغنیۃ عن سائر الاٰیات ان کانوا طالبین للحق غیر متعنتین ھٰذا القراٰن الذی تدوم تلاوتہ علیہم فی کل مکانٍ وزمان فلا تزال معہم اٰیۃ ثابتۃ لا تزول ولا تضمحل الخ (بحر ج ۷ ص ۱۵۶) ۴۵ حضور علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ اگر اتنے دلائل وبراہین کے باوجود بھی نہیں مانتے تو آپ فرمادیں میرے اور تمہارے درمیان میری سچائی پر اللہ سب سے بڑا گواہ ہے اور وہ سب کچھ جانتا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو وہ اس سے پوشیدہ نہیں۔ وہ تمہیں اس کی سخت سزا دے گا۔ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ باطل سے معبودانِ غیر اللہ مراد ہیں وھو ما یعبد من دون اللہ تعالٰی (ابو السعود ج ۶ ص ۳۳) قال ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما ای بغیر اللہ عز وجل وھو شامل لنحو عیسٰی والملائکۃ علیہم السلام والباطل فی الحقیقۃ عبادتہم الخ (روح ج ۲۱ ص ۴) ۴۶ یہ زجر مع تخویف دنیوی واخروی ہے۔ یہ معاندین عذاب کے جلدی آنے کا مطالبہ کرتے ہیں لیکن عذاب کا وقت مقرر ہے اگر اس کا وقت مقرر ومعین نہ ہوتا تو اب تک وہ عذاب سے ہلاک ہو چکے ہوتے۔ عذاب کا وقت ہمارے علم میں معین ہے لیکن انہیں اس کا علم نہیں اسلئے وہ اچانک ہی اپنے وقت پر انہیں آلے گا۔ اس سے قیامت یا جنگ بدر کا عذاب مراد ہے۔ وھو یوم القیٰمۃ او یوم بدر (مدارک) یستعجلونک الخ یہ زجر مذکور کا اعادہ ہے۔ وہ عذاب جلدی لانے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ آپ فرمادیں عذاب آئے گا یہ تمام مشرکین وکفار جہنم میں ڈالے جائیں اور جہنم کی آگ ہر طرف سے انہیں گھیرے میں لے لیگی اور اس وقت ان سے کہا جائے گا آج اپنے مشرکانہ اعمال کا خوب مزہ چکھ لو۔ یہ وہی عذاب ہے جس کے لئے تم بیتاب تھے اور بطور استہزاء ہمارے پیغمبر سے اسے جلدی لانے کا مطالبہ کیا کرتے تھے۔ ۴۷ یہ پہلے

لَجَآءَهُمُ الْعَذَابُ ۚ وَلَيَأْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ
تو آپہنچتی ان پر آفت اور البتہ آئے گی ان پر اچانک اور ان کو
لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٥٣﴾ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَ
خبر نہ ہوگی ف ۱ جلدی مانگتے ہیں تجھ سے عذاب اور
اِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿٥٤﴾ ۙ يَوْمَ
دوزخ گھیر رہی ہے منکروں کو ف ۲ جس دن
يَغْشٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ
گھیرے گا ان کو عذاب ان کے اوپر سے اور پاؤں کے
اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٥٥﴾
نیچے سے اور کہے گا چکھو جیسا کچھ تم کرتے تھے ف ۳ ف ۱۰
يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ
اے بندو میرے جو یقین لائے ہو ف ۱۱ میری زمین کشادہ ہے سو مجھی کو
فَاعْبُدُوْنِ ﴿٥٦﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۣ ثُمَّ
بندگی کرو جو جی ہے سو چکھے گا موت پھر
اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
ہماری طرف پھر آؤ گے ف ۴ اور جو لوگ یقین لائے اور کئے ف ۱۲
الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ
بھلے کام ف ۱۳ ان کو ہم جگہ دیں گے بہشت میں جھروکے نیچے
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ نِعْمَ اَجْرُ
بہتی ہیں ان کے نہریں سدا رہیں ان میں خوب ثواب ملا
الْعٰمِلِيْنَ ﴿٥٨﴾ ۤۖ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰي رَبِّهِمْ
کام والوں کو جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب پر

منزل ۵

۱۰ زجر مع تخویف ۱۲
۱۱ متعلق بہجرت ولی ۱۲
۱۲ بشارت اخروی ۱۲

موضح قرآن ف ۱ اس امت کا عذاب یہی تھا مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہونا پکڑے جانا سو فتح مکے میں مکے کے لوگ بے خبر رہے کہ حضرت کا لشکر سر پر آ کھڑا ہوا۔ ف ۲ یعنی آخرت کا عذاب تو عبث مانگتے ہیں اس عذاب میں تو پڑے ہی ہیں یہ کفر اور یہ برے کام مرے پر نظر آوے گا کہ دوزخ کی آگ کیونکر جلاتی ہے۔ ف ۳ یہ اللہ کہے گا یا دہ عذاب ہی بولے گا، جیسے زکوٰۃ نہ دینے والے کا مال سانپ ہو کر گلے میں پڑے گا اور گلے چیرے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں تیرا خزانہ ہوں۔ ف ۴ جب کافروں نے مکے میں بہت زور کیا تو حکم ہوا ہجرت کا اتنی تراسی گھر اٹھ گئے حبشہ کے ملک کو فرمایا کوئی دن کی زندگی جہاں بنے تہاں کاٹ دو پھر ہم پاس اکٹھے آؤ گے تو وطن چھوڑنا دل پر مشکل نہ لگے اور حضرت سے جدا ہونا۔

فتح الرحمٰن ف ۱ خدا تعالٰی ترغیب میفرماید بر ہجرت حبشہ و مدینہ باین آیات ۱۲۔

دعوے سے متعلق ہے۔ ابتدار سورت میں کہا گیا توحید کی خاطر مصائب ومشکلات کا سامنا کرنا ہوگا اور ان منافقین کی طرح نہ ہونا جو معمولی تکلیف پر توحید کا نام
لینا بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ اب یہاں فرمایا اگر مشرکین اس قدر ایذائیں دیں کہ وطن میں رہنا مشکل ہو جائے تو میری زمین فراخ ہے وطن سے ہجرت کرکے کسی دوسری جگہ
چلے جاؤ جہاں تم میری خالص عبادت بجا لاسکو۔ کُلُّ نَفْسٍ الخ یہ دنیا چند روزہ ہے آخر ہر ایک کو موت آئے گی اور تم سب میرے پاس آؤ گے۔ ۴۸ یہ ہجرت کرنے
والوں کے لئے بشارت اخروی ہے۔ جو لوگ توحید پر ایمان لائے اور توحید کی خاطر تکلیفیں اٹھائیں، اپنی جائیدادیں اور مکان چھوڑے آخرت میں ہم انہیں شاندار بالا
خانے عطا کریں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور
وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اَلَّذِیْنَ صَبَرُوْا الخ یہ ان
ایمان والوں کا اجر ہے جنہوں نے اپنی عملی زندگی میں توحید
کا نمونہ پیش کیا اور دین حق کی خاطر مصائب برداشت
کئے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور اعتماد رکھا۔
۴۹ وطن چھوڑنے سے فقر و فاقہ کا اندیشہ تھا جیسا کہ
بعض مسلمانوں نے اس کا اظہار بھی کیا تھا کہ ہجرت کر
کے مدینہ جائیں گے تو وہاں کھائیں گے کیا اس پر فرمایا اللہ
پر بھروسہ کرو جو تمام جانوروں کو روزی دیتا ہے وہی
تمہارا بھی رازق ہے۔ تم دیکھتے ہو تمام جانور خالی
ہاتھ ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سب کو روزی پہنچاتا
ہے تو وہ تمہیں کیوں روزی نہیں دے گا۔ لما امر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اسلم من
مکۃ بالھجرۃ خافوا الفقر والضیعۃ فنزلت
(مدارک ج ۳ ص ۲۰۰) اللہ تعالیٰ ہر بات سننے والا اور ہر
چیز جاننے والا ہے۔ اس سے کوئی چیز مخفی نہیں۔ وہ
تمہاری پکاریں سنتا اور تمہاری حاجتوں کو جانتا ہے
اس لئے اس پر بھروسہ کرکے اس کے دین کی خاطر
ہجرت کرو وہ تمہارے تمام کام آسان فرمائے گا۔ ۵۰
یہ دعویٰ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے علی سبیل
الاعتراف من الخصم۔ جب مشرکین خود تسلیم کرتے ہیں کہ
زمین و آسمان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور یہ سارا نظام
شمسی بھی اسی کے تصرف و اختیار میں ہے تو پھر کہاں ان
کی عقلیں ماری گئیں کہ اللہ کے سوا اوروں کو کارساز
سمجھ کر پکارتے ہیں۔ ۵۱ یہ تیسری عقلی دلیل ہے۔
رزق جو انسان کی سب سے بنیادی ضرورت ہے
وہ اللہ کے قبضے میں ہے۔ رزق کی فراخی اور تنگی
اس کے اختیار میں ہے اور وہ عالم الغیب بھی ہے
لہٰذا تمام حاجات و مصائب میں وہی کارساز ہے اور
وہی برکات دہندہ ہے اور کوئی نہیں۔ ۵۲ یہ چوتھی عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ مشرکین مانتے ہیں کہ آسمان سے باران رحمت نازل فرما کر
زمین سے انواع و اقسام کے غلے اور پھل وہی پیدا کرتا ہے تو پھر ان پر حیف ہے کہ وہ اللہ کے سوا اوروں کو برکات دہندہ اور کارساز سمجھ کر پکارتے ہیں۔ قُلِ الْحَمْدُ
لِلّٰہِ الخ۔ یہ دلائل عقلیہ مذکورہ کا ثمرہ ہے۔ جب مشرکین کے اپنے اقرار و اعتراف ہی سے ثابت ہو گیا کہ ساری کائنات کا خالق اور اس میں متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی

یَتَوَکَّلُوْنَ (٥٩) وَکَاَیِّنْ مِّنْ دَآبَّۃٍ لَّا تَحْمِلُ
بھروسہ رکھا ف اور کتنے جانور ہیں ۴۹ جو اٹھا نہیں رکھتے
رِزْقَہَا ۖ اَللّٰہُ یَرْزُقُہَا وَاِیَّاکُمْ ۖ وَہُوَ
اپنی روزی اللہ روزی دیتا ہے ان کو اور تم کو بھی اور وہی ہے
السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (٦٠) وَلَئِنْ سَاَلْتَہُمْ
سننے والا جاننے والا ف۲ اور اگر ۵۰ تو لوگوں سے پوچھے کہ
مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ
کس نے بنایا ہے آسمان اور زمین کو اور کام میں لگایا
الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰہُ ۚ فَاَنّٰی
سورج اور چاند کو تو کہیں اللہ نے پھر کہاں سے
یُؤْفَکُوْنَ (٦١) اَللّٰہُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ
الٹے جاتے ہیں ف۳ اللہ پھیلاتا ہے روزی ۵۱ جس کے واسطے چاہے
مِنْ عِبَادِہٖ وَیَقْدِرُ لَہٗ ۭ اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ
اپنے بندوں میں اور ماپ کر دیتا ہے جس کو چاہے بے شک اللہ ہر
شَیْءٍ عَلِیْمٌ (٦٢) وَلَئِنْ سَاَلْتَہُمْ مَّنْ نَّزَّلَ
چیز سے خبردار ہے ف۴ اور جو تو پوچھے ان سے ۵۲ کس نے اتارا
مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْیَا بِہِ الْاَرْضَ مِنْۢ
آسمان سے پانی پھر زندہ کر دیا اس سے زمین کو اس کے
بَعْدِ مَوْتِہَا لَیَقُوْلُنَّ اللّٰہُ ۭ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ ۭ
مر جانے کے بعد تو کہیں اللہ نے تو کہہ سب خوبی اللہ کو ہے
بَلْ اَکْثَرُہُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ (٦٣) وَمَا ہٰذِہِ
پر بہت لوگ نہیں سمجھتے ف۵ اور ۵۳ یہ

ع ۶ ۱۲

۵۰ دوسری عقلی دلیل ۱۲

۵۱ تیسری عقلی دلیل ۱۲

۵۲ چوتھی عقلی دلیل ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی اس وطن کے بدلے اور وطن ملے گا۔ ف۲ یہ روزی کی طرف سے خاطر جمع کر دی کہ اکثر جانوروں کے گھر میں کل کا قوت نہیں ہوتا نیا دن اور نئی روزی۔ ف۳
یعنی اسباب رزق کے اسی نے بنائے سب جانتے ہیں پھر اس پر بھروسہ نہیں کرتے کہ وہی پہنچا بھی دے گا مگر جتنا وہ چاہے نہ جتنا تم چاہو، یہ آگے سمجھا دیا۔ ف۴
ناپ کر دیتا ہے یہ نہیں کہ نہ دے۔ ف۵ یعنی مینہ بھی ہر کسی پر برابر نہیں برستا اور اسی طرح حال بدلتے دیر نہیں لگتی مفلس سے دولت مند کر دے۔

ہے تو آپ اعلان فرما دیجئے کہ اس سے معلوم ہوا کہ تمام صفات کارسازی ذات باری تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں اور ان صفات میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ لیکن دلائل کے اس قدر وضوح و ظہور کے باوجود اکثر لوگ ان میں غور و تدبر نہیں کرتے۔ ۵۳ دنیا کی تحقیر و تقلیل کا بیان ہے۔ مشرکین اور اہل دنیا جس دولت اور شان دنیا پر مغرور ہو کر توحید کا انکار کر رہے ہیں اس کی حقیقت اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ وہ بچوں کا ایک کھیل تماشا ہے جس سے محض چند روز دل بہلایا جا سکتا ہے یہ اصل زندگی نہیں اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے جو کبھی فنا نہیں ہو گی اس لئے آخرت کے لئے توشہ تیار کرنا چاہئے۔ ای ماھی فی سرعۃ زوالھا عن اھلھا وموتھم

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ۭ وَاِنَّ الدَّارَ
دنیا کا جینا تو بس جی بہلانا اور کھیلنا ہے اور پچھلا گھر
الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (٦٤)
جو ہے سو وہی ہے زندہ رہنا اگر ان کو سمجھ ہوتی
فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ
پھر جب سوار ہوئے کشتی میں ۵۴ پکارنے لگے اللہ کو خالص اسی پر رکھ
الدِّيْنَ ڬ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ (٦٥)
کر اعتقاد پھر جب بچا لایا ان کو زمین کی طرف اسی وقت لگے شریک بنانے
لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚ وَلِيَتَمَتَّعُوْا ۪ وقفة فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ (٦٦)
تا منکر ہوتے رہیں ۵۵ ہمارے دیئے ہوئے سے اور مزے اڑاتے رہیں سو عنقریب جان لیں گے ف۱
اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ
کیا نہیں دیکھتے کہ ۵۶ ہم نے رکھ دی ہے پناہ کی جگہ امن کی اور لوگ اچکے جاتے ہیں
مِنْ حَوْلِهِمْ ۭ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ
ان کے آس پاس سے کیا جھوٹ پر یقین رکھتے ہیں اور اللہ کا احسان نہیں
يَكْفُرُوْنَ (٦٧) وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ
مانتے ف۲ اور اس سے زیادہ بے انصاف کون ہے جو باندھے اللہ پر
كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَاۗءَهٗ ۭ اَلَيْسَ فِيْ
جھوٹ ۵۷ یا جھٹلائے سچی بات کو جب اس تک پہنچے کیا دوزخ میں
جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ (٦٨) وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا
بسنے کی جگہ نہیں ۵۸ منکروں کے لئے اور جنہوں نے ۵۹ محنت کی ہمارے
لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ (٦٩) ع
واسطے ہم سمجھا دیں گے ان کو اپنی راہیں اور بیشک اللہ ساتھ ہے نیکی والوں کے ۶۰ ف۳

وقف لازم

ع ۷ ۳

الا کما یلعب الصبیان ساعۃ ثم یتفرقون (بحر ج ۷ ص ۱۵۶) اگر وہ اس حقیقت کو جانتے ہوتے تو دنیا کو آخرت پر کبھی ترجیح نہ دیتے۔ ۵۴ یہ زجر ہے۔ مشرکین جب کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں اس وقت اگر ان کی کشتیاں گرداب میں پھنس جائیں یا طوفانِ باد میں گھر جائیں تو وہ ہر طرف سے مایوس ہو کر خالص اللہ تعالیٰ ہی کو مدد کے لئے پکارتے ہیں اور اپنے مزعومہ مددگاروں اور خود ساختہ کارسازوں کو بھول جاتے ہیں۔ مشرکین حضور علیہ السلام سے سنا کرتے تھے کہ اگر شرک چھوڑ کر توحید پر ایمان نہ لاؤ گے تو اللہ کا عذاب آئے گا۔ اس لئے جب وہ کشتیوں کو خطرے میں دیکھتے تو خیال کرتے شاید وہ عذاب آ گیا ہے جس سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیں ڈراتا تھا۔ اس لئے خالص اللہ کو پکارنے لگتے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ ان کی کشتیوں کو صحیح سلامت کنارے لگا دیتا ہے تو خشکی پر اتر کر وہ پھر شرک کرنے لگتے ہیں اور پہلے کی طرح حاجات میں وہ غیر اللہ کو پکارتے ہیں۔ ۵۵ دونوں صیغوں میں لام بمعنی کَیْ ہے یعنی وہ شرک کرتے ہیں تاکہ اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کریں اور شرک پر اتحاد و اتفاق کا فائدہ اٹھائیں ای لیشرکون لیکونوا کافرین بما اٰتیناھم من نعمۃ النجاۃ بسبب شرکھم ولیتمتعوا باجتماعھم علی عبادۃ الاوثان وتوادھم علیھا (روح ج ۲۱ ص ۱۳) یا دونوں میں لام امر کا ہے قرینہ یہ ہے کہ ایک قراءت میں وَلْيَتَمَتَّعُوْا کا لام ساکن ہے اور سکون لام امر ہی پر جائز ہے لام کَیْ پر جائز نہیں اس صورت میں یہ تہدید و وعید ہو گی وقیل ھما لاما امر معناہ التھدید والوعید ... ومن قرأ ولیتمتعوا باسکان اللام لم یجعلھا لام کی لان لام کی لا یجوز اسکانھا (قرطبی ج ۱۳ ص ۳۶۳) فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ اب کفرانِ نعمت اور شرک کر لیں عنقریب اس کا انجام دیکھ لیں گے۔ ۵۶ اہل مکہ پر ایک اور بہت بڑے انعام کا ذکر فرمایا یعنی وہ دلائل میں بھی غور و تدبر کریں اور ہمارے احسانات بھی دیکھیں کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے ان کے شہر کو حرمِ محترم اور مقامِ امن بنا دیا ہے سارا عرب بیت اللہ کی وجہ سے مکے والوں کی عزت کرتا اور ان کے مال و جان اور عزت و آبرو کو ہاتھ نہیں ڈالتا جبکہ ان کے گرد و نواح میں رہنے والے دوسرے لوگوں کا مال و جان محفوظ نہیں۔ ان میں آئے دن قتل و غارت کا بازار گرم رہتا ہے۔ مگر یہ اہل مکہ اللہ تعالیٰ

موضح قرآن ف۱ مکے کے لوگ اللہ کے گھر کے طفیل دشمنوں سے پناہ میں تھے اور سارے ملک عرب میں فساد تھا بتوں کے جھوٹے احسان مانتے ہیں یہ سچا احسان اللہ کا نہیں مانتے ف۲ اپنی راہیں یعنی راہ قرب کی اور رضا کی جو بہشت ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بدستی یکدیگر بسبب اجتماع بر شرک بہرہ مند شوند ۱۲۔

کے عظیم احسانات کی قدر بھی نہیں کرتے اور خود ساختہ معبودوں کو کارساز سمجھتے اور اللہ کی نعمتوں کی بے قدری کرتے ہیں۔ اَفَبِالْبَاطِلِ یُؤْمِنُوْنَ الخ کیا ان دلائل اور احسانات کے باوجود وہ باطل یعنی خود ساختہ معبودوں کو کارساز سمجھتے رہیں گے اور ہمارے احسانات کی ناشکری کرتے رہیں گے۔ **۵۷** یہ مشرکین ایسے ظالم اور بے انصاف ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ان احسانات کے باوجود اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ اور یہ سب سے بڑے ظالم ہیں کیونکہ جو شخص اللہ پر افترا کرے کہ اس کا کوئی شریک ہے یا اللہ کے رسول اور اس کی کتاب کا انکار کرے وہ سب سے بڑا بے انصاف ہے۔ اِفْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا بان زعم ان لہ شریکا ... ام کذب بالحق ای بالرسول وبالقراٰن (ابوالسعود ج ۶) **۵۸** استفہام انکاری ہے۔ ہمزۂ انکار اگر مثبت پر آئے تو مراد نفی ہوگی اور اگر منفی پر آئے تو مراد اثبات ہوگا۔ یہاں منفی پر داخل ہے اس لئے مراد اثبات ہوگا یعنی کافروں کا ٹھکانا یقیناً جہنم میں ہوگا۔ ھٰذا تقریر لثوائھم فی جھنم لان ھمزۃ الانکار اذا دخلت علی النفی صار ایجابًا (مدارک ج ۳ ص) **۵۹** جہاد سے یہاں جہاد کفار مراد نہیں بلکہ مجاہدۂ نفس اور منافساتِ مصائب مراد ہے۔ یہ سورت کی ابتدا یعنی دعویٰ اولیٰ سے متعلق ہے۔ دینِ حق اور مسئلہ توحید کی وجہ سے مصائب آئیں گے یہاں تک کہ اپنا وطن بھی چھوڑنا پڑے گا۔ جو لوگ راہِ حق میں مصائب و شدائد پر صابر و شاکر رہے اور دین توحید کی خاطر صبر و استقلال کے ساتھ مشکلات کا مقابلہ کیا ہم انہیں راہِ حق پر قائم رکھیں گے اور انہیں توحید پر ثبات و استقلال عطا کریں گے۔ اور صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق دیں گے۔ (وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا) فی شأننا ومن اجلنا ولوجھنا خالصًا... لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا والمراد نزیدنھم ھدایۃ الی سبیل الخیر وتوفیقًا لسلوکھا (روح ج ۲۱ ص) **۶۰** یہ جملہ ماقبل کے لئے بمنزلۂ تعلیل ہے اور محسنین سے وہی لوگ مراد ہیں جو اللہ کی راہ میں تکلیفیں اٹھاتے ہیں (روح) یعنی ہم ان لوگوں کو دین حق اور صراطِ مستقیم پر قائم رکھیں گے اس لئے کہ ہماری مدد اور نصرت ہمیشہ ان لوگوں کے شاملِ حال رہتی ہے جو دین حق کی خاطر پورے اخلاص کے ساتھ مصائب برداشت کرتے ہیں۔

سورۂ عنکبوت کی خصوصیات

اور اس میں آیات توحید

۱۔ اَحَسِبَ النَّاسُ۔ تا۔ وَلَیَعْلَمَنَّ الْکٰذِبِیْنَ ۞ اے ایمان والو! جس طرح پہلے لوگوں پر توحید کی وجہ سے آزمائشیں آئیں اسی طرح تم پر بھی آئیں گی۔ (خصوصیت)

۲۔ اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ ۔ تا۔ سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ ۞ مشرکین کا یہ خیال غلط ہے کہ وہ کہیں بھاگ کر ہمارے عذاب سے اپنی جان بچا لیں گے۔ (خصوصیت)

۳۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ ۔ تا۔ اِنَّا مَعَکُمْ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو توحید کی خاطر تھوڑی سی تکلیف بھی برداشت نہیں کر سکتے اور معمولی تکلیف آنے پر بھی توحید کو چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ (خصوصیت)

۴۔ فَاَنْجَیْنٰہُ وَاَصْحٰبَ السَّفِیْنَۃِ وَجَعَلْنٰھَآ اٰیَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۞ مصائب و مشکلات میں کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔

۵۔ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ۔ تا۔ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ۞ نفی شرک فی التصرف۔

۶۔ وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ ۔ تا۔ وَمَا لَکُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ۞ (ع ۳) نفی شرک فی التصرف

۷۔ وَلَمَّآ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا ۔ تا۔ کَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ ۞ (ع ۴) نفی علم غیب و تصرف از لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

۸۔ مَثَلُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ۔ تا۔ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ۞ نفی تصرف و اختیار از معبودانِ باطلہ۔

۹۔ اِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ ۔ تا۔ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۞ نفی شرک فی العلم۔

۱۰۔ خَلَقَ اللّٰہُ السَّمٰوٰتِ ۔ تا۔ لَاٰیَۃً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۞ نفی شرک فی التصرف۔

۱۱۔ اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ (ع ۵) قرآن کے ذریعہ سے مسئلہ توحید بیان کرتے رہئے۔

۱۲۔ وَلَئِنْ سَاَلْتَھُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ ۔ تا۔ بَلْ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۞ (ع ۶) نفی شرک فی التصرف۔

۱۳۔ فَاِذَا رَکِبُوْا فِی الْفُلْکِ ۔ تا۔ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ۞ (ع ۷) جب کشتیوں کو خطرے میں دیکھتے ہیں تو ہر طرف سے مایوس ہو کر خالص اللہ کو پکارتے ہیں۔ (خصوصیت)

آج بتاریخ ۵ ربیع الاول ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۴ جون ۱۹۶۶ء بروز چہارشنبہ ۸ بجے صبح سورۂ عنکبوت کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ علی ذالک والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الہادی الی اوضح المسالک وعلی آلہ واصحابہ الذین ہم نجوم الہدایۃ فی الظلمات الحوالک ؛

سُورۂ رُوم [۱]

ربط سورۂ روم کو سورۂ عنکبوت کے ساتھ نامی ربط یہ ہے۔ عنکبوت کی مثال سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور برکات دہندہ نہیں لہذا اس کے سوا کوئی پکارے جانے کے لائق نہیں اللہ کے سوا تمہارے جو معبود ہیں ان کی پناہ عنکبوت کے گھر کی طرح کمزور اور بے فائدہ ہے۔ اے ایمان والو! اگر تم اس عقیدۂ توحید پر قائم رہوگے تو اللہ تعالیٰ تمہیں دشمنوں پر اسی طرح غلبہ عطا فرمائے گا جس طرح وہ رومیوں کو ایرانیوں پر غلبہ دے گا۔

دونوں سورتوں کے درمیان معنوی ربط یہ ہے۔ سورۂ عنکبوت میں فرمایا۔ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ۔ یعنی صرف زبان سے اٰمَنَّا کہہ لینے سے کام نہیں چلے گا بلکہ توحید کی خاطر بڑی بڑی تکلیفیں اور آزمائشیں بھی آئیں گی۔ ان کو صبر و استقلال سے برداشت کرنا ہوگا۔ سورۂ روم میں فرمایا وَیَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِنَصْرِ اللّٰہِ الخ یعنی جس دن رومیوں کو ایرانیوں پر فتح ہوگی اسی دن مسلمانوں کو بھی مشرکین مکہ پر غلبہ نصیب ہوگا اور مسلمان نصرت الٰہی سے خوش و خرم ہوں گے چونکہ اس سورت کا مقصود یہی ہے کہ توحید کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مومنوں کو غلبہ دے گا اس لئے اس وعدے کو سورت میں تین بار ذکر کیا گیا اور یہاں دوم درمیان میں۔ وَکَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ (۵۶) سوم آخر میں۔ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ (۶۶)

خلاصہ مسلمانوں کو مشرکین پر فتح و نصرت چونکہ محض توحید پر قائم رہنے سے حاصل ہوگی اس لئے فرمایا فَسُبْحٰنَ اللّٰہِ الخ یعنی تم اللہ تعالیٰ کو ہر قسم کے شریکوں سے پاک سمجھو اور ہر وقت اس کی تسبیح و تقدیس میں لگے رہو اس مضمون کا دوسرے انداز سے دو بار اس کے بعد بھی ذکر کیا گیا اول فَاَقِمْ وَجْھَکَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا (ع ۴) دوم فَاَقِمْ وَجْھَکَ لِلدِّیْنِ الْقَیِّمِ (ع ۵) مسئلہ توحید ایک ایسا اہم اور اٹل مسئلہ ہے جو بے شمار دلائل عقلیہ سے ثابت ہے اس لئے تم سختی اور مضبوطی کے ساتھ دین توحید پر قائم رہو۔ درمیان میں عذاب سے بچنے کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر کیا گیا ہے، مسلمانوں کو کفار پر غلبہ چونکہ محض توحید کی وجہ سے حاصل ہوگا اس لئے اس سورت میں مسئلہ توحید کو ایک مثال اور تیرہ عقلی دلیلوں کے ساتھ مدلل اور واضح کیا گیا۔

ابتدائے سورت میں مسلمانوں کو مشرکین پر فتح و غلبہ کی خوشخبری دی گئی وَیَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ جس دن رومیوں کو فتح ہوگی اسی دن مسلمانوں کو مشرکین مکہ پر غلبہ حاصل ہوگا۔ یہ غلبہ محض اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت سے ہوگا یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اس میں ہرگز تخلف نہیں ہوگا۔ اس کے بعد یَعْلَمُوْنَ ظَاھِرًا مِّنَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا سے لے کر بِلِقَآئِ رَبِّھِمْ لَکٰفِرُوْنَ۔ تک مشرکین پر زجریں ہیں۔ اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ الخ تخویف دنیوی ہے اَللّٰہُ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ الخ (۲۶) حشر و نشر کے ثبوت پر عقلی دلیل ہے یعنی جو ذات پاک پہلی بار مخلوق کو پیدا کرنے پر قادر ہے وہ دوبارہ بھی مخلوق کو پیدا کر سکتا ہے۔ وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَۃُ الخ تفصیل انجام مومنین و کفار فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ بشارت اخروی۔ وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا الخ تخویف اخروی۔

فَسُبْحٰنَ اللّٰہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ الخ یہ ابتدائے سورت پر مرتب ہے یعنی اللہ کا یہ وعدہ ہے کہ اگر تم توحید پر قائم رہوگے تو تمہیں کفار پر غلبہ دوں گا لہذا اس کو ہر شریک سے پاک سمجھو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ اس کے بعد مسئلہ توحید پر تیرہ عقلی دلیلیں مذکور ہیں۔ آٹھ دلیلوں کے بعد معبود برحق اور معبود باطل کی تمثیل ہے۔ ضَرَبَ لَکُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِکُمْ الخ اور اس کے بعد ان دلیلوں اور تمثیل پر مرتب مسئلہ توحید پر قائم رہنے کا حکم ہے۔ فَاَقِمْ وَجْھَکَ الخ اس کے بعد مزید دو عقلی دلیلوں کا ذکر کرکے بعد عہد کی وجہ سے اس حکم کا اعادہ کیا گیا ہے۔ فَاَقِمْ وَجْھَکَ لِلدِّیْنِ الْقَیِّمِ الخ پھر بقیہ دلائل عقلیہ مذکور ہیں۔ نو دلائل عقلیہ کے بعد عذاب الٰہی سے بچنے کے لئے تین امر مذکور ہیں۔ شرک نہ کرو، احسان کرو اور ظلم نہ کرو۔ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی الخ

پہلی عقلی دلیل۔ وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَکُمْ الخ (۳۶) انسانوں کو مٹی سے پیدا کرکے خوبصورت شکل عطا کرنا بھی اس کی قدرت اور وحدانیت کی دلیل ہے دوسری عقلی دلیل۔ وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ الخ انسانوں کی جنس ہی میں سے ان کے آرام و سکون کی خاطر عورتیں پیدا کرنا تیسری عقلی دلیل۔ وَمِنْ اٰیٰتِہٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ الخ آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنا، انسانوں کی زبانوں اور ان کے رنگوں کا مختلف ہونا۔ چوتھی عقلی دلیل۔ وَمِنْ اٰیٰتِہٖ مَنَامُکُمْ بِالَّیْلِ رات اس نے تمہارے آرام و سکون کے لئے اور دن تلاش رزق کے لئے بنایا ہے۔ پانچویں عقلی دلیل۔ وَمِنْ اٰیٰتِہٖ یُرِیْکُمُ الْبَرْقَ الخ یہ بجلیوں کی چمک اور آسمان سے باران رحمت اتارنا اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے۔ چھٹی عقلی دلیل۔ وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ آسمان اور زمین اسی کی قدرت سے قائم ہیں اور دوبارہ بھی وہی زندہ کرے گا۔ ساتویں عقلی دلیل۔ وَلَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ الخ سارا نظام کائنات اسی کے اختیار و تصرف میں ہے۔ آٹھویں عقلی دلیل۔ وَھُوَ الَّذِیْ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ الخ ساری کائنات کو ابتداءً اسی نے پیدا فرمایا اور قیامت کے دن سب کو دوبارہ بھی وہی پیدا کرے گا۔ وَلَہُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی الخ یہ ان تمام دلائل کا ماحصل ہے۔ یعنی یہ تمام صفات جو آٹھ دلائل عقلیہ کے طور پر مذکور ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ مختص ہیں۔ زمین و آسمان میں کوئی بھی ان صفات میں اس کا شریک نہیں۔ لہذا ان دلائل بالا سے معلوم ہوا کہ جب یہ تمام تصرفات اور یہ تمام صفات اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں تو پھر اس کے سوا کارساز اور برکات دہندہ بھی کوئی نہیں نہ اس کے سوا کوئی حاجات و مشکلات میں غائبانہ دعا و پکار کے لائق ہے۔

اس کے بعد ضَرَبَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ الخ (ع ۴) سے معبود برحق اور معبود باطل کی مثال ذکر کی گئی ہے مثال کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح تمہارے غلام تمہاری دولت و جائیداد اور تمہارے اختیارات و تصرفات میں تمہارے شریک اور ہمسر نہیں ہو سکتے اسی طرح اللہ کے نیک بندے انبیاء و ملائکہ علیہم السلام اور اولیاء کرام۔ جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق بلکہ اس کے غلام اور عبید ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے تصرفات اور اختیارات میں شریک و ہمسر نہیں ہو سکتے۔ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا الخ یعنی مسئلہ توحید میں شک و شبہہ کی گنجائش نہیں، مسئلہ دلائل عقلیہ سے خوب واضح ہو چکا ہے۔ لیکن مشرک لوگ محض نفسانی خواہشوں کے پیچھے چل کر توحید کا انکار کرتے ہیں۔

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الخ یہ دلائل مذکورہ پر متفرع ہے یعنی جب یہ مسئلہ توحید ایسے دلائل عقلیہ اور براہین قویہ سے ثابت ہے تو آپ اس دین فطرت یعنی توحید پر قائم رہیں جس میں آج تک تبدیلی نہ ہوئی اور نہ آئندہ کبھی ہوگی۔

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الخ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ جب ان ظالموں پر کوئی مصیبت آجاتی ہے تو اپنے خود ساختہ معبودوں سے مایوس ہو کر خالصۃً اللہ کو پکارنے لگتے ہیں، لیکن جب اللہ تعالیٰ محض اپنی مہربانی سے ان کی مشکل آسان کر دیتا ہے تو پھر شرک کرنے لگتے ہیں۔ اور اللہ کی نعمتوں کو معبودانِ باطلہ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الخ یہ توحید پر نویں عقلی دلیل ہے۔ رزق کی فراخی اور تنگی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اس لئے کارساز اور برکات دہندہ بھی وہی ہے۔ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ الخ دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر یعنی شرک نہ کرو اس کا ذکر دلائل کے ضمن میں گذر چکا۔ احسان کرو اور ظلم نہ کرو یہ دونوں امور ان آیتوں میں مذکور ہیں۔ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ الخ توحید پر دسویں عقلی دلیل۔ جب خالق و رازق بھی وہی ہے اور موت و حیات بھی اسی کے اختیار میں ہے اور تمہارے مزعومہ معبودوں میں سے کوئی بھی ان صفات میں سے کسی ایک صفت کا مالک بھی نہیں تو پھر ان میں سے کوئی بھی صفات کارسازی میں اللہ کا شریک نہیں۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ الخ (۵۶) تخویف دنیوی ہے یہ خشکی اور تری میں جو شر و فساد اور افراتفری بپا ہے اور لوگ گوناگون مصائب و آفات میں مبتلا ہیں یہ سب شرک کی وجہ سے ہے۔ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ الخ تخویف دنیوی۔ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ الخ یہ توحید پر قائم رہنے کے حکم کا اعادہ ہے بوجہ بعد عہد۔ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ الخ تخویف اخروی ہے۔ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا الخ بشارت اخروی۔ وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ يُّرْسِلَ الخ یہ گیارہویں عقلی دلیل ہے۔ جب یہ ٹھنڈی اور خشک ہوائیں اللہ ہی اپنی رحمت سے بھیجتا ہے ان ہواؤں کے ذریعہ سے ہماری کشتیاں بھی دریاؤں اور ندیوں میں سفر کرتی ہیں تو معلوم ہوا کہ وہی کارساز اور حاجت روا ہے اور کوئی نہیں۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ الخ۔ تخویف دنیوی برائے مشرکین و بشارت اخروی برائے مؤمنین۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ دشمنانِ انبیاء علیہم السلام کو دنیا میں ہلاک کیا اور ایمان والوں کی مدد کی وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ یہ ابتدائے سورت میں مذکور وعدۂ نصرت یعنی لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ۔ کا اعادہ ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ الخ یہ بارہویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہواؤں کے ذریعہ سے بادلوں کو ادھر سے ادھر لے جاتا ہے اور جہاں چاہتا ہے بارش برساتا ہے اور مردہ زمین کو از سر نو زندہ کر کے زرخیز بنا دیتا ہے۔ جو ان تمام تصرفات کا مالک ہے وہی کارساز اور برکات دہندہ ہے۔ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى الخ یہ جملہ معترضہ ہے برائے اثباتِ حشر جب وہ خشک اور مردہ زمین کو زندہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے تو مردوں کو بھی دوبارہ زندہ کرے گا۔ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ تعلیل برائے ماقبل۔ وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا الخ زجر برائے مشرکین یہ ایسے معاند ہیں کہ عذاب دیکھ کر بھی نہیں مانیں گے۔ فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ یعنی اگر ایسے واضح دلائل کے باوجود بھی وہ نہیں مانتے تو آپ ان کو چھوڑ دیں ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے اور ان کا حال مُردوں کا سا ہے جو کچھ نہیں سُن سکتے۔ مہر جباریت کی وجہ سے ان کے دل مُردہ اور بےحس ہو چکے ہیں اب ان پر آپ کے وعظ و تبلیغ کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ الخ (۶۴) یہ تیرہویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی سب کا خالق ہے اور انسانوں کو عمر کے مختلف مراحل سے گذار کر بڑھاپے تک پہنچانا اسی کے اختیار میں ہے لہذا کارساز اور برکات دہندہ بھی وہی ہے۔

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ الخ یہ شکوی ہے یعنی ہم نے ہر ضروری بات کو اور خصوصاً مسئلہ توحید کو قرآن مجید میں ہر انداز سے بیان کر کے سمجھا دیا ہے مگر اس کے باوجود معاندین اسے باطل کہتے ہیں۔ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ الخ کاف بمعنی لام تعلیلیہ ہے یعنی تکذیب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ معاندین کے دلوں پر مہر جباریت لگا دیتا ہے۔ وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَكُمْ الخ (ع ۳) یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی اور وعدۂ نصرت کا دوسری بار اعادہ ہے۔

ف٢ رومیوں اور فارس کے مجوسیوں کے درمیان اذرعات اور بُصریٰ یا اردن اور فلسطین کے درمیان جنگ ہوئی جس میں رومی مغلوب ہوگئے مسلمانوں کی خواہش تھی کہ رومی غالب ہوں کیونکہ وہ اہل کتاب (نصاری) ہیں اس لئے اہل کتاب پر فارس کے مشرکوں (مجوسیوں) کے غلبے کی وجہ سے مسلمانوں کو بہت صدمہ اور غم لاحق ہوا اور دوسری طرف مشرکین مکہ بہت خوش ہوئے کہ ان کے بھائی (مجوسی) اہل کتاب پر غالب آگئے۔ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ الخ یعنی ایسی زمین میں جو فارس کی نسبت ارضِ مکہ سے زیادہ قریب ہے۔ وادنی الارض اقربها فان کانت الواقعة فی اذرعات فهی ادنی الارض بالنظر الی مکة (بحر ج، ص١٦٣) وقد جاء من طرق عدیدة ان الحرب وقع بین اذرعات و بصری وقال ابن عباس والسدی بالاردن و فلسطین (روح ج ٢١ ص١٧) ف٣ یہ بشارت ہے کہ ایک دن رومی بھی مجوسیوں پر غالب ہوں گے۔ یہ ایک ایسی پیشگوئی ہے جو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی صداقت پر بہت بڑی دلیل ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اللہ کے سچے پیغمبر ہیں اور آپ پر اللہ کی طرف سے وحی نازل ہوتی ہے۔ مِنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ یہ مصدر مبنی للمفعول ہے اور نائب فاعل کی طرف مضاف ہے اور ھُمْ ضمیر رومیوں سے کنایہ ہے ای من بعد مغلوبیتهم یا مصدر مبنی للفاعل ہے اور مفعول کی طرف مضاف ہے اور ھُمْ ضمیر فارسیوں سے کنایہ ہے پہلی صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ رومی اپنے مغلوب ہوجانے کے بعد عنقریب فارسیوں پر غالب ہوں گے۔ دوسری صورت میں مطلب یہ ہوگا رومی فارسیوں کے ان پر غلبہ کے بعد عنقریب ہی فارسیوں پر غالب ہوں گے۔ ای غلب فارس ایاهم علی انه مصدر مضاف الی مفعوله او الی نائب فاعله ان کان مصدر المجهول ورجحه بعضهم بموافقته للنظم الجلیل (روح ج ٢١ ص١٧) ف٤ بِضْعِ عدد مبہم ہے اور تین سے نو تک کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس آیت کے نزول کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ابی بن خلف مشرک سے کہا مجوسیوں کی فتح پر اتنی خوشی نہ کرو عنقریب ہی رومی مجوسیوں پر غالب آجائیں گے۔ چنانچہ دونوں نے دس دس اونٹ شرط پر لگا دیئے اور رومیوں کے غلبے کی میعاد تین سال مقرر کی جب حضور علیہ السلام کو اس کا علم ہوا تو آپ نے ابو بکر رض سے فرمایا لفظ بضع تو تین سے نو تک کے لئے ہوتا ہے اس لئے تم اس کے ساتھ شرط اور مدت میں اضافہ کرلو۔ حضرت ابو بکر رض دو بارہ

سُوْرَةُ الرُّوْمِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتُّوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ
سورہ روم ف١ مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ساٹھ آیتیں ہیں اور چھ رکوع ہیں
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے
الٓمّٓ ﴿١﴾ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ﴿٢﴾ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ
ف١ مغلوب ہوگئے رومی ف٢ ملتے ہوئے ملک میں ف٢ اور وہ
مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ﴿٣﴾ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۬ؕ
اس مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب ہوں گے ف٣ چند ف٤ برسوں میں ف
لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ؕ وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ
اللہ کے ہاتھ ہیں سب کام پہلے اور پچھلے ف٥ اور اس دن خوش ہونگے
الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿٤﴾ بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ
مسلمان ف٦ اللہ کی مدد سے مدد کرتا ہے جس کی چاہتا ہے اور وہی ہے
الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿٥﴾ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ
زبردست رحم والا ف٧ اللہ کا وعدہ ہوچکا ف٨ خلاف نہ کرے گا اللہ
وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٦﴾
اپنا وعدہ لیکن بہت لوگ نہیں جانتے ف٩
يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚۖ وَهُمْ
جانتے ہیں ف١٠ اوپر اوپر دنیا کے جینے کو اور وہ لوگ
عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ﴿٧﴾ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا
آخرت کی خبر نہیں رکھتے ف١١ کیا دھیان نہیں کرتے ف١٢
فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۫ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
اپنے جی میں کہ اللہ نے جو بنائے آسمان اور زمین

موضح قرآن ف١ روم اور فارس کے بادشاہ ملک کی سرحد پر لڑتے تھے عرب سے لگتی زمین پر یعنی عراق پر کافر کے میں چاہتے کہ فارس جیتیں مسلمان چاہتے کہ روم اہل کتاب کے واسطے خبریں جھوٹ اڑتی تھیں حق تعالیٰ نے نازل فرمایا کہ اب تو روم دب گئے پر کئی برس میں وہ غالب ہونگے دس برس سے کم میں اسی طرح واقع ہوا۔ ف٢ کئی برس پیچھے پھر دونوں میں مقابلہ ہوا تو روم والے غالب ہوئے اور یہ خبر عرب میں پہنچی جس دن مسلمانوں کو جنگ بدر فتح ہوئی اور اسکی خوشی تھی۔ ف٣ یعنی بغیر ظاہر اسباب خدا پر بھروسہ نہیں رکھتے۔ ف٤ یعنی ظاہر دنیا میں جس کا غلبہ دیکھیں کہیں اللہ اسی سے خوش ہے۔

فتح الرحمٰن ف١ مترجم گوید فارس بر روم غالب شدند و بعض بلاد سرحد را در تصرف خود آوردند چون این خبر بمکہ رسید اہل اسلام اندوہگین شدند زیرا کہ ایشان و روم اہل کتاب بودند و کفار شادمان گشتند زیرا کہ ایشان و اہل فارس امیان بودند خدا تعالیٰ آیات نازل فرمود بغلبہ روم بر اہل فارس بشارت داد و این در چند سال بعد ہجرت متحقق شد و این قصہ یکی از دلائل نبوت است ١٢۔ ف٢ یعنی در سرحد خود ١٢۔

ابی بن خلف سے ملے اور سو اونٹ شرط پر لگادیئے اور میعاد نو سال تک بڑھادی جسے اس نے منظور کرلیا۔ یہ واقعہ تحریم قمار (شرط وغیرہ) سے پہلے کا ہے (روح وغیرہ)
یہ پیش گوئی حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی اور اس پیش گوئی کے چھ سال بعد اللہ نے رومیوں کو مجوسیوں پر فتح دی۔ اس طرح یہ پیش گوئی حضور علیہ السلام کی نبوت کی
دلیل ہے۔ اس وقت ابی بن خلف مرچکا تھا اس لئے حضرت ابوبکر صدیق نے شرط کا مال اس کے وارثوں سے وصول کیا لیکن حضور علیہ السلام نے وہ مال صدقہ
کرنے کا حکم دے دیا۔ اخذ ابوبکر الخطر من ذریۃ ابیّ فقال علیہ الصلوٰۃ والسلام تصدق بہ وھٰذہ اٰیۃ بینۃ علی صحۃ نبوتہ وان القراٰن من عند اللہ

وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ وَاِنَّ
اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے سو ٹھیک سادھ کر اور وعدہ مقرر پر اور
كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ۝
بہت لوگ اپنے رب کا ملنا نہیں مانتے ف۱
اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ
کیا انہوں نے سیر نہیں کی ملک کی جو دیکھیں انجام کیسا
عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْٓا اَشَدَّ
ہوا ان سے پہلوں کا وہ ان سے زیادہ
مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ
تھے زور میں اور جوتا انہوں نے زمین کو اور بسایا اس کو ان کے
مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ؕ
بسانے سے زیادہ اور پہنچے ان کے پاس رسول ان کے لے کر کھلے حکم
فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ
سو اللہ نہ تھا ان پر ظلم کرنے والا لیکن وہ اپنا آپ
يَظْلِمُوْنَ ؕ ۝۹ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوا
برا کرتے تھے ف۲ پھر ہوا انجام برا کرنے والوں کا
السُّوْٓاٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۱۰
برا اس واسطے کہ جھٹلاتے تھے اللہ کی باتیں اور ان پر ٹھٹھے کرتے تھے ف۳
ع ۴
اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ
اللہ بناتا ہے پہلی بار ف۱ پھر اس کو دہرائے گا پھر اسی کی طرف
تُرْجَعُوْنَ ۝۱۱ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ
پھر جاؤ گے اور جس دن برپا ہوگی قیامت ف۱ آس توڑ کر رہ جائینگے

لانہا انباء عن علم الغیب وکان ذلک قبل تحریم القمار عن قتادۃ (مدارک ج ۳ ص ۲۰۰) ف۵ اہل فارس کے غلبہ سے پہلے بھی معاملہ اللہ کے اختیار میں تھا اور اس کے بعد بھی یعنی اہل فارس کو رومیوں پر اللہ ہی نے غلبہ عطا فرمایا اور آئندہ رومیوں کو اہل فارس پر جو غلبہ نصیب ہوگا وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کی مدد سے ہوگا۔ اسی طرح پہلے بھی اللہ کے اختیار میں ہے کہ وہ مومنوں کو بطور آزمائش مصائب و تکالیف میں مبتلا کردے اور اس کے بعد بھی اسی کو اختیار ہے کہ وہ مصائب کے بعد مومنوں کو دشمنوں پر غلبہ عطا کرکے انہیں خوش و خرم کردے۔ ف۶ جس دن رومیوں کو فارس کے مجوسیوں پر فتح ہوگی اس دن مسلمان بہت خوش ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنی مدد اور نصرت سے فتح عطا فرمائی اللہ تعالیٰ جس کی چاہتا ہے مدد فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے غلبہ عطا فرماتا ہے۔ چنانچہ جس دن رومیوں کو فارس کے مشرکین پر غلبہ حاصل ہوا اس دن مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے دوگنا خوشی عطا فرمائی ایک رومیوں کی فارسیوں پر فتح کی وجہ سے دوسری مشرکین مکہ پر خود ان کی اپنی فتح کی وجہ سے کیونکہ یہ دونوں واقعے ایک ہی دن یعنی جنگ بدر کے دن رونما ہوئے۔ فرح النبی صلی اللہ علیہ وسلم والمؤمنون بظھورھم علی المشرکین یوم بدر وظھور اھل الکتاب علی اھل الشرک (معالم و خازن ج ۵ ص ۱۶۱) وعن ابی سعید الخدری انہ وافق ذلک یوم بدر وفیہ من نصر اللہ تعالیٰ العزیز للمؤمنین وفرحھم بذلک ما لا یخفی (روح ج ۲۱ ص ۲۱) ف۷ مفعول مطلق کا فعل ناصب حذف کرکے اسے فاعل کی طرف مضاف کردیا گیا ہے یعنی وعدھم اللہ وعدًا (کبیر ج ۶ ص ۶۹۶) اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ وہ رومیوں کو ایران کے آتش پرستوں پر ضرور فتح دے گا اس میں ہرگز تخلف نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح ایمان والوں سے بھی اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر وہ توحید پر قائم رہیں گے اور توحید کی خاطر مشرکین کی ایذاؤں پر صبر کریں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں مشرکین پر غلبہ عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں وعدے پورے فرما دئے۔ ف۸ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ یہ لوگ آخرت کی زندگی سے بالکل غافل ہیں اور اس کے لئے کچھ بھی تیاری نہیں کر رہے وہ صرف دنیا کی زندگی کی ظاہری ٹیپ ٹاپ کو جانتے ہیں اور صرف دنیوی زندگی کے عیش و آرام ہی کے لئے کوشاں

موضح قرآن ف۱ یعنی ہر چیز کی ایک ابتدا، ایک انتہا ہے انسان حیوان درخت کی تو نظر آتی ہے آسمان میں ہر گردش کی ایک مدت ہے مہینے یا برس یا بارہ برس پر ختم ہے جو ہر چیز میں صفت ہے سو سارے جہان میں ہے اپنے وقت پر اس کو فنا ہے پھر یہ ابتدا انتہا کھیل نہیں کچھ اس سے منظور ہے وہی آخرت میں نظر آوے گا۔ ف۲ یعنی بن رسول بھیجے اللہ نہ پکڑتا۔ ف۳ یعنی ایک قوم کو جن باتوں پر سزا ملی سب کو وہی ملتی ہے سب کو فنا بھی ایک کی فنا سے سمجھو اور سب کو سزا بھی ایک کی سزا سے بوجھو۔

ہیں۔ ان کی ساری تگ و دَو بس دنیا میں زیست کا ساز و سامان مہیا کرنے کے لئے ہے۔ **۹** یہ بھی زجر و تنبیہ ہے۔ کیا وہ اس میں غور و فکر نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ سارا نظامِ عالم اظہارِ حق کے لئے پیدا کیا ہے تاکہ وہ اس سے اللہ تعالیٰ کی قدرت وصنعت، وسعتِ علم اور اس کی وحدانیت پر استدلال کریں۔ اور پھر اس عالم آب و گل کی ایک انتہا ہے جس کے بعد قیامت آئے گی اور سب اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گے۔ لیکن اکثر لوگ غور و فکر نہیں کرتے وہ اللہ کے ساتھ شرک بھی کرتے ہیں اور آخرت کا بھی انکار کرتے ہیں۔ **۱۰** یہ تخویفِ دنیوی ہے۔ کیا ان معاندین نے زمین میں چل پھر کر پہلے زمانے کے معاندین حق کا انجام نہیں دیکھا؟ جو جسمانی طاقت اور قوت میں ان سے کہیں زیادہ تھے۔ اور زراعت، باغبانی اور تعمیرات وغیرہ فنون میں ان سے زیادہ ماہر تھے۔ وہ دنیا میں بڑی شان و شوکت کے مالک تھے، عالیشان محلوں اور قلعوں میں رہتے تھے۔ جب ان کے پاس ہمارے پیغمبر پیغام توحید لے کر آئے تو انہوں نے اپنی دولت و شوکت کے غرور میں ان کو جھٹلا دیا تو ہم نے ان کو دردناک عذاب میں مبتلا کر کے ہلاک کر دیا۔ یہ عذاب ان کے اعمال کا نتیجہ تھا ہم نے ان پر ظلم و زیادتی نہیں کی۔ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ الخ یہ ان معاندین کے انجام بد کا بیان ہے۔ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوا، كَانَ کی خبر مقدم ہے اور السُّوْٓاٰى اس کا اسم مؤخر ہے۔ اور اَنْ كَذَّبُوْا الخ ماقبل کا سبب ہے ان سے پہلے بار سببیہ یا لام تعلیل مقدر ہے ای بان او لان (روح) اور السُّوْٓاٰى سے مراد عقوبت ہے۔ یعنی دنیا میں سخت ترین سزا کی صورت میں وہ اپنے انجام سے دوچار ہوئے اس لئے کہ انہوں نے اللہ کی آیتوں کی تکذیب کی اور ہماری آیتوں اور ہمارے پیغمبروں سے استہزاء کرتے تھے۔ **۱۱** یہ حشر و نشر کے اثبات پر عقلی دلیل ہے۔ یعنی جو اللہ تعالیٰ انسانوں کو پہلی بار پیدا کر سکتا ہے وہ ان کو دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ اس لئے قیامت کے دن وہ سب کو دوبارہ زندہ کرے گا اور سب اس کے سامنے حساب کتاب کے لئے حاضر ہوں گے۔ **۱۲** اثبات قیامت کے بعد قیامت کے دن مجرمین اور مؤمنین کے احوال کا ذکر کیا گیا۔ یہ مجرمین کے لئے تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن مجرمین ہر طرف سے مایوس و ناامید ہوں گے۔ پلے میں کوئی عمل نہیں ہوگا شرک کی وجہ سے تمام اعمال ضائع ہو چکے ہوں گے اور جن معبودوں کی سفارش پر اعتماد تھا وہ بھی کام نہ آئیں گے اور اللہ کے عذاب سے ان کو بچا نہ سکیں گے اور اس وقت انہیں یقین ہوگا کہ دنیا میں جن کو کارساز اور شفیع غالب سمجھ کر پوجتے رہے وہ تو عبادت کے لائق ہی نہ تھے اور نہ وہ کارساز اور مشکل کشا ہی تھے۔ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ شرکاء سے تمام معبودانِ غیر اللہ مراد ہیں جن کو مشرکین کارساز اور سفارشی سمجھ کر پکارا کرتے تھے۔ من شرکاءهم من الذین عبدوهم من دون اللہ (مدارک ج ۳ ص ۲۵۰) شفعاء یجیرونهم من عذاب اللہ تعالیٰ کما کانوا یزعمون (روح ج ۲۱ ص ۲۱) امام مقاتل فرماتے ہیں شرکاء سے ملائکہ مراد ہیں جنہیں مشرکین سفارشی سمجھتے تھے۔ وقال مقاتل الملائکۃ علیہم السلام (روح) **۱۳** کے

تخویف اخروی ۱۲

الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ
گناہ گار اور نہ ہوں گے ان کے شریکوں میں کوئی ان کے
شُفَعٰٓؤُا وَكَانُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَيَوْمَ
سفارش کرنے والے اور وہ ہو جائیں گے اپنے شریکوں سے منکر ۱۲ ف اور جس دن
تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَمَّا
قائم ہوگی قیامت اس دن لوگ ہوں گے قسم قسم ۱۳ سو جو
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ
لوگ یقین لائے اور کئے بھلے کام سو وہ
رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ
باغ میں ہوں گے ان کی آؤ بھگت ہوگی اور جو منکر ہوئے اور
كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ
جھٹلائیں ہماری باتیں اور ملنا پچھلے گھر کا سو وہ

فا فصیحہ ۱۲

فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ
عذاب میں پکڑے آئیں گے سو پاک اللہ کی یاد کرو ۱۴
تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَلَهُ الْحَمْدُ
جب شام کرو اور جب صبح کرو اور اسی کی خوبی ہے
فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ
آسمان میں اور زمین میں اور پچھلے وقت اور جب
تُظْهِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ
دوپہر ہو ف ۲ نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے ۱۵ اور نکالتا ہے
الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ط
مردہ کو زندہ سے اور زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مرنے کے پیچھے

حشر پر دوسری عقلی دلیل ۱۲

موضح قرآن ف ۱ یعنی جن کو اللہ کا شریک بناتے تھے۔ ف ۲ یعنی پاک اللہ کو یاد کرو اور اس کی خوبی آسمان و زمین میں ہو رہی ہے اِن چار وقتوں پر یاد کرو صبح کی نماز اور شام کی اس میں مغرب اور عشاء آ چکیں اور پچھلے وقت عصر اور دوپہر ظہر۔

فتح الرحمن ف ۱ مراد آنست کہ در ہر وقتی ازین اوقات دلائل تنزیہ او از رزائل واتصاف او بفضائل متجدد میگردد پس مامور شدند صلوات ۱۲۔

دن جب مشرکین اپنے خود ساختہ سفارشیوں کی امداد سے مایوس ہو کر حقیقت حال پر آگاہ ہو جائیں گے تو معبودانِ باطلہ کی الوہیت کا انکار کریں گے۔ بشرکآءھم
کافرین ای بآلھتھم وشرکتھم حیث یئسوا منھم ووقفوا علی کنہ امرھم (روح ج ۲۱ ص ۲۵) ۱۴ یہ قیامت کے دن مومنوں اور کافروں کے انجام
کی تفصیل ہے یَتَفَرَّقُوْنَ یعنی اہل جنت اور اہل جہنم جدا جدا ہو جائیں گے۔ ای یتمیز اھل الجنۃ من اھل النار (خازن ومعالم ج ۵ ص ۱۶۹) فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ
بشارت اخروی ہے اس میں ایمان والوں کے انجام کا ذکر ہے کہ وہ جنت میں انعام و اکرام سے نوازے جائیں گے اور وہاں خوش و خرم رہیں گے۔ وَاَمَّا الَّذِیْنَ

ع ۲ ۵

وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ
اور اسی طرح تم نکالے جاؤ گے ف۱ اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے ۵۱ کہ تم کو بنایا
مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَ
مٹی سے پھر اب تم انسان ہو زمین پر پھیلے پڑے اور
مِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا
اس کی نشانیوں سے ہے یہ کہ بنا دیئے تمہارے واسطے تمہاری قسم سے جوڑے
لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ
کہ چین سے رہو ان کے پاس اور رکھا تمہارے بیچ میں پیار اور مہربانی
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمِنْ
البتہ اس میں بہت پتے کی باتیں ہیں ان کیلئے جو دھیان کرتے ہیں ف۲ اور اس
اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ
کی نشانیوں میں سے ہے آسمان اور زمین کا بنانا ۵۳ اور طرح طرح کی
اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
بولیاں تمہاری اور رنگ اس میں بہت نشانیاں ہیں
لِّلْعٰلِمِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَ
سمجھنے والوں کو ف۳ اور اس کی نشانیوں سے ہے تمہارا سونا رات اور
النَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
دن میں اور تلاش کرنا اس کے فضل سے اس میں بہت
لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ
پتے ہیں ان کو جو سنتے ہیں ف۴ اور اس کی نشانیوں سے ہے یہ دکھلاتا ہے تمکو
الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً
بجلی ۵۵ ڈر اور امید کے لئے اور اتارتا ہے آسمان سے پانی

ما توحید پر پہلی عقلی دلیل ۱۲
ما دوسری عقلی دلیل
ما تیسری عقلی دلیل ۱۲
ما چوتھی عقلی دلیل
ما پانچویں عقلی دلیل

کَفَرُوْا الخ یہ تخویف اخروی ہے اس میں منکرینِ توحید اور جاحدین آخرت کا انجام مذکور ہے کہ وہ عذاب جہنم میں مبتلا کئے جائیں گے۔ ۱۵ فاء فصیحہ ہے اور یہ ابتدائے سورت سے متعلق ہے یعنی اللہ تعالیٰ توحید کی وجہ سے تمہیں کفار پر غلبہ ضرور عطا کرے گا لہٰذا تم اللہ تعالیٰ کو شریکوں سے پاک سمجھو اور پنجوقتہ نمازوں میں اس کی تسبیح و تقدیس بیان کرو۔ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ اگرچہ لفظاً جملہ انشائیہ ہے کیونکہ اصل میں فَسَبِّحُوْا سُبْحَانًا تھا لیکن معنیٰ خبریہ ہے بقرینہ وَلَهُ الْحَمْدُ الخ اور مطلب یہ ہوگا کہ دلائل مذکورہ کی وجہ سے ان اوقات میں شرک سے اللہ تعالیٰ کی تنزیہ و تقدیس ظاہر ہو رہی ہے یا یہ دونوں جملے ہی انشائیہ ہیں فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ کا انشائیہ ہونا تو ظاہر ہے اور جملہ لَهُ الْحَمْدُ اگرچہ لفظاً خبر ہے لیکن معنیً انشاء ہے کیونکہ اسے زمین و آسمان کے باسیوں کو اللہ کی حمد و ثنا کرنے کا حکم دینا مقصود ہے۔ لہ الحمد وان کانت خبریۃ الا ان الاخبار بثبوت الحمد لہ تعالیٰ ووجوبہ علی الممیزین من اھل السمٰوات والارض فی معنی الامر بہ علی ابلغ وجہ فکانہ قیل فسبحوا اللہ تعالیٰ تسبیحہ اللائق بہ سبحانہ فی ھٰذہ الاوقات واحمدوہ (روح ج ۲۱ ص ۲۸) مفسرین کرام کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اس آیت میں پانچوں نمازیں مذکور ہیں اور حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ قرآن مجید میں پانچوں نمازوں کا یکجا ذکر صرف اسی جگہ ہے۔ اتفق المفسرون علی ان الخمس داخلۃ فی ھٰذہ الاٰیۃ وعن ابن عباس ما ذکرت الخمس الا فیھا (بحر ج ۷ ص ۱۶۶) حِیْنَ تُمْسُوْنَ میں مغرب اور عشاء، حِیْنَ تُصْبِحُوْنَ میں صبح، عَشِیًّا میں عصر اور حِیْنَ تُظْهِرُوْنَ میں ظہر کی نماز کا ذکر ہے۔ (بحر، مدارک، روح وغیرہ) سورۂ عنکبوت میں
وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ (ع ۵) فرمایا تھا ان آیتوں میں اس کی تفصیل فرما دی۔ یہاں یہ شبہہ کیا جاتا ہے کہ ان آیتوں میں نماز کا تو کوئی ذکر ہی نہیں تو اس کا جواب یہ ہے

موضح قرآن

ف۱ یعنی مٹی مردہ سے جیتے جاندار ف۲ حق تعالیٰ نے درخت کی نسل ایک سے چلائی اور جانور کی دو سے، پھر بعضے جانور کا جوڑا مقرر نہیں اور بعضوں کا مقرر ہے انسان کو جوڑا مقرر ٹھہرایا اس میں نسل کے سوا انسیت اور چین ہے اور پیار اور محبت تا جہان کی بستی ہو جو کوئی جوڑا مقرر نہ کرے یعنی زنا کرے نکاح نہ کرے وہ انسان سے حیوان ہوا۔ ف۳ سب انسان ایک ماں باپ سے بنائے ملاکر بسائے پھر جدا بولیاں کر دیں ایک ملک کا آدمی دوسرے ملک میں جیسے جانور۔ ف۴ دو حالتیں بدلتی ہیں سویا تو پتھر کی طرح اور تلاش میں لگا تو ایسا ہوشیار کوئی نہیں اصل تو رات ہے سونے کو اور دن تلاش کو پھر دونوں وقت دونوں کام ہوتے ہیں، نشانیاں ہیں سننے والوں کو کہ اپنے سونے کا احوال نظر نہیں آتا لوگوں کی زبانی سنتے ہیں۔

کہ یہاں تسبیح سے نماز ہی مراد ہے کیونکہ نماز اول سے آخر تک قولاً و فعلاً اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس پر مشتمل ہے اسی لئے قرآن میں اکثر نماز کو تسبیح سے تعبیر کیا گیا ہے مثلاً وَ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا (احزاب ع۶) وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ غُرُوْبِهَا (طٰہٰ) سورہ عنکبوت میں اَقِمِ الصَّلٰوةَ کی تعبیر اختیار کی گئی اور یہاں فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ الخ سے اس مضمون کو ادا کیا گیا۔ وَ لَهُ الْحَمْدُ الخ یعنی زمین و آسمان میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے جو تمام صفاتِ کارسازی سے متصف ہے اور ان صفات میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ **۱۶** یہ بھی بعث و نشور پر عقلی دلیل ہے یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ بے جان سے جاندار کو اور جاندار سے بے جان کو پیدا کر سکتا ہے اور خشک زمین کو زندہ اور زرخیز بنا دیتا ہے اسی طرح وہ انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ اس سورت کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے وعدہ فرمایا کہ وہ توحید پر قائم رہیں آخر اللہ تعالیٰ ان کو مشرکین پر غلبہ عطا کرے گا۔ مسلمانوں کا مشرکین پر غلبہ جہاں ایمان والوں کے لئے خوشی کا باعث ہوگا وہ مشرکین کے حق میں عذاب خداوندی ہوگا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے دونوں فریقوں کی بھلائی کے لئے آگے توحید پر تیرہ عقلی دلیلیں ذکر کیں تاکہ مسئلہ خوب واضح ہو جائے۔ مسلمانوں کی بھلائی یہ ہے کہ وہ اس مسئلہ کو خوب اچھی طرح سمجھ لیں اور اس پر قائم رہیں کیونکہ ان کو غلبہ اسی کی بدولت حاصل ہوگا۔ مشرکین کی بھلائی یہ ہے کہ تیرہ دلائلِ عقلیہ کے ساتھ اس مسئلہ کو خوب واضح کر دیا گیا ہے تاکہ کسی شک و شبہہ کی گنجائش باقی نہ رہے اور وہ اس مسئلہ کو سمجھ کر مان لیں اور اللہ کے عذاب سے بچ جائیں۔ **۱۷** یہ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے جدِ اعلیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا فرمایا پھر ان سے ان کی اولاد کا سلسلہ جاری کیا اور ان کو زمین میں آباد کیا۔ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ الخ یہ دوسری عقلی دلیل ہے۔ مِنْ اَنْفُسِكُمْ ای من شکل انفسکم و جنسها (مدارک ج ۳ ص ۲۰۶) یعنی تمہاری جنس میں سے اور انسانی شکل و صورت میں تمہاری بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان کے ساتھ سکون و راحت حاصل کرو اور رشتۂ ازدواج کی بنا پر تمہارے درمیان محبت و شفقت کے تعلقات پیدا کر دیئے۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ الخ بشر کو مٹی سے پیدا کرنے، اس کی نسل پھیلانے، اس کی جنس سے اس کا جوڑا پیدا کرنے اور زوجین کے درمیان محبت و الفت ڈالنے میں غور و فکر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی قدرت و عظمت کے دلائل نظر آئیں گے۔ **۱۸** یہ تیسری عقلی دلیل ہے۔ آسمانوں اور زمین کی پیدائش، اور دنیا کے مختلف خطوں میں بسنے والے انسانوں کی زبانوں اور ان کے رنگوں کا اختلاف بھی دلائل قدرت میں سے ایک بہت بڑی دلیل ہے۔ علم والوں کے لئے اس میں عبرت کا بہت سامان ہے۔ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ الخ یہ چوتھی عقلی دلیل ہے تم دن اور رات میں آرام و راحت کے لئے نیند بھی کرتے ہو اور ان اوقات میں اپنی روزی بھی تلاش کرتے ہو۔ غور سے سننے والوں کے لئے اس میں اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور کارسازی کے دلائل موجود ہیں۔ یہ تمام انعامات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں لہٰذا اس کا شکر ادا کرنا، اسی کو کارساز

فَيُحْيِ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

پھر زندہ کرتا ہے اس سے زمین کو مر گئے پیچھے اس میں بہت پتے ہیں

لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ

ان کے لئے جو سوچتے ہیں اور اس کی نشانیوں سے ہے یہ کہ کھڑا ہے آسمان ن

وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ؕ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۖ مِّنَ

اور زمین اس کے حکم سے پھر جب پکارے گا تم کو ایک بار زمین

الْاَرْضِ ۖ اِذَاۤ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَلَهٗ مَنْ فِي

میں سے اسی وقت تم نکل پڑو گے اور اسی کا ہے جو کوئی ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَهُوَ

آسمان اور زمین میں سب اس کے حکم کے تابع ہیں اور وہی ہے

الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ؕ

جو پہلی بار بناتا ہے پھر اس کو دہرائے گا اور وہ آسان ہے اس پر

وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ

اور اس کی شان سب سے اوپر ہے آسمان اور زمین میں اور وہی ہے

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۷﴾ ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ؕ

زبردست حکمتوں والا بتلائی تم کو ایک مثل تمہارے اندر سے

هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ

دیکھو جو تمہارے ہاتھ کے مال ہیں ان میں ہیں کوئی ساجھی تمہارے

فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ

ہماری دی ہوئی روزی میں کہ تم سب اس میں برابر رہو خطرہ رکھو ان کا

كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ

جیسے خطرہ رکھو اپنوں کا یوں کھول کر بیان کرتے ہیں ہم نشانیاں ان لوگوں کو

موضح قرآن ف معلوم ہوتا ہے کہ آسمان کھڑا ہے اس میں تارے چلتے ہیں جس کو اور جگہ فرمایا تیرتے ہیں۔ ف۲ یعنی آسمان کے لوگ نہ کھاویں، نہ پیویں، نہ حاجت بشری رکھیں سوائے بندگی کے کچھ کام نہیں اور زمین کے لوگ سب چیز میں آلودہ، پس اللہ کی صفت نہ ان سے ملے نہ اُن سے اور وہ پاک ذات ہے۔

سمجھ کر حاجات میں پکارنا بندوں پر فرض ہے۔ **۱۹** یہ توحید پر پانچویں عقلی دلیل ہے۔ خَوْفًا وَّطَمَعًا دونوں یُرِیْکُمُ کے مفعول لہ ہیں ای لالقاء الخوف و الطمع یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں بادلوں کی چمک دکھاتا ہے جس سے تمہارے دلوں میں خوف و امید کے ملے جلے جذبات رونما ہو جاتے ہیں۔ ایک طرف بجلی گرنے کا ڈر ہوتا ہے اور دوسری طرف بارانِ رحمت کے نزول کی امید ہوتی ہے۔ خوفا من الصاعقة وطمعاً فی الغیث (مدارک ج ۳ ص ۲۰۰) پھر آسمان سے بارانِ رحمت نازل فرما کر بنجر اور ناکارہ زمین کو زندہ اور زرخیز بنا دیتا ہے۔ عقل و فہم والوں کے لئے اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت و عظمت کے بے شمار دلائل موجود ہیں۔ یہاں جو دلائل مذکور ہوئے وہ اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف تنزل کے طور پر مذکور ہوئے کیونکہ سب سے اعلیٰ درجہ گہرے غور و فکر کا ہے، اس کے بعد علم بلا تفکیر کا درجہ ہے، اس کے بعد سماع کا درجہ ہے اور اس کے بعد عقل یعنی حواس کی درستگی کا درجہ ہے۔ الفکر اعلیٰ والمتفکرون قلیلون وادنیٰ منہ العالمون وادنیٰ منه الفہم بمجرد السماع وادنیٰ منه العقل وعدم الجنون کما قال العارف الرومی رح ؎

فکر آن باشد بکشاید رہے
راہ آن باشد کہ پیش آید شہے

یعنی فکر وہی ہے جس سے توحید کی راہ کھلے اور راہ وہی سیدھی ہے جو اللہ تعالیٰ تک پہنچائے۔ قالہ الشیخ قدس سرہٗ۔ **۲۰** یہ توحید پر چھٹی عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی عظمت و وحدانیت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ سارا نظام کائنات اسی کے حکم سے قائم ہے۔ اور دنیا کی میعاد ختم ہونے کے بعد قیامت کے دن جب وہ تمہیں بلائے گا یعنی اس کے حکم سے جب اسرافیل ؑ صور پھونکے گا تو تم سب زندہ ہو کر قبروں سے باہر نکل آؤ گے۔ وَلَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ الخ یہ ساتویں عقلی دلیل ہے۔ زمین و آسمان کی تمام مخلوق کا وہی خالق و مالک ہے اور تمام جن و انس انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ کرام سب اس کے مطیع و فرمانبردار ہیں اور سب خالصۃً اسی کو کارساز سمجھ کر پکارتے ہیں لہٰذا وہی سب کا کارساز اور حاجت روا ہے۔ قٰنِتُوْنَ مخلصون (روح) کائنات کا ذرہ ذرہ اس کی وحدانیت کی گواہی دے رہا ہے۔ قانتون قائمون بالشهادة

يَعْقِلُوْنَ ﴿٢٨﴾ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ
جو سمجھتے ہیں ف۱ ف۲ بلکہ چلتے ہیں ف۳ یہ بے انصاف اپنی خواہشوں پر
بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَا
بن سمجھے سو کون سمجھائے جس کو اللہ نے بھٹکایا اور کوئی نہیں
لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿٢٩﴾ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ
ان کا مددگار سو تو سیدھا رکھ اپنا منہ دین پر ف۲۱
حَنِيْفًا ۭ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۭ
ایک طرف کا ہو کر وہی تراش اللہ کی جس پر تراشا لوگوں کو
لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۤ ۙ وَلٰكِنَّ
بدلنا نہیں اللہ کے بنائے ہوئے کو یہی ہے دین سیدھا ولیکن
اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٠﴾ ڎ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَ
اکثر لوگ نہیں سمجھتے ف۳ سب رجوع ہو کر اس کی طرف ف۲۲ ف۴
﴿٣١﴾ اتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ
اس سے ڈرتے رہو اور قائم رکھو نماز اور مت ہو شرک کرنے والوں میں ف۳
مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ۭ كُلُّ
جنہوں نے پھوٹ ڈالی اپنے دین میں اور ہو گئے ان میں بہت فرقے ہر
حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿٣٢﴾ وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ
فرقہ جو اس کے پاس ہے اس پر فریفتہ ہے اور جب پہنچے ف۲۴ لوگوں کو
ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ
کچھ سختی تو پکاریں اپنے رب کو اس کی طرف رجوع ہو کر پھر جہاں چکھائی ان کو
مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿٣٣﴾ ۙ
اپنی طرف سے کچھ مہربانی اسی وقت ایک جماعت ان میں اپنے رب کا شریک لگی بتانے ف۵

موضح قرآن

ف۱ یعنی تم جھوٹے مالک ہو لونڈی غلام کے سب روزی کھاتے ہو اللہ کی پھر بھی برابر ساجھی نہیں ہو سکتے تمہارے جیسے اپنے بھائی بند اور تم کو کچھ پرواہ نہیں کہ مرضی لے کر کام کرو تو وہ سچا مالک کیا پرواہ رکھے اپنے غلام کی جس کو اس کا ساجھی گنتے ہو۔ **ف۲** یعنی اللہ سب کا حاکم مالک سب سے نرالا کوئی اس کے برابر نہیں کسی کا زور اس پر نہیں یہ باتیں سب جانتے ہیں اس پر چلنا چاہئے، ایسا ہی کسی کی جان مال کو ستانا ناموس میں عیب لگانا ہر کوئی برا جانتا ہے ایسا ہی اللہ کو یاد کرنا، غریب پر ترس کھانا، حق پورا دینا، دغا نہ کرنا، ہر کوئی اچھا جانتا ہے اس پر چلنا وہی دین سچا ہے ان چیزوں کا بند و بست پیغمبروں کی زبان سے اللہ نے سکھا دیا۔ **ف۳** یعنی اصل دین پکڑو اس کی طرف رجوع ہو کر اگر اصلاح دنیا کے واسطے یہ کام کئے تو دین درست نہ ہوا۔ **ف۴** یعنی جیسے بھلے کام ہر انسان کی جبلّت پہچانتی ہے اللہ کی طرف رجوع ہونا بھی ہر ایک کی جبلّت جانتی ہے ڈر کے وقت کھل جاتا ہے۔

فتح الرحمٰن **ف۱** حاصل مثل آنست کہ مملوک با مالک برابر نمیشود پس مملوک خدا را شریک او نتوان گفت ۱۲۔

علی وحدانیتہ تعالیٰ کما قال الشاعر ﴿وفی کل شیء لہ ایۃ تدل علی انہ واحد﴾ ۲۱ یہ توحید پر آٹھویں عقلی دلیل ہے۔ ساری کائنات کو ابتداءً اسی نے پیدا کیا اور وہی دوبارہ مخلوق کو زندہ کرے گا یہ اس کے لئے بہت ہی آسان ہے۔ جو اللہ ایسا قادر و متصرف ہے وہی کارساز اور برکات دہندہ ہے۔ ولہ المثل الاعلیٰ الخ سب سے بڑی صفت یعنی وحدانیت اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے۔ وہ ذات و صفات میں متفرد اور یگانہ ہے اور زمین و آسمان میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ عن مجاھد المثل الاعلیٰ قول لا الٰہ الا اللہ ولہ الوصف بالوحدانیۃ (بحر ج ۷ ص ۱۷۰) عن قتادہ و مجاھد ان المثل الاعلیٰ لا الٰہ الا اللہ ولعلھما ارادا بذلک الوحدانیۃ فی ذاتہ تعالیٰ وصفاتہ سبحانہ (روح ج ۲۱ ص ۳۶) وھو العزیز الحکیم۔ اس کی قدرت کاملہ تمام ممکنات پر حاوی اور اس کا علم محیط تمام موجودات کو شامل ہے۔ ۲۲ یہ معبود برحق اور معبود باطل کی تمثیل ہے جس سے شرک کا بطلان واضح ہوتا ہے۔ من انفسکم یعنی یہ تمثیل تمہارے ہی احوال سے منتزع ہے (ضرب لکم مثلا) یتبین بہ بطلان الشرک (من انفسکم) ای منتزعا من احوالھا التی ھی اقرب الامور الیکم واعرفھا (روح ج ۲۱ ص ۳۷) کخیفتکم انفسکم میں انفسکم سے اپنی جنس کے آزاد لوگ مراد ہیں مثل خیفتکم من ھو من نوعکم من الاحرار المساھمین لکم (روح) حاصل تمثیل یہ ہے کہ ہم نے تمہیں جو اموال و املاک عطا کئے ہیں ان میں تم اپنے غلاموں کو شریک کر کے ان کو اپنے برابر کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہو یہاں تک کہ وہ ملک و تصرف میں دیگر آزاد لوگوں کی سطح پر آجائیں اور انہیں بھی وہی شوکت و ہیبت حاصل ہوجائے جو تمہاری سطح کے لوگوں کو حاصل ہے۔ اسی طرح اللہ کے نیک بندے، اولیاء کرام، انبیاء اور ملائکہ علیہم السلام بھی اللہ تعالیٰ کے غلام اور اس کے عبید ہیں اس لئے یہ ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی صفات الوہیت میں انہیں شریک کرلے یا اپنے بعض اختیارات انہیں سونپ دے۔ فاذا لم ترضوا بذلک لانفسکم فکیف ترضون لرب الارباب و مالک الاحرار والعبید ان تجعلوا بعض عبیدہ لہ شرکاء (مدارک ج ۳ ص ۲۰۵) قال ابن عباس تخافونھم ان یرثوکم کما یرث بعضکم بعضا فاذا لم تخافوا ھذا من ممالیککم ولم ترضوا ذلک لانفسکم فکیف رضیتم ان تکون الھتکم التی تعبدونھا شرکائی وھم عبیدی (معالم و خازن ج ۵ ص ۱۷۲) ۲۳ یہ ماقبل سے اضراب ہے یعنی اس قدر دلائل کے بعد مسئلہ توحید میں شک و شبہہ کی کوئی گنجائش نہیں لیکن اس کے باوجود مشرکین ان میں غور و فکر نہیں کرتے بلکہ خواہشات نفسانیہ کی پیروی کرتے ہوئے بلا دلیل و حجت اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ الذین ظلموا سے مشرکین مراد ہیں والذین ظلموا ھم المشرکون (بحر ج ۷ ص ۱۷۱) ان معاندین کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے اور ان سے توفیق ہدایت سلب کرلی گئی ہے اس لئے اب انہیں کوئی بھی راہ راست پر نہیں لاسکتا اور نہ ان کو اللہ کے عذاب سے کوئی بچا سکتا ہے۔ فمن یھدی الخ استفہام انکاری ہے۔ ای لا یقدر علی ھدایتہ احد (ابو السعود ج ۶ ص ۲۲۷) ۲۴ فا فصیحہ ہے، خطاب واحد براہ راست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لیکن معنیً عام ہے حضور علیہ السلام اور تمام مؤمنین کو شامل ہے۔ اس میں توحید پر قائم رہنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہ مذکورہ بالا بیان دلائل اور تمثیل پر مرتب ہے۔ نیز ابتدائے سورت میں مذکورہ وعدۂ نصرت سے متعلق ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی فتح و نصرت اس پر موقوف ہے کہ تم توحید پر قائم رہو اور اس کی خاطر مصائب برداشت کرو۔ اب مسئلہ توحید کو براہین و بینات سے مزید واضح کردیا گیا ہے لیکن مشرکین پھر بھی حد سے تجاوز کر رہے ہیں اور شرک میں منہمک ہیں حق واضح ہوچکا اور توحید دلائل سے ثابت ہوچکی لہٰذا آپ تمام باطل ادیان سے منہ موڑ کر توحید پر قائم رہیں۔ اذا تبین الحق وظہرت الوحدانیۃ فاقم الخ (نیسا پوری) یہ مسئلہ توحید فطری دین ہے جس پر اللہ نے تمام انسانوں کو پیدا فرمایا۔ اس لئے اللہ کی فطرت کو مت بدلو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔ یہ توحید ہی دین قیم اور صراط مستقیم ہے لیکن اکثر لوگ اس حقیقت سے جاہل اور بے خبر ہیں۔ فاقم وجھک الخ یہ دین توحید پر قائم رہنے اور اپنی توجہ کو اس پر مرکوز کرنے سے کنایہ ہے۔ والمراد الاقبال علی دین الاسلام والاستقامۃ والثبات علیہ (روح ج ۲۱ ص ۳۹) حنیفا۔ فاقم کی ضمیر فاعل سے حال ہے۔ فطرت اللہ فعل مقدر کا مفعول ہے۔ ای الزموا فطرت اللہ (مدارک ج ۳ ص ۲۰۵) فطرت اللہ سے اللہ کی توحید مراد ہے جس کی قابلیت و استعداد اللہ تعالیٰ نے ہر بچے کی فطرت اور خلقت میں ودیعت فرمائی جیسا کہ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کل مولود یولد علی الفطرۃ اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ یہاں فطرت اللہ کو الدین القیم فرمایا اور سورۂ یوسف میں فرمایا ان الحکم الا للہ ط امر ان لا تعبدوا الا ایاہ ط ذلک الدین القیم (یوسف ع ۵)۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہاں فطرۃ اللہ سے دین توحید، اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت اور پکار ہی مراد ہے۔ المعنی انہ خلقھم قابلین للتوحید والاسلام (مدارک ج ۳ ص ۲۰۵) ای الزموا فطرۃ اللہ وھی التوحید (کبیر ج ۶ ص ۴۱۵) لا تبدیل لخلق اللہ۔ اللہ تعالیٰ کا یہ دین توحید اٹل ہے اس میں آج تک تبدیلی نہ ہوئی نہ آئندہ ہوگی۔ یا نفی بمعنی نہی ہے یعنی اللہ کے دین توحید کو مت بدلو وقیل ھو نفی معناہ النھی ای لا تبدلوا ذلک الدین (بحر ج ۷ ص ۱۷۲) الزموا فطرۃ اللہ ولا تبدلوا التوحید بالشرک (خازن و معالم ج ۵ ص ۱۷۳) ۲۵ یہ الزموا مقدر کے فاعل سے حال ہے (مدارک) یعنی غیر اللہ سے کٹ کر صرف اللہ کی طرف رجوع کرنے والے اور حاجات میں غائبانہ صرف اسی کو پکارنے والے۔ ای راجعین الیہ تعالیٰ بالتوبۃ واخلاص العمل وقیل ای منقطعین الیہ تعالیٰ (روح ج ۲۱ ص ۴۱) ولا تکونوا من المشرکین یہ منیبین کی تفصیل ہے یعنی حاجات میں صرف اللہ کی طرف رجوع کرو اور اس کی عبادت، دعاء اور پکار میں کسی کو شریک نہ بناؤ۔ بعض لوگوں نے اس کو اقیموا الصلوۃ کے ساتھ متعلق کیا ہے یعنی نماز چھوڑ کر مشرک نہ بنو لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ ترک نماز اگرچہ کبیرہ گناہ ہے لیکن شرک نہیں۔ علامہ ابو السعود فرماتے ہیں ولا تکونوا من المشرکین المبدلین لفطرۃ اللہ تعالیٰ تبدیلا (ابو السعود ج ۶ ص ۲۲۷) یہ اعادۂ جار کے ساتھ المشرکین سے بدل ہے یعنی ان مشرکین کی طرح نہ ہوجاؤ جنہوں نے اپنی خواہشات کے مطابق اپنا اپنا الگ معبود بنا لیا اور پھر ہر فریق اپنے خود ساختہ دین پر خوش اور مطمئن ہے۔ انہوں نے مختلف فرقے بنالئے ہیں لیکن اے ایمان والو! تم توحید پر قائم اور متحد رہنا اور اس میں اختلاف نہ ڈالنا۔ ۲۶ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ اس سے پہلے مومنوں کو پند و نصیحت تھی اب یہاں سے مشرکین پر زجریں ہیں۔ مشرکین کا یہ حال ہے کہ جب ان پر کوئی مصیبت آجاتی ہے تو وہ معبودان باطلہ سے مایوس ہو کر اللہ کی طرف راغب ہوجاتے اور خالص اسی کو پکارنے لگتے ہیں کیونکہ وہ حضور علیہ السلام سے سنتے تھے کہ اگر توحید کی مخالفت کروگے تو اللہ کا عذاب آجائے گا، تو جب ان پر کوئی مصیبت آپڑتی تو سمجھتے شاید یہ اللہ کا

عذاب ہے اس لئے اس وقت خالصۃً اللہ کو پکارنے لگتے۔ ثم اذا الخ لیکن اللہ تعالیٰ محض اپنی مہربانی اور رحمت سے انہیں اس مصیبت سے نجات وخلاص دیدیتا ہے تو فوراً شرک کرنے لگتے ہیں اور اپنی نجات اور کامیابی کو غیر اللہ کی طرف منسوب کردیتے ہیں و ذلک بنسبۃ خلاصھم الی غیرہ تعالیٰ من صنم او کوکب او نحو ذلک من المخلوقات (روح ج ۲۱ ص۴۴) قال ابن عطیۃ ویلحق من ھذہ الالفاظ شیٔ للمؤمنین اذا جاءھم فرج بعد شدۃ علقوا ذلک بمخلوقین الخ (بحر ج ۷ ص ۱۴۳) **۲۷** لام بمعنی کَی ہے یعنی وہ اپنی کامیابی کو غیر اللہ کی طرف منسوب کرکے اللہ کے انعام واحسان کی ناشکری کرتے ہیں۔ اچھا دنیا کی چند روزہ زندگی میں ہماری نعمتوں سے فائدہ اٹھالو اور کفران نعمت

لِيَكْفُرُوا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚ فَتَمَتَّعُوْا ۥ وقفه فَسَوْفَ
کہ منکر ہو جائیں ہمارے دیئے ہوئے سے ۲۷ سو مزے اڑا لو اب آگے
تَعْلَمُوْنَ ۝۳۴ اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ
جان لوگے کیا ہم نے ان پر اتاری ہے کوئی سند سو وہ
يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ ۝۳۵ وَاِذَآ اَذَقْنَا
بول رہی ہے جو یہ شریک بتاتے ہیں اور جب چکھائیں ہم ۲۸
النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ۭ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ
لوگوں کو کچھ مہربانی اس پر پھولے نہیں سماتے اور اگر ان پر آپڑے کچھ برائی
بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ ۝۳۶ اَوَ
اپنے ہاتھوں کے بھیجے ہوئے پر تو آس توڑ بیٹھیں کیا
لَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ
نہیں دیکھ چکے ۲۹ کہ اللہ پھیلا اور ماپ کر دیتا ہے جس کو چاہے
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝۳۷ فَاٰتِ
اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں ف سو تو دے
ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۭ
قرابت والے کو اس کا حق ۳۰ اور محتاج کو اور مسافر کو
ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۡ وَاُولٰۗىِٕكَ
یہ بہتر ہے ان کے لئے جو چاہتے ہیں اللہ کا منہ اور وہی ہیں
هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۳۸ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟
جن کا بھلا ہے اور جو دیتے ہو بیاج پر کہ بڑھتا رہے
فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ
لوگوں کے مال میں سو وہ نہیں بڑھتا اللہ کے یہاں اور جو

منزل ۵

کرلو عنقریب اس کا انجام دیکھ لوگے۔ ام انزلنا الخ ام منقطعہ ہے بمعنی بل والھمزۃ اور استفہام انکاری ہے اور اس میں خطاب سے غیبت کی طرف التفات ہے۔ کیا ان مشرکین کے پاس ہماری طرف سے کوئی دلیل وحجت موجود ہے جس سے شرک کا ثبوت ہوتا ہو؟ ہرگز نہیں ان کے پاس ایسی کوئی دلیل موجود نہیں محض اہواء وظنون کے پیچھے دوڑ رہے ہیں۔ ام بمعنی بل والھمزۃ للاضراب عن الکلام السابق والاستفھام عن الحجۃ استفھام انکار وتوبیخ (بحر) **۲۸** وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ الخ سے مشرکین مراد ہیں یعنی جب ہم لوگوں کو بارش، صحت، وسعت رزق وغیرہ کی صورت میں اپنی رحمت سے بہرہ ور کرتے ہیں تو وہ خوش ہو جاتے ہیں اور اترانے لگتے ہیں۔ لیکن اگر اپنی ہی بداعمالیوں کی وجہ سے کوئی مصیبت آگئی تو اپنے معبودوں سے مایوس ہو گئے کیونکہ ان کے مزعومہ معبود اور کارساز اس مصیبت سے ان کو بچانے میں ناکام رہے۔ **۲۹** یہ توحید پر نویں عقلی دلیل ہے یعنی رزق کی فراخی اور تنگی تو اللہ کے اختیار میں ہے لہذا جب وہ اپنی رحمت سے روزی میں وسعت عطا کرے تو اس کا شکر کرنا چاہئے اور اگر وہ روزی تنگ کردے تو صبر واستقلال کے ساتھ اسی کو پکارنا چاہئے۔ **۳۰** دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر۔ شرک نہ کرو، مذکورہ بالا تفصیلات میں یہی مذکور ہوا۔ ظلم نہ کرو اور احسان کرو یہاں یہ دونوں باتیں مذکور ہیں۔ دوسری صراحۃً اور پہلی ضمناً۔ تمام حقداروں کے حقوق ادا کرو اس کے ضمن میں بے انصافی اور حق تلفی کی ممانعت آگئی۔ ذلک خیر الخ اہل حقوق کے حقوق ادا کرنا ہی ان لوگوں کے حق میں بہتر ہے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہوں گے۔ وما اٰتیتم من ربا الخ دولت کا صحیح مصرف یہ ہے کہ اس میں واجب حقوق پر اسے صرف کیا جائے لیکن لوگوں سے سود پر قرض لینا اور سود ادا کرکے ان کی دولت میں اضافہ کرنا اللہ کی دی ہوئی دولت کا جائز

۱۳ نویں عقلی دلیل

۱۴ دفع عذاب کیلئے امور ثلاثہ کا ذکر

اور صحیح مصرف نہیں۔ اس سے لوگوں کی دولت میں تو ضرور اضافہ ہوگا لیکن اللہ کے وہاں اس میں کوئی خیر وبرکت نہ ہوگی اور نہ اس پر کوئی اجر وثواب مرتب ہوگا۔ وما اٰتیتم من زکوۃ الخ البتہ جو کچھ تم محض اللہ کی رضا کے لئے اللہ کی راہ میں خرچ کروگے اس میں برکت ہوگی اور اس کے اجر وثواب میں کئی گنا اضافہ ہوگا۔ اس آیت کو بعض مفسرین نے مکی اور بعض نے مدنی کہا ہے پہلی صورت میں زکوۃ سے نفلی صدقہ اور دوسری صورت میں اس سے زکوۃ مفروضہ مراد ہوگی۔

موضح قرآن ف یعنی جس کو چاہیئے ماپ دے روزی جس کو چاہے پھیلا دے۔

۳۱ یہ توحید پر دسویں عقلی دلیل ہے۔ تم سب کا خالق و رازق اللہ تعالیٰ ہے اور موت و حیات بھی اسی کے قبضے میں ہے۔ اب تم خود ہی بتاؤ کہ جن برگزیدہ ہستیوں اور اللہ کے جن نیک اور صالح بندوں کو تم نے اللہ کے سوا کارساز سمجھ رکھا ہے کیا ان میں سے کسی ایک نے اس سارے جہان میں کوئی ایک ہی چیز پیدا کی ہے یا پیدا کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ یا کسی کی روزی ان میں سے کسی کے اختیار میں ہے یا کسی کی موت اور زندگی ان میں سے کسی کے قبضہ و تصرف میں ہے؟ ظاہر ہے ان تمام سوالات کا جواب نفی میں ہے مشرکین کا بھی اعتقاد تھا کہ ان کے مزعومہ کارساز ان کاموں میں سے کوئی کام کرنے کی طاقت نہیں رکھتے سبحانہ وتعالیٰ الخ جب یہ صفتیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں تو پھر وہ ہر قسم کے شرک سے پاک ہے، صفات کارسازی اور کمالاتِ الوہیت میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ ۳۲ یہ تخویف دنیوی ہے۔ دنیا میں جو شر و فساد بپا ہوتا ہے اور مصائب و بلیات کے جو طوفان آتے ہیں اس کی وجہ لوگوں کی بداعمالیاں ہیں یہ شرک، یہ معاصی اور یہ عصیان و طغیان ہی دنیا میں سارے فساد کی جڑ ہے (بما کسبت ایدی الناس) بسبب معاصیھم وشرکھم (مدارک ج ۳ ص ۲۱۰)

شرک و معاصی کی وجہ سے گناہوں کا وبال دنیا میں بھی ان پر آتا ہے تاکہ وہ شرک و عصیان سے باز آجائیں۔ ۳۳ یہ تخویف دنیوی ہے۔ شرک و معاصی کے وبال کا انجام دیکھنا ہو تو زمین میں چل پھر کر گذشتہ زمانے کے معاندین کی ہلاکت و تباہی کے آثار دیکھو۔ وہ بھی مشرک ہی تھے اور انہوں نے توحید کا پیغام لانے والوں کو جھٹلایا اور دعوتِ توحید کو قبول نہ کیا تو دنیا ہی میں ان کو ذلت آمیز اور رسواکن عذاب سے ہلاک کر دیا گیا۔ ۳۴ یہ پہلے فاقم وجھک الخ کے مضمون کا اعادہ اور اس کی تاکید ہے۔ قیامت کا دن جو لامحالہ آکر رہے گا اور کسی کے روکے سے رک نہیں سکے گا اس کی آمد سے پہلے توحید پر قائم ہو جاؤ۔ دنیا میں توحید کو مان لینا آخرت میں فائدہ دے گا لیکن آخرت کا ایمان و یقین بے سود ہوگا۔ یومئذ یصدعون وہاں تو مومنوں اور مشرکوں کو الگ الگ کر دیا جائے گا فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر من کفر فعلیہ الخ یہ تخویف اخروی ہے جس نے دنیا میں کفر و شرک اختیار کیا آخرت میں اس کا وبال اسی پر پڑے گا۔ ومن عمل صالحا (الخ)۔ یہ بشارت اخروی ہے اور جن لوگوں نے دنیا میں توحید کو مان لیا اور اعمال صالحہ بجالائے وہ اپنی ہی آخرت سنوار رہے ہیں۔ لیجزی الذین الخ یہ ماقبل کی علت ہے۔ وہ نیک عمل اس لئے کرتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان کو آخرت میں ثواب جمیل اور جزائے جزیل عطا فرمائے۔

وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ
دیتے ہو پاک دل سے چاہ کر رضامندی اللہ کی سو یہ وہی ہیں
هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ﴿۳۹﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ
جن کے دونے ہوئے ف۱ اللہ وہی ہے جس نے تم کو بنایا ۳۱ پھر
رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ
تم کو روزی دی پھر تم کو مارتا ہے پھر تم کو جلائے گا کوئی ہے
شُرَكَاۗىِٕكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ سُبْحٰنَهٗ
تمہارے شریکوں میں جو کر سکے ان کاموں میں سے ایک کام وہ نرالا ہے
وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۴۰﴾ ع ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ
اور بہت اوپر ہے اس سے کہ شریک بتلاتے ہیں پھیل پڑی ہے ۳۲ خرابی جنگل میں
وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ
اور دریا میں لوگوں کے ہاتھوں کی کمائی سے چکھانا چاہیے ان کو
بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۴۱﴾ قُلْ
کچھ مزہ ان کے کام کا تاکہ وہ پھر آئیں ف۲ تو کہہ
سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
پھرو ۳۳ ملک میں تو دیکھو کیسا ہوا انجام
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلُ ۭ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ ﴿۴۲﴾
پہلوں کا بہت ان میں تھے شرک کرنے والے
فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ
سو تو سیدھا رکھ ۳۴ اپنا منہ سیدھی راہ پر اس سے پہلے کہ آ پہنچے
يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَىِٕذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ ﴿۴۳﴾
وہ دن جس کو پھرنا نہیں اللہ کی طرف سے اس دن لوگ جدا جدا ہوں گے ف۳

ع ۴

۳۱ دسویں عقلی دلیل

۳۲ تخویف دنیوی

۳۳ تخویف دنیوی

انہ لایحب الکافرین اس کی رضا و محبت صرف ایمان والوں کے لئے ہے کافر و مشرک اس کے غضب و سخط کے مستحق اور اس کی محبت سے محروم ہیں۔

موضح قرآن ف۱ یعنی کفر اور ظلم پھیل پڑا ہے زمین میں اور جہازوں میں لوٹ مار ہر طرف اس کا وبال پڑا چاہیے سارا تو آخرت میں ہے پر کچھ یہاں بھی شاید ڈر کر راہ پر آویں۔ ف۲ یعنی دین کا غلبہ ہو اور سزا پانے والے الگ ہوں اور مقبول اللہ کے الگ۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید مالی راکہ بشرط زیادت مید ہند ربا نام نہادہ شد واللہ اعلم ۱۲ ف۲ یعنی قحط و غرق و سائر مصائب جزاء عمل بنی آدم می باشد ۱۲۔

۳۵ف یہ توحید پر گیارہویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت وعظمت اور اس کی وحدانیت کہ ایک دلیل یہ بھی ہے کہ وہ بارانِ رحمت کی خوشخبری لانے والی ہوائیں چلاتا ہے اور
بارانِ رحمت سے سرسبز و شاداب اور لہلہاتے کھیت اگاتا ہے۔ اللہ کے حکم سے ہوا بادبانی کشتیوں کو اِدھر سے اُدھر لیجاتی ہے جس سے ہم آسانی سے سفر کرتے ہیں اور تجارتی سفر دں
میں نفع کماتے ہیں۔ یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور اس کے ساتھ شرک نہ کریں۔ **۳۶ف** یہ مشرکین کے لئے تخویف دنیوی ہے، مؤمنین کے لئے بشارت
دنیوی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
لئے تسلی ہے۔ مشرکین مکہ نے آپ کے ساتھ
عناد و تکذیب کا جو رویہ اختیار کر رکھا ہے
یہ کوئی نئی بات نہیں۔ آپ سے پہلے بھی جو
انبیاء ورسل علیہم السلام دلائل و بینات لے
کر اپنی قوموں کے پاس گئے ان کے ساتھ
ان کی اقوام نے بھی یہی سلوک کیا آخر ہم
نے مجرمین کو ہلاک کر دیا اور ایمان والوں کو
بچا لیا وکان حقا علینا نصر المؤمنین
یہ وعدۂ نصرت کا اعادہ ہے جس کا ابتدائے
سورت میں وعد اللہ لا یخلف اللہ
وعدہ سے ذکر کیا گیا۔ یعنی میرا وعدہ
ہے کہ اگر تم توحید پر قائم رہو گے اور
اس کی خاطر مصائب کا مقابلہ کرتے رہو
گے تو میں تمہیں فتح دوں گا۔ ایمان
والوں کی امداد و نصرت تو ہم نے محض اپنے
فضل سے اپنے ذمے لے رکھی ہے اس
لئے آخر مشرکین مکہ مغلوب ہوں گے اور
آپ کو ان پر غلبہ حاصل ہوگا۔ **۳۷ف**
یہ توحید پر بارہویں عقلی دلیل ہے۔ اور دلیل
مذکور کے ایک جزو کی تفصیل ہے۔ اللہ تعالیٰ
ہوائیں بھیجتا ہے جو بادلوں کو ہانک کر اللہ
کے حکم سے آسمانی فضا میں پھیلا دیتی ہیں اور
بادلوں کے ٹکڑوں کو دنیا کے مختلف خطوں
پر لیجاتی ہیں اور سب دیکھتے ہیں کہ اللہ کی
قدرت سے ان بادلوں کے بیچ میں سے بارش
برس رہی ہے۔ جہاں بارش ہو جاتی ہے
وہاں کے لوگ خوشی سے پھولے نہیں سماتے
وان کانوا الخ مخففہ من المثقلۃ ہے
اور اس کا اسم ضمیر شان مقدر ہے۔ حالانکہ
بارش برسنے سے پہلے وہ ناامید ہو چکے ہوتے ہیں کہ اب بارش نہیں ہوگی، فصلیں تباہ ہو جائیں گی اور مویشی پیاس سے مر جائیں گے۔ من قبلہ کا اعادہ تاکید کے لئے ہے (روح) لیکن
حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں قبلہ کی ضمیر وقت سے کنایہ ہے ای من قبل ھذا الوقت یعنی ان دنوں میں بارش ہونے سے پہلے وہ لوگ مایوس ہو چکے ہوتے ہیں اس
صورت میں تکرار و اعادہ نہیں ہوگا۔

مَنۡ کَفَرَ فَعَلَیۡہِ کُفۡرُہٗ ۚ وَ مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنۡفُسِہِمۡ
جو منکر ہوا سو اس پر پڑے اس کا منکر ہونا اور جو کوئی کرے بھلے کام سو وہ اپنی راہ
یَمۡہَدُوۡنَ ﴿۴۴﴾ لِیَجۡزِیَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا
سنوارتے ہیں تاکہ وہ بدلہ دے ان کو جو یقین لائے اور کام کئے
الصّٰلِحٰتِ مِنۡ فَضۡلِہٖ ؕ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۴۵﴾
بھلے اپنے فضل سے بیشک اس کو نہیں بھاتے انکار والے
وَ مِنۡ اٰیٰتِہٖۤ اَنۡ یُّرۡسِلَ الرِّیَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّ
اور اس کی نشانیوں میں ۳۵ف ایک یہ ہے کہ چلاتا ہے ہوائیں خوشخبری لانے والیاں اور
لِیُذِیۡقَکُمۡ مِّنۡ رَّحۡمَتِہٖ وَ لِتَجۡرِیَ الۡفُلۡکُ
تاکہ چکھائے تم کو کچھ مزہ اپنی مہربانی کا اور تاکہ چلیں جہاز
بِاَمۡرِہٖ وَ لِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِہٖ وَ لَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ ﴿۴۶﴾
اس کے حکم سے اور تاکہ تلاش کرو اس کے فضل سے اور تاکہ تم حق مانو ف۱
وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِکَ رُسُلًا اِلٰی قَوۡمِہِمۡ
اور ہم بھیج چکے ہیں ۳۶ف تجھ سے پہلے کتنے رسول اپنی اپنی قوم کے پاس
فَجَآءُوۡہُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ فَانۡتَقَمۡنَا مِنَ الَّذِیۡنَ اَجۡرَمُوۡا ؕ
سو پہنچے ان کے پاس نشانیاں لے کر پھر بدلہ لیا ہم نے ان سے جو گنہگار تھے
وَ کَانَ حَقًّا عَلَیۡنَا نَصۡرُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۴۷﴾ اَللّٰہُ الَّذِیۡ یُرۡسِلُ
اور حق ہے ہم پر مدد ایمان والوں کی ف۲ اللہ ہے جو ۳۷ف چلاتا ہے
الرِّیٰحَ فَتُثِیۡرُ سَحَابًا فَیَبۡسُطُہٗ فِی السَّمَآءِ کَیۡفَ یَشَآءُ
ہوائیں پھر وہ اٹھاتی ہیں بادل کو پھر پھیلا دیتا ہے اس کو آسمان میں جس طرح چاہے
وَ یَجۡعَلُہٗ کِسَفًا فَتَرَی الۡوَدۡقَ یَخۡرُجُ مِنۡ خِلٰلِہٖ ۚ فَاِذَاۤ
اور رکھتا ہے اس کو تہہ بہ تہہ پھر تو دیکھے مینہ کو کہ نکلتا ہے اس کے بیچ میں سے پھر جب

۳۵ گیارھویں عقلی دلیل
۳۶ تخویف و بشارت
۳۷ بارھویں عقلی دلیل

موضح قرآن ف۱ یعنی باؤ چلنے سے اتنے فائدے ہیں مینہ کی خبر آتی ہے اور جہاز چلتے ہیں۔ ف۲ بیچ میں باؤ کا مذکور اس واسطے کہ جیسے مینہ کی خبر لاتی ہیں بادیں، اسی طرح
دین کے غلبہ کی نشانیاں روشن ہوتی جاتی ہیں۔

۳۸ھ یعنی باران رحمت پر رحمت الٰہی کے جو آثار مرتب ہوتے ہیں انہیں غور سے دیکھو کس طرح خشک اور بنجر زمین کو اس نے حیات نو، رونق اور شادابی عطا فرمائی یہ اس کی قدرت وصنعت اور اس کی عظمت و وحدانیت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ ان ذلک لمحی الموتی جملہ معترضہ ہے یعنی اس دلیل سے جہاں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت ظاہر ہوتی ہے وہاں اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ مردہ زمین کو تازگی اور زندگی عطا کر سکتا ہے وہ قیامت کے دن مُردوں کو بھی دوبارہ زندہ کرے گا۔ وھو علی کل شیئ قدیر۔ یہ ماقبل کے لئے علت ہے وہ چونکہ ہر چیز پر قادر ہے اور اس کی قدرت تمام ممکنات پر حاوی ہے اس لئے وہ حشر و نشر پر قادر ہے۔ ۳۹ھ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ یہ مشرکین کے انتہائی عناد و مکابرہ کا بیان ہے انعامات یاد دلانے سے وہ کب ماننے والے ہیں۔ وہ ضد و عناد میں اس حد تک آگے بڑھ چکے ہیں کہ اگر ہم ان کے سرسبز و شاداب اور لہلہاتے کھیتوں پر کوئی آفت سماوی مثلاً سخت گرم ہوا وغیرہ بھیج دیں اور ان کے دیکھتے ہی دیکھتے ان کے لہلاتے کھیت سوکھ کر زرد ہو جائیں تو بھی وہ کفر و جحود اور انکار و تکذیب پر اڑے رہیں گے اور ان کے دلوں میں تسلیم و انابت کا جذبہ پیدا نہیں ہوگا۔ ۴۰ھ مشرکین کے عناد و مکابرہ کا ذکر کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی کہ ایسے واضح دلائل کے باوجود مشرکین انکار و تکذیب سے باز نہیں آرہے۔ آپ کے انذار و تبلیغ میں کوئی قصور نہیں ان کے دلوں پر ضد و عناد کی وجہ سے مہر جباریت لگ چکی ہے اب وہ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے، اس لئے آپ ان کے نہ ماننے کی وجہ سے غمگین نہ ہوں۔ یہاں مشرکین کے لئے تین تمثیلیں ذکر کی گئی ہیں۔ اول لا تسمع الموتی یہ تو مُردے ہیں اور مُردوں کو آپ کسی طرح بھی اپنی بات نہیں سنوا سکتے دوم ولا تسمع الصم الخ یہ تو بہرے ہیں اور بہرے بھی وہ جو آپ کی طرف متوجہ ہی نہیں ہوتے بلکہ پیٹھ پھیر کر دور جا رہے ہیں بھلا ان کے کانوں میں آپ کی دعوتِ حق کس طرح پہنچے گی۔ سوم وما انت بھدی العمی الخ یہ تو اندھے ہیں اور آپ اندھوں کو ہرگز راستہ نہیں دکھلا سکتے حاصل یہ ہے کہ آپ کا کام تبلیغ و انذار ہے۔ یہ معاندین جو مہر جباریت کی وجہ سے اپنے دل کی حیات اور سمع و بصر کھو چکے ہیں ان کو راہِ راست پر لانا آپ کے بس کی بات نہیں یہ آپ کی دعوت و تبلیغ کا اثر ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ ان تسمع الا من الخ البتہ آپ کی بات صرف وہی لوگ سنیں گے اور اس سے اثر قبول کریں گے جو ہماری آیتوں کو سن کر ان پر یقین کرنے اور ان کے سامنے تسلیم و انقیاد کا جذبہ رکھتے ہوں اور ان کے دلوں میں حق کو تلاش کرنے اور حق کو پا لینے کے بعد اسے تسلیم کرنے کی سچی تڑپ ہو۔

اَصَابَ بِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖۤ اِذَا هُمۡ يَسۡتَبۡشِرُوۡنَ ﴿۴۸﴾
اس کو پہنچتا ہے جس کو کہ چاہتا ہے اپنے بندوں میں تب ہی وہ لگتے ہیں خوشیاں کرنے ف
وَاِنۡ كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ يُّنَزَّلَ عَلَيۡهِمۡ مِّنۡ قَبۡلِهٖ
اور پہلے سے ہو رہے تھے اس کے اترنے سے پہلے ہی
لَمُبۡلِسِيۡنَ ﴿۴۹﴾ فَانۡظُرۡ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحۡمَتِ اللّٰهِ كَيۡفَ
نا امید سو دیکھ لے ۳۸ھ اللہ کی مہربانی کی نشانیاں کیونکر
يُحۡىِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحۡىِ
زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مرگئے پیچھے بے شک وہی ہے مُردوں
الۡمَوۡتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۵۰﴾ وَلَئِنۡ اَرۡسَلۡنَا
کو زندہ کرنے والا اور وہ ہر چیز کر سکتا ہے اور اگر ہم بھیجیں ۳۹ھ
رِيۡحًا فَرَاَوۡهُ مُصۡفَرًّا لَّظَلُّوۡا مِنۡۢ بَعۡدِهٖ يَكۡفُرُوۡنَ ﴿۵۱﴾
ایک ہوا پھر دیکھیں وہ کھیتی کو کہ زرد پڑ گئی تو لگیں اس کے پیچھے ناشکری کرنے ف
فَاِنَّكَ لَا تُسۡمِعُ الۡمَوۡتٰى وَلَا تُسۡمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ
سو تو سُنا نہیں سکتا مُردوں کو اور نہیں سُنا سکتا بہروں کو پکارنا
اِذَا وَلَّوۡا مُدۡبِرِيۡنَ ﴿۵۲﴾ وَمَاۤ اَنۡتَ بِهٰدِ الۡعُمۡىِ عَنۡ ضَلٰلَتِهِمۡ ؕ
جبکہ پھریں پیٹھ دے کر اور نہ تو راہ سجھائے اندھوں کو ان کے بھٹکنے سے
اِنۡ تُسۡمِعُ اِلَّا مَنۡ يُّؤۡمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ ﴿۵۳﴾ ع
تو تو سنائے اسی کو جو یقین لائے ہماری باتوں پر سو وہ مسلمان ہوتے ہیں
اَللّٰهُ الَّذِىۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ ضُعۡفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنۡۢ بَعۡدِ
اللہ ہے جس نے ۴۰ھ بنایا تم کو کمزوری سے پھر دیا کمزوری کے
ضُعۡفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنۡۢ بَعۡدِ قُوَّةٍ ضُعۡفًا وَّشَيۡبَةً ؕ
پیچھے زور پھر دے گا زور کے پیچھے کمزوری اور سفید بال

رکوع ۵
۸

موضح قرآن ف پھیلاتا ہے جس طرح چاہے پہلے کسی طرف پیچھے کسی طرف، اسی طرح دین بھی پھیلا۔ ف۲ غرض کے ساتھ ہے شکر اور ناشکری اور یہاں اس پر فرمایا کہ مراد پا کر بندہ نڈر نہ ہووے اللہ کی قدرت رنگارنگ ہے۔

تحقیق مسئلہ سماع موتی

سماع موتی کا مسئلہ زمانِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے مختلف فیہ چلا آرہا ہے۔ یہ مسئلہ اعتقادات ضروریہ میں سے نہیں جن کی نفی یا اثبات پر کفر و اسلام کا مدار ہے بلکہ یہ ایک علمی اور تحقیقی بحث ہے جس میں بحث و تمحیص اور نظر و تحقیق کی گنجائش ہے۔ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے علمار کے درمیان اس مسئلہ میں ہمیشہ دو رائیں رہی ہیں۔ کچھ علمار کرام کی یہ رائے رہی ہے کہ مُردے سُنتے ہیں جبکہ دوسرے علمار نے اپنی تحقیق کی بنا پر سماع موتی کی نفی کی ہے۔ علمار کرام کی ان دونوں جماعتوں کے پاس دلائل ہیں جن پر انہوں نے اپنی اپنی رائے اور تحقیق کی بنیادیں استوار کی ہیں۔ جو علمار سماع موتی کی نفی کرتے ہیں ان کا استدلال ظواہر قرآن اور احادیث صحیحہ سے ہے جبکہ قائلین سماع بھی صحیح حدیثوں سے استدلال کرتے ہیں۔

نفی سماع موتی کے دلائل | نفی سماع موتی پر قرآن مجید کی تین آیتیں دلیل و حجت ہیں ان آیتوں کو وقتاً فوقتاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک نفی سماع پر بطور دلیل و برہان پیش کیا جاتا رہا ہے۔ پہلی آیت انک لا تسمع الموتی ولا تسمع الصم الدعآء اذا ولوا مدبرین (نمل ع ۶) دوسری آیت یہی ہے جو اس وقت زیر بحث ہے۔ تیسری آیت ان اللّٰہ یسمع من یشآء وما انت بمسمع من فی القبور (فاطر ع ۳)۔ سب سے پہلے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان آیتوں سے سماع موتی کی نفی پر استدلال فرمایا جیساکہ صحیح بخاری میں موجود ہے تفصیل آگے آ رہی ہے۔ علاوہ ازیں تمام فقہار و مجتہدین نے بھی ان آیتوں کو نفی سماع پر بطور دلیل پیش کیا ہے۔ بطور مثال علامہ ابن ہمام مؤلف فتح القدیر کی تصریح ملاحظہ ہو۔ علامہ موصوف ان آیتوں کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ان آیتوں سے سماع موتی کی نفی کی تحقیق مستفاد ہوتی ہے کیونکہ ان میں کفار کو موتی سے تشبیہ دی گئی ہے اس بنا پر کہ کفار کو حق سُنانا متعذر ہے اور یہ سماع موتی کی نفی پر متفرع ہے ورنہ تشبیہ صحیح نہیں ہوگی۔ اصل عبارت یہ ہے۔ فانھما یفید ان تحقیق عدم سماعھم فانہ تعالیٰ شبہ الکفار بالموتی لافادۃ تعذر سماعھم وھو فرع عدم سماع الموتی (فتح القدیر ج ۲ ص ۴۴۷) اور اس سے تھوڑا سا پہلے مشائخ حنفیہ کا مسلک بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں وعندی مبنی ارتکاب ھذا المجاز ھنا عند اکثرمشائخنا ھو ان المیت لا یسمع عندھم ... لانھا (الیمین) تنعقد علی ما بحیث یفھم والمیت لیس کذالک لعدم السماع (فتح القدیر) اور کتاب الایمان میں لکھتے ہیں فلو کلمہ بعد موتہ لا یحنث لان المقصود منہ الافہام والموت ینافیہ لانہ لا یسمع فلا یفھم (فتح القدیر ص ۱۰۰) قائلین سماع موتی کی طرف سے ان آیتوں کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ ان میں اسماع (سنانے) کی نفی ہے سماع (سننے) کی نفی نہیں۔ اور اختلاف سماع میں ہے نہ کہ

یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ ﴿٥٤﴾ وَیَوْمَ تَقُوْمُ

بناتا ہے جو کچھ چاہے اور وہ ہے سب کچھ جانتا کر سکتا اور جس دن قائم ہوگی

السَّاعَةُ یُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ مَا لَبِثُوْا غَیْرَ سَاعَةٍ ۚ

قیامت ﴿۱﴾ قسمیں کھائیں گے گنہگار کہ ہم نہیں رہے تھے ایک گھڑی سے زیادہ

كَذٰلِكَ كَانُوْا یُؤْفَكُوْنَ ﴿٥٥﴾ وَقَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ

اسی طرح تھے اُلٹے جاتے ﴿۲﴾ اور کہیں گے جن کو ﴿۳﴾ ملی ہے سمجھ

وَالْاِیْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰی یَوْمِ

اور یقین تمہارا ٹھہرنا تھا اللہ کی کتاب میں جی اٹھنے

الْبَعْثِ ۫ فَهٰذَا یَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ

کے دن تک سو یہ ہے جی اٹھنے کا دن پر تم نہیں تھے

لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٥٦﴾ فَیَوْمَئِذٍ لَّا یَنْفَعُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ

جانتے سو اس دن کام نہ آئے گا ﴿۴﴾ ان گنہگاروں کو قصور بخشوانا

وَلَا هُمْ یُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا

اور نہ ان سے کوئی منانا چاہے اور ہم نے بھلائی ہے آدمیوں کے واسطے ﴿۵﴾ اس

الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ بِاٰیَةٍ لَّیَقُوْلَنَّ

قرآن میں ہر طرح کی مثل اور جو تو لائے ان کے پاس کوئی آیت تو ضرور کہیں

الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ﴿٥٨﴾ كَذٰلِكَ یَطْبَعُ

وہ منکر تم سب جھوٹ بناتے ہو یوں مُہر لگا دیتا ہے

اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿٥٩﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ

اللہ ﴿۶﴾ ان کے دلوں پر جو سمجھ نہیں رکھتے سو تو قائم رہ ﴿۷﴾ بے شک

اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا یَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِیْنَ لَا یُوْقِنُوْنَ ﴿٦٠﴾ ع ۶

اللہ کا وعدہ ٹھیک ہے اور اکھاڑ نہ دیں تجھ کو وہ لوگ جو یقین نہیں لاتے

ف ۱ تحریف اخروی ۱۲

ف ۲ سماع موتی ۱۲

ف ۳ تسلی برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

موضح قرآن ف ۱ یعنی قبر کا رہنا تھوڑا معلوم ہوگا اور ایسی ہی غلط باتیں جانتے تھے دنیا میں۔

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی چون عقوبات مخلدہ معاینہ کردند دنیا را بمشابہ ساعتی خیال نمودند برعکس آنکہ در دنیا حیات دنیا را بمشابہ خلود خیال میکردند ۱۲۔

اسماع میں کیونکہ اسماع کی نفی پر توسب متفق ہیں۔ دوسرا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ ان آیتوں میں کفار کو مُردوں کے ساتھ تشبیہ عدم استفادہ میں دی گئی ہے نہ کہ عدم سماع میں اور مطلب یہ ہے کہ مُردے زائر کا کلام سُن لینے کے باوجود اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے اسی طرح کفار بھی سن تو لیتے ہیں لیکن اس سے استفادہ نہیں کرتے۔ ان دونوں جوابوں کا جواب یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور تمام فقہائے حنفیہ نے ان سے عدم سماع موتیٰ پر استدلال کیا ہے اور یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ آیتیں اسماع کے ساتھ ساتھ سماع کی بھی نفی کر رہی ہیں اور تشبیہ عدم استفادہ میں نہیں بلکہ عدم سماع میں ہے۔ نیز سماع، اسماع کا مطاوع ہے اس لئے اسماع کی نفی یا اثبات سماع کی نفی اور اثبات کو مستلزم ہے۔ ان آیتوں میں جب اسماع کی نفی کی گئی تو سماع کی بھی نفی ہو گئی۔

سماع موتیٰ کے دلائل اور ان کا جواب | قائلین سماع موتیٰ کی سب سے قوی دلیل قلیب بدر والی حدیث ہے جو صحیحین میں ہے۔ حضرت ابوطلحہ رضہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ بدر کے دن حضور علیہ السلام نے صنادید قریش کی لاشیں ایک ویران کنویں میں پھنکوا دیں اور کنویں کی منڈیر پر کھڑے ہو کر صنادید قریش کو نام بنام مخاطب کر کے فرمایا الیس قد وجدتم ما وعد ربکم حقا فانی قد وجدت ما وعدنی ربی حقا۔ اس پر حضرت عمر رضہ بول اُٹھے یارسول اللہ آپ بے جان اور بے روح اجساد سے کس طرح گفتگو فرما رہے ہیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا ما انتم باسمع لما اقول منھم۔ یہ روایت صحیح ہے اور اس سے قلیب بدر کے مُردوں کا سماع صراحت سے ثابت ہو رہا ہے۔

جواب | اس حدیث سے سماع موتیٰ پر استدلال کئی وجوہ سے درست نہیں۔ اول اس لئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے قرآن کی دو آیتیں پیش کر کے اس حدیث سے سماع موتیٰ پر استدلال کو رد کیا ہے جیسا کہ صحیح حدیثوں میں ہے کہ جب یہ حدیث ان کے سامنے ذکر کی گئی تو انہوں نے فرمایا کیف یقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذلک واللہ تعالیٰ یقول وما انت بمسمع من فی القبور، انک لا تسمع الموتیٰ یعنی یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ حضور علیہ السلام قرآن مجید کے خلاف لب کشائی فرمائیں جب کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے وما انت بمسمع من فی القبور، اے تم مُردوں کو اپنی باتیں سنانے کی قدرت نہیں رکھتے ہو۔ بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت صدیقہ نے یہاں سماع کو علم پر محمول فرمایا ہے۔ اقول انما قال انھم الاٰن لیعلمون ان ما کنت اقول لھم حق، (صحیح بخاری صـ۵۶۷) یعنی حضور علیہ السلام کے ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ اب انہیں یقین ہو چکا ہے کہ دنیا میں میں جو کچھ ان سے کہا کرتا تھا وہ حق تھا۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں چونکہ اس حدیث میں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سماع کی تفسیر علم سے کی ہے اس لئے اس حدیث سے سماع موتیٰ پر استدلال صحیح نہیں۔ حوالہ آگے آرہا ہے۔

دوم۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت اور آپ کا معجزہ تھا اس لئے اسے عموم پر محمول کر کے اس سے سماع موتیٰ عموماً ثابت کرنا صحیح نہیں۔ وما وقع فی حدیث ابی طلحۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یجوز ان یکون معجزۃ لہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو مراد من قال انہ من خصوصیاتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وھی من خوارق العادۃ (روح ج۲۱ صـ۵۶)۔

سوم حضرت ابوقتادہ رضہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے قلیب بدر کے مُردوں میں زندگی پیدا کر کے حضور علیہ السلام کا کلام ان کو سنوا دیا تھا تاکہ ان کی حسرت و ندامت میں اضافہ ہو اس لئے سماع موتیٰ پر اس سے استدلال درست نہیں قال ابوقتادۃ احیاھم اللہ تعالیٰ یعنی اھل الطوی حتی اسمعھم قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم توبیخا و تصغیرا و نقمۃ وحسرۃ و ندمًا (صحیح بخاری صـ۵۶۶، روح ج۲۱ صـ۵۶)۔

چہارم۔ اس خطاب سے مُردوں کو سنانا اور سمجھانا مقصود نہ تھا بلکہ زندوں کو نصیحت کرنا اور عبرت دلانا مقصود تھا جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ قبرستان میں گئے تو مُردوں سے مخاطب ہو کر زندوں کی عبرت کے لئے پند و نصیحت کی باتیں فرمائیں۔ انہ انما قالہ علیٰ وجہ الموعظۃ للاحیاء لا لافہام الموتیٰ کما روی عن علی رضی اللہ عنہ انہ قال السلام علیکم دار قوم مومنین اما نساءکم فنکحت واما اموالکم فقسمت واما دورکم فسکنت فھذا خبرکم عندنا فما خبرنا عندکم (فتح القدیر ج۴ صـ۱۰۱)

دوسری دلیل | قائلین سماع موتیٰ کی دوسری دلیل وہ حدیث ہے جو صحیح میں ہے۔ ان العبد اذا وضع فی قبرہ وتولی عنہ اصحابہ انہ یسمع قرع نعالھم اذا انصرفوا اذ اتاہ ملکان الحدیث اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب لوگ میت کو دفن کر کے واپس مڑتے ہیں تو میت ان کے پاؤں کی آہٹ بھی سنتی ہے۔

جواب | اس حدیث سے بھی عموم احوال و اوقات میں سماع موتیٰ کے ثبوت پر استدلال صحیح نہیں۔ یہ سماع ابتدائے دفن کے ساتھ مختص ہے تاکہ اس حدیث میں اور ان آیتوں میں مطابقت ہو جائے جو عدم سماع پر دلالت کرتی ہیں۔ اللھم الا ان یخصوا ذلک باول الوضع فی القبر مقدمۃ للسوال جمعا بینہ وبین الاٰیتین فانھما یفید ان تحقیق عدم سماعھم (فتح القدیر ج۱ صـ۴۴۷)

اس حدیث کا دوسرا جواب۔ شیخ المشائخ مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ سے منقول ہے انہوں نے فرمایا لیسمع مضارع مجہول کا صیغہ ہے اور قرع نعالھم اس کا نائب فاعل ہے اور مطلب یہ ہے کہ لوگ میت کو دفن کر کے جب واپس مڑتے ہیں تو وہ قبر سے ابھی صرف اتنے ہی فاصلے پر پہنچتے ہیں کہ قبر کے پاس سے ان کی جوتیوں کی آواز سنی جا سکتی ہے کہ منکر و نکیر سوال کے لئے آجاتے ہیں۔ اس طرح اس حدیث کو سماع موتیٰ کے ساتھ کوئی تعلق باقی نہیں رہتا۔

تیسری دلیل | بیہقی اور حاکم نے روایت کی ہے کہ جب حضور علیہ السلام احد سے واپس ہوئے تو بعض شہداء کی قبروں پر کھڑے ہو کر فرمایا تم اللہ کے وہاں زندہ ہو پھر ساتھیوں سے فرمایا ان کی قبروں پر آ کر انہیں سلام کیا کرو۔ فوالذی نفسی بیدہ لا یسلم علیھم احد الا ردوا علیہ الیٰ یوم القیامۃ حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔ اس کا جواب

بیرہے کہ حاکم متساہل ہے اس لئے اس کی تصحیح قابل اعتبار نہیں انا لا نسلم صحتہ وتصحیح الحاکم محکوم علیہ بعدم الاعتبار (روح ج ۲۱ ص۵۷) ۔

چوتھی دلیل ابن عبدالبر نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ مامن احد یمر بقبر اخیہ المؤمن کان یعرفہ فی الدنیا یسلم علیہ الا عرفہ ورد علیہ عبدالحق اشبیلی نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اشبیلی کی تصحیح پر حافظ ابن رجب نے اعتراض کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث ضعیف بلکہ منکر ہے۔ وقیل فی حدیث ابن عبدالبر ان عبدالحق وان قال اسنادہ صحیح الا ان الحافظ ابن رجب تعقبہ وقال انہ ضعیف بل منکر (روح)

جن صحیح روایتوں سے بعض احوال میں میت کا سماع ثابت ہوتا ہے ان سب کا ایک جامع جواب یہ ہے کہ سماع موتی کا تعلق احوال برزخ سے ہے اور احوال برزخ کا علم وحی کے سوا ممکن نہیں اس لئے ضابطہ تو یہی ہے کہ مُردے نہیں سُنتے لیکن جن بعض احوال میں مُردوں کے سُننے کی بعض احادیث میں صراحت ہے وہ اپنے احوال و موارد کے ساتھ مخصوص ہونگی اور اس سے عموم احوال میں سماع موتی پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہوگا۔ فقہاء حنفیہ کے انداز بیان سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ جن روایتوں میں سماع موتی کا ذکر ہے وہ ان کی توجیہ کرتے ہیں جیسا کہ گذشتہ عبارتوں سے معلوم ہوا اور ضابطہ عدم سماع کو برقرار رکھتے ہیں اکابر علماء دیوبند میں سے حضرت گنگوہی، حضرت علامہ انور شاہ صاحب اور حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہم اللہ تعالیٰ بھی عدم سماع کو ترجیح دیتے اور اسی کو ضابطہ قرار دیتے ہیں۔ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فنہ تمسک بہ عائشۃ فلا یکون دلیلا علی السماع فالظاہر عدم السماع وھو الاصح عندنا (الکوکب الدری ج) حضرت علامہ انور شاہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ان الضابطۃ انما ھو عدم السماع لکن المستثنیات فی ھذا الباب کثیرۃ (فتح الملہم ج ۲ ص۴۷۹) قدوۃ المفسرین علامہ سید محمود آلوسی حنفی بھی اس کی تصریح فرماتے ہیں کہ سماع موتی اپنے موارد کے ساتھ مخصوص ہے وہ فرماتے ہیں ولا یلزم من وجود ذلک التعلق والقول بوجود قوۃ السمع ونحوہ فیہا لنفسہا ان تسمع کل مسموع لما ان السماع مطلقا کذا سائر الاحساسات لیس الا تابعا للمشیئۃ فما شاء اللہ کان وما لم یشأ لم یکن فیقتصر علی القول بسماع ما ورد السمع بسماعہ من السلام ونحوہ وھذا الوجہ ھو الذی یترجح عندی (روح ج ۲۱ ص۵۵) بعض بزرگوں نے علامہ آلوسی کی یہ عبارت ادھوری نقل کرکے قائلین کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ علامہ موصوف مطلقا سماع موتی کے قائل ہیں حالانکہ ان کی پوری عبارت سامنے رکھنے سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ وہ سماع موتی کو صرف انہی احوال میں منحصر مانتے ہیں جن میں سماع حدیثوں میں وارد ہوا ہے اور تمام احوال میں تمام مسموعات کے سماع کو نہیں مانتے اور حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رح سورہ روم میں آیت زیر تفسیر پر لکھتے ہیں "یعنی تم یہ نہیں کر سکتے کہ کچھ بولو اور اپنی آواز مُردے کو سُنا دو کیونکہ یہ چیز ظاہری اور عادی اسباب کے خلاف ہے البتہ حق تعالیٰ کی قدرت سے ظاہری اسباب کے خلاف تمہاری کوئی بات مردہ سُن لے اس کا انکار کوئی مومن نہیں کر سکتا اب نصوص سے جن باتوں کا اس غیر معمولی طریقہ سے سننا ثابت ہو جائے گا اسی حد تک ہم کو سماع موتی کا قائل ہونا چاہئے۔ محض قیاس کرکے دوسری باتوں کو سماع کے تحت میں نہیں لا سکتے" الخ

ایک جگہ علامہ آلوسی سماع موتی فی الجملہ کی توجیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ چاہے میت کے بعض اجزاء میں سننے کی قوت پیدا کر دے اور جو بات چاہے اسے سُنا دے ان یخلق اللہ عزوجل فی بعض اجزاء المیت قوۃ یسمع بہا متی شاء اللہ تعالیٰ السلام ونحوہ مما یشاء اللہ سبحانہ اسماعہ ایاہ (روح ج ۲۱ ص۵۷)۔ ان اکابر مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ کی تصریحات سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اصل ضابطہ عدم سماع موتی ہی ہے، البتہ اگر اللہ چاہے تو کوئی بات ظاہری اسباب کے بغیر انہیں سنوا دے تو یہ ممکن ہے۔ حاصل کلام یہ ہے جن احوال میں صحیح اور صریح حدیثوں سے سماع ثابت ہے ان کے علاوہ ہر جگہ سماع موتی کی نفی کی جائے گی۔ اور سماع والی جن حدیثوں کی توجیہ ہو سکتی ہے ان کی مناسب توجیہ کر دی جائے گی جیسا کہ قلیب بدر والی حدیث ہے۔

اختلاف کا منشا حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا احناف اور شوافع کے درمیان اختلاف کا اصل منشا یہ ہے کہ مستقر ارواح یعنی علیین اور سجین قبر کے پاس ہے یا قبر سے دور ہے جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ ارواح قبروں کے پاس ہی افنیۃ القبور میں رہتے ہیں اور علیین اور سجین قبروں کے پاس ہی ہیں وہ سماع موتی کے قائل ہیں لیکن امام صاحب فرماتے علیین اور سجین دو ایسے مقام ہیں جو قبروں کے پاس نہیں ہیں بلکہ ان سے بہت دور ہیں اس لئے مُردے نہیں سنتے کیونکہ سننا روح پر موقوف ہے اور قبر میں یا قبر کے قرب وجوار میں روح موجود نہیں بلکہ صرف دھڑ ہے اس لئے وہ نہیں سن سکتا جیسا کہ حضرت شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ تعالیٰ سورۂ فاطر کی آیت ما انت بمسمع من فی القبور پر لکھتے ہیں "حدیث میں آیا ہے کہ مُردوں سے سلام علیک کرو وہ سنتے ہیں اور بہت جگہ مُردے کو خطاب کیا ہے اس کی حقیقت یہ کہ مُردے کی روح سنتی ہے اور قبر میں پڑا ہے دھڑ وہ نہیں سن سکتا"۔ یعنی روح جہاں بھی ہوگی اللہ تعالیٰ زائر کا سلام اس کو پہنچا دے گا۔

حدیث معراج میں وارد ہے کہ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آسمان پر تشریف لے گئے تو آپ نے حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا کہ ان کے یمین کی جانب ارواح صلحاء ہیں اور شمال کی جانب ارواح اشقیاء جب وہ دائیں طرف دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں لیکن جب بائیں طرف ان کی نظر اٹھتی ہے تو غمگین ہو جاتے ہیں یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ ارواح اموات قبروں کے قریب نہیں ہوتے۔ ارواح کے قبروں کے پاس افنیۃ القبور میں نہ ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ جن بزرگان دین اور صلحاء امت کے مزاروں پر لوگ جمع ہو کر مشرکانہ رسوم بجالاتے ہیں اور قبروں پر جاکر ان کو پکارتے اور ان کے نام کی نذریں دیتے ہیں قیامت کے دن وہ صاف صاف اعلان کریں گے کفیٰ باللہ شہیدا بیننا وبینکم ان کنا عن عبادتکم لغفلین (یونس ع ۳) یعنی خدا شاہد ہے کہ ہمارے مزاروں پر تم جو مشرکانہ کام کرتے رہے ہم ان سے بالکلیہ بے خبر تھے اور ہمیں پتہ بھی نہ تھا کہ تم کیا کر رہے ہو۔ اگر ان کی ارواح قبروں میں ہوں تو انہیں زائرین کے تمام احوال معلوم ہونے چاہئیں۔

حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں فالقول الثابت ان اجزاء البدن من المیت لا سماع لہا ولا شعور ولا فرح ولا سرور فی البرزخ لہ (تحریرات ص۲۱) یعنی میت کے اجزاء بدن میں حس و شعور نہیں اور نہ وہ سنتے ہیں۔ رہا یہ کہ حدیثوں میں آتا ہے کہ منکر و نکیر قبر میں آکر میت کو بٹھاتے اور اس سے سوالات

پوچھتے ہیں اسی طرح نیک لوگوں کو قبر میں فرح و سرور اور بدکاروں کو عذاب ہوتا ہے پھر اس کا کیا مطلب ہوگا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ قبر سے یہ گڑھا مراد نہیں بلکہ اس سے عالم برزخ مراد ہے۔ اور میت کو بٹھانا اور اس سے سوال کرنا وغیرہ برزخی امور ہیں جنہیں محسوسات پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ فعند الحنفیۃ الجسد میت لا یسمع فما ورد من وسعۃ القبر والاجلاس یقولون المراد بالقبر البرزخ ومن الاجلاس ومن عود الروح وسعۃ القبر وضرب المرزبۃ وسماع الاصوات ھو امر یغایر المحسوسات لحواسنا الظاھریۃ الخ (تحویرات ص۲۳) عود روح کے بارے میں حضرت شیخ قدس سرہٗ کی تحقیق یہ ہے کہ برزخ میں لذت والم اور سرور و عذاب کا احساس روح کو ہرگز نہیں ہوتا روح ایک ایسی چیز ہے جو احساس الم سے ماوراء ہے اسے تکلیف تو کسی حال میں نہیں ہوتی البتہ اسے لذت و سرور کا احساس ضرور ہوتا ہے۔ احساس الم نفس کو ہوتا ہے جو روح سے ایک جدا چیز ہے البتہ روح سے اس کا گہرا تعلق ہے جیسا کہ دھوئیں کا آگ سے۔ یہ نفس بدن کا جزو اصلی ہے جو ابتداء سے آخر تک باقی رہتا ہے۔ یہی وہ نسمہ ہے جسے جنت میں پرندے کے قالب میں داخل کیا جائے گا۔ قلت ھذا المعبر بالجزء الباقی من البدن ھو النفس وھی شبیھۃ بالروح ممازجۃ ملازمۃ لھا کالدخان للنار فھی لمتألمۃ المتلذذۃ واما الروح فلا تتألم اصلاً ولا تتلذذ بغیر ذکر وعز من یفرق بینھما (ایضاً ص۲۰)

۴۱ھ یہ توحید پر تیرہویں عقلی دلیل ہے۔ اے بنی آدم اپنی پیدائش کے مختلف اطوار وادوار دیکھو جب تم پیدا ہوئے اس وقت تم ہر لحاظ سے کمزور تھے، بچپن کے بعد عمر میں اضافے کے ساتھ ساتھ بدن میں قوت بھی بڑھتی گئی یہاں تک کہ عین عالم شباب میں تمہاری بدنی قوت بھی عروج کو پہنچ گئی۔ اس کے بعد عمر ڈھلنا شروع ہوئی تو قوت میں ضعف نمودار ہونے لگا یہاں تک کہ ضعف کی آخری حد بڑھاپے تک پہنچ گئے۔ یہ قوت وضعف، جوانی و بڑھاپا سب اللہ کے اختیار میں ہے وَھُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ اور وہی سب کچھ جاننے والا اور وہی سب کچھ کرنے والا ہے لہٰذا وہی سب کا کارساز اور حاجت روا ہے اور اس کے سوا کوئی دعا اور پکار کے لائق نہیں۔ ۴۲ھ یہ تخویف دنیوی ہے۔ قیامت کے دن مجرمین قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ قبروں میں وہ ایک ساعت سے زیادہ نہیں ٹھہرے قیامت کی ہولناکی کے باعث انہیں یہ بھی یاد نہیں رہے گا کہ وہ قبروں میں بہت طویل عرصہ ٹھہرے ہیں۔ کَذٰلِکَ کَانُوْا یُؤْفَکُوْنَ جس طرح وہ قیامت میں صحیح بات نہیں بتا سکیں گے اسی طرح دنیا میں بھی حق سے پھیر دئیے جاتے تھے اور باطل کی پیروی کرتے تھے یصرفون من الحق الی الباطل ومن الصدق الی الکذب (کبیر ج ۶ ص۷۳۷)

۴۳ھ لیکن جو لوگ دنیا میں علم وایمان کی دولت سے بہرہ ور تھے وہ کہیں گے تم اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق قیامت تک کا طویل عرصہ قبروں میں رہے ہو اب قیامت قائم ہو چکی ہے اور آج قیامت ہی کا دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا لیکن تم اس کی آمد پر یقین نہیں کرتے تھے۔ اور اسے حق نہیں جانتے تھے۔ وَلٰکِنَّکُمْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ انہ حق (روح ج ۲۱ ص۶۱) ۴۴ھ قیامت کے دن مشرکین کے لئے کوئی عذر و بہانہ مفید ثابت نہ ہوگا، ان کی طرف سے کوئی معذرت قبول نہیں کی جائے گی اور نہ انہیں توبہ کرکے اور اپنے گناہوں کی تلافی کرکے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا موقع ہی دیا جائے گا۔ ای لا یطلب منھم الاعتاب وھو ازالۃ العتب یعنی التوبۃ التی تزیل اثار الجریمۃ لا تطلب منھم لانھا لا تقبل منھم (کبیر) ۴۵ھ یہ معاندین پر شکوی ہے یعنی ہم نے لوگوں کو ہر اسلوب اور ہر انداز کے ساتھ مسئلہ توحید، رسالت اور حشر و نشر کو واضح کرکے بیان کر دیا ہے اس کے باوجود وہ نہیں مانتے ان کو تو اگر آپ کوئی عظیم الشان معجزہ بھی دکھا دیں تو یہ معاندین پھر بھی کہیں گے کہ تم باطل پر ہو ہم تمہاری بات نہیں مانتے۔ ۴۶ھ کاف بمعنی لام تعلیلیہ ہے اور ذٰلِکَ سے تکذیب کی طرف اشارہ ہے جو ماقبل سے مفہوم ہے یعنی ضد وعناد کی بنا پر تکذیب کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ایسے معاندین کے دلوں پر مہر جباریت لگا دیتا ہے جو حق کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے اور اہواء و خرافات کی پیروی میں اپنی عمر کھو دیتے ہیں۔ لا یعلمون لا یطلبون العلم ولا یتحرون الحق بل یصرون علی خرافات اعتقدوھا وترھات ابتدعوھا (ابوالسعود ج ۶ ص۷۳۲) ۴۷ھ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے اور وعدۂ نصرت کا دوسری بار اعادہ ہے۔ اگر معاندین اتنے واضح بیانات کے باوجود انکار سے باز نہیں آتے تو آپ آزردۂ خاطر اور ملول نہ ہوں، ان کی ایذاؤں پر صبر کریں اللہ تعالیٰ کا وعدۂ نصرت حق ہے۔ اللہ تعالیٰ لامحالہ آپ کے دشمنوں کو ذلیل و رسوا اور مقہور و مغلوب کرے گا اور آپ کو اور آپ کے متبعین کو بدر میں ان پر فتح و غلبہ عطا فرمائے گا۔ وَلَا یَسْتَخِفَّنَّکَ الخ ان منکرین توحید و رسالت اور جاحدین بعث و نشور کا معاندانہ رویہ آپ کی گھبراہٹ یا عجلت میں ان کے لئے بد دعا کرنے کا باعث نہ بننے پائے کیونکہ اگر وہ اسی ڈگر پر قائم رہے تو ہمارا عذاب ان پر آ کر رہے گا۔ ای لا یحملنک ھؤلاء الذین لا یوقنون بالاخرۃ علی الخفۃ والعجلۃ فی الدعاء علیھم بالعذاب او لا یحملنک علی الخفۃ والقلق جزعاً مما یقولون ویفعلون (مدارک ج ۳ ص۲۱۳)

سورۂ روم میں آیات توحید

اور اس کی خصوصیات

۱۔ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ۔ (۶۱) فتح و شکست اللہ کے اختیار میں ہے۔
۲۔ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا (۲۶) نفی شفاعت قہری۔
۳۔ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ ــــ تا ــــ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (۳۶) نفی شرک فی التصرف۔
۴۔ ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ الخ (۴۶) نفی تصرف و اختیار از معبودانِ باطلہ۔
۵۔ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ــــ تا ــــ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝ توحید تمام پیغمبروں کا دین ہے۔
۶۔ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ــــ تا ــــ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ نفی شرک فی التصرف۔
۷۔ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيٰحَ ــــ تا ــــ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ (۵۶) نفی شرک فی التصرف۔
۸۔ اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ ــــ تا ــــ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ نفی شرک فی التصرف۔
۹۔ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ الخ جو لوگ حق واضح ہو جانے اور حجت خداوندی قائم ہو جانے کے بعد بھی محض ضد و عناد کی وجہ سے حق کو نہ مانیں ان کے دلوں پر مہر جباریت ثبت کر کے ان سے قبول حق کی توفیق و استعداد سلب کر لی جاتی ہے۔

(آج بتاریخ ۲۷ ربیع الاول ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۶ جولائی ۱۹۶۶ء بروز پنج شنبہ قبل دوپہر سورۂ روم کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ تعالیٰ اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ دائما ابدا و علی سائر عبادہ الصالحین متوالیا سرمدا۔)

سُورۂ لقمان

ربط سورۂ لقمان کو ماقبل کے ساتھ نامی ربط یہ ہے کہ سورۂ روم میں کہا گیا رہو! اگر تم توحید پر قائم رہے تو اس مغلوبیت کے بعد تمہیں مشرکین پر غلبہ دیدیا جائیگا۔ سورۂ لقمان میں بتایا جائے گا کہ مسئلہ توحید جس کی برکت سے رومیوں کو مشرکین پر غلبہ حاصل ہوگا اس قدر اہم ہے کہ لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے وقت مسئلہ توحید کو تمام نصائح میں سرفہرست رکھا۔

سورۂ لقمان کو ماقبل کے ساتھ معنوی ربط یہ ہے کہ سورۂ روم میں بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ضرور فتح عطا کریگا بشرطیکہ تم شرک نہ کرو اور توحید پر قائم رہو۔ اب اس سورت میں بیان توحید اور نفی شرک علی وجہ الکمال ہوگی گویا یہ سورت سورۂ روم کے لئے بمنزلہ تتمہ ہے۔

خلاصہ تمہید مع ترغیب کے بعد نفی شرک پر ایک نقلی دلیل اور آٹھ عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک علی سبیل الاعتراف من الخصم ہے نیز آٹھ میں دو نفی شرک فی العلم پر اور باقی چھ نفی شرک فی التصرف پر دلالت کرتی ہیں۔ دو بار دلائل کا ثمرہ ذکر کیا گیا ہے ایک بار اجمالی۔ تیسری دلیل عقلی کے بعد قل الحمد للہ میں اور ایک بار تفصیلی چھٹی عقلی دلیل کے بعد ذلک بان اللہ ھو الحق الخ میں تلک اٰیت الکتٰب الحکیم۔ تا ـــــ وھو العزیز الحکیم تمہید مع ترغیب ہے۔ اس میں انسانوں کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں ایک محسنین یعنی نیک روش اختیار کرنیوالے۔ ان کے لئے قرآن سراپا ہدایت و رحمت ہے۔ دوم غیر محسنین یعنی معاندین اور کج روی اختیار کرنیوالے جو قرآن کو سننے کے بجائے مشرکانہ قصے کہانیاں اور آلات لہو ولعب سے دلچسپی لیتے اور ان کو غور سے سنتے ہیں۔ قرآن کے انکار کی وجہ سے ان کی گمراہی اور عمیٰ میں مزید، اضافہ ہوگا وہ انوار قرآن سے محروم رہیں گے اور جہنم کا ایندھن بنیں گے۔

خلق السمٰوٰت ـــــ تا ـــــ فی ضلٰل مبین نفی شرک فی التصرف پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو پیدا کرکے اپنی قدرت سے تھام رکھا ہے، یہ پہاڑ بھی اُسی نے بنائے، یہ ساری مخلوق بھی اسی نے پیدا کی اور آسمان سے بارش برسا کر گوناگوں نباتات اسی نے پیدا کی۔ جب ساری کائنات کا خالق اور اس میں متصرف وہی ہے تو سب کا کارساز بھی وہی ہے۔ مشرکین اللہ کے سوا جن کو کارساز سمجھتے ہیں انہوں نے تو کچھ بھی پیدا نہیں کیا اس لئے وہ کارساز بھی نہیں ہوسکتے اور نہ دعاء اور پکار کے لائق ہوسکتے ہیں۔

ولقد اٰتینا لقمٰن الحکمۃ (ع ۲) یہ توحید پر دلیل نقلی ہے لقمان سے واذ قال الخ یہ بیان حکمت ہے۔ حضرت لقمان بھی چونکہ محسنین میں سے تھے اس لئے انہوں نے بیٹے کو نصیحت کرتے وقت سب سے پہلے شرک سے منع کیا۔ ووصینا الانسان الخ یہ ادخال الٰہی ہے۔ یٰبنی انھا ان تک الخ کلام حضرت لقمان۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر اور ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ یٰبنی اقم الصلوٰۃ ذکر امر مصلح۔ ولا تصعر خدک ـــ تا ـــ لصوت الحمیر اخلاق فاضلہ کی تعلیم۔

الم تروا ان اللہ سخر الخ (ع ۳) توحید پر دوسری عقلی دلیل۔ زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے سب اللہ ہی کے ملک و تصرف میں ہے اور ہر چیز کو اسی ہی نے انسان کی خدمت میں لگا رکھا ہے اور یہ تمام ظاہری و باطنی انعامات بھی اسی ہی نے عطاء فرمائے ہیں لہٰذا وہی سب کا کارساز ہے اور کوئی نہیں ومن الناس الخ یہ زجر ہے۔ توحید پر ایسے واضح دلائل کے باوجود معاندین پھر بھی اس میں جھگڑتے ہیں حالانکہ ان کے پاس نہ کوئی عقلی دلیل ہے نہ دلیل وحی نہ دلیل نقلی واذا قیل لھم الخ یہ شکوی ہے اور اگر ان سے کہا جائے کہ آؤ اللہ کی آیتوں پر ایمان لاؤ تو کہہ دیتے ہیں ہم تو اسی عقیدے پر قائم رہیں گے جس پر ہمارے باپ دادا تھے ومن یسلم وجھہ الخ محسنین کے لئے بشارت ہے ومن کفر الخ یہ تخویف اخروی مع تسلی ہے۔

ولئن سألتھم الخ یہ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے لیکن علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ جب مشرکین خود اعتراف کرتے ہیں کہ زمین و آسمان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے تو پھر اس میں کیا شبہ رہ جاتا ہے کہ سارے جہان میں متصرف اور سب کا کارساز بھی وہی ہے۔ قل الحمد للہ یہ دلائل مذکورہ کا ثمرہ ہے ان دلائل سے معلوم ہوا کہ تمام صفات کارسازی اللہ کے ساتھ مختص ہیں اور ان میں کوئی اسکا شریک نہیں۔ للہ ما فی السمٰوٰت والارض الخ یہ توحید پر چوتھی عقلی دلیل ہے۔ جب ساری کائنات کا مالک اور اس میں متصرف وہی ہے تو سب کا کارساز بھی وہی ہے۔

ولو ان ما فی الارض الخ یہ توحید پر پانچویں عقلی دلیل ہے اور اس سے نفی شرک فی العلم مقصود ہے۔ اللہ تعالیٰ کے معلومات اس قدر زیادہ اور بے شمار ہیں کہ اگر ساری دنیا کے درختوں کی قلمیں بنالی جائیں اور تمام سمندر سیاہی ہوجائیں بلکہ سات گنا سمندر مزید بھی ہوں تو یہ تمام سمندر ختم ہو جائینگے لیکن اللہ تعالیٰ کے معلومات پھر بھی احاطۂ تحریر میں نہیں آسکیں گے۔ الم تر ان اللہ یولج الخ یہ توحید پر چھٹی عقلی دلیل ہے یہ سارا نظام کائنات اللہ تعالیٰ کے اختیار و تصرف میں ہے اس لئے سب کا کارساز بھی وہی ہے ذلک بان اللہ ھو الحق الخ یہ دلائل مذکورہ کا تفصیلی ثمرہ ہے یعنی دلائل بالا سے واضح ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ ہی کارساز اور معبود برحق ہے اور وہی دعاء اور پکار کے لائق ہے اور اللہ سے ورے مشرکین جن کو کارساز سمجھ کر پکارتے ہیں وہ باطل ہے الم تر ان الفلک تجری الخ (ع ۴) یہ توحید پر ساتویں عقلی دلیل ہے اللہ تعالیٰ جو محض اپنی مہربانی سے دریاؤں اور سمندروں میں کشتیوں اور جہازوں کو کنارے لگاتا ہے وہی سب کا کارساز ہے واذا غشیھم موج الخ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ جب ان کی کشتیاں پانی کی موجوں میں گھر جاتی ہیں تو خالص اللہ کو پکارتے ہیں لیکن اللہ ان کو صحیح سلامت کنارے لگا دیتا ہے تو ان میں سے بہت کم لوگ حق پر (خالص اللہ کی پکار پر) قائم رہتے ہیں اور

اکثر پھر شرک کرنے لگتے ہیں۔ یایھا الناس اتقوا الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ ان اللّٰہ عندہ علم الساعۃ الخ یہ توحید پر آٹھویں عقلی دلیل ہے اس سے بھی نفی شرک فی العلم مقصود ہے۔ قیامت کب آئیگی؟ بارش کب ہوگی اور کس قدر ہوگی؟ مادہ کے رحم میں کیا ہے؟ نر یا مادہ، کالا یا گورا، سعید یا شقی۔ کل کیا ہوگا؟ اور آدمی کو موت کب اور کہاں آئیگی؟ یہ پانچوں امور مفاتح الغیب ہیں جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ جب سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے تو سب کا کارساز اور حاجت روا بھی وہی ہے اور کوئی نہیں ۔ ۲ تلک ایت الخ یہ تمہید مع ترغیب ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ اس

سُوْرَةُ لُقْمٰنَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ لقمٰن ۱ مکہ میں نازل ہوئی اس کی چونتیس آیتیں ہیں اور چار رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓمّٓ ⑴ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ⑵ هُدًى وَّرَحْمَةً

یہ ۲ آیتیں ہیں پکی کتاب کی ہدایت ہے ۳ اور مہربانی

لِّلْمُحْسِنِيْنَ ⑶ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ

نیکی کرنیوالوں کے لئے جو کہ قائم رکھتے ہیں نماز اور دیتے ہیں

الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ⑷ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ

زکوٰۃ اور وہ ہیں جو آخرت پر ان کو یقین ہے انہوں نے پائی ہے راہ ۴

رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ⑸ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ

اپنے رب کی طرف سے اور وہی مراد کو پہنچے اور ایک وہ لوگ ہیں ۵ کہ خریدار ہیں

لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا

کھیل کی باتوں کے ف تا بچلائیں اللہ کی راہ سے بن سمجھے اور ٹھہرائیں اسی کو ہنسی

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ⑹ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا

وہ جو ہیں ان کو ذلت کا عذاب ہے ف اور جب سنائے اس کو ہماری آیتیں ۶ پیٹھ دے جائے غرور سے

كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ⑺

گویا ان کو سنا ہی نہیں گویا اس کے دونوں کان بہرے ہیں سو خوشخبری دے اس کو دردناک عذاب کی

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ⑻ خٰلِدِيْنَ

جو لوگ ۷ یقین لائے اور کئے بھلے کام انکے واسطے ہیں نعمت کے باغ ہمیشہ رہا کریں

فِيْهَا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ⑼ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

ان میں وعدہ ہو چکا اللہ کا سچا اور وہ زبردست ہے حکمتوں والا بنائے آسمان ۸

۱: تمہید مع ترغیب ۱۲۔ ۲: بشارت اخروی برائے محسنین ۱۲۔ ۳: زجر غیر محسنین اور ان کیلئے تخویف اخروی ۱۲۔ ۴: تخویف اخروی۔ ۵: بشارت اخروی ۱۲۔ ۶: توحید پر پہلی عقلی دلیل ۱۲۔

کتاب حکیم سے محسنین کیا اثر قبول کرتے ہیں اور ان کی جزاء کیا ہوگی نیز معاندین پر اس کا کیا اثر ہوتا ہے اور ان کی سزا کیا ہوگی۔ الحکیم ای ذی الحکمۃ (روح ج ۲۱ ص ۶۵) یعنی یہ قرآن حکمت و دانائی سے لبریز مضامین پر مشتمل ہے الکتاب کی صفت الحکیم سے اس طرف اشارہ ہے کہ اس سورت میں زیادہ تر دلائل عقلیہ مذکور ہوں گے۔ چنانچہ اس سورت میں آٹھ دلائل عقلیہ اور صرف ایک دلیل نقلی مذکور ہے ۳ ھدی الخ المحسنین نیک روی اختیار کرنیوالے اور اخلاص کے ساتھ اعمال حسنہ بجالانیوالے المحسنین الذین یعملون الحسنات (بحر ج ۷ ص ۱۸۳) یعنی جو بیان آگے آرہا ہے وہ محسنین کے لئے سراپا ہدایت و رحمت ہے۔ اس سورت کو رحمت و ہدی اس لئے کہا گیا کہ اس میں توحید کا علی وجہ الکمال بیان ہے اور غیر اللہ سے بالتفصیل علم غیب کی نفی کی گئی ہے۔ الذین یقیمون الصلوۃ الخ یہ المحسنین کی صفت کاشفہ ہے۔ زکوۃ سے یا زکوۃ اموال مراد ہے کیونکہ زکوۃ کی نفس فرضیت مکہ میں ہو چکی تھی البتہ تعیین نصابات مدینہ میں ہوئی۔ ان الزکوۃ ایجابھا کان بمکۃ کالصلوۃ و تقدیر الانصبا ھو الذی کان بالمدینۃ (روح ج ۲۱ ص ۶۶) یا زکوۃ سے عقائد و اعمال کی طہارت مراد ہے یعنی وہ اپنے عقائد و اعمال کو شرک کی پلیدی سے پاک رکھتے ہیں ۴ اولئک علی ھدی الخ یہ محسنین کے لئے بشارت اخروی ہے یعنی مذکورہ بالا اوصاف والے لوگ واقعی اللہ کی توفیق سے سیدھی راہ پر ہیں اور آخرت میں نجات و فلاح کے مستحق بھی یہی لوگ ہوں گے ۵ ومن الناس الخ یہ محسنین کے مقابلے میں معاندین پر زجر اور ان کے لئے تخویف اخروی ہے محسنین کے مقابلے میں کچھ ایسے بدکردار اور ضدی لوگ بھی موجود ہیں جو ہر باطل اور بیہودہ بات کی پیروی کرتے اور لوگوں کے دلوں میں شبہات شرکیہ ڈال کر ان کو راہ راست سے بہکاتے ہیں۔ لھو الحدیث کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رض فرماتے ہیں اس سے گانا اور آلات لہو مراد ہیں۔ ابن عباس رض فرماتے ہیں ھو

موضح قرآن ف ایک کافر تھا جس کو دیکھتا کہ نرم دل ہوا مسلمانی کی طرف جھکا اپنے گھر لے جاتا۔ شراب پلاتا اور راگ و ناچ دکھاتا۔ اس رنڈی کی مجلس سے ایمان کا اثر مٹ جاتا اس کو یہ فرمایا۔

فتح الرحمٰن ف یعنی مثل قصہ رستم و اسفندیار ۱۲۔

الغناء واشباھہ یعنی اس سے گانا بجانا اور اسی طرح کے دیگر باطل اور بیہودہ کام مراد ہیں۔ حضرت حسن رح کہتے ہیں ہر وہ بیہودہ اور خرافات جو اللہ کی عبادت سے روک دے کل ما شغلک عن عبادۃ اللہ تعالٰی و ذکرہ من السمر والاضاحیک والخرافات والغناء ونحوھا۔ امام ضحاک رح کہتے ہیں اس سے مراد شرک ہے ان لھو الحدیث الشرک (الکل من الروح ج ۲۱ صـ۶۷) اسی طرح حضرت حسن بصری سے بھی منقول ہے وعن الحسن ایضا ھو الکفر والشرک (قرطبی ج ۱۴ صـ۵۲) اس سے معلوم ہوا کہ گانا بجانا اور ہر قسم کے آلات لہو ولعب مثلاً سارنگی، طاؤس رباب وغیرہ سب حرام اور ناجائز ہیں گانا بجانا اور آلات لہو کی حرمت پر تمام اماموں کا اجماع ہے۔ بلکہ یہ ہر دین میں حرام رہا ہے جیسا کہ فتاویٰ تاتار خانیہ میں ہے۔ اعلم ان التغنی حرام فی جمیع الادیان (روح ج ۲۱ صـ۶۸) امام ابو حنیفہ، سفیان ثوری، حماد بن ابی سلیمان، ابراہیم نخعی، امام شعبی، تمام علماء کوفہ اور تمام علماء بصرہ کے نزدیک گانا بجانا بالاتفاق حرام ہے ان الامام اباحنیفۃ یکرہ الغناء ویجعلہ من الذنوب وکذلک مذھب اھل الکوفۃ سفیان وحماد وابراھیم والشعبی وغیرھم لا اختلاف بینھم فی ذلک ولا نعلم خلافا بین اھل البصرۃ فی کراھۃ ذلک والمنع منہ انتھی وکان مرادہ بالکراھۃ الحرمۃ (روح ج ۲۱ صـ۶۹) امام مالک رح سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا یہاں کے فاسق و فاجر لوگ یہ کام کرتے ہیں انما یفعلہ عندنا الفساق (قرطبی ج ۱۴ صـ۵۵ وروح) امام شافعی نے فرمایا گانا بجانا ایک ناپسندیدہ لہو ہے جو باطل سے مشابہ ہے ان الغناء لھو مکروہ یشبہ الباطل (روح وقرطبی) امام احمد بن حنبل سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا اس سے دل میں نفاق پیدا ہوتا ہے۔ وعن عبد اللہ بن الامام احمد انہ قال سألت ابی عن الغناء فقال ینبت النفاق فی القلب (روح) طبری کہتے ہیں تمام علماء امصار کا غناء کی حرمت پر اجماع ہے۔ قال الطبری فقد اجمع علماء الامصار علی کراھۃ الغناء والمنع منہ (قرطبی ج ۱۴ صـ۵۶) ابن الصلاح نے بھی اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ قال ابن الصلاح فی فتاواہ بعد کلام طویل فاذن ھذا السماع حرام باجماع اھل الحل والعقد من المسلمین انتھی (روح) اسی طرح یہ صوفیوں کا سماع جسے قوالی کہا جاتا ہے بدعت سیئہ اور حرام ہے فاما ما ابتدعتہ الصوفیۃ الیوم من الادمان علی سماع المغانی بالآلات المطربۃ من الشبابات والطار والمعازف والاوتار فحرام (قرطبی ج ۱۴ صـ۵۴)

آیت کا حاصل یہ ہوا کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو قرآن سننے کے بجائے لہو ولعب میں منہمک رہتے ہیں اور لوگوں کے دلوں میں شبہات شرکیہ ڈال کر ان کو راہِ توحید سے برگشتہ کرتے ہیں اور آیات قرآنیہ کا مذاق اڑاتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے قرآن عمی اور وقر ہے ان کے لئے ذلت آمیز اور رسوا کن عذاب تیار ہے۔

ـ٦ـ و اذا تتلی الخ ان معاندین پر جب اللہ تعالٰی کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ کبر و غرور اور کمال بے اعتنائی کے ساتھ ان سے منہ موڑ لیتے ہیں گویا کہ وہ کانوں سے بہرے ہیں اور انہوں نے ان کو سنا ہی نہیں فبشرہ بعذاب الیم معاندین کے لئے تخویف اخروی ہے یعنی جس طرح دنیا میں اللہ کی آیتیں سننے سے انہیں تکلیف ہوتی تھی اسی طرح وہ آخرت میں عذاب جہنم کی تکلیف میں مبتلا ہوں گے ای یوم القیامۃ یؤلمہ کما تألم بسماع کتاب اللہ وآیاتہ (ابن کثیر ج ۳ صـ۴۴۳)۔

ـ٧ـ ان الذین الخ یہ محسنین کے لئے بشارت اخروی ہے یعنی جو لوگ اللہ کی خالص توحید پر ایمان لائے اور پورے اخلاص کے ساتھ نیک عمل کئے ان کیلئے بے شمار نعمتوں کے باغ ہوں گے جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ اللہ تعالٰی کا نہایت ہی پختہ وعدہ ہے جو لامحالہ پورا ہوگا۔

ـ٨ـ خلق السموٰت الخ تمہید کے بعد توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ یعنی اللہ تعالٰی نے آسمانوں کو پیدا کیا اور ستونوں کے بغیر ان کو تھام رکھا ہے، زمین پر پہاڑ رکھ دیئے تاکہ وہ ڈانواں ڈول نہ ہو اور اس پر ہر قسم کی مخلوق پیدا کی اور آسمان سے بارش برسا کر زمین سے انواع واقسام کی عمدہ اور نفع بخش نباتات پیدا کی۔ بغیر عمد ترونھا۔ یعنی وہاں سرے سے ستون ہیں ہی نہیں۔ اس لئے نظر کیا آئیں۔ ان تمید بکم بمعنی لئلا تمید بکم (قرطبی ج ۱۴ صـ۵۸)

ف۹ ھذا خلق اللہ الخ یہ تمام مذکورہ چیزیں تو اللہ کی مخلوق ہیں اے مشرکین! اللہ کے سوا جن کو تم نے متصرف وکارساز سمجھ رکھا ہے ذرا دکھاؤ تو سہی انہوں نے کیا کچھ پیدا کیا ہے۔ جب ساری کائنات کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے تو لامحالہ سب کا کارساز بھی وہی ہے اور وہی ہر قسم کی عبادت اور پکار کا مستحق ہے اور معبودان باطلہ چونکہ ایک ذرّے کے بھی خالق نہیں اس لئے وہ معبود اور کارساز ہونے کے لائق بھی نہیں ماذا خلق الذین من دونہ مما اتخذتموھم شرکاء لہ سبحانہ فی العبادۃ حتی استحقوا بہ المعبودیۃ (روح ج ۲۱ ص ۸۲) بل الظلمون الخ یہ ماقبل سے اضراب ہے یعنی یہ بات

بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَأَلْقَىٰ فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ
بغیر ستونوں کے دیکھتے ہو تم انکو اور رکھ دیئے زمین پر پہاڑ کہ
تَمِيدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيهَا مِن كُلِّ دَابَّةٍ ۚ وَأَنزَلْنَا
تم کو لے کر جھک نہ پڑے اور بکھیر دیئے اس میں سب طرح کے جانور اور اتارا ہم نے
مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنبَتْنَا فِيهَا مِن كُلِّ زَوْجٍ
آسمان سے پانی پھر اگائے زمین میں ہر قسم کے جوڑے
كَرِيمٍ ﴿١٠﴾ هَٰذَا خَلْقُ اللَّهِ فَأَرُونِي مَاذَا خَلَقَ
خاصے یہ سب کچھ بنایا ہوا ہے اللہ کا ف۹ اب دکھلاؤ مجھ کو کیا بنایا ہے
الَّذِينَ مِن دُونِهِ ۚ بَلِ الظَّالِمُونَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿١١﴾
اوروں نے جو اس کے سوا ہیں کچھ نہیں، پر بے انصاف صریح بھٹک رہے ہیں
وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَنِ اشْكُرْ لِلَّهِ ۚ وَمَن
اور ہم نے دی لقمان کو ف۱۰ عقلمندی کہ حق مان اللہ کا اور جو کوئی
يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۖ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ
حق مانے اللہ کا تو مانے گا اپنے بھلے کو اور جو کوئی منکر ہوگا تو اللہ بے پرواہ ہے
حَمِيدٌ ﴿١٢﴾ وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا
سب تعریفوں والا اور جب کہا لقمان نے ف۱۱ اپنے بیٹے کو جب اس کو سمجھانے لگا اے بیٹے
تُشْرِكْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ﴿١٣﴾ وَوَصَّيْنَا
شریک نہ ٹھہرائیو اللہ کا بے شک شریک بنانا بھاری بے انصافی ہے اور ہم نے تاکید کردی
الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ
انسان کو ف۱۲ اس کے ماں باپ کے واسطے پیٹ میں رکھا اس کو اس کی ماں نے تھک تھک کر اور دودھ
فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ ﴿١٤﴾
چھڑانا ہے اس کا دو برس میں کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر مجھی تک آنا ہے ف۱۳

نہیں کہ معبودان باطلہ کی کوئی مخلوق دیکھ کر انہوں نے ان کے مستحق عبادت ہونے پر استدلال کیا ہے بلکہ یہ صریح گمراہی میں ہیں اور ان سے قوت فہم سلب کر لی گئی ہے اور وہ ضلالت وجہالت کی اس حد کو پہنچ چکے ہیں کہ مخلوق کی عبادت اور پکار میں مصروف ہیں۔ ف۱۰ ولقد اٰتینا الخ یہ توحید پر نقلی دلیل ہے یعنی جس طرح عقل سے بطلان شرک واضح ہے اسی طرح نقل بھی بطلان شرک پر شاہد ہے۔ چنانچہ لقمان جو محسنین میں سے تھا اس کو ہم نے حکمت اور دانائی عطا کی تو اس نے اپنے بیٹے کو حکیمانہ پند ونصائح کرتے وقت سب سے پہلے شرک سے بچنے کی نصیحت کی جمہور مفسرین کا قول ہے کہ لقمان ولی تھا نبی نہیں تھا عکرمہ اور شعبی کا قول ہے کہ وہ نبی تھے وعلی ھذا جمھور اھل التاویل انہ کان ولیا ولم یکن نبیا وقال بنبوتہ عکرمۃ والشعبی (قرطبی ج ۱۴ ص ۵۹) ان اشکرلی سے پہلے قلنا مقدر ہے۔ ہم نے لقمان کو حکمت دی اور کہا اس نعمت عظمٰے کا شکر ادا کرو جو شخص اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہے اسکا فائدہ اسی کو ہے اور جو کفران نعمت کرتا ہے اس کا نقصان بھی اسی کو ہوگا۔ اللہ تعالیٰ تو بے نیاز ہے اور صفات کمال کا مالک ہے اس کا اس سے کچھ نقصان نہیں۔ ثواب الشکر لا یحصل الا للشاکرین اذ ھو تعالیٰ غنی عن الشکر فشکر الشاکر لا ینفعہ وکفر من کفر لا یضرہ (بحر ج ۷ ص ۱۸۶) ف۱۱ واذ قال لقمٰن الخ یہاں سے لیکر رکوع کے آخر تک لقمان کی حکیمانہ پند ونصائح کا ذکر ہے۔ پند ونصیحت میں حضرت لقمان نے بلاشبہ حکیمانہ انداز اختیار کیا۔ سب سے پہلے خالق حقیقی کا حق بتایا۔ اس کے بعد دوسری باتوں کی وصیت کی۔ لا تشرک باللہ اللہ کے عبادت، دعاء اور پکار میں کسی کو شریک مت بنانا بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ اما الاشراک فوضع المعبودیۃ فی غیر اللہ تعالیٰ ولا یجوز ان یکون غیرہ معبودا

موضح قرآن ف حضرت لقمان غلام تھے حبشی حضرت داود کے وقت میں اللہ نے ان کو حکمت دی یعنی عقل کی راہ سے وہ باتیں کھولیں جو موافق ہوں پیغمبروں کے حکم کے ف۲ یہ کلام بیچ میں اللہ صاحب فرماتا ہے لقمان نے بیٹے کو ماں باپ کا حق نہ کہا تھا کا اپنی غرض معلوم ہوتی۔ اللہ صاحب نے شرک کے پیچھے اور نصیحتوں سے پہلے ماں باپ کا حق فرمایا کہ بعد اللہ کے حق کے ماں باپ کا حق ہے۔ باپ نے اللہ کا حق بتایا۔ اللہ نے باپ کا اور رسول کا اور مرشد کا، حق اللہ ہی کی طرف میں ہے کہ اسی کے نائب ہیں۔

اصلا (کبیر ج ۶ ص۷۳۵) ۱۲؎ و وصینا الخ یہ ادخال الٰہی ہے۔ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو اللہ کا حق ادا کرنے کی نصیحت کی تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے والدین کے حقوق ادا کرنے اور ان سے حسن سلوک کا حکم دیا اور ساتھ ہی فرما دیا کہ والدین کا اگرچہ بہت حق ہے انہوں نے تیری پرورش کی اور تیری خاطر بڑی تکلیفیں اٹھائیں اس لئے ان کی اطاعت اور ان سے نیک سلوک تجھ پر فرض ہے لیکن اگر وہ تجھ کو شرک پر مجبور کریں تو اس معاملے میں ہرگز ان کی اطاعت نہ کرنا۔ وھنا علےٰ وھن کمزوری پر کمزوری یعنی جس قدر جنین نشو نما پاتا ہے اسی قدر والدہ کمزوری کا شکار ہوتی جاتی ہے۔ پھر دو سال بچے کو دودھ پلاتی ہے۔ والدہ چونکہ بچے کی خاطر بہت تکلیف اٹھاتی ہے اس لئے وہ زیادہ شکر گزاری کی مستحق ہے ان اشکرلی الخ ان تفسیریہ اور یہ وصینا کا بیان ہے۔ تفسیر لوصینا کما اختارہ النحاس فان تفسیریۃ (روح ج ۲۱ ص۸۶) ۱۳؎ و ان جاھدٰک الخ اگر ماں باپ تجھ پر زور ڈالیں اور تجھے شرک پر مجبور کریں تو اس معاملے میں ان کی ہرگز اطاعت نہ کر البتہ دنیا میں ان کے دوسرے حقوق ادا کرتا رہ اور اطاعت صرف اسی کی کر جو توحید پر قائم ہو اور شرک سے بیزار ہو۔ ای رجع الی بالتوحید والاخلاص بالطاعۃ (روح ج ۲۱ ص۸۷) پھر قیامت کے دن تم سب میرے سامنے حاضر ہو گے تو وہاں ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزا و سزا دی جائیگی ۱۴؎ یٰبنی انھا الخ یہ کلام لقمان ہے اس میں ایک طرف تو جزاء و سزا کی طرف اشارہ ہے اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے علم غیب کلی اور اس کی قدرت کاملہ کا بیان ہے انھا کی ضمیر سے حسنہ اور سیئہ مراد ہے یعنی نیکی (توحید وغیرہ) اور گناہ (شرک وغیرہ) اگر رائی کے برابر بھی ہوگا اور زمین و آسمان میں کہیں بھی ہوگا اللہ تعالیٰ اسے حاضر کرے گا اور اس پر جزا و سزا دے گا کیونکہ وہ باریک سے باریک چیزوں کو جانتا ہے اور ہر چیز سے باخبر ہے۔ انھا ای الحسنۃ والسیئۃ ان کانت فی الصغر مثل حبۃ خردل . . . . . لا تخفی علی اللہ (کبیر ج ۶، ص۷۳۶) ۱۵؎ یٰبنی اقم الخ بیان توحید کے بعد بیٹے کو امر مصلح یعنی نماز قائم کرنے کا حکم دیا جو توحید پر قائم رہنے اور اعمال صالحہ بجا لانے میں ممد و معاون ہے و أمر بالمعروف الخ اپنی تکمیل کے بعد دوسروں کی تکمیل کی طرف قدم اٹھاؤ توحید اور حسنات کیطرف دوسروں کو دعوت دو اور شرک اور دیگر منکرات سے دوسروں کو منع کرو۔ عن ابی جبیر انہ قال و أمر بالمعروف یعنی التوحید و انہ عن المنکر یعنی الشرک (روح ج ۲۱ ص۸۹) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلے میں تمہیں جس قدر مصائب و مشکلات کا سامنا کرنا پڑے ان کو صبر و ہمت سے برداشت کرنا۔ راہ حق میں اور تبلیغ و ارشاد پر، مصائب و آلام پر صبر کرنا نہایت اہم امور اور بلند مکارم اخلاق میں سے ہے ۱۶؎ ولا تصعر خدک الخ عبادا

ربط کلام لقمان ۱۱

مسئلہ ذکر امر مصلح ۱۲

وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِىْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ

اور اگر وہ دونوں تجھ سے اڑیں ۱۳؎ اس بات پر کہ شریک مان میرا اس چیز کو جو تجھ کو

عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِى الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۖ

معلوم نہیں تو ان کا کہنا مت مان اور ساتھ دے ان کا دنیا میں دستور کے موافق

وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَىَّ ۚ ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ

اور راہ چل اس کی جو رجوع ہوا میری طرف پھر میری طرف ہے تم کو پھر آنا

فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾ يٰبُنَىَّ

پھر میں جتلا دوں گا تم کو جو کچھ تم کرتے تھے ف ۱ اے بیٹے ۱۴؎

اِنَّهَاۤ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ

اگر کوئی چیز ہو برابر رائی کے دانے کی پھر وہ ہو

فِىْ صَخْرَةٍ اَوْ فِى السَّمٰوٰتِ اَوْ فِى الْاَرْضِ يَاْتِ

کسی پتھر میں یا آسمانوں میں یا زمین میں لا حاضر کرے

بِهَا اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۶﴾ يٰبُنَىَّ اَقِمِ

اس کو اللہ بے شک اللہ جانتا ہے چھپی ہوئی چیزوں کو خبردار ہے اے بیٹے قائم رکھ

الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ

نماز ۱۵؎ اور سکھلا بھلی بات اور منع کر برائی سے اور

اصْبِرْ عَلٰى مَاۤ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۷﴾

تحمل کر جو تجھ پر پڑے بے شک یہ ہیں ہمت کے کام ف ۲

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِى الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ

اور اپنے گال مت پھلا لوگوں کی طرف ۱۶؎ اور مت چل ۱۷؎ زمین پر اتراتا

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۱۸﴾ وَاقْصِدْ فِىْ مَشْيِكَ

بیشک اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اترانا بڑائیاں کرنیوالا ف ۳ اور چل ۱۸؎ بیچ کی چال

موضح قرآن ف ۱ شریک مان جو معلوم نہیں یعنی شبہ میں بھی نہ مان اور یقین سمجھ کر تو کیوں مانے ف ۲ نماز کے ساتھ زکوٰۃ نہیں کہی ایسے لوگوں پاس مال کہاں رہتا ہے ف ۳ گال نہ پھلا یعنی غرور سے نہ دیکھ۔

کے بعد حضرت لقمان نے اپنے فرزند ارجمند کو مکارم اخلاق اور حسن معاشرت کی نصیحت فرمائی۔ یعنی دوسروں کو حقیر سمجھ کر اور کبر و غرور کی بناء پر ان سے منہ نہ موڑ بلکہ عاجزی، تواضع اور انس و محبت کے ساتھ ان سے برتاؤ کر۔ یقول لا تتکبر فتحتقر عباد اللہ وتعرض عنھم بوجھک اذا کلموک (ابن کثیر ج ۳ ص۴۴۶) فالمعنی اقبل علیھم متواضعا مؤنسا مستأنسا (قرطبی ج ۱۴ ص۷۰) ۱۷ ولا تمش الخ اور زمین میں اکڑ کر اور اترا کر نہ چل کیونکہ اللہ تعالیٰ تکبر کی چال چلنے والے اور لاف و گزاف مارنے والے کو پسند نہیں فرماتا۔ ان اللہ لا یحب الخ جملہ ماقبل کے لئے تعلیل ہے ۱۸ واقصد الخ چلنے میں میانہ روی

وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۚ إِنَّ أَنكَرَ الْأَصْوَاتِ
اور نیچی کر آواز اپنی بےشک بری سے بری آواز
لَصَوْتُ الْحَمِيرِ ﴿١٩﴾ أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ
گدھے کی آواز ہے کیا تم نے نہیں دیکھا ۱۹ کہ اللہ نے کام میں لگائے
لَكُم مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ
تمہارے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں اور پوری کر دیں
عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً ۗ وَمِنَ
تم پر اپنی نعمتیں کھلی اور چھپی اور لوگوں
النَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى
میں ایسے ہیں ۲۰ جو جھگڑتے ہیں اللہ کی بات میں نہ سمجھ رکھیں اور نہ سوجھ
وَلَا كِتَابٍ مُّنِيرٍ ﴿٢٠﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا
اور نہ روشن کتاب اور جب ان کو کہئے ۲۱ چلو اس حکم پر جو
أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا
اتارا اللہ نے کہیں نہیں ہم تو چلیں گے اس پر جس پر پایا ہم نے
عَلَيْهِ آبَاءَنَا ۚ أَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطَانُ يَدْعُوهُمْ
اپنے باپ دادوں کو بھلا اور جو شیطان بلاتا ہو ان کو
إِلَىٰ عَذَابِ السَّعِيرِ ﴿٢١﴾ وَمَن يُسْلِمْ وَجْهَهُ
دوزخ کے عذاب کی طرف تو بھی اور جو کوئی تابع کرے اپنا منہ ۲۲
إِلَى اللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ
اللہ کی طرف اور وہ ہو نیکی پر سو اس نے پکڑ لیا ۲۳
بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ ۗ وَإِلَى اللَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ﴿٢٢﴾
مضبوط کڑا اور اللہ کی طرف ہے آخر ہر کام کا

ع ۸ ۲ ۱۱

ر۱ توحید پر دوسری عقلی دلیل ۱۲
ر۲ زجر برائے معاندین ۱۲
ر۳ شکوی برائے ۱۲
بشارت اخروی ۱۲

اختیار کر اور اپنی آواز بھی قدرے پست رکھ کیونکہ سب سے قبیح اور کریہہ آواز گدھوں کی آواز ہے۔ گویا بلند اور کریہہ آواز سے گفتگو کرنا آداب کلام اور حسن معاشرت کے خلاف ہے ان انکر الاصوات الخ جملہ ماقبل کے لئے تعلیل ہے۔ حضرت لقمان نے اپنے فرزند کو افعال و اقوال میں میانہ روی اختیار کرنے کی نصیحت فرمائی۔ و اقصد فی مشیک اشارۃ الی الافعال واغضض من صوتک اشارۃ الی الاقوال فنبہ علی التوسط فی الافعال وعلی الاقلال من فضول الکلام (بحر ج ۷ ص۱۸۹) ۱۹ الم تروا الخ یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے جس سے نفی شرک فی التصرف مقصود ہے تم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنی قدرت سے زمین و آسمان کی ہر چیز کو تمہارے کاموں میں لگا دیا ہے اور تمام ظاہری اور باطنی نعمتیں بتمام و کمال تمہیں عطاء فرمائی ہیں ان تمام امور میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں لہذا وہی سب کا کارساز ہے اور وہی عبادت اور پکار کے لائق ہے اور کوئی نہیں ۲۰ ومن الناس الخ یہ معاندین پر زجر ہے یعنی ہم تو مسئلہ توحید کو عقل و نقل کے دلائل واضحہ کے ساتھ بیان کرتے ہیں لیکن لوگ ماننے کے بجائے الٹا توحید میں مجادلہ کرتے ہیں حالانکہ انکے پاس نہ عقل و نقل کی کوئی دلیل ہے نہ وحی کی فی اللہ یعنی اللہ کی توحید اور اس کے کمال قدرت میں ای فی توحیدہ عزوجل وصفاتہ جل شانہ کالمشرکین المنکرین وحدتہ سبحانہ وعموم قدرتہ جلت قدرتہ وشمولہا للبعث (روح ج ۲۱ ص۹۴) علم سے دلیل عقل، ھدی سے دلیل وحی اور کتاب منیر سے دلیل نقل مراد ہے ۲۱ واذا قیل الخ یہ شکوہ ہے اور جب ان مشرکین سے کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے جو نور ہدایت نازل فرمایا اس کی پیروی کرو اور اسے مان لو تو صاف کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو اپنے باپ دادا کے دین پر ہی چلیں گے اولو کان الشیطن الخ اس کا معطوف علیہ مقدر ہے ای ایتبعونھم ولو کان الشیطان یدعوھم فیما ھم علیہ من الشرک الی عذاب السعیر (ابو السعود ج ۶ ص۴۲) یہ مشرکین پر انکار و تعجب ہے یعنی اگرچہ شیطان ان کے باپ دادا کو شرک میں مبتلا کر کے جہنم کی طرف بلا تا رہا ہو تو کیا پھر بھی وہ انہی کے دین پر چلیں گے ۲۲ ومن یسلم الخ محسنین کے لئے بشارت اخروی ہے یعنی باپ دادا کی اندھا دھند پیروی سے آخرت میں نجات نہیں ہوگی بلکہ فلاح و نجات نیک روی سے ملیگی۔ جس شخص نے اپنے تمام امور کو اللہ کے سپرد کر دیا اور اپنے ارادوں سے دستبردار ہو گیا وھو محسن اور وہ تمام اعمال میں مخلص اور رضا الٰہی کا طالب ہو تو اس نے سب سے مضبوط کڑی کو پکڑ لیا۔ بس فلاح و نجات ایسے محسنین کے لئے ہے والی اللہ عاقبۃ الامور تمام معاملات اللہ کے سپرد ہیں وہی ہر چیز میں متصرف ہے اور ہر چیز

کا انجام بھی اسی کے اختیار میں ہے اسلئے اس کے سوا کوئی متصرّف و مختار نہیں۔ تقدیم ظرف حصر کیلئے ہے والتقدیم (الی اللہ) للحصر رداعلی الکفرۃ فی زعمھم مرجعیۃ الھتھم لبعض الامور (روح ج ۲۱ ص۹۵) ۲۳ ومن کفر الخ یہ معاندین کے لئے تخویف اُخروی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ یعنی اگر مشرکین ضد وعناد کی وجہ سے انکار کرتے ہیں تو اس سے آپ غمگین نہ ہوں قیامت کے دن یہ سب میرے سامنے حاضر ہوں گے تو میں ان کے تمام اعمال ان کے سامنے رکھونگا میں تو ان کے دلوں کی باتیں بھی جانتا ہوں نمتعھم قلیلا الخ دنیا میں ان کو جو میں نے زندگی دے رکھی ہے یہ تو صرف چند روزہ ہے اس کے بعد انہیں چار و ناچار شدید

وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ۭ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ

اور جو کوئی منکر ہوا ۲۳ تو تو غم نہ کھا اس کے انکار سے ہماری طرف پھر آنا ہے انکو

فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ

پھر ہم جتلا دینگے ان کو جو انہوں نے کیا ہے البتہ اللہ جانتا ہے جو بات ہے

الصُّدُوْرِ ۝۲۳ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ

دلوں میں کام چلا دیں گے ہم ان کا تھوڑے دنوں پھر پکڑ بلائیں گے ان کو

اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۝۲۴ وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ

گاڑھے عذاب میں اور اگر تو پوچھے ان سے ۲۴ کس نے بنائے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ قُلِ

آسمان اور زمین تو کہیں اللہ نے تو کہہ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۲۵

سب خوبی اللہ کو ہے پر بہت لوگ سمجھ نہیں رکھتے

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ

اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمان ۲۵ اور زمین میں بیشک اللہ وہی ہے بے پرواہ

الْحَمِيْدُ ۝۲۶ وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ

سب خوبیوں والا اور اگر جتنے ۲۶ درخت ہیں زمین میں

اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ

قلم ہوں اور سمندر ہو اس کی سیاہی اس کے پیچھے ہوں سات سمندر

مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۲۷

نہ تمام ہوں باتیں اللہ کی ۱ بے شک اللہ زبردست ہے حکمتوں والا

مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

تم سب کا بنانا ۲۷ اور مرے پیچھے جلانا ایسا ہی ہے جیسا ایک جی کا بے شک اللہ

ترین عذاب میں مبتلا ہونا ہے وہاں اپنے تمام کرتوتوں کی پوری پوری سزا پائیں گے ۲۴ ولئن سألتھم الخ یہ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ یعنی مشرکین کو خود اس بات کا اعتراف ہے کہ زمین و آسمان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے جب ہر چیز کا خالق اللہ ہے تو لامحالہ ہر چیز میں متصرف اور سب کا کارساز بھی وہی ہو گا قل الحمد للہ یہ دلائل مذکورہ کا ثمرہ ہے یعنی دلائل مذکورہ سے ثابت ہوا کہ تمام صفات کارسازی کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے سوا کوئی کارساز اور متصرف و مختار نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق ہے لیکن مشرکین کی جہالت و نادانی کا یہ عالم ہے کہ وہ اس حقیقت سے سراسر جاہل ہیں ۲۵ للہ ما فی السمٰوٰت الخ یہ توحید پر چوتھی عقلی دلیل ہے۔ ساری کائنات کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے اور اس کا مالک اور اس میں متصرف بھی وہی ہے اور پھر وہ سب سے بے نیاز بھی اور تمام صفات کمال سے متصف بھی۔ لہذا عبادت اور پکار کے لائق بھی وہی ہے اور کوئی نہیں۔ للہ ما فی السمٰوٰت والارض خلقا وملکا وتصرفا لیس لاحد سواہ عزوجل استقلالا ولا شرکۃ فلا یستحق العبادۃ فیھما غیرہ سبحانہ وتعالیٰ بوجہ من الوجوہ (روح ج ۲۱ ص۹۶) ۲۶ ولو ان الخ یہ توحید پر پانچویں عقلی دلیل ہے اور اس سے نفی شرک فی العلم مقصود ہے یعنی جس طرح سب کچھ کرنیوالا اللہ تعالیٰ ہے اسی طرح سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے۔ لو شرطیۃ، ما فی الارض اسم انّ، من شجرۃ بیان ما، اقلام خبر انّ، والبحر مبتدا، یمدہ الخ جملہ خبر، یہ جملہ ما موصولہ سے یا فی الارض کے متعلق مقدر کے فاعل سے حال ہے ما نفدت الخ لو کا جواب ہے۔ اور ما نفدت سے پہلے کلام مقدر ہے۔ ای وکتبت بتلک الاقلام وبذلک المداد کلمات اللہ ما نفدت الخ (الکل من الروح) یہاں اللہ تعالیٰ کے معلومات کے لامحدود اور غیر متناہی ہونے کا بیان ہے یعنی دنیا کے تمام درختوں کی قلمیں بنالی جائیں اور بحر محیط سیاہی بن جاتے اور پھر ایسے ہی سات سمندر اور سیاہی کے ہوں پھر ان قلموں سے اس سیاہی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے معلومات کو لکھا جائے تو سب قلمیں گھس جائیں گی اور تمام سیاہی ختم ہو جائے گی لیکن اللہ تعالیٰ کے معلومات حیطۂ تحریر میں نہیں آسکیں گے ۲۷ ماخلقکم الخ

۲۳ تخویف اخروی اور تسلی برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲
۲۴ توحید پر تیسری عقلی دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم ۱۲
۲۵ ثمرہ دلائل مذکورہ ۱۲
یہ چوتھی عقلی دلیل ۱۲
۲۶ پانچویں عقلی دلیل برائے نفی شرک فی العلم ۱۲
۲۷ تخویف اخروی ۱۲

فتح الرحمٰن ۱ یعنی معلومات او ۱۲

یہ تخویف اخروی ہے۔ تم سب کو پہلے پیدا کرنا اور پھر دوبارہ پیدا کرنا اللہ کے لئے کوئی مشکل نہیں۔ ساری مخلوق کی پیدائش یا بعث اور ایک جان کی پیدائش یا بعث اللہ کے لئے یکساں ہے اس لئے وہ ضرور سب کو دوبارہ پیدا کرے گا اور ہر ایک کو اس کے اعمال کی جزاء و سزا دے گا۔ ان اللہ سمیع بصیر یہ ماقبل کے لئے علت ہے یعنی جس طرح وہ ہر بات کو سنتا اور ہر چیز کو دیکھتا ہے اسی طرح اسکی قدرت کاملہ ہر کام پر حاوی ہے ۲۸ الم تر الخ یہ توحید پر چھٹی دلیل ہے۔ یعنی یہ حقیقت اس قدر واضح اور روشن ہے کہ اسے ہر کس و ناکس جانتا ہے کہ یہ سارا نظام عالم (نظام شمسی) اللہ کے اختیار و تصرف میں ہے۔ دن کے بعد رات، رات کے بعد دن، دن رات میں کمی بیشی، سورج اور چاند کا طلوع و غروب اور ہر ایک کا ایک معین اور مقرر پروگرام کے مطابق چلنا یہ سب کچھ اللہ کے اختیار میں ہے جب سارا نظام کائنات اس کے تصرف میں ہے اور وہ ہر چیز سے باخبر بھی ہے اور کوئی چیز اس کے تصرف و اختیار اور اس کے علم سے باہر نہیں تو لامحالہ اس کے سوا کارساز اور معبود بھی کوئی نہیں وہ سارے جہان کا کارساز ہے اور ہر قسم کی عبادت اور دعاء کا مستحق بھی وہی ہے ۲۹ ذلک الخ یہ دلائل مذکورہ کا تفصیلی ثمرہ ہے۔ بان کا متعلق محذوف ہے ای ذلک البیان بالادلۃ لتستیقنوا ان اللہ الخ یہ تمام دلائل واضحہ اس لئے ذکر کئے گئے ہیں تاکہ تمہیں یقین ہو جائے کہ معبود برحق اور حاجات میں غائبانہ پکارے جانے کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اللہ کے سوا مشرکین جن معبودوں کو پکارتے ہیں ان کی عبادت اور پکار باطل ہے اور وہ پکار کے لائق نہیں ہیں اللہ تعالیٰ جو اپنی صفات میں برتر اور ذات میں سب سے بڑا ہے وہی عبادت کے لائق ہے یعنی ذلک الذی ہو قادر علی ہذہ الاشیاء التی ذکرت ہو الحق المستحق للعبادۃ (وان ما یدعون من دونہ الباطل) یعنی لا یستحق العبادۃ (وان اللہ ہو العلی) یعنی فی صفاتہ لہ الصفات العلیا والاسماء الحسنی (الکبیر) فی ذاتہ لانہ اکبر من کل کبیر (خازن ج ۵ ص ۱۸۲) ۳۰ الم تر الخ یہ توحید پر ساتویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور اسکی رحمت شاملہ سے ہماری کشتیاں دریاؤں اور سمندروں میں صحیح سلامت سفر کرتی ہیں اس میں ہر صابر و شاکر بندے کے لئے عبرت ہے اور اس میں اللہ کی وحدانیت کا واضح نشان موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری کشتیوں کو صحیح سلامت کنارے لگا کر ہمیں اپنی وحدانیت اور قدرت کاملہ کا مشاہدہ کرانا چاہتا ہے لیریکم من ایٰتہ ای بعض دلائل الوہیتہ تعالیٰ ووحدتہ سبحانہ وقدرتہ جل شانہ وعلمہ عزوجل (روح ج ۲۱ ص ۱۰۵ و ابو السعود ج ۶ ص ۶۴۲) ۳۱ و اذا غشیہم الخ یہ زجر ہے۔ دریاؤں اور سمندروں میں اگر ان کی کشتیوں کو پہاڑوں ایسی بلند و بالا موجیں گھیر لیں تو وہ اپنے تمام خود ساختہ کارسازوں

سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۲۸﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي
سب کچھ سنتا دیکھتا ہے ۔ تو نے نہیں دیکھا ۲۸ کہ اللہ داخل کرتا ہے رات کو
النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ
دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں اور کام میں لگا دیا ہے سورج
وَالْقَمَرَ ۡ كُلٌّ يَّجْرِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ
اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے ایک مقرر وقت تک اور یہ کہ اللہ
بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ
خبر رکھتا ہے اس کی جو تم کرتے ہو ۔ یہ اس لئے ۲۹ کہا کہ اللہ وہی ہے ٹھیک
وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ
اور جس کسی کو پکارتے ہیں اس کے سوائے سو وہی جھوٹ ہے اور اللہ
هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۳۰﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ
وہی ہے سب سے اوپر بڑا ۔ تو نے نہ دیکھا ۳۰ کہ جہاز چلتے ہیں
فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّ
سمندر میں اللہ کی نعمت لے کر تاکہ دکھلائے تم کو کچھ اپنی قدرتیں البتہ
فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۱﴾ وَاِذَا
اس میں نشانیاں ہیں ہر ایک تحمل کرنیوالے احسان ماننے والے کے واسطے اور جب
غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ
سر پر آئے ۳۱ ان کے موج جیسے بادل پکارنے لگیں اللہ کو خالص کر کر
لَهُ الدِّيْنَ ڬ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ
اسی کے لئے بندگی پھر جب بچا دیا ان کو جنگل کی طرف تو کوئی ہوتا ہے ان میں
مُّقْتَصِدٌ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۲﴾
بیچ کی چال پر اور منکر وہی ہوتے ہیں ہماری قدرتوں سے جو قول کے جھوٹے ہیں حق نہ ماننے والے ف

ع ۳ ۱۱ ۱۲

۱ چھٹی عقلی دلیل ۱۲۔
۲ تفصیلی ثمرہ برائے دلائل مذکورہ ۱۲۔
۳ ساتویں عقلی دلیل ۱۲۔
۴ زجر ۱۲۔

موضح قرآن ف ٹھہرا وعدہ یا قیامت ہے یا ہر ایک کا دورہ ف۲ کوئی ہے بیچ کی چال پر یعنی وہ چال جو خوف کے وقت تھی سو تو کسی کو نہیں رہتی مگر نرا بھول بھی نہ جاوے ایسے بھی کم ہیں نہیں تو اکثر منکر ہوتے ہیں قدرت سے اپنی تدبیر پر رکھتے ہیں یا کسی ارواح کی مدد پر۔

سے مایوس ہوکر خالص اللہ کو پکارنے لگتے ہیں موحدین لہ لا یدعون لخلاصھم سواہ (قرطبی ج ۱۴ ص ۸۰) فلما نجھم الخ جب اللہ تعالیٰ ان کو طوفان سے بچا کر کنارے لگا دیتا ہے تو ان میں سے کچھ لوگ تو راہ اعتدال اختیار کر لیتے ہیں اور حق یعنی توحید پر قائم ہوجاتے ہیں فمنھم مقیم علی التوحید (روح ج ۲۱ ص ۱۰۶) البتہ عہد شکنی اور ناشکری جن کی طبیعت ثانیہ بن چکی ہو وہ ایسے واضح اور روشن دلائل سے بھی نہیں سمجھتے بلکہ ضد اور عناد کی وجہ سے جحود و انکار پر ڈٹے رہتے ہیں

۳۲ ؎ یایھا الناس الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن اللہ کے عذاب سے ڈرو۔ اس دن میں باپ بیٹے کے کام نہیں آئیگا اور بیٹا باپ کو کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکیگا اور نہ دنیا کا ساز و سامان اور مال و زر ہی کسی کام آئیگا جس پر آج تم نازاں ہو اور جس پر مغرور ہوکر توحید سے منہ موڑ رہے ہو۔ الغرور دھوکہ دینے والا یعنی شیطان اور شیطان کے دھوکے میں کبھی نہ آنا جو تمہیں جھوٹی آرزوئیں اور تمنائیں دلا کر اسکی توحید، اسلام اور آخرت سے غافل کرتا ہے **۳۳ ؎** ان اللہ الخ یہ توحید پر آٹھویں عقلی دلیل ہے اور اس سے بھی نفی شرک فی العلم مقصود ہے۔ اس آیت میں پانچ امور کے علم کا اللہ تعالیٰ کیلئے مخصوص ہونا ذکر کیا گیا ہے (۱) قیامت کب آئیگی؟ (۲) بارش کب ہوگی؟ (۳) مادہ کے رحم میں کیا ہے؟ (۴) آدمی کل کیا کرے گا؟ اور (۵) اسکے موت کہاں آئے گی؟ ان پانچوں امور کو مفاتح الغیب یعنی غیب کے خزانے کہا جاتا ہے۔ اور اللہ کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کیا کہ قیامت کب آئیگی تو آپ نے فرمایا فی خمس لا یعلمھن الا اللہ ثم تلا النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ عندہ علم الساعۃ الآیۃ (صحیح بخاری ص ۱۲، صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۹، نسائی ج ۲ ص ۲۶۳، ابن ماجہ ص ۷) یعنی قیامت کا علم ان پانچ امور میں سے ہے جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر آپ نے سورۂ لقمان کی یہی آیت تلاوت فرمائی۔ ایک حدیث میں ہے حضرت عبداللہ بن عمر رض بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مفاتح الغیب خمس لا یعلمھا الا اللہ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۸۱) یعنی غیب کے خزانے پانچ ہیں اور ان کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اس کے بعد آپ نے مذکورہ بالا پانچ امور گنائے۔ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ ان پانچ امور کا علم اللہ تعالیٰ نے کسی نبی مرسل اور

۱؎ تخویف اخروی ۱۲

۲؎ آٹھویں عقلی دلیل برائے نفی شرک فی العلم ۱۲

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا

اے لوگو ۳۲ ؎ بچتے رہو اپنے رب سے اور ڈرو

يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۡ

اس دن سے کہ کام نہ آئے کوئی باپ اپنے بیٹے کے بدلے

وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ۭ

اور نہ کوئی بیٹا ہو جو کام آئے اپنے باپ کی جگہ کچھ بھی

اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ

بے شک اللہ کا وعدہ ٹھیک ہے سو تم کو نہ بہکائے دنیا کی

الدُّنْيَا ۣ وقفة وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۳۳﴾

زندگانی اور نہ دھوکہ دے تم کو اللہ کے نام سے وہ دغاباز ف

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَ

بے شک ۳۳ ؎ اللہ کے پاس ہے قیامت کی خبر اور

يُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ۭ

اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ ہے ماں کے پیٹ میں

وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۭ

اور کسی جی کو معلوم نہیں کہ کل کو کیا کرے گا

وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ

اور کسی جی کو خبر نہیں کہ کس زمین میں

تَمُوْتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ

مریگا تحقیق اللہ سب کچھ جاننے والا

خَبِيْرٌ ﴿۳۴﴾

خبردار ہے۔

ع ۴ — ۱۳

کسی ملک مقرب کو بھی عطاء نہیں فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رض سے منقول ہے۔ ھذہ الخمسۃ لا یعلمھا الا اللہ تعالیٰ ولا یعلمھا ملک مقرب ولا نبی مرسل فمن ادعی انہ یعلم شیئا من ھذہ فقد کفر بالقراٰن لانہ خالفہ (قرطبی ج ۱۴ ص ۸۲، خازن ج ۵ ص ۱۸۳) حضرت مجاہد رح فرماتے ہیں وھی مفاتیح الغیب التی قال اللہ تعالیٰ وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو (ابن کثیر ج ۳ ص ۴۵۵) امام قتادہ رح فرماتے ہیں اشیاء استأثر اللہ بھن فلم

موضح قرآن ف یعنی شیطان دھوکہ دے کہ اللہ غفور رحیم ہے اور دنیا کا جینا بہکا دے جس کو یہاں بھلا ہے اس کو وہاں بھی بھلا ہے۔

يطلع علیھن ملکا مقربا ولا نبیا مرسلا (ابن کثیر ج ٣ صـ ٤٥٥، روح ج ١٢ صـ ١١١)۔

ایک بار خلیفہ منصور نے خواب میں ملک الموت کو دیکھا تو اس سے پوچھا میری عمر کتنی باقی رہ گئی ہے؟ تو ملک الموت نے پانچ انگلیوں سے اشارہ کیا اور غائب ہو گیا۔ منصور نے اپنا خواب علماء تعبیر کے سامنے بیان کیا تو کسی نے کہا اس میں اشارہ ہے کہ آپ کی عمر پانچ سال باقی ہے کسی نے کہا پانچ ماہ مراد ہیں اور کسی نے کہا پانچ دن مراد ہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رح سے جب پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا۔ ھو اشارۃ الی ھذہ العلوم الخمسۃ لا یعلمھا الا اللہ (مدارک ج ٣ صـ ٢١٩) یعنی ملک الموت نے پانچ انگلیوں سے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ یہ ان پانچ علوم میں سے ہے جن کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔

مذکورہ احادیث، اقوال صحابہ و تابعین و عبارات مفسرین سے ثابت و واضح ہو گیا کہ ان پانچوں چیزوں کا علم اللہ کے ساتھ خاص ہے اور اللہ کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا۔ البتہ ان پانچوں علوم میں سے چار علوم کے بعض جزئیات کا حصول بشر کے لئے ممکن ہے اسکی تفصیل آگے آرہی ہے لیکن پہلی چیز یعنی قیامت کا علم اللہ تعالیٰ نے کسی کو عطا نہیں کیا۔ اس کا صرف ایک ہی فرد ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے قرآن مجید کی متعدد آیتوں میں اس کی صراحت ہے (١) یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسٰھا قل انما علمھا عند ربی الاٰیۃ (اعراف ع ٢٣)۔ (٢) ان الساعۃ اٰتیۃ اکاد اخفیھا (طٰہٰ ع ١)۔ (٣) یسئلک الناس عن الساعۃ قل انما علمھا عند اللہ الاٰیۃ (احزاب ع ٨)۔ (٤) وما یدریک لعل الساعۃ قریب (شوریٰ ع ٢)۔ (٥) الیہ یرد علم الساعۃ (حٰم السجدۃ ع ٦)۔ (٦) ویقولون متیٰ ھذا الوعد ان کنتم صٰدقین ۝ قل انما العلم عند اللہ (ملک ع ٢، یونس) (٧) یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسٰھا ۝ فیم انت من ذکرٰھا ۝ الی ربک منتھٰھا ۝ (نازعات ٢)۔

ان تمام آیتوں میں اس بات کی صراحت ہے کہ قیامت کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے۔ قیام قیامت کے معین وقت کا علم اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عطاء نہیں فرمایا۔ ان آیتوں کی تفسیر اپنی اپنی جگہ مذکور ہے۔ قیامت کے بارے میں خود حضور علیہ السلام سے بھی منقول ہے کہ اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور آپ کو اس کا علم نہیں دیا گیا۔ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مجھ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہو حالانکہ اس کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول قبل ان یموت بشھر تسئلونی عن الساعۃ وانما علمھا عند اللہ (صحیح مسلم ج ٢ صـ ٣١١) چند حدیثیں پہلے مذکور ہو چکی ہیں۔

تمام مفسرین نے بھی اس بات کی تصریح کی ہے کہ قیامت کا علم اللہ تعالیٰ نے کسی نبی مرسل اور کسی ملک مقرب کو بھی نہیں دیا۔ قدوۃ المفسرین، حبر الامت حضرت عبد اللہ بن عباس رض فرماتے ہیں یعنی اجل یوم القیامۃ لا یدریہ احد لا نبی مرسل ولا ملک مقرب (قرطبی ج ١١ صـ ١٣٥) حضرت قتادہ رح فرماتے ہیں لقد اخفاھا اللہ من الملئکۃ المقربین ومن الانبیاء المرسلین (ابن جریر ج ١٦ صـ ٩٩) امام سدی کبیر رح سے منقول ہے لم یعلم قیامھا متی تقوم ملک مقرب ولا نبی مرسل (ابن جریر ج ٩ صـ ٩٨) امام بغوی رقمطراز ہیں۔ استأثر اللہ بعلمھا ولا یعلمھا الا ھو (معالم ج ٢ صـ ٢٦٥) ابن کثیر فرماتے ہیں ای لا یعلم وقت ذلک علی التعیین الا اللہ عزوجل (ابن کثیر ج ٤ صـ ٤٩٩) قاضی بیضاوی لکھتے ہیں قل انما علمھا عند اللہ لم یطلع علیھا ملکا ولا نبیا (تفسیر بیضاوی) امام نسفی فرماتے ہیں۔ ای علم وقت ارسائھا عندہ قد استأثر بہ ولم یخبر بہ احدا من ملک مقرب ولا نبی مرسل (مدارک ج ٢ صـ ٦٧) مفسر ابن صفی حنفی فرماتے ہیں۔ قل انما علمھا عند اللہ لم یطلع علیہ احدا (جامع البیان صـ ٣٦٦) ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں الخفاء مستمر الی یوم القیامۃ امام ابو السعود فرماتے ہیں:۔ معنی کونہ عندہ تعالیٰ خاصۃ انہ قد استأثر بہ بحیث لم یخبر بہ احدا من ملک مقرب او نبی مرسل (ارشاد العقل السلیم برحاشیہ کبیر ج ٤ صـ ٢٤٣) ایک اور جگہ لکھتے ہیں ان اللہ تعالیٰ قد استأثر بہ ولم یطلع علیہ نبیا ولا ملکا (ایضاً ج ٦ صـ ٢٠٠، خازن ج ٥ صـ ٢٢٥ واللفظ لہ) نیز مفسر خازن رقمطراز ہیں:۔ ای لا یعلم الوقت الذی تقوم فیہ الا اللہ استأثر اللہ بعلمھا فلم یطلع علیہ احد (خازن ج ٢ صـ ٢٦٥) علامہ سید محمود آلوسی حنفی فرماتے ہیں ای العلم بوقتہ عند اللہ عزوجل لا یطلع علیہ غیرہ عزوجل (روح ج ٢٩ صـ ٢)

مذکورہ بالا احادیث صحیحہ، اقوال صحابہ و تابعین اور تصریحات مفسرین سے یہ بات صاف معلوم ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ نے علم قیامت پر کسی نبی مرسل، کسی ملک مقرب اور کسی ولی کامل کو بھی مطلع نہیں فرمایا اور اسے اپنی ذات کے لئے مخصوص کر رکھا ہے

اعتراض:۔ اہل بدعت کی طرف سے اعتراض کیا جاتا ہے کہ غزوۂ بدر میں آغاز جنگ سے ایک دن پہلے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دے دی کہ فلاں فلاں رؤساء مشرکین کل قتل ہوں گے اور ان کے قتل ہونے کی جگہیں بھی متعین فرما دیں ھذا مصرع فلان غدًا ان شاء اللہ (صحیح بخاری) اسی طرح حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی پیدائش سے پہلے ہی آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اطلاع دیدی تھی کہ فاطمہ رض کے بیٹا پیدا ہو گا چنانچہ آپ نے ام الفضل رض سے فرمایا رأیت خیرا تلد فاطمۃ ان شاء اللہ غلاما۔ ایک موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا کل میں جھنڈا ایک ایسے شخص کو دونگا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عطاء فرمائیگا اگلے دن آپ نے حضرت علی رض کو جھنڈا دیا۔ لاعطین الرایۃ غدا رجلا یفتح اللہ علی یدیہ یحب اللہ ورسولہ (مشکوٰۃ) اسی طرح حضور علیہ السلام نے قرب قیامت کی نشانیاں بیان فرمائیں مثلاً آپ نے فرمایا قیامت سے پہلے خروج یأجوج و مأجوج کے بعد ایک عالمگیر بارش ہو گی جس سے کوئی بستی اور کوئی جگہ خالی نہ رہے گی تو اس سے معلوم ہوا کہ ان غیوب کا علم اللہ کے سوا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی حاصل تھا اسی طرح آج کل ماہرین موسمیات پہلے ہی بتا دیتے ہیں کہ فلاں وقت بارش ہو گی۔

جواب :۔ مفاتح الغیب یعنی مذکورہ پانچوں امور میں سے چار امور تو کلی ہیں اور ہر کلی کے تحت بے شمار افراد ہیں، لیکن قیامت ایک امر جزئی اور فرد معین ہے، اس لئے قیامت کا علم تو اللہ تعالیٰ نے کسی کو دیا ہی نہیں اسی طرح باقی چاروں امور کلیہ کا بالاستیعاب اور کلی علم بھی اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں دیا۔ البتہ ان چار امور کلیہ کے بعض جزئیات کا علم بطور معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا۔ اعتراض میں جن علوم کا ذکر کیا گیا ہے وہ اسی قبیل سے ہیں اللہ تعالیٰ نے بہت سے جزئیات کا علم وحی کے ذریعہ حضور علیہ السلام کو عطاء فرمایا لیکن آپ کو یہ قدرت نہ دی کہ آپ جب چاہیں، جس فرد کو چاہیں جان لیں اس لئے اگر بعض جزئیات غیب کا علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بواسطۂ وحی حاصل ہو جائے تو وہ اس آیت کے منافی نہیں کیونکہ آیت کا مفاد یہ ہے کہ ان امور غیب کی تمام اور مکمل تفصیلات کلی طور پر اور بالاستیعاب کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ المراد بالعلم الذی استأثر سبحانہ بہ العلم الکامل باحوالہ کل علی التفصیل (روح ج ۲۱ صـ۱۱۳) باقی رہی یہ بات کہ ماہرین وقت سے پہلے آمد باراں کی خبر دے دیتے ہیں تو اسکا جواب یہ ہے کہ ماہرین آلات وعلامات کے ذریعہ بارش کی پیشگوئی کرتے ہیں اس لئے اسے علم غیب نہیں کہا جائیگا کیونکہ علم غیب تو وہ ہوتا ہے جو بلا توسط اسباب حاصل ہو اور بطور ملکہ ہو کہ جب چاہے اور جو کچھ چاہے اس کا علم حاصل ہو جائے۔

یہاں ایک بات یہ بھی قابل ذکر ہے کہ تمام غیوب جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا وہ ان پانچ امور کلیہ میں منحصر نہیں ہیں۔ یہ آیت ایک سوال کے جواب میں نازل ہوئی، سوال میں چونکہ ان پانچ امور کا ذکر تھا اس لئے آیت میں بھی انہی پانچ امور کے ذکر پر اکتفا کیا گیا۔ ایک شخص حارث نامی حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! قیامت کب آئیگی، ملک میں قحط ہے بارش کب ہو گی، میری عورت امید سے ہے اس کے لڑکا ہو گا یا لڑکی یہ تو مجھے معلوم ہے میں کہاں پیدا ہوا یہ بتائیے میں کہاں مروں گا؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔ ینبغی ان یعلم ان کل غیب لا یعلمہ الا اللہ عزوجل ولیس المغیبات محصورۃ بھذہ الخمس وانما خصت بالذکر لوقوع السؤال عنھا (روح ج ۲۱ صـ۱۱۲) اسی طرح قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں :۔ ولیست خزائن الغیب منحصرۃ فی الخمس المذکورۃ بل کل مالم یوجد اولم یظھر بعد (مظہری ج ۳ صـ۲۷۴)۔

سورۂ لقمان میں آیاتِ توحید

اور اس کی خصوصیات!

۱:۔ ھذا خلق اللہ فارونی ماذا خلق الذین من دونہ (ع ۱) نفی شرک فی التصرف۔

۲:۔ یٰبنی لا تشرک باللہ (ع ۲) نفی شرک ہر قسم۔

۳:۔ وان جاھداک علی ان تشرک (ع ۲) والدین کا اولاد پر بہت بڑا حق ہے لیکن اگر وہ اولاد کو شرک پر مجبور کریں تو اس معاملے میں ان کی اطاعت جائز نہیں۔

۴:۔ ولئن سألتھم من خلق السمٰوٰت ـــ تا ـــ ھو الغنی الحمید (ع ۳) نفی شرک فی التصرف۔

۵:۔ ولو ان ما فی الارض ـــ تا ـــ ان اللہ عزیز حکیم ٥ نفی شرک فی العلم۔

۶:۔ ذلک بان اللہ ھو الحق ـــ تا ـــ وان اللہ ھو العلی الکبیر (ع ۳) نفی معبودیت والوہیت از معبودان باطلہ۔

۷:۔ ان اللہ عندہ علم الساعۃ ـــ تا ـــ ان اللہ علیم خبیر (ع ۴) نفی شرک فی العلم۔

(آج بتاریخ ۱۹ شعبان ۱۳۸۷ھ مطابق ۲۲ نومبر ۱۹۶۷ء بروز چہار شنبہ تین بجے بعد دوپہر سورۂ لقمان کی تفسیر ختم ہوئی فالحمد للہ تعالیٰ اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ دائماً ابداً وعلی سائر عبادہ الصالحین لیلاً ونہاراً۔
ناچیز سجاد بخاری عفا اللہ تعالیٰ عنہ)

سورۂ طٰہٰ میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ مِمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ ــ تا ــ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ○ متصرف و مختار اور عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے لہذا حاجات میں مافوق الاسباب صرف اسی کو پکارو۔

۲۔ اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰهُ ــ تا ــ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ ○ نفی شرک فی التصرف۔

۳۔ فَاَلْقٰهَا فَاِذَا هِیَ حَیَّةٌ تَسْعٰى ــ تا ــ سَنُعِیْدُهَا سِیْرَتَهَا الْاُوْلٰى ○ نفی علم غیب از موسیٰ علیہ السلام۔

۴۔ قَالَ رَبُّنَا الَّذِیْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ــ تا ــ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ○ (ع ۳) نفی شرک فی التصرف۔

۵۔ فَاَوْجَسَ فِیْ نَفْسِهٖ خِیْفَةً مُّوْسٰى ○ قُلْنَا لَا تَخَفْ (ع ۳) نفی تصرف از موسیٰ علیہ السلام۔

۶۔ اَفَلَا یَرَوْنَ اَلَّا یَرْجِعُ اِلَیْهِمْ قَوْلًا وَّلَا یَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا (ع ۴) نفی شرک فی التصرف۔

۷۔ اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ ــ تا ــ وَسِعَ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا (ع ۵) نفی شرک فی التصرف۔

۸۔ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ (ع ۶) معبود برحق اللہ تعالیٰ ہی ہے جو عظیم الشان شہنشاہ ہے۔

۹۔ دعوت توحید سب سے بڑے بادشاہ کی طرف سے ہے اس لئے اس کی تبلیغ میں اگر کوئی تکلیف آجائے تو کوئی بڑی بات نہیں۔

۱۰۔ آخرت میں شفاعت صرف مؤمنوں کے حق میں ہوگی، مشرکوں کے حق میں شفاعت کرنے کی اجازت ہی نہیں ہوگی۔

۱۱۔ دعوت توحید کی تبلیغ و اشاعت میں ثابت قدم رہنا چاہئے اور عزم و استقلال میں ضعف نہ آنا چاہئے۔

۱۲۔ دولتِ دنیا کافروں کے حق میں فتنہ ہے۔

(بحمد اللہ تعالیٰ و عونہ آج بتاریخ ۳ ذی الحجہ ۱۳۸۴ھ مطابق ۶/۱ اپریل ۱۹۶۵ء بروز منگل سورۂ طٰہٰ کی تفسیر ختم ہوئی۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔)

سُورۃ السجدہ

ربط سورۃ السجدہ کو ماقبل سے نامی ربط یہ ہے کہ سورۃ لقمان میں حضرت لقمان کی نصیحت کا ذکر کیا گیا ہے۔ یٰبنی لاتشرک باللّٰہ ان الشرک لظلم عظیم (ع ۲) لقمان نے بیٹے کو نصیحت فرمائی کہ شرک نہ کرنا اللہ کے سوا کسی کو برکات دہندہ سمجھ کر نہ پکارنا۔ کیونکہ شرک بہت بڑی بے انصافی ہے۔ اور سورۃ سجدہ میں فرمایا انما یؤمن بآیٰتنا الذین اذا ذکروا بھا خروا سجدا الخ (ع ۲) اللہ کی توحید پر ایمان رکھنے والوں اور اللہ ہی کو برکات دہندہ سمجھنے والوں کو جب قرآن سنایا جاتا ہے تو وہ عاجزی کے ساتھ سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔

سورۃ سجدہ کا ماقبل کے ساتھ معنوی ربط یہ ہے۔ سورۃ الفرقان سے لے کر سورۃ لقمان تک یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں لہٰذا اس کے سوا کسی کو حاجات میں مافوق الاسباب مت پکارو۔ اب مشرکین کی طرف سے یہ عذر ہو سکتا تھا کہ ہم اپنے خودساختہ معبودوں کو اس۔ لئے نہیں پکارتے کہ وہ برکات دہندہ ہیں بلکہ ہم ان کو خدا کے یہاں شفیع غالب سمجھ کر پکارتے ہیں کہ ان کے ذریعے سے ہمیں برکات حاصل ہوں۔ اس لئے سورۃ سجدہ میں ترقی کر کے فرمایا جس طرح اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں اسی طرح اللہ کے یہاں شفیع غالب بھی کوئی نہیں۔ لہٰذا جس طرح غیر خدا کو برکات دہندہ سمجھ کر پکارنا جائز نہیں۔ اسی طرح غیر اللہ کو خدا کے یہاں شفیع غالب سمجھ کر پکارنا بھی ناجائز ہے۔

خلاصہ اس سورۃ کا مرکزی مضمون شفاعتِ قہری کی نفی ہے جس پر دو عقلی دلیلیں اور ایک نقلی دلیل مذکور ہے ابتداء میں تنزیل الکتٰب الخ تمہید مع ترغیب ہے۔ یہ قرآن بلاشبہ رب العالمین نے نازل فرمایا ہے۔ اس لئے اس کا دعویٰ حق ہے اسے مانو۔ ام یقولون افترٰہ شکویٰ ہے بل ھو الحق الخ یہ جواب شکویٰ ہے یہ قرآن محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا ساختہ نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔

اللّٰہ الذی خلق السمٰوات الخ یہ نفی شفاعتِ قہری پر عقلی دلیل ہے یعنی زمین و آسمان کا خالق بھی اللہ ہے مالکم من دونہ من ولی ولا شفیع الخ۔ یہ مقصودی جملہ ہے اور ماقبل پر مرتب ہے یعنی جب تمام اختیارات کا مالک اللہ تعالےٰ ہی ہے تو اس کے سوا نہ کوئی خود برکات دہندہ اور کارساز ہے اور نہ کوئی اس کے یہاں شفیع غالب ہے۔ یدبر الامر من السماء الی الارض الخ سارے جہان کی تدبیر کار بھی اسی کے ہاتھ میں ہے ذالک علم الغیب الخ وہی عالم الغیب ہے الذی احسن کل شئ ــــ تا ــــ قلیلا ما تشکرون ہر چیز کو اسی نے پیدا کیا اسی نے انسان کو پیدا کیا اور اسے سننے، دیکھنے اور سوچنے کی توفیق عطا فرمائی۔

وقالوا ءاذا ضللنا الخ یہ شکویٰ ہے۔ مشرکین نہ صرف توحید کا انکار کرتے تھے بلکہ وہ حشر و نشر کو بھی نہیں مانتے تھے اور کہتے جب ہم مر کر مٹی میں مل کر گم ہو جائیں گے تو پھر کس طرح دوبارہ زندہ ہوں گے؟ قل یتوفٰکم ملک الموت الخ یہ جواب شکویٰ ہے جس طرح موت اللہ کے اختیار میں ہے اور وہ ملک الموت کے ذریعے تمہاری جانیں قبض کرتا ہے اسی طرح وہ تمہیں دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔

ولو تریٰ اذ المجرمون الخ (ع ۲) یہ منکرین توحید و بعث و نشور کے لئے تخویف اخروی ہے۔ انما یؤمن بآیٰتنا الخ یہ توحید کے ماننے والوں اور ہر حال میں اللہ کو پکارنے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے افمن کان مؤمنا الخ اعادہ بشارت و تخویف بطور لف و نشر غیر مرتب اما الذین اٰمنوا الخ تفصیل بشارت واما الذین فسقوا الخ تفصیل تخویف ومن اظلم الخ زجر مع تخویف۔

ولقد اٰتینا موسیٰ الخ (ع ۳) یہ دعویٰ سورت (نفی شفاعتِ قہری) پر نقلی دلیل ہے از تورات و موسیٰ علیہ السلام و علماء بنی اسرائیل۔ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو تورات دی اس میں بھی یہی دعویٰ تھا۔ کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز نہیں۔ بنی اسرائیل کے علماء حق بھی اسی مسئلہ کی دعوت دیتے رہے۔ اولم یھد لھم الخ یہ تخویف دنیوی ہے ان سے پہلے ہم نے بڑی زبردست اقوام کو اسی جرم کی پاداش میں ہلاک کیا کہ انھوں نے دعوتِ توحید کو رد کیا۔ مشرکین مکہ کو اسی سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔

اولم یروا انا الخ یہ دعویٰ سورت پر دوسری عقلی دلیل ہے اور اس سے حشر و نشر بھی ثابت ہوتا ہے اللہ تعالےٰ آسمان سے مینہ برسا کر بنجر اور ناکارہ زمین کو زرخیز بنا دیتا ہے وہی برکات دہندہ اور کارساز ہے اور جس طرح وہ مردہ زمین کو حیاتِ نو عطا فرما کر سرسبز و شاداب بنا دیتا ہے اسی طرح وہ مُردوں کو بھی دوبارہ زندگی عطا کرنے پر قادر ہے۔

ویقولون متیٰ الخ یہ شکویٰ ہے مشرکین ازراہِ عناد کہتے اچھا تو وہ قیامت کا دن کب آئے گا جس میں ہر چیز کا فیصلہ ہوگا۔ قل یوم الفتح الخ یہ جواب شکویٰ ہے۔ یہ سوال بے فائدہ ہے کہ قیامت کب آئے گی اصل چیز یہ ہے کہ قیامت کے دن کے لئے تیاری کرو یعنی دنیا کی زندگی میں توحید کو مان کر اعمال صالحہ بجا لاؤ ورنہ قیامت کے دن کا ایمان کسی کام نہ آئے گا۔

ك تنزيل الكتب الخ یہ تہدید مع ترغیب ہے۔ یہ رب العالمین اور شہنشاہ کا حکم نامہ ہے اسے غور سے سنو اور دل وجان سے اس پر عمل کرو اس کے من جانب اللہ ہونے میں کوئی شک نہیں تنزیل الکتب مبتدا، لاریب فیہ جملہ معترضہ اور من رب العلمین خبر محققین نے اسی ترکیب کو اختیار کیا ہے علامہ زمخشری، ابوحیان اور آلوسی نے اسی کو ترجیح دی ہے قال ابوحیان الذی اختارہ ان یکون (تنزیل) مبتدأ و (لاریب فیہ) اعتراض لامحل لہ من الاعراب و (من رب العلمین) الخبر وضمیر (فیہ) راجع لمضمون الجملۃ اعنی کونہ منزلا من رب العلمین لا للتنزیل ولا للکتاب کانہ قیل: لاریب فی ذلك ای فی کونہ منزلا من رب العلمین وھذا ما اعتمد علیہ الزمخشری (روح ج ۲۱ ص ۱۱۷)

سُوْرَةُ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ سجدہ مکہ میں نازل ہوئی اس کی تیس آیتیں ہیں اور تین رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ ① تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ②

اتارنا کتاب کا ہے اس میں کچھ دھوکا نہیں پروردگار عالم کیطرف سے ہے

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ

کیا کہتے ہیں ہے کہ یہ جھوٹ باندھ لایا ہے۔ کوئی نہیں وہ ٹھیک ہے تیرے رب کیطرف سے ہے تاکہ تو ڈر سنا دے

قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ③

ان لوگوں کو جن کے پاس نہیں آیا کوئی ڈرانے والا تجھ سے پہلے تاکہ وہ راہ پر آئیں

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ

اللہ ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے

سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۗ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ

چھ دن کے اندر پھر قائم ہوا عرش پر کوئی نہیں تمہارا اس کے سوائے

مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ۗ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ④ يُدَبِّرُ

حمایتی اور نہ سفارشی پھر تم کیا دھیان نہیں کرتے تدبیر سے اتارتا ہے

الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ

کام آسمان سے ہے زمین تک پھر چڑھتا ہے وہ کام اس کی طرف ایک

يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ⑤ ذٰلِكَ

دن میں جس کا پیمانہ ہزار برس کا ہے تمہاری گنتی میں ہے وہ ہے

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ⑥ الَّذِيْٓ اَحْسَنَ

جاننے والا چھپے کا اور کھلے کا زبردست رحم والا جس نے خوب بنائی

تہدید مع ترغیب ۱۲ مرہ شکوی ۱۲ مرہ جواب شکوی ۱۲ مرہ دعوی سورت یعنی نفی شفاعت

ك ام یقولون الخ یہ شکوی ہے۔ یہ قرآن بلا شک وشبہ رب العالمین کی طرف سے نازل ہوا ہے لیکن مشرکین ماننے کے بجائے اسے اللہ کا کلام ہی نہ سمجھتے بلکہ اسے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا افترا کہتے ہیں۔ کہ آپ نے اپنی طرف سے تصنیف کر کے (عیاذاً باللہ) غلط طور سے اللہ کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ بل ھو الحق الخ یہ جواب شکوی ہے۔ یہ قرآن کسی کا ساختہ پرداختہ نہیں۔ بلکہ وہ سراپا حق ہے اور تیرے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا ہے یا مطلب یہ ہے بلکہ حق بات یہ ہے کہ یہ بات تیرے رب کی طرف سے ہے پہلی صورت میں من ربك خبر بعد خبر ہے اور دوسری صورت میں الحق کے متعلق ہے لتنذر الخ کتاب کا مقصد یہ ہے کہ آپ ایک ایسی قوم کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ تاکہ وہ شرک وضلالت کو چھوڑ کر توحید و ہدایت کی راہ اختیار کر

عرب میں قریش کی طرف حضرت اسمعیل علیہ السلام کے بعد کوئی پیغمبر مبعوث نہیں ہوا حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام صرف بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوتے تھے۔
حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے بعد زمان فترت میں کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا۔ واما العرب غیر المعاصرین فلم یأتھم من عہد اسمٰعیل علیہ السلام نبی منھم بل لم یرسل الیھم نبی مطلقا وموسیٰ و عیسیٰ وغیرھما من انبیاء بنی اسرائیل علیہم الصلوۃ والسلام لم یبعثوا الیھم علی الاظھر (روح ج ۲۱ ص ۱۱۹) وقال ابن عباس ومقاتل وذلك فی الفترۃ التی کانت بین عیسیٰ ومحمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ (خازن ومعالم ج ۵ ص ۱۸۳، قرطبی ج ۱۴ ص ۸۵)

موضح قرآن ف۱ بڑے بڑے کام کا حکم عرش سے مقرر ہو کر نیچے اترتا ہے سب اسباب اس کے آسمان و زمین سے جمع ہو کر بن جاتا ہے پھر ایک مدت جاری رہتا ہے پھر اٹھ جاتا ہے اللہ کی طرف دوسرا رنگ اترتا ہے جیسے بڑے پیغمبر جن کا اثر قرنوں تک رہا یا بڑی قوم میں سرداری جو عمروں چلی وہ ہزار برس اللہ کے یہاں ایک دن ہے۔ از شاہ عبدالقادر صاحب

فتح الرحمن ف۱ یعنی اگر مردمان نزول تدبیر و عروج او تصور کنند در کم از ہزار سال خیال نمایند و آن ہمہ پیش خدا یتعالیٰ در یک روز تمام میشود غرض آنست کہ اوہام ایشان بقدرت او نمی رسند ۱۲

ف۴ اللہ الذی الخ یہ دعویٰ سورت پر پہلی عقلی دلیل ہے زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے. ساری کائنات کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے. سارے نظامِ عالم کی تدبیر اور عنان اقتدار و تصرف بھی اس کے اپنے ہی ہاتھ میں ہے اور نظامِ کائنات میں تصرف کا کوئی اختیار اس نے کسی کو نہیں دیا۔ استوٰی علی العرش کی پوری تحقیق سورہ اعراف کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ ہو ص۳۶۶ وحاشیہ ۶۳ مالکم من دونہ الخ یہ سورت کا مقصودی حصہ ہے اللہ تعالیٰ خود ہی سارے عالم میں متصرف و مختار ہے اور اس نے اپنے اختیارات کسی کے سپرد نہیں کر رکھے تو جس طرح اس کے سوا کوئی کارساز نہیں اسی طرح اس کے یہاں کوئی شفیع غالب بھی نہیں جو اس سے کام کرا سکے۔ اس لئے تم نے اپنے

كُلَّ شَىْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ⑦ ثُمَّ
جو چیز بنائی اور شروع کی ف۷ انسان کی پیدائش ایک گارے سے پھر
جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ⑧ ثُمَّ سَوّٰىهُ
چلائی اس کی اولاد نچڑے ہوئے بے قدر پانی سے پھر اس کو برابر کیا
وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ
اور پھونکی اس میں اپنی ایک جان اور بنادئے تمہارے لئے کان اور آنکھیں
وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ⑨ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا
اور دل تم بہت تھوڑا شکر کرتے ہو ف۱ اور کہتے ہیں ف۸ کیا جب ہم رل گئے
فِى الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِىْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ؕ بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ
زمین میں کیا ہم کو نیا بننا ہے کچھ نہیں وہ اپنے رب
رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ⑩ قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِىْ
کی ملاقات سے منکر ہیں تو کہہ قبض کر لیتا ہے تم کو ف۹ فرشتہ موت کا جو
وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ⑪ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ
تم پر مقرر ہے پھر اپنے رب کی طرف پھر جاؤ گے ف۲ اور کبھی تو دیکھے ف۱۰ جس وقت کہ
الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا
منکر سر ڈالے ہوئے ہوں گے اپنے رب کے سامنے اے رب ہم نے دیکھ لیا
وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ⑫ وَلَوْ
اور سن لیا اب ہم کو پھر بھیج دے کہ ہم کریں بھلے کام ہم کو یقین آ گیا اور اگر
شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّىْ
ہم چاہتے ف۱۱ تو سمجھا دیتے ہر جی کو اس کی راہ لیکن ٹھیک پڑ چکی میری کہی بات کہ
لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ⑬
مجھ کو بھرنی ہے دوزخ جنوں سے اور آدمیوں سے اکٹھے۔

ع ۱۴

معبودانِ باطلہ کو کیوں شفعاء بنا رکھا ہے ای مالکم اذا جاوزتم رضا تعالیٰ احد ینعرکم ویشفع لکم و یجیرکم من بأسہ الخ (ابوالسعود ج ۶ ص۴۷۹) ف۵ یدبر الامر الخ نظام عالم کی تدبیر اور کائنات کا نظم و نسق اسی کے ہاتھ میں ہے وہ اپنے تکوینی احکام بندوں پر نازل کرتا ہے اور بندوں کے اعمالِ صالحہ اس کی طرف چڑھتے ہیں۔ یہ سب کچھ روزانہ ہوتا ہے حالانکہ نزول و عروج کی مسافت ہمارے حساب سے ایک ہزار برس کا راستہ ہوگی۔ معناہ واللہ اعلم ان امرہ ینزل من السماء علی عبادہ وتعرج الیہ اعمالھم الصالحۃ الصادرۃ علی موافقۃ ذلک الامر... ان نزول الامر وعروج العمل فی المسافۃ الف سنۃ مما تعدون وہ یوم فان بین السماء والارض مسیرۃ خمسمائۃ سنۃ فینزل فی مسیرۃ خمسمائۃ سنۃ ویعرج فی مسیرۃ خمسمائۃ فھو مقدار الف سنۃ (کبیر ج ۶ ص۷۵۵) ف۶ ذلک علم الغیب الخ اللہ تعالیٰ جس طرح خالق کائنات اور مدبر عالم ہے اسی طرح عالم الغیب بھی وہی ہے الذی احسن الخ اس نے ہر چیز کو حکمت و اتقان کے ساتھ بنایا اور کوئی چیز بھی حکمت و مصلحت سے خالی نہیں اور اس کی مخلوقات میں سے کوئی چیز بھی خوبی سے خالی نہیں ومعنی احسن حسّن لانہ ما من شیٔ خلقہ الا وھو مرتب علی ماتقتضیہ الحکمۃ فالمخلوقات کلھا حسنۃ الخ (بحر ج ۷ ص۱۹۹) ف۷ وبدء الخ اور انسان کی پیدائش مٹی سے شروع کی یعنی سب سے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا۔ ثم جعل نسلہ الخ اس کے بعد نطفہ سے اس کی نسل کا سلسلہ شروع فرمایا سلالۃ خلاصہ۔ غذا کا خلاصہ خون ہے اور منی خون کا خلاصہ اور لب لباب ہے اس لئے سلالہ سے تعبیر فرمایا ثم سوّٰہ الخ رحم مادر میں نطفہ بمقدار سے انسان کے تمام اعضاء درست کئے اور پھر ان میں جان ڈالی اور اسے سننے دیکھنے اور سمجھنے سوچنے کی قوتیں عطا فرمائیں تاکہ تم اللہ کے ان انعامات کا شکر بجا لاؤ۔ اس کی توحید کو مانو۔ تمام انواع عبادت صرف اسی کے لئے بجا لاؤ۔ اور اس کے احکام کی تعمیل کرو مگر اس کے باوجود تم اس کی ناشکری کرتے ہو اور تم نے اس کے

موضح قرآن ف۱ اپنی جان میں سے جو مخلوق ہے اسی کا مال ہے مگر جس کو عزت دی اس کو اپنا کہا جیسے فرمایا ان عبادی سو انسان کی جان غیب سے آئی ہے مٹی پانی سے نہیں بنی اس کو اپنی کہا اور یہ نہ سمجھے کہ اللہ کی جان جان ہو تو بدن بھی ہو بدن ہو تو ترکیب ہو ذاتِ پاک کہاں رہی ۱۲ منہ ف۲ یعنی تم آپ کو دھڑ سمجھتے ہو کہ خاک میں رل گئے تم جان ہو وہ فرشتہ لے جاتا ہے فنا نہیں ہو جاتے ہو ۱۲ منہ

سوا اوروں کو کارساز اور شفعاء بنا رکھا ہے ف۵ وقالوا الخ یہ شکوی ہے مشرکین ایسے ناشکر گزار اور کج فہم ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ایسی قدرت کاملہ اور ایسی نعمت شاملہ کے باوجود حشر ونشر کا انکار کرتے اور کہتے ہیں جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے۔ اور ہمارے جسموں کا ذرہ ذرہ مٹی میں مل کر گم ہو جائے گا تو پھر دوبارہ کس طرح زندہ ہوں گے؟ بل هم بلقاء الخ وہ نہ صرف بعث ونشور کے منکر ہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے روبرو حساب کتاب کے بھی منکر ہیں ای لیس لهم جحود قدرة اللہ عن الاعادة لانهم یعترفون بقدرته ولکنهم اعتقد وان لاحساب علیهم وانهم لا یلقون اللہ تعالیٰ (قرطبی ج ۱۴ ص ۹۲) ف۹ قل یتوفکم الخ یہ جواب

فَذُوقُوا بِمَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا ۚ إِنَّا نَسِينَاكُمْ
سواب چکھو مزہ ١٣ جیسے تم نے بھلا دیا تھا اس اپنے دن کے ملنے کو ہم نے بھی بھلا دیا تمکو
وَذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٤﴾ إِنَّمَا
اور چکھو عذاب سدا کا عوض اپنے کئے کا ہماری
يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا
باتوں کو ١٣ وہی مانتے ہیں کہ جب ان کو سمجھائے ان سے گر پڑیں سجدہ کر کر
وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿١٥﴾ تَتَجَافَىٰ
اور پاک ذات کو یاد کریں اپنے رب کی خوبیوں کے ساتھ اور وہ بڑائی نہیں کرتے جدا رہتی ہیں ١٤
جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَ
ان کی کروٹیں اپنے سونے کی جگہ سے پکارتے ہیں اپنے رب کو ڈر سے اور
طَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ﴿١٦﴾ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ
لالچ سے اور ہمارا دیا ہوا کچھ خرچ کرتے ہیں ف سو کسی جی کو معلوم نہیں ١٥
مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا
جو چھپا دھری ہے ان کے واسطے آنکھوں کی ٹھنڈک بدلہ اس کا جو
يَعْمَلُونَ ﴿١٧﴾ أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ۚ
کرتے تھے بھلا ایک جو ہے ١٦ ایمان پر برابر ہے اس کے جو نافرمان ہے
لَا يَسْتَوُونَ ﴿١٨﴾ أَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
نہیں برابر ہوتے سو وہ لوگ جو یقین لائے ١٧ اور کئے کام بھلے
فَلَهُمْ جَنَّاتُ الْمَأْوَىٰ نُزُلًا بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٩﴾
تو ان کے لئے باغ ہیں رہنے کے مہمانی ان کاموں کی وجہ سے جو کرتے تھے
وَأَمَّا الَّذِينَ فَسَقُوا فَمَأْوَاهُمُ النَّارُ ۖ كُلَّمَا أَرَادُوا
اور وہ لوگ جو نافرمان ہوئے ١٨ سو ان کا گھر ہے آگ جب چاہیں

السجدة ١٠ — وقف غفران ٤ — م ا بشارت اخروی ١٣ — م تخویف اخروی ١٤

شکوی ہے۔ تمہارا یہ خیال ہے کہ تم محض اجساد ہو جو مٹی میں مل جاتے ہیں لیکن یہ خیال غلط ہے تم حقیقت میں روح اور جان ہو جسے ملک الموت تمہارے بدنوں سے نکال لیتا ہے اور روح فنا نہیں ہوتی۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمہارے بدنوں کے اجزائے منتشرہ کو یکجا کر کے تمہاری جانیں ان میں لوٹا دے گا تو تم دوبارہ زندہ ہو جاؤ گے شاہ عبدالقادر رح فرماتے ہیں "تم آپ کو محض دھڑ اور بدن سمجھتے ہو کہ خاک میں رل مل کر برابر ہو گئے ایسا نہیں تم حقیقت میں جان ہو جسے فرشتہ لے جاتا ہے بالکل فنا نہیں ہو جاتے" (موضح قرآن) یا مطلب یہ ہے کہ جس نے تمہیں پہلے پیدا کر لیا وہ موت کے بعد دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ اہل بدعت اس آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ جب ملک الموت ایک ہے اور وہ بیک وقت دنیا کے مختلف حصوں میں ہزاروں کی جانیں قبض کر سکتا ہے تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ بھی اسی طرح بیک وقت مختلف جگہوں میں حاضر ہو سکتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ جان قبض کرنے والے فرشتے ہزاروں ہیں جو عزرائیل کے ماتحت ہیں۔ اور اس کے حکم سے دنیا کے مختلف علاقوں میں لوگوں کی جانیں قبض کرتے ہیں۔ لفظ ملک الموت اسم جنس ہے جو ان سب کو شامل ہے قرآن مجید کی دوسری آیتوں میں بھی اس کی تائید ہوتی ہے حتی اذا جاء احدکم الموت توفته رسلنا (انعام ع ۱۹) اور ولو تری اذ یتوفی الذین کفروا الملئکة (انفال ع ۷) اس لئے یہاں لفظ... ملک الموت سے مخصوص فرشتہ (عزرائیل) مراد نہیں بلکہ جنس ملک الموت مراد ہے لہٰذا اہل بدعت کا استدلال ساقط ہے ف۱۰ ولو تری الخ یہ تخویف اخروی ہے قیامت کے دن یہ مجرمین یعنی منکرین بعث ندامت اور شرمساری کی وجہ سے سر جھکائے کھڑے ہوں گے! ور کہہ رہے ہوں گے کہ بارے خدایا! آج ہم نے قیامت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اب ہم تیرے پیغمبروں کی باتیں دل وجان سے سنیں گے ہمیں ایک بار دنیا میں واپس بھیج دے ہم نیک عمل کریں گے آج ہمیں حشر ونشر اور حساب کتاب کا پورا پورا یقین ہو گیا ہے ابصرنا البعث وما وعد تنا به وسمعنا قول الرسل ای سمعناه سمع طاعة (روح ج ۲۱ ص ۱۲۷) ف۱۱ ولو شئنا الخ یہ مشرکین کے قول فارجعنا کا جواب ہے حاصل یہ ہے کہ اگر انھیں دنیا میں واپس بھیج دیا جائے تو پھر بھی وہ وہی کچھ کریں گے جو پہلے کرتے رہے کیونکہ انھوں نے ضد اور عناد اور سوء اختیار سے گمراہی کا راستہ اختیار کیا تھا۔ اگر ہم چاہتے تو زبردستی ہر انسان کو راہ ہدایت پر جمع کر دیتے۔ لیکن یہ حکمت ابتلاء کے خلاف تھا نیز ہم فیصلہ کر چکے ہیں کہ شیطان کی پیروی کرنے

موضح قرآن ف اللہ سے لالچ بُرا نہیں نہ اس سے ڈر اور اس واسطے بندگی کرے تو قبول ہے ڈر اور لالچ دنیا کا ہو یا آخرت کا اگر کسی اور کے خوف ورجا سے بندگی کرے تو ریا ہے کچھ قبول نہیں ۱۲ منہ

اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَاۤ اُعِیْدُوْا فِیْهَا وَ قِیْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا
کہ نکل پڑیں اس میں سے الٹا دئے جائیں پھر اسی میں اور کہیں ان کو چکھو
عَذَابَ النَّارِ الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَ لَنُذِیْقَنَّهُمْ
آگ کا عذاب جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے اور البتہ چکھائیں گے ہم انکو
مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ
فلہ تھوڑا عذاب ورے اس بڑے عذاب سے تاکہ وہ
یَرْجِعُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰیٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ
پھر آئیں ف اور کون بے انصاف زیادہ اس سے ۲۰ف جس کو سمجھایا گیا اسکے رب کی باتوں سے پھر
اَعْرَضَ عَنْهَا ؕ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَ لَقَدْ
ان سے منہ موڑ گیا مقرر ہم کو ان گنہگاروں سے بدلہ لینا ہے اور ہم
ع ۱۱
۱۵
اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ وَ
نے دی ہے ۲۱ف موسیٰ کو کتاب سو تو مت رہ دھوکے میں اس کے ملنے سے اور
جَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ﴿۲۳﴾ وَ جَعَلْنَا مِنْهُمْ
کیا ہم نے اس کو ہدایت بنی اسرائیل کے واسطے ف۲ اور کئے ہم نے ان میں ۲۲ف
اَىِٕمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ؕ۟ وَ كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا
پیشوا جو راہ چلاتے تھے ہمارے حکم سے جب وہ صبر کرتے رہے اور رہے ہماری باتوں پر
یُوْقِنُوْنَ ﴿۲۴﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ یَفْصِلُ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ
یقین کرتے ف۳ تیرا رب جو ہے ۲۳ف وہی فیصلہ کرے گا ان میں دن قیامت کے
فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ﴿۲۵﴾ اَوَ لَمْ یَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا
جس بات میں کہ وہ اختلاف کرتے تھے کیا ان کو سوجھ نہ آئی ۲۴ف اس سے کہ کھپادیں ہم نے
مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ یَمْشُوْنَ فِیْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِیْ
ان سے پہلے جماعتیں کہ پھرتے ہیں یہ ان کے گھروں میں اس میں

والے انسانوں اور جنوں سے جہنم کو بھرنا ہے اس لئے یہ ناممکن ہے کہ یہ کفار و مشرکین دوبارہ دنیا میں جاکر راہ ہدایت اختیار کریں فھو موجب ذلک القول لنشأ اعطاء الھدی علی العموم بل منعناہ من اتباع ابلیس الذین انتم من جملتھم حیث صرفتم اختیارکم الی الغی باغوائہ الخ (الروح ج ۲۱ صـ۱۲۵) ۱۲ف فذوقوا الخ چونکہ تم نے قیامت کے دن کو اور اس کے حساب کتاب اور جزا و سزا کو بھلا دیا تھا۔ اور توحید اور اعمالِ صالحہ سے اس کے لئے کوئی تیاری نہیں کی تھی۔ اس لئے آج ہم نے بھی تمہیں عذاب میں چھوڑ دیا ہے۔ لہٰذا اب اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے دائمی عذاب کا مزہ چکھتے رہو ۱۳ف انما یؤمن الخ مشرکین کے مقابلے میں مومنین کی صفات کا ذکر۔ ایمان صرف ان لوگوں کو نصیب ہوتا ہے جن کے دلوں میں انابت ہو۔ وہ اللہ کی آیتوں کے ساتھ فوراً ایمان لے آتے ہیں۔ اور جب انہیں آیاتِ خداوندی سنائی جاتی ہیں تو وہ اللہ کے خوف سے سراپا عجز و نیاز بن جاتے ہیں وسبحوا بحمد ربھم وہ اللہ تعالیٰ کو ہر قسم کے شریکوں سے پاک اور منزہ سمجھتے اور اس کو تمام صفات کارسازی سے متصف مانتے ہیں قرآن مجید میں ہر جگہ لفظ تسبیح سے نفی عن الشریک اور حمد سے صفات کارسازی مراد ہیں یعنی اللہ تعالیٰ ہر شریک سے پاک اور تمام صفات کارسازی سے متصف ہے لہٰذا سارے عالم میں وہی متصرف و مختار اور کارساز ہے ای نزھوہ وحمدوہ (قرطبی ج ۱۴ صـ۹۹) وھم لا یستکبرون اور وہ اللہ کی عبادت اور اس کی تسبیح و تمجید سے استکبار نہیں کرتے ۱۴ف تتجافیٰ الخ یہ بھی ان مومنین کاملین کی صفت ہے کہ وہ میٹھی اور پُرسکون نیند پر اللہ کی عبادت کو ترجیح دیتے ہیں جمہور کے نزدیک اس سے نماز تہجد مراد ہے التنفل باللیل قالہ الجمھور من المفسرین وعلیہ اکثر الناس (ایضاً صـ۱۰۰) یدعون ربھم الخ ان کاملین کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ اللہ کے عذاب سے ڈر کر اور اس کی رحمت کی امید میں دن رات اپنی حاجات و مشکلات میں صرف اللہ ہی کو پکارتے ہیں اور اللہ کی دی ہوئی دولت میں سے اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ۱۵ف فلا تعلم الخ یہ ان مومنین کاملین کے لئے بشارت ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے آرام و آسائش کا جو سامان عالم آخرت میں تیار کر رکھا ہے اس کی تفصیلات کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یہ سب کچھ ان کے ایمان خالص اور عمل صالح کی جزا ہے نعیم جنت کا اجمالی ذکر تو قرآن و حدیث میں موجود ہے اس لئے یہاں نفی علم سے علم علی سبیل التفصیل کی نفی مراد ہے ۱۶ف افمن کان الخ یہ لف و نشر غیر مرتب کے طریق پر تخویف و بشارت کا اجمالی اعادہ ہے جس طرح صفات بالا میں مومن و فاسق برابر نہیں اسی طرح جزاء آخرت میں بھی وہ برابر نہیں ہونگے مومنین الطاف ربانیہ کے مستحق اور فساق غضب خداوندی کے مورد ٹھہریں گے آگے فریقین کی جزاء کی تفصیل مذکور ہے ۱۷ف اما الذین اٰمنوا الخ۔ یہ بشارت اخروی ہے۔ یہ فریقین کے مراتب اخرویہ کی تفصیل ہے شرع فی تفصیل مراتب الفریقین بعد نفی استوائھما (روح ج ۲۱ صـ۱۳۳) مومنین کاملین دنیا کے آرام و آسائش کو عبادت الٰہی پر قربان کرتے ہیں اس لئے اس کے بدلے اللہ

موضح قرآن ف۱ یعنی دنیا میں لوٹ مار بندے دیکھ لیں گے ۱۲ منہ ف۲ دھوکہ نہ کر اس کے ملنے میں یعنی کتاب کے یا موسیٰ کے معراج کی رات ان سے ملے تھے اور بھی کئی بار ۱۲ منہ ف۳ یعنی تم بھی ٹھہرے رہو تو تم میں بھی وہی چال ہو آخر ہوئی ۱۲ منہ

تعالیٰ انہیں آخرت میں جنت الماویٰ عطا فرمائے گا جس میں ہر قسم کی راحت اور آسائش میسر ہوگی اور وہ اس میں معزز مہمانوں کی طرح رہیں گے ۱۸ھ واما الذین فسقوا الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ لیکن فساق وکفار کا ٹھکانا جہنم ہے جس سے وہ کبھی باہر نہیں نکل سکیں گے۔ وہ اس سے نکلنے کی ہزار کوشش کریں گے لیکن ہر بار ان کی کوشش ناکام ہوگی اور دوبارہ جہنم میں دھکیل دیئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا آج اس عذابِ جہنم کا مزہ چکھو جس کا تم انکار کیا کرتے تھے ۱۹ھ ولنذیقنھم الخ یہ تخویف دنیوی ہے عذاب ادنیٰ سے مصائب دنیا اور عذابِ اکبر سے عذابِ جہنم مراد ہے یعنی ہم دنیا میں ان فساق وکفار کو مبتلائے مصائب کریں گے تاکہ وہ اس سے عبرت حاصل کریں اور توبہ کرکے راہِ ہدایت

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ؕ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۲۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ

بہت نشانیاں ہیں کیا وہ سنتے نہیں کیا دیکھا نہیں انہوں نے ۲۵ھ کہ ہم ہانک دیتے ہیں

الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ

پانی کو ایک زمین چٹیل کی طرف پھر ہم نکالتے ہیں اس سے کھیتی کہ کھاتے ہیں اس سے

اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ؕ اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَيَقُوْلُوْنَ

ان کے چوپائے اور خود وہ بھی پھر کیا دیکھتے نہیں اور کہتے ہیں ۲۶ھ

مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۸﴾ قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ

کب ہوگا یہ فیصلہ اگر تم سچے ہو تو کہہ کہ فیصلے کے دن ۲۷ھ

لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۲۹﴾

کام نہ آئے گا منکروں کو ان کا ایمان لانا اور نہ ان کو ڈھیل ملے گی

فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ﴿۳۰﴾

سو تو خیال چھوڑ ان کا ۲۸ھ اور منتظر رہ وہ بھی منتظر ہیں

سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ احزاب لہ مدینہ میں نازل ہوئی اور اس کی تہتر آیتیں ہیں اور نو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ؕ

اے نبی ۲ھ ڈر اللہ سے ۳ھ اور کہا نہ مان منکروں کا اور دغابازوں کا

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱﴾ وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ

مقرر اللہ ہے سب کچھ جاننے والا حکمتوں والا اور چل اسی پر ۴ھ جو حکم آئے تجھ کو

مِنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۲﴾ وَّ

تیرے رب کی طرف سے بے شک اللہ تمہارے کام کی خبر رکھتا ہے اور

ع ۳ ۱۶

مر توحید پر دوسری عقلی دلیل ۱۲ مر شکوی ۱۲ مر جواب شکوی ۱۲ مر اشارہ بہ بعض سورۃ ۱۲ مرادل ۱۲ امتنان ۱۲

اختیار کرلیں۔ قال الحسن وابو العالیۃ والضحاک وابی بن کعب وابراھیم النخعی العذاب الادنی مصائب الدنیا واسقامھا مما یبتلی بہ العبید حتی یتوبوا وقالہ ابن عباس ولاخلاف ان العذاب الاکبر عذاب جھنم الخ (قرطبی ج ۱۴ ص ۱۰۷) ۲۰ھ ومن اظلم الخ زجر مع تخویف دنیوی۔ ایک وہ مومنین کاملین ہیں جو آیاتِ الٰہی سن کر سربسجود ہوجاتے ہیں اور اللہ کی تسبیح وتحمید کرتے ہیں۔ اور ایک وہ مجرمین ہیں جو آیاتِ الٰہی کو سن کر کمال بے اعتنائی کے ساتھ ان سے اعراض کرتے ہیں یہ لوگ سب سے بڑے بے انصاف ہیں اور ہم ان سے اس اعراض وانکار کا ضرور انتقام لیں گے۔ ای لا اظلم ممن ذکرہ اللہ بآیاتہ وبینھا لہ ووضحھا ثم بعد ذلک ترکھا وجحدھا واعرض عنھا وتناساھا کانہ لا یعرفھا (ابن کثیر ج ۳ ص ۴۶۲) مجرمین سے مشرکین مراد ہیں من المجرمین یعنی المشرکین (خازن ومعالم ج ۵ ص ۱۹۵) ۲۱ھ ولقد اتینا الخ یہ توحید پر نقلی دلیل ہے۔ یعنی ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو بھی کتاب دی اور اس میں بھی یہی دعویٰ مذکور تھا کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور عالم الغیب نہیں۔ اس لئے صرف اسی ہی کو پکارو اور اس کے سامنے شفیع غالب بھی کوئی نہیں جو اس سے کام کرا سکے۔ تو جس طرح مشرکین قرآن کے من جانب اللہ ہونے میں شک کرتے ہیں اسی طرح منکرین نے تورات کے بارے میں بھی شک کیا حالانکہ دونوں یعنی قرآن اور تورات من جانب اللہ ہیں لہٰذا تورات کے منزل من اللہ ہونے میں بھی کسی کو شک وشبہ نہیں ہونا چاہیئے۔۔۔ لقائہ لقاء مصدر اپنے مفعول کی طرف مضاف ہے یا فاعل کی طرف پہلی صورت میں فاعل مقدر ہوگا اور دوسری صورت میں مفعول۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام کے کتاب (تورات) کو پالینے یا کتاب کے موسیٰ علیہ السلام کو پہنچنے میں کوئی شک نہ کرے ولقاء مصدر مضاف الی مفعولہ وفاعلہ موسیٰ ای من لقاء موسی الکتاب او مضاف الی فاعلہ ومفعولہ موسی ای من لقاء الکتاب موسی ووصولہ الیہ (روح ج ۲۱ ص ۱۳۷) اور فلا تکن کا خطاب ہر مخاطب سے ہے اس سے ہر مخاطب کو شک کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ وجعلنٰہ ھدًی الخ جیسا کہ سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۱ میں فرمایا وجعلنٰہ ھدی لبنی اسرائیل ان لا تتخذوا من دونی وکیلا یعنی تورات میں ہم نے بنی اسرائیل کے لئے یہ ہدایت نازل کی ہے کہ میرے سوا کسی کو کارساز مت سمجھو اور مصائب وحاجات میں میرے سوا کسی کو مت پکارو۔ بعینہٖ یہی مضمون اب قرآن میں نازل کیا گیا ہے ۲۲ھ وجعلنا

موضح قرآن ف کافر چاہتے تھے اپنی طرف نرم کرنا اور منافق چاہتے تھے اپنی چال سکھانی اور پیغمبر کو اللہ پر بھروسہ ہے اس سے داتا کون۔

منھم ائمۃ الخ موسیٰ علیہ السلام کے بعد ہم نے بنی اسرائیل میں ایسے ائمہ اور پیشوا پیدا کئے جو تورات میں ہمارے احکام کے مطابق لوگوں کو توحید اور صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرتے تھے اور توحید کی تبلیغ اور اشاعت پر تکلیفیں اور مصیبتیں برداشت کرتے تھے اور خود بھی ایمان و یقین میں مضبوط اور ثابت قدم تھے **۲۳ھ** ان ربک الخ مومنین اور منکرین کے درمیان اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فیصلہ فرمائے گا۔ اور ہر فریق کو اس کے اعمال کے مطابق جزاء و سزا دے گا۔ ای یقضی ویحکم بین المؤمنین والکفار فیجازی کلا بما یستحق (قرطبی جلد ۱۴، ص ۱۰۹) **۲۴ھ** اولم یھد لھم الخ یہ تخویف دنیوی ہے۔ کیا یہ چیز ان کی ہدایت کا باعث نہ ہوئی۔ کہ ان سے پہلے ہم نے توحید کا انکار کرنے والوں کے قرنوں کے قرن تباہ و برباد کر دیئے۔ حالانکہ یہ لوگ اپنے تجارتی سفروں میں ان تباہ شدہ قوموں کے ویران شہروں کے کھنڈروں پر اکثر گذرتے ہیں اور ان کی تباہی و ہلاکت کے آثار کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں ان اقوام متمردہ کی تباہی و بربادی میں عبرت و نصیحت کے بے شمار نشان موجود ہیں۔ بشرطیکہ ان میں فکر و تدبر سے کام لیا جائے **۲۵ھ** اولم یروا الخ یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے اور حشر و نشر پر بھی دلیل ہے کیا یہ لوگ مشاہدہ نہیں کرتے کہ ہم بے آب و گیاہ زمین پر مینہ برسا کر اس میں لہلہاتے کھیت پیدا کر دیتے ہیں اور اس طرح ان کے اور ان کے مویشیوں کے لئے روزی مہیا کرتے ہیں۔ مینہ برسانا اور کھیتیاں اگانا جس خدائے قادر و قیوم کے اختیار و تصرف میں ہے وہی ساری کائنات کا کارساز ہے اور جو زمین سے انواع و اقسام نبات پیدا کر سکتا ہے وہ مُردوں کو بھی دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے **۲۶ھ** ویقولون الخ یہ شکوی ہے! ان منکرین کا حال بھی عجیب ہے کہ قیامت کو مانتے اور احوالِ قیامت اور عذاب جہنم سے ڈرنے کے بجائے تمسخر اڑاتے اور استہزاء کرتے ہیں کہ وہ فیصلہ کا دن کب آئے گا اگر تم سچے ہو تو اس کی معین تاریخ بتاؤ **۲۷ھ** قل یوم الخ یہ جواب شکوی اور تخویف ہے ان استہزاء کرنے والوں سے کہہ دیجئے کہ عجلت سے کام نہ لو۔ بلکہ صبر کرو۔ جب قیامت کا دن آجائے گا اس دن تم دنیا میں ایمان نہ لانے اور اعمال صالحہ بجا نہ لانے پر حسرت و ندامت کا اظہار کرو گے اور اب جن حقائق کا انکار کر رہے ہو قیامت کے دن ان کی سچائی کا تمہیں خود بخود یقین ہو جائے گا مگر اس ایمان اور یقین سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اور انہیں جہنم میں داخل کر دیا جائیگا۔ اور ذرا مہلت نہ دی جائیگی (لا ینظرون) لا یمھلون لیتوبوا و یعتذروا (معالم و خازن جلد ۵ ص ۱۸۹) **۲۸ھ** فاعرض الخ آپ ان سے اعراض فرمائیں اور ان کے انکار و استہزاء کی پروا نہ کریں اور اللہ کی مدد و نصرت اور اعداء دین کی ہلاکت کا وقت قریب ہے۔ آپ میرے وعدے کا انتظار کریں مشرکین بھی اس انتظار اور آرزو میں ہیں مسلمان حوادثِ زمان اور مصائب دہر سے نیست و نابود ہو جائیں گے (وانتظر) ای موعدی لک (انھم منتظرون) ای ینتظرون بکم حوادث الزمان (قرطبی جلد ۱۴، ص ۱۱۲) آخر جنگِ بدر میں اللہ کا وعدۂ نصرت پورا ہوا۔ کلمۂ اسلام بلند ہوا۔ اور مسلمانوں کو فتح و کامرانی نصیب ہوئی اور ان کے مقابلے میں کفر سرنگوں ہوا۔ مشرکین خائب و خاسر ہوئے! اور ان کی تمام آرزوئیں خاک میں مل گئیں فالحمد للہ علیٰ ذٰلک حمداً کثیراً۔

سُورۃ سجدہ کی خصوصیات
اور اسمیں
آیات توحید

۱- اللہ الذی خلق السمٰوٰت والارض ـــــ تا ـــــ افلا تتذکرون ۰ (ع ۱) نفی شفاعت قہریہ۔
۲- یدبر الامر من السماء ـــــ تا ـــــ العزیز الرحیم ۰ نفی شرک فی التصرف والعلم۔
۳- او لم یروا انا نسوق الماء ـــــ تا ـــــ افلا یبصرون نفی شرک فی التصرف۔

سورۃ احزاب

ربط: سورۃ احزاب کو سورۃ سجدہ کے ساتھ نامی ربط یہ ہے کہ سورۃ سجدہ میں فرمایا مالکم من دونہ من ولی ولا شفیع یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا کوئی کارساز نہیں اس کے سوا کسی کو مت پکارو اور نہ خدا کے یہاں کوئی شفیع غالب ہے تم اس عقیدے پر قائم رہو اور اس کی تبلیغ کرو۔ اگرچہ عرب کے تمام قبائل (احزاب) مل کر تمہارے مقابلے میں آجائیں معنوی ربط یہ ہے کہ سورۃ سجدہ میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی شفیع غالب نہیں لہٰذا کسی کو شفیع غالب سمجھ کر حاجات میں غائبانہ مت پکارو۔ اب سورۃ احزاب میں مذکور ہوگا کہ اس معاملے میں مشرکین کی بات نہ ماننا کیونکہ اب وہ خود بخود نرم ہو کر صلح کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ان کے معبودانِ باطلہ کو کم از کم عند اللہ شفیع غالب مان لیا جائے اس لئے سورۃ احزاب میں حکم دیا گیا کہ مشرکین کی اس پیشکش کو ٹھکرا دینا اور اس معاملے میں نرمی اختیار کر کے کسی کو بھی شفیع غالب تسلیم نہ کرنا اور صاف کہہ دینا کہ جو معبود عند اللہ شفیع نہیں ہیں وہ تمہارے بنانے سے شفیع نہیں بن سکتے۔

خلاصہ: اس سورۃ میں مشرکین کی تین خرابیوں کو دور کرنا مقصود ہے جن میں سے ایک اصول میں تھی اور دو فروع میں اصولی خرابی یہ تھی کہ وہ اپنے معبودوں کو عند اللہ شفیع غالب سمجھتے تھے فروعی خرابیاں یہ تھیں **اوّل** یہ وہ اپنی بیوی سے ظہار کے بعد اسے بالکل ماں کی طرح سمجھتے اور کفارہ کے بعد بھی اسے اپنی بیوی نہ بناتے **دوم** اپنے متبنیٰ یعنی منہ بولے بیٹے کی بیوی کو حقیقی بیٹے کی بیوی کا درجہ دیتے اور متبنیٰ کی وفات یا تطلیق کے بعد اس کی بیوی سے نکاح کو حرام سمجھتے تھے اصل مقصود تو عقیدہ شرکیہ یعنی شفاعتِ قہری کا ابطال ہے باقی دو جاہلانہ رسموں کا ذکر بطور نظیر ہے۔ حاصل یہ ہے کہ تمہارے زعم اور خیال سے تمہارے معبود شفیع غالب نہیں بن جاتے جس طرح ظہار سے بیوی حقیقی ماں نہیں بن جاتی اور کسی کو بیٹا بنا لینے سے وہ حقیقت میں بیٹا نہیں بن جاتا۔ شروع میں یا ایہا النبی اتق اللہ الخ میں حضور علیہ السلام کو مشرکین کی پیشکش ٹھکرانے اور وحی ربانی کے اتباع کا حکم دیا گیا۔ وما جعل ازواجکم الخ میں نظیر اوّل مذکور ہے اور وما جعل ادعیاءکم ابناءکم میں دوسری نظیر کا ذکر ہے اس کے بعد تمام سورۃ میں دوسری نظیر سے متعلق تفصیلات مذکور ہیں اللہ تعالیٰ کو خود حضور علیہ السلام کے اپنے عمل سے اس رسم کو توڑنا منظور تھا اس لئے اس کے اسباب مہیا فرما دیئے پہلے حضور علیہ السلام کی قریبی رشتہ دار حضرت زینبؓ کا نکاح آپ کے متبنیٰ زید بن حارثہ کے ساتھ کرا یا۔ خاوند بیوی کی بن نہ آئی حضرت زید نے طلاق دے دی تو اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو حضرت زینب کے ساتھ نکاح کرنے کا حکم دیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی نکاح کر دیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے خود آپؐ کے عمل سے اس جاہلانہ رسم کا خاتمہ کر دیا۔ یہ رسم چونکہ لوگوں کے دلوں میں راسخ ہو چکی تھی اس لئے اس کے خلاف حضور علیہ السلام کا عمل مشرکین اور منافقین کے لئے آپؐ کے خلاف پروپیگنڈے کا باعث بن سکتا تھا ممکن تھا کہ اس مخالفانہ پروپیگنڈے سے بتقاضائے بشریت بعض مسلمان اور خود آپؐ کی ازواج مطہرات بھی متاثر ہو جائیں اس بات کا بھی امکان تھا کہ خود حضور علیہ السلام کے دل میں بھی کوئی خیال آجائے اس لئے اللہ تعالیٰ نے دوسری رسم ختم کرنے کے بعد اس سورۃ میں انیس[19] احکام نازل فرما دیئے۔ آٹھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے۔ نو مومنین کے لئے اور دو ازواج مطہرات کے لئے۔ مقصد یہ ہے کہ اے ایمان والو! اس رسم کو توڑنے کی وجہ سے مشرکین اور منافقین میرے پیغمبر کی مخالفت اور آپ کی عزت پر حملے کریں گے۔ تم ان کی مخالفت سے مت دبنا۔ ہر حال میں پیغمبر علیہ السلام کا ساتھ دینا اور ان کی عزت و ناموس کو اپنی جانوں سے بھی زیادہ عزیز سمجھنا۔ اے ازواجِ پیغمبر! اس معاملے میں تم بھی نرمی اختیار نہ کرنا۔ اور ایسی بات زبان پر نہ لانا جس سے پیغمبر علیہ السلام کی عزت پر حرف آئے اور اے پیغمبر! اس معاملے میں مشرکین سے نرمی کا معاہدہ ہرگز نہ کرنا اور ہمارے عہد و پیماں کے مطابق شرک اور رسوم جاہلیہ کے خلاف پوری قوت کے ساتھ آواز بلند کرنا۔ ساتھ ساتھ فتنہ پھیلانے والے مشرکین اور منافقین کے لئے تخویفیں اور زجریں بھی مذکور ہیں۔ النبی اولیٰ بالمؤمنین الخ یہ مومنین کے لئے پہلا حکم ہے اے ایمان والو! میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہلیت کی رسم کو توڑا ہے مشرکین اور منافقین آپؐ کی مخالفت کریں گے تم میرے پیغمبر کا ہر حال میں ساتھ دینا اور آپؐ کی عزت و آبرو کے لئے اپنی جانیں بھی قربان کر دینا اور آپؐ کی ازواج مطہرات کو اپنی مائیں سمجھنا۔ دیکھو ان کی عزت و حرمت پر حرف نہ آنے پائے۔ واذ اخذنا من النبیین الخ یہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلا خطاب ہے مشرکین اور منافقین ان برائیوں کو ختم کرنے کی وجہ سے ضرور آپ کی مخالفت کریں گے لیکن آپ اس معاملے میں نرمی سے ہرگز کام نہ لیں اور حسب عہد و میثاق میرے احکام کی تبلیغ کریں۔ یا ایہا الذین اٰمنوا الخ (رکوع ۲) یہ مومنوں کے لئے دوسرا حکم ہے۔ اے ایمان والو! دشمنوں کی مخالفت سے خائف نہ ہونا اور ہمت نہ ہارنا اور میرے پیغمبر کا ساتھ ہرگز نہ چھوڑنا میں تمہارا ناصر اور مددگار ہوں جیسا کہ تمہاری بے سروسامانی کے باوجود کئی موقعوں پر میں نے تمہاری مدد کی۔ اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے غزوہ احزاب (غزوہ خندق) کا واقعہ بطور مثال ذکر فرمایا کہ دیکھو ناسازگاریٔ اسباب اور منافقین کے مخالفانہ پروپیگنڈے کے باوجود میں نے تمہاری مدد کی اس واقعہ کی تفصیلات اذ جاءتکم جنود (ع ۲) سے وکان اللہ علیٰ کل شیءٍ قدیرا (ع ۳ تک) میں مذکور ہیں۔ یا ایہا النبی قل لازواجک الخ (ع ۴) یہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسرا خطاب ہے کہ آپ اپنی بیویوں کو صاف لفظوں میں آگاہ فرما دیں کہ اگر تم دنیا کی دولت یا زینت چاہتی ہو تو میں تمہیں اپنے حبالہ نکاح سے آزاد کرنے کو تیار ہوں لیکن اگر تم اللہ کو اس کے رسول کو اور آخرت کو چاہتی ہو اور رسم جاہلیت کو توڑنے میں پیغمبر علیہ السلام کا ساتھ دینا چاہتی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی بہت عمدہ جزا عطا فرمائے گا۔ یا نساء النبی الخ یہ ازواج مطہرات سے پہلا خطاب ہے۔ اے

ج پیغمبر! اگر تم میں سے کسی نے منافقین کے پروپیگنڈے سے متاثر ہوکر پیغمبر علیہ السلام کے خلاف کوئی بات کہہ دی تو میں اسے دوگنا سزا دوں گا۔ اور جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گی۔ اور اس رسم جاہلیت کو توڑنے میں میرے پیغمبر کی حمایت کرے گی۔ اسے دوہرا اجر دوں گا۔ یٰنِسَآءَ النبی لستن الخ یہ ازواج مطہرات سے دوسرا خطاب ہے۔ اے ازواجِ پیغمبر! اگر تم تقویٰ اختیار کرو تو تم دوسری عام عورتوں جیسی نہیں ہو۔ اس لئے تم اس معاملے میں نرم بات نہ کرنا کہ پیغمبر علیہ السلام اپنی مرضی والے ہیں جو چاہیں کریں۔ اگر یہ بات منافقوں تک پہنچ گئی تو وہ خوش ہوں گے کہ اس بارے میں پیغمبر کے اپنے گھر میں بھی اختلاف موجود ہے بلکہ صاف صاف کہو۔ پیغمبر علیہ السلام نے اپنے متبنیٰ کی مطلقہ کے ساتھ اللہ کے حکم سے نکاح کیا ہے۔ اپنے گھروں میں رہو اور رسوم جاہلیت سے اپنا دامن بچاؤ۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری عزت و ناموس کو ہر بدنما داغ سے پاک صاف رکھنا چاہتا ہے

انّ المسلمین والمسلمات الخ (ع ۵) یہ مومنوں کے لئے تیسرا حکم ہے۔ ہر مومن مرد اور عورت جو پورے اخلاص کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے بخشش اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔ اور جو اللہ و رسول کا نافرمان ہوگا وہ صریح گمراہ ہے۔ اور اس کا ٹھکانہ جہنم میں ہوگا۔

و اذ تقول الخ یہ حضور علیہ السلام سے تیسرا خطاب ہے۔ آپؐ کی خواہش تھی کہ زید حضرت زینبؓ کو اپنے نکاح میں باقی رکھے۔ اور اسے طلاق نہ دے۔ کیونکہ اب صورتِ حال یہ تھی۔ اگر زید طلاق دے دیتے ہیں تو اب حضرت زینب کی دلجوئی صرف اسی طرح ممکن تھی کہ آپ خود اس سے نکاح کرلیں لیکن آپ ایسا نہیں کرنا چاہتے تھے کہ منافقین اعتراض کرینگے کہ اپنے متبنیٰ کی مطلقہ سے نکاح کرلیا۔ لیکن اللہ تعالےٰ چاہتا تھا کہ خود آپ کے عمل سے اس رسم کو توڑا جائے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے اس خطاب میں آپ کو تنبیہہ فرمائی اور آپؐ کو حکم دیا کہ زید کی طلاق کے بعد زینب آپ کی بیوی ہے۔

مَا کَانَ عَلَی النَّبِیِّ الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چوتھا خطاب ہے۔ اللہ تعالےٰ نے جو فیصلہ فرمادیا ہے۔ پیغمبر علیہ السلام اس بارے میں اپنے دل میں کسی قسم کی تنگی محسوس نہ کریں۔ کیونکہ میرے پیغمبروں کی شان یہی ہے کہ وہ صرف اللہ سے ڈریں۔ اور دین میں لوگوں کی ملامت کا خیال نہ کریں۔

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ الخ یہ مؤمنوں کے لئے چوتھا حکم ہے۔ اے ایمان والو! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں۔ لہٰذا آپؐ زید کے بھی باپ نہیں اس لئے زید کی مطلقہ سے آپ کے نکاح کر لینے میں کوئی برائی اور قباحت نہیں۔ اس بارے میں تم اپنے دلوں کو صاف رکھنا۔ اور منافقین و مشرکین کی باتوں سے متاثر ہوکر پیغمبر علیہ السلام کے بارے میں کسی قسم کی بدگمانی نہ کرنا۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا الخ (ع ۶) یہ مؤمنوں کے لئے پانچواں حکم ہے۔ اے ایمان والو! اللہ کو بہت یاد کرو اور صبح و شام اس کی حمد و ثناء اور تسبیح و تقدیس میں مصروف رہو۔ اگر بتقاضائے بشریت تمہارے دلوں میں پیغمبر علیہ السلام کے بارے میں کوئی بدگمانی پیدا ہونے کا کوئی اندیشہ یا وسوسہ ظاہر ہو تو اللہ کی یاد سے اسے دفع کرلو۔

یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچواں خطاب ہے۔ میرے پیغمبر! میں نے تجھے حق بیان کرنے کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے اس لئے آپ صاف صاف اعلان فرمادیں کہ متبنیٰ کی مطلقہ سے نکاح حلال ہے اور لوگوں کی مخالفت کی پرواہ نہ کریں وَلَا تُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ الخ یہ سورت کے ابتدائی مضمون کا اعادہ ہے۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا الخ چھٹا حکم برائے مؤمنین۔ اگر تم خلوت سے قبل ہی اپنی بیویوں کو طلاق دے دو تو ان پر کوئی عدت نہیں اور وہ فوراً دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہیں۔ اس لئے ہم نے زید کے طلاق دینے کے فوراً بعد زینب کے ساتھ پیغمبر (علیہ السلام) کا نکاح کردیا کیونکہ وہ غیر مدخول بہا تھیں۔

یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا الخ یہ حضور علیہ السلام سے چھٹا خطاب ہے۔ حسب ذیل عورتوں کے ساتھ آپ کے لئے نکاح کرنا حلال ہے ان کے سوا اور عورتیں آپ کے لئے حلال نہیں۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا الخ (ع ۷) ساتواں حکم برائے مؤمنین۔ ایمان والوں کو پیغمبر علیہ السلام کے گھر کے بارے میں کچھ آداب سکھلائے گئے تاکہ منافقین اور کفار کے لئے غلط پروپیگنڈے کی گنجائش باقی نہ رہے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ الخ آٹھواں حکم برائے مؤمنین۔ ایمان والو! میرے پیغمبر (علیہ السلام) نے مشرکین و منافقین کی شدید مخالفت کے باوجود جاہلیت کی رسم کو توڑ دیا۔ اور مسئلہ حق کو واضح کردیا ہے۔ اس لئے تم آپؐ پر صلوٰۃ و سلام بھیجو۔ اور اللہ سے آپؐ کے لئے رحمت کی دعا مانگو۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ الخ یہ مشرکین و منافقین کے لئے تخویف اخروی ہے۔

یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ الخ (ع ۸) حضور علیہ السلام سے ساتواں خطاب۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں، آپ کی صاحبزادیوں اور تمام مؤمن عورتوں کو حکم دیا گیا کہ جب وہ کسی کام کے لئے گھروں سے نکلیں تو پردہ کرکے نکلیں تاکہ ان کی عزت و ناموس محفوظ رہے اور بدقماش لوگوں کو اتہام کا موقع نہ مل سکے۔ لَئِنْ لَّمْ یَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ الخ یہ منافقین پر زجر اور تخویف دنیوی ہے۔ اگر منافق اور بدقماش لوگ اس کے باوجود اپنی شرارتوں سے باز نہ آئے تو انہیں قتل کرنے کے احکام صادر کردئیے جائیں گے۔

یَسْئَلُكَ النَّاسُ الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن ان کفار و مشرکین کا حال بہت برا ہوگا اور وہ اللہ کے عذاب سے کسی صورت بچ نہیں سکیں گے۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَکُوْنُوْا الخ (ع ۹) یہ مؤمنین کے لئے نواں حکم ہے۔ ایمان والوں کو حکم دیا گیا کہ وہ پیغمبر علیہ السلام کے بارے میں کسی قسم کی بدگمانی نہ کریں۔ اور نہ کوئی خلافِ شان بات آپ کی طرف منسوب کرکے آپ کو ایذا پہنچائیں۔ بلکہ اللہ سے ڈریں اور سچائی کو اپنا شعار بنائیں۔ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ الخ منافقین و مشرکین کے لئے زجر و تخویف اور ایمان والوں کے لئے بشارتِ اخروی۔

تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿٣﴾ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ
بھروسہ رکھ ف۲ اللہ پر اور اللہ کافی ہے کام بنانے والا اللہ نے رکھے نہیں ف۵ کسی مرد کے
مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰۗـِٔيْ
دو دل اس کے اندر اور نہیں کیا تمہاری جوروؤں کو کہ جن کو
تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَاۗءَكُمْ اَبْنَاۗءَكُمْ ۭ
ماں کہہ بیٹھے ہو سچی مائیں تمہاری اور نہیں کیا تمہارے پالکوں کو ف۵ تمہارے بیٹے
ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ
یہ تمہاری بات ہے ف۶ اپنے منہ کی اور اللہ کہتا ہے ٹھیک بات اور وہی
يَهْدِي السَّبِيْلَ ﴿٤﴾ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَاۗىِٕهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ
سجھاتا ہے راہ ف۷ ف۱ پکارو لے پالکوں کو ف۸ ان کے باپ کی طرف نسبت کرکے یہی پورا انصاف ہے
اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَاۗءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ
اللہ کے یہاں پھر اگر نہ جانتے ہو ان کے باپ کو تو تمہارے بھائی ہیں دین میں
وَمَوَالِيْكُمْ ۭ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ
اور رفیق ہیں ف۲ اور گناہ نہیں تم پر جس چیز میں چوک جاؤ
وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٥﴾
پر وہ جو دل سے ارادہ کرو اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان ف۲
اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ
نبی سے لگاؤ ہے ف۱ ایمان والوں کو اپنی جان سے زیادہ اور اس کی عورتیں
اُمَّهٰتُهُمْ ۭ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ
ان کی مائیں ہیں ف۳ اور قرابت والے ف۲ ایک دوسرے سے لگاؤ رکھتے ہیں
كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا
اللہ کے حکم میں زیادہ سب ایمان والوں اور ہجرت کرنے والوں سے مگر یہ کہ کرنا چاہو ف۱۳

منزل ۵

۱ امر ثالث ۱۲ ‏ ۲ نہی اول ۱۲ ‏ ۳ نہی ثانی ۱۲ ‏ مرحم حکم اول برائے مومنین ۱۲

ف۵۲ یایھا النبی الخ صلح حدیبیہ کے بعد مشرکین ومنافقین کا ایک وفد جو ابوسفیان، عکرمہ بن ابوجہل، عبداللہ بن ابی اور معتب بن قشیر وغیرہ پر مشتمل تھا حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا۔ اے محمد! ہم تم سے یہ چاہتے ہیں کہ تم ہمارے معبودوں کو برائی سے یاد کرنا چھوڑ دو۔ اور صرف اتنی بات مان لو کہ وہ عند اللہ شفیع ہیں اور نفع پہنچا سکتے ہیں تو تمہیں آزادی ہے کہ بیشک تم اپنے خدائے واحد کی عبادت کرو، اور دوسرے احکام کی تبلیغ کرو، ہم تم سے کوئی تعرض نہ کریں گے۔ یہ بات آپ کو بہت ناگوار گذری اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ قالوا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارفض ذکر الھتنا وقل انھا تشفع وتنفع وندعك وربك فشق ذلك على النبي صلى الله عليه وسلم والمؤمنين وهموا بقتلهم فنزلت (روح جلد ۲۱ صـ۱۴۳) وکذا فی المعالم والخازن وغیرہما مشرکین چاہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اگر نرم ہو جائیں تو وہ بھی اپنا رویہ نرم کرلیں گے لیکن اللہ نے آپ کو اس معاملہ میں نرمی اختیار کرنے سے منع فرمادیا اور حکم دیا کہ تبلیغ توحید میں ذرہ برابر کوتاہی یا نرمی نہ ہونے پائے جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا ودوا لوتدھن فیدھنون (القلم) اور مائدہ میں فرمایا بلغ ما انزل الیک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ اور بنی اسرائیل میں ارشاد ہے لقد کدت ترکن الیھم شیئا قلیلا اذا لاذقنٰک ضعف الحیوۃ وضعف الممات الخ یہ آیتیں تین اوامر اور ایک نہی پر مشتمل ہیں ۵۳ اتق اللہ الخ یہ پہلا امر ہے یعنی تقویٰ اور خوف خدا پر قائم رہیں اور اللہ تعالیٰ کے احکام کے خلاف ہرگز کوئی قدم نہ اٹھائیں والمقصود الدوام والثبات علیہا (روح ج ۲۱ صـ۱۴۳) ولا تطع الکفرین الخ یہ نہی ہے کفار اور منافقین نے آپ سے جو نرمی کرنے کا مطالبہ کیا ہے آپ ان کی بات ہرگز نہ مانیں اور مسئلہ توحید بیان کرنے میں ہرگز ان کی رورعایت نہ فرمائیں اللہ تعالیٰ علیم وحکیم ہے اگر آپ کی نرمی سے ان کے ایمان لانے کا امکان ہوتا تو آپ کو نرمی کرنے سے روکا نہ جاتا ودل لقولہ ان اللہ کان علیما حکیما علے انہ کان یمیل الیہم استدعاء لھم الی الاسلام ای لو علم اللہ عزوجل ان میلك الیہم فیہ منفعۃ لما نھاك عنہ لانہ حکیم (قرطبی جلد ۱۴ صـ۱۱۵) ۵۴ واتبع الخ یہ دوسرا امر ہے اللہ کی طرف سے آپ پر جو امور واحکام دین وحی ہو رہے ہیں آپ انکی پیروی کریں کفار اور منافقین کی باتوں کی پیروی نہ کریں اللہ تعالیٰ تم سب کے اعمال سے باخبر ہے اہل ایمان کو صلاح وتقویٰ کی راہیں سجھاتا ہے اور کفار ومنافقین کے مکر وفریب سے باخبر کردیتا ہے ان اللہ خبیر بما یعملہ کلا الفریقین فیرشدك الی ما فیہ صلاح حالك وانتظام امرك ویطلعك علی ما

موضح قرآن ف۱ کفر کے وقت کوئی جورو کو ماں کہتا تو ساری عمر وہ اس سے جدا ہوتی اور کسی کو بیٹا کہہ بولتا تو سچا بیٹا ہو جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں حکم بدل دیئے۔ جورو کو ماں کہنا سورۃ قد سمع اللہ میں آویگا اور لے پالک کا حکم آگے بیان ہے ان دو کے ساتھ تیسری بات بھی سنا دی کہ ایسی باتیں کہنے کی بہتیری ہیں ان پر عمل نہیں ہو سکتا جیسے مستقل مرد کو کہتے ہیں اس کے دو دل ہیں مگر چھاتی چیر کر دیکھو تو کسی کے دو دل نہیں۔ ف۲ یعنی چوک کا گناہ تو کسی چیز میں نہیں اور ارادے کا ہے اس میں بھی اللہ چاہے تو بخشے چوک یہ کہ منہ سے نکل گیا فلانے کا بیٹا فلانا۔

فتح الرحمٰن ف۱ کہ درین آیت رد است بر قول کافری کہ مرا دو دل داده اند برآنچہ اہل جاہلیت مقرر کرده بودند کہ مظاہره مثل مادر حرام مؤبد میشود وتعریض است بجواب طعن کافران و منافقان بہ نسبت حضرت رسالت ف۲ چون زینب را تزوج فرمود کہ زن پسر خود را بزنی گرفت ۱۲ ف۳ پس باین لقب بخوانید ۱۲ ف۳ یعنی در حرمت نکاح ۳

يعلمونه من المكائد والمفاسد (ابو سعود ج ٦ ص٢٦٣) ف٥ وتوکل الخ یہ تیسرا امر ہے آپ بلاخوف وخطر توحید کی تبلیغ کرتے جائیں اور اگر کوئی ڈر خطرہ ہو تو اللہ پر بھروسہ کریں اور اپنے تمام معاملات خدا کے سپرد کریں اس سے بہتر کوئی کارساز اور حافظ وناصر نہیں ف٦ ماجعل اللہ الخ یہ ماقبل کی دلیل ہے بطور تمثیل فرمایا جسطرح ایک جوف میں دو دل جمع نہیں ہوسکتے اسی طرح ایک دل میں دو اعتقاد جمع نہیں ہوسکتے اس لئے یہ ناممکن ہے کہ آپ اللہ کو بھی نافع وضار سمجھیں اور مشرکین کے باطل معبودوں کو بھی لایجتمع الکفر والایمان باللہ تعالیٰ فی قلب کما لایجتمع قلبان فی جوف فالمعنی لایجتمع اعتقادان متغایران فی قلب الخ (قرطبی ج ١٤ ص١١٧) یا دو دل ہونے سے دو رُخ ہونا مراد ہے کہ خدا کو بھی نافع سمجھے اور غیر اللہ کو بھی، خدا سے بھی ڈرے اور غیر خدا سے بھی،

دو دل بودن بجز بے حاصلی نیست ؎

یکے بین ویکے دان ویکے گو
یکے خواہ ویکے خوان ویکے جو

ف٧ وماجعل ازواجکم الخ یہ ماقبل کے لئے پہلی نظیر ہے زمانۂ جاہلیت میں رواج تھا جب کوئی شخص اپنی بیوی سے ظہار کرلیتا یعنی اپنی بیوی سے کہہ دیتا کہ تو میرے لئے میری ماں کی مانند ہے تو وہ اسے طلاق کا درجہ دیتا اور کسی صورت میں بیوی کے طور پر

إِلَىٰٓ أَوْلِيَآئِكُم مَّعْرُوفًا ۚ كَانَ ذَٰلِكَ فِى ٱلْكِتَٰبِ
اپنے رفیقوں سے احسان یہ ہے کتاب میں
مَسْطُورًا ﴿٦﴾ وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ ٱلنَّبِيِّۦنَ مِيثَٰقَهُمْ وَمِنكَ
لکھا ہوا ف١ اور جب لیا ہم نے ف٢ نبیوں سے ان کا اقرار اور تجھ سے
وَمِن نُّوحٍ وَإِبْرَٰهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَى ٱبْنِ مَرْيَمَ
اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور عیسیٰ سے جو بیٹا مریم کا
وَأَخَذْنَا مِنْهُم مِّيثَٰقًا غَلِيظًا ﴿٧﴾ لِّيَسْـَٔلَ ٱلصَّٰدِقِينَ
اور لیا ہم نے ان سے گاڑھا قرار ف٢ تا کہ پوچھے اللہ سچوں سے
عَن صِدْقِهِمْ ۚ وَأَعَدَّ لِلْكَٰفِرِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿٨﴾ يَٰٓأَيُّهَا
ان کا سچ اور تیار رکھا ہے منکروں کیلئے دردناک عذاب ف٣ اے
ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱذْكُرُوا۟ نِعْمَةَ ٱللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَآءَتْكُمْ
ایمان والو یاد کرو ف٤ احسان اللہ کا اپنے اوپر جب چڑھ آئیں تم پر
جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ وَ
فوجیں پھر ہم نے بھیج دی ان پر ہوا اور وہ فوجیں جو تم نے نہیں دیکھیں اور
كَانَ ٱللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ﴿٩﴾ إِذْ جَآءُوكُم مِّن
ہے اللہ جو کچھ تم کرتے ہو دیکھنے والا ف٥ جب چڑھ آئے تم پر ف٦ اوپر
فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ ٱلْأَبْصَٰرُ وَ
کی طرف سے اور نیچے سے اور جب بدلنے لگیں آنکھیں اور
بَلَغَتِ ٱلْقُلُوبُ ٱلْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِٱللَّهِ ٱلظُّنُونَا۠ ﴿١٠﴾
پہنچے دل گلوں تک اور اٹکلنے لگے تم اللہ پر طرح طرح کی اٹکلیں ف٥
هُنَالِكَ ٱبْتُلِىَ ٱلْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا۟ زِلْزَالًا شَدِيدًا ﴿١١﴾
وہاں جانچے گئے ف٦ ایمان والے اور جھڑ جھڑائے گئے زور کا جھڑ جھڑانا

ع ١ / ١٧

موضح قرآن ف١ نبی نائب ہے اللہ کا اپنی جان ومال میں اپنا تصرف نہیں چلتا جتنا نبی کا، اپنی جان دہکتی آگ میں ڈالنی روا نہیں اور نبی حکم کرے تو فرض ہے اور اس کی عورتیں سب کی مائیں حرمت میں پردے میں ہیں اور حضرت کے ساتھ جنہوں نے وطن چھوڑا بھائی بندوں سے ٹوٹے ان کو حضرت نے آپس میں بھائی کر دیا تھا دو دو کو پیچھے ان کے ناتے والے مسلمان ہوئے فرمایا کہ اس بھائی چارے سے ناتا مقدم ہے میراث ہے ناتے ہی پر اور سب حکم مگر احسان اور سلوک اس کا بھی کئے جاؤ یہ کتاب میں لکھا ہے یعنی قرآن میں ہمیشہ کو یہ حکم جاری رکھا یا توریت میں بھی یہی حکم ہوگا۔ ف٢ اور پیغمبر کو فرمایا کہ سب لوگوں پر تصرف رکھتا ہے ان کی جان سے زیادہ یہاں فرمایا کہ یہ درجہ نبیوں کو ملا کہ ان پر محنت بھی زیادہ ہے ساری خلق سے مقابل ہونا اور کسی سے خوف و رجا نہ رکھنا ان پانچ پیغمبروں کو کہتے ہیں اولوالعزم کہ ان کی ہدایت کا اثر ہزاروں برس رہا۔ اور جب تک دنیا ہے رہیگا۔ ان میں پہلے نام فرمایا ہمارے نبی کا ف٣ یعنی ان کی زبانی اپنے حکم خلق کو پہنچائے تب ہر ایک سے پوچھ کریگا اور منکروں کو سزا دے گا ف٤ ہجرت سے چوتھے برس یہود بنی نضیر جو مدینے سے نکالے گئے تھے سورۂ حشر میں آئیگا۔ ہر قوم میں بہکے اور قریش کو اور فزارہ اور غطفان کو اور بنی قریظہ کو جو مدینے کے پاس تھے جمع کر کر حضرت پر چڑھا لائے بارہ ہزار آدمی مسلمان کم تھے تین ہزار مدینہ سے باہر لشکر پڑا گرد خندق کھودی جب فوجیں آئیں دُور دور سے لڑتے رہے قریب ایک مہینہ تک پھر ایک رات اللہ نے پُروا باؤ بھیجی تند کافروں کی آگیں بجھ گئیں بھوکے رہے اور خیمے گر پڑے گھوڑے چھوٹ گئے۔ سب لشکر برباد ہوا لاچار اٹھ کر چلے گئے یہ جنگ احزاب کہلاتی ہے اور جنگ خندق بھی جاڑے کے موسم میں اناج کی تنگی لڑائی لڑنی اور خندق کھودنی اور گرد سب مخالف اس میں منافق دل کی باتیں بولنے لگے اور مومن ثابت رہے اس جنگ میں حضرت نے فرمایا اب سے ہم جاویں گے کفار پر وہ ہم پر نہ آویں گے وہی ہوا۔ ف٥ اوپر سے اور نیچے سے یعنی مدینے کی شرقی طرف سے جو اونچی ہے اور غربی طرف سے جو نیچی ہے اور آنکھیں ڈگنے لگیں یعنی تیور بدلنے لگے لوگوں کی دہشت کھانے والے لگے آنکھیں چرانے اور دل پہنچے گلوں تک دھڑک دھڑک کرتے ڈر سے اور کئی کئی اٹکلیں مسلمانوں نے سمجھا کہ اب کے اور سخت آزمائش آئی اور کچے ایمان والوں نے سمجھا کہ اب کی بار نہ بچیں گے

فتح الرحمٰن ف١ یعنی صلۂ ارحام واجب است وتوارث بہجرت واسلام منسوخ شد بتوارث بقرابت وارحام ١٢ ف٢ مترجم گوید کفار در غزوۂ احزاب بر مدینہ ہجوم کردند وآنحضرت بخندق متحصن شدند وازمنافقان سخنان نفاق سرزد ومخلصان استقامت ورزیدند وآخر فتح اسلام واقع شد خدا تعالیٰ در ذم اینشان ومدح آنان ومنت نہادن بر ایشان نازل ساخت واللہ اعلم ١٢

وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا
اور جب کہنے لگے منافق ؎۱ اور جن کے دلوں میں روگ ہے جو
وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا (١٢) وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ
وعدہ کیا تھا ہم سے اللہ نے اور اس کے رسول نے سب فریب تھا ؎۱ اور جب کہنے لگی ایک جماعت
مِّنْهُمْ يٰۤاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَيَسْتَاْذِنُ
ان میں سے اے یثرب والو ؎۱ تمہارے لئے ٹھکانہ نہیں سو پھر چلو اور رخصت مانگنے لگا
فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛ
ایک فرقہ ان میں نبی سے ؎۲ کہنے لگے ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں۔
وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚۛ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا (١٣) وَلَوْ
اور وہ کھلے نہیں پڑے ان کی کوئی غرض نہیں مگر بھاگ جانا ؎۲ اور اگر
دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا
شہر میں کوئی گھس آئے ان پر اس کے کناروں سے ؎۲ پھر ان سے چاہے دین سے بچلنا تو مان لیں
وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَاۤ اِلَّا يَسِيْرًا (١٤) وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا
اور دیر نہ کریں اس میں مگر تھوڑی ؎۲ اور اقرار کر چکے تھے
اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ۭ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ
اللہ سے پہلے کہ نہ پھیریں گے پیٹھ ؎۲۲ اور اللہ کے قرار کی
مَسْـُٔوْلًا (١٥) قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ
پوچھ ہوتی ہے ؎۳ تو کہہ کچھ کام نہ آویگا تمہارے یہ بھاگنا ؎۲۳ اگر بھاگوگے
الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا (١٦) قُلْ
مرنے سے یا مارے جانے سے اور پھر بھی پھل نہ پاؤگے مگر تھوڑے دنوں تو کہہ
مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ
کون ہے کہ ؎۲۴ ؎۴ تم کو بچائے اللہ سے اگر چاہے تم پر برائی یا

مع ١٠

اپنے پاس نہ رکھتا اور اسے ہمیشہ اپنی ماں کے مانند سمجھتا اسلام نے اس رسم جاہلیت کو اٹھایا اور کفارۂ ظہار ادا کرنے کے بعد تعلقات زوجیت بحال رکھنے کا حکم دیا اس آیت میں ارشاد فرمایا تم اپنی بیویوں کو ظہار کے بعد اپنی مائیں سمجھ بیٹھتے ہو تمہارے اس زعم سے تمہاری مائیں نہیں بن جاتیں بتمہاری مائیں وہی ہیں جنہوں نے تمہیں جنم دیا ہے بعینہ اسیطرح کسی کے کہنے اور سمجھنے سے معبودانِ باطل خدا کے یہاں شفیع غالب ور نافع وضار نہیں بن جاتے نافع وضار وہی ذات پاک ہے جس کے قبضہ واختیار میں سارا نظام کائنات ہے ؎۵ وما جعل ادعیاءکم الخ یہ دعویٰ سورت کی دوسری نظیر ہے اور ایک قدیم رواج یہ بھی تھا کہ کسی کو اپنا بیٹا بنا لیا یہاں تک کہ آدمی اور اس کے متبنّیٰ کے درمیان وراثت بھی جاری ہوتی اور متبنّیٰ کی بیوی کو حقیقی بہو سمجھا جاتا یہاں تک کہ متبنیٰ کی بیوہ یا مطلقہ سے نکاح کرنا حرام سمجھا جاتا تھا چنانچہ اس رواج کے مطابق حضور علیہ السلام نے بعثت سے پہلے زید بن حارثہ کو اپنا متبنّیٰ بنا لیا تھا۔ اسلام نے اس رسم کو بھی اٹھا دیا ابطال لما کان فی جاھلیۃ وصدر من الاسلام من انہ اذا تبنی الرجل ولد غیرہ اجریت احکام البنوۃ علیہ وقد تبنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل البعثۃ زید بن حارثۃ (روح ج ۲۱ ص ۱۴۶) جس طرح کسی کے بیٹے کو بیٹا بنا لینے سے وہ بیٹا نہیں بن جاتا اسی طرح زبانی دعویٰ سے معبودانِ باطل شفیع اور نافع وضار نہیں بن جاتے۔ ؎۹ ذلکم قولکم الخ یہ تمہارے منہ کی باتیں ہیں حقیقت اور نفس الامر سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسی بے سروپا باتوں کی اجازت نہیں دیتا وہ تو حق بیان کرتا اور سیدھی راہ دکھاتا ہے اس لئے ظہار اور تبنّیٰ کے بارے میں اللہ نے حق بات ظاہر فرما دی اور اس بارے میں جو سیدھی راہ اور منصفانہ روش تھی واضح کر دی ؎۱۰ ادعوھم الخ جسے متبنّیٰ بنا لیا جاتا تھا اسے اس کے منہ بولے باپ کا بیٹا منسوب کر کے پکارتے تھے مثلاً زید بن محمد، سالم بن ابی حذیفہ، عامر بن خطاب وغیرہ حالانکہ ان تینوں کے نسبی باپ اور تھے۔ فرمایا ان کو ان کے اصل باپوں کی طرف منسوب کر کے بلایا کرو کیونکہ اللہ کے نزدیک یہی طریقہ عدل وصدق کے مناسب ہے اور اگر تمہیں ان کے باپ نہ معلوم ہوں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔ انھیں اپنے بھائی کہہ کر آواز دے لیا کرو غلطی سے جو پہلے ہوتا رہا معاف ہے اب آئندہ حکم واضح ہو جانے کے بعد اگر ان کو ان کے اصل باپوں کے سوا منہ بولے باپوں کی طرف منسوب کروگے تو یہ بہت بڑا جرم اور گناہ ہوگا ؎۱۱ النبی اولی الخ یہ مومنوں سے پہلا خطاب ہے پیغمبر علیہ السلام کا ایمان والوں پر ان کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ حق ہے۔ اس لئے اے ایمان والو! پیغمبر علیہ السلام نے رسم جاہلیت توڑا ہے اب کفار ومنافقین آپ کی مخالفت کرینگے تم آپ کا ساتھ دینا اور بوقت ضرورت اپنی جانیں بھی آپ پر قربان کر دینا اور آپ کی ازواج مطہرات کو اپنی ماؤں کیطرح قابل حرمت سمجھنا اگر دشمن ان کی عزت پر حملہ کریں تو ان کی عزت وآبرو

موضح قرآن ؎۱ بعضے منافق کہنے لگے پیغمبر کہتا ہے کہ میرا دین پہنچے گا مشرق اور مغرب یہاں جائے ضرور کو نکل نہیں سکتے مسلمان کو چاہیئے اب بھی ناامیدی کے وقت بے ایمانی کی باتیں نہ بولے ؎۲ یثرب نام تھا مدینے کا یعنی سارے عرب ہمارے دشمن ہوئے تو ہم کو رہنے کا ٹھکانا کہاں اس لشکر سے جدا ہو جاؤ اور حضرت لشکر کے ساتھ باہر کھڑے تھے شہر میں محکم حویلیوں کے ناکے بند کر کر زنانے ان میں رکھ دیئے تھے یہ بہانہ کرنے لگے کہ ہمارے گھر کھلے ہیں اور وہ جھوٹ بات تھی ؎۳ جنگ احد کے بعد یہ اقرار کیا تھا کہ پھر ہم ایسی بات نہ کرینگے ؎۴ یعنی جسکی قسمت میں موت ہے اسکو بچاؤ نہ ہوگا بھاگنے سے اور اگر موت نہیں تو بھاگ کر بچا کئی دن

فتح الرحمن ؎۱ حاصل کلام آنست کہ در جہاد توقف میکنند واگر جنگ در مقدمہ نفسانی میشد توقف نمیکردند ۱۲۔

واحترام اور حرمت نکاح میں ماؤں کے حکم میں ہیں باقی حجاب اور وراثت کے احکام میں اجنبیات کے حکم میں ہیں۔ ای منزلات منزلة الامهات فی التحریم واستحقاق التعظیم واما فیما عدا ذلك فهن كالاجنبیات (ابوالسعود ج ۲ ص۲۶۲) ١٢ه واولوا الارحام الخ ابتداء اسلام میں دینی اخوت کی بنا پر وراثت جاری تھی۔ دو مسلمان آپس میں دینی اخوت کی بنا پر معاہدہ کرلیتے اور ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے سیطرح ہجرت بھی بناء توارث تھی۔ ایک غیر مہاجر مسلمان اور مہاجر مسلمان کے درمیان وراثت جاری نہ تھی اقرب غیر مہاجر کی موجودگی میں ابعد مہاجر وارث ہوتا تھا۔ اس آیت سے یہ دونوں احکام منسوخ ہوگئے۔ اور صرف قرابت کو بناء وراثت قرار دے دیا گیا کان المسلمون یتوارثون بالهجرة وقیل اخی رسول الله صلی الله علیه وسلم بین الناس فكان یؤاخی بین الرجلین فاذا مات احدهما ورثه الاخر دون عصبة حتى نزلت واولوا الارحام الخ (خازن ج ۵ ص۱۹۲) فی كتاب الله ای فیما فرض الله او من المؤمنین الخ اولی کا صلہ ہے یعنی رشتہ دار وراثت میں مومنین ومہاجرین سے زیادہ حقدار ہیں اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ ازواج مطہرات حرمتِ نکاح میں ماؤں کے حکم میں ہیں نہ کہ احکام وراثت میں کیونکہ وراثت کی بنا قرابت پر ہے ١٣ه الا ان تفعلوا الخ ان تفعلوا بتاویل مصدر مبتدا ہے اور اس کی خبر جائز محذوف ہے ای الا فعلكم معروفا ای احسانا جائز الخ معروف سے مراد وصیت ہے اور اولیاء سے مؤمنین اور مہاجرین مراد ہیں اگر ہیں اجنبی مؤمنین اور مہاجرین کے لئے وصیت کرنے کی اجازت دی۔ اراد بالمعروف الوصیة وذلك ان الله لما نسخ التوارث بالحلف والهجرة اباح ان یوصی الرجل لمن یتولاه بما احب من ثلثه (معالم ج ۵ ص۱۹۲) ١٤ه واذ اخذنا الخ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلا خطاب ہے ہم تمام نبیوں سے عموماً آپ سے اور نوح، ابراہیم، موسیٰ وعیسیٰ ابن مریم علیہم السلام سے خصوصاً تبلیغ رسالت اور دعوت الی الحق کا نہایت ہی پختہ اور محکم عہد لے چکے ہیں۔ ہم نے تمام نبیوں سے یہ عہد مؤکد بالایمان لیا تھا کہ تبلیغ رسالت کا فریضہ کماحقہ ادا کرنا اور حق بیان کرنے میں نرمی یا سستی سے کام نہ لینا۔ اس لئے اب آپ دیگر احکام کی تبلیغ کے ساتھ ساتھ رسوم جاہلیت کو ختم کرنے میں کسی رواداری یا تساہل کو روا نہ رکھیں اور کفار و منافقین کے شدید مخالفت کے باوجود تبلیغ رسالت اور دعوت الی الحق کا فریضہ انجام دینے میں ذرا نرمی اختیار نہ فرمائیں۔ المیثاق الغلیظ الیمین بالله تعالیٰ فیكون بعد ما اخذ الله سبحانه من النبیین المیثاق بتبلیغ الرسالة والدعوة الی الحق اكد بالیمین بالله تعالیٰ علی الوفاء بما حملوا الخ (روح ج ۲۱ ص۱۵۴)

ارادبكم رحمة ط ولا یجدون لهم من دون الله ولیا
چاہے تم پر مہربانی اور نہ پائیں گے اپنے واسطے اللہ کے سوائے کوئی حمایتی
ولا نصیرا ﴿۱۷﴾ قد یعلم الله المعوقین منكم والقائلین
اور نہ مددگار ف۱ اللہ کو معلوم ہیں جو اٹکانے والے ہیں تم میں ف۵۲ اور کہتے ہیں
لاخوانهم هلم الینا ج ولا یاتون الباس الا قلیلا ﴿۱۸﴾
اپنے بھائیوں کو چلے آؤ ہمارے پاس اور لڑائی میں نہیں آتے مگر کبھی
اشحة علیكم ج صلے فاذا جاء الخوف رایتهم ینظرون
دریغ رکھتے ہیں تم سے ف۵ پھر جب آئے ڈر کا وقت تو تو دیکھے انکو کہ تکتے ہیں
الیك تدور اعینهم كالذی یغشی علیه من الموت ج
تیری طرف پھرتی ہیں آنکھیں ان کی جیسے کسی پر آئے بیہوشی ف۲۶ موت کی
فاذا ذهب الخوف سلقوكم بالسنة حداد اشحة
پھر جب جاتا رہے ڈر کا وقت چڑھ چڑھ بولیں تم پر تیز تیز زبانوں سے گرے پڑتے ہیں
علی الخیر ط اولٰئك لم یؤمنوا فاحبط الله اعمالهم ط
مال پر وہ لوگ یقین نہیں لائے پھر اکارت کر ڈالے اللہ نے انکے کئے کام
وكان ذلك علی الله یسیرا ﴿۱۹﴾ یحسبون الاحزاب
اور یہ ہے اللہ پر آسان ف۲ سمجھتے ہیں کہ فوجیں کفار کی ف۲۷
لم یذهبوا ج وان یات الاحزاب یودوا لو
نہیں پھر گئیں اور اگر آجائیں وہ فوجیں تو آرزو کریں کسی طرح
انهم بادون فی الاعراب یسالون عن انبائكم ط
ہم باہر نکلے ہوئے ہوں گاؤں میں پوچھ لیا کریں تمہاری خبریں ف۲۸
ولو كانوا فیكم ما قتلوا الا قلیلا ﴿۲۰﴾ لقد كان ع ۱۸
اور اگر ہوں تم میں لڑائی نہ کریں مگر تھوڑی ف۳ تمہارے لئے

منزل ۵

ملا زجر بر منافقین۔ ملا ترغیب اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

موضح قرآن ف۱ یعنی عرب کی مخالفت سے ڈرتے ہو اگر اللہ حکم دے تو مسلمان تم کو قتل کر ڈالیں ف۲ یعنی بُرے وقت رفاقت سے جی چراتے ہیں اور ڈر کے مارے جان نکلتی ہے اور فتح کے بعد مردانگی جتاتے ہیں سب سے زیادہ اور غنیمت پر ڈھکتے ہیں اور جہاں حبط اعمال کا ذکر ہے تو فرمایا ہے یہ اللہ پر آسان ہے یعنی حکمت میں اللہ کی کسی کی محنت ضائع کرنی تعجب لگتی ہے لیکن جب حبط کرنے پر آوے اس عمل ہی میں ایسا نقصان پکڑے جس سے وہ درست ہی نہیں ہوا جیسے عمل بے ایمان کا کہ شرط ہے ہر عمل کی ایمان ف۳ یعنی نامردی کے مارے یقین نہیں آتا کہ فوجیں پھر گئیں اور باتوں میں تمہاری خیرخواہی جتادیں اور لڑائی میں کام نہ کریں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی در معاونت شما ۱۲ ف۲ یعنی از ہر آئندہ و روندہ ۱۲ ۔

لیسئل الصّٰدقین الخ یہ اخذنا کے متعلق ہے اور اس میں اخذ میثاق کی علت بیان کی گئی ہے۔ الصادقین سے انبیاء علیہم السلام مراد ہیں تاکہ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ نبیوں سے پوچھے کہ ان سے تبلیغ حق کا جو عہد لیا گیا تھا انہوں نے پورا کیا یا نہ۔ تاکہ سرِ محشر انبیاء علیہم السلام کی صداقت واضح ہو جائے۔ اور جن لوگوں نے انبیاء علیہم السلام کی دعوت کو نہ مانا ان کے لئے دردناک عذاب تیار ہے ۱۵ یایھا الذین اٰمنوا اذکروا الخ یہ مومنوں کے لئے دوسرا حکم ہے۔ اے ایمان والو! پیغمبر علیہ السلام نے جاہلیت کی رسم کو توڑا ہے۔ کفار و منافقین آپ کی مخالفت کر رہے ہیں۔ تم ہمارے پیغمبر علیہ السلام کا ساتھ دینا اور کفار و منافقین کی مخالفت سے مت ڈرنا۔ میں تمہارا ناصر و حامی ہوں جس طرح اسباب کی ناموافقت کے باوجود غزوۂ احزاب میں میں نے تمہاری مدد کی۔ غزوۂ احزاب کو غزوۂ خندق بھی کہتے ہیں سنہ چار یا پانچ ہجری کو مشرکینِ عرب و یہود نے متحد ہو کر فیصلہ کیا کہ عرب کے تمام معروف قبائل سے ایک عظیم فوج تیار کر کے مدینہ پر حملہ کیا جائے اور مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے۔ چنانچہ مختلف قبائل کے جوان اپنے اپنے سرداروں کے زیرِ کمان مدینہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ قریش کا قائد ابوسفیان بن حرب، بنو اسد کا طلیحہ، غطفان کا عیینہ، بنو عامر کا عامر بن طفیل، بنو سلیم کا ابوالاعور سلمی۔ بنو نضیر کا حیی بن اخطب وغیرہ اور بنو قریظہ کا کعب بن اسد تھا۔ ان کی مجموعی تعداد دس اور پندرہ ہزار کے درمیان تھی۔ جب حضور علیہ السلام کو ان کی روانگی کا علم ہوا تو آپ نے سلمان فارسی کے مشورے سے مدینہ منورہ کے گرد خندق کھودنے کا کام شروع کرا دیا جو مشرکین کی فوج پہنچنے سے قبل مکمل ہو گیا۔ مسلمانوں کی تعداد صرف تین ہزار تھی۔ دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے۔ درمیان میں خندق حائل تھی۔ اسی حال میں تقریباً ایک ماہ گذر گیا۔ اس دوران میں سنگباری اور تیراندازی کے بغیر کوئی باقاعدہ جنگ نہ ہوئی سوا چند انفرادی جھڑپوں کے۔ مشرکین نے مدینہ کو چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا اور ہر طرف خوف و ہراس پھیل گیا۔ اور منافقین نے بھی اپنے قول و فعل سے مسلمانوں میں بددلی اور بے اعتمادی کی فضا پیدا کرنے کی پوری پوری کوشش کی۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے مدد کے لئے فرشتوں کی فوج اتار دی اور ساتھ ہی تیز و تند طوفانِ باد بھی بھیج دیا جس سے ان کے خیموں کی میخیں اکھڑ گئیں۔ رسیاں ٹوٹ گئیں۔ گھوڑے بدک کر بھاگنے لگے ان کی آنکھیں مٹی سے بھر گئیں اور ان کے دلوں پر ایسا رعب طاری ہوا کہ مشرکین کی فوجیں تتر بتر ہو گئیں اور شکست کھا کر بھاگ نکلیں۔ اذکروا نعمۃ اللہ۔ یہاں اللہ کے انعام سے غزوۂ خندق میں فتح و نصرت مراد ہے جو اللہ تعالیٰ نے یہود و مشرکین کی عظیم فوجوں پر مسلمانوں کو عطا فرمائی۔ ۱۶ اذ جآءوکم الخ یہ اذ جاءتکم سے بدل ہے۔ فوق سے جانب مشرق اور اسفل سے جانب مغرب و جنوب مراد ہے۔ یا یہ چاروں طرف سے کنایہ ہے۔ یعنی کافروں کی فوجیں چاروں طرف سے آپہنچیں اور انہوں نے مدینہ منورہ کا ہر طرف سے محاصرہ کر لیا۔ واذ زاغت الابصار فوجوں کی کثرت سے تمہاری آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اور شدتِ خوف سے تمہارے کلیجے منہ کو آنے لگے و تظنون باللہ الظنونا خطاب مخلص مومنین سے ہے باللہ ای فی حق اللہ مسلمانوں کی تعداد دشمن کے مقابلے میں بہت کم تھی اور دشمن کی فوجیں چاروں طرف سے مسلمانوں کو گھیرے ہوئے تھیں۔ اور بظاہر فتح کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ اس لئے بتقاضائے بشریت مسلمانوں کے دلوں میں مختلف خیالات رونما ہونے لگے۔ بعض کا خیال تھا کہ شاید آج ہمیں فتح نصیب نہ ہو۔ بعض کا خیال تھا کہ فتح ہماری ہی ہوگی۔ اور بعض مسلمانوں کے دلوں میں یہ خیال بھی آیا کہ آج کافر مدینہ پر قبضہ کر لیں گے لیکن بالآخر اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو ان پر غلبہ عطا فرمائے گا۔ وغیر ذلک من الروح وغیرہ۔ یا یہ خطاب ان تمام لوگوں سے ہے جو علی الاطلاق ایمان کا اظہار کرتے تھے خواہ اخلاص کے ساتھ خواہ نفاق کے ساتھ۔ اس طرح یہ خطاب مخلصین اور منافقین سب کو شامل ہوگا۔ اور ظنون سے مختلف انواعِ ظنون مراد ہوں گے۔ مخلصین یہ خیال کر رہے تھے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور یقیناً ہماری فتح ہوگی۔ جیسا کہ مخلصین کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے قالوا ھذا ما وعدنا اللہ ورسولہ وصدق اللہ ورسولہ وما زادھم الا ایمانا وتسلیما اور منافقین کا گمان تھا کہ وعدۂ نصرت جھوٹا ہے اور آج مسلمانوں کا دنیا سے نام و نشان مٹ جائے گا۔ جیسا کہ منافقین کے بارے میں فرمایا واذ یقول المنافقون والذین فی قلوبھم مرض ما وعدنا اللہ ورسولہ الا غرورا۔ قال الحسن ظن المنافقون ان المسلمین یستأصلون وظن المؤمنون انھم ینصرون (قرطبی ج ۱۴ ص ۱۴۵) وکذا فی الروح وغیرہ ۱۷ ھنالك الخ اس موقع پر ایمان والوں کو کڑی آزمائش میں ڈالا گیا۔ اور شدتِ خوف سے ان کے دل ہلا دئے گئے۔ مخلص مومنین شدتِ خوف اور اضطرابِ شدید کے باوجود ثابت قدم رہے۔ ان کے ایمان و یقین اور وعدۂ خداوندی پر اطمینان میں ذرہ بھر فرق نہ آیا۔ جب کہ منافقین نے اللہ کے بارے میں طرح طرح کی بدگمانیاں کیں۔ اور اپنے نفاق کا بھانڈا چوراہے میں پھوڑ دیا ۱۸ واذ یقول الخ یہ اذ زاغت پر معطوف ہے (روح) والذین فی قلوبھم مرض سے منافقین ہی مراد ہیں اور عطف تغایرِ وصف کی وجہ سے ہے جوزان یکون المراد بہم المنافقین انفسھم والعطف لتغائر الوصف (روح ج ۲۱ ص ۱۵۸) غزوۂ خندق میں حضور علیہ السلام نے ایک پتھر کو توڑنے کے لئے اس کو ضرب لگائی تو اس میں سے بجلی کی سی روشنی اور چمک نمودار ہوئی۔ اس وقت آپ نے تمام صحابہ رض کو فارس، روم، یمن اور حبشہ کی فتح کی خوشخبری دی۔ یہ بات منافقین نے بھی سنی تو بطورِ استہزاء و تمسخر کہنے لگے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیں قیصر و کسریٰ کے خزانوں پر قابض ہونے کی خبر دیتا ہے۔ اور آج ہمارا حال یہ ہے کہ ہم قضائے حاجت کے لئے بھی باہر نہیں جا سکتے۔ اس لئے یہ ویسے ہی ہوائی اور جھوٹے وعدے ہیں۔ اس آیت میں منافقین کی اس شر انگیز گفتگو کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایسی باتوں سے منافقین کی غرض یہ تھی کہ مسلمانوں میں بددلی پیدا ہو۔ اور ان کی حوصلہ شکنی ہو۔ وذلك ان طعمۃ بن ابیرق ومعتب بن قشیر وجماعۃ نحوا من سبعین رجلا قالوا یوم الخندق کیف یعدنا کنوز کسریٰ وقیصر ولا یستطیع احدنا ان یتبرز (قرطبی ج ۱۴ ص ۱۴۷) غرورا ای باطلا من القول (قرطبی) یعنی یہ وعدہ (عیاذاً باللہ) سراسر جھوٹا ہے۔ قال الشیخ رحمہ اللہ غرورا ای وعد اصحاب غرور ای کذب۔ ۱۹ واذ قالت الخ اس میں منافقین کی ایک اور شرارت کا ذکر ہے۔ اہلِ یثرب سے مدینہ والے تمام مسلمان مراد ہیں۔ منافقین اپنی خفیہ ریشہ دوانیوں سے مسلمانوں میں بددلی کی فضا پیدا کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ وہ مسلمانوں سے کہنے لگے اب مشرکین کی ان فوجوں کے سامنے تمہارا ٹھہرنا اور اپنی جان بچانا مشکل اور ناممکن ہے۔ اس لئے اب ایمان کو چھوڑ کر اپنے پہلے دینِ شرک میں واپس آجاؤ۔ یا ان کا مطلب یہ تھا کہ مشرکین کے مقابلے میں ٹھہرنا ناممکن ہے۔ اس لئے اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے جاؤ۔ اس سے منافقین کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان میدان چھوڑ کر بھاگ جائیں۔

لا مقام لکم فی حومۃ القتال والممانعۃ فارجعوا الی بیوتکم ومنازلکم امروھم بالھرب عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وقیل فارجعوا الی دینکم الاول واسلموہ الی اعداءہ (بحر ج ۷ صـ۲۱۲) ۳۰ؔ ویستاذن الخ منافقین کی ایک جماعت جھوٹے اور لنگڑے بہانوں کے ذریعہ حضور علیہ السلام سے گھروں کو واپسی کی اجازت لے رہی تھی منافقین حضور علیہ السلام سے کہہ رہے تھے کہ ہمارے گھر خطرہ میں ہیں اور ان کی حفاظت کا کوئی سامان نہیں بچوں اور بوڑھوں کے سوا ان میں کوئی نہیں الیانہ ہو کہ دشمن موقع پاکر نقصان پہنچائیں۔ حالانکہ ان کے گھروں کو کوئی خطرہ نہ تھا۔ کیونکہ نبی علیہ السلام نے تمام حفاظتی تدابیر اختیار فرمالی تھیں وہ صرف جہاد اور مسلمانوں کی مدد سے بھاگنا چاہتے تھے ۲۱ؔ ولو دخلت الخ یہ منافقین کے نفاق اور فساد باطن کی ایک نہایت عمدہ تمثیل ہے دخلت کا نائب فاعل بیوت کی ضمیر ہے اقطارھا کی ضمیر مدینہ سے کنایہ ہے الفتنۃ سے مراد قتال ہے۔ فرض کرو اگر یہ منافقین اپنے گھروں میں موجود ہوں اور مدینہ کی چاروں سمتوں سے فسادی لوگ ان کے گھروں میں آگھسیں، پھر پیغمبر علیہ السلام کے علاوہ کوئی اور شخص ان کو فتنہ وفساد کی خاطر لڑائی کی دعوت دے تو اپنے گھروں کو اس طرح خطرے میں چھوڑ کر فوراً فتنے کی آگ میں کود پڑیں گے اور ذرا توقف و تامل نہ کریں گے اس لئے یہ گھروں کے خطرے میں ہونے کا عذر محض جہاد اور نصرت اسلام سے جان بچانے کے لئے کر رہے ہیں یا فتنہ سے مراد شرک ہے اور مطلب یہ ہے کہ اگر مشرکین ان کے گھروں میں جا گھسیں اور انہیں شرک کرنے پر آمادہ کریں تو یہ لوگ بلا توقف فوراً شرک کرنے لگیں گے۔ اور کفر کو قبول کریں گے۔ یہ ہے ان کے ایمان کی کمزوری کا حال (روح)

۲۲ؔ ولقد کانوا الخ حالانکہ یہ منافقین جو اس وقت راہ فرار تلاش کر رہے ہیں اللہ سے عہد کر چکے ہیں کہ آئندہ وہ میدانِ جہاد سے کبھی پیٹھ نہیں پھیریں گے اور عہد وپیمان کو توڑنا ناقابل مواخذہ جرم ہے یہ وہ منافقین تھے جو جنگِ بدر میں شریک نہ ہوئے لیکن جب بدر میں انہوں نے مسلمانوں کی شاندار فتح اور کامیابی دیکھی تو پچھتائے اور حضور علیہ السلام سے عہد کیا کہ اب اگر اللہ نے ہمیں کبھی جہاد کا موقع دیا تو ہم کبھی پیچھے نہ رہیں گے اور نہ میدانِ جہاد سے بھاگیں گے لیکن اب غزوہ خندق میں بھاگنے کے بہانے تراش رہے ہیں قال قتادۃ وذلک انھم غابوا عن بدر ورأوا ما اعطی اللہ اہل بدر من الکرامۃ والنصر فقالوا لئن اشھدنا اللہ قتالا لنقاتلن (قرطبی ج ۱۴ صـ۱۵۰)

۲۳ؔ قل لن ینفعکم الخ ان راہ فرار ڈھونڈنے والوں سے کہہ دیجئے کہ بھاگ کر تم تقدیر الٰہی سے نہیں بچ سکتے، موت یا قتل جو بھی تمہارے مقدر میں ہے اس سے تم کہیں بھی بھاگ نہیں سکتے اور اگر جہاد سے فرار ہو کر تم نے اپنی جان بچا بھی لی، تم کو اس بچاؤ سے صرف چند روزہ فائدہ ہوگا۔ ہمیشہ کے لئے موت سے تھوڑا ہی بچ جاؤ گے آخر موت اپنے وقت پر لامحالہ آئے گی تو بھاگنے سے کیا فائدہ ؟

۲۴ؔ قل من الخ اس آیت میں حذف ہے از قبیل علفتہا تبنا وماء باردا اصل میں تھا۔ او من ذا الذی یمنع رحمۃ اللہ منکم ان اراد بکم رحمۃ (روح ج ۲۱ صـ۱۶۳) اس آیت میں پہلی آیت ہی کے مضمون کو ایک نئے انداز میں اور ذرا تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کی قضاء وقدر کے آگے کسی کا بس نہیں چل سکتا۔ اللہ کی طرف سے تمہارے لئے جو تکلیف اور دکھ مقدر ہے اس سے تمہیں کوئی نہیں بچا سکتا۔ اور نہ اللہ کی رحمت ہی سے تمہیں کوئی محروم کر سکتا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی کسی کا کارساز اور یار ومددگار نہیں جو تکلیف اور مصیبت سے کسی کو بچا سکے۔ ۲۵ؔ قد یعلم اللہ الخ۔ یہ ان منافقین پر زجر ہے جو لوگوں کو جہاد سے روکتے اور ان کی ہمت شکنی کرتے تھے۔ اے منافقین! اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو تم میں سے جہاد میں جانے والوں کو جہاد سے روکتے ہیں۔ اور اپنے بھائی بند منافقوں سے کہتے ہیں "ہمارے پاس آجاؤ" اور اپنے گھروں میں، باغوں میں اور درختوں کے سایوں میں آرام سے بیٹھو۔ اس شدت کی گرمی میں جنگ کرکے اپنا آرام کیوں غارت کرتے ہو۔ اور وہ خود بھی بہت شاذ و نادر انتہائی مجبوری کی صورت میں شریک جہاد ہوتے ہیں اشحۃ علیکم اور جب بامر مجبوری جہاد میں شریک ہوتے ہیں تو اپنے جسم وجان اور مال کا انتہائی بخل کرتے ہیں۔ کیا مجال کہ دشمن سے مقابل ہو کر لڑیں اور اپنے جسم پر آنچ آنے دیں اور ایک کوڑی ہی جہاد میں خرچ کر ڈالیں۔ اشحۃ علیکم ای بانفسھم وابدانھم (کبیر جلد ۶ صـ۷۷۸) ای بخلاء علیکم بالنفقۃ والنصرۃ (روح ج ۲۱ صـ۱۶۴)

۲۶ؔ فاذا جاء الخ پھر جب دشمن کی طرف سے کوئی خطرہ لاحق ہو تو ایسے دہشت زدہ ہو کر آپ کی طرف دیکھتے ہیں جیسے کسی پر سکرات الموت طاری ہو اور جب خوف زائل ہو جائے تو مالِ غنیمت کے لالچ میں تندی وتیزی کے ساتھ آپ لوگوں سے زبان درازی کرتے ہیں۔ اجی ہمیں بھی دو ناں۔ سارا مال خود ہی سمیٹ لئے جا رہے ہو۔ تم ہم سے زیادہ حقدار نہیں ہو، فتح تو ہماری ہی مدد سے نصیب ہوئی ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس آیت میں منافقین کی انتہائی بزدلی اور دنیا کی حرص وآرزو کا ذکر کیا گیا ہے۔ الخیر سے یہاں مالِ غنیمت مراد ہے اشحۃ سلقوا کے فاعل سے حال ہے اولئک لم یؤمنوا الخ یہ لوگ سرے سے ایمان لائے ہی نہیں محض زبانی اقرار کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس لئے ان کے تمام اعمال رائیگاں ہیں اور ان کا کوئی اجر وثواب نہیں۔ وکان ذلک الخ حضرت شیخ فرماتے ہیں اشارہ عذاب کی طرف ہے جو ما قبل یعنی احبط اللہ اعمالھم سے مفہوم ہے یعنی اللہ نے ان کے تمام اعمال باطل کر دیئے جس کا نتیجہ عذاب ہے اور عذاب دینا اللہ پر کوئی مشکل نہیں ۲۷ؔ یحسبون الخ یہ منافقین کی انتہائی بزدلی ہے مشرکین وکفار کی فوجیں ناکام ہو کر واپس جا چکی ہیں لیکن منافقین مارے خوف کے ابھی یہی سمجھ رہے ہیں کہ فوجیں ابھی اپنے مورچوں سے نہیں ہٹیں۔ ای ھم من الجبن والدھشۃ لمزید جبنھم وخوفھم بحیث ھزم اللہ تعالی الاحزاب فرحلوا وھم یظنون انھم لم یرحلوا (روح ج ۲۱ صـ۱۶۶) حضرت شیخ فرماتے ہیں یحسبون کی ضمیر معوقین اور قائلین دونوں فریقوں سے کنایہ ہے وان یأت الاحزاب الخ اور اگر بالفرض کافروں کی فوجیں دوبارہ چڑھ آئیں تو وہ آرزو کریں گے کہ کاش وہ مدینہ سے باہر دیہات میں ہوتے اور جہاد میں شریک ہوئے بغیر باہر ہی سے تمہاری خبریں پوچھتے رہتے کہ مسلمان جنگ میں کیسے رہے، جیتے یا ہارے ؟ ولو کانوا فیکم الخ اور اگر اس بار بھی وہ تم ہی میں رہے تو بھی جہاد میں حصہ نہ لیں گے

ف۲۸ لقد کان الخ اس میں اتباع رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی ترغیب ہے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے خندق کھودنے اور کفار کا مقابلہ کرنے میں صبر و استقلال اور سکون و ثبات کا جو بہترین عملی نمونہ پیش فرمایا ہے مسلمانوں کو اس کی پیروی کرنا چاہیئے تھی یہاں مخلصین سے فرمایا جو بتقاضائے بشریت کافروں کی فوجوں سے خوف زدہ ہو گئے تھے اسوۃ حسنۃ خصلۃ حسنۃ حقھا ان یؤتسی بھا کالثبات فی الحرب ومقاساۃ الشدائد (ابو السعود ج ۶ ص۵۷۷) لمن کان یرجوا الخ یہ لکم سے بدل ہے یعنی جو لوگ اللہ سے اور قیامت کے دن سے ڈرتے ہیں اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتے ہیں ان کے لئے پیغمبر علیہ السلام کی زندگی اتباع و اطاعت کا بہترین نمونہ ہے۔ یہ آیت اگرچہ معاملہ جہاد میں حضور علیہ السلام کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کرنے میں نازل ہوئی ہے لیکن اس کا مفہوم عام ہے۔ اور زندگی کے تمام شعبوں اور پہلوؤں پر حاوی ہے اس اعتبار سے یہ آیت شریعت کا بہت بڑا اصول بیان کر رہی ہے والایۃ وان سیقت للاقتداء بہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فی امر الحرب من الثبات ونحوہ فھی عامۃ فی کل افعالہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا لم یعلم انھا من خصوصیاتہ (روح ج ۲۱ ص۱۶۷) ھذہ الآیۃ الکریمۃ اصل کبیر فی التأسی برسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی اقوالہ وافعالہ و احوالہ ولھذا امر تبارک وتعالی الناس بالتأسی بالنبی صلے اللہ علیہ وسلم یوم الاحزاب فی صبرہ ومصابرتہ ومرابطتہ ومجاھدتہ الخ (ابن کثیر ج ۳ ص۴۷۵) ف۲۹ ولما راٰ المومنون الخ منافقین کے نفاق، ان کی بزدلی اور ان کی شرارتوں کا ذکر کرنے کے بعد اب مخلصین کے اخلاص و ایثار اور ان کے ثبات و استقلال کا ذکر کیا جاتا ہے مخلص مومنوں نے جب دیکھا کہ کفار و مشرکین کی فوجیں مدینہ پر چڑھ آئی ہیں تو وہ فوراً بول اٹھے کہ یہ وہی آزمائش ہے جس کی اللہ اور اس کے رسول نے خبر دی تھی اور وہ خبر سچی تھی جس کی صداقت ہم نے آنکھوں سے دیکھ لی۔ اور ان کی فوجوں کو دیکھ کر ان کا ایمان و یقین اور مضبوط ہو گیا۔ کیونکہ انہیں یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کی فوجوں کے مقابلے میں ان کی مدد کرے گا اور تسلیم و اطاعت کا جذبہ اور بڑھ گیا۔ وعدہ سے مراد سورہ بقرہ کی یہ آیت ہے ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ ولما یأتکم مثل الذین خلوا من قبلکم (قرطبی و روح) اس آیت سے مسلمان سمجھ گئے تھے کہ ان پر اللہ کی طرف سے کوئی کڑی آزمائش آنے والی ہے ف۳۰ من المومنین الخ ایمان والوں میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جنھوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا پورا کر دکھایا

لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا
تمہارے لئے بھلی تھی ف۲۸ سیکھنی رسول اللہ کی چال اس کے لئے جو کوئی امید رکھتا ہے
اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ﴿٢١﴾ وَلَمَّا رَأَى
اللہ کی اور پچھلے دن کی اور یاد کرتا ہے اللہ کو بہت سا اور جب دیکھی
الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا هَٰذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَ
مسلمانوں نے فوجیں ف۲۹ بولے یہ وہی ہے جو وعدہ دیا تھا ہم کو اللہ نے اور
رَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ ۚ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا
اس کے رسول نے اور سچ کہا اللہ نے اور اس کے رسول نے اور ان کو اور بڑھ گیا
إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ﴿٢٢﴾ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا
یقین اور اطاعت کرنا ف ایمان والوں میں ف۳۰ کتنے مرد ہیں کہ سچ کر دکھلایا
مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ ۖ فَمِنْهُم مَّن قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُم
جس بات کا عہد کیا تھا اللہ سے پھر کوئی تو ان میں پورا کر چکا اپنا ذمہ ف۳ اور کوئی ہے
مَّن يَنتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ﴿٢٣﴾ لِّيَجْزِيَ اللَّهُ
ان میں راہ دیکھ رہا اور بدلا نہیں ایک ذرہ ف تاکہ بدلا دے اللہ
الصَّادِقِينَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ إِن شَاءَ
سچوں کو ف۳۱ ان کے سچ کا اور عذاب کرے منافقوں پر اگر چاہے
أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٢٤﴾
یا توبہ ڈالے ان کے دل پر بے شک اللہ ہے بخشنے والا مہربان
وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوا
اور پھیر دیا اللہ نے ف۳۲ منکروں کو اپنے غصہ میں بھرے ہوئے ہاتھ نہ لگی
خَيْرًا ۚ وَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ ۚ وَكَانَ اللَّهُ
کچھ بھلائی اور اپنے اوپر لے لی اللہ نے مسلمانوں کی لڑائی اور ہے اللہ

انام اول ۱۲ انام دوم ۱۲

اس سے وہ مخلصین مراد ہیں جو سوء اتفاق سے جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکے بعد میں نادم ہوئے اور اللہ سے عہد کیا کہ اگر آئندہ کوئی جہاد کا موقع ہاتھ آیا تو وہ پورے استقلال کیساتھ

موضح قرآن ف۱ یعنی رسول کو دیکھو ان سختیوں میں کیا استقلال رکھتا ہے سب سے زیادہ محنت اور اندیشہ اس پر ہے ف۲ وعدہ اللہ کا یہ کہ فرمایا تھا تکلیف پاؤ گے کافروں کے ہاتھ سے آخر تم کو غلبہ ہے اور یہ ہے کہ رسول نے فرمایا تھا کہ آٹھ دس دن میں تم پر فوجیں آتی ہیں ف۳ ذمہ پورا کر چکا یعنی جہاد ہی میں جان دے چکا جیسے شہدائے بدر و احد اور دیکھتا یعنی اور اصحاب پر جو جہاد پر مستعد ہیں موت کی راہ دیکھتے ہیں لیکن رسول نے فرمایا کہ طلحہ ان میں ہے جو شہید ہو چکے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی شہید شد ۱۲

خون کے آخری قطرے تک لڑیں گے چنانچہ جنگ احد اور غزوہ خندق میں ان مخلصین نے پوری جانثاری سے کام لیا۔ فمنھم من قضی الخ ان مخلصین کی خواہش تھی کہ انہیں اللہ کی راہ میں شہادت نصیب ہو چنانچہ ان میں سے کچھ تو ایسے تھے جن کی خواہش پوری ہوگئی اور وہ غزوہ خندق میں شہید ہوگئے! ور کچھ ایسے ہیں جو ابھی انتظار میں ہیں لیکن ان کے اخلاص اور جذبۂ ایثار میں ذرہ بھر فرق نہیں آیا ۳۱ لیجزی الخ حضرت شیخ نے فرمایا لام عاقبت کا ہے یعنی عاقبت یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ مخلصین کو ایفائے عہد اور ثابت قدمی کی جزا دے اور اگر انہیں عذاب نہ دینا چاہے تو ان کو توبہ کی توفیق دے اور ان کی توبہ قبول فرمالے کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسا مہربان ہے کہ جو بھی توبہ کرے اس کی توبہ قبول

قَوِيًّا عَزِيزًا ﴿٢٥﴾ وَأَنزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوهُم مِّنْ أَهْلِ
زور آور زبردست اور اتار دیا ان کو جو ان کے پشت پناہ ہوئے تھے اہل
الْكِتَابِ مِن صَيَاصِيهِمْ وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ
کتاب سے ف۱ ان کے قلعوں سے اور ڈال دی ان کے دلوں میں دھاک
فَرِيقًا تَقْتُلُونَ وَتَأْسِرُونَ فَرِيقًا ﴿٢٦﴾ وَأَوْرَثَكُمْ
کتنوں کو تم جان سے مارنے لگے اور کتنوں کو قید کر لیا ف۱ اور تم کو دلائی
أَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَأَرْضًا لَّمْ تَطَئُوهَا
ان کی زمین اور ان کے گھر اور ان کے مال اور ایک زمین کہ جس پر نہیں پھیرے تم نے اپنے قدم
وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ﴿٢٧﴾ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل
ف۲ اور ہے اللہ سب کچھ کر سکتا ف۲ ف۳ اے نبی ۳۳ کہہ دے
لِّأَزْوَاجِكَ إِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَ
اپنی عورتوں کو اگر تم چاہتی ہو دنیا کی زندگانی اور
زِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا
یہاں کی رونق تو آؤ کچھ فائدہ پہنچا دوں تم کو اور رخصت کر دوں بھلی طرح سے
جَمِيلًا ﴿٢٨﴾ وَإِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ
رخصت کرنا اور اگر تم چاہتی ہو اللہ کو اور اس کے رسول کو اور پچھلے
الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿٢٩﴾
گھر کو تو اللہ تعالیٰ نے رکھ چھوڑا ہے ان کیلئے جو تم میں نیکی پر ہیں بڑا ثواب ف۱
يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ مَن يَأْتِ مِنكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُضَاعَفْ
اے نبی کی عورتو جو کوئی کر لائے تم میں کام بے حیائی کا صریح ف۲ دونا ہو
لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ﴿٣٠﴾
اس کو عذاب ۳۴ دوہرا اور ہے یہ اللہ پر آسان

ع ۳
۱۹

فرمالیتا ہے ای ان شاء ان یعذبھم ای لم یوفقھم للتوبۃ وان لم یشأ ان یعذبھم تاب علیھم قبل الموت (قرطبی ج ۱۴ صفحہ ۱۶۰) ۳۲ وردّ اللہ الخ اس میں غزوہ احزاب میں اللہ کی طرف سے مسلمانوں کی فتح وظفر اور انعامات خداوندی کی تفصیل مذکور ہے جن کا فارسلنا علیھم ریحا الخ میں اجمالاً ذکر کیا گیا ہے تفصیل لتتمۃ النعمۃ المشار الیھا اجمالاً بقولہ تعالیٰ (فارسلنا علیھم ریحا وجنودا لم تروھا) (روح ج ۲۱ ص ۱۷۲) یہاں پانچ انعامات کا ذکر کیا گیا ہے اول وردّ اللہ الخ اللہ تعالیٰ نے کفار کی فوجوں کو بے نیل مرام شکست خوردہ اور غیظ وغضب کی آگ میں سوزان وبریان واپس کر دیا جس سے مسلمانوں کو انتہائی خوشی ہوئی لیکن کفار ومشرکین حسد اور بغض میں جل بھن گئے اور حسرت وپشیمانی سے سرنگوں ہوگئے۔ دوم وکفی اللہ الخ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو قتال اور جنگ سے بچا لیا اور جنگ کے بغیر ہی کافروں کی فوجوں کو شکست دیدی اور ایسے حالات پیدا کر دیے کہ وہ میدان چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور ہوگئے اللہ تعالیٰ اپنے تمام ارادوں کو پورا کرنے پر قادر اور ہر چیز پر غالب ہے۔ وہ جو چاہے

موضح قرآن ف۱ یہ یہود تھے بنی قریظہ نزدیک مدینے کے رہتے تھے پہلے حضرت سے صلح رکھتے تھے اس ہنگامے میں پھر گئے اس لڑائی سے فارغ ہوئے کہ جبرئیل حکم لائے ان کو جا گھیرا پچیس دن گھر کر تھکے راضی ہوئے کہ ہم نکلتے ہیں جو ہمارے حق میں سعد بن معاذ کہے سو قبول رکھو حضرت نے قبول کیا سعد نے یہی حکم کیا جوانوں کے قتل کرنیکا! ور عورتوں لڑکوں کو بندی لینے کا خدا اور رسول کی مرضی یہی تھی اور ان کی بدعہدی کی سزا ف۲ یہ زمین جو مدینے کے نزدیک ہاتھ لگی حضرت نے مہاجرین کو بانٹی ان کو گذران کا ٹھکانا ہوگیا! ور انصار پر سے ان کا خرچ ہلکا ہوا اور دوسری زمین سے مراد ہے زمین خیبر کی دو برس کے پیچھے یہودیوں سے وہ ہاتھ لگی اس سے حضرت کے سب اصحاب آسودہ ہوگئے ف۳ حضرت کی ازواج نے دیکھا کہ لوگ آسودہ ہوئے چاہا کہ ہم بھی آسودہ ہوں بعضوں نے بول چال کی حضرت نے قسم کھائی کہ ایک مہینہ گھر میں نہ جاویں پھر مہینے کے بعد یہ آیت اتری حضرت گھر میں آئے اور اول حضرت عائشہ سے کہا انھوں نے اللہ اور رسول کی مرضی اختیار کی پھر اسی طرح سب نے حضرت کے یہاں ہمیشہ فقر وفاقہ تھا اپنے اختیار سے جو آتا تھا شتاب اٹھا ڈالتے تھے پھر قرض لینا پڑتا یہ جو فرمایا کہ جو نیکی پر ہیں ان کو بڑا نیگ ہے حضرت کی ازواج سب نیک ہی رہیں الطیبات للطیبین مگر حق تعالیٰ صاف خوشخبری کسی کو نہیں دیتا تا نڈر نہ ہو جاویں، خاتمہ کا ڈر لگا رہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی قریظہ را فرود آوردند ۱۲ ف۲ یعنی خیبر ۱۲ ف۳ ازواج آنحضرت آنچہ نزدیک آنحضرت بود از زینت دنیا طلب میکردند خدا تعالیٰ ایشان را پند داد و زجر فرمود و احکام معاشرت با ایشان نازل ساخت و زینبؓ در عقد زید بود در میان ایشان ناسازگاری پدید آمد و رفتہ رفتہ بطلاق منجر شد و بعد انقضاء عدت خدا تعالیٰ او را داخل ازواج طاہرات گردانید۔ منافقان زبان طعن کشادند کہ زن پسر خود را بزنی گرفت۔ خدا تعالیٰ در بیان آنکہ پسر خواندہ حکم پسر ندارد نازل ساخت ۱۲ ف۴ مراد اینجا ایذاء پیغامبر است بزبان درازی ۱۲

کرسکتا ہے۔ سوم جن یہودیوں نے غزوۂ احزاب میں مشرکین کی مدد کی تھی اللہ نے ان پر بھی مسلمانوں کو غلبہ عطا کیا اور جب مسلمانوں نے ان کے مضبوط قلعوں کا محاصرہ کرلیا تو وہ مجبور ہو کر اپنے قلعوں سے نیچے اتر آئے من اھل الکتاب۔ الذین کا بیان ہے اور من صیاصیھم انزل سے متعلق ہے۔ صیاصی۔ صیصۃ کی جمع ہے۔ یعنی قلعہ۔ چہارم وقذف الخ یہودیوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایسا رعب ڈالدیا کہ وہ اترنے پر مجبور ہوگئے۔ اور اللہ نے ایمان والوں کو ان پر ایسا تسلط عطا کیا کہ انہوں نے ان (یہود) کے مردوں کو قتل کردیا اور ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنالیا۔ پنجم اللہ نے ان کی زمینوں۔ ان کے مکانوں اور ان کے اموال کا مسلمانوں کو مالک بنادیا۔

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ

اور جو کوئی تم میں اطاعت کرے اللہ کی اور اس کے رسول کی اور عمل کرے

صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا

اچھے دیویں ہم اس کا ثواب دوبار اور رکھی ہے ہم نے اس کے واسطے روزی

كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ

عزت کی ف۱ اے نبی کی عورتو ف۳۵ تم نہیں ہو جیسے ہر کوئی عورتیں

اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ

اگر تم ڈر رکھو سو تم دب کر بات نہ کرو پھر لالچ کرے کوئی

فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۳۲﴾ ج وَقَرْنَ

جس کے دل میں روگ ہے اور کہو بات معقول ف۲ اور قرار پکڑو

فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى

اپنے گھروں میں ف۳۶ اور دکھلاتی نہ پھرو جیسا کہ دکھانا دستور تھا پہلے جہالت کے وقت میں ف۳

وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَ

اور قائم رکھو نماز اور دیتی رہو زکوٰۃ اور اطاعت میں رہو اللہ کی اور

رَسُوْلَهٗ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ

اس کے رسول کی اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے گندی باتیں

اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴿۳۳﴾ ج وَاذْكُرْنَ مَا

اے نبی کے گھر والو اور ستھرا کردے تم کو ایک ستھرائی سے ف۴ اور یاد کرو جو

يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

پڑھی جاتی ہیں تمہارے گھروں میں اللہ کی باتیں اور عقلمندی کی مقرر اللہ ہے

كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ﴿۳۴﴾ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَ

بھید جاننے والا خبردار تحقیق مسلمان مرد ف۳۷ اور مسلمان عورتیں اور

الجزء الثانی والعشرون ۲۲

ع ۱۷

۱۔ خطاب دوم بازواج مطہرات ۲۔ حکم نماز ثالث ۳۔ بشارت مومنین ۴

اور ایک ایسا علاقہ بھی ان کو دیدیا جس پر ابھی تک انھوں نے پاؤں نہیں رکھے۔ اس سے بعض نے ارضِ خیبر بعض نے ارض حنین اور بعض نے ارض مکہ مراد لی ہے واللہ اعلم غزوۂ احزاب کے بعد حضور نے مسلمانوں کو حکم دیا اور یہود بنی قریظہ کے قلعوں کا محاصرہ کرلیا جنہوں نے مشرکین کی مدد کی تھی ۲۰، ۲۵ دن محاصرہ جاری رہا۔ اسی اثنا میں یہودی مجبور ہوگئے اور ان کے دلوں میں اللہ نے مسلمانوں کی ہیبت ڈال دی اور انھوں نے خود ہی قلعوں سے باہر آنیکی پیشکش کردی اور حضرت سعد بن معاذ کا فیصلہ قبول کر لیا۔ حضرت سعد قبیلہ اوس میں سے تھے جو بنی قریظہ کا حلیف تھا۔ حضرت سعد بن معاذ نے فیصلہ دیا کہ ان کے مردوں کو قتل کردیا جائے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنالیا جائے اور ان کے اموال و املاک کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے چنانچہ حضور علیہ السلام نے حضرت سعد بن معاذ کے فیصلہ پر عمل فرمایا (روح وغیرہ) یہاں تک غزوۂ خندق کی تفصیلات مذکور ہوئیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس غزوہ میں بظاہر اسباب فتح مفقود تھے اور یہ ایک نہایت ہی کٹھن معرکہ تھا لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے تم کو فتح عطا فرمائی۔ اس لئے اے ایمان والو! ان رسوم جاہلیت کو ختم کرنے کے سلسلے میں اگر منافقین و مشرکین پیغمبر علیہ السلام کی مخالفت کریں تو تم پیغمبر علیہ السلام کا ساتھ دینا اور دشمن کی طاقت کو خاطر میں نہ لانا اللہ تمہاری مدد کرے گا

ف۳۵ یایھا النبی الخ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دوسرا خطاب ہے اس میں حضور علیہ السلام کو حکم دیا گیا ہے کہ آپ اپنی بیویوں سے کہدیں کہ اگر دنیا کی عیش اور شان و شوکت چاہتی ہو تو یہ چیز تمہیں میرے گھر میں نہیں مل سکتی آؤ میں تمہیں طلاق دے کر اور جوڑا دے کر رخصت کردیتا ہوں۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کو اور آخرت کی عیش کو پسند کرتی ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا بہت بڑا اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ ارشاد فرماتے ہیں پہلے مومنوں سے فرمایا کہ وہ رسم جاہلیت کو توڑنے میں پیغمبر علیہ السلام کا ساتھ دیں اور کفار و منافقین کی مخالفت کا مقابلہ کریں اور ہرگز نہ ڈریں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے۔ اب ازواج مطہرات کو تلقین فرمائی کہ تم بھی کفار و منافقین کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر اس بارے میں پیغمبر علیہ السلام کے خلاف لب کشائی نہ کرنا اور پیغمبر علیہ السلام نے جو کچھ کیا ہے، یعنی اپنے متبنیٰ کی مطلقہ سے نکاح کرلیا ہے اس میں آپ کی تائید کرنا اور اس کو دل و جان سے تسلیم کرنا۔ کیونکہ آپ اللہ کے پیغمبر ہیں۔ آپنے جو کچھ کیا ہے اللہ کے حکم سے کیا ہے۔

موضح قرآن ف۱ یہ بڑے درجے کو لازم ہے نیکی کا ثواب دونا اور برائی کا عذاب دونا، پیغمبر کو بھی فرمایا لاذقناک ضعف الحیٰوۃ ف۲ یہ ایک ادب سکھایا کہ کسی مرد سے بات کہو تو اس طرح کہو کہ جیسے ماں کہے بیٹوں کو ف۳ یعنی کفر کے وقت بے پردہ پھیں عورتیں ف۴ یہ خطاب ہے ازواج کو اور داخل ہیں حضرت کے سب گھر والے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی حضور علیہ السلام نے عائشہ رض کو سنائی اور فرمایا۔ اس بارے میں جلدی نہ کرو۔ اپنے والدین سے مشورہ کر لو۔ حضرت عائشہ رض نے عرض کیا۔ "یا رسول اللہ! کیا آپ کے بارے میں میں والدین سے مشورہ کروں؟ میں اللہ اور اللہ کے رسول کو دنیا کی عیش و زینت پر ترجیح دیتی ہوں" باقی ازواجِ مطہرات نے بھی یہی جواب دیا۔ ۳۴ہ ینساء النبی الخ یہ ازواجِ مطہرات سے پہلا خطاب ہے۔ فاحشۃ مبینۃ سے نشوز، خاوند کی نافرمانی اور آپ کو تنگ کرنا مراد ہے۔ ینبغی ان تحمل الفاحشۃ علی حقوق الزوج وفساد عشرتہ (بحر ج ۷، ص۲۲۵) اے ازواج نبی اگر تم میں سے کوئی پیغمبر علیہ السلام کی نافرمانی کریگی۔ یا اپنی زبان سے آپ کو ایذا دے

اَلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَ

ایماندار مرد اور ایماندار عورتیں اور بندگی کرنیوالے مرد اور بندگی کرنیوالی عورتیں اور

الصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ

سچے مرد اور سچی عورتیں اور محنت جھیلنے والے مرد اور محنت جھیلنے والی عورتیں

وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ

اور دبے رہنے والے مرد اور دبی رہنے والی عورتیں اور خیرات کرنیوالے مرد اور خیرات کرنیوالی عورتیں

وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَ

اور روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں اور حفاظت کرنیوالے مرد اپنی شہوت کی جگہ کو اور

الْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ

حفاظت کرنیوالی عورتیں اور یاد کرنیوالے مرد اللہ کو بہت سا اور یاد کرنیوالی عورتیں رکھی ہے

اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۳۵﴾ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ

اللہ نے انکے واسطے معافی اور ثواب بڑا ف اور کام نہیں کسی ایماندار مرد کا

وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ

اور نہ ایماندار عورت کا جب کہ مقرر کر دے اللہ ۳۸ہ اور اسکا رسول کوئی کام کہ ان کو

لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

رہے اختیار اپنے کام کا اور جس نے نافرمانی کی اللہ کی اور اسکے رسول کی

فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴿۳۶﴾ وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ

سو وہ راہ بھولا صریح چوک کر ف۲ اور جب تو کہنے لگا اس شخص کو جس پر

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَ

اللہ نے احسان کیا اور تو نے احسان کیا ف ۳۹ہ رہنے دے اپنے پاس اپنی جورو کو اور

اتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى

ڈر اللہ سے اور تو چھپاتا تھا اپنے دل میں ایک چیز جس کو اللہ کھولا چاہتا ہے اور تو ڈرتا تھا

مرتبۂ اطاعت پر تخویف و تہدید ۲۲ سے خطابِ سوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

گی۔ مثلاً تم میں سے کوئی حضور علیہ السلام کے اپنے متبنیٰ کی مطلقہ سے نکاح کرنے پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ کہہ دے کہ پیغمبر زور والا اور اپنی مرضی والا ہے اسے کون روک سکتا ہے تو ایسا کلام فاحشۂ مبینہ ہوگا اور اللہ تمہیں اس کی دُگنی سزا دے گا۔ ومن یقنت الخ لیکن تم میں سے جس نے اللہ و رسول کی اطاعت اور تسلیم و رضا کو اپنا شعار بنا لیا ہے اسے ہم ثواب بھی دوگنا دیں گے۔ اور آخرت میں اس کے لئے باعزت روزی تیار ہے ۳۵ہ ینسآء النبی الخ یہ ازواجِ مطہرات سے دوسرا خطاب ہے۔ اس میں ان کو ایسی ہدایات دی گئی ہیں جن پر عمل کرنے سے ان کا بلند مقام قائم رہے اور ان کی عزت و آبرو ہر شک وشبہ سے بالا رہے۔ اے ازواجِ نبی اگر تم تقوے اختیار کرو تو دنیا کی کوئی عورت تمہارے برابر نہیں ہو سکتی فلا تخضعن بالقول اس لئے تم پیغمبر علیہ السلام کے مذکورہ بالا معاملے میں ہرگز نرم رویہ اختیار نہ کرنا، اور فاحشۂ مبینہ سے احتراز کرنا۔ اس بارے میں ہرگز نہ کہنا کہ پیغمبر اپنی مرضی والا ہے اسے اپنے متبنیٰ کی مطلقہ کے ساتھ نکاح کرنے سے کون روک سکتا ہے اگر تمہاری ایسی نرم پالیسی کا منافقین کو پتہ چل گیا تو وہ خوش ہوں گے کہ چلو ہمارا مقصد پورا ہو گیا ہے۔ پیغمبر کے گھر میں کچھ تو مخالفت رونما ہوگئی ہے وقلن الخ اس نرم گفتگو کے بجائے بالکل صاف اور سیدھے لفظوں میں کہو۔ پیغمبر علیہ السلام نے جو کچھ کیا ہے اللہ کے حکم سے کیا ہے اور بالکل درست اور صحیح کیا ہے اور اس میں اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں۔ ۳۶ہ وقرن الخ اپنے گھروں میں رہو اور جاہلیت کی بناؤ ط

موضح قرآن ف۱ حضرت کی ایک بی بی نے کہا تھا کہ قرآن میں سب ذکر مردوں کا ہے عورتوں کا کہیں نہیں اس پر یہ آیت اتری نیک عورتوں کی خاطر کو نہیں تو جو حکم مردوں پر کیا سو عورتوں پر بھی آیا ہر بات جدا کہنے کی حاجت نہیں ف۲ حضرت زینبؓ رسول پاک کی پھپھی کی بیٹی اور قوم میں اشراف، حضرت نے چاہا کہ ان کا نکاح کر دیں زید بن حارثہ سے، یہ زید اصل عرب تھے، ظالم پکڑ لے گیا لڑکا پن میں شہر مکہ میں حضرت نے مول لیا دس برس کی عمر میں ان کے باپ بھائی خبر پاکر آئے مانگنے کو حضرت دینے پر راضی ہوئے یہ گھر جانے پر راضی نہ ہوئے حضرت کی محبت سے پھر حضرت نے ان کو بیٹا کر لیا اسلام سے پہلے اس وقت کے رواج کے موافق حضرت زینب اور ان کے بھائی راضی نہ ہوئے اس بات پر یہ آیت اتری پھر راضی ہوئے اور نکاح کر دیا۔

فتح الرحمن ف۱ درین آیت تعریض است بآن قصہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نخست زینب را برائی زید خطبہ فرمود و آن را زینب و برادرش مکروہ داشتند داین معنی مناسب حال ایشان نبود ۱۲

اور تصنع سے پرہیز کرو۔ نماز قائم کرو، زکوٰۃ دیا کرو۔ اور ہر معاملے میں اللہ و رسول کی اطاعت کیا کرو۔ انما یرید اللہ الخ الرجس عام ہے اور اس سے ہر قسم کی اخلاقی نجاست اور گناہوں کی گندگی مراد ہو۔ الرجس یقع علی الاثم وعلی العذاب وعلی النجاسۃ وعلی النقائص والمراد بہ ھھنا ما یعم کل ذلک (روح ج ۲۲ ص ۱۲) اے ازواج نبی! اللہ نے یہ احکام تمہیں اس لئے دئے ہیں تاکہ ان کے ذریعے تم ہر قسم کی اخلاقی کمزوریوں سے محفوظ رہو اور اللہ و رسول کی نافرمانی کے جرم اور گناہ سے پاک صاف رہو۔ واذکرن الخ قرآن کی آیتوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو اپنے گھروں میں بار بار پڑھا کرو۔ اور ان کو دہرایا کرو۔ تاکہ اللہ و رسول کے

النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ

لوگوں سے اور اللہ سے زیادہ چاہیئے ڈرنا تجھ کو پھر جب زید تمام کرے گا

مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَىْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

اس عورت سے اپنی غرض ہم نے اسکو تیرے نکاح میں دیدیا تا نہ رہے مسلمانوں پر کچھ

حَرَجٌ فِىْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ

گناہ نکاح کر لینا جورؤں سے اپنے لے پالکوں کی جب وہ تمام کر لیں ان سے اپنی غرض

وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۳۷﴾ مَا كَانَ عَلَى النَّبِىِّ مِنْ

اور ہے اللہ کا حکم بجا لانا ف۱ ف۲ نبی پر کچھ

حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ سُنَّةَ اللّٰهِ فِى الَّذِيْنَ

مضائقہ نہیں اس بات میں جو مقرر کردی اللہ نے اسکے واسطے جیسے دستور رہا ہے اللہ کا ان لوگوں میں

خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا ﴿۳۸﴾

جو گذرے پہلے اور ہے حکم اللہ کا مقرر ٹھہر چکا

الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا

وہ لوگ جو پہنچاتے ہیں پیغام اللہ کے اور ڈرتے ہیں اس سے اور نہیں

يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۳۹﴾ مَا كَانَ

ڈرتے کسی سے سوائے اللہ کے اور بس ہے اللہ کفایت کرنیوالا ف۱

مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ

محمد باپ نہیں ف۲ کسی کا تمہارے مردوں میں سے لیکن رسول ہے اللہ کا اور

خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾ يٰٓاَيُّهَا

مہر سب نبیوں پر ف۲ اور ہے اللہ سب چیزوں کو جاننے والا ف۳ اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾ وَّسَبِّحُوْهُ

ایمان والو ف۴ یاد کرو اللہ کی بہت سی یاد اور پاکی بولتے رہو

ع ۵

خطاب چہارم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ... خطاب پنجم بمؤمنین ۴۰

احکام ہر وقت تمہارے ذہنوں میں تازہ رہیں۔ اور ان کے اتباع میں آسانی ہو۔ یہاں لفظ اھل البیت سے روافض "پنج تن" مراد لیتے ہیں۔ جو قرآن کے سیاق و سباق کے سراسر خلاف اور لغت و عربیت کی رُو سے قطعًا غلط ہے۔ جس آیت میں یہ لفظ وارد ہے اس سے پہلے پانچ آیتوں میں ازواجِ مطہرات سے خطاب چلا آرہا ہے۔ اور اس سے بعد والی آیت میں بھی ازواج ہی سے خطاب ہے۔ ان تمام آیتوں میں جمع مونث مخاطب کے صیغے استعمال کئے گئے ہیں۔ اور خود اس آیت میں اس لفظ سے پہلے چھ صیغے جمع حاضر کے موجود ہیں جن سے ازواجِ مطہرات مخاطب ہیں۔ اس لئے لامحالہ یہاں "اہل بیت" سے حضور علیہ السلام کی ازواجِ مطہرات ہی مراد ہیں۔ اگر اس سے پنج تن مراد لئے جائیں تو نظمِ قرآن مختل ہو جائے گا۔ علاوہ ازیں حضرت ابنِ عباس رضؓ، عکرمہ رضؓ اور عروہ رضؓ سے مروی ہے کہ یہاں اہل بیت سے ازواجِ نبی علیہ السلام ہی مراد ہیں۔ عن ابن عباس رضؓ نزلت (انما یرید۔ الآیۃ) فی نساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم

موضح قرآن ف۱ حضرت زینب زید کے نکاح میں آئیں تو وہ ان کی آنکھوں میں حقیر لگتا۔ مزاج کی موافقت نہ ہوئی جب لڑائی ہوتی تو زید حضرت سے آکر شکایت کرتے اور کہتے میں اسے چھوڑتا ہوں حضرت منع کرتے کہ میری خاطر سے اس نے تجھ کو قبول کیا اب چھوڑ دینا دوسری ذلت ہے جب بار بار تصفیہ ہوا حضرت کے دل میں آیا کہ اگر ناچار زید چھوڑے گا تو زینب کی دلجوئی بغیر اس کے نہیں کہ میں نکاح کروں لیکن منافقوں کی بدگوئی سے اندیشہ کیا کہ کہیں گے کہ اپنے بیٹے کی جورو گھر میں رکھی حالانکہ لے پالک کو حکم بیٹے کا نہیں کسی بات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت زینب کی خاطر رکھی بعد طلاق کے حضرت کے نکاح میں دے دیا اللہ کے فرمانے سے ہی نکاح بندھ گیا۔ ظاہر میں نکاح کی حاجت نہ ہوئی۔ جیسے اب کوئی مالک اپنی لونڈی غلام کا نکاح باندھ دے۔ غرض تمام کرلی یعنی چھوڑ دی ۱۲ منہ ف۲ یعنی پیغمبر کو ایک کام کرنا جو شرع میں روا ہو گیا مضائقہ رہتا ہے ہمیشہ پیغمبروں کو اس کے سوا کسی کا ڈر نہیں رہا یا یہ کہ بعضے حکم ہمیشہ پیغمبروں کو خاص رہے ہیں۔ جیسے عورتوں کی گنتی حضرت داؤد علیہ السلام کو سو عورتیں تھیں اور کوئی اپنی حد سے زیادہ کرے تو گناہ ہے اور جن کو روا ہوا ان کو خاص بعضے حکم اس سے ہیں کہ خدا کے خلاف حکم نہیں کرتے ۱۲ منہ ف۳ حضرت کی اولاد یا لڑکے گذر گئے یا بیٹیاں رہیں کوئی مرد ہوا نہیں یعنی کسی کو اس کا بیٹا نہ جانو مگر رسول اللہ کا ہے اس حساب سے سب اس کے بیٹے ہیں اور پیغمبروں پر مہر ہے اس کے بعد کوئی پیغمبر نہیں یہ بڑائی اس کو سب پر ہے ۱۲ منہ

فتح الرحمٰن ف۱ درین آیت تعریض است بآنقصہ کہ در خاطر مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میگذشت کہ اگر درمیان زید و زینب مفارقت واقع شود آنرا در سلک ازواج طاہرات داخل فرمایند لیکن برائے رعایت مراسم نیکوخواہی حسن معاشرت دلالت میفرمود ۱۲ ف۲ یعنی بعد از وی ہیچ پیغمبر نباشد ۱۲

خاصۃ ۔۔۔ قال عکرمۃ من شاء باھلتہ انھا نزلت فی شان نساء النبی صلے اللہ علیہ وسلم ۔۔۔ عن عروۃ یعنی ازواج النبی صلے اللہ علیہ وسلم (روح ج ۲۲ ص ۱۳ ابن کثیر ج ۳ ص ۴۸۳) قال عطاء وعکرمۃ وابن عباس ھم زوجتہ خاصۃ (قرطبی ج ۱۴ ص ۱۸۲) بعض لوگوں کو عنکم اور یطھرکم کی ضمیر مذکر سے دھوکا ہوا ہے حالانکہ یہ محاورات لغت سے ناواقفی کی دلیل ہے لفظ اھل چونکہ مذکر ہے اس لئے باعتبار لفظ اس کے لئے ضمیر جمع مذکر ہی کی استعمال کی جاتی ہے اگرچہ اس سے مراد صرف ایک بیوی ہو یحتمل ان یکون خرج علی لفظ الاھل کما یقول الرجل لصاحبہ کیف اھلک ای امرأتک ونساءک فیقول ھم بخیر (قرطبی ج ۱۴ ص ۱۸۳) قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کو اہل بیت کہہ کر جمع مذکر حاضر کے صیغوں سے مخاطب کیا ہے اتعجبین من امر اللہ، رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اھل البیت (سورۃ ہود ع ۷) اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی بیوی کو خطاب فرمایا۔ قال لاھلہ امکثوا انی اٰنست نارا لعلی اٰتیکم منھا بخبر او جذوۃ من النار لعلکم تصطلون (القصص ع ۴) اس لئے اس آیت میں بھی اہل بیت سے مراد حضور علیہ السلام کی ازواج ہی مراد ہیں اور یہ آیتیں ان ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہیں ۳۷ھ ان المسلمین الخ یہ مومنین کے لئے تیسرا حکم ہے اس میں ایمان والوں کو ترغیب دی گئی ہے کہ وہ اپنے اندر یہ اوصاف پیدا کریں تو ان کے لئے بخشش اور ثواب عظیم ہے مومن مردوں اور عورتوں کو چاہیئے کہ تسلیم و رضا، اطاعت و اخلاص اور صدق وصفا کو اپنا شعار بنائیں۔ ایمان و اطاعت پر قائم رہیں۔ اللہ کے آگے عاجزی کریں، زکوٰۃ۔ صدقات دیا کریں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابندی کریں، بدکاری سے بچیں اور ہر وقت اللہ کو یاد رکھیں ۳۸ھ وما کان الخ یہ ترک اطاعت پر تخویف وتہدید ہے مومن مرد اور عورت کو یہ اختیار نہیں کہ جب اللہ اور اس کے رسول کوئی فیصلہ کردیں تو وہ اسے ماننے میں پس وپیش کریں متبنیٰ کی مطلقہ سے نکاح کا جواز اللہ و رسول کا فیصلہ ہے اس لئے کوئی مومن مرد و عورت دل وجان سے اسے تسلیم کرنے میں توقف نہ کرے جو اللہ اور رسول کی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہ ہے ۳۹ھ واذ تقول الخ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے تیسرا خطاب ہے اس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو تنبیہ فرمائی۔ آپ نے اپنی حقیقی پھوپھی کی بیٹی حضرت زینب بنت جحش کا نکاح اپنے متبنیٰ حضرت زید بن حارثہ کے ساتھ کردیا لیکن خاوند بیوی کے درمیان موافقت نہ ہوسکی اس لئے زیدؓ نے طلاق دینے کا فیصلہ کرلیا اور حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوکر اس کا اظہار کیا۔ آپ نے زیدؓ کو عتاب فرمایا اور سختی سے حکم دیا کہ خدا سے ڈر اور اپنی بیوی کو طلاق مت دے۔ اصل میں حضور علیہ السلام نے زیدؓ کو طلاق دینے سے اس لئے منع فرمایا کہ اگر زید طلاق دیدے تو زینب کے دل آزردہ کا مداوا صرف اسی میں ہے کہ آپ خود ان سے نکاح کرلیں لیکن یہ بھی نہیں چاہتے تھے کیونکہ اس میں منافقین کے اعتراض اور پروپیگنڈے کا ڈر تھا۔ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ اس رسم جاہلیت کو خود آپ کے اپنے عمل سے ختم کرے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تنبیہ فرمائی کہ آپ لوگوں کے اعتراض سے ڈرتے ہیں حالانکہ آپ کو اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرنا چاہیئے۔ الذی انعم اللہ الخ زید بن حارثہ مراد ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا اس پر انعام تھا۔ ایمان کی توفیق بمعیتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور غلامی سے آزادی حضور علیہ السلام کا اس پر انعام یہ تھا کہ آپ نے اسے آزاد کیا، بچوں کی طرح اس کی پرورش کی اور اپنی ایک قریبی عورت سے اس کا نکاح کیا وتخفی فی نفسک الخ اس کے تحت بعض متساہل اور غیر محقق مفسرین نے لکھا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کے دل میں حضرت زینب کی محبت تھی لیکن بظاہر آپ زید سے کہتے اسے مت طلاق دو۔ لیکن یہ سراسر غلط اور باطل ہے اور حضور علیہ السلام کی شان کے منافی ہے اس لئے یہاں آپ جو کچھ دل میں چھپا رہے تھے اس سے مراد وہی ہے جسے اللہ نے ساتھ ہی وتخشی الناس سے ظاہر فرمادیا یعنی آپ دل میں منافقین کے اعتراض اور پروپیگنڈے سے ڈر رہے ہیں۔ الظاھر ان اللہ تعالیٰ لما اراد نسخ تحریم زوجۃ المتبنی اوحی الیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان یتزوج زینب اذا طلقھا زید فلم یبادر لہ صلے اللہ علیہ وسلم مخافۃ طعن الاعداء فعوتب علیہ وھو توجیہ وجیہ قالہ الخفاجی (روح ج ۲۲ ص ۲۵)

۴۰ھ فلما قضیٰ زید الخ وطر سے مراد طلاق ہے ای طلقھا کما روی عن قتادۃ وھو کنایۃ عن ذلک (روح) حضرت زینب کا مدخولہ ہونا ثابت نہیں قالت (زینب) ماکنت امتنع منہ غیر ان اللہ منعنی منہ وقیل انہ منذ تزوجھا لم یتمکن من الاستمتاع بھا۔ (بحر ج ۷ ص ۲۳۵) جب زید نے زینب کو طلاق دے دی تو ہم نے آپ کے ساتھ اس کا نکاح کردیا اور اس رسمِ جاہلیت کو توڑ دیا تاکہ متبناؤں کی مطلقہ عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے میں کوئی حرج اور تنگی باقی نہ رہے وکان امر اللہ مفعولا اللہ کا حکم اور فیصلہ ہر حال میں نافذ ہوکر رہتا ہے اسے کوئی روک نہیں سکتا۔ اللہ کا ارادہ تھا کہ اس رسم جاہلیت کو خود حضور علیہ السلام کے عمل سے ختم کرے۔ اگرچہ آپ کا ارادہ اس سے بچنے کا تھا لیکن اللہ کا ارادہ ہوکر رہا۔

۴۱ھ ما کان علی الخ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے چوتھا خطاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر علیہ السلام کے لئے جو حکم صادر و مقدر فرمادیا ہے اس پر عمل کرنے میں اس کے دل میں کسی قسم کی تنگی نہ ہونی چاہیئے اور نہ اس سے پیغمبر علیہ السلام پر کوئی الزام ہی آسکتا ہے۔ گذشتہ انبیاء علیہم السلام میں بھی اللہ کی سنتِ جاریہ یہی تھی کہ جائز کاموں کے کرنے میں ان پر کوئی الزام و اعتراض کی گنجائش نہ تھی۔ ای من قبلک من الانبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام حیث لم یحرج جل شانہ علیھم الاقدام علی ما احل لھم ووسع علیھم فی باب النکاح وغیرہ (روح جلد ۲۲ ص ۲۷) اب اللہ تعالیٰ جل شانہ نے چونکہ متبنیٰ کی مطلقہ سے نکاح کو جائز کردیا ہے اس لئے زید کی مطلقہ سے نکاح کرلینے میں آپ پر کوئی الزام نہیں۔ الذین یبلغون الخ یہ الذین خلوا الخ کی صفت ہے وہ انبیاء سابقین علیہم السلام جو اللہ تعالیٰ کے پیغام لوگوں تک پہنچاتے اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتے تھے اور نہ کسی کی ملامت کی پرواہ کرتے تھے۔ وکفی باللہ حسیبا اللہ تعالیٰ مخاوف وخطرات میں کافی ہے اس لئے اس کے سوا کسی سے ڈرنے کی ضرورت ہی نہیں ای کافیا للمخاوف (مدارک)

۴۲ھ ما کان الخ یہ مومنین سے چوتھا خطاب ہے۔ اے ایمان والو محمد صلے اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں۔ نہ زید کے نہ کسی اور کے۔ تو زید کی بیوی آپ صلے اللہ علیہ وسلم کی بہو نہ تھی اس لئے آپ (صلے اللہ علیہ وسلم) نے اگر زید کی مطلقہ سے نکاح کرلیا ہے تو اس میں کونسی برائی ہے اور اعتراض کا کیا موقع ہے؟ اس میں جسمانی اور حقیقی ابوت کی نفی کی گئی ہے رجال، رجل کی جمع ہے اور رجل بالغ مرد کو کہا جاتا ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ آپ (صلے اللہ علیہ وسلم) کسی ایسے مذکر انسان کے باپ نہیں جو سنِ بلوغ کو پہنچا ہو کیونکہ آپ کے چاروں صاحبزادے حضرات ابراہیم، قاسم، طیب

اور طاہر بچپن میں ہی اللہ کو پیارے ہو چکے تھے۔ اور صرف آپ کی صاحبزادیاں ہی سن بلوغ کو پہنچیں ولکن رسول اللہ یہ ماقبل سے استدراک ہے اور اس سے مجازی روحانی ابوت کا اثبات مقصود ہے۔ کیونکہ ہر پیغمبر اپنی امت کا روحانی باپ ہوتا ہے۔ استدراکٌ من نفی الابوة الحقیقیة الشرعیة التی یترتب علیها حرمة المصاهرة ونحوها الی اثبات الابوة المجازیة اللغویة التی من شان الرسول علیه الصلوة والسلام وتقتضی التوقیر من جانبهم والشفقة من جانبه صلی الله تعالٰی علیه وسلم (روح ج ۲۲ ص۳۳) ص۳۴ وخاتم النبیین الخ اس میں حضور علیہ السلام کی امت پر کمالِ شفقت اور خیرخواہی کی طرف اشارہ ہے لان النبی الذی یکون بعده نبی ان ترك شیئًا من النصیحة والبیان یستدرکه من یاتی بعده واما من لا نبی بعده یکون اشفق علی امته واهدی لهم واجدی اذ هو کوالد لولده الذی لیس له غیره من احد (کبیر ج ۶ ص۷۶)

تحقیق لفظ خاتم النبیّین

لفظ خاتم میں دو قرأتیں ہیں۔ اول بفتح تا اور وہ اسم آلہ ہے یعنی جس سے مہر لگا کر کسی چیز کو بند کر دیا جاتا ہے کہ اب اس میں باہر سے کوئی چیز داخل نہ کی جاسکے اور نہ اس کے اندر سے کوئی چیز باہر نکالی جاسکے والخاتم اسم آلة لما یختم به کالطابع لما یطبع به فمعنی خاتم النبیین الذی ختم النبیّون به ومآله اخر النبیّین (روح ج ۲۲ ص۳۴) الخاتم بفتح تا کے ایک معنی یہ ہیں جس سے کسی چیز کو ختم کر دیا جائے اور وہ سب سے آخر میں ہو۔ تو خاتم النبیّین کے معنی ہوں گے تمام نبیوں کے آخر میں آنے والا۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے خاتم القوم یعنی قوم کا آخری فرد۔ والخاتم اخر القوم کالخاتم ومنه قوله تعالٰی وخاتم النبیین ای اخرهم (تاج العروس شرح قاموس ج ۸ ص۲۶۷) وختام القوم وخاتمهم وخاتمهم اخرهم (لسان العرب ج ۱۲ ص۱۶۴) دوسری قرأت بکسر تا ہے یعنی بصیغہ اسم فاعل جس کے معنی ختم کرنے والے اور آخر میں آنے والے کے ہیں۔ وقرء الجمهور (وخاتم) بکسر التاء علی انه اسم فاعل ای الذی ختم النبیّین والمراد به اخرهم ایضا (روح ج ۲۲ ص۳۴)

خاتم النبیین کے معنی نبیوں کو ختم کرنے والے اور سب سے آخر میں آنے والے کے ہیں جس کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہو۔ یہ لفظ اس مفہوم میں نص صریح ہے کہ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ اور آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ اس آیت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے میں نص صریح ہونے اور اس آیت کے ناقابلِ تاویل ہونے پر امت کا اجماع ہے اور اس پر بھی امت محمدیہ کا اجماع ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا مدعی دجال وکذاب اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں سے بھی جو درجۂ تواتر کو پہنچ چکی ہیں، خاتم النبیین کا یہی مفہوم واضح ہوتا ہے۔ چند حدیثیں ملاحظہ ہوں۔

احادیث نبویہ

۱۔ عن ثوبان قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انّه سیکون فی امتی کذّابون ثلاثون کلهم یزعم انه نبی وانا خاتم النبیّین لا نبی بعدی (صحیح مسلم ج ص)

حضرت ثوبان رضؓ سے روایت ہے۔ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک دعوٰی کریگا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۲۔ عن حذیفة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فی امتی کذابون دجالون سبعة وعشرون منهم اربع نسوة وانی خاتم النبیین لا نبی بعدی (مشکل الآثار امام طحاوی ج ۴ ص۱۰۴) مسند احمد ج ص)

حضرت حذیفہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں ۲۷ دجال وکذاب ہیں جن میں سے چار عورتیں ہیں۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۳۔ عن ابی هریرة رضؓ ان النبی صلی الله علیه وسلم قال مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بنیانا فاحسنه واجمله الا موضع لبنة من زاویة فجعل الناس یطوفون به ویعجبون له ویقولون هلا وضعت هٰذه اللبنة قال فانا اللبنة وانا خاتم النبیین (صحیح بخاری ص، صحیح مسلم ج ۲ ص۲۴۸، مسند احمد ج ۲ ص۳۹۸ واللفظ له۔)

حضرت ابو ہریرہ رضؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اور مجھ سے پہلے پیغمبروں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نہایت ہی حسین وجمیل مکان بنائے۔ لیکن ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دے۔ لوگ سے چاروں طرف سے دیکھ کر تعجب کریں اور اس سے کہیں تو نے یہاں اینٹ کیوں نہیں لگائی (یہ مثال نبوت کے محل کی ہے) اور اس میں خالی جگہ کو پُر کرنیوالی اینٹ میں ہوں۔ اور میں آخری نبی ہوں۔

ان حدیثوں میں خود حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتم النبیین کی ایسی واضح تفسیر فرما دی ہے کہ اب اس میں تاویل کی گنجائش نہیں۔ ان تینوں حدیثوں سے یہ حقیقت عیاں ہوگئی کہ خاتم النبیین کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی۔ ظلی یا بروزی، حقیقی یا مجازی، تشریعی یا غیر تشریعی مبعوث نہیں ہوگا اور آپ پر ہر قسم کی نبوت بند ہو چکی ہے۔ یہ آیت چونکہ اس مفہوم میں نصِ صریح ہے اسلئے علمائے اسلام نے اس میں تاویل کر کے جدید نبوت کے لئے گنجائش پیدا کرنے کو کفر کہا ہے

چنانچہ امام غزالی رح فرماتے ہیں ان الامۃ قد فہمت من ھذا اللفظ انہ افہم عدم نبی بعدہ ابدا وعدم رسول بعدہ ابدا وانہ لیس فیہ تاویل و لاتخصیص فمنکر ھذا لایکون الامنکر الاجماع (کتاب الاعتقاد ص۱۱۳) (ترجمہ) "امت نے لفظ خاتم النبیین سے یہ سمجھا ہے کہ یہ آیت بتا رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ رسول۔ اور اُمت نے یہ سمجھا ہے کہ اس آیت میں تاویل اور تخصیص کی کوئی گنجائش نہیں۔ اور جو شخص اس کا انکار کرتا ہے وہ اجماع کا منکر ہے۔" جس طرح اس آیت کے غیر مؤول ہونے پر اُمت کا اجماع ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین اور آخری نبی ہونے پر بھی امت کا اجماع ہے۔ علامہ آلوسی رح فرماتے ہیں وکونہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین مما نطق بہ الکتاب وصدعت بہ السنۃ واجمعت علیہ الامۃ فیکفر مدعی خلافہ ویقتل ان اصر (روح ج ۲۲ ص۳۹) (ترجمہ) "اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ایک ایسی حقیقت ہے جسے قرآن و حدیث نے واشگاف کیا ہے اور امت کا اس پر اجماع ہے۔ اس لئے اس کے خلاف دعوٰی کرنے والا کافر ہے۔ اگر توبہ نہ کرے تو واجب القتل ہے۔" علامہ قرطبی رح فرماتے ہیں۔ قال ابن عطیہ ھٰذہٖ الالفاظ عند جماعۃ علماء الامۃ خلفا سلفا متلقاۃ علی العموم التام مقتضیۃ نصا انہ لانبی بعدہ صلی اللہ علیہ وسلم (قرطبی ج ۱۴ ص۱۹۶) (ترجمہ) "ابن عطیہ نے کہا ہے ان الفاظ کو جمہور علماء امت سلف و خلف سے عموم تام پر محمول کرنا ہی منقول چلا آ رہا ہے اور یہ الفاظ اس پر نص ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔" امام طبری رح فرماتے ہیں۔ ولکنہ رسول اللہ وخاتم النبیین الذی ختم النبوۃ فطبع علیھا فلا تفتح لاحد بعدہ الی قیام الساعۃ وبنحو الذی قلنا قال اھل التاویل (ابن جریر ج ۲۲ ص۱۱) (ترجمہ) "لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں جنھوں نے نبوت کو ختم کر دیا اور اس پر مہر لگا دی۔ اس لئے اب قیامت تک نبوت کسی کے لئے نہیں کھولی جائے گی۔ تمام مفسرین نے اس آیت کا یہی مفہوم بیان کیا ہے۔" علامہ ابوالسعود فرماتے ہیں خاتم النبیین ای کان آخرھم الذی ختموا بہ (ابوالسعود ج ۶ ص۹۸) مفسر ابوحیان رقمطراز ہیں۔ وقرأ الجمھور وخاتم بکسر التاء بمعنی انہ ختمھم ای جاء آخرھم (بحر ج ۷ ص۲۳۶) امام ابن کثیر فرماتے ہیں۔ وقد اخبر اللہ تبارک وتعالٰی فی کتابہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی السنۃ عنہ انہ لانبی بعدہٗ لیعلموا ان کل من ادعی ھذا المقام بعدہٗ فھو کذاب افاک دجال ضال مضل ولو تخرق وشعبد واتی بانواع السحر والطلاسم والنیرنجیات (ابن کثیر ج ۳ ص۴۹۴) علامہ خازن رح لکھتے ہیں ختم اللہ بہ النبوۃ فلا نبوۃ بعدہٗ (خازن ج ۵ ص۲۱۸) ف۴۳ یایھا الذین آمنوا الخ یہ مؤمنین سے پانچواں خطاب ہے۔ اے ایمان والو! پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے رسم جاہلیت کو توڑنے اور

بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۴۲﴾ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ

اس کی صبح اور شام (دا) کی ہے جو رحمت بھیجتا ہے ف۴۴ تم پر اور اسکے فرشتے

لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ

تاکہ نکالے تم کو اندھیروں سے اجالے میں اور ہے ایمان والوں پر

رَحِيْمًا ﴿۴۳﴾ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ښ وَاَعَدَّ لَهُمْ

مہربان دعا انکی ف۱ ف۴۵ جس دن اس سے ملیں گے سلام ہے اور تیار رکھا ہے انکے واسطے

اَجْرًا كَرِيْمًا ﴿۴۴﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا

ثواب عزت کا ف۲ اے نبی ف۴۶ ہم نے تجھ کو بھیجا بتانے والا

وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۴۵﴾ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ

اور خوشخبری سنانیوالا اور ڈرانے والا اور بلانے والا اللہ کی طرف اس کے حکم سے اور

سِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿۴۶﴾ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ

چمکتا ہوا چراغ اور خوشخبری سنادے ایمان والوں کو ف۴۷ کہ ان کے لئے ہے

اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ﴿۴۷﴾ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ

خدا کی طرف سے بڑی بزرگی ف۲ اور کہا مت مان منکروں کا اور دغابازوں کا

وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۴۸﴾

اور چھوڑ دے انکا ستانا اور بھروسہ کر اللہ پر اور اللہ بس ہے کام بنانے والا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ

اے ایمان والو ف۴۸ جب تم نکاح میں لاؤ مسلمان عورتوں کو پھر

طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ

ان کو چھوڑ دو پہلے اس سے کہ ان کو ہاتھ لگاؤ سو ان پر تم کو حق نہیں

مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا

عدت میں بٹھلانا کہ گنتی پوری کراؤ سو ان کو دو کچھ فائدہ اور رخصت کرو بھلی طرح سے

سرخطاب پیغمبر با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ سرہ

خطاب شش بہ پیغمبر ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی اللہ ان پر سلام بھیجے گا اور آپس میں بھی یہی دعا ہے اور ہوگی ۱۲ منہ ف۲ سب امتوں سے بڑھ کر یہی امت ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی از جانب خدا و فرشتگان ۱۲۔

اپنے متبنّٰی کی مطلقہ سے نکاح کر لینے کے بارے میں اگر تمہارے دل میں کوئی شک یا بدگمانی پیدا ہوئی ہو تو اللہ تعالیٰ کا بکثرت ذکر کرو۔ اور صبح و شام اس کی تسبیح و تقدیس کرو۔ تاکہ تمہارا یہ قصور معاف ہو جائے ذکر کثیر میں زبانی ذکر کے علاوہ ہر نیکی و طاعت بھی داخل ہے اور یہ کہ کسی حال میں اس سے غافل نہ رہو کل طاعة وکل خیر من جملة الذکر (کشاف، قال ابن عباس الذکر الکثیر ان لاینسی جل شانہ وروی ذٰلک عن مجاھد ایضًا (روح ج ۲۲ ص ۴۲) ۴۴ھ ھو الذی الخ اللہ تعالیٰ مومنوں پر بہت مہربان ہے اور مسلسل ان پر رحمت نازل فرماتا ہے اور انھیں گمراہی کی تاریکیوں سے نکال کر ہدایت کی روشنی سے معمور و منوّر کرتا ہے اور اللہ کے فرشتے بھی مومنوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے رحمت کی درخواست کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تم پر ایسا مہربان ہے تو تم بھی اسے یاد رکھو۔ اس کی اطاعت کرو اور اس کی تسبیح و تمجید میں مصروف رہو۔ تو وہ تمہارے تمام گناہ معاف فرما دے گا۔ ۴۵ھ تحیتھم الخ جس طرح اللہ تعالیٰ دنیا میں مومنوں پر مہربان ہے اسی طرح آخرت میں بھی مومنوں پر مہربان ہوگا۔ اور قیامت کے دن اللہ کے حکم سے فرشتے ان کا استقبال کریں گے اور عذاب جہنم سے ان کو امن و سلامتی کی خوشخبری سنائیں گے اور وہ اللہ کی طرف سے بہت عمدہ صلہ پائیں گے ۴۶ھ یا ایھا النبی الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچواں خطاب ہے۔ میرے پیغمبر! میں نے تجھے اس لئے رسول بنا کر بھیجا ہے تاکہ حق کو کھول کر بیان کرے۔ سننے والوں کو خوشخبری دے اور منکرین کو عذاب سے ڈرائے اور میں نے تجھے توحید کی دعوت کے لئے اور کفر و شرک کے اندھیروں میں سراج منیر بنا کر بھیجا ہے اس لئے آپ حق بات کو واضح کر کے بیان کریں۔ اگرچہ کفار و مشرکین اور منافقین مخالفت کریں۔ مثلاً متبنّٰی کی مطلقہ سے نکاح کرنے کے بارے میں صاف اعلان کر دیں کہ یہ جائز ہے اور مخالفین کی مخالفت کی ذرا بھر پرواہ نہ کریں شاھدًا کلمۂ توحید کا اقرار و اعلان کرنے والا اور وحدانیت کی شہادت دینے والا قیل المراد شاھدًا بان لا الٰہ الا اللہ (روح جلد ۲۲ ص ۴۵) ثانیھا انہ شاھد ان لا الٰہ الا اللہ (کبیر جلد ۶ ص ۵۹۹) داعیا الی اللہ اللہ کی توحید کی طرف بلانے والا قال ابن عباس شھادة ان لا الٰہ الا اللہ (بحر جلد ۷ ص ۲۳۹) الدعا الی اللہ ھو تبلیغ التوحید و

خطاب ششم بآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲۰

موضح قرآن ف ۱ بغیر صحبت ہوئے جو مرد چھوڑ دے عورت کو اگر اس کا مہر بندھا تھا تو آدھا دے اگر نہ بندھا تھا تو کچھ فائدہ دے یعنی ایک جوڑا پوشاک اور اسی وقت چاہے تو اور نکاح کر لے عدت نہیں اور اگر خلوت ہوئی گو صحبت نہ ہوئی تو مہر بھی پورا دینا اور عدت بھی بیٹھنا۔ یہ مسئلہ یہاں فرمایا حضرت کے ازواج کے ذکر میں۔ شاید اس واسطے کہ حضرت نے ایک عورت نکاح کی تھی جب اس کے نزدیک گئے کہنے لگی اللہ تجھ سے پناہ دے۔ حضرت نے اس کو جواب دیا کہ تو نے بڑے کی پناہ پکڑی اس پر یہ حکم فرمایا ہو۔ اور خطاب فرمایا ایمان والوں کو تا معلوم ہو کہ پیغمبر کا خاص حکم نہیں سب مسلمانوں پر یہی حکم ہے ۱۲ منہ ف ۲ جو عورتیں تیری ہیں جن کا مہر دیا یعنی اب نکاح میں ہیں خواہ قریش سے ہوں اور مہاجر ہوں یا نہ ہوں۔ یہ حلال ہیں اور ماموں چچا کی بیٹیاں یعنی قریش میں کی بشرط ہجرت کے اگر ہجرت نہ کی تو حلال نہیں اور جو عورت بخشے نبی کو اپنی جان یعنی بن مہر آپ کو نیاز کرے یہ خاص پیغمبر کو ہے اور مسلمانوں پر وہی حکم ہے ان تبتغوا باموالکم بن مہر نکاح نہیں خواہ ذکر میں آیا خواہ پیچھے ٹھہرالیا خواہ نہ ٹھہرایا تو جو قوم کا مہر ہے سو لازم آیا حضرت کی بیبیاں دس مشہور ہیں حضرت خدیجہ اول تھیں ان کے بعد سب نکاح میں آئیاں نو بیبیاں رہیں وفات کے بعد حضرت عائشہ حضرت حفصہ حضرت سودہ بنت زمعہ حضرت ام سلمہ حضرت زینب حضرت ام حبیبہ حضرت جویریہ حضرت میمونہ حضرت صفیہ پچھلی تین قریشی نہیں ۱۲ منہ **فتح الرحمٰن** ف ۱ یعنی از کفار بتور سانیدہ است ۱۲ ف ۲ یعنی بغیر مہر در نکاح آید ۱۲ ف ۳ یعنی در باب نکاح چیز سے

جَمِيلًا ﴿٤٩﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ

سے ف ۱ اے نبی ۴۷ھ ہم نے حلال رکھیں تجھ کو تیری عورتیں جن کے

اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ

مہر تو دے چکا ہے اور جو مال ہو تیرے ہاتھ کا جو ہاتھ لگا دے تیرے اللہ

عَلَيْكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَ

ف ۱ اور تیرے چچا کی بیٹیاں اور پھوپھیوں کی بیٹیاں اور تیرے ماموں کی بیٹیاں اور

بَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ۫ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً

تیری خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے وطن چھوڑا تیرے ساتھ اور جو عورت ہو مسلمان

اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۗ

اگر بخش دے اپنی جان نبی کو ف ۲ اگر نبی چاہے کہ اس کو نکاح میں لائے

خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ قَدْ عَلِمْنَا مَا

یہ خاص ہے تیرے لئے سوائے سب مسلمانوں کے ہم کو معلوم ہے ۴۸ھ جو

فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ

مقرر کر دیا ہے ہم نے ان پر ان کی عورتوں کے حق میں اور ان کے ہاتھ کے مال میں

لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٥٠﴾

تا نہ رہے تجھ پر تنگی اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان ۴۹ھ ف ۲

تُرْجِيْ مَنْ تَشَاۗءُ مِنْهُنَّ وَتُـــْٔوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَاۗءُ ۭ وَ

پیچھے رکھ دے تو ۵۱ھ جس کو چاہے ان میں اور جگہ دے اپنے پاس جس کو چاہے اور

مَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ۭ ذٰلِكَ

جس کو جی چاہے تیرا ان میں سے جن کو کنارے کر دیا تھا تو نے کچھ گناہ نہیں تجھ پر اس میں

اَدْنٰٓى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَآ

قریب ہے ۵۲ھ کہ ٹھنڈی رہیں آنکھیں ان کی اور غم نہ کھائیں اور راضی رہیں اس پر جو

الاحذبه ومكافحة الكفرة (قرطبی ج ۱۴ صـ ۲۰۰) سراجا منیرا ای هادیا من ظلم الضلالة (ایضا صـ ۲۰۱) ۴۷ وبشر المؤمنین الخ جو مومنین
آپ کے لائے ہوئے احکام شریعت بلاچوں وچرا مانتے ہیں اور اس رسم جاہلیت کو توڑنے میں آپ کے ساتھ ہیں انھیں اللہ کی طرف سے اجر عظیم کی خوشخبری سنا دیں ولا تطع الکفرین
الخ یہ ابتداءِ سورت کے مضمون کا اعادہ ہے اور کفار ومنافقین کی بات ہرگز نہ مانیں وہ چاہتے ہیں کہ آپ مسئلہ توحید میں نرمی اختیار کریں تاکہ وہ بھی نرم رویہ اختیار کرلیں فنھی عن
مداراتھم فی امر الدعوۃ ولین الجانب فی التبلیغ والمسامحۃ فی الانذار (روح ج ۲۲ صـ ۴۷) و ابو السعود ج ۶ صـ ۹۱) ودع اذٰھم الخ

اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ
تونے دیا ان کو سب کی سب اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اور ہے اللہ
عَلِيْمًا حَلِيْمًا ﴿۵۱﴾ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ
سب کچھ جاننے والا تحمل والا ف۱ حلال نہیں تجھ کو ۵۳ عورتیں اس کے بعد ف۱ اور نہ یہ کہ
تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا
ان کے بدلے کرلے اور عورتیں اگرچہ خوش لگے تجھ کو ان کی صورت مگر جو
مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا ﴿۵۲﴾ يٰٓاَيُّهَا
مال ہو تیرے ہاتھ کا اور ہے اللہ ہر چیز پر نگہبان ف۲ ف۲ اے
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ
ایمان والو ۵۴ مت جاؤ نبی کے گھروں میں مگر جو تم کو حکم
لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ
ہو کھانے کے واسطے نہ راہ دیکھنے والے اسکے پکنے کی لیکن جب تم کو بلائے
فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ
تب جاؤ پھر جب کھا چکو تو آپ آپ کو چلے جاؤ اور نہ آپس میں جی لگا کر بیٹھو
لِحَدِيْثٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ
باتوں میں اس بات سے تمہاری تکلیف تھی نبی کو پھر تم سے شرم کرتا ہے
وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ۭ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا
اور اللہ شرم نہیں کرتا ٹھیک بات بتلانے میں اور جب مانگنے جاؤ بیبیوں سے ۵۵ کچھ چیز کام کی
فَسْـَٔـلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ۭ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ
تو مانگ لو پردہ کے باہر سے اس میں خوب ستھرائی ہے تمہارے دل کو
وَقُلُوْبِهِنَّ ۭ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ
اور ان کے دلوں کو اور تم کو نہیں پہنچتا کہ تکلیف دو ۵۶ اللہ کے رسول کو اور

ع ۶ ۱۲ ۳

تبلیغ حق پر آپ کو ان کی طرف سے جو ایذا پہنچے، آپ اس کی پرواہ نہ کریں اور خدا کے بھروسے پر اپنا فریضہ ادا کرتے رہیں اللہ تعالیٰ آپ کا ناصر ومددگار ہے۔ ۴۸ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا الخ یہ مومنوں سے چھٹا خطاب ہے۔ اے ایمان والو! تم جب مومن عورتوں سے نکاح کرو۔ اور پھر صحبت سے قبل ہی ان کو طلاق دیدو تو ان پر کوئی عدت نہیں انھیں ثیاب متعہ (قمیص اور دوپٹہ) دے کر چھوڑ دو۔ وہ جہاں چاہیں نکاح کرلیں حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا حضرت زینب کا عدت گذارنا اگرچہ ثابت ہے لیکن یہاں غیر مدخول بہا کے لئے عدت نہ ہونے کے ذکر کی مناسبت اور ماقبل سے ربط اس صورت میں زیادہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت زینب کی عدت نہ ہو بلغۃ الحیران میں حضرت شیخ قدس سرہٗ کا عدت کی نسبت قصور تعبیر سے ناشی ہے ۴۹ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ الخ یہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے چھٹا خطاب ہے۔ اس میں حضور علیہ السلام سے فرمایا کہ آپ کے لئے حسب ذیل چار قسم کی عورتیں حلال ہیں۔ اور ان کے علاوہ اور آپ کے لئے حلال نہیں اول الّتی اٰتیت اجورھن یعنی وہ بیویاں جو آپ کے نکاح میں ہیں اور آپ ان کا مہر ادا کرچکے ہیں وہ قریشیہ ہوں یا غیر قریش سے مہاجرہ ہوں یا غیر مہاجرہ دوم وما ملکت یمینک الخ جو باندیاں مال غنیمت میں سے اللہ نے آپ کو دی ہیں۔ سوم وبنت عمک الخ قریش کی وہ عورتیں جو آپ کے ساتھ ہجرت کرچکی ہیں۔ چہارم وہ ایمان والی عورت جو بلا مہر اپنے کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح کے لئے پیش کردے۔ خالصۃ لک الخ بلا مہر نکاح کرنا یہ صرف آپ کے لئے خاص حکم ہے دوسرے مومنوں کے لئے یہ جائز نہیں۔ ۵۰ قد علمنا الخ بیویوں اور باندیوں کے بارے میں ایمان والوں کے مناسب حال جو احکام ہیں۔ وہ اللہ کو معلوم ہیں اور وہ ان احکام کے پابند ہیں لیکن آپ ان احکام کے پابند نہیں ہیں تاکہ
آپ کے پیغمبرانہ مقاصد ومصالح میں حرج واقع نہ ہو۔ مومنوں پر چار بیویوں سے زائد حرام ہیں اور ان پر مہر بھی واجب ہے مگر آپ پر یہ پابندیاں نہیں ہیں ۵۱ ترجی الخ آپ

موضح قرآن ف۱ کسی مرد کو جو کئی عورتیں ہوں اس پر واجب ہے باری سے سب کے پاس رہنا برابر حضرت پر یہ واجب نہ رکھا اس واسطے کہ عورتیں اپنا حق نہ سمجھیں تو جو دیں راضی ہو کر قبول کریں پر حضرت نے فرق نہیں کیا۔ سب کی باری برابر رکھی ہے ایک حضرت سودہؓ نے اپنی باری بخش دی تھی حضرت عائشہ کو ۱۲ منہ ف۲ یعنی جتنی قسمیں کہدیں اس سے زیادہ حلال نہیں اور جو ہیں ان کو بدلنا نہیں حلال یہ ضرور ہیں اور ہاتھ کا مال حضرت کی دو حرم مشہور ہیں یا تین ایک ماریہ جنکے شکم سے فرزند ہوئے ابراہیم ایک ریحانہ یا شمعونہ یا دونوں حضرت عائشہ نے فرمایا منع آخر کو موقوف ہوا سب عورتیں حلال ہوگئیں ۱۲ منہ **فتح الرحمن** ف۱ یعنی بعد از یں دو صفت قرشیہ مہاجرہ مہیرہ یا واہبہ نفس غیر مہیرہ ۱۲ ف۲ یعنی این آیت ناسخ آیت سابقہ

اپنی بیویوں میں سے جسے چاہیں اپنے پاس رکھیں اور جسے چاہیں اپنے سے دور رکھیں۔ اور جن کو آپ نے اپنے سے دور کر رکھا تھا، ان کو پھر طلب کر لیں تو بھی آپ پر گناہ نہیں۔ جس طرح عام مسلمانوں پر اپنی متعدد بیویوں کے درمیان وقت کی تقسیم لازم ہے۔ حضور علیہ السلام پر یہ پابندی بھی نہ تھی۔ ھذہ الآیۃ تدل علی ان القسم بینھن لم یکن واجبًا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و انہ کان مخیرا فی القسم لمن شآء منھن و ترک من شاء منھن (جصاص) ۵۲ ذٰلک الخ حقوقِ زوجیت کے بارے میں جو پابندیاں عام مسلمانوں پر عائد ہیں وہ حضور علیہ السلام پر عائد نہیں ہیں۔ اور آپ کی بیویوں کو ان امور میں آپ پر کوئی دعوی نہیں۔ یہ آپ کی مرضی اور مصلحت پر ہے۔ آپ اپنی صوابدید کے مطابق ان کی دلجوئی فرماتے رہیں۔ جب ازواج کا آپ پر تقسیم میں کوئی استحقاق باقی نہ رہا۔ اور ان کو معلوم ہو گیا کہ یہ دستور حق تعالیٰ کی جانب سے ہے تو وہ اس تفریق سے آزردہ خاطر نہ ہوں گی۔ بلکہ ان کی تعمیل ہی میں خوشی محسوس کرینگی لانھن اذا علمن ان ھذا التفویض من عند اللہ اطمأنت نفوسھن وذھب التغایر وحصل الرضاء (مدارک) واللہ یعلم الخ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کی باتیں بھی جانتا ہے لیکن کمالِ علم کی وجہ سے تمہارے گناہوں پر جلدی گرفت نہیں کرتا۔ ۵۳ لا یحل لک الخ مذکورہ بالا چار اقسام کی عورتوں کے علاوہ آپ کے لئے کسی اور عورت سے نکاح کرنا حلال نہیں اور نہ موجودہ بیویوں میں سے کسی کو طلاق دے کر اس کی جگہ کسی دوسری عورت سے نکاح جائز ہے ای من بعد الاصناف التی سمیت قال ابی بن کعب وعکرمۃ وابو رزین وھو اختیار محمد بن جریر (قرطبی ج ۱۴ ص ۲۲۰) شاہ عبد القادر دہلوی رح فرماتے ہیں۔ "جتنی قسمیں کہہ دیں اس سے زیادہ حلال نہیں اور جو ہیں ان کا بدلنا حلال نہیں" اس طرح یہ آیت منسوخ نہیں بلکہ محکم ہے۔ شاہ ولی اللہ رح اور دوسرے کئی علماء نے اس آیت کو منسوخ قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو نو عورتیں اس وقت آپ کے نکاح میں ہیں۔ اور جنہوں نے دنیا پر آپ کو ترجیح دی ہے۔ ان کے بعد اب آپ کے لئے کسی دوسری عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں لا یحل لک النساء من بعد ھؤلاء التسع اللاتی اخترنک ای لقد حرم علیک تزوج غیرھن (روح ج ۲۲ ص ۶۳) الا ما ملکت الخ یہ ماقبل سے استثناء ہے یعنی باندیوں کا تبدل آپ کے لئے جائز ہے۔ وکان اللہ علی کل شیء شہیدًا۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر مطلع اور خبردار ہے اس لئے اس کے احکام وحدود سے تجاوز مت کرو۔ ۵۴ یاَیُّھا الذین الخ یہ مومنوں سے ساتواں خطاب ہے۔ ایمان والوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ازواجِ مطہرات کے کچھ حقوق و آداب تعلیم کئے گئے۔ تاکہ ایک طرف خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج مطہرات اس تکلیف و اذیت سے محفوظ رہیں جو ان آداب کو نظر انداز کرنے کی صورت میں ہو سکتی تھی۔ اور دوسری طرف کفار و منافقین کو افواہیں پھیلانے کا موقع ہاتھ نہیں آئے گا۔ پہلا اور دوسرا ادب

لَآ اَنۡ تَنۡكِحُوۡۤا اَزۡوَاجَهٗ مِنۡۢ بَعۡدِهٖۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ
نہ یہ کہ نکاح کرو اس کی عورتوں سے اس کے پیچھے کبھی البتہ
ذٰلِكُمۡ كَانَ عِنۡدَ اللّٰهِ عَظِيۡمًا ﴿۵۳﴾ اِنۡ تُبۡدُوۡا شَيۡــًٔا اَوۡ
یہ تمہاری بات اللہ کے یہاں بڑا گناہ ہے اگر کھول کر کہو تم کسی چیز کو ۵۴ یا
تُخۡفُوۡهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمًا ﴿۵۴﴾ لَا جُنَاحَ
اس کو چھپاؤ سو اللہ ہے ہر چیز کو جاننے والا ف گناہ نہیں ۵۵
عَلَيۡهِنَّ فِىۡۤ اٰبَآئِهِنَّ وَلَاۤ اَبۡنَآئِهِنَّ وَلَاۤ اِخۡوَانِهِنَّ وَ
ان عورتوں کو سامنے ہونے کا اپنے باپوں سے اور نہ اپنے بیٹوں سے اور نہ اپنے بھائیوں سے اور
لَاۤ اَبۡنَآءِ اِخۡوَانِهِنَّ وَلَاۤ اَبۡنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ
نہ اپنے بھائی کے بیٹوں سے اور نہ اپنی بہن کے بیٹوں سے اور نہ اپنی عورتوں سے
وَلَا مَا مَلَـكَتۡ اَيۡمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيۡنَ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
اور نہ اپنے ہاتھ کے مال سے اور ڈرتی رہو اے عورتو اللہ سے بے شک اللہ
كَانَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ شَهِيۡدًا ﴿۵۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ
کے سامنے ہے ہر چیز ف بے شک اللہ ۵۵ اور اس کے فرشتے
يُصَلُّوۡنَ عَلَى النَّبِىِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَيۡهِ
رحمت بھیجتے ہیں رسول پر اے ایمان والو رحمت بھیجو اس پر
وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِيۡمًا ﴿۵۶﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ يُؤۡذُوۡنَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ
اور سلام بھیجو سلام کہہ کر ف جو لوگ ۵۶ ستاتے ہیں اللہ کو اور اسکے رسول کو
لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمۡ عَذَابًا
ان کو پھٹکارا اللہ نے دنیا میں اور آخرت میں اور تیار رکھا ہے ان کے واسطے ذلت
مُّهِيۡنًا ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيۡنَ يُؤۡذُوۡنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ
کا عذاب اور جو لوگ تہمت لگاتے ہیں ۵۷ مسلمان مردوں کو اور مسلمان عورتوں کو

از خطاب ششم تا خطاب ۱۳ ... محمد شریف دیوبندی

موضح قرآن ف یہ اللہ تعالیٰ نے ادب سکھائے مسلمانوں کو۔ کبھی کھانے کو حضرت کے گھر میں جمع ہوتے تو پیچھے باتیں کرنے لگ جاتے۔ حضرت کا مکان آرام کا وہی تھا۔ شرم سے نہ فرماتے کہ اٹھ جاؤ۔ اللہ نے ان کے واسطے فرما دیا۔ اور اس آیت میں حکم ہوا پردے کا کہ مرد حضرت کے ازواج کے سامنے نہ جاویں سب مسلمانوں کی عورتوں پر یہ حکم واجب نہیں۔ اگر عورت سامنے ہو کسی مرد کے سب بدن کپڑوں میں ڈھکا تو گناہ نہیں۔ اور اگر نہ سامنے ہو تو بہتر ہے۔ ۱۲ منہ ف۲ اپنی عورتوں کا اور ہاتھ کے مال کا ذکر ہو چکا سورۂ نور میں ف۳ یہ حکم ادا ہوتا ہے نماز میں السلام علیک ایہا النبی اللھم صل علی محمد۔ اللہ سے رحمت مانگنے اپنے پیغمبر پر اور انکے گھرانے پر بڑی قبولیت رکھتی ہے۔ ان پر ان کے لائق رحمت اترتی ہے اور دس

لاتدخلوا بیوت النبی الخ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں بلا اجازت داخل نہ ہو جاؤ۔ اور جب کبھی آپؐ کھانے پر تمہیں بلائیں تو کھانا تیار ہونے سے پہلے ہی آپ کے گھر نہ پہنچ جاؤ۔ اور کھانا تیار ہونے کا انتظار کرنے لگو۔ تیسرا ادب ولکن اذا دعیتم فادخلوا۔ جب کھانا تیار ہونے کے بعد تم کو بلایا جائے اس وقت آپ کے گھر میں جاؤ۔ چوتھا ادب فاذا طعمتم فانتشروا الخ اور جب کھانے سے فارغ ہو جاؤ تو فوراً چلے جاؤ۔ اور وہاں بیٹھ کر باتوں میں مصروف نہ ہو جاؤ۔ ان ذلکم کان یؤذی النبی الخ کیونکہ ان آداب کے خلاف کرنے کو پیغمبر علیہ السلام گراں اور ناگوار محسوس فرماتے ہیں لیکن تقاضائے مروت زبان سے کچھ نہیں کہتے۔ یہ آداب مجلس اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نازل ہوئے ہیں لیکن اب یہ مسلمانوں کے لئے عام ہیں۔

بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَّإِثْمًا مُّبِينًا ﴿۵۸﴾

بدون گناہ کئے تو اٹھایا انہوں نے بوجھ جھوٹ کا اور صریح گناہ کا ف

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ

اے نبی ۵۹ کہہ دے اپنی عورتوں کو اور اپنی بیٹیوں کو اور مسلمانوں کی عورتوں کو

يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن

نیچے لٹکا لیں اپنے اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں اس میں بہت قریب ہے کہ

يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿۵۹﴾ لَّئِن

پہچانی پڑیں تو کوئی ان کو نہ ستائے اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان ف۲ البتہ اگر

لَّمْ يَنتَهِ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَ

باز نہ آئے ۶۰ منافق اور جن کے دل میں روگ ہے اور

الْمُرْجِفُونَ فِي الْمَدِينَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا

جھوٹی خبریں اڑانے والے مدینہ میں تو ہم لگا دینگے تجھ کو ان کے پیچھے پھر نہ

يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا ﴿۶۰﴾ مَّلْعُونِينَ ۖ أَيْنَمَا ثُقِفُوا

رہنے پائیں گے تیرے ساتھ اس شہر میں مگر تھوڑے دنوں ف۳ پھٹکارے ہوئے جہاں پائے گئے

أُخِذُوا وَقُتِّلُوا تَقْتِيلًا ﴿۶۱﴾ سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا

پکڑے گئے اور مارے گئے جان سے دستور پڑا ہوا ہے اللہ کا ۶۲ ان لوگوں میں جو پہلے

مِن قَبْلُ ۖ وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ﴿۶۲﴾ يَسْأَلُكَ

ہو چکے ہیں اور تو نہ دیکھے گا اللہ کی چال بدلتی ف۴ لوگ تجھ سے

النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِندَ اللَّهِ ۚ وَمَا

پوچھتے ہیں ۶۳ قیامت کو تو کہہ اس کی خبر ہے اللہ ہی کے پاس اور تو کیا

يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا ﴿۶۳﴾ إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ

جانے شاید وہ گھڑی پاس ہی ہو ف۵ بیشک اللہ نے ۶۴ پھٹکار دیا ہے

وھذا الحکم وان نزل خاصا فی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وازواجہ فالمعنی عام فیہ وغیرہ (جصاص)

۵۵ واذا سألتموھن الخ یہ ازواج مطہرات کے بارے میں ادب سکھایا۔ جب ازواج مطہرات سے کوئی چیز مانگنا ہو تو پردے سے ورے باہر ہی سے آواز دو۔ تاکہ تمہارے دل ان کے قلوب ہر قسم کے وساوس و خطرات سے محفوظ رہیں

۵۶ وما کان لکم ان تؤذوا الخ اے ایمان والو! تمہارے لئے یہ جائز نہیں کہ تم ایسا رویہ اختیار کرو جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچے اور نہ تمہارے لئے یہ جائز ہے کہ تم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپؐ کی بیویوں سے نکاح کرو۔ اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑی بات ہے۔ اسی سورت کے رکوع اول میں گذر چکا ہے وازواجہ امھاتھم پیغمبر علیہ السلام کی بیویاں تعظیم اور حرمت نکاح میں مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ جو چیز وازواجہ امھاتھم سے مفہوم تھی اس آیت میں اس کی تصریح فرما دی۔ پیغمبر علیہ السلام کی بیویاں چونکہ مسلمانوں کی مائیں ہیں اس لئے ان کے لئے جائز نہیں کہ وہ حضور علیہ السلام کی بیوہ سے نکاح کریں۔ ولھذا اجمع العلماء قاطبۃ علی ان من توفی عنھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ازواجہ انہ یحرم علی غیرہ تزوجھا من بعدہ لانھن ازواجہ فی الدنیا والآخرۃ وامھات المؤمنین کما تقدم (ابن کثیر ج ۳ ص ۵۰۶)

۵۷ ان تبدوا الخ بعض منافقین نے مذکورہ بالا حکم نازل ہونے سے پہلے دل میں تہیہ کر رکھا تھا کہ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد وہ آپؐ کی زوجہ مطہرہ سے نکاح کریگا۔ اور بعض خبیث منافقین نے برملا اس کا اظہار کیا تھا تو اللہ نے فرمایا۔ میں تو تمہاری ہر ظاہر و باطن کی حرکت کو جانتا ہوں۔ اگر تم شرارتوں سے باز نہیں آؤ گے تو سخت سزا دوں گا۔ فیجازیکم بما صدر منکم من المعاصی البادیۃ والخافیۃ لامحالۃ (روح جلد ۲۲ ص ۷۴) ۵۸ لاجناح الخ یہاں ان رشتہ داروں کا ذکر کیا گیا ہے جن سے ازواج مطہرات پر حجاب لازم نہ تھا! وروہ یہ ہیں باپ، بیٹا، بھائی، بھتیجا، بھانجہ، یہاں لی

موضح قرآن ف۱ یہ منافق تھے کہ پیٹھ پیچھے بدگوئی کرتے رسول کی یا ان کی زوجہ پر بہتان لگایا۔ سورۂ نور میں ان کے کلام ذکر ہو چکے ۱۲ منہ ف۲ پہچانی پڑیں کہ لونڈی نہیں بی بی ہے صاحب ناموس یا بدذات نہیں نیک بخت ہے تو بدنیت لوگ اس سے نہ الجھیں۔ گھونگھٹ اس کا نشان رکھا۔ یہ حکم بہتری کا ہے۔ آگے فرما دیا اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۱۲ منہ ف۳ جو لوگ بدنیت تھے مدینے میں عورتوں کو چھیڑتے ٹوکتے اور جھوٹی خبریں اڑاتے مخالفوں کے زور کی اور مسلمانوں کے نیچے کی ان کو یہ فرمایا اور توریت میں بھی تقید ہے کہ مفسدوں کو اپنے بیچ سے باہر کر دو ۱۲ منہ ف۴ شاید یہی منافقوں نے ہتھکنڈہ پکڑا ہوگا کہ جس چیز کا جواب نہیں وہی سوال کریں بار بار۔ اس پر یہاں ذکر کر دیا ۱۲ منہ

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی عفت ایشاں ظاہر شود و فاسقے تعرض ایشاں نہ کند ۱۲ ف۲ یعنی جلا وطن کردہ شوند ۱۲

عورتیں اور باندیاں واتقین اللہ ۔اس میں خطاب ازواج مطہرات سے ہے ۔فرمایا تم بھی اللہ سے ڈرتی رہو اور اللہ کے اوامر ونواہی میں اس کی اطاعت کرتی رہو۔
اللہ تعالیٰ ہر چیز سے باخبر ہے اور ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزا وسزا دے گا **۵۹** ان اللہ الخ یہ ایمان والوں سے آٹھواں خطاب ہے جضرت شیخ قدس سرہٗ
فرماتے ہیں حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے چونکہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل اور دعوتِ توحید کی تبلیغ واشاعت میں اور رسوم جاہلیت کو توڑنے میں پوری ہمت و جرأت اور کامل
ثبات واستقلال سے کام لیا۔ اور حق تبلیغ ادا کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو خراجِ تحسین پیش کیا اور فرشتوں کے سامنے آپ کی مدح وثنا اور عظمت کا اظہار فرمایا اور آپؐ کی
قدر ومنزلت سے بندوں کو بھی آگاہ کیا۔ تاکہ وہ بھی آپؐ کی قدر ومنزلت کو پہچانیں اور آپ کو خراجِ تحسین پیش کریں والمقصود من ھٰذہ الآیۃ ان اللہ سبحانہٗ
وتعالیٰ اخبر عبادہ بمنزلۃ عبدہٖ ونبیہ فی الملاء الاعلیٰ بانہ یثنی علیہ عند الملائکۃ المقربین وان الملائکۃ تصلی علیہ ثم
امر تعالیٰ اھل العالم السفلی بالصلوٰۃ والتسلیم علیہ لیجتمع الثناء علیہ من اھل العالمین العلوی والسفلی (ابن کثیر ج ۳ ص۵۰۷)
ھی (الصلوٰۃ) عند عز وجل ثناء علیہ عند ملٰئکۃ وتعظیمہٗ (رواہ البخاری عن ابی العالیۃ وغیرہ عن الربیع بن انس وجری علیہ
الحلیمی فی شعب الایمان (روح جلد ۲۲ ص۷۶) فصلوٰۃ اللہ ثناءہ علیہ عند ملٰئکتہ (خازن جلد ۵ ص۲۲۵) قال البخاری قال ابو العالیۃ صلوٰۃ
اللہ تعالیٰ ثناءہ علیہ عند الملائکہ وصلوٰۃ الملائکۃ الدعاء وکذا روی مثلہٗ عن الربیع ایضاً (ابن کثیر جلد ۳ ص۵۰۶) بعض قاصرین نے
جنہیں اعتراض کرنے کا شوق ہوتا ہے حضرت شیخ کے کلام کا مفہوم نہ سمجھنے کی وجہ سے اعتراض کیا ہے کہ صلوٰۃ کا یہ معنی صحیح نہیں حالانکہ متعدد بزرگوں سے یہ منقول ہے جیسا کہ حوالہ
بالا سے ظاہر ہے کہ امام ابو العالیہ، ربیع بن انس اور حلیمی نے یہی معنی مراد لئے ہیں لیکن اکثر مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ صلوٰۃ اللہ کی طرف سے رحمت وخوشنودی، فرشتوں
کی طرف سے دعا واستغفار اور بندوں کی طرف سے دعا وتعظیم ہے والصلوٰۃ من اللہ رحمتہٗ ورضوانہٗ ومن الملائکۃ الدعاء والاستغفار ومن الامۃ
الدعاء والتعظیم لامرہ (قرطبی جلد ۴ ص۲۳۲) یعنی اللہ تعالیٰ حضرت پیغمبر علیہ السلام پر رحمت وبرکت نازل فرماتا ہے اور فرشتے بھی آپ کے لئے اللہ سے رحمت
اور رفع درجات کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے اے ایمان والو! تم بھی آپ کے لئے اللہ سے رحمت وبرکت کی دعا مانگا کرو اور آپ کی مدح وثنا کیا کرو **۶۰** ان الذین
الخ یہ کفار ومنافقین کے لئے دنیوی اور اخروی تخویف ہے اللہ اور اس کے رسول کی ایذا سے مراد ہے کہ ان کے احکام کی مخالفت کی جائے اور ان کے ناپسندیدہ افعال واعمال
کا ارتکاب کیا جائے عبر بایذاء اللہ ورسولہ عن فعل مالا یرضی بہ اللہ ورسولہ کالکفر (مدارک) او المراد بالایذاء ارتکاب مالا
یرضیانہ من الکفر وکبائر المعاصی مجازاً لانہ سبب اولازم لہ (روح جلد ۲۲ ص۸۵) لعنھم اللہ الخ اللہ تعالیٰ انھیں دنیا وآخرت میں اپنی رحمت
وبرکت سے محروم کر دے گا اور ان کو آخرت میں رسوا کن عذاب میں مبتلا کرے گا۔ یا اللہ کی ایذا سے شرک کرنا اور حضور علیہ السلام کی ایذاء سے آپ کو ساحر ومجنون وغیرہ کہنا
مراد ہے قال الجمھور معناہ (ایذاء اللہ) بالکفر ونسبۃ الصاحبۃ والولد والشریک الیہ ووصفہ بمالا یلیق بہ ..... الخ (قرطبی ج ۴
ص۲۳۷) **۶۱** والذین یؤذون الخ یہاں ایمان والوں کو ایذا دینے کی مذمت فرمائی۔ جو لوگ مومن مردوں اور عورتوں کو بلا وجہ اور بلا قصور ایذا پہنچاتے ہیں وہ بہت بڑا
گناہ اور صریح جرم اپنے ذمے لیتے ہیں۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ جو لوگ پیغمبر علیہ السلام اور مومنین ومومنات پر ناحق اور ناکردہ گناہ کا اتہام دھرتے
ہیں وہ صریح گناہ کرتے ہیں ای ینسبون الیھم ما ھم برءاء منہ لم یفعلوہ ولم یعملوہ (ابن کثیر ج ۳ ص۵۱۷) **۶۲** یا یھا النبی الخ یہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے ساتواں خطاب ہے۔ نزولِ حجاب سے قبل جب مسلمان عورتیں رات کو قضائے حاجت کے لئے باہر جاتیں تو منافقین انہیں تنگ کرتے اور آوازیں دیتے جب
ان سے کہا جاتا تم ایسا کیوں کرتے ہو تو کہتے ہم نے سمجھا یہ فلاں عورت ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ شکایت پہنچی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی کہ مسلمان عورتیں جب
باہر نکلیں تو چادریں اوڑھ لیا کریں۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ آزاد اور شریف عورت ہے کانت المرأۃ من نساء المومنین قبل نزول ھٰذہ الآیۃ تتبرز للحاجۃ
فیتعرض لھا بعض الفجار یظن انھا امۃ فتصیح بہ فیذھب فشکوا ذٰلک الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم ونزلت الآیۃ بسبب ذٰلک (قرطبی
ج ۴ ص۲۴۳) اے پیغمبر اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں اور تمام مسلمان عورتوں کو یہ حکم دے دو کہ وہ چادریں اوڑھ کر گھروں سے نکلا کریں۔ اس طرح ان میں اور باندیوں میں امتیاز
ہو جائے گا اور منافقین وفجار ان کی ایذا کے درپے نہ ہوں گے۔ کیونکہ وہ عام طور پر لونڈیوں سے تعرض کرتے تھے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بَنٰتِکَ فرمایا ہے لفظ بنات
جو بنت کی جمع ہے اس کو ضمیر خطاب کی طرف مضاف کیا ہے جس سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مخاطب ہیں اس طرح قرآن کی نص صریح سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں
کا تعدد ثابت ہو گیا۔ اور معلوم ہو گیا کہ آپؐ کی صرف ایک صاحبزادی نہ تھی۔ بلکہ ایک سے زیادہ تھیں۔ اور جمع کا صیغہ کم از کم تین کے لئے ہوتا ہے اس لئے قرآن سے حضور علیہ
السلام کی صاحبزادیوں کی تعداد کم از کم تین ثابت ہوتی ہے۔ اس سے کم نہیں اور تاریخ ومستند روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی صاحبزادیاں چار تھیں سنی اور شیعہ
مؤرخین ومحدثین کا اس پر اتفاق ہے خود شیعہ مصنفین نے تسلیم کیا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کی تعداد چار تھی۔ اور چاروں ہی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا
کے بطن سے تھیں۔ چنانچہ علامہ یعقوب کلینی شیعہ محدث نے لکھا ہے وتزوج خدیجۃ وھو ابن بضع وعشرین سنۃ فولد لہ منھا قبل مبعثہ علیہ السلام القاسم
ورقیۃ وزینب وام کلثوم وولد لہ بعد المبعث الطیب والطاھر وفاطمۃ علیھا السلام ۔ کافی کلینی اصول ج ۱ ص۴۳۹ طبع طہران)۔ (ترجمہ) حضور
علیہ السلام نے کچھ اوپر بیس سال کی عمر میں حضرت خدیجہ سے نکاح کیا تو ان کے بطن سے قبل از نبوت قاسم۔ رقیہ۔ زینب اور ام کلثوم پیدا ہوئیں اور بعد از نبوت طیب، طاہر
اور فاطمہ پیدا ہوئی۔ اور ملا باقر مجلسی شیعہ لکھتے ہیں در قرب الاسناد بسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است کہ از برائے رسول خدا[1] از خدیجہ متولد شدند طاہر و
قاسم وفاطمہ وام کلثوم ورقیہ وزینب (حیات القلوب ج ۲ ص۵۸۸ مطبوعہ طہران) بعض روافض کہتے ہیں بنات سے یہاں امت کی عورتیں مراد ہیں کیونکہ وہ حضور علیہ السلام
کی روحانی بیٹیاں ہیں۔ اس کا پہلا جواب یہ ہے کہ امت کی عورتوں کا بعد میں بصراحت ذکر موجود ہے ونساء المومنین اس لئے لفظ بنات کو اس پر محمول کرنا غلط ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ بنات سے امت کی عورتیں مراد لینا مجازی معنی ہے۔ اور حقیقی معنی صلبی بیٹیاں ہیں۔ اور یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ مجازی معنی اس وقت مراد لیا جاتا ہے جب حقیقی معنی مراد لینا متعذر ہو۔ لیکن یہاں حقیقی معنی متعذر نہیں۔ کیونکہ جب یہ آیت نازل ہوئی اس وقت آپ کی تین صاحبزادیاں بقید حیات موجود تھیں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا جو ۸ھ میں اللہ کو پیاری ہوئیں۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا جن کا ۹ھ میں انتقال ہوا۔ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جن کی حضور علیہ السلام کے بعد وفات ہوئی۔ یہ آیت ۸ھ سے بہت پہلے نازل ہوئی۔ اس لئے بنات سے یہاں حضور علیہ السلام کی صلبی بیٹیاں ہی مراد ہیں۔ نہ کہ روحانی۔ ۶۳ لئن لم ینتہ الخ یہ منافقین پر زجر اور تخویف دنیوی

الکٰفِرِینَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِیرًا ﴿٦٤﴾ خٰلِدِینَ فِیهَآ اَبَدًا ۚ

منکروں کو اور رکھی ہے ان کے واسطے دہکتی ہوئی آگ رہا کریں اسی میں ہمیشہ

لَا یَجِدُوْنَ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیرًا ﴿٦٥﴾ یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ

نہ پائیں کوئی حمایتی اور نہ مددگار جس دن اوندھے ڈالے جائیں گے انکے منہ

فِی النَّارِ یَقُوْلُوْنَ یٰلَیْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ﴿٦٦﴾

آگ میں کہیں گے کیا اچھا ہوتا جو ہم نے کہا مانا ہوتا اللہ کا اور کہا مانا ہوتا رسول کا

وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَکُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا

اور کہیں گے اے رب ہم نے کہا مانا اپنے سرداروں کا اور اپنے بڑوں کا پھر انہوں نے چکا دیا ہم کو

السَّبِیْلَا ﴿٦٧﴾ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَیْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ

راہ سے اے رب ان کو دے دونا عذاب اور پھٹکار ان کو

لَعْنًا کَبِیرًا ﴿٦٨﴾ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ

بڑی پھٹکار اے ایمان والو ۶۴ تم مت ہو ان جیسے جنہوں نے

اٰذَوْا مُوْسٰی فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ۭ وَکَانَ عِنْدَ

ستایا موسیٰ کو پھر بے عیب دکھلا دیا اس کو اللہ نے انکے کہنے سے اور تھا اللہ کے

اللّٰهِ وَجِیْهًا ﴿٦٩﴾ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا

یہاں آبرو والا ۶۵ ف۱ اے ایمان والو ۶۶ ڈرتے رہو اللہ سے اور کہو

قَوْلًا سَدِیْدًا ﴿٧٠﴾ یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ

بات سیدھی کہ سنوار دے تمہارے واسطے تمہارے کام اور بخشدے تم کو

ذُنُوْبَکُمْ ۭ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا

تمہارے گناہ اور جو کوئی کہنے پر چلا اللہ کے اور اس کے رسول کے اس نے پائی بڑی

عَظِیْمًا ﴿٧١﴾ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

مراد ہم نے دکھلائی ۶۷ امانت ف۲ آسمانوں کو اور زمین کو

منزل ۵

ع ۱۰ ۵

ـــا خطاب بہ مومنین ۱۲ ۔ م

زجر و تخویف اخروی ۱۲

ہے۔ والذین فی قلوبھم مرض سے بدکار اور فجار مراد ہیں۔ جن کے دلوں میں بدکاری کے خیالات کی بیماری تھی۔ والمرجفون فی المدینۃ۔ یہود مدینہ جو عام مسلمانوں اور خصوصاً مسلمان عورتوں کے بارے میں غلط افواہیں اڑاتے تھے تاکہ ان کے خلاف بدگمانی پھیلے اور انہیں ذہنی اذیت پہنچے۔ والمرجفون فی المدینۃ من الیہود المجاورین لہا عما ھم علیہ من نشر اخبار السوء عن سرایا المسلمین وغیر ذلک من الاراجیف الملفقۃ المستتبعۃ للاذیۃ ..... سألت عکرمۃ عن الذین فی قلوبھم مرض فقال ھم اصحاب الفواحش وعن عطاء انہ فسرھم بذلک ایضاً (روح ج ۲۲ ص ۹۰) اس آیت میں ان افراد کو متنبہ فرمایا۔ اور شرارتوں سے باز نہ آنے کی صورت میں سخت سزا کی تہدید فرمائی۔ حکم حجاب نازل کرنے سے ان منافقین و فجار کا یہ عذر تو باطل ہو گیا کہ ان سے غلطی ہوئی وہ پہچان نہیں سکے۔ کیونکہ اب مسلمان عورتوں کا بڑی بڑی چادریں اوڑھ کر گھر سے نکلنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ شریف مسلمان آزاد عورتیں ہیں۔ اس لئے اگر اب بھی یہ شرار اپنی شرارتوں اور خباثتوں سے باز نہ آئے تو ہم ان کو دنیا ہی میں ذلیل و رسوا کر دینگے۔ لنغرینك بھم۔ ہم آپ کو ان پر تسلط و اختیار دیدینگے۔ اور انہیں مدینہ اور اس کے قرب و جوار سے جلاوطن کرنے کے احکام صادر کر دینگے۔ اور وہ ہمیشہ کے لئے یہاں سے دور ہو جائیں گے اور آپ کے قرب و جوار میں نہیں رہ سکیں گے الا قلیلا صرف اتنی دیر اس علاقے میں رہ سکینگے جتنی دیر سامان اور اہل و عیال کو دوسری جگہ منتقل کرنے میں لگے گی۔ یا اس قلیل وقت سے اخراج کا حکم آنے تک کا

موضح قرآن ف۱ بعضے مفسد حضرت موسیٰ کو تہمت لگانے لگے کہ حضرت ہارون کو جنگل میں لے جا کر مار آئے تاکہ شریک ریاست نہ رہیں۔ پھر ان کا جنازہ آسمان سے نظر آیا۔ اور ان کی آواز آئی کہ میں اپنی موت سے مرا ہوں۔ اور کتنوں نے کہا یہ جو چھپ کر نہاتے ہیں ان کے بدن میں کچھ عیب ہے۔ بدن کی سفیدی یا خصیہ پھولا۔ ایک روز حضرت موسیٰ اکیلے نہانے لگے۔ کپڑے ایک پتھر پر رکھے وہ پتھر کپڑے لے کر بھاگا حضرت موسیٰ عصا لے کر اس کے پیچھے دوڑے۔ جہاں سب لوگ دیکھتے تھے، کھڑا ہو گیا۔ سب نے ننگے دیکھ لیا بے عیب۔ پھر اس پتھر کو کئی عصا مارے۔ اس میں نقش پڑ گیا۔ ۱۲ منہ

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید یعنی موسیٰ وقت غسل ستر میکرد۔ جہال بنی اسرائیل گفتند اُدرہ است۔ روزی بحسب اتفاق بر کنارہ آب غسل میکرد و جامہائے خود بر سنگ نہادہ بود۔ بفرمان خدائے تعالیٰ آں سنگ رواں شد و موسیٰ عقب سنگ دوید تا آنکہ جماعہ از بنی اسرائیل عریاں دیدند و گفتند اُدرہ ندارد و اُدرہ انتفاخ خصیہ را گویند۔ واللہ اعلم۔
ف۲ یعنی استعداد تکلیف را با وامر و نواہی۔ ۱۲۔

وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا

اور پہاڑوں کو پھر کسی نے قبول نہ کیا ف۵ کہ اس کو اٹھائیں اور اس سے ڈر گئے اور اٹھا لیا اسکو

الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ﴿۷۲﴾ لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ

انسان نے یہ ہے بڑا بے ترس نادان ف تاکہ عذاب کرے اللہ ف۲

الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ

منافق مردوں کو اور عورتوں کو اور شرک والے مردوں کو اور عورتوں کو اور معاف کرے

اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا

اللہ ایمان دار مردوں کو اور عورتوں کو اور ہے اللہ بخشنے والا

ع ۹ ۵ ۶

رَّحِيْمًا ﴿۷۳﴾

مہربان

سُوْرَةُ سَبَاٍ مَّكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ سبا ف۱ مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں چون آیتیں ہیں اور چھ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَ

سب خوبی اللہ کی ہے ف۲ جس کا ہے جو کچھ کہ ہے آسمانوں اور زمین میں اور

لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۱﴾ يَعْلَمُ مَا

اسی کی تعریف ہے ف۳ آخرت میں اور وہی ہے حکمتوں والا سب کچھ جاننے والا ف۴ جانتا ہے جو کچھ کہ

يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاۗءِ وَ

اندر گھستا ہے ف۵ زمین کے اور جو کچھ کہ نکلتا ہے اس سے اور جو اترتا ہے آسمان سے اور

مَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۭ وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ﴿۲﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ

جو چڑھتا ہے اس میں اور وہی ہے رحم والا بخشنے والا ف۳ اور کہنے لگے

وقت مراد ہے ملعونین یہ لایجاورونك کے فاعل سے حال ہے یعنی جو تھوڑا سا وقت وہ مدینہ کے قریب رہیں گے خدا کی رحمت اور آپ کے حسنِ سلوک سے مطرود ہی رہیں گے اور جب جلاوطن کردیئے جائیں گے اس کے بعد بھی ان کے لئے کوئی جائے پناہ نہ ہوگی۔ جہاں ملیں گے انہیں قید و قتل کرنے کی اجازت ہوگی۔ ای فی ذلك الوقت الذی یجاورونك فیه یکونون ملعونین مطرودین من باب الله وبابك واذا خرجوا لاینفکون عن المذلة ولایجدون ملجأ بل انما یکونون یطلبون ویؤخذون ویقتلون (کبیر ج ۶ ص ۷۹۹) ۶۴ سنة الله الخ شر پسند اور فساد انگیز عناصر اور باغیوں کے بارے میں گذشتہ شریعتوں میں بھی اللہ تعالیٰ کا یہی دستور تھا اور اب بھی یہی دستور ہے۔ اب کوئی نیا طریق کار نافذ نہیں کیا جائے گا۔ ۶۵ یسئلك الناس الخ یہ تخویفِ اخروی ہے۔ مشرکین ازراہِ طنز و استہزاء سوال کرتے تھے کہ قیامت کب آئے گی۔ فرمایا جواب میں کہہ دو آئے گی ضرور لیکن اس کے آنے کا معین وقت صرف اللہ ہی کو معلوم ہے۔ اس کے سوا کسی کو اس کا علم نہیں تمہیں کیا معلوم شاید قیامت قریب ہی ہو۔ ۶۶ ان الله الخ قیامت جب بھی آئے، آئے گی ضرور۔ اس دن کفار و مشرکین کا حشر یہ ہوگا کہ وہ خدا کی رحمت سے محروم ہونگے اور بھڑکتی آگ میں ڈالے جائیں گے۔ اور اس میں ہمیشہ رہیں گے اور وہاں ان کا کوئی حامی و مددگار نہ ہوگا جو انہیں اللہ کے عذاب سے بچالے یوم تقلب الخ قیامت کے دن جب ان کے چہروں کو آگ پر الٹ پلٹ کیا جائے گا تو وہ حسرت و ندامت سے کہیں گے۔ کاش! ہم نے دنیا میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی۔ اس کے بعد وہ اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہو کر بطورِ معذرت کہیں گے ربنا انا اطعنا الخ اے ہمارے پروردگار! ہم اس معاملے میں بے قصور ہیں۔ ہم دنیا میں علماءِ دین اور پیشوایانِ مذہب ہی کی اطاعت اور پیروی کرتے رہے مگر ان ظالموں نے ہمیں ہدایت اور توحید کی راہ دکھانے کے بجائے توحید سے گمراہ کردیا اور شرک و کفر کی راہ پر لگا دیا۔ سادۃ اور کبراء سے علماءِ سوء اور پیشوایانِ دین مراد ہیں جو کفر و شرک کی تبلیغ کرتے تھے۔ والمراد بهم العلماء الذین لقنوهم الکفر و زینوه لهم وعن قتادة رؤساؤهم فی الشر والشرك (روح ج ۲۲ ص ۹۳) والاظهر العموم فی القادة والرؤساء فی الشرك والضلالة ای اطعناهم فی معصیتك وما دعونا الیه فاضلونا السبیلا ای عن السبیل وهو التوحید (قرطبی ج ۱۴ ص ۲۴۹) ربنا اٰتهم الخ یہ بھی ماقبل ہی سے متعلق ہے۔ اے ہمارے پروردگار! یہ ظالم خود بھی گمراہ تھے اور انہوں نے ہمیں بھی گمراہ کردیا۔ اسلئے

ربط آیات ... دعوائے سورت ... پہلی عقلی دلیل ۱۲ ... نقلی ۱۲

موضح قرآن ف یعنی اپنی جان پر ترس نہ کھایا امانت کیا پرائی چیز رکھنی اپنی خواہش کو روک کر زمین و آسمان میں اپنی خواہش کچھ نہیں یا ہے تو وہی ہے جس پر قائم ہیں۔ آسمان کی خواہش پھرنا زمین کی خواہش ٹھہرنا انسان میں خواہش اور ہے اور حکم خلاف اس کے۔ اس پرائی چیز کو برخلاف اپنے جی کے تھامنا بڑا زور چاہتا ہے۔ اس کا انجام یہ کہ منکروں کو قصور پر پکڑنا اور ماننے والوں کا قصور معاف کرنا۔ اب بھی یہی حکم ہے کسی کی امانت کوئی جان کر ضائع کرے تو بدلا ہے اور بے اختیار ضائع ہو تو بدلا نہیں ۱۲ منہ ف۲ دنیا میں ظاہر اور کسی کی بھی تعریف ہوتی ہے کہ وہ پردہ ہے اللہ کے فعل کا۔ آخرت میں پردہ نہیں جو ہے سو اسی کی طرف سے ۱۲ منہ ف۳ زمین میں بیٹھتے ہیں جانور کیڑے اور مینھ نکلتا ہے۔ سبزہ کھیتی آسمان سے اترتا ہے مینھ قرآن تقدیر چڑھتا ہے عمل اور دعا اور روح مردے کی۔ اور سب بستی اس کی رحمت سے ہے۔

فتح الرحمٰن: ف۱ یعنی بالفعل عدالت و علم ندارد و قابلیت آنها دارد۔

انہیں دگنا عذاب دے۔ اور اپنی رحمت سے انہیں کوسوں دور فرمادے ۶۸ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ یہ مومنوں سے نواں خطاب ہے۔ مومنوں کو تلقین فرمائی کہ خبردار رہو۔ منافقین اور فجار کی غلط افواہوں اور جھوٹی رپورٹوں سے متاثر ہو کر کہیں وہ کچھ نہ کر بیٹھنا جو موسیٰ علیہ السلام کے وقت کے لوگوں نے کیا تھا اور انہیں سخت ایذا پہنچائی تھی۔ ان لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جھوٹی تہمت لگا کر انھیں بدنام کرنے کی کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی برارت اور پاکدامنی کا اظہار فرمادیا۔ کیونکہ موسیٰ علیہ السلام خدا کے یہاں بلند قدر و منزلت کے مالک تھے۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں قارون اور اس کے ہمنواؤں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر زنا کی جھوٹی تہمت لگا کر انھیں ایذاء دی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم کو وعظ فرمایا کہ زنا سے بچو۔ جو شخص زنا کریگا۔ اسے قتل کیا جائے گا۔ قارون نے کہا اگرچہ تو ہو؟ فرمایا یہ حکم سب کے لئے یکساں ہے۔ قارون نے ایک فاحشہ عورت کو کثیر دولت کا لالچ دے کر تیار کیا۔ تاکہ وہ برسرعام اقرار کرے کہ (عیاذاً باللہ) موسیٰ علیہ السلام نے اس کے ساتھ برا کیا ہے۔ چنانچہ قارون نے مجمع عام میں کہا۔ فلاں عورت کہتی ہے کہ تم نے اس کے ساتھ بدکاری کی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس عورت کو خدا کی قسم دلا کر پوچھا سچ سچ بتاؤ۔ تو اس عورت نے اقرار کیا کہ قارون نے مجھے دولت کا لالچ دے کر اکسایا ہے کہ میں آپ پر جھوٹا بہتان باندھوں۔ اس طرح تمام لوگوں کے سامنے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی برارت ظاہر ہوگئی۔ اور قارون کا منصوبہ خاک میں مل گیا وقال بعضهم قارون قرر مع امرأة فاحشة حتى تقول عند بنى اسراءيل ان موسٰى زنى بى فلما جمع قارون القوم والمرأة حاضرة القى الله فى قلبها انها صدقت ولم تقل ما لقنت (کبیر ج ۶ ص۳۰۰) قال ابو العالية هو ان قارون استاجر مومسة اى زانية لتقذف موسٰى بنفسها على رأس الملأ فعصمها الله تعالىٰ وبرأ موسٰى من ذلك وكان ذلك سبب الخسف بقارون ومن معه (السراج المنیر ج ۳ ص۲۵۸) وهم قارون وقومه اذ رموه بالزنا بامرأة مومسة استاجروها لتقذفه بنفسها (فبرأه الله مما قالوا) باقرارها انهم استاجروها لهذا القذف فخسف الله بهم الارض (مہائمی ج ۲ ص۱۶۵) ۶۸ یٰۤاَیُّهَا الذین اٰمنوا الخ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو۔ غلط بیانی اور اتہام تراشی سے دور رہو۔ اور ہمیشہ صدق اور راست گوئی کو اپنا شعار بناؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو قبول فرمائے گا اور ان کا اجر عطا کرے گا۔ یصلح لکم اعمالکم بالقبول والاثابة عليها على ما روى عن ابن عباس ومقاتل (روح ج ۲۲ ص۹۵) اور تمہارے گناہ معاف فرمائے گا۔ دارین میں سب سے بڑی کامیابی اسے نصیب ہوگی جو اللہ اور اس کے رسول کا مطیع و فرمانبردار ہوگا۔ ۶۹ انا عرضنا الخ یہ منافقین و مشرکین پر زجر اور ان کے لئے تخویفِ اخروی ہے۔ ہم نے زمین و آسمان پر ان کے مناسبِ حال جو احکام مقرر کئے انہوں نے ان کو بخوشی قبول کر لیا اور ان کی تعمیل کی۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ فقال لها وللارض ائتيا طوعا او كرها. قالتا اتينا طائعين (حم السجدة ع ۱) لیکن کافر و مشرک اور منافق انسان نے امانت میں خیانت کی اور احکام خداوندی کو پسِ پشت ڈال دیا۔ امانت سے مراد کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ سب سے بہتر اور جامع قول یہ ہے کہ اس سے تمام احکام الٰہی اور تکالیف شرعیہ مراد ہیں قال ابن عباس يعنى بالامانة الطاعة (ابن کثیر ج ۳ ص۵۲۲) قال مجاهد الامانة الفرائض وحدود الدين وقال ابو العالية ما امروا به ونهوا عنه (معالم ج ۵ ص۲۲۹) والامانة تعم جميع وظائف الدين على الصحيح من الاقوال وهو قول الجمهور (قرطبی ج ۱۴ ص۲۵۳) لیکن غیر ذوی العقول کے لئے امانت سے تکوینی فرائض مراد ہونے چاہئیں۔ ۷۰ فابين الخ ابین کی ضمیر جمع مونث سمٰوٰت، ارض اور جبال کی طرف راجع ہے۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں ان یحملن، حمل سے ہے۔ جس کے معنی یہاں خیانت کے ہیں۔ قوله تعالىٰ فابين ان يحملنها واشفقن منها وحملها الانسان اى يخنها وخانها الانسان ونص الازهرى عرفنا تعالىٰ انها لم تحملها اى ادتها وكل من خان الامانة فقد حملها (تاج العروس ج ۷ ص۲۸۰) وحمل الامانة ومحتمل لها يريد انه لا يؤديها الى صاحبها الخ (بحر ج ۶ ص۲۵۴) يريد بالامانة الطاعة لله وبحمل الامانة الخيانة يقال فلان حامل للامانة ومحتمل لها اى لا يؤديها الى صاحبها حتى تزول عن ذمته الخ (مدارک) اور الانسان سے کافر و منافق انسان مراد ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ہم نے ساری مخلوق پر بارِ امانت پیش کیا۔ زمین و آسمان اور پہاڑوں نے اس امانت کو اٹھاتے ہوئے عہد کیا کہ وہ اس امانت کا حق ادا کرینگے۔ اور اس میں ہرگز خیانت نہیں کرینگے۔ اور مفوضہ فرائض احسن طریق سے انجام دیں گے۔ واشفقن منها یعنی امانت میں خیانت کرنے سے ڈر گئے (اسی طرح مومنین نے بھی امانت کو اٹھالیا اور اسے پورا کرنے کا عہد کیا) لیکن کافر و منافق انسان نے اس امانت میں خیانت کی۔ اور اللہ کی اطاعت کا حق ادا نہ کیا۔ اور اس خیانت کی وجہ سے اس نے اپنے اوپر بہت بڑا ظلم کیا اور جہالت و نادانی سے اس میں خیانت کی (وحملها الانسان) اى خان فيها وابى ان يؤديها (انه كان ظلوما) لكونه تاركا لاداء الامانة (جهولا) لاخطائه ما يسعده مع تمكنه منه وهو اداءها قال الزجاج الكافر والمنافق حملا الامانة اى خانا ولم يطيعا ومن اطاع من الانبياء والمؤمنين فلا يقال كان ظلوما جهولا (مدارک) حضرت شیخ کے نزدیک حمل بمعنی خیانت راجح ہے۔ اگرچہ اکثر مفسرین نے حمل کو اٹھانے کے معنی پر محمول کیا ہے۔ ۷۱ لیعذب الخ لام برائے عاقبت ہے۔ منافق و مشرک انسان کے امانت میں خیانت کرنے اور مومنوں کے حق امانت ادا کرنے کا انجام یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ منافق اور مشرک مردوں اور عورتوں کو عذاب میں مبتلا کرے گا۔ اور ایمان والے مردوں اور عورتوں کی توبہ قبول فرمائے گا۔ اور ان کے اعمال کا ان کو اجر و ثواب عطا کرے گا۔ کیونکہ وہ غفور رحیم ہے۔ اور اس کی بخشش و رحمت کا تقاضا یہی ہے۔ واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔